بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

مفتاح کنوز اسرار الٰہی منشور لامع النور معرفت و آگاہی گل گلستان طریقت ثمر شاخسار حقیقت اسم بامسمیٰ

یعنی

بوستان معرفت

شرح اردو

مثنوی مولوی روم

دفتر اول

تصنیف و تالیف شریف عالم باعمل ماہر اسرار سبحانی حضرت مولوی عبدالمجید خانصاحب ساکن پیلی بھیت

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپی

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب سے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُن مین بعض کتب اخلاق و تصوف اُردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب اخلاق و تصوف اُردو	
اُردو ترجمہ غنیۃ الطالبین عربی - قدیم مستند تصنیف غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کا حامل المتن اُردو ترجمہ ہی خوبی یہ ہی کہ ہر صفحہ مین دو کالم ہین ایک مین عربی عبارت اسی قدر ہی جس قدر دوسرے کالم مین اُردو ترجمہ ہی جدید الترجمہ اور اسقدر مقبول ہوا کہ اگرچہ ترجمہ کو تھوڑا زمانہ ہوا مگر دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہی جس کا کاغذ وغیرہ کل امور ایڈیشن اول سے بدرجہا عمدہ ہین -	
ایضاً - کاغذ حنائی -	۴/پ
ایضاً - کاغذ سفید -	سے/پ
سیرت محمدیہ - مطبوعہ غیر -	سے/پ
جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی -	۵/۶ پا
باب دانش - مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش -	۲/
ذخیرۂ سعادت - ترجمہ بھامنی بلاس کی پستک دو فصل اول و آخر کا ترجمہ تہذیب اخلاق مین مؤلفہ لالہ لالجی صاحب -	۱/۶ پا
اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان -	۴/
ترجمۂ عوارف المعارف - کامل دو جلد مین مترجمۂ مولانا ابوالحسن فرید آبادی مرحوم -	عہ/۴
خزینۂ دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی کریم بخش -	۳/۶ پا
معدن تہذیب - مصنفۂ مرزا حبیب حسین صاحب بی - اے مجلد خوشنما جلد پارچہ -	عہ/پ
مخزن الفصاحت - معروف بہ مسدس آخر -	۲/
بستان تہذیب - جامع اخلاق و آداب مرتبۂ نواب حاجی محمد عمر علی خان بہادر فیروز جنگ مطبوعۂ نظامی -	۲/۹ پا
بحر الحقیقت - اصلاح نفس مین -	۲/
آبحیات - اخلاق و موعظت مین مصنفۂ منشی کامتا پرشاد -	۳/
کیمیائے حکمت - حصۂ اول بیان شرائف علم و ادب -	۲/
تہذیب الاخلاق - مؤلفہ مولوی نجم الحق -	۱/
اخلاق رضی - مصنفۂ قاضی محمد رضی -	۴/
شجرۂ معرفت - منتخبات مثنوی مولانا روم مترجمۂ سید غلام حیدر صاحب -	عہ/۴
پیراہن یوسفی - اُردو ترجمہ مثنوی مولانا	

فہرست بوستان معرفت شرح اُردو مثنوی مولوی روم دفتر اول

بفضل خلاق زمین و آسمان و بصنع صناع مکین و مکان
مفتاح کنوز اسرار الٰہی منشور لامع النور معرفت آگاہی گل گلستان طریقت ثمر شاخسار حقیقت اسم بامسمّٰی
یعنی
بستان معرفت
۱۳۰۹
شرح اردو
مثنوی مولوی روم
دفتر اول
تصنیف منیف و تالیف شریف عالم ربانی ماہر اسرار سبحانی حضرت مولوی عبد المجید خان صاحب ساکن پیلی بھیت
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ حسن خوبی چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے اسی سے دوجہان کی مثنوی ؛ ہے وہی ظاہر وہی ہے معنوی ؛ روم روز و زنگ شب اس سے پدید ؛ حمد و ند
اسکا نہین دید و شنید ؛ قادر مطلق توانا و قدیر ؛ خالق بر حق دانا و خبیر ؛ فالق الاصباح اس کی اک صفت ؛
کاتب الالواح مشکل معرفت ؛ خاک مین پیجاسے زندہ کو وہی ؛ جان [illegible] خاک مردہ کو وہی ؛ رات کو وہ دن
کرے اور دن کو رات ؛ ہے نہاں [illegible] ؛ اسکی ہی قدرت سے ہے سارا جہان ؛ رنگ اسکا رنگ دو
این و آن ؛ ذو الجلال و ذو الجمال و ذو الکمال ؛ بیمثال و بیہمال و بے زوال ؛ حمد اسکی ہو بھلا کس سے ادا ؛
جب کہا حضرت سے لا احصی ثنا ؛ آن شہ مختار احمد مجتبا ؛ جوہر جان و روان انبیا ؛ روے انور نور حق سے منجلی
پشت پر مہر نبوت ثبت تھی ؛ دیکھکر ہر ایک کرتا تھا خطاب ؛ ہے نہین کذاب یہ روے صواب ؛ سب اثین [illegible]
نور سے پھولے یہ پھول ؛ اولین و آخرین نفس و عقول ؛ ہین فضائل چار کے یہ چار در ؛ یعنے بوبکر و علی عثمان و
عمر ؛ حضرت زہرا و سبطین رسول ؛ الغرض ہے سب پہ رحمت کا نزول ؛ اما بعد ضراعت نشان [illegible]
عبد الرحیم خان ساکن [illegible] یا دعوت [illegible] گزارش گر ہے کہ درینولا اس خاکسار کو [illegible] مثنوی کی شریف
کا [illegible] کہ یہ کتاب مشکل ہے حاجت شرح کی معلوم ہوئی چنانچہ [illegible] فارسی کی مصنفہ المشہور
فی [illegible] جناب مولوی عبد [illegible] صاحب مرحوم [illegible] جناب [illegible] اور [illegible]
[illegible] کے [illegible] عہد [illegible]

رمضان کہون تو بجا ہے اور اگر عید قربان تو روا لیکن وائے قسمت بعد معائنہ وہ کیفیت ہوئی جیسے سعدی
نے گلستان مین حکایت ایک بھوکے پیاسے مسافر گم شدہ کی لکھی ہے جس نے ایک تھیلی پائی اور گندم بریان سمجھ کے
خوش ہوا جب کھولی تو مروارید دیکھ کے کیسا مایوس ہوا آب اگرچہ شرح بحر العلوم مروارید پر آب سے مملو و مشحون ہے مگر کس کام
کی وہ آب تو نہین جس سے میری خاطر عطشان ریان ہو نہ ایسی جس سے میری طبیعت جو عان شبعان ہو
یا اور کسی کی خارجی تقریرین طول طویل تو ہین مگر نفس مطلب شعر کی کوئی سبیل نہین شرح کیا متن سے بڑھ کے ہے اور
غلطیان علاوہ بران اور حضرت کشف العلوم کی یہ کیفیت کہ ایک شعر کے معنی دوسرے دفتر مین انہیں صفحون پر
زیب رقم فرمائے کہ ہر صفحہ مین اکیس[۲۱] سطر ایک بالشت لمبی میانہ درجہ قلم کی ہین بھلا طالب معنی کا کیا ٹھکانا الغرض
دونون کا یہ حال شعر جب نظر اُنکے سویداے رقم پر کیجیے ✤ کہتے ہین بس بس ذرا چپکے ہی سے رکھ دیجیے ✤ ہر چند
اہل علم کی قوت بیانیہ کو بڑی وسعت ہے جاہین جیسی طول مقالی کرین لیکن جب آپ ہی لکھین آپ ہی پڑھین آپ ہی
کہین آپ ہی سمجھین تو کیا لطف ع بسے گنج زینگونہ در خاک ہست ✤ لاجرم مجکو یہ ہوس ہوئی کہ مین بطرز مختصر نفس مطلب
شعر کا بطور حاصل المتن لکھون اور اہل انصاف کے انصاف پر چھوڑون تا شروح موصوفہ کے مقابلے مین ملاحظ
فرمائین اور داد انصاف کی دین کہ سریع الفہم مملو بفوائد عام کون ہے اور عسیر الفہم خالی از مقاصد اتام کون کما قال
اللہ عز و جل وَاِذَا حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ تاریخ شروع تحریر اور اختتام اس دفتر
کی ان اشعار سے واضح و لائح ہے ابیات یا الٰہی ہو طفیل جملہ پاکان جہان ✤ عیب سے اور نقص سے
پاکیزہ یہ میرا بیان ✤ دے کشش اسکے معانی کو وہ پر تاثیر تو ✤ لائے ہر خاطر کو اپنے ہی طرف دامن کشان ✤
دیکھین ارباب نظر جب اسکو از راہ کرم ✤ ہون دعائے خیر سے حق مین مرے گوہر فشان ✤ بوستان معرفت
ہے نام اور تاریخ بھی ✤ ابتداء التحریر کی اسکے بلاشک و گمان[۱۳۰۹ھ] ✤ ختم کی تاریخ جانو چشمۂ نہر بہشت ✤ محتقر مرغوب از بس
دلپذیر و دلستان[۱۳۱۰ھ] ✤ ہے جہان مین جبتلک امن و امان کا سلسلہ ✤ حاسد و بدگو سے یارب یہ رہے اور امن و
امان ✤ کیا عجب جو فضل سے اپنے کرے رب مجید ✤ اسکو ہدیہ ارمغان سوغات و تحفہ نوربان ✤
آمین یا رب العالمین فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ بشنو از نی چون حکایت میکند ٭ از جدائیہا شکایت میکند ٭ کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ٭ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند ٭ چون کمعنی چگونہ از مصرعہ ثانی مین تفسیریہ ہی کاف بیان تا توقیت کا نفیر فریاد و آواز المعنی پہلے شعر مین مولانا رح ہر کسی کو مخاطب فرما کے تحریص و تحریض تلاش و جستجو اصل و مبدا کی جو بموجب نفخت فیہ من روحی کے ذات پاک حضرت باری عز اسمہ کی ہی فرماتے ہین اور باپرا و لفظ نی اس معنی کو اس اکا سے جتاتے ہین کہ ذرا نی کی طرف تو متوجہ ہو اور اسکی صورت و صدا پر کان لگا کیسی حکایت و شکایت کر رہی ہی کہ جب سے مجکو نیستان سے جو میرا منبت و ماوا ہی اور اصل و منشا جدا کیا ہی اسکی یاد مین ایسے درد و سوز صادق کے ساتھ نالان ہون جسکے اثر سے تمام مرد و زن موثر ہو کے زار و گریان ہوتے ہین پس ای مخاطب خبردار ہو بڑے حیف کی بات ہی کہ نی جو ایک چوب خشک بیجان ہی اپنی اصل کی مہاجرت سے ایسے نالے سوزناک کرے کہ آپ بھی روئے اور دونکو بھی رولائے تو انسان اشرف المخلوقات ہو کے ایسا غافل و عاطل رہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع نہ کرے حالانکہ فرمایا خداوند عز و جل نے منہ المبدأ و الیہ المآب جو کہ اہل اللہ اور کاملین ہر چیز سے عبرت و خبرت حاصل کرتے ہین اور راز و اسرار نکالتے ہین مولانا رح نے نی سے یہ بات پیدا کی اختلاف واضح ہو کہ شرح فارسی جو حضرت بحر العلوم کی ہی اور اردو مراد آبادی جسکا نام کشف العلوم ہی دونون مین و ز جدائیہا مع وا و عطف بلکہ شرح اردو مین و ز نفیرم بھی بالعطف لکھا ہی اور مین نے دونون جگہ بعض کتب مین وا و نہین پایا نہ مجکو وا و لپسند ہی اول مین تو مجکو عطف سے تفسیر زیادہ پسند ہی یعنی وہ حکایت کیا ہی جدائیون کی شکایت ہی اور دوسرے

شعر مین عطف کرنے سے دونون مصرعے شرط ہوکے معلق رہ جاوینگے اور جزا انمین ہی نہین پھر کیسے صحیح ہوگا فارسی کی شرح مین
نی سے مراد مرد کامل اور قلم اور خود نی اور ذات مولانا رح سے لیکر طول طویل تقریرین لکھی ہین اور شارح اُردو تو
انکے خوشہ چین ہی ہین مگر مین اتنے ہی معنی لکھنا چاہتا ہون جو ذات شعر سے پیدا ہون اور طالب معنی سمجھ لے
کہ یہ کیا تھوڑا ہی نہ یہ کہ شرح کو تلاش معنی مین اُٹھائے اور دیکھے اور فوراً رکھدے کہ مشکل ہی اور پھر دیکھنے کا قصد بھی نکرے
نہین بڑون کی بڑی باتین ہوتی ہین کہان تک اپنی طبیعت گھٹائین اور اُس کا زور نہ دکھائین قولہ سینہ خواہم شرحہ
شرحہ از فراق ٭ تا بگویم شرح شوق و اشتیاق ٭ شرحہ شرحہ بالفتح پارچہ پارچہ المعنی یہ بھی قول نی کا ہی کہتی ہی
جیساکہ میرا سینہ شوق و اشتیاق وطن و ماوا سے سوراخ سوراخ ہو رہا ہی ایسا ہی تو کوئی سینہ پارہ پارہ درد
فراق سے چاہتی ہون تا مناسب اپنے سمجھ کے اُس سے شرح شوق اشتیاق کی بیان کرون ورنہ جیساکہ کہا ہی شعر
گفتن از زنبور بے حاصل بود ٭ با یکے در عمر خود ناخوردہ نیش ٭ شرحہ شرحہ اور شرح مین تجنیس زائد ہی فراق اور شوق و
اشتیاق تینون باہم مناسب مع صنعت اشتقاق الخلاف شارح فارسی لکھتے ہین یا یہ مقولہ نی کا ہی جو انسان کامل
مراد ہی یا مقولہ مولوی کا ہی اور معنی دونون کی طرف سے یہ کہ اپنے سینے کو پارہ پارہ فراق و ہجر سے چاہتا ہون
کہ درد طلب سے کسی وقت خالی نہو تا طالبون کے سامنے شرح درد اشتیاق کی کرون اور اسی کے مقلد شارح
اُردو کے ہین انتہی اول تو یہ کہ احتمالات مجکو خوش نہین آتے جنمین کہنے والا کہہ سکتا ہی ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند ٭
جب ایک بات کو مستقل ہو کے جان لیا پھر پا یا کیا اپنا شک ظاہر کرنا دوسرے کو شک مین ڈالنا نی کا لفظ کیا کم ہی جو
مراد ی معنی ڈھونڈھتے پھرین مین نے تو خاص اسی لفظ نی کو بموجب یک در گیر محکم گیر کے اختیار کیا ہی اور امید ہی کہ
اخیر تک مع ربط سیاق کلام کے نباہ دونگا نہ بدل گا ہے چنین گا ہے چنان کے کبھی کچھ کہدیا کبھی کچھ کہدیا اور معنی
بھی ذرا غور کے قابل ہین کہ سیاق سباق کلام سے مربوط ہین یا نہین اسواسطے کہ ہمیشہ قاعدہ یہ ہی کہ دُکھیا اپنا دُکھ
کہنے کیواسطے دُکھیا کو ڈھونڈھتا ہی نہ از خود دُکھیا بنتا ہی کہ دُکھ سننے والون کو سنانے چنانچہ میری فہم مین یہی بات شرح
کے معنی سے مترشح ہی اور جو خود ہی ایک اعتراض لکھا ہی مجھے کیا غرض کیا خوب حضرت سعدی نے فرمایا ہی ع مرا از انچہ
کہ پروانہ خویشتن بکشد ٭ قولہ ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ٭ باز جوید روزگار وصل خویش ٭ المعنی مولانا رح فرماتے ہین
دیکھ تو کیسے شوق و اشتیاق اصل مین کہہ رہی ہی کہ جو کوئی اپنے اصل وطن کانے سے دور پڑتا ہی ہمیشہ اسی دھیان خیال مین
رہتا ہی کہ کب ہو کہ مین پھر اپنی اصل سے وصل ہو جاؤن تا در د فراق سے چھوٹ جاؤن الله الله کیسی اس نی کے پردے مین
تنبیہ و تعلیم فرما رہے ہین کہ یاد کر اُسوقت کو جو زمان وحدت تھا کہ نہ جسم تھا نہ اسم یکرنگی تھی نہ دوئی اور یہی تیری اصل تھی
اسی سے تجکو فصل ہوئی ہی بس اسی کے وصل کا طالب ہو الخلاف شارح فارسی نے وہی انسان کامل یا مولوی مراد
لی ہی اور تقریر معنی کی لکھی ہی قولہ من بہر جمعیتے نالان شدم ٭ جفت خوشحالان و بدحالان شدم ٭ یہ مقولہ بھی نی کا ہی

کہتی ہی کہ مین مشتاق و دورافتادہ شوقمند اپنے اصل کی اس خیال سے کہ شاید کوئی شائق کہین نظر آجائے ہر جلسہ اور مجمع مین نالان ہوئی اور خوشحالون اور بدحالون دونون فریق کی جفت بنی خوشحال بدحال باہم متضاد ہین چاہیے جن متضادین سے مراد لیجائے مثلاً امراکہ ان کے یہان اور باجون کی طرح نَے بھی بجتی ہی یا فقراکہ اکثر خود بھی بجاتے ہین اور سنتے بھی ہین یا ذوق پوش وجد کوش سماع نیوش یا رند مکار پرجوش و خروش سب کی جفت بنی اور سب سے آمیزش کی خبر اسکی شعر آیندہ ہی شارح فارسی نے بموجب شملہ بمقدار علم کے اپنی دریاے طبیعت کے موافق تقریر معنی کی تحریر کی ہی اور مین پہلے ہی عرض کرچکا ہون کہ نفس مطلب شعر کا قابل فہم آپ جیسیون کے لکھون گا اور میرے نزدیک نفس مطلب ہی اصل ہی مثل اس قول کے ہذا المقدار یکفیک وما زاد علیہ فاتت حاملہ قولہ ہر کسے از ظن خود شد یار من ✤ وز درون من نجست اسرار من ✤ المعنی یہ شعر خبر ہی اگلے شعر کی کہ مین ہر مجمع جلسہ مین نالان ہوئی اور ہر کوئی اپنے ظن و گمان کے موافق کہ ان خیرا فخیر و ان شرا فشر میرا یار و موافق ہوا اور اپنے اپنے مطلب کی بات سن لی سمجھ لی لیکن میرے اسرار درونی کو ہرگز کسی نے نہ جانا اور اسکا طالب کوئی نہوا نہ واقف آور وہ اسرار اسرار عشق ہین جس سے آسمان و زمین اور پہاڑ ہر شے ڈر گئے اور کانپ اٹھے الخلاف شارح فارسی نے تقریر اسکی لکھی ہی لیکن اب نہ وہ انسان کامل ہی نہ مولوی جدی جدی باتین ہین جدا جدا رنگ اور مین وہی ذکر لیے جاتا ہون ع ہست مطرب بران ترانہ ہنوز ✤ قولہ سر من از نالۂ من دور نیست ✤ لیک چشم و گوش را آن نور نیست ✤ ادپر جو کہا ہی کہ میرے دل کا بھید کسی نے نہ ڈھونڈھا پس اگر کوئی کہے کہ تیرے دل کا بھید کیسے ڈھونڈھین اور کہان پاوین اسواسطے کہتی ہی کہ یہ نالہ ہی میرا میرا بھید ہی اس بھید سے الگ نہین اسلیے کہ نالہ بعینہ عشق سے ہی اور عشق ہی بھید مگر کیا کرون کہ تیرے چشم و گوش کو اسکی دید و شنید کا نور نہین ملا نہ اس نالہ کو تو سن سکتا ہی نہ اس بھید کو تو دیکھ سکتا ہی یہ کام تو اہل باطن کا ہی نہ ظاہر بینون کا جو مقید صوت و نوا کے ہین الخلاف شرح فارسی مین بہت کچھ لکھا ہی جسکا جی چاہے دیکھے سمجھے اور مین تو یہ بو دوا سے خود خوشم ع کس کام کا وہ گل ہی کہ جس گل مین بو نہین ✤ قولہ تن ز جان و جان ز تن مستور نیست ✤ لیک کس را دید جان دستور نیست ✤ المعنے یہ شعر دلیل و تمثیل اس بات کی ہی جو کہتی ہی کہ چشم و گوش جو اس بھید کی دید و شنید کا نور ہی نہین دیا یعنی سب جانتے ہین کہ جان تن سے تن جان سے مستور و پوشیدہ نہین ظاہر نمود جان کی تن سے اور وجود تن کا جان سے ہی لیکن حکمت حکیم برحق نے یہ قاعدہ اور دستور ہی جاری نہین کیا کہ کوئی دید جان کا کر سکے اور بچشم ظاہر مثل اور اشیا کے دیکھ لے اور اس بھید کا بھی تعلق جان سے ہی پھر کیسے نظر آئے تن اور جان دید دست و دستور مین سب مراعات ہین قولہ آتش ست این بانگ نائے نیست باد ✤ ہر کہ این آتش ندارد نیست باد ✤ نائی مین یا نسبت کی ہی جیسے طائی مین نہ فاعلیت کی بمعنی نَے نواز المعنی یہ مقولہ مولانا رحمہ کا ہی کہ یہ بانگ جو نَے سے نسبت رکھتی ہی ایک آگ ہی جس سے لوگ دور دور بھاگتے ہین نہ ہوا کہ جس سے خوش ہوتے ہین مگر ہے ایسی آگ کہ جس مین

یہ آگ نہو وہ نیست ہوجاے تو اچھا اسلیے کہ وجود اسکا محض عبث اور نکما ہی ہوا تو کیا نہوا تو کیا جیسا کہ غنیمت نے کہا ہی
ع دل بے عشق در عالم مباد ا ۞ الخلاف شرح فارسی مین نا ے بمعنی نی نوازے کے لکھا ہی کہ انسان کامل ہی اور
آگے وہ تقریر خارج جسکی لفظ ہی شعر مین نہین اور اس جملے کے معنی جو نیست باد ہی نیست و فانی ہوجاے وجود بشری
سے تا یہ آگ حاصل ہوجاے اور عاشق کامل بنجاے اور یہی معنی حضرت کشف العلوم کے ہین مع زیادتی اتنی بات
کے کہ مولانا کی شان سے دعاے بد بعید ہی اسواسطے نیست باد سے مراد یہ ہی کہ عشق اسکو ہوجاے انتہی مین نے تو
خدا کے فضل اور توجہ روح پر فتوح حضرت مولانا رح سے بموجب ع سپید از سیہ فرق کردم جو فجر ۞ کے اپنے معنی
نکال لیے ہین اور سے غرض نہین وہ یہ کہ نا ے بمعنی نی نوازے کے ایسا ہی جیسے تحدین مین کوئی غیر گھس پڑا اور مخل ہوگیا
او نیست باد سے نہ اسکی فنا مقصود ہی نہ اسکو عشق مل جانا مقصود یہ سب کچی باتین ہین بلکہ خباست و نائت
بے عشق ہونے کی منظور ہی جیسے سعدی نے فرمایا شعر چنین آدمی مردہ بہ ننگ را ۞ کہ بروے فضیلت بود سنگ را ۞
اور دوسری جگہ فرمایا شعر بدل گفتم ای ننگ مردان بمیر ۞ کہ کودک رود پاک و آلودہ پیر ۞ مجکو تو موافق اپنی طبیعت
پیچ پوچ کے کہ ادب زبان پکڑے لیتا ہی حضرت بحر العلوم سے تعجب ہی نہ کشف العلوم سے کہ یہ تو انھین کے زلہ بر ہین
کہین بطور من ہم کے قدم بڑھا دیا العہد العہد لا قوۃ الا باللہ قولہ آتش عشق ست اندر نے فتاد ۞ جوشش عشق ست
کاندر می فتاد ۞ المعنی بہ تائید شعر صدر فرماتے ہین کہ یہ جو ہمنے کہا کہ بانگ نی کی آتش ہی بیشک آتش ہی اور آتش بھی
عشق کی جسکی صفت مین کہا ہی ع ریزۂ آنرا جحیم اندر دہان انداختہ ۞ یہی آتش نی مین پڑی ہی اور اسی آتش کی
جوشش مے نے پائی ہی جو ایسی بیخود و مست کرنیوالی ہی کہ ہنگام عروج نشہ نہ سر کا ہوش چھوڑتی ہی نہ پاؤن کا نہ لنگے کا
نہ ڈھکیکا الخلاف شارح فارسی نے بہت معنی طویل لکھے ہین آخر بحر علوم بھی تو ہین اگر ہماری سمجھ مین نہ آوین تو
وہ کیا کرین اور ہم کیا کرین پھر بجز اسکے اور کیا بن آتا ہی شعر بنان خشک قناعت کنیم و جامہ دلق ۞ کہ بار محنت خود
بہ کہ بار منت خلق ۞ جو معنی الفاظ سے پیدا ہون انھین پر صبر کرین شعر گر بود دلبر بخواہ بہ پیش ۞ دست توان کرد
در آغوش خویش ۞ قولہ نے حریف ہر کہ از یاری برید ۞ پردہایش پردہاے ما درید ۞ حریف دوست و ہم پیشہ
بریدن جدا ہونا پردہ حجاب و مقامات راگ جسکی ہندی سندری ہی المعنی پھر بتفریع صدر فرماتے ہین کہ یہ نی رفیق و ہم پیشہ
اس شخص کی ہی جو اپنے یار سے جدا پڑا ہی اور فراق مین مبتلا ہی کس واسطے کہ خود بھی تو درد فراق و جدائی کی ستائی
ہوئی ہی پھر بقول سعدی رح ع ما للغریب سوے الغریب انیس ۞ کیسے نہ اسکی حریف ہوگی اور اسی وجہ سے
اسکے پردون نے کہ بسوز و گداز مختلف مقامات سے نکلتے ہین ہمارے پردے پھاڑ دیے یعنی وجد و حال مین ڈالکے
فضیحت و رسوا کردیا یا وہ حجابات مرتفع کردیے جو ما بین محبوب کے اور ہمارے حائل تھے اور حریف و یار و پردہ سب باہم مناسب
الخلاف شارح بحر العلوم نے سے وہی مراد انسان کامل لیے چلے آتے ہین یہان فقط نے سے یہی نی ہی مین نے جو ابتدا

نے کو اختیار کیا سو کیا قولہ ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید ؛ ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید ؛ کاف دونون کدامیہ ہین ظاہر ہی کہ زہر و تریاق باہم ضد ایک دوسرے کی ہین والضدان لا یجتمعان مگر یہ نے کچھ عجب شی ہی جس مین زہر و تریاق اور دمسازی و مشتاقی دونون باتین جمع ہین زہر اس اعتبار سے کہ عاشق صادق جب حال و وجد مین ہوتا ہی اُسوقت مین اسکی بانگ و نوا اُسکے دل و جگر مین کام زہر کا کرتی ہی کہ پارہ پارہ کر دیتی ہی اور اس حال کی دمساز بنتی ہی اور جب وہ اپنے مقام پر درود واردات تجلیات سے مطمئن اور مسکن ہوتا ہی یہ اسکو اور زیادہ سکینہ و طمانینت بخشتی ہی اور ہشومند کرتی ہی واضح ہو کہ حال پر ہر وقت قیام ہونے سے مقام ہو جاتا ہی حال اُس سے بڑھ کے ہوتا ہی ایسے ہی جو بڑھتا جاتا ہی وہ حال ہی اور جو ٹھہر تا جاتا ہی مقام ہوتا ہی زہر و تریاق اور دمساز و مشتاق باہم متضاد اور شعر صنعت ترصیع مین ہی قولہ نے حدیث راہ پر خون مے کند ؛ قصہا ے عشق مجنون می کند ؛ راہ پر خون راہ صعب گذار المعنی حضرت مولانا بہ تطبیق شعر سابق کے فرماتے ہین کہ یہ بانگ و نوا نے کی محض صوت و صدا نہین بلکہ ذکر و بیان راہ دشوار گذار عشق کا ہی جسکے قدم قدم پر فرش خون عاشقون کا بچھا ہی اور ساری راہ پر رنگ خون۔ اور مجنون جیسے عاشقون کے قصے کرتی ہی جنھون نے آپ کو ذات محبوب مین مثل کے فنا کر دیا اور اُس سے وصل ہو گئے جیسے مجنون نے انا لیلی کہا حدیث و قصہ اور عشق و مجنون باہم مناسب غرض کہ طالب ان سب مراتب کو اُس سے پہونچتا اور حاصل کرتا ہی بخلاف حضرت بحر العلوم کی شرح مین اس جگہ پانچ شعر اکٹھے لکھے ہین مگر معنی فقط اسی ایک شعر کے زیب رقم فرمائے جانے اسلئے کیون اغماض فرمایا ایسے بھی تو نہین جو قابل لکھنے کے مضمون الحق ہر کسے مصلحت خویش نکو مے داند ؛ قولہ دو دہان داریم گویا ہمچو نے ؛ یک دہان پنہان ست در لبہاے وے ؛ یک دہان نالان شدہ سوے شما ؛ ہاے ہوی درفگندہ در سما ؛ لیک داند ہر کہ او را منظر ست ؛ کین فغان این سرے ہم زان سر ست ؛ دمدمہ در ناے از دمہاے اوست ؛ ہاے ہوے روح از ہیہاے اوست ؛ منجملہ پانچ شعرون کے چار یہ ہین ایک اوپر ہو گیا سما بفتح آسمان منظر بالفتح غور و چشم و روے دمدمہ بفتح ہر دو دال فریب و آواز نقارہ و نقارہ ہاے ہو و شور و غوغا ہی کلمہ تنبیہ و تحسین و زجر و افسوس ہاے آخر کلمہ مین افادہ معنے جمع کا کرتا ہی پس ہیہا سے جمع ہی کی ہی ناے نے و حلقوم المعنی مولانا رح فرماتے ہین ہمارا اور نے کا ایک حال ہی اسکے بھی دو دہن ہین ہمارے بھی دو دہن ایک دہن اُس کا نا ے کے لبون مین چھپا رہتا ہی ہمارا بھی دہن نے نواز حقیقی کے زیر لب ہی اور ایک دہن مخلوق کی طرف ہی جو آسمان مین ہاے ہوے شور و غل ڈالے ہوئے ہی مگر جسکی آنکھین کھلی ہین وہ خوب جانتا ہی کہ اس دہن سے یعنے اس سرے سے جو آواز ہی وہ بھی اُسی سر کی ہی جو لبون مین تاے کے دبا ہوا ہی اور ناے کہ وہ بانسلی یا حلقوم ہی اسی کے دمون اور پھونکون سے آواز کر رہی ہی اور انھین دمون کے پھونکون اور ہیہا یعنے آگاہیون سے ہاے ہو روح کی ہی یعنے روح فیضیاب ہی پہلے شعر مین دہان اور گویا اور نے بمعنے حلقوم اور لب سب ملا سب یک دیگر شما سما نوعے تجنیس

اور نالان دو ہستے ہو دم و ندیما تجنیس زائد الخلاف شرح فارسی مین بجاے لیک واند کے وا رند غلط ہے ہے نہ ان
اشعار کے معنی بسبب لکھے ہین قولہ محرم این ہوش جز بیہوش نیست ٭ مرزبان را مشتری چون گوش نیست ٭ مشتری بالضم
خرندہ محرم واقف راز المعنی شعر صدر مین جو لفظ ہیہات جمع ہی کلمہ تنبیہ بمعنی خبردار کرنے کے واقع ہی اسی کی طرف اشارہ
ہوش سے کیا ہی اور بیہوش وہ لوگ جن کی صفت مین سعدی رح نے فرمایا ع پریشندہ عقل و پراگندہ ہوش ٭
بس فرماتے ہین کہ اس ہیہات کا ہوش انھین بیہوشون کو ہی سوا ان کے کوئی واقف اس راز و اسرار کا نہین جیسے تمامی
اعضا مین گوش کی طرح کوئی اعضا خریدار زبان کا نہین وجہ اسکی ظاہر ہی کہ جب گوش خریداری زبان کی نہین
کرتا ہی تو زبان بیکار یعنی گنگ ہوتی ہی اس لیے کہ بہرا مادر زادی گونگا ہوتا ہی بس بیہوش ہی اس کے سننے کو سراسر
گوش بنا ہوا ہی ہوش گوش زبان محرم مشتری برعایت یکدیگر نہایت مناسب الخلاف شرح فارسی کا ترجمہ
محرم اس راہ پرخون کا سواے اس شخص کے نہین جو بےشعور ہو گیا غیر سے بلکہ ہر چیز مین محبوب کو دیکھتا ہی جیسا کہ
خواہندہ زبان کے سواے گوش کے نہین کہ سننے والا کلام زبان کا ہی انتہے پانچوان شعر ہی جسمین راہ
پرخون تھا اور درمیان مین اور ذکر اس سے مختلف ہو گئے اور پھر یہ لوند کا سا مہینا آگو دا سوا اس کے مولانا رح
نے ہوش کہا ہی ہوش و راہ سے کیا مناسبت اور دوسرے مصرع کے معنی بھی موجود مگر میری مجال کہان کہ
بحرالعلوم کے معنی مین لب خشکی طبیعت کی ظاہر کر دن البتہ لکھ ضرور دیے ناظرین خود نیک و بد دیکھ لین گے
شعر ہر کارے بفضول من برآید ٭ مرا در وے سخن گفتن نشاید ٭ قولہ گر نبودی نالہ نے را اثر ٭ نے جہان را پر نکردی
از شکر ٭ المعنی فرماتے ہین کہ نالہ کسی کا خوش آیند نہین ہوتا ہر کوئی نالہ سے گھبراتا ہی بخلاف نالۂ نے کے اس مین
وہ تاثیر و اثر ہی کہ تمام جہان اسکی لذت سے ایسا بھرا ہی کہ گویا شکر سے پر ہی اور کسی کا جی اس شکر سے بیزار نہین
ہوتا ہی نہ بھرتا ہی نبودی نالہ نے نکردی چارون مین سر کلمہ نون کہ صنعت ہی اور برعایت نے شکر الخلاف
شرح فارسی مین بجاے اثر کے ثمر لکھا ہی مجکو اثر یاد تھا مین نے اپنی کتاب مین بے تامل بنا دیا دوسرے کوئی نے
ثمردار نہین ہوتی پھر مولانا رح ایسی انہونی شے کیسے ذکر کرتے ہین تو کیا کرون اس حکم سے مجبور ہون شعر اگر بینم کہ نابینا
و چاہ ست ٭ وگر خاموش بنشینم گناہ ست ٭ اور کچھ معنی نہین لکھے قولہ در غم ما روزہا بیگاہ شد ٭
روزہا با سوزہا ہمراہ شد ٭ روزہا گر رفت گو رو باک نیست ٭ تو بمان اے آنکہ چون تو پاک نیست ٭ بیگاہ شام گاہ
صبح المعنی یعنے مدتون وہ دن بھر شام تک غم اور سوز و گداز عشق مین ہمارے شریک و ساتھی رہی اور مثل ہمارے
نالہ و افغان کرتی رہی کہ ایک عمر تیر ہو گئی مگر پھر تعریضاً فرماتے ہین کہ اگر عمر تیر ہو گئی تو ہو جاے کچھ پروا
نہین تو قائم رہے کہ تجھ سا کوئی پاک نہین یہ دعا نے کے حق مین ہی الخلاف شرح فارسی بحرالعلوم مین
اس ہو نے سے مراد وقت لی ہی اور کہین ابن الوقت اور کہین مراد خدا تعالے سے لی ہی انتہی ہو گا مگر مین تو یہ ضروری

کرتا ہون کہ ایسی لفظ سے مرادی وغیرہ معنی وبالا مین پڑھلا کے نہین لکھتا کہ ذرا بگڑنے مین شیخ چلی کا سا بنا بنایا
گھر بگڑ جاوے اور ع بدندان گزید از تعجب یدین ❊ قولہ ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد ❊ ہر کہ بیروزیست روزش دیر
شد ❊ در نیابد حال پختہ ہیچ خام ❊ پس سخن کوتاہ باید والسلام ❊ جز بمعنی غیر دیر شدن تمام ہونا خراب ہونا اب فوت
شدن کے معنی مین مستعمل ہے المعنی مولانا رح فرماتے ہین کہ تمام مردم عالم کے تین قسم ہین ایک بصفت ماہی کہ ہر وقت
اُسکے دریائے عشق مین مستغرق ہین اگر اُس سے علیحدہ ہون تو ماہی کی طرح زندگی سے بر کنار پڑین دوسرے جز ماہی
یعنی غیر ماہی کہ وہ عباد و زہاد ہین کہ تھوڑے پانی سے سیراب ہوگئے بخلاف پہلے فرقہ عشاق کے کہ فرات مین ہین اور مستسقی
تیسرے بیروزی جنکو تم اس یم سے عطا نہوئی وہ کفار و فساق ہین پس تینون قسم مین اولین کا کہنا کیا السابقون السابقون
اولئک المقربون اور ثانی بھی اچھے مگر تیسرے بیروزی بے نصیب محض انکا دن خراب و فوت ہوا یعنی عمر آپ فرماتے ہین
تیسری قسم والے تو خارج ہوئے رہین پہلی دو قسمین ان دونون مین پہلی قسم پختہ ہے دوسری خام پس یہ خام ان پختہ
کا بھید کیسے پا سکتے ہین اور اُن کے اسرار سے کیسے واقف ہو سکتے ہین کہ کنارے لگے اور چلو و چُلّو سے سیراب ہوگئے
اور وہ قعر و تگ کے رہنے والے پھر کیا فائدہ جو طول مقال کرون بہتر یہ ہے کہ سخن کو تاہ کرون اور اُن کی خدمت مین سلام
بجالاؤن ماہی و آب برعایت یکدیگر روز بیروزی اور پختہ و خام متضاد قولہ بادہ در جوشش گدائے جوش ماست ❊
چرخ در گردش اسیر ہوش ماست ❊ المعنی پھر بتائید شعر حد فرماتے ہین کہ جو پختہ ہین اُنکا یہ حال ہے چنانچہ منجملہ ان کے
ایک ہم ہین ایسے جوش و خروش کے بھرے کہ شراب جو ایک بڑی پر جوش چیز ہے وہ اپنے جوش مین گدا ہمارے جوش
کی ہے اسی سے کچھ مانگ لیگئی ہے اور چرخ گردش ویسے مین اسیر ہے عاشق ہمارے ہوش کا ہے یعنی جان کا کہ اس کی سیر و گشت
پر فدا ہے جیسا کہ حضرت نظامی رح نے اپنی قوت سیر و گشت کی صفت مین فرمایا ہے شعر چو شاید کہ جا نہاے مادر دمے ❊
برآید بہ پیرامن عالمے ❊ بادہ اور جوش چرخ و گردش مراعات یکدیگر شرح فارسی مین کچھ معنی اسکے نہین لکھے بلکہ چار شعر
اسکے بعد اور رہین وہ بھی محض معرا چھوڑے قولہ بادہ از ما مست شد نی ما ازو ❊ قالب از ما ہست شد نی ما ازو ❊
قالب جسم خاکی المعنی بتائید شعر بالا پھر فرماتے ہین کہ ہم وہ مست و مخمور شراب عشق کے ہین کہ شراب کو جو کچھ مستی و مدہوشی
ملی ہے ہمین سے ملی ہے اور ہمین سے مست ہوئی ہے اور قالب ہمسے ہست ہوا نہ ہم اُس سے مخفی نہ رہے کہ قالب سے
مراد قالب آدم علیہ السلام کا ہے اسلیے کہ اول قالب وہی ہے نوع بشر مین جو نفخت فیہ من روحی سے ہست ہوا کہ وہ نفخہ
ہم تھے باعتبار وحدت الوجود کے الخلاف شرح فارسی مین جس کو سب شرحون کا پیر مغان بتاتے ہین دونون شعر کے
معنی نہین لکھے اور کیسے شعر ہین اب کیا ❊ اینٹ مائی خشت گل ❊ کے معنی لکھین گے قولہ بر سماع راست
ہر تن چیر نیست ❊ طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست ❊ سماع بفتح شنیدن مجاز المعنی رقص و سرود و وجد راست سچا اور ٹھیک
و نام مقام موسیقی چیر بیائے معروف غالب و دلیر طعمہ یک خوراک مرغ مرغک مین کاف تصغیر تحقیر کا ہے المعنی

ہو ... کہ اشعار سے ... مستی اپنے عشق کا چلاتا ہی اور سماع بھی منجملہ اسی قسم کے ہی لہذا اشعار بالا کہ سماع ... مستی پیچھے اور
نیک ... ہر شخص دلیر نہین ہو نکما ہوا سواسطے کہ سماع راست بڑی زبردست شی ہی ہر شخص متحمل اسکا نہین ہو سکتا بیت ...
لقمہ ہر مرغ حقیر ناچیز کا نہین ہو سکتا راست کے لفظ مین ایہام ہی بنظر تمام مقام مناسب سماع و مستی صدقہ ناچیز یہ شعر
بھی شرح فارسی سے مبرا ہی قولہ بند بگسل باش آزاد اے پسر ؛ چند باشی بند سیم و بند زر ؛ المعنی فرماتے ہین کہ تو جو عاع
راست ہے بجز و مطالب نہین ہی کیسے ہو تیرے پانون مین تو زنجیر محبت حرص و آز سیم و زر کی پڑی ہوئی ہی تجکو یہ حسن کیسے
نصیب ہو بس اس بند کو توڑ کے آزاد ہو جا سمین کب تک مقید رہے گا قولہ گر بریزی بحر را در کوزۂ ؛ چند گنجد
قسمت یک روزۂ ؛ قسمت حصہ و بخش المعنی یہ شعر بطور تفہیم اور تمثیل کے ہی کہ تو سیم و زر کا حریص اور ایسا انکے بند محبت
مین اسیر کیون ہو رہا ہی بھلا بیش از بخت و پیش از وقت کب ممکن ہی اور بر تقدیر محال یہ بھی ہم نے مانا کہ تو نے ایک
دریا اپنے کوزے مین بھر بھی لیا مگر وہ جو کوزہ تیرے ایک دن کے حصہ کا ہی اس جمع کردہ سے اُس مین ڈال سکے تو دیکھ کہ
وہ کتنا ہوتا ہی اور کس قدر سماتا ہی وہی تیرا حصہ ہی پس زیادہ حرص فضول ؛ قولہ کاسۂ چشم حریصان پر نہ شد ؛
تا صدف قانع نہ شد پر در نہ شد ؛ المعنی یہ شعر بھی بر لحاظ شعر بالا و ناشت و خساست حرص و حریص مین ہو کہتے
ہین کہ کاسۂ چشم حریصون کا کبھی نہین بھرتا ہمیشہ پھیلا اور بڑھا ہی رہتا ہی مگر وہان بقول سعدی رح یا قناعت
پر کند یا خاک گور ؛ اور یہ نہین جانتا کہ صدف جب تک قانع نہین ہوتی پر در نہین ہوتی مشہور ہی کہ نیسان کے
دنون مین سیپیان سمندر کی منہ کھولے اوپر کو کیے تیرتی پھرتی ہین جس کے منہ مین بوند ابر نیسان کی پڑ جاتی ہی
اور وہ منہ بند کر کے قعر دریا کو چلی جاتی ہی وہی بوند موتی ہو جاتی ہی اور جو منہ کھولے رہتی ہین حرص کے مارے بند
نہین کرتین وہی خالی بے گوہر رہجاتی ہین ایسے ہی حریص کا حال ہی کہ اپنی حرص سے پر نہین ہوتا بخلاف
شرح فارسی مین بجائے کاسہ کے کوزہ لکھا ہی مجکو کاسہ یاد تھا مین نے کاسہ لکھا اور سوا اسکے کاسۂ چشم و ساغر دیدہ
و جام دیدہ ایسے لفظ دیکھنے مین آئے ہین کوزہ چشم یا سبوے دیدہ مین نے تو دیکھا نہین شاید ہو قولہ
ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد ؛ او ز حرص و عیب کلی پاک شد ؛ عشقے مین یاے تنکیر کی ہی المعنے یعنے حرص کی
قباحت اور رذالت تو تو نے سنی اب وہ چیز جو نجات بخشنے والی اس رذیلہ و دیگر عیوب سے ہی تجکو بتاؤن کہ وہ عشق ہی خواہ
حقیقی ہو خواہ مجازی جسکی تعریف ہی العشق نار یحرق ماسوے المحبوب پھر ایسی نار محرق کے سامنے حرص کہان رہ سکتی
ہی اور برائیان کب ٹھہر سکتی ہین شعر شب و روز در بحر سودا و سوز ؛ ندانند ز آشفتگی شب و روز ؛ بس نوبت جامہ دری
کی جو زمان افراط عشق سے پہونچتی ہی حرص اور جملہ عیوب سے پاک ہو جاتا ہی بخلاف شارح فارسی نے
طول طویل معنے اسکے لکھے ہین اور کیون نہ لکھین ع قدم در خور خویش باید نہاد ؛ قولہ شاد باش اے عشق خوش
سودائے ما ؛ اے طبیب جملہ علتہاے ما ؛ المعنی یعنے جب عشق کو ایسا پایا کہ عیوب کلی سے پاک صاف کر کے آدمی کو

بے عیب و نقص کر دیتا ہی تو مولانا رح خوش خوش عشق کے حق مین دعا کرتے ہین کہ خدا تجکو خوش رکھے اے عشق تو اچھا سودا ہمارا ہی
تیری خرید و فروخت کیسی خوب ہی جس نے تجکو خریدا بذاتہ بریت عیوب کلی کی خریدی اور حاصل کری اور اُس
خوش قسمت کو طبیب جملہ علتون کا ملگیا قولہ اے دواے نخوت و ناموس ما ✤ اے تو افلاطون و جالینوس ما ✤
نخوت بالکسر بزرگی و برنائی ناموس توقع عزت و حرمت کی مخلوق سے رکھنا المعنی اس شعر مین بھی تائید شعر صدر کی
ہی کہ اے عشق تو دوا ہی ہماری نخوت و ناموس کا یعنی ہم جو آپ کو بزرگ جان رہے ہین اور اپنی بزرگی جتاتے ہین تا
لوگ بزرگ سمجھین اور ایسی وضع اور شان بناتے ہین کہ جس مین لوگ دیکھ کے عزت و حرمت کرین
تو ان سب کا قلع و قمع کر دینے والا ہی اور تو ہی ہمارے امراض قلبیہ کا جالینوس و افلاطون ہی شرح مین معنی نہین
لکھے ہین قولہ جسم خاک از عشق بر افلاک شد ✤ کوہ در رقص آمد و چالاک شد ✤ المعنی یعنی یہ جسم خاک جس کے عنصر
کی طرح کوئی عنصر کثیف و ثقیل نہین کہ کیسا ہی خاک کو اوپر پھینکو نیچے ہی گرتی ہی عشق کی بدولت افلاک پر گیا جیسے
حضرت عیسے علیہ السلام فلک چہارم تک پہونچے اور موجود ہین دوسرے مصرع مین قصہ کوہ طور کا ہی جو ہنگام ادراک
تجلی رب باری کے باوصف صفت جماد کیسا ناچنے اور ہلنے لگا کما قال اللہ تعالے فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و
خر موسے صعقا قولہ عشق جان طور آمد عاشقا ✤ طور مست و خر موسے صعقا ✤ عاشقا مین الف ندا کا ہی المعنی مولانا رح
فرماتے ہین اے عاشق تو کیا یہ جانتا ہی کہ مین ذی روح ہون مین عاشق ہون اور طور جماد اُس مین حیثیت عشق
کی کہان یہ بات نہین ہی بلکہ مجرد تجلی نور الٰہی کے اُس مین جان پڑگئی اور ناچنے لگا جیسا کہ فرمایا ہی ولکن
انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی پہلے آیت کی معنی ہر گاہ تجلی کی موسے کے رب نے
پہاڑ کی طرف ٹکڑے ٹکڑے تو پہاڑ ہو گیا اور موسے بیہوش ہو کے گر گئے دوسرے کے معنی لیکن پہاڑ کیطرف
دیکھ اگر وہ اپنے ٹھکانے جما رہا تو ابھی دیکھے لیتا ہی اس شعر مین اور اوپر کے شعر دونون مین صنعت تلمیح ہی الخلاف
شرح فارسی مین وہی جولانی فضولی کی ہی کیا اگر فضولی نہو صرف نفس مطلب صاف صاف ہو تو قاضی شکوہ کرین قولہ
با لب دمساز خود گر جفتمے ✤ ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے ✤ المعنی مولانا رح فرماتے ہین کہ عشق اور اُس کے
صفات جو بیان کین مجھ مین موجود ہین لیکن بیان کس سے کرون دمساز و ہمراز نہین اگر نے کی طرح مجکو بھی کوئی دمساز
ملجاتا تو دیکھتے کیسی باتین کرتا جو کرنے کی تھین الخلاف شرح فارسی مین لکھا ہی باز رفت مولانا پر
احوال نے اس باز رفت کا حال اگلے شعرون سے کھلے گا نہ یہ کہ نے کا لفظ لانے سے باز رفت ہو گئے دیکھو اسکا
کیا گل کھلے لب و دمساز نے سب مراعات ہین قولہ سر نہانست اندر زیر و بم ✤ فاش اگر گویم جہان بر ہم زنم ✤
زیر آواز نرم و پست بم آواز بلند کہ در تونگی ہندی مدھم و پنچم ہوتی بر ہم زدن لوٹ پوٹ کرنا المعنے یعنی اوپر
فرمایا کہ نے کی طرح گفتنی کہون مطابق اسی کے فرمایا کہ میرے زیر و بم مین بھی مثل نے کے بھید ہی بھید بھرے ہین

لیکن اُنکو فاش کیسے کرون کہ جہان کے لوٹ پوٹ ہونے کا اندیشہ ہو اس واسطے خاموش ہون **الخلاف**
شارح فارسی فرماتے ہین اس شعر مین بھی باز رفت سنے کی طرف ہو ع تو بر سر قدر خویشتن باش و وقار ۞ قولہ ہر کہ او
از ہم زبانی شد جدا ۞ بینوا شد گرچہ دارد صد نوا ۞ چونکہ گل رفت و گلستان در گذشت ۞ نشنوی زین پس ز بلبل سرگذشت ۞
چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب ۞ بوے گل را از کہ جوئیم از گلاب ۞ نوا آواز راگ و بہرہ آواز و نام موسیقی و توشہ سرگذشت
ماجرا خراب گلاب بالکسر ہندی گارہ المعنی بتطابق اُسی لفظ دمساز مذکور الصدر کے فرماتے ہین کہ جب کوئی
دمساز ہی نہین تو کس سے کہون ظاہر ہو کہ ہر آدمی اپنے ہمزبان سے خوب باتین کرتا ہو اور جب ہمزبان سے جدا ہوا تو
کس سے کہے چاہے کیسی ہی خوش الحانیان جانتا ہو وہ سو بینوایون کا بینوا ہو یعنے سیکڑون گونگون کا گونگا اور دو صورتیکہ
نہ گل رہا نہ گلستان کہ گل وہی ہمزبان ہو اور گلستان کا نہ رہنا بے بہار ہوجاتا اُسکا ہو تو ایسے وقت پر خزان مین بلبل
بھی خاموش ہوجاتی ہو صوت و صدا نہین کرتی لہذا مین بھی خاموش ہون اگر گل ہوتا یا گلستان آباد ہوتا تو ہم بھی بوے گل کو
کسی سے پوچھتے کچھ کہتے اب جو وہ دونون نہین تو کیا مٹی گارہ سے بوے گل کو پوچھین جیسے کہتے ہین کہ جب کوئی ہو ہی
نہین تو کیا اینٹ پتھر سے کہین گل و گلستان اور دمساز و ہمزبان کوئی معہود ذہنی مولانا رہ کے ہین اور جو مرادات اور
عبادات اور تاویلین تسویلین شارحین نے کین ہین کیسے ثابت ہو کہ حضرت مولانا کا یہی مقصود ہو اس سے تو یہی
اچھا جو معنی لفظ سے پیدا ہون کہ اسمین کچھ بگڑا نہین جاتا ہان دھوم دھام مین فرق پڑتا ہو اور کیسے ٹھیک سے جعفر
نے بھی تو کہا ہو شعر شہرت مرد باشد از نامش ۞ ہر کہ بے نام زیست لُلی شد ۞ قولہ جملہ معشوقست و عاشق پردہ ۞ زندہ
معشوق ست و عاشق مردہ ۞ چون نباشد عشق را پرواے او ۞ او چو مرغے ماند بے پرواے او ۞ پر و بال ماکمند
عشق اوست ۞ مو کشانش می کشد تا کوے دوست ۞ المعنی مولانا فرماتے ہین کہ عاشق معشوق جو دو کہلاتے ہین کہ یہ
عاشق ہو یہ معشوق دو نہین ہین بلکہ دونون ایک ہین جو عاشق ہو وہی معشوق ہو فقط ایک پردہ ہی پردہ ہو اور جب
یہ پردہ اُٹھ جاتا ہو تو وہی عاشق معشوق ہوجاتا ہو اور زندہ او مستدام جیسے مجنون عشق مجازی مین جو پردہ میان لیلی کے
تھا آپ کو فنا کرکے انا لیلی بنا اور یہی زندہ اور مستدام ہونا ابدالآباد تک رہا اور عشق حقیقی مین منصور کہ جب دوئی اٹھی
اور یک رنگی حاصل ہوئی وہ پردہ عاشقی کا اُٹھ گیا انا الحق پکار اٹھا پس ظاہر کہ وہی عاشق معشوق بنگیا اور وہی
عاشق مردہ فنا ہوکے زندہ حقیقی ہوگیا مگر حصول اس اتحاد و یکے کا بوسیلہ جلیلہ عشق کے ہو یہی اپنی توجہ او خیال
سے اسکو عاشق سے معشوق بناتا ہو اور یہی مردہ و فنا کرکے زندہ اور باقی کر دیتا ہو اس کی امداد و پرداخت وری
اگر عشق بے پروائی کرے متوجہ نہ ہو تو عاشق ایک مرغ بے پر ہو اور حال اُسکا قابل واے و افسوس کے کس واسطے کہ
عشق ہی سے پر و بال پاکر مرغ جان اُسکا قابل اُڑان و طیران اِن مقامات کے ہوتا ہو ورنہ اکثر ادھورے لنڈورے
بھی رہجاتے ہین خواہ مجازی ہو خواہ حقیقی بس بال و پر ہمارے اُسی کے عشق کی کمند ہو جو ہمارے بال پکڑے

کھینچتے ہوئے دوست کی گلی کو لیجاتی ہو واضح ہو کہ ان اشعار کے معنی مین نے بھی لکھے ہین اور حضرت بحر العلوم نے بھی
لکھے ہین مین نے چاہا تھا کہ خلاصہ اُن کے معنی کا لکھون لیکن ایسے گڈبڈ ہین کہ کچھ سمجھ مین نہین آتے مثلاً لکھتے ہین کہ
جملہ موجودات عین معشوق ہو کہ ذات حق ہو اور عاشق پردہ ذات حق کا اسلیے کہ تعین ذات حق کا ہو اور ایک شان
شیون حق سے پس اگر یہ پردہ اُٹھ جاے نفس الامر سے البتہ عالم منتفی ہووے اور زندہ میست مگر معشوق کہ ذات حق ہو
عاشق مردہ یعنی معدوم کہ وہ ایک شان ہو شیون حق سے پس موجودیت اور حیات اُس کی موجودیت حق ہو
ظاہر ہے اس شان کے ہو پس البتہ عالم خراب منتفی ہوا انتہے بڑی خوشامد کے ساتھ قلم سے مین نے یہ مجذوب کی
سی بڑ لکھا پائی ابھی وہ اشعار کی اور باقی ہو ہر چند کہتا ہون نہین لکھتے اور بار بار یہی زبان پر لاتی ہو بس کر کیا مشتے نمونہ
از خروارے نہین ہوتا قولہ من چگویم ہوش دارم پیش و پس ✤ چون نباشد نور یارم پیش و پس ✤ نور او در یمن و یسر و تحت
و فوق ✤ بر سر و بر گردنم مانند طوق ✤ یمن راست یسر چپ تحت زیر فوق بالا المعنی یہ دونون شعر بھی متفرع اشعار بالا
پر ہین یعنے یہ جو کہا کہ عشق کی ہی کمند مو کشان اُس کی گلی تک لیجاتی ہو یہی وجہ تو ہو جو مین کہتا ہون کہ نور یار کا مجکو
آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہو اور اگر اسکا ہوش مجکو نہوتا تو کیسے کہتا کیا مین پیش پس کو نہین سمجھتا بے حرفہ گو
ہون بلکہ پیش و پس کا خوب دیکھنے سمجھنے والا ہون جیسا دیکھتا سمجھتا ہون ویسا کہتا ہون ای مخاطب ہم کو یعنے
جو عاشق ہین اُن کو نور اُسکا کشش جہت سے سر و گردن کا طوق ہو رہا ہو اور اپنے حلقے مین لیے ہوے ہو یمن یسر
تحت فوق متضاد بر سر گردن بر عایت یکدیگر ہر مین ایہام بھی ہو شارح فارسی نے بعد اوسے تقریر دیگر کے حاصل
یہ لکھا کہ اگر مشاہدہ حق کا اس کثرت مین نہوتا مین بیہوشی و فنا سے ہوش و بقا مین نہ آتا ان معنے کو مقابل الفاظ شعر کے
کرین پھر اس مصرع کی کیفیت دیکھین ع اُسکا منھ دیکھ کے آئینہ ہو حیران کیسا ✤ قولہ عشق خواہد کین سخن بیرون
بود ✤ آئینہ غماز نبود چون بود ✤ آئینت دانی چرا غماز نیست ✤ زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست ✤ آئینہ
کز زنگ و آلائش جداست ✤ پر شعاع نور خورشید خداست ✤ رو تو زنگار از رخ او پاک کن ✤ بعد از ان آن
نور را ادراک کن ✤ غماز بفتح و تشدید میم سخن چین اور بچشم اشارہ کرنے والا ممتاز بالضم جدا کردہ شدہ ادراک بالکسر
معلوم کرنا اشیاء غیر محسوس کا المعنی ان اشعار مین فرماتے ہین کہ عشق تو اسباب کو کہ نور اُس کا شش جہت سے
ظاہر و روشن ہو رہا ہو کچھ چھپا ڈھکا نہین چاہتا ہو کہ یہ امر ظاہر و باہر ہو جاے لیکن اس صورت مین کہ تیرا آئینہ دل کا
غماز یعنے اُس نور کا تجکو اشارہ کرنے والا نہین اسکو وہ کیا کرے اسکا کون قصور اور تو یہ جانتا ہو کہ وہ غماز کیون نہین
ہو وہ اس سبب سے نہین ہو کہ زنگار مین اُس کا منھ لتھڑا ہوا ہو زنگار سے صاف و جدا نہین ہو اس لیے
کہ جو آئینہ کہ زنگ و آلائش سے جدا ہو وہ ایک خورشید پر شعاع نور خدا کا ہو اب تجکو اگر اُس نور پاک کے ادراک
کا شوق دامنگیر ہو تو جا پہلے زنگ اپنے آئینہ کے منھ سے پاک و صاف کر پھر دیکھ کیسا ادراک نور تجکو

حاصل ہوتا ہی قولہ این حقیقت را شنو از گوش دل ٭ تا برون آئی بکلی ز آب و گل ٭ فہم گر دارید جان را رہ دہید ٭ بعد ازان از شوق پا در رہ نہید ٭ المعنی ان شعرون مین فرماتے ہین کہ اگر آئینہ زنگ سے پاک کرنا چاہتا ہی تو آ اس کی حقیقت مجھ سے بگوش دل سن اور عمل مین لا تو بکلی قید آب و گل سے جو جسم خاکی ہی نکل جائیگا اور پاک صاف ہو جائیگا اور وہ یہ ہی کہ اپنے فہم و حواس جمع کر کے دل مین انکو راہ دے کس واسطے پریشانی حواس و دل کی مانع سیر الی اللہ کی ہی جب حواس و دل کو جمع اور یکسو کرے تو پھر شوق سے اسکی راہ مین قدم رکھ اور چل کچھ اندیشہ نہین ہی حضرت شارح فارسی نے عشق خواہد کین سخن الخ سے یہان تک صرف ایک شعر کے مختصر سے معنی لکھدیے باقی نہ دارد اور پہلے شعر کے معنی کا ترجمہ یعنے مقتضی عشق کا یہ ہی کہ یہ سخن توحید اور ہونا حق کا خلق مین ظاہر ہو پس آئینہ کہ اعیان ممکنہ ہین کیون نہ غماز ہو البتہ یہ بات ظاہر کرتا ہی اور اگر لفظ عشق بمعنے معشوق ہو نیز صحیح ہی استغفر اللہ افسوس بجز اس کے کچھ نہین کہ سکتا شعر مہبت آرزو تھی گلی کی تیرے سو یہان سے لہو مین نہا کر چلے ٭

حکایت عاشق ہونا بادشاہ کا کنیز پر اور خریدنا کنیز کا اور بیمار ہونا کنیز کا اور علاج بیماری کنیز

قولہ بشنوید ای دوستان این داستان ٭ خود حقیقت نقد حال ماست آن ٭ نقد حال خویش را گر پی بریم ٭ ہم ز دنیا ہم ز عقبے برخوریم ٭ نقد بالفتح آمادہ کرنا اور دنیا مجازاً ذات و دل و فی الحال و پیبردن سراغ لگانا برخوردن فائدہ مند ہونا المعنی مولانا فرماتے ہین کہ ای دوستو آؤ ایک داستان تم کو سناؤن اگرچہ وہ داستان ہی تو شخص غیر کی لیکن غور کرو تو ہماری اپنی ہی ذات کے حال کی حقیقت و اصلیت ہی اور کیا اچھا ہی وہ جو کوئی اپنے نقد حال کا سراغ لگائے اور ادھر کھوج لیجاے کہ آیا مین کون تھا کہان سے آیا اور کس لیے اور کیا کیا تو ایسے ہی لوگ اس عالم مین دنیا و عقبے دونون سے متمتع اور برخوردار ہوتے ہین شارح فارسی نے بڑی توجیہاتین لکھی ہین اور مین تو وہی نفس مطلب سے غرض رکھتا ہون نہ طول طویل تقریر ادھر ادھر کی ٹڑھائی ہوئی تامبادا وہ مثل ہو جاے آؤ پیر دھر کا بھی لے جاؤ قولہ بود شاہی در زمان پیش ازین ٭ ملک دنیا بودش و ہم ملک دین ٭ شارح فارسی لکھتے ہین کہ زمان پیش ازین سے قبل ظہور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ہی وجہ اسکی مابعد مین بیان کیجائیگی خیر جب وجہ بیان کردینگے اور زمانہ قبل زمان حضرت سے ثابت ہو جائیگا تو ہم بھی ویسے ہی مان لینگے اگرچہ چندان ضرورت قبل و بعد زمانہ حضرت کی یہ بھی نہین قولہ اتفاقاً شاہ روزے شد سوار ٭ با خواص خویش از بہر شکار ٭ بہر صیدے می شد او بہر کوہ و دشت ٭ ناگہان در دام عشق او صید گشت ٭ یعنے اور کے شکار کو نکلا تھا ناگہان خود ہی دام عشق کا شکار ہو گیا ضمیر بارز او صید مین مفید معنے حصر کی ہی قولہ یک کنیزک دید شہ در شاہراہ ٭ شد غلام آن کنیزک جان شاہ ٭ شاہ و شاہراہ کیسے الطف ہین کنیزک اور غلام باہم مناسب و متضاد و لفظاً شاہ قولہ مرغ جانش در قفس چون می تپید ٭ داد مال و آن کنیزک را خرید ٭ چون خرید او را و برخوردار شد ٭

آن کنیزک از قضا بیمار شد ٭ قضا کا لفظ بیمار کی رعایت سے کیا ہی لطیف ہی قولہ ٭ یکے خر داشت پالانش نبود ٭ یافت پالان گرگ خر را در ربود ٭ کوزہ بودش آب می نامد بدست ٭ آب را چون یافت خود کوزہ شکست ٭ یہ دونون شعر بطور تمثیل اور نظیر کے ہین بمعانہ قولہ شہ طبیبان جمع کرد از چپ و راست ٭ گفت جان ہر دو در دست شماست ٭ یعنی کنیز کی بسبب بیماری کے اور میری بسبب کنیزک کے قولہ جان من سہلست جان جانم اوست ٭ دردمند و خستہ ام درمانم اوست ٭ ہر کہ درمان کرد مر جان مرا ٭ برد گنج و در و مرجان مرا ٭ جان کی جان یعنے مایۂ عیش و زندگی مر جان مرجان تجنیس تام اور مرجان کیسا لطیف وارد ہوا کہ اُس کنیز کو اپنی جان کی جان کہا ہی قولہ جملہ گفتندش کہ جان بازی کنیم ٭ فہم گرد آریم و انبازی کنیم ٭ گرد آریم گرد آوردن سے جمع کرنا انبازی شرکت یعنی اپنے فہم وحواس جمع کرکے تیری شرکت کرین گے قولہ ہر یکے از ما مسیح عالمست ٭ ہر الم را در کف ما مرہمست ٭ گر خدا خواہد نگفتند از بطر ٭ پس خدا بنمودشان عجز بشر ٭ یعنی ہر ایک ہمسے عیسی وقت ہی اور ہر دکھ کی دوا ہم جانتے ہین بطر کی ہندی ہی اترانا یعنے اپنے زعم مین ایسا بھر گئے اور اترائے کہ کسی نے انشاء اللہ نہ کہا آخر خدا نے اُن کو عاجز کرکے عجز بشر کا دکھا دیا قولہ ترک استثنا مرادم قسوتیست ٭ نے ہمین گفتن کہ عارض حالتیست ٭ استثنا انشاء اللہ کہنا قسوت وقساوت بالفتح سخت دل اور سیاہ دل ہونا المعنی یہ تفسیر شعر صدر کی فرماتے ہین کہ اُن حکیمون نے جو اپنے قول کو استثنا سے مستثنی کیا یعنے انشاء اللہ نہین کہا اسکا نام ترک استثنا نہین ہی اسواسطے کہ زبان سے کہنا ایک حالت عارضی ہی نہ اصلی زبان کے کہنے نہ کہنے سے کیا ہی اصلی ترک وہ ہی کہ بالکل اپنے ہی قول فعل پر زعم و بھروسا ہو خدا کی طرف مطلق توجہ نہو جیسا کہ اُن حکیمون کا حال تھا کہ اسی کا نام ترک و سیاہ دلی ہی قولہ ای بسا نا ورد استثنا بگفت ٭ جان او با جان استثناست جفت ٭ گفت حاصل بالمصدر ہی فرماتے ہین آپ مخاطب بہت لوگ ایسے ہین کہ کبھی استثنا اپنے گفت وکلام مین بطور ظاہر نہین لاتے لیکن حقیقت مین اُن کی جان اور استثنا کی جان ایک ہی ای نہایت متحد تو ایسے لوگون کو تارک استثنا نہین کہہ سکتے بلکہ عین استثنا ہین قولہ ہر چہ کردند از علاج و از دوا ٭ گشت رنج افزون وحاجت ناروا ٭ آن کنیزک از مرض چون موے شد ٭ چشم شاہ از اشک خون چون جوے شد ٭ از قضا سرکنگبین صفرا فزود ٭ روغن بادام خشکی مینمود ٭ از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت ٭ آب آتش را مدد شد ہمچو نفت ٭ سستی دل شد فزون و خواب دم ٭ سوزش چشم و دل پر درد و غم ٭ شربت و ادویہ و اسباب او ٭ از طبیبان ریخت یکسر آب رو ٭ سرکنگبین یہی سکنجبین اسواسطے کہ سرک بالکسر سرکہ وانجبین معرب انگبین اطلاق روانی دندان ہونا نفت بالفتح ایک قسم روغن ایجاد کردہ علما کہ زمین پر ڈالنے سے آگ لگ اٹھتی ہی آب ریختن کسی کو بے آبرو کرنا ان اشعار مین اکثر اشعار سے مخالفت اثر علاج کی نکالی ہی جیسے سکنجبین سے صفرا کا بڑھنا روغن بادام سے خشکی کا ہونا

ہلیلہ سے قبض اب سے مرد آگ کی باقی معنی صاف ہین غرض شربت اور دوائین اور جو اسباب مرض کے طبیبون نے اُسمین سوچے سب نے اُنکی آبروہی بٹی کسی سے آبرو انکی نہ بڑھی الخلاف شارح فارسی بحر علوم ہین اگر معنی معرفت کے ڈوبے بیحد ارمثل ہیچ دریا کے نہ ہون تو بات ہی کیا الحق ع کرامت بفضل است و رتبت بقدر ٭

عاجز ہونا طبیبون کا علاج کنیز سے اور ظاہر ہونا پادشاہ پر اور رجوع ہونا پادشاہ کا درگاہ خداوند تعالےٰ مین

قولہ شہ چو عجز آن طبیبان رابدید ٭ پا برہنہ جانب مسجد دوید ٭ رفت در مسجد سوے محراب شد ٭ سجدہ گاہ از اشک شہ پر آب شد ٭ چون بخویش آمد ز غرقاب فنا ٭ خوش زبان بکشاد در مدح و ثنا ٭ کاے کمینہ بخششت ملک جہان ٭ من چگویم چون تو میدانی نہان ٭ حال ما و این طبیبان سربسر ٭ پیش لطف عام تو باشد ہدر ٭ پر آب شد یعنی البیار و یا کر سجدہ گاہ مین اس کے اشک سے پانی بھر گیا غرقاب فنا ای آب عمیق فنا یعنے الیاس خداوند کریم کے دھیان مین ڈوب گیا کہ گویا فنا ہو گیا کمینہ بخشش ای ادنے بخشش ہدر بفتحتین ضائع اور ناچیز ہونا زیادہ اس سے حاجت بیان کی نہین قولہ ای ہمیشہ حاجت ما را پناہ ٭ بار دیگر ما غلط کردیم راہ ٭ لیک گفتی گرچہ میدانم سرت ٭ زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت ٭ بادشاہ کہتا ہے ای میرے حاجت پناہ ہمیشہ تو نے میری حاجت روائیان کین باوصف اس علم و دید کے مین پھر راہ بہک گیا کہ تجھ سے حاجت روا کو چھوڑ کے طبیبون سے رجوع کیا اب پھر تیرے سامنے اپنا بھید عرض کرتا ہون گو تجھ پر پنہان نہین سب عیان ہے لیکن مین بموجب تیرے حکم کے جو زبان سے بھی کہنے کو ہے عرض کرتا ہون قولہ چون بر آورد از میان جان خروش ٭ اندر آمد بحر بخشائش بجوش ٭ درمیان گریہ خوابش در ربود ٭ دید در خواب او کہ پیری رو نمود ٭ گفت ای شہ مژدہ حاجاتت رواست ٭ گر غریبی آیدت فردا ز ماست ٭ یعنی جب کہ بادشاہ نے قلب جان سے یہ شور اٹھایا دریا رحمت الٰہی کا جوش مین آیا کہ اسی گریہ کے حال مین اسکو نیند آگئی اور خواب مین ایک بوڑھے کو دیکھا اُسنے کہا کہ تجھکو بشارت ہو تیری حاجتین روا ہوئین کل کو جو کوئی غریب مسافر تیرے پاس آوے اُسکو ہماری بھیجا ہوا سمجھ قولہ چونکہ آید او حکیم حاذق ست ٭ صادقش دان این صادق ست ٭ در علاجش سحر مطلق را ببین ٭ در مزاجش قدرت حق را ببین ٭ صادق مین بھی دال کو ذال کر لینا مقابل حاذق کے جائز ہے موافق اُس قاعدے کے جو دال ذال مین فرق حروف واے کا رکھا ہے کہ ان کے بعد دال آئے سے ذال ہو جاتا ہے حاذق زیرک و دانا وہی بوڑھا جو خواب مین نظر آیا ہے کہتا ہے کہ وہ غریب مسافر جو آویگا طبیب حاذق ہے اُسکو سچا جان ہمارا سچا امانت دار ہے جسوقت وہ علاج کرے گا تو دیکھے گا اور کہے گا کہ علاج ہے یا جادو ہے اور جادو بھی بلا قید اور خود تجھکو اُسکے مزاج مین قدرت حق نظر آئے گی کہ پلک مارنے مین کیسے کیا ہو جاتا ہے قولہ چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد ٭ آفتاب از شرق اختر سوز شد ٭ بود اندر منظرہ شہ منتظر ٭ ... خفتہ بود آن خواب دید آگاہ شد ٭ گشت مملوک کنیزک شاہ شد ٭

تا بہ بینید آنچہ بنمودند سر ٭ خفتہ سے مراد غافل مملوک غلام سر نمودن کسی چیز کا سر دکھا دینا خفتہ آگاہ مملوک کنیزک شاہ
متضاد و مراعات ایسے ہی گاہ روز آفتاب شرق اختر سب باہم مناسب اختر سوزی جاتا رہنا ستارون کا منظرہ
منتظر بصنعت اشتقاق ونیز منظر مناسب بشہ وسر یعنی بادشاہ خفتہ اور غافل تھا وہ خواب دیکھ کے آگاہ اور ہوشیار ہو گیا
اور یا تو مملوک کشتہ ای غلام کنیزک کا تھا شاہ ہو گیا مطلب یہ کہ کنیزک کی بیماری مین آپ سے باہر تھا پھر آپ مین آگیا
آخر جب دن وعدہ کا پہونچا اور آفتاب طلوع ہو کے اختر سوز ہوا جیسے کہ دن مین ستارے نہین ہوتے پادشاہ
اپنے منظرہ مین منتظر تھا کہ کل جبکا سر امجکو دکھا دیا ہے اسکو پورا پورا دیکھون قولہ دید شخصے کاملے پر مایۂ ٭ آفتابے درمیان
سایۂ ٭ میرسد از دور مانند ہلال ٭ نیست بود وہست بر شکل خیال ٭ نیست وش باشد خیال اندر جہان ٭ تو جہانے
بر خیالے بین روان ٭ بر خیال صلح شان و جنگ شان ٭ بر خیال نام شان و ننگ شان ٭ مایہ اصل ومادہ ومقدار
شرح مین میرسد کی جگہ میرسید لکھا ہے خیال گمان اور وہ صورت جو خواب مین دیکھین یا بیداری مین تصور کی جاے اور
وہ صورت جو آب و آئینہ مین نظر آتی ہے المعنی یعنے بادشاہ منظرہ مین منتظر تو بیٹھا ہی تھا اسنے دیکھا کہ ایک شخص کامل مایہ دار
یعنی ہر دو کا درمان گویا سایہ مین آفتاب یعنے اندھیرے کا اجالا دور سے مثل ہلال کے چلا آتا ہے اور خیال کی طرح
کبھی نیست ہوتا ہے کبھی ہست یعنے بوجہ بعد دوری یا لاغری و نزاری کے کبھی خیال مین جمتا ہے کبھی نہین بعینہ وہ حال
ہے جیسے ہلال دیکھنے کے وقت اکثر ہلال نظر کے سامنے جمتے مٹتے ہین ایسے ہی وہ بھی کبھی نظر مین مٹتا کبھی پیدا ہوتا تھا
اب بتقریب ذکر خیال کے مابعد کے شعر اسکے بیان مین لکھے ہین اور وہ یہ کہ جیسے اس کامل کا خیال بادشاہ کے
سامنے نیست ہست ہوتا تھا ایسے ہی جملہ خیال جہان کے نیست وش ہین کبھی پیدا ہو گئے کبھی مٹ گئے اور اسی نیست وش
پر کارخانہ اسکا جاری ہے اگر صلح ومحبت کے خیال پیدا ہوئے صلح ومحبت ہو گئی اور جو جنگ وخصومت کے ہوے
جنگ وخصومت ہوئی ایسے ہی نام وننگ کا حال ہے شارح فارسی سبب فنا وبقا کے نقمہ نہین اٹھاتے آفتاب وسایہ
اور ہلال برعایت یکدیگر اور شکل وخیال کی مناسبت سے نیست وہست صلح وجنگ ونام وننگ باہم متضاد قولہ
آن خیالاتے کہ دام اولیاست ٭ عکس مہرویان بستان خداست ٭ آن خیالے را کہ شہ در خواب دید ٭ در رخ مہمان
ہمی آمد پدید ٭ فرماتے ہین کہ جہان کا کارخانہ تو خیالات نیست وش پر بدان ہے اور جاری اور جو خیالات کہ دام اولیا کے
ہین جن مین یہ پھنسے ہوئے ہین وہ عکس ماہرویان بستان خدا کے ہین کہ اقسام واردات وتجلیات انوار الٰہی سے ہین جو عکس
کی طرح آئینۂ دل اہل اللہ مین مرئی ہوتے ہین اور ہست وپایندہ چنانچہ جسوقت بادشاہ نے اسپہ مہمان کو دیکھا وہی خیالات
جو خواب مین دیکھے تھے ہو بہو اسکی صورت سے ظاہر دپدید ہوتے تھے شرح بحر العلوم مین جواسے بزرگون اور قول حکایت
انکے ہیبت سے لکھے ہین یہ کیا سخن پایا ہے کہ یہ مثنوی تصوف مین ہے لبند یع ہے کہ پیدا مشو دار دو بر مپندارم تو کی ٭ کا حال ہے
قولہ نور حق ظاہر بود اندر ولے ٭ نیک بین باشی اگر اہل دلی ٭ آن ولی حق چو پیدا شد ز دور ٭ از سرا پایش ہمی بر تخت نور ٭

شہ بجاے حاجبان در پیش رفت ٭ پیش آن مہمان غیب خویش رفت ٭ نیک بین باشی یعنے بخوبی اُس نورِ حق کو دیکھے گا مگر جبکہ تو اہل دل سے ہو حاجب دربان و پردہ دار یعنے بنظر تعظیم مہمان خود حاجب بنا مہمان غیب بدینوجہ کہ بشارت اُس کے آمد کی غیب سے پائی تھی قولہ ضیف غیبے را چو استقبال کرد ٭ چون شکر گوئی کہ پیوست او بورد ٭ ہردو بحر آشنا آموختہ ٭ ہردو جان بے دوختن بر دوختہ ٭ آن یکے چون تشنہ دان دیگر چو آب ٭ آن یکے مخمور دان دیگر شراب ٭ یعنے بادشاہ بعد استقبال اُس سے ایسا ملگیا جیسے شکر گلاب سے اور شکر گلاب مل کے گلقند ہوتا ہی جو نافع خفقان ہی آور یہ بیان معانقہ کا ہی پھر کہتے ہین کہ وہ دونون مہمان ومیزبان دو دریا معنی کے تھے اور دونون شنا آموختہ پس ایک دوسرے کے باطن کو پیر گئے اور دونون ایک جان کہ بے سئے سئے ہوئے اور بدون گانٹھے گٹھے ہوئے تھے لیکن اُن مین اتنا فرق تھا کہ ایک پیاسا تھا دوسرا مثل آب سیر دریا کرنے والا یا ایک مخمور دوسرا شراب خمار کھونے والا شارح فارسی ایسے فنا فی اللہ بقا باللہ مین پڑے ہوے ہین کہ اصل معنی شعر کی کچھ پروا نہین قولہ ای مرا تو مصطفیٰ من چو عمر ٭ از براے خدمتت بندم کمر ٭ عمر ای حضرت عمرؓ کمر بستن مستعد ہونا یہ قول بادشاہ کا ہی بحالت معانقہ کہتا ہی کہ ای فلان تو میرے حق مین ایسا ہی جیسے عمر کے حق مین مصطفےٰ ہوے پس تو مثل مصطفےٰ کے ہی اور مین مثل عمر کے اب مین تیری خدمت کو مستعد ہون اور آمادہ اور وجہ تشبیہ مصطفےٰ وعمر کی یہ کہ مصطفےٰ نے عمر کے حق مین دعا اسلام کی کی تھی جس سے عمر مسلمان ہوے تھے ایسے ہی اس بادشاہ کے لیے یہ دعا کو آیا ہی حضرت بحر العلوم نے لکھا ہی ظاہر یہ ہی کہ بادشاہ نے کہا ہو کہ تو متبوع میرا ہی اور مین فرمانبردار تیرا اور تیرے حکم کا مجرے و متمثل اور مولانا نے بنظر اطاعت و فرمانبرداری عمر کے جو آنحضرت کی خدمت مین رکھتے تھے بادشاہ کی تعبیر عمر سے کی ہی اور بعض مقامات تحریر تصوف یہ خلاصہ لکھا ہی کہ قطب ہی مین تیرا دستور یسار اسطے غضب ہی ایسے مرجع الانام اپنا کلام جانے کو خلاف منشاء مصنف کے تمہید باندھین کہ بادشاہ نے کہا ہوگا کہ تو متبوع ہی مین تابع اور جو کچھ خلاصہ معنے مین لکھا ہو اور کیا خوب وجہ عمر ہونے بادشاہ کی تحریر کی ہی قابل غور ہی اور میرے معنی کو بھی بنظر انصاف دیکھین شعر و تنے نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد

توفیق ادب کی خداتعالے سے مانگنا اور بیان برائی بے ادبی کا

قولہ از خدا خواہیم توفیق ادب ٭ بے ادب محروم ماند از لطف رب ٭ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ٭ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ٭ توفیق مدد کرنا کسی کی کسی کام مین ادب بفتحتین حد شیٔ کی نگہ رکھنا آتش زدن آگ لگانا فرماتے ہین کہ ہر وقت ہماری دعا و تمنا خداتعالے سے یہی ہی کہ ہمکو توفیق ادب کی دے اسواسطے کہ بے ادب لطف رب سے محروم رہتا ہی اور اگر فقط یہی ہو کہ وہی محروم رہے تو رہے بلا سے تو کچھ نہین بلکہ اسکی بے ادبی تمام [illegible] کو لگ جاتی ہی بموجب مثل ہندی کہ گیہون کے بیچھے گھن پس جاتے ہین [illegible]

حیران ہون کہ مولانا رح تو ہر بات کو خود بیان کرتے ہین پھر انکو اپنی طرف سے بلا طول تقریر کیے قرار نہین پڑتا کیا وہ کافی
نہین ہوتا بلکہ اہم مقصود جو بیان معنی نفس شعر کا ہے فوت ہوتا ہے قولہ مائدہ از آسمان در میرسید ٭ بے شرا و بیع بے گفت
وشنید ٭ درمیان قوم موسے چند کس ٭ بی ادب گفتند کو سیر و عدس ٭ منقطع شد خوان و نان از آسمان ٭ ماند رنج زرع
و بیل و آسمان ٭ مائدہ خوان پر طعام شرا و بیع دونون کے معنی خرید و فروخت کے ہین سیر لسن عدس مسور زرع
بالفتح کھیتی بیل بیاے مجہول ہندی پھاوڑہ داس درانتی مان مرخم ماند لس مقلوب ہے مانند اس دیکھو ایہی سبے ادب
کی دنائت کا یہ بیان کیا یا نہین پھر فضول کی کیا حاجت ساری کتابین حدیث تفسیر وغیرہ کی ایک کتاب مین بلا ضرورت
بھر دینے سے کیا نتیجہ چنانچہ مولانا رح فرماتے ہین کہ اچھا خاصہ بے کلفت پکا پکایا کھانا آتا تھا بے خرید فروخت نہ کسی سے
کہنا نہ سننا اور وہ من و سلوی تھا جیسا کہ قرآن مین ہے وانزلنا علیکم المن والسلوی کہ یہ بھی طعام ہی تھا آخر حضرت
موسی کی قوم سے چند شخص بے ادب کہہ اُٹھے کہ ہمسے یہ ایک کھانا نہین کھایا جاتا اور لسن مسور وغیرہ کی درخواست کی
اور کہا من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها پس اس بے ادبی سے خوان و نان کا آنا آسمان سے موقوف ہوگیا اور
یہ بکھیرا کھیتی اور پھاوڑہ ہنسیہ کا سر پر پڑا قولہ باز عیسے چون شفاعت کرد حق ٭ خوان فرستاد و غنیمت بر طبق ٭ مائدہ
از آسمان شد عائدہ ٭ چونکہ گفت انزل علینا مائدہ ٭ باز گستاخان ادب بگذاشتند ٭ چون گدایان زلہا برداشتند ٭
کرد عیسی لابہ ایشان را کہ این ٭ دائم ست و کم نگردد از زمین ٭ بدگمانی کردن و حرص آوری ٭ کفر باشد نزد خوان مہتری ٭
زان گدارویان نادیدہ ز آز ٭ آن در رحمت برایشان شد فراز ٭ نان و خوان از آسمان شد منقطع ٭ بعد ازان زان
خوان نشد کس منتفع ٭ الغرض اوپر کی کیفیت موسے علیہ السلام کے وقت کی تھی بعد حضرت موسے کے حضرت عیسی
نے حسب درخواست حواریون کے سفارش کی تو پھر اللہ تعالے نے نعمت کا خوان پر طبق ان کو بھیجا جس مین
روٹیان اور گوشت خشک بھنا ہوا اور مچھلی شہد سرکہ نمک مرچ لپا ہوا ایک ابر کے لوزی ٹکڑے مین رکھا ہوا اور ایک
ٹکڑے سے چھپا ہوا آنے لگا اور وہی خوان اُن پر عائد ہوا اور لوٹا جب حضرت عیسے نے کہا ربنا انزل علینا مائدۃ یعنے
اے ہمارے پروردگار ہمپر خوان نازل کر تو پھر گستاخ بے ادبون نے ادب چھوڑا اور فقیرون کی طرح دوسرے وقت کے لیے
رکھنے لگے اور اسکی ممانعت تھی جب انھون نے رکھنا شروع کیا حضرت عیسی نے لابہ کیا یعنے عجز و خوشامد کہ ایسا مت کرو
یہ خوان ہمیشہ ہے کبھی زمین سے کم نہوگا یہ خوان نعماے الٰہی ہے اسپر بدگمانی بند ہونے کی کرنا اور حریص بننا کفر ہے کوئی
کسی سردار کے خوان پر بھی ایسی بدگمانی نہین کرتا نہ کہ خوان نعماے الٰہی پر انجام یہ ہوا کہ انھین گدا و ندیدون
کی حرص سے وہ دروازہ رحمت کا جو اُن پر کھلا تھا بند ہوگیا اور وہ روٹی و خوان کا آنا آسمان سے ایسا منقطع
ہوگیا کہ پھر کوئی اُس سے فائدہ مند نہوا قولہ ابر ناید از پے منع زکوٰۃ ٭ وز زنا افتد وبا اندر جہات ٭ ہرچہ بر
تو آید از ظلمات غم ٭ آن ز بیباکی و گستاخیست ہم ٭ ہر کہ گستاخی کند بر راہ دوست ٭ رہزن مردان شد و نامرد اوست

منع بازرکھنا زکوۃ معروف گو بواو مجہول گا و مولانا فرماتے ہین وکھوز کوۃ ندینا یاز ناکرنا کیسی گستاخی وبے ادبی ہی حالانکہ سبھی زانی اور صاحب نصاب نہین ہوتے بلکہ شہر بھر مین قدرے قلیل مگر جب زکوۃ نہ دینے کے وبال سے قحط پڑتا ہی تو انھین قدر قلیل کی بدولت تمام شہر والے آفت جوع مین گرفتار ہو جاتے ہین ایسے ہی زنا کے عذاب سے وبا مین الحاصل جو کچھ تجھ پر غم کے اندھیرون سے آوے وہ تیری ہی بیباکی اور گستاخی سے ہی پس جو کوئی گستاخی راہ دوست مین کرے یعنے جو راہ دوست کی نکالی ہوئی ہی اُس کے خلاف چلے وہ راہ مار مردون کا ہی کہ اُسکی دیکھا دیکھی اور بدراہ ہو جاتے ہین اور وہ نامرد بیل ہی کہ اچھے برے کو نہین پہچانتا شرح فارسی مین بجاے گو کے او لکھا ہی قولہ از ادب پرنور گشتہ است این فلک ٭ وز ادب معصوم و پاک آمد ملک ٭ بد ز گستاخی کسوف آفتاب ٭ شد عزازیل ز جرأت رو باب ٭ ہر کہ گستاخی کند اندر طریق ٭ گردد اندر ورطۂ حیرت غریق ٭ حال شاہ و میہمان ہر گو تمام ٭ زانکہ پایانی ندارد این کلام ٭ پہلا شعر صفت ادب مین ہی فرماتے ہین ادب جو حد شرع کی نگاہ رکھتا ہی ایسی چیز ہی کہ اسی کی برکت سے فلک روشن ہو رہا ہی یعنے جیسا حکم گردش کا مالک نے دیا ہی ہمیشہ اُسی گردش پر چلا جاتا ہی سر مو فرق نہین کرتا اسی بدولت پُر نور ہی چنانچہ دن کو آفتاب سے رات کو ستارون اور ماہتاب سے اور اسی ادب کی بدولت فرشتے معصوم و پاک ہوے کہ جو فرمان مالک کا انکو ہی اُسکی بجا آوری مین کیسے مصروف و مشغوف ہین کہ بدون مرضی پلک نہین ہلاتے اور گستاخی کہ شوخی وبے ادبی کو کہتے ہین ایسی بری شی ہی کہ اِس سے آفتاب جیسی روشن چیز سیاہ و تاریک ہوئی جیسا کہ بعد قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے بسبب شومی قاتلون کے تین دن کسوف رہا اور اسی گستاخی کی وجہ سے عزازیل بحر لعنت مین ڈبو یا گیا کہ بعد حکم سجدۂ حضرت آدم کے اسنے دلیرانہ کہا انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین یعنے مین آدم سے بہتر ہون مجکو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اُسکو مٹی سے اور حکم حاکم کا نہ مانا پس جو کوئی طریق خدا اور اُسکی راہ نکالی ہوئی مین گستاخی کرتا ہی ہمیشہ ورطۂ حیرت مین ڈوبا رہتا ہی آپ گریز ہی طرف قصہ کنیزک کے چنانچہ فرمایا کہ اِس کلام کی جو ہم کہہ رہے ہین کچھ حد و انتہا نہین شاہ اور اُس کے مہمان کا حال کہنا چاہیے اختلاف شرح فارسی مین وادی حیرت بجاے ورطہ حیرت کے لکھا ہی غریق کی نسبت تو وادی سے نہین ہو سکتی مگر ورطہ سے

ملاقات بادشاہ با طبیب الٰہی کہ جسکے آنے کی خواب مین بشارت پائی تھی

قولہ شہ چو پیش میہمان خویش رفت ٭ شاہ بود و لیک بس درویش رفت ٭ دست بکشاد و کنارانش گرفت ٭ ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت ٭ دست و پیشانیش بوسیدن گرفت ٭ وز مقام و راہ پرسیدن گرفت ٭ پرسان پرسان می کشیدش تا بصدر ٭ گفت گنجے یافتم اما بصبر ٭ صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت ٭ میوۂ شیرین دہد پر منفعت ٭ دوسرے مصرع کے معنی اگرچہ یہ شاہ تھا لیکن مہمان کے پاس نہایت ہی فقیرانہ گیا لیکن بڑے عجز و انکسار سے گیا اور ان مین ایک نون زائد و مثل مہاران کے دوسرا مصرع کناران والے شعر کا کیسا الطف ہی

اور کیسی تشبیہ بلیغ عشق کے ساتھ ہی فلیتمعن صدر مسند یعنی راہ وغیرہ سے پوچھا جاتا تھا اور مسند کی طرف لیے جاتا تھا اور خوش خوش کہتا تھا کہ مین نے صبر سے آخر خزانہ پایا سچ کہا ہی کہ صبر اگرچہ تلخ چیز ہی مگر آخر کو میوۂ شیرین پرمنفعت دیتا ہی قولہ گفت ای نور حق ودفع حرج ؛ معنی الصبر مفتاح الفرج ؛ ای لقاے تو جواب ہر سوال ؛ مشکل از تو حل شود بے قیل وقال ؛ ترجمانی ہرچہ ما را در دلست ؛ دستگیری ہر کہ پایش در گلست ؛ المعنی حرج بفتحتین تنگی سختی فرج کشایش و آسایش لقا بکسر صورت قیل وقال گفتگو ترجمان وہ کہ دو آدمیون باہم مختلف اللسان کو ایک دوسرے کی بات سمجھائے پا در گل کیچڑ کا اندھا یہ سب مقولات بادشاہ کے ہین مہمان کے ساتھ کہ ای حق کے نور دافع تنگی وسختی کے اور معنی مجسم حدیث مذکور کے یعنی صبر کنجی کشود کی ہی اور ای میرے مہمان تیری صورت جواب ہر سوال کی ہی یعنے سوال کی نوبت نہین پہونچتی صورت دیکھتے ہی آرزو پوری ہوجاتی ہی اور مشکل تجھ سے بدون کہے سنے حل ہوتی ہی یا کسی کو کلام ہوے حل مشکلات ہونے مین سو نہین ہی جو بات ہمارے دل مین آتی ہی تو اسکا بیان کر دینے والا ہی بدون کہے اور جو کوئی رنج والم مین اندھا ہو اسکا تو مددگار و دستگیر ہی بخلاف شرح فارسی مین ترجمان و دستگیر بدون یا اضافت لکھا ہی بھلا اضافت کیسی حضرت شارح نے بھی توجہ نہ فرمائی قولہ مُرحبا یا مُجتبےٰ یا مُرتضےٰ ؛ اِن تَغِب جاءَ القضا ضاقَ الفضا ؛ اَنتَ مولی القوم من لا یشتہیہ ؛ قد ردی کلا لئن لم ینتہ ؛ بادشاہ کہتا ہی مرحبا کیا ہی خوب تو آیا ای چیدہ برگزیدہ اگر نہ آتا تو میری قضا آچکی تھی اور فضا یعنے صحن زمین و آسمان کا تنگ ہوجانے مین کچھ باقی نہین رہا تھا تو سردار قوم کا ہی او رجو بدبخت کہ تیرا سردار ہونا نہ چاہے بیشک مردود ہی حقا کہ اگر وہ باز نہ آئیگا تو مصداق لفیہ آیت کا ہوگا جو لنسفعًا بالناصیۃ ناصیۃ یعنے اسکی پیشانی کے بال پکڑ کے گھسیٹتے دوزخ مین لے جائینگے

لیجانا بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار پاس

قولہ چون گذشت آن مجلس و خوان کرم ؛ دست او بگرفت و برد اندر حرم ؛ قصہ رنجور و رنجوری بخواند ؛ بعد ازان در پیش رنجورش نشاند ؛ رنگ رو و نبض و قارورہ بدید ؛ ہم علاماتش ہم اسبابش شنید ؛ گفت ہر دارو کہ ایشان کردہ اند ؛ آن عمارت نیست ویران کردہ اند ؛ بیخبر بودند از حال درون ؛ استعیذ اللہ مما یفترون ؛ مولانا فرماتے ہین کہ جب مجلس اور خوان کرم جس سے خواہ لطف وکرم ہی مراد ہو یا آب وطعام ہوچکا تو بادشاہ مہمان کا ہاتھ پکڑ کے گھر مین لیگیا جس کو حرم کہا ہی کہ جیسے سرا سے علیک واعراسکے ہی اور قصہ رنجور و رنجوری کا کہ فلان سبب سے یہ مرض پیدا ہوا بیان کیا من بعد اسکے سامنے اسکو بٹھادیا طبیب غیبی نے معاینہ و ملاحظہ رنگ رو و نبض و قارورہ کا کیا اور اسباب وعلامات مرض کے دریافت کیے اسباب و علامات ایک کتاب بھی ہی جسمین سبب و علامتین جملہ امراض کی لکھی ہین لعبد بجا آوری جملہ مراتب کے کہا کہ اگلے طبیبون نے جو دوا اسکی کی ہی وہ باعث بہتری کی نہین ہی بلکہ دیدہ [illegible] سکے حال درون سے محض بیخبر رہے کچھ نے نہین جانا کہ یہ مرض کیا ہی [illegible]

کہ جو وہ سمجھے اور جانا در اصل وہ نہین ہی قولہ دید رنج وکشف شد بروے نہفت ٭ لیک پنہان کرد و با سلطان نگفت ٭
رنجش از سودا و از صفرا نبود ٭ بوے ہر ہیزم پدید آید ز دود ٭ دید از زاریش کو زار دلست ٭ تن خوشست و او گرفتار دلست ٭
عاشقی پیداست از زاری دل ٭ نیست بیماری چو بیماری دل ٭ علت عاشق ز علتہا جداست ٭ عشق اصطرلاب اسرار خداست ٭
المعنی ہیزم مخفف ہیزم بلغت گردستانی بمعنی لکڑی اصطرلاب بالکسر وضم طا ترازوے آفتاب ہندی گھڑی جس سے
ارتفاع و انحطاط سبع سیارہ کا معلوم کرتے ہین اور گھڑی ساعت کا حساب کرتے ہین فرماتے ہین کہ اس طبیب غیبی پر
اسکے مرض کا دیکھتے ہی اصلی حال کھلگیا کہ اسکو رنج و بیماری نہین ہی لیکن اصل مرض کو بادشاہ سے نہین کہا چھپایا کہ وہ مرض صفرا
سودا سے نہ تھا اسلیے کہ ہر شئے کے اپنے اپنے نشان ہین جیسے ہر نعمت کی بو اسکی بھاپ سے معلوم ہوتی ہی پس اسکی آہ و زاری
دیکھکر جان لیا کہ یہ بیمار دل کی ہی جسمانی کوئی مرض نہین جسم اچھا خاصہ ہی اس کے عشق کو خود زاری دل کی جتا رہی ہی اسلیے
کہ کوئی بیماری مقابل بیماری دل کے نہین ہی عاشق کی علت و آزار ساری علتون سے جدا و نرالی ہین عشق اصطرلاب اسرار
خدا کی ہی چنانچہ اور علتین تو سودا صفرا اور مرض و آزار کو بتاتی ہین اور یہ علت عشق کی راز و اسرار خدا کو جتاتی ہی اور عشق
ایک آلہ ہی اسرار خدا کا اور مرض سبب ہی اہلاک و فنا کا انخلاف شرح فارسی مین بجاے ہیزم بمعنی نعمت کے ہیزم لکھا ہی
نہ معلوم معنی کیا سمجھے لکھے ہین نہین آور ظاہر کہ بوے ہر ہیزم کی لکڑی سے کب معلوم ہوتی ہی اور کہان پہچانی جاتی ہی یہ کلیہ
نہین ہوسکتا البتہ نعمت کی بو بھاپ سے پہچانی جاتی ہی قولہ عاشقی گر زین سر و گر زان سرست ٭ عاقبت ما را بدان
سر رہبرست ٭ ہرچہ گویم عشق را شرح و بیان ٭ چون بعشق آیم خجل باشم ازان ٭ گرچہ تفسیر زبان روشنگرست ٭
لیک عشق بے زبان روشن ترست ٭ چون قلم اندر نوشتن میشتافت ٭ چون بعشق آمد قلم برخود شگافت ٭ یعنے
عاشقی چاہے اس سر سے ہو کہ وہ عشق مجازی ہی چاہے اس سر سے کہ وہ عشق حقیقی ہی انجام کار یہ مجازی بھی ہم کو اسی سر
یعنے حقیقی کی طرف راہبر ہوتی ہی اور یہ عشق عجب ایک ذات مستغنی الصفات ہی کہ چاہے جتنی شرح اور بسط اسکی کی جاتی ہو
کہ اسمین پڑین اور رو داخل ہوں مین یعنے عاشق ہون تو اپنے کہے ہوے سے شرمندہ ہی ہوتے ہین کہ ہمنے کیا کہا اور
یہ کیا چیز ہی ہمنے مطلق نہین جانا پس فرماتے ہین کہ اگرچہ تفسیر زبان کی بڑی روشنگر ہی کیسی ہی الجھی الجھائی بات ہو سب کو
روشن و ظاہر کرکے سمجھا دیتی ہی کچھ ستر و خفا نہین رہتا لیکن عشق ایسی شئی ہی کہ باوصف بیزبانی کے زبان سے روشن تر ہی کہ زبان
سے کچھ کہتا نہین اور کیسا فاش و برملا طشت از بام ہوتا ہی ایسے ہی قلم بھی اپنی تحریر مین برابر روان و دوان ہی اور
بڑے بڑے نکات و غوامض اس سے عیان اور ظاہر ہوتے ہین مگر جب عشق کے بیان پر آئے تو یہ بھی
رہگئے اور شق ہوگئے کچھ بیان نہین کرسکے غرض یہ عشق ایسی چیز ہی کہ تقریر و تحریر زبان و قلم دونون یہین
بیچارے اسکی شرح و بیان کا محتاج انخلاف شارح فارسی کے معنی صاف صاف سمجھ مین نہین آتے شاید
[illegible] سمجھے ہین مگر صفائی معنی کی صفائی سمجھ مین نہ پڑو دلیل ہی جو سمجھے گا سمجھائے گا [illegible]

نہین چھوڑے گا قولہ چون سخن در وصف اینحالت رسید ٭ ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید ٭ عقل در شرحش چو خر در
گل بخفت ٭ شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت ٭ المعنی دوسرے شعر مین ہم تخصیص کا ہی نہ عطف کا یعنے مثل قلم کے
جب سخن اس حالت یعنی عشق کے وصف مین پہونچا اور سخن نے وصف اختیار کیا تو اسکا بھی قلم ٹوٹ گیا اور کاغذ پھٹ گیا
یعنے سامان بگڑ گیا اور عقل کا تو اُس کے سامنے یہ حال جیسے گدھا کیچڑ کا اندھا لیس ہر گاہ زبان اور قلم اور سخن اور عقل
چارون عشق کے شرح و بیان مین عاجز ہوے تو مجبور عشق و عاشقی کی شرح و بیان خود عشق ہی نے لکھی الخلاف
شارح فارسی کے بڑے لنبے پیچ ہین مین تو یہی اچھا جانتا ہون کہ معنی باربط اور موافق الفاظ شعر کے ہون نہ یہ کہ الفاظ شعر کے
معنی کا پتہ ہی نہ لگے قولہ آفتاب آمد دلیل آفتاب ٭ گر دلیلت باید ازوے رو متاب ٭ از وے ار سایہ نشانے مید ہد ٭
شمس ہر دم نور جانے می دہد ٭ المعنی فرماتے ہین کہ عشق و عاشقی کی شرح تو محال ہی اسکو تو خود عشق ہی بیان
کرے لیکن تمثیلاً اور نظیراً ہم بیان کرتے ہین کہ ایک آفتاب تو یہی ظاہری چرخ چارم والا ہی اور ایک آفتاب عشق کا
ہی جسکا مقام عرش دل مومن کا ہی اور یہ آفتاب کچھ اُس آفتاب کا دلیل و رہنما ہی کہ جو کیفیت حدت و حرارت اور نور و فروغ
مین اسکے ہی وہی اسکے ہی پس اگر تجکو کوئی راہنما آفتاب عشق کا چاہیے تو اسی کی طرف رجوع کر یہ تیری اُس تک بخوبی رہنمائی کریگا
چنانچہ کاملین کو اسکے تصور وغیرہ سے بھی بہت فیض وفائدے حاصل ہوتے ہین اور اس سے اگرچہ تجکو سایہ ظاہر ہوتا ہی
کہ وہ شب ہی مگر شمس کہ وہ عشق ہی ہر دم تازہ نور جان کا بخشتا ہی اُس مین سایہ و تاریکی مطلق نہین ہی الخلاف یہ معنے تو
مین نے اپنی سمجھ کے موافق لکھے اب آگے شارحین کی بڑی بڑی باتین ہین مولانا رحنے بجاے شمس کے عشق لکھا
آخر شمس سے بھی تو عشق ہی مراد ہی اور غیر موزون بھی نہ تھا لیکن شعر آئندہ مین جو لفظ شمس کا ہی اُس کا مغائر ہو جاتا ہی
قولہ سایہ خواب آرد ترا ہمچون سمر ٭ چون برآید شمس انشق القمر ٭ خود غریبے در جہان چون شمس نیست ٭ شمس
جان باقی ست کورا امس نیست ٭ شمس در خارج اگرچہ ہست فرد ٭ مثل او ہم میتوان تصویر کرد ٭ لیک آن شمسی کہ ستش
شد اثیر ٭ نبودش در ذہن و در خارج نظیر ٭ در تصور ذات او را گنج کو ٭ تا در آید در تصور مثل او ٭ شمس تبریزی کہ نور
مطلق است ٭ آفتاب ست وز انوار حق ست ٭ المعنی انشق القمر ای شق شد قمر تشبیہ خواب کی سحر سے باعتبار شدت خواب کے
ہی جیساکہ کہا ہی ع خواب در وقت سحرگاہ گران میگردد ٭ اور مناسب سایہ اور خواب اور شمس و قمر کے غریب مسافر و نادر
امس روز گذشتہ فرد تنہا و یگانہ تصویر صورت کرنا اثیر عالی و بلند اور فلک و کرہ نار کہ سب عناصر مین بلند ہی شمس تبریز نام
ولی اللہ کا ہی بتائید شعر بالا کے فرماتے ہین کہ اس آفتاب سے جو سایہ لگا ہوا ہی خواب آور اور غفلت انگیز ہی مثل سحر کے
کہ اسوقت نیند بشدت ہوتی ہی مگر شمس عشق ایسا جاہ و جلال والا ہی کہ بمجرد طلوع اسکے قمر منشق و معدوم ہو جاتا ہی جو در اصل
مادہ خواب کا ہی جیسا کہ مولانا نظامی نے فرمایا ہی ع مہ داد گہوارہ خواب را ٭ اب فرماتے ہین کہ خیال کر دنیا مین جیساکہ
شمس ہی ایسی کوئی چیز عجیب وغریب نہین لیکن ہر اچھے نور و ظہور مین بھی اور بباطن فیض و فوائد مخلوقات مین بھی

کہ کوئی شی ایسی نہین جسکو اس سے فیض وفائدہ نہ پہونچتا ہو گویا ہر شی کی جان ہی لیکن برابر و یکسان نہین رہتا امس اسکے
پیچھے لگا ہوا ہی جو فصل شب کا ہی اور شمس جان کہ عشق ہی یہ ہمیشہ پاینده اور ایک حال پر اس کے پیچھے امس نہین ہی
اسکو امس و غد سب برابر ہین اور یہی شمس ہی کہ خارج مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا اپنی ذات و صفات مین فرد ہی مثل و نظیر نہین
رکھتا یکتا بے ہمتا ہی مگر اسکے مثل کی صورت بنا سکتے ہین اور تصور مین لا سکتے ہین لیکن وہ شمس بلند پر تو عشق کا
جسکے شوق مین فلک یا بلندی اثیر مست و خوش ہی اسکا کوئی نظیر نہ ذہن مین ہی نہ خارج مین اور فرماتے ہین کہ ذات
اسکی تصور مین آوے ہی کیسے اسلیے کہ ذات اسکی تصور کی مطیع کہان ہی اور تصور مین سمجتی کب ہی جیسا کہ یہ آفتاب خارج
نظر مین نہین جمتا البتہ شمس تبریزی کو نور مطلق غیر مقید ہی اور آفتاب انوار حق سے ہی مثل اسکا ای آفتاب عشق
کا ہو سکتا ہی الخ بخلاف شرح فارسی مین اس شعر خود غریبے در جہان الخ مین غریب کے معنے مسافر کے
لیے ہین اور مین نے لمعنی عجیب و نادر کے یہ سب اشعار اوصاف عشق مین تھے قولہ چون حدیث روے شمس الدین
رسید ؛ شمس چارم آسمان سر در کشید ؛ واجب آمد چونکہ بردم نام او ؛ شرح کردن رمزے از انعام او ؛ این
نفس جان دامنم برتافتہ است ؛ بوے پیراہان یوسف یافتہ است ؛ کز براے حق صحبت سالہا ؛ بازگو رمزے
از ان خوشحالہا ؛ تا زمین و آسمان خندان شود ؛ عقل و روح و دیدہ صد چندان شود ؛ المعنی پہلے دونون شعر
گریز و انتقال مین ہین طرف ذکر شمس الدین تبریزی کے چنانچہ فرمایا کہ جب نوبت ذکر صورت شمس الدین کی پہونچی
جس سے شمس چارم آسمان نے کہ سر اٹھائے ہوئے تھا اپنا سر سمیٹ لیا تاب مقابلہ کی نہ لایا تو مجھپر واجب ہوا کہ جب
ان کا نام لیا تو کچھ ان کے انعام و احسان سے بھی بیان کرون چنانچہ مجرد اس خیال کے اس وقت جان نے میرا
دامن چڑھا کے مستعد کر دیا ہی گویا اسنے بوے پیراہن یوسف کی پائی ہی کہ آنکھین بھی کھل گئین اور جان بھی کلی سی کھل گئی
اور کہا کہ تیری انکی صحبت تو برسون رہی ہی اور کیسے خوشحال وقت انکی صحبت مین تیرے کیے ہین اس حق صحبت و خوشحالیون
کے کوئی رمز بیان کر تا آسمان و زمین خرم و خندان ہوئین اور ان کو عقل اور روح اور آنکھین سوگونی حاصل ہوئین
زمین و آسمان دونون مین ظرف ہے ارادہ مظروف کا ہی قولہ گفتم ای دور اوفتادہ از حبیب ؛ ہمچو بیماری کہ دورست از طبیب
لَا تُکَلِّفْنِی فَاِنِّی فِی الْفَنَا ؛ کَلَّتْ اَفْہَامِی فَلَا اُحْصِیْ ثَنَا ؛ یہ جواب مولانا کا مخاطب جان مین ہی کہ ای دور از حبیب دور
اوفتادہ جیسے بیمار طبیب سے دور پڑا ہوا ہوتا ہی کہ اسکو کچھ بن نہین پڑتا تو مجھکو تکلیف مت دے کہ مین حالت فنا
مین ہون اور میرے تمام حواس نسبت گم ہوگئے ہین [illegible]
[illegible]

یہ اشعار بھی تحت جواب مین ہین یعنے جو چیز کہ اُسنے کہ یعنی شمس تبریز نے کہی ہو بیہوشی کے حال مین کہی ہو اُس مین مین اگر
باتین بناؤن اور سخن سازی کرون تو لائق نہین ہو وہ جو کچھ کہتا ہو ہرگاہ افاقہ کے ساتھ نہین ہو اس واسطے مجکو
تکلف کی طرح اُسکا کہنا نہایت نالائق معلوم ہوا کہ بیان میرا سزاوار اُسکے نہوگا بھلا مین کہ جسکی ایک رگ ہوشیار
چلتی ہوئی نہین سب مردہ ایسے یار کی شرح جسکا کوئی یار اور مثل نہین ہے کیا کرون مجھسے تو بڑی ثناگوئی اُسکی یہی ہو
کہ ترک ثنا کرون اسواسطے کہ ثنا کرنا دلیل ہستی کی ہو اور ہستی خطا ہو یعنے جب مین خود اُس مین فنا ہون تو دعوے ہستی کا
کیسے کرون کہ دوئی لازم آوے گی پس بہتر یہ ہو کہ شرح اس جدائی کی اور جدائی مین جو خون جگر پیے ہین اُسکی اسوقت
جانے دے دوسرے وقت پر موقوف رکھ قولہ قال اطعمنی فانی جائع ؛ فاعتجل فالوقت سیف قاطع ؛
صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق ؛ نیست فردا گفتن از شرط طریق ؛ تو مگر خود مرد صوفی نیستی ؛ نقد را از نسیہ
خیزد نیستی ؛ المعنی یہ جواب پھر جان کا ہو خطاب مولانا رح مین یعنے جان نے میری یہ بات سُنکر مجھسے کہا کہ مین
تو اس ذکر و حدیث کی بھوکھی ہون مجکو صبر کہان جلدی میری خوراک مجکو کھلا اور دیر مت کر کھلانے مین کہ وقت
سیف قاطع ہو گذرندہ نہایت جلد و شتاب جیسے تلوار کہ جسم پر پہونچتے ہی فوراً پار ہو جاتی ہو دیر ہی نہین لگتی اور
صوفی ابن الوقت ہوتا ہو یعنے جو شخص کہ مرضی خدا مین آپ کو مٹائے ہوئے ہو وہ وقت کے موافق عمل کرتا ہو
اور جانتا ہو کہ نقد اُدھار ہونے مین مارا بھی جاتا ہو پس وہ کام اپنا آیندہ پر نہین رکھتا فوراً کرتا ہو اختلاف شارح
فارسی نے آخر شعر کے معنی مین سارے تصوف خرچ کر کے ڈیڑھ ورق سیاہ کیا ہو شاید ضروری ہو قولہ
گفتمش پوشیدہ خوشتر سر یار ؛ خود تو در ضمن حکایت گوش دار ؛ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؛ گفتہ آید
در حدیث دیگران ؛ المعنی یعنے [illegible] پوشیدہ [illegible] دکھنا سننا بہتر ہو معنی پھر جواب مولانا رح کا ہو کہ مین نے اس سے
کہا بھید یار کا پوشیدہ اچھا ہوتا ہو بہتر ہو تُو نے ضمن حکایت مین سب کچھ پوشیدہ پوشیدہ کہدیا ہو اُسکو دیکھ بھال کے اور
یہی اچھی بات ہو کہ بھید معشوقون کا اور کی بات مین مثال چھپا کے کہا جاوے تاکہ ہر کوئی نہ سمجھ پاوے قولہ گفت
مکشوف و برہنہ بے غلول ؛ باز گو رنجم مدہ ای بوالفضول ؛ پردہ بردار و برہنہ گو کہ من ؛ مے نگنجم با صنم
در پیرہن ؛ المعنی غلول بضمتین خیانت کرنا غنیمت مین پھر خطاب جان کا ہو جو مولانا رح سے کہتی ہو کہ کھلم کھلا
بے پردہ سب بے خیانت جو کچھ ہو کہدے اور اے بوالفضول [illegible] رنج مجکو مت دے پردہ [illegible]
مجکو دکھا دے اور ذرا آرستہ رکھ یہ برہنہ کہدے کیونکہ اپنے صنم یعنی مطلوب کے ساتھ پیرہن [illegible] نہین سماتی ہون
[illegible] بھی ناگوار ہو قولہ گفتم ار عریان شود او در عیان ؛ نے تو مانی نے کنارت نے میان ؛ آرزو میخواہ لیک اندازہ
خواہ ؛ بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ ؛ آفتابے کز وے این عالم فروخت [illegible]
[illegible]

این ندارد احتراز آغاز گو ٭ رو تمام آن حکایت باز گو ٭ المعنی عیان بکسر دیدن بچشم مجاز اظاہر یہ جواب مولانا رح
کا ہی کہ مین نے اُس سے کہا کہ یہ راز ایسا نہین جو برملا و عیان کہا جاے اس لیے کہ اسکی تاب تحمل کی کسکو ہی اگر عیان
کہون تو نہ تو رہے نہ تیرے کنارے نہ تیرا وسط یعنی نہ کہین کنارون پر تیرا اثر پڑنے لگے نہ کہین بیچ مین ایسی مفقود
و معدوم ہو جاے تجکو چاہیے کہ اگر آرزو و طلب کسی شی کی دل مین کرے تو پہلے اُسکے موافق اپنا ظرف و اندازہ بھی
سمجھ لے ورنہ گھاس کا تنکا کہین پہاڑ کو تھوڑے ہی اٹھا سکتا ہی دور کیون جاو اسی کو سمجھ لے کہ یہ آفتاب جو پیش چشم
ہی جبتک اپنے مرکز و مدار پر دورہ کرتا رہے کچھ اندیشہ نہین اور اگر ذرا آگے کو بڑھ آئے تمام جہان جل جائے
پھر عالم افروزی نہ رہے تو وہ اسرار پوچھتی ہی جنکے کہنے سے جان جہان کا دل خون ہو جاے جو کمال رنج و محن مین
پڑنا ہی پس بہتر یہی ہی کہ تھوڑی سی دیر آنکھین میچ لے اسوقت مین یہ راز کہنا اچھا نہین ابتک تو نے جو کچھ آشوب و
خونریزی کی تلاش کی وہ کی یعنی راز شمس تبریزی مین اصرار کیا اب اس سے زیادہ شمس تبریز کا ذکر مت کر اور اس راز
کو مت پوچھ یہان تک ذکر شمس تبریز کا حسب سوال جان کے فرمایا اب شعر آخر گریز ہی طرف قصہ کنیزک کے کہ یہ
جو بیان کرتا چلا آتا ہی اسکا تو آخر انجام نہین اب تو اس آغاز سے جو شروع کیا تھا یعنے قصہ کنیز اسکا ذکر و بیان کر اور
اُس حکایت کو پورا پورا کہہ

خلوت چاہنا طبیب کا بادشاہ سے واسطے دریافت مرض کنیزک کے

قولہ چون حکیم از این سخن آگاہ شد ٭ وز درون ہمداستان شاہ شد ٭ گفت ای شہ خلوتے کن خانہ را ٭ دور کن ہم خویش
و ہم بیگانہ را ٭ کس ندارد گوش در دہلیزہا ٭ تا بپرسم از کنیزک چیزہا ٭ یعنے حکیم جب اس بات سے خبردار ہوا کہ
مرض نہین ہی تو اسکے درون کا بادشاہ سے ذکر کیا چوتھے مصرع مین خویش کا لفظ کیسا لطیف ہی کہ ذات بادشاہ
اور یگانون کو بھی شامل ہی قولہ خانہ خالی کرد شاہ و شد برون ٭ تا بپرسد از کنیزک او فسون ٭ کہ کس نے تجھ پر افسون
کیا ہی ٭ خانہ خالی کرد و یک دیار نہ ٭ جز طبیب و جز ہمان بیمار نہ ٭ دیار بالفتح و تشدید یا مردمان خانہ ٭ نرم نرمک گفت
شہر تو کجاست ٭ کہ علاج اہل ہر شہرے جداست ٭ واندران شہر از قرابت کیستت ٭ خویشی و پیوستگی با چیستت ٭ دست
بر نبضش نہاد و یک بیک ٭ باز می پرسید از جور فلک ٭ یعنے گردش آسمانی سے تجھ پر کیا کیا مصیبتین پڑین قولہ چون
کسے را خار در پایش خلد ٭ پاے خود را بر سر زانو نہد ٭ وز سر سوزن ہمیجوید سرش ٭ ور نیابد می کند با لب ترش ٭
خار در پا شد چنین دشوار یاب ٭ خار در دل چون بود وا دہ جواب ٭ خار در دل گر بدیدی ہر خسے ٭ کے غمان را
دست بودی بر کسے ٭ [illegible] المعنی معنی سب کے یہ کہ جو کسی کے پاؤن
مین [illegible] رکھتا ہی اور سوئی کے سر سے اسکے سر کو ڈھونڈھتا ہی اور نہین پاتا ہی
[illegible] طبیب کی وقت کو کہ وہ کیا تا وہ [illegible]

نہ پاؤن کا پھر کیسی وقت اُسکو پڑی ہوگی اور اس خار دل کا اگر دیکھنے سوچنے والا ہر خس ہوتا تو غمناک کو غلبہ کسی پر
کیسے ہوتا اور غمناک سے مراد عاشق حقیقی جیسے طالب وعاوندوں کے ہوتے ہین پس یہ اشعار تمثیل یین ہین قولہ
کس بزیر دم خر خاری نہد ٭ خر نداند دفع او برمی جہد ٭ خر ز بہر دفع خار از سوز و درد ٭ جفتہ می انداخت صد جا
زخم کرد ٭ آن لگد کے دفع خار او کند ٭ حاذقے باید کہ بر مرکز تند ٭ بر جہد وان خار محکم تر کند ٭ عاقلے باید کہ خارے
برکند ٭ جفتہ بالضم دولتی بر مرکز تند یعنے جس جگہ پور نا مناسب ہو وبا موقع کند فتح کندیدن سے المعنی یہ اشعار بھی
بطرز دیگر مثال ہین فرماتے ہین کوئی شخص گدھے کی دُم تلے ایک کانٹا رکھدے اب گدھا اُسکا دفع جانتا نہین کودتا ہے
اور اُس خار سے جو اُسکو سوز و درد ہے دولتیان پھینکتا ہے اور سیکڑون جگہ زخمی ہوا جاتا ہے ویسے ہی لاتین چلاتا ہے تو اب
ایسے موقع پر کوئی حاذق دانا ہو کہ وہ برمحل تدبیر کرے اور وہ یہ ہے کہ اس خار کو جو خوب گھُسا ہوا ہے کرید ے اور نکال ڈالے
یہ کام عاقل کا ہے نہ ہر کسی کا خلاصہ یہ کہ کنیزک کی دم مین کانٹا لگا تھا وہ نہین نکلتی طبیبون کی غلاف تدبیرون سے اور زیادتی
ہوئی اب اس حاذق نے پہچاننے کی صورت پیدا کی ہے یقین کہ پہچان کے نکال ڈالے چنانچہ آیندہ آئے گا
قولہ آن حکیم خارچین استاد بود ٭ دست مینزد جا بجا می آزمود ٭ زان کنیزک بر طریق راستان ٭ باز می پرسید حال و
داستان ٭ با حکیم او رازہا میگفت فاش ٭ از مقام و خواجگان و شہر و تاش ٭ سوی قصہ گفتنش میداشت گوش ٭ سوی
نبض و جستنش میداشت ہوش ٭ تا کہ نبض از نام کہ گردد جہان ٭ او بود مقصود جانش در جہان ٭ دوستان شہر خود را
برشمرد ٭ بعد ازان شہر دگر را نام برد ٭ المعنی خواجگان جمع خواجہ یعنے خداوند و لقب سادات در توران و غلام خصی
و مالک تاش ایک شخص کے دو نوکر کہ آپس مین تاش ہوتے ہین خلاصہ یہ کہ وہ حکیم کانٹا نکالنے والا استاد تھا جابجا
ہاتھ سے اسکو آزماتا تھا کہ دیکھون کونسی جگہ کو دابتی ہے تو وہ ہاتھ آزمانا یہ کہ ٹھیک لوگون کے طریق پر اس سے
حال و داستان پوچھتا تھا اور کنیزک بھی اپنے راز و بھید کو فاش و برملا کر رہی تھی اور اپنے شہر و مقام اور خواجگان و تاش
سے بتاتی تھی اور حکیم قصہ کی طرف تو گوش لگائے تھا اور نبض کی حرکت پہ ہوش رکھتا تھا اسواسطے کہ جس کے
نام سے کودنے لگے گی پس وہی جہان بھر مین اسکا مقصود جان ہے لہذا اپنے شہر کے دوست آشنا کے بعد اس کے
دوسرے شہر کا نام لیا قولہ گفت چون بیرون شدی از شہر خویش ٭ در کدامی شہر میبودی تو بیش ٭ نام شہرے
گفت وزان ہم در گذشت ٭ رنگ رو و نبض او دیگر نگشت ٭ خواجگان و شہرہا یک بیک ٭ [illegible] گفت از جا و از
نان و نمک ٭ شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد ٭ نے رگش جنبید نے رخ گشت زرد ٭ نبض او بر حال خود بُد بے گزند ٭
تا بپرسید از سمرقند چو قند ٭ المعنی [illegible] اپنے شہر سے [illegible] کیسے نکلی [illegible] شہر کا نام
[illegible]
[illegible]

حال پر تھی کہ اسی مین سمرقند چون قند سے پوچھا قولہ اے سروے برکشید آن ماہرو ے ¤ آب از چشمش روان شد ہمچو جوے ¤ گفت بازرگانم آنجا آوریدا ¤ خواجۂ زرگر دران شہرم خرید ¤ در بر خود داشت شش ماہ و فروخت ¤ چون بگفت این ز آتش غم بر فروخت ¤ نبض جست و روے سرخش زرد شد ¤ کز سمرقندے زرگر فرد شد ¤ المعنی یعنی جب سمرقند کا نام لیا تو اسنے ایک آہ سرد کھینچی اور نہر کی طرح آنسو جاری ہوے اور کہا کہ سوداگر وہان مجکو لایا ایک خواجہ زرگر نے مجکو خریدا پھر چھ مہینے اپنے بغل مین رکھکر بیچڈالا جب یہ کہا تو اسکے غم کی آگ بھڑک گئی اور نبض کودنے لگی اور منھ یا تو سرخ تھا زرد ہو گیا بدینوجہ کہ زرگر سمرقندی سے جدا ہوئی تھی جو محبوب اسکا تھا آہ اور آہ سرد باہم مناسب بر فروخت فروخت تجنیس تام قولہ چون ز رنجور آن حکیم این راز یافت ¤ اصل آن درد و بلا را باز یافت ¤ گفت کوے او کدامست و گذر ¤ او سر پل گفت و کوے غاتفر ¤ گفت انگہ آن حکیم با صواب ¤ آن کنیزک را کہ رستی از عذاب ¤ غاتفر بفتح فا نام محلہ سمرقند المعنی جب اس حکیم نے رنجور سے یہ راز پایا اور اصل اس درد و بلا کی معلوم کرلی پوچھا اس گلی اور راہ کا نام کیا ہی کہا محلہ کا نام غاتفر اور راہ کا نام سر پل یہ سنکر اس حکیم باصواب نے اس سے کہا اے اب تو عذاب سے چھوٹ گئی عذاب صواب کیسے خوب جمع کیے ہین قولہ گفت دانستم کہ رنجت چیست زود ¤ در علاجت سحرہا خواہم نمود ¤ شاد باش و ایمن و فارغ کہ من ¤ آن کنم با تو کہ باران با چمن ¤ من غم تو میخورم تو غم مخور ¤ بر تو من مشفق ترم از صد پدر ¤ ہان و ہان این راز را باکس مگوے ¤ گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوے ¤ چونکہ اسرارت نہان در دل شود ¤ آن مرادت زودتر حاصل شود ¤ ہان کلمہ تنبیہ کا ہی اور تکرار بنا بر تاکید المعنی حکیم نے کہا جو کچھ تیرا مرض ہی مین نے جان لیا دیکھ تو کیسی جلدی تیرے علاج مین سحرکاری دکھاتا ہون خوش رہ اور بیخوف اور فارغ کہ مین تیرے ساتھ وہ کام کرونگا جیسا کہ باران چمن کے ساتھ کرتا ہی کہ سرسبز و شاداب کردیتا ہی اور اب تیرا غمخوار مین ہون تو ذرا غم مت کر اور تجھپر ایسا مہربان ہون کہ جتنی مہربانیان سو باپون کی ہوتی ہین مگر دیکھ خبردار بھید اپنا کسی سے نہ کہنا ہرچند بادشاہ تجھسے پوچھے اسواسطے کہ جب بھید دل مین پوشیدہ رہتا ہی تو مراد جلد بر آتی ہی قولہ گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت ¤ زود گردد با مراد خویش جفت ¤ دانہ چون اندر زمین پنہان شود ¤ بعد از آن سرسبزی بستان شود ¤ زر و نقرہ گر نبودندے نہان ¤ پرورش کے یافتندے زیر کان ¤ المعنی یہ اشعار صفت اخفاے راز مین ہین یعنے کہ حضرت نے بھی فرمایا ہی کہ جسنے اپنا بھید چھپایا جلدی اپنی مراد سے جفت ہوا چنانچہ فرمایا من کتم سرہ حصل امرہ اور تو بھی خیال کرلے اول دانہ زمین مین چھپ جاتا ہی تو کو سرسبزی باغ و بستان کی دکھاتا ہی ایسے ہی زر و نقرہ کان مین چھپے رہتے ہین جبھی تو انکی پرورش کرتی ہی [illegible] تجھپر کے [illegible] ہوتے ہین قولہ وعدہا و لطفہا سے آن حکیم ¤ کرد آن رنجور را ایمن ز بیم ¤ وعدہا باشد حقیقی [illegible]

[illegible]

کہ ہمیشہ روان ہی یہ اشعار مقولات مولانا رہے ہین وعدے اور ایفاے وعدے مین یعنے اُس حکیم نے جو کنیز سے
وعدے کیے اور لطف فرمائے تو اُس بیمار کو خوف سے نڈر کر دیا اور خوف یہ کہ مقصود دلی کو حاصل ہو تی یہ ہون یا نہین
اور کیسے مطمئن کر دیتے کہ وعدے حقیقی دلپذیر ہوتے ہین فوراً دل اُنکو مان لیتا ہی اور وعدے مجازی یعنے جھوٹے
کہ خود واعد کاذب کے دل مین اُسکی گنجایش نہین ہوتی کسی وجہ سے وعدہ کر لیتا ہی بیچین و مضطرب کرتے ہین کہ دیکھیے
پورے ہوتے ہین یا نہین اور وہ وعدہ حقیقی اہل کرم کا ہی اور وعدہ مجازی نا اہلون کا کہ وعدہ حقیقی سے گنج روان
جو پورا مقصود ہی حاصل ہوتا ہی اور وعدہ نا اہل کا رنج جان کا ہوتا ہی جسکے انتظار مین جان گھلتی ہی اسی واسطے ہر شخص کو لازم ہی
ہی کہ جس سے وعدہ کرے اُسکو پورا پورا وفا کرے تا وہ کرم جوش پختہ کار ٹھہرے ورنہ خام و سرد محض بے لطف و بی مزہ
الخلاف شارح فارسی کی تقریر بڑی طول ہی وعدہ کا لفظ ایسین اُن کو مل گیا لاجرم موافق دیوانہ رآ ہوے بس ست کے
تمام آیتین حدیثین بھرنے کی اُمر طلکئی یہ جو مین نے معنی لکھے کیا کافی نہین مین تو یہ جانتا ہون ع فرصتی جو وکار آسان کن

معلوم کر لینا طبیب الٰہی کا رنج کنیزک اور بادشاہ سے ظاہر کر دینا

قولہ آن حکیم مہربان چون راز یافت ٭ صورت رنج کنیزک باز یافت ٭ باز یافت یعنی معلوم کرد ٭ بعد از ان برخاست
عزم شاہ کرد ٭ شاہ را زان شمہ آگاہ کرد ٭ الخلاف پہلا شعر شرط ہی یہ جزا کشف العلوم والے چوتھے مصرع کا ترجمہ
لکھتے ہین پادشاہ کو اس خشمہ سے آگاہ کیا حالانکہ شمہ مین ہمزہ ملینہ جو مبدل یاسے وحدت سے ہی موجود پس یہ ترجمہ ہوگا
کہ بادشاہ کو اُس سے ایک شمہ آگاہ کیا پھر اسی شمہ کو شمسہ بنا کر لکھا کہ شمسہ یعنی تا بدان اور رزراند وہ چیز پھر کہا شمسہ
مناسب شاہ کے تھا اسی وجہ سے مولانا نے شمہ لائے کو یہ وہ بات ہی یا نہین شعر تو بر اوج فلک چہ دانی چیست ٭ چون
نہ دانی کہ در سرا سے تو کیست ٭ قولہ شاہ گفت اکنون بگو تدبیر چیست ٭ در چنین غم موجب تاخیر چیست ٭ گفت
تدبیر آن بود کان مرد را ٭ حاضر آریم از پے این درد را ٭ قاصدے بفرست کا خبارش کند ٭ طالب این فضل و ایثارش
کند ٭ مرد زرگر را بخوان از شہر دور ٭ با زر و خلعت بدہ او را غرور ٭ چون بہ بیند سیم و زر آن بینوا ٭ بہر زر گردد زخان و مان
جدا ٭ المعنی اخبار بالکسر خبر کرنا ایثار بخشش غرور راہ فریب بینوا مفلس و بے توشہ باقی معنی اشعار کے محتاج بیان نہین مین
قولہ زر خرد را والہ و شیدا کند ٭ خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند ٭ زر اگرچہ عقل می آرد و لیک ٭ مرد عاقل باید او را نیک
نیک ٭ والہ بصیغہ اسم فاعل شیفتہ و سرگشتہ نیک نیک ای بسیار نیک یہ دونون مقولے مولانا کے صفت [illegible] ہین یعنی
زر ایسی چیز ہی کہ خرد کو سرگشتہ و شیفتہ بنا تا ہی خصوص مفلس اسکی بڑائی کا تو ٹھکانا ہی نہین [illegible] ہی کو نسی تمہائی ہی
کہ زر کے لالچ مین مفلس سے نہ ہو جاتی ہی اور زر دنیا ایسی ہی کہ آدمی مین عقل [illegible] بھی پیدا کرتا ہی [illegible] وہ عاقل
بہت نیک [illegible] انما اموالکم فتنۃ کے [illegible] قولہ چون [illegible] شیر [illegible]
[illegible] گر [illegible] المعنی [illegible] فرمان [illegible] ہی

حکم کو حکم بناؤن گا میرا کچھ حکم نہین ہی قولہ پس فرستاد آن طرف یک دو رسول ✿ حاذقان و کافیان و بس عدول ✿ تا بشہر آمدند آن دو امیر ✿ پیش آن زرگر ز شاہنشہ بشیر ✿ المعنی حاذق تیز و ہوشیار کافی وہ کہ اُسکے ہوتے اور کی حاجت نہو عدول گواہ مقبول بشیر بشارت رسان قولہ کاے لطیف استاد کامل معرفت ✿ فاش اندر شہرہا از تو صفت ✿ المعنی معرفت بکسر را کامل شناخت سارا مصرع صفت و صفت ہی نہ کامل معرفت مضاف مضاف الیہ جیسا کہ ترجمہ مین شارح کے ہی اور کاف بیان اُن دونون امیر کا اور شعر و صفت زرگر قولہ نک فلان شہ از برائے زرگری ✿ اختیارت کرد زیرا مہتری ✿ المعنی زرگری ای کار زرگری زر را مہتری ای مہتر زرگران الخلاف شرح مین زر را کی جگہ زیرا غلط لکھا ہی قولہ اینک این خلعت بگیر و زر و سیم ✿ چون بیائی خاص باشی و ندیم ✿ مرد مال و خلعت بسیار دید ✿ غرہ شد از شہر و فرزندان برید ✿ اندر آمد شادمان در راہ مرد ✿ بیخبر کان شاہ قصد جانش کرد ✿ اسپ تازی بر نشست و شاد تاخت ✿ خونبہائے خویش را خلعت شناخت ✿ ای شدہ اندر سفر با صد رضا ✿ خود بپائے خویش تا سوء القضا ✿ در خیالش ملک و عز و سروری ✿ گفت عزرائیل رو آری بری ✿ المعنی یہ اشعار بیان کیفیت زرگر اور قاصدون مین ہین اور صاف ضروری معنی لکھتا ہون اینک یعنی یہ ہے خلعت غرہ شد ای فریفتہ شد برید جدا ہوا در راہ در آمد یعنی چلی دیا قصد جان مراد مارڈالنے سے بر نشست سوار ہوا خونبہائے یعنی وہ خلعت بحقیقت خونبہا تھا یہ خلعت سمجھا سو ء القضا سور دیوار قلعہ و شہر پناہ الخلاف شرح فارسی و اُردو مین سوء القضا بمعنے طرف قضا کے لکھا ہی ظاہر سو جو بمعنی طرف کے ہی لفظ فارسی ہی اسکی ترکیب القضا کے ساتھ کیسی بہرحال سور القضا ہی ای قلعہ قضا جو بادشاہ کا قلعہ ہی جس نے بلایا ہی مولانا رح کیا سوے قضا نہین کہہ سکتے تھے دوسرے تا انتہائیہ موجود اور اگر سو کے موافق معنی عربی کے بدی کے معنی لین تو معنی ہی کیا ہون گے شارح اسکو نہین سمجھتے یا لکھا نہ لکھاری ایک بھاؤ ہی رو آری بری جیسے جا بہت سا پٹول لا بطور تمسخر کے ہی جیسے یہان کہتے ہین تحصیلی سلار کو استہزا تشارع اُردو کے بولی چھوٹی سے کے معنی یہ ہین عزرائیل نے اسکے خیال مین یہ ڈالا کہ وہان تجکو عزت و سروری حاصل ہوگی [illegible] مطابق اللفظ کے معنی ہین تو پھر فضول کی کیا حاجت مولانا نے ایک ہی معنی رکھے ہون گے قولہ چون رسید از راہ آن مرد غریب ✿ اندر آورد [illegible] بہ پیش شہ طبیب ✿ پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز ✿ تا بسوزد بر سر شمع طراز ✿ المعنی طراز نام شہر ترکستان کہ حسن خیز جگہ ہی شمع طراز کنیز با عتبار حسن و جمال یا خود حسن کی ہی اکثر عادت ہی کہ پتا بعض کے سر پر سے چراغ وغیرہ کا اُتارا کرتے ہین لہذا زرگر کو طبیب بادشاہ کے پاس خوش خوش لیگیا تو اسکو چراغ کی طرح جلانے کے [illegible] شمع طراز کے [illegible] سکو جلا جانے کے [illegible] الخلاف شرح اُردو لکھتے ہین کہ [illegible]

[illegible]

مخزن زر را بد و تسلیم کرد ٭ بس بفرمودش که بر سازد ز زر ٭ از سوار و طوق و خلخال و کمر ٭ هم ز انواع اوانی بے عدد ٭ کاندر خوان در بزم شاہنشہ سزد ٭ المعنی سوار بالضم کنگن خلخال پازیب وغیرہ کمر پٹکا وکمر بند طوق زیور گلے مین پہننے کا آوانی جمع انا برتن قابل بزم شاہ یہ سب اشیا تیار کرے الخلاف شارح اردو نے کمر بمعنے توڑہ کے جو قسم زیور سے ہی لکھا ہی مجھے تو لغت مین بمعنی پٹکے ہی کے ملا اور پٹکے زرین مرصع ہوتے ہین سنار ہی انکو بناتے ہون گے سعدی رح نے فرمایا ع قبا ہاے اطلس کمر ہاے زر ٭ شارح کی تاویل توڑے سے بلحاظ سوار طوق وغیرہ کے ہی سو غیر صحیح قولہ زر گرفت آن مرد شد مشغول کار ٭ بیخبر از حالت این کار زار ٭ پس حکیمش گفت کاے سلطان مہ ٭ آن کنیزک را باین خواجہ بدہ ٭ تا کنیزک در وصالش خوش شود ٭ آب وصلش دفع این آتش شود ٭ المعنی کار زار کار خراب ونیز بمعنے جنگ مہ مقابل کہ یعنے زرگر نے زر لیا اور کام مین مشغول ہوا مگر اس کام کے حال زار ای خراب سے خبر نہ تھا یا وہ کام کیا تھا لڑائی تھی پھر حکیم نے اس سے کہا ای پادشاہ بڑون اور مہترون کی یہ کنیز اسی خواجہ یعنے زرگر کو دیدے تو وہ اسکے وصل سے خوش ہو اور اس کے آب وصال سے اسکی یہ آتش بجھے خواہ آتش عشق خواہ آتش شہوت زر گرفت مین زرگر کیسا عمدہ چھپا ہوا ہی کار زار مین ایہام ہی بمعنے جنگ سلطان ومہ کنیزک وخواجہ وصل وصال آب وآتش سب باہم مناسب الخلاف شارح اردو کا ترجمہ تیسرے مصرع کا ای سلطان ماہ ہی مہ جو صفت کہ کی ہی اسکو ماہ ٹھہرایا ہی اور لکھا کہ ماہ اس واسطے کہ مہ سے کنیزک مراد ہی اسکا مالک وہ تھا یا اس واسطے کہ از مہ تا ماہی مراد کل جہان سے ہوتی ہی چونکہ وہ شہنشاہ تھا اسلیے سلطان مہ کہدیا انتہے تاویلین تو شارح نے قابل ان لیکاد کے لکھی ہین مگر جب دشمن چھوڑنے اور وہ قافیہ شعر کا ہی تو معنے ہر دو بکسر اور سلطان ماہ جوان کا ٹھہرایا ہوا ہی وہ ہی تمہ [illegible] ع نگہدار ما از رہ خطا ٭ بلکہ میرے نزدیک جو اس مہ کو بکسر کو مہ [illegible] قولہ شہ بدو بخشید آن مہ روے را ٭ جفت کرد آن ہر دو صحبت جوے را ٭ مدت شش ماہ میراندند کام ٭ تا بصحت آمد آن دختر تمام ٭ المعنی یہ دونون شعر صاف ہین جفت اور صحبت بجا لا سکے کہ اوپر کے شعر مین آب و آتش جو تھے اور شہوت سے بھی مراد ہو سکتی ہی نہایت انسب ہی ایسے ہی وصل و وصال قولہ بعد از ان از بہر او شربت بساخت ٭ تا بخورد و پیش دختر می گداخت ٭ چونکہ زشت و نا خوش و رخ زرد شد ٭ اندک اندک در دل او سرد شد ٭ المعنی شربت کوئی دوا خشک یا تر ایک سو خوراک کی [illegible] کہ وہ زرد و بد صورت ہو کے کنیزک کے دل مین سرد ہو گیا [illegible] عشقہائی کز پے رنگے بود ٭ عشق نبود عاقبت ننگے بود ٭ کاشکے [illegible]

[illegible]

[illegible]

سے ہین کہ جب رنگ زرگر کا زرد ہوا تو کنیزک کا عشق سرد ہوا اور کیون نہ سرد ہوتا اس لیے کہ جو عشق کسی کے آب و رنگ
سے پیدا ہوتا ہی کہ اُسکو دیکھ کے آدمی عاشق ہو جاتا ہی یہ عشق نہین ہی ہوس ہی کہ جب آب و رنگ نہین رہتا عشق
بھی نہین رہتا بخلاف حسن حقیقی و عشق حقیقی کہ نہ اُسکو زوال نہ اُسکو انتقال اور یہی عشق آب و رنگ کا انجام مین
عار و ننگ ہو جاتا ہی یعنے جیسے کسی بُری چیز کو دیکھ کے کوئی عار و ننگ کرتا ہی کہ پھر یہ چیز دیکھنے مین نہ آنے ایسے ہی
وہ آب و رنگ والا اُس عاشق کی آنکھ مین ہوتا ہی ناخوش ناگوار لیکن افسوس تو یہ ہی کہ یہ ننگ یک سری یعنی کلی نہین اگر
کلی ہوتی تو پادشاہ کو کنیز سے کیون نہوئی کہ وہ بھی بیماری سے زار و زشت ضرور ہو گئی ہوگی تا زرگر بیچارہ پر ایسی
بُری خصومت کہ وہ جان سے گیا نہ جاری ہوتی اور نوبت اسکی نہ پہونچتی کہ اس حال کو پہونچا کہ اُس کی آنکھون سے نہر
خون کی بہنے لگی اور وہ صورت اُسکی دشمن اُسکی جان کی ہوگئی کہ اُسی کی بدولت مارا جاتا ہی انتہیٰ بخلاف شارح فارسی اور
اُن کے پیرو اُردو والے بڑی بڑی تقریرین لکھتے ہین اور ربد اوری کے معنی شارح اُردو نے بدنامی کے لکھے اور
دوسرے شعر کے معنی لکھے ان کا اشارہ اگر عشق کی طرف ہی اور این کا کنیزک کی جانب تو یہ مطلب کا شکے عشق بالکل ننگ
ہی ننگ ہوتا تو اس کنیزک کی بدنامی و بے آبروئی بوجہ عشق کے نہوتی اور جانے کیا لکھا ہی شرح دیکھیے جسکا دل چاہے اور
تیسرے شعر کے یہ معنی کہ جب کنیزک نے دیکھا کہ یہ برگ زرد کی طرح پیلا ہوا جاتا ہی اس صدمہ سے کنیزک کی آنکھون سے ایک
نہر اشکون کی جاری تھی اور دل ہی دل مین گل گل کے پانی پانی ہوئی جاتی تھی اسلیے کہ معشوق کی ادنیٰ تکلیف عاشق دیکھ
نہین سکتا انتہیٰ سبحان اللہ کیا خوب معنی ہین جیسے صفحہ کے صفحہ سیاہ ہین اور معنی جو ہین وہ ہین قولہ دشمن طاوس آمد پر او
ای بسا شہ را بکشتہ فر او المعنی فر زیبائی یہ شعر تمثیل ہی کلام سابق پر یعنے جیسے طاوس کے پر زیبا و خوبصورت باعث
اُسکی ہلاک کے ہوتے ہین ایسے ہی اُسکی صورت اسکی ہلاک کا سبب ہوئی اور ایسے ہی بڑے بڑے پادشاہ
اپنے فر و زیبائی سے کشتہ ہوئے ہین قولہ چونکہ زرگر از مرض بدحال شد روی زرد از ش شخص او چون نال شد گفت
من آن آہوم کز ناف من ریخت این صیاد خون صاف من ای من آن روباہ صحرا کز کمین سر بریدندم برای پوستین
ای من آن پیلی کہ زخم پیلبان ریخت خونم از برای استخوان آنکہ کشتستم پی مادون من می نداند
کہ نخسپد خون من بر منست امروز و فردا بر ویست خون چون من کس چنین ضائع کیست گرچہ دیوار افکند
سایہ دراز باز گردد سوی او آن سایہ باز این جہان کوہست و فعل ما ندا سوی ما آید نداہا را صدا این
بگفت و رفت در دم زیر خاک آن کنیزک شد ز رنج و درد پاک المعنی نال ریشہ قلم مادون سوا و فرو تر
جو پیالہ وغیرہ سے لوٹتی ہی پہلا شعر شرح فارسی مین ملا زیدہ ونہین ہی اور یہ سب مقولات زرگر کے ہین یعنے وقت
یعنے جب زرگر مرض سے بدحال ہوا اور جسم اُسکا گُھل گُھل کے مثل ریشہ قلم کے ہوگیا اور وقت قریب آیا تو کہتا
[illegible]

جیسا خون خالص صیاد نے نکالا ہے کبھی کہتا تھا کہ وہ روباہ صحرانشین مین ہی ہون کہ تاک لگا کر پوستین کی خاطر میرا سر کاٹا ہی پھر کہتا تھا کہ وہ پیل جسکو پیلبان نے ہڈی دانت کیلیے زخمی کیا کہ جس سے خاص مقصود اسکا مار ڈالنا ہوتا ہی مین ہی ہون یہ مثالین اپنی اور کنیز اور بادشاہ کی نسبت کہی ہین اور جس نے کہ مجکو میرے غیر کے واسطے مارا ہی کیا نہین جانتا کہ خون میرا چین سے نہین سو رہے گا ضرور اپنا رنگ دکھائے گا آج مجھ پر ہی کل اُسپر ہی مجھ جیسے بیگناہ کا خون ضائع کب ہوگا دیکھو دیوار اگرچہ ہنگام طلوع آفتاب کے سایہ دراز ڈالتی ہی یعنے آپ سے بہت دور جیسا کہ صبح کو سایہ لمبا ہوتا ہی لیکن وہی سایہ لوٹ کر دیوار کے پاس آتا ہی حاصل یہ کہ اپنا کیا ہوا کیسا ہی دور دو پھینکو لوٹ کے اپنے ہی گلے کا پھندا ہوتا ہی پھر اسی پر نظر ہی کہ یہ جہان ایسا ہی جیسے کوہ اور فعل ہمارے ایسے جیسے ندا ہین وہ ندا ہماری صدا کی طرح ضرور ہماری طرف کو لوٹے گی جیسا کہ کہا ہی کردنی خویش آمدنی پیش الغرض یہ سب باتین زرگر کے زیر خاک گیلیے یعنے مرا اور چھوکری کو جو رنج و درد تھا وہ اُس سے پاک وصاف ہوگئی مطلق پروا اُسکی اُسکو نہ رہی نہ وہ عشق رہا نہ محبت شارح نے اس شعر مین کلجگ کر جگ سب لکھ ڈالے ہین مگر ست جگ بگیا سو وہ کمبخت پہلے ہی ہو چکا تھا اس سبب سے محروم رہا قولہ زان کہ عشق مردگان پایندہ نیست ٭ زان کہ مردہ سوے ما آیندہ نیست ٭ عشق زندہ در روان و در بصر ٭ ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر ٭ عشق آن زندہ گزین کو باقیست ٭ وز شراب جانفزایت ساقیست ٭ المعنی یعنے وہ کنیز جو درد عشق زرگر سے پاک ہوگئی یہ وجہ ہی کہ مردے کا عشق ہمیشہ نہین اسلیے کہ وہ ہمارے پاس پھر نہین آتا جو بار بار اُسکو دیکھتے رہین اور عشق تازہ ہوتا رہے جہان وہ مرا بچھڑے وہ عشق بھی مرگیا اور جان لیا کہ اب اُسکا ملنا محال البتہ زندہ کا عشق ہردم چشم و جان مین غنچے کی طرح تازہ ہوتا رہتا ہی بلکہ غنچہ سے زیادہ تر تشبیہ غنچہ سے بدین وجہ کہ غنچہ مین بستگی ہی اور عشق مین بھی پوشیدگی غنچہ کی بھی یہ کیفیت ہوتی ہی کہ آج کچھ ہی کل کچھ ہی ہر وقت ترقی مین ہی ایسے ہی یہ عشق زندہ کا ہی کہ دمبدم بڑھتا ہی جب معشوق کو دیکھتا ہی اور ہی کیفیت ہوجاتی ہی آب فرماتے ہین کہ جب عشق اس زندہ یعنے انسان کا انسان پر ایسا ہردم غنچہ سان تازہ تر ہوتا ہی تو تو اُس زندہ کا عشق کیون نہ اختیار کر جو ہمیشہ اور باقی ہی اور تجکو شراب جانفزا پلانے والا جس سے تیری جان بھی دائم وقائم رہے اور نیز لطف عشق کا بھی پایندہ ہو اور وہ جو زندہ ہی گو زندہ لیکن آخر مردہ اور وہ زندہ جسکی صفت ہی ہو الحی لا یموت الخلاف شارح امروہوی نے پہلے ہی شعر مین وہ بات شروع کردی جو تیسرے شعر مین چاہیے تھی یعنے ابھی سے کہ چلے کہ عشق کے واسطے ذات حق ہی لائق ہی اور اسی میل کی اور باتین شاخ در شاخ جو الفاظ شعر سے خارج و زیادہ ہین یہ شعر تو علت ہی اس کنیز کے عشق جاتے رہنے کی اور صریح دونون مصرعون مین لفظ زانکہ موجود جو دلیل علت کی ہی اور دوسرے شعر مین ذرہ برابر معرفت حق سے لیکر اسمین خوب باتین بتائی ہین تعجب ہی اعیان داخلی و خارجی اور جانے

کیا باتین یہ تو خوب لکھتے ہین خاص مطلب کی ہوا نہین لگتی دونون شعرون کو ایک ہی اصول پر قائم کر دیا یہ نہ خیال
کیا کہ یہ شعر تفریع ہی اپنے ماقبل کی یعنے مردے کے عشق کا تو وہ حال ہی اور جو زندہ فی الحال ہی اسکا عشق غنچہ
سے تازہ تر ہی یعنے عشق مجازی جب اُن دونون شعرون سے مولانا رح نے ایک تمہید قائم کر لی تو اب تیسرے شعر
مین نتیجہ اُسکا مذکور کیا کہ گو عشق زندہ کا غنچہ سے زیادہ ہی لیکن ہی تو یہ بھی اُنھین مردون سے پس اُس زندہ کا عشق
کیون نہ کر جو باقی ہی اور عشق اُس کا شراب جانفزا کا ساقی ہی انتہے کاش یہ شرح اردو مجکو نہ ملتی اور مین شرح لکھتا
تا اِس لوٹ پوٹ سے محفوظ رہتا کہ دوبارہ انکی شرح اور اُسکی تردید ناحق گو واجبی ہی لکھنا پڑتی ہی تا طالب معنی غلطی
مین نہ پڑین اسواسطے کہ ایسے اغماض کو بُرا کہا ہی چنانچہ شعر اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ✽ وگر خاموش بنشینم گناہ است ✽
قولہ عشق آن بگزین کہ جملہ اولیا ✽ یافتند از عشق او کار و کیا ✽ تو مگو ما را بدان شہ بار نیست ✽ بر کریمان کارہا دشوار
نیست ✽ المعنی کار بمعنی خدمت و پیشہ و ہنر کیا بکسر کاف عربی خداوند و کارفرما و کاروا و زیر یعنے عشق اُسی کا اختیار کر
کہ جس سے تمام اولیا صاحب خدمت اور کاروار اور کارفرما ہوے ہین لیعنی پادشاہ معنی کے اور یہ بات مت کہہ
جیسے کم ہمت کم حوصلہ کہنے لگتے ہین ہماری بھلا اُس بادشاہ تک پہونچ کہان نہین وہ کریم ہی اور کریمون پر
کوئی کام بھاری نہین اونکے توجہ مین سب کچھ ہو سکتا ہی الخلاف شرح فارسی مین بجاے اولیا کے انبیا
ہی یہ بھی اکثر ظاہر و باطن دونون کے اور باطن کے تو سبھی بادشاہ ہوئے ہین فقط

بیان اسکا کہ مار ڈالنا زرگر کا یہ اشارۂ الٰہی تھا نہ بیہودہ

قولہ کشتن آن مرد بر دست حکیم ✽ نے پئے امید بود و نے تہ بیم ✽ او نکشتش از براے طبع شاہ ✽ تا نیامد امر و الہام
از الٰہ ✽ آن پسر را کش خضر ببرید حلق ✽ سر آن را درنیابد عام خلق ✽ آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب ✽ ہر چہ فرماید بود عین صواب ✽
آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست ✽ نائب ست و دست او دست خداست ✽ المعنی یعنے اُس حکیم نے جو اُس زرگر کو مار ڈالا
یہ مارنا اُسکا کسی امید سے تھا کہ کنیز اچھی ہو جائیگی تو بادشاہ مجکو ملک و مال دیگا نہ کسی خوف سے کہ اگر نہ اچھی ہوئی
تو فلان ضرر مین پڑونگا یہ بات ہرگز نہین ہی اُسنے بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہین مارا جب تک
کہ اُسکو حکم و الہام خداے تعالے سے نہین ہوا حکم و الہام سے مارا ہی جیسے حضرت خضر نے اُس لڑکے کا گلا کاٹا
جس کا بھید عام مخلوق بھلا کیا جانے مختصر بیان اسکا یہ ہی کہ حضرت خضر و حضرت موسے نے باہم سفر کیا حضرت
خضر کو کچھ علم خاص جناب باری سے ملے تھے جنکا علم حضرت موسے کو نہ تھا خضر نے حضرت موسے سے اقرار لیا کہ میرے
کام سے تم نہ پوچھنا مع آخر چلے جاتے تھے ایک لڑکا انکو ملا جیسے کہ قرآن مین ہی حتّٰی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَہٗ خضر
نے [illegible] حضرت موسے نے وجہ پوچھی خضر نے کہا کہ تمنے کیا اقرار کیا تھا اور پوچھا انتہے پس جو شخص
[illegible] وہ جو کچھ حکم دے عین صواب ہوا نہین کسی کی گرفت و حجت کی گنجایش [illegible]

کیا ہی اچھا شعر متفرع ہی چوتھے مصرع پر کہ خدا تعالے سے امر وا لہام کیون ہوا اُسپر نظیر اُس لڑکے کی لکھی استد لالاً
اور یہ دوسری دلیل ہی کہ وہ شخص کہ کسی کو جان بخشے اور وہی اُسکو مارے تو کیا روا نہیں ہی اُسی کی دی ہوئی تو تھی
اور جسکے ہاتھ سے یہ قتل وخون ہو وہ اُسکا نائب ہی اُسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہی الخلاف شارح اردو وفارسی دونون
نے ان اشعار مین بہت کچھ لکھا ہی مگر مجکو یکری منظور نہین ہی میرے نزدیک ع بکار آمد اینست کا ید بکار ۞ قولہ
ہمچو اسماعیل پیشش سر بنہ ۞ شاد وخندان پیش تیغش جان بدہ ۞ تا بماند جانت خندان تا ابد ۞ ہمچو جان پاک احمد با احد ۞
عاشقان جام فرح انگہ کشند ۞ کہ بدست خویش خوبان شان کشند ۞ المعنی تیغ وخنجر وچھری وتلوار احمد محمود کی
تفضیل واسطے مفعول کے بھی ہوتی ہی جیسے اشغل من ذات النحیین اخیر شعر کے پہلے مصرع مین کشند بفتح کاف
ہی دوسرے مین بضم کاف یعنے ہرگاہ کہ جان اُسکی بخشی ہوئی ہی اگر وہ لینا چاہے تو تجکو لازم ہی کہ حضرت
اسمعیل کی طرح سامنے اُسکے سر جھکا دے اور اُسکی چھری کے تلے شاد وخندان جان دیدے اس مین بھی
مثل قصہ موسے اور خضر کی تلمیح ہی کہ حضرت ابراہیم نے متواتر تین رات خواب مین دیکھا کہ اپنے بیٹے کو راہ خدا مین
قربان کر رہا ہون حضرت اسمعیل سے کہا کہ تجکو قربان کرنا چاہتا ہون یہ خوش خوش ان کے ساتھ ہوے
اور موقع پر پہونچکر حضرت ابراہیم نے حسب صوابدید اسمعیل کے انکے ہاتھ پانون باندھے اور آنکھون پر پٹی جب
چھری پھیری فوراً حضرت جبرئیل نے اسمعیل کو انکی چھری کے نیچے سے نکال لیا اور بجاے انکے دنبہ جنت سے
لاکر ڈالدیا کہ وہ ذبح ہوگیا انتہے پس جب تو اسکی چھری کے تلے جان دیدے گا تو تیری جان تا ابد خرم وخندان
رہے گی جیسے جان پاک احمد ہی آسودہ ترین احد کے ساتھ رہتی ہی یعنے مقرب احد کی ہوتی ہی چنانچہ فرمایا
بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتہم اللہ من فضلہ کیا تو یہ نہین جانتا کہ جو عاشق ہوسکے ہین جانباز وہ جام فرح
بھر بھر کے اسی وقت پیتے ہین اور شاد وبامراد جبھی ہوتے ہین کہ معشوق اُن کا اُن کو اپنے ہی ہاتھ سے مارے
الخلاف شارح اردو کا ترجمہ دوسرے مصرع کا جیسے جان احمد کی اللہ کے ساتھ ہی اور یہی معنی کہ جیسے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان رضاے الٰہی مین دیکر رتبہ محبوبیت کا پایا تھا انھون نے احمد کے معنی آنحضرت کے
لکھے مین نے بمعنی محمود تر صفت ثانی جان کی برعایت احد اور کیون نہ لکھون ع شناسم مگر مشک را از جگر ۞ نہ مثل ان کے
کہ ہماری تو گوتون پر شکر رتی بھر نہین آور پہلے شعر مین لکھا کہ حضرت اسمعیل کو بنظر شہرت لکھدیا ہی ور نہ صحیح حدیثون سے
مستعد ذبح ہونے پر ہونا حضرت اسحق کا ثابت ہی لیکن ایک حدیث یہ بھی تو ہی انا ابن الذبیحین کہ ان دو سے ایک
حضرت اسمعیل اور ایک آپکے والد ماجد عبداللہ ہین جنکو ان کے باپ نے [illegible] کرنے کی نذر مانی تھی اور بعد تولد انکے
[illegible] اولاد ہوئی [illegible] حضرت اسحق کی [illegible] نہین پھر انا ابن الذبیحین کیسے
ٹھیک ہوگا [illegible] کسی امر [illegible] اس امر کا کسی [illegible] مصرع کا

ترجمہ کہ بدست خویش الخ کہ اپنے ہاتھ سے معشوق اُنکو پلادے یہ معنی اگر اس مصرع کے صحیح ہین تو ساری کتاب صحیح ہی قولہ
شاہ آن خون از پے شہوت نکرد ؎ تو رہا کن بدگمانی و نبرد ؎ تو گمان کردی کہ کرد آلودگی ؎ در صفا غش کے ہلد پالودگی ؎
بگذر از ظن خطا ای بدگمان ؎ ان بعض الظن اثم را بخوان ؎ المعنی نبرد بالفتح جنگ و جدال و قتال صفا بغش و بے
کدورت غش بالفتح آمیزش کرنا چاندی سونے مشک و شراب مین شی کم قیمت کا اور خیانت اور دلی بات کے خلاف
ظاہر کرنا ہلد ہلیدن بکسر تین سے چھوڑ دینا پالودگی پالودن سے صاف کرنا مولانا رح ان اشعار مین بریت پادشاہ
کی قتل زرگر سے فرماتے ہین جیسے کہ اوپر حکیم کی فرمائی چنانچہ فرمایا پادشاہ نے بھی یہ خون از راہ شہوت نفسانی و
خیالات شیطانی کے نہین کیا تو اسکی طرف سے بدگمانی و لڑائی مت کر ای بحث و حجت تجکو گمان ہوگا کہ اس نے
آلودگی کی یعنے دامن اپنا آلودہ عصیان کیا نہین اُسی مرد غیبی کی رائے سے کیا جو کچھ کیا اسلیے کہ اُس کا باطن صاف و
پالودہ تھا پالودگی نے اُس مین غش کو چھوڑا ہی نہ تھا پھر آلودگی کا کیا خیال اور کیا گذر لہذا اے بدگمان سے خطاب
فرماتے ہین کہ تو اپنے گمان بد سے باز رہ اور اس بات کو جو فرمائی ہی کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہین پڑھتا رہ اور یاد رکھ
الخلاف شارحین اردو و فارسی نے بہت و بیلین تقریرین لکھی ہین مولانا رح کے فرماتے ہوئے پر ان کو بس
نہین نہ اکثر اُن کے شعر کے معنی کا اس ع منزما بردو حلق خود بدرید ؎ مین پتہ چلتا ہی اب دیکھیے شارح اردو کا
ترجمہ چوتھے مصرع کا صفا پانی مین تلچھٹ کب بیٹھ سکتی ہی اُس مصرع کی لفظون سے یہی معنی نکلتے ہین قولہ بہر آنست
این ریاضت وین جفا ؎ تا بر آرد کورہ از نقرہ جفا ؎ بہر آنست امتحان نیک و بد ؎ تا بجوشد سر برآرد زر زبد ؎
گر نبودی کارش الہام الہٰ ؎ او سگے بودی درآیندہ نہ شاہ ؎ پاک بود از شہوت حرص و ہوا ؎ نیک کرد او لیک نیک
بدنما ؎ المعنی جفا بفتح و بے ہمزہ ستم و بضم و مد صوت نے چاندی کا میل اور کورہ کورہ ہندی بھٹی آہنگرون وغیرہ کی زبد
بفتحتین کف آب و شیر اور کف زر و سیم یعنے میل درآیندہ در آئیدن سے آواز کرنا جرس وغیرہ کا المعنی مولانا فرماتے
ہین کہ بدگمانی اس سبب سے گناہ ہی کہ اہل باطن ریاضتون اور ہر گونہ جفاؤن سے اپنے باطن کو ایک بھٹی کر رکھتے
ہین تا جو اُن کے باطن مین پڑے خالص نقرہ میل چھٹا ہوا ہی نکلے پس جو کام اُنکے ہوتے ہین خاص اور خالص ہی
ہوتے ہین پھر بدگمانی بلکہ الہام سے نہین تھا خواہش نفسانی سے تھا اسکا کیا کام دیکھو زر کو بھی نیک و بد کے امتحان
کے لیے بھٹی مین رکھتے ہین تا کھل کے تاؤ کھائے اور میل اوپر آ ائے اگر بادشاہ کا کام الہام الٰہی سے
نہوتا تو وہ ایک کتا بھونکنے والا ہوتا نہ پادشاہ یعنے وہ پادشاہ وہی کب ٹھہرتا کتا ٹھہرتا اور اسکو ایسی دو یا صاف
...لوق بشارت مرد غیبی کے ساتھ کب ہوتی پس پادشاہ حرص و ہوا و شہوت سے پاک تھا جو کچھ اُسنے کیا ایک
[illegible] لیکن [illegible] نہ تھا یعنے بد معلوم ہوا الخلاف شرح اردو مین بجائے از نقرہ زر نقرہ اور بدو انتدہ
[illegible] شعر کے معنی لکھتے ہین کہ [illegible] مصیبت [illegible] پہنچی ہی [illegible]

گناہ صغیرہ کی ہوتی ہے گویا تکلیف کورہ ہے گناہ خاشاک انتہے دوسرے شعر کے معنی یہ شعر شامل ہے امتحان اہل ظاہر و باطن دونوں کو تا اچھے برے مین امتیاز ہوجاوے اور لائق رحم وعتاب کے چھنٹ جائین اور درانندہ بمعنی پھاڑ نیوالے کے انتہے یہ معنی جو دونوں شعرون کے لکھے ہین اور درانندہ بمعنی پھاڑنے والے کے اگر معنی مربوط مناسب محل کے ہین بہتر ہے ناظرین غور فرمائین اور درانندہ بمعنے درندہ کے ہو تو کیا مضائقہ مگر مجکو تو مثل شگوفہ بے دقت کے معلوم ہوتے ہین کہ میوہ نتیجہ کا پریشان ہوجاوے قولہ گر خضر در بحر کشتی را شکست ٭ صد درستی در شکست خضر ہست ٭ وہم موسے با ہمہ نور و ہنر ٭ شد ازان محجوب تو بے پر مپر ٭ آن گل سرخست تو خونش مخوان ٭ مست عقلست او تو مجنونش مخوان ٭ گر بدی خون مسلمان کام او ٭ کافرم گر بردے من نام او ٭ بلرزد عرش از مدح شقی ٭ بدگمان گردد ز مدحش متقی ٭ المعنی تفریع سابق فرماتے ہین کہ یہ جو کہا کیا کام نیک کیا لیکن تھا بدنما اسی کی مثال حضرت خضر کا دریا مین کشتی کا شکست کرنا ہے جسکی شکست مین سیکڑون درستیان اور بھلائیان تھین ظاہر بینون نے برا جانا یہ بھی اول واقعہ سفر باہمی خضر و موسی کا ہے ہنگام سفر باخود ہا تفصیل اسکی یہ کہ ایک کشتی کچھ وجہ معاش مسکینون کی دریا مین تھی اور بادشاہ وہان کا ظالم تھا کشتیان بیگار پکڑتا تھا خضر نے اس کشتی کو توڑ کے معیوب کردیا تا اسکی بیگار سے بچی رہے اس شکست مین یہ درستی تھی اور کسی نے نہ جانا یہان تک کہ وہم حضرت موسے کا باوصف اس نور معرفت اور ہنر نبوت کے اس بھید سے محجوب تھا تو جب خضر سے دریافت کیا اور وہ ناخوش ہوے ان کے پوچھنے سے اور حال آن کہ خضر نبی اور موسی نبی مرسل اولوالعزم خضر واقف تھے موسی ناواقف تھے پھر کیسے تو بے پر ون اڑتا ہے اور بدگمانی کرتا ہے وہ تو یعنے پادشاہ ایک گلاب کا پھول ہے صاحب رنگ و بو اور لطیف و نظیف تو اسکو خون کیسے کہتا ہے جو حرام و نجس ہے اور وہ مست عقل کا ہے یعنے عقل مین چور و مخمور تو اسکو دیوانہ اور مجنون کیسے بتاتا ہے اب فرماتے ہین اگر وہ پادشاہ ظالم اور مسلمان کا خونریز ہوتا تو مین ایسا کیا تھا جو اسکے مقدمہ مین ایسی بریت کرتا بقسم کہتا ہون کافر ہی ہوتا جو اسکا کبھی نام بھی لیتا کیا مین نہین جانتا کہ شقی کی مدح سے عرش اعظم کانپتا ہے اور متقی اسکی مدح سے بدگمان ہوتا ہے کہ یہ بھی ایسا ہی ہوگا پھر کیسا بڑا نقصان ہے قولہ شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود ٭ خاص بود و خاصۂ اللہ بود ٭ آن کسے را کش چنین شاہی کشد ٭ سوے تخت و بہترین جاہے کشد ٭ نیم جان بستاند و صد جان دہد ٭ انچہ در وہمت نیاید آن دہد ٭ المعنی خاصہ بتشدید اصطلاح منطقی مین وہ چیز جو اور مین نہ پائی جاوے جیسے ضحک انسان مین نسبت دیگر حیوانون کے وتخفیف بمعنی چیز بہتر کہ لائق خاص آدمیون کے ہو اور اسی وجہ سے نام ایک کپڑے کا ہے فرماتے ہین وہ شاہ تھا تو شاہ لیکن تھا بڑا ہی آگاہ و تغافل و بدراہ اور خاص تھا اہل عالم کے واسطے اور خاص بندہ خدا کا بھی تھا پس اس شخص کو جسکو ایسا شاہ یعنے خدا تعالے اپنی طرف کھینچے کا منظور ہو کہ ملک و تخت و بہترین مرتبہ بقا کی طرف کھینچے گا اگر اسکی یہ وہمی جان جو ہر اد نہایت قلیل سے ہے لیگا تو اسکے مقابلے مین سیکڑون جانین دیوے گا

اور ایسی چیز عطا کرے گا جو تیرے وہم و گمان مین بھی نہ گذرے اور کھینچنا ہی اپنی طرف بلا لینا قولہ گر ندیدی سود وی در قہر او ٭ کے شدی آن لطف مطلق قہر جو ٭ طفل میلرزد زنیش احتجام ٭ مادر مشفق در آن غم شادکام ٭ تو قیاس از خویش میگیری ولیک ٭ دور دور افتادہ بنگر تو نیک ٭ پیشتر را با تو گویم قصۂ ٭ بو کہ یابی از بیانم حصۂ ٭ المعنی احتجام پچھنے مارنا بو مخفف بود و بمعنی شاید یہ پھر قول سابق کی تائید ہی کہ اللہ تعالے جب کسی کے فائدے اپنے قہر مین دیکھتا ہی تو اُسکو بظاہر قہر مین ڈالتا ہی اور اگر فائدے اُسکے اپنے قہر مین نہ دیکھے تو بھلا وہ قہر جو کیسے بنے اس لیے کہ وہ تو لطف مطلق ہی اور خیر محض دیکھو بچہ کو نشتر احتجام حجام سے کیسا ڈرتا ہی اور کانپتا اور ماں مشفق اُسکی اس غم مین شادکام رہتی ہی جانتی ہی کہ یہ نہین جانتا نہ فائدے کو سمجھتا ہی تو اپنی ذات پر اُسکو قیاس کرتا ہی اور جانتا ہی کہ جیسے مین کسی پر قہر و غصہ کرتا ہون تو سواے رنج و ضرر اُس مبغوض کے کوئی فائدہ اور آرام اُسکا ملحوظ نہین ہوتا یہی حال خدا تعالیٰ کا ہی سو یہ بات ہرگز نہین اُسکے قہر مین سیکڑون فائدے مضمر ہوتے ہین نرا قہر نہین ہوتا بلکہ سامان حصول اُن فوائد کا ہوتا ہی یہی وجہ ہی کہ تو اُسے دور دور بے نہایت دور پڑتا ہی یہ شعر تمہید ہی واسطے تطبیق قصۂ بقال و طوطی کے کہ طوطی نے ایک گنجے کو اپنے اوپر قیاس کیا تھا جس مین شارح اردو نے لکھا ہی کہ تو ایسا سمجھتا ہی جسکو دنیا مین سختی ہوتی ہی اُسکو عقبے مین بھی پیش آتی ہی اور ایسے ہی اور بہت مثل ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کے اور دنیا کی سختی اور عقبیٰ کی تو دل سے جوڑے اور اس شعر سے یعنی آن کسے راکش الخ گر ندیدی سودہا تک نہ دیکھا کہ یہان دنیا و عقبیٰ کی سختی مراد ہی یا کچھ اور اب شعر آیندہ گریز ہی چنانچہ فرمایا ہے آ تو تجھ سے ایک قصہ کہون شاید میرے بیان سے تو کچھ بہرہ پاوے ان اشعار سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مقصود مولانا رح کا یہ بھی ہی کہ گو بظاہر زرگر غداے کے قہر مین مبتلا ہو کر قتل ہوا لیکن یہ بھی ہی کہ پوشیدہ اسمین جانے کیسے کیسے رتبے اُسنے پائے ہون گے چنانچہ اشعار مذکور مین اشعار ان امورات سے ہی

حکایت بقال اور روغن بٹونے طوطی کی

قولہ بود بقالے مراو را طوطیٔ ٭ خوش نوا و سبز و گویا طوطیٔ ٭ بر دکان بودے نگہبان دکان ٭ نکتہ گفتی با ہمہ سوداگران ٭ در خطاب آدمی ناطق بدی ٭ در نواے طوطیان صادق بدے ٭ خواجہ روزے سوے خانہ رفتہ بود ٭ بر دکان طوطی نگہبانی نمود ٭ گربۂ برجست ناگہ از دکان ٭ بہر موشے طوطیک از بیم جان ٭ جست از صدر دکان سوے گریخت ٭ شیشہاے روغن بادام ریخت ٭ المعنی یہ سب اشعار صاف ہین اور جو کچھ امر ضروری الغرض ہی عرض ہی طوطیے مین یا وحدت کی ہی سوداگران بمعنی روز کے سودا لینے والے ناطق بدی یعنی باتین کرتی تھی صادق بدی یعنی حسب طوطیون مین سچی یا ٹھیک رہتی کی ہوتی تھی طوطیک مین کاف تصغیر ترحم کا ہی سوے اے یک جانب الخلاف [illegible] اور سبز گویا ٹھیک طوطہ آوے پھر لکھا اسمین [illegible]

وقفلی دونون ہین کہ خالی بلاغت سے نہین اور وکان کا لفظ ہر جگہ مع واو لکھا ہی خیر اور جو کچھ ہی وہ ہی مگر نیلا تھو تھا تو نیلا
داغ لگائے بغیر چھوڑے گا نہین قولہ از سوے خانہ بیامد خواجہ اش ؛ بر دکان بنشست وفارغ شاد وخوش ؛
دید پر روغن دکان وجامش چرب ؛ بر سرش زد گشت طوطی کل زضرب ؛ کل ہندی گنجا یعنے سر پر طوطی کے مارا کہ
وہ گنجی ہوگئی قولہ روزکے چندان سخن کوتاہ کرد ؛ مرد بقال از ندامت آہ کرد ؛ ریش بر می کند ومی گفت ای دریغ ؛ کافتاب
نعمتم شد زیر میغ ؛ دست من اشکستہ بودی آن زمان ؛ چون زدم من بر سر آنخوش زبان ؛ ہدیہ ہا مے داد
ہر درویش را ؛ تا بیابد نطق مرغ خویش را ؛ بعد سہ روز وسہ شب حیران وزار ؛ بر دکان بنشستہ بد نومید وار ؛
با ہزاران غصہ وغم گشتہ جفت ؛ کای عجب این مرغ کے آید بگفت ؛ مینمود آن مرغ را ہر دم شگفت ؛ وز تعجب
لب بدندان میگرفت ؛ دمبدم میگفت از ہر سخن ؛ تا کہ باشد کاندر آید در سخن ؛ بر امید آنکہ مرغ آید بگفت ؛ چشم او را با صور
میکرد جفت ؛ المعنی یہ سب اشعار صاف ہین ضروری گزارش کردن روزکے مین کاف تصغیر برائے تحقیر وتعظیم دونون کے ہوسکتا ہی
سخن کوتاہ کرد یعنے طوطی نے بولنا چھوڑ دیا ریش بر میکند یعنی داڑھی کھسوٹتا تھا اشکستہ شکستہ ایک ہی ہی بڑے
افسوس سے کہتا ہی کاش وقت مارنے کے میرا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہوتا جو مار نہ سکتا ہدیہا ای نذرین نیازین شگفت بکسر تین
شی عجیب دمبدم میگفت یعنے دمبدم ہر قسم کی بات کہتا تھا تا بول اُٹھے اور تصویر سے اُسکی آنکھ کو جفت کرتا تھا
انخلاف شرح اردو مین نظرانہ بجاے نذرانہ غلط ہی مینمود آن مرغ را اسکے معنی دکھیتا تھا اس چڑیا کو از ہر در سخن کا
ترجمہ ہر کھڑکی سے جاتی پنجرے مین کتنی کھڑکیان ہوتی ہین مالکہ اُسکا تو مقید رہنا بھی اشعار بالا سے معلوم نہین ہوتا
اور یعنے چشم او را اسکے معنی اُسکی آنکھون کو اپنی صورت مین لگاتا تھا صحیح ہی تصویر بھی صورت کے معنی مین الحاصل
جملہ رنج وجورے ست بے منفعت لاجرم ؛ قولہ ناگہانی جو یقے می گذشت ؛ باسر بے مو بسان
طاس وطشت ؛ طوطی اندر گفت آمد در زمان ؛ بانگ بروے زد بگفتش درعیان ؛ کز چہ ای کل با کلان آمیختی ؛
تو مگر از شیشہ روغن ریختی ؛ از قیاسش خندہ آمد خلق را ؛ کو چو خود پنداشت صاحب دلق را المعنے جوقی
بالفتح ولام مفتوح وکسر قاف فقیر زند پوش وقلندر پشمینہ پوش کل ہندی گنجا بانگ برزدن للکارنا ان اشعار کو ربط ہی اُس
شعر سے جو فرمایا ہی بعد سہ روز وسہ شب الخ اور اسکے بعد جو اشعار ہین بطور جملہ معترضہ مع ان کوائف کے جو اشعار مین مذکور
ہین یعنے تین رات دن کے بعد نومیدی کی طرح دکان پر بیٹھا تھا کہ ناگہان ایک رندگدڑی پوش جاتا تھا جس کا سر
بے مو طاس وطشت سا صاف تھا اُسکو دیکھکر فوراً طوطی بولی اور پکار چلا کے کہا کہ ای گنجے تو کیسے گنجون مین
شامل ہوا شاید تو نے بھی روغن شیشہ سے ٹپکایا ہی اُس قیاس پر طوطی کی خلق ہنس پڑی اور کہا آخر اُسنے
اپنے ہی جیسا قیاس کیا انخلاف شارح اردو دمبدم سے شعر کا ترجمہ کس بے ربط ہوگئے تو گنجون مین ملا کیا ٹھیک ترجمہ
ہر جا باق لاحق سے بے ربط ہی قولہ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ؛ گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر ؛ جملہ عالم زین سبب گمراہ شد

کم کسے ز ابدال حق آگاه شد ٭ ہمسری با انبیا برداشتند ٭ اولیا را ہمچو خود پنداشتند ٭ گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر ٭ ما
و ایشان بستۂ خوابیم و خور ٭ المعنی ابدال بالفتح ایک گروہ ہی اولیا کا جن کے سبب سے عالم قائم ہی اور وہ ستر آدمی ہین
چالیس شام مین اور تیس اور جگہون مین اگر انسے کوئی مرجاتا ہی دوسرا اسکی جگہ مقرر ہوتا ہی یہ اشعار بھی صاف ہین شارح
اُردو نے تو ورق کے ورق اسکے معنی مین مثل الفیل حبقۃ سیاہ کیے ہین مین بطور اشارۂ لطیفہ کے خاص مطلب دو سطر
مین لکھون فرماتے ہین کہ پاکون کے کار و معاملہ کو اپنے اوپر قیاس مت کر کہ جیسے وہ ہین ویسے ہی ہم ہین اگرچہ لکھنے مین
شیر بصورت شیر لکھا جاتا ہی لیکن خواص وصفات تو اپنے اپنے ہین اور اسی سبب سے تمام جہان بہک گیا ہی بہت
کم لوگ ہوے جو ابدال حق سے واقف ہوے حالانکہ وہ انھین مین ملے جلے رہتے ہین انبیا سے ہمسری کا دعوے
کیا اولیا کو مثل اپنے جانا اور کہا کہ یہ بھی بشر ہین ہم بھی بشر جیسے ہم کھاتے سوتے ہین یہ بھی کھاتے سوتے ہین
جیسا کہ قرآن مین آیا ہی لوگون کا کہا ہوا نسبت پیغمبرون کے مَا اَنتُم اِلّا بَشَرٌ مِثلُنَا یعنے نہین ہو تم مگر بشر ہماری طرح
اور دوسری جگہ آیا ہی مالہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق کیا ہی اس رسول کو کہ کھاتا کھاتا ہی
اور بازار مین پھرتا ہی قولہ این ندانستند ایشان از عما ٭ ہست فرقے درمیان بے منتہا ٭ ہر دو گون زنبور خوردند از یک
محل ٭ لیک شد زان نیش و زان دیگر عسل ٭ ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب ٭ زین یکے سرگین شد و زان مشک ناب ٭
ہر دو نے خوردند از یک آبخور ٭ آن یکے خالی و آن پر از شکر ٭ اس کے معنی بھی مثل اشعار بالا کے ہین صد ہزاران
این چنین اشباه بین ٭ فرق شان ہفتاد سالہ راه بین ٭ المعنے عما بالفتح کوری و کور ہونا گون رنگ و
قسم اشباہ جمع شبہ بمعنی تشبیہ فرماتے ہین کہ یہ اندھے برابری دعوے کو مستعد ہین یہ خوب سوجھتا ہی اور یہ
نہین سوجھتا کہ ہم مین ان مین فرق بے انتہا ہی یہ نہین دیکھتے کہ بڑین دو رنگ کی ہوتی ہین اور ایک ہی محل
دونون کے خورد و نوش کا پھر کیا ہی کہ ایک سے نوش ہوتا ہی اور ایک کے نیش اور لو دو قسم کے آہو ہوتے ہین
ایک صورت کے اور ایک ہی چراگاہ کی جگہ پھر کیون ایک سے گوبر ہوتا ہی اور ایک سے مشک
خالص ایسی ہی لاکھون مثالین ہین جیسے انمین باہم فرق ستر برس کی راه کا تجکو معلوم ہوگا ستر سے مراد کثرت ہی نہ
عدد معین الخلاف شارح اُردو نے معلوم ہوتا ہی کہ آبخور کو بمعنی آبخورہ کے لیا ہی جب تو برتن لکھا ہی حالانکہ
آبخور آبخورد آبشخور جگہ پانی مردم و بہائم کے معنی مین ہی اور نیز جسکی ہندی دانہ پانی ہی یہ وہ مثل ہی کسی نے
چھپکلی کی فارسی بنائی پنہان چکلی قولہ این خورد گردد پلیدے زو جدا ٭ وان خورد گردد ہمہ نور خدا ٭
این خورد زاید ہمہ بخل و حسد ٭ وان خورد زاید ہمہ نور احد ٭ این زمین پاک وآن شورست و بد ٭ این فرشتہ
پاک وآن دیوست و دد ٭ ہر دو صورت گر بہم ماند رواست ٭ آب تلخ و آب شیرین را صفاست ٭ جز کہ صاحب
ذوق کہ شناسد [illegible] ٭ او شناسد آب خوش از شوره آب ٭ جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم ٭ شہد را نا خوردہ کے داند زموم ٭

المعنی یعنے وہی ایک چیز ہوتی ہی جسکو اہل دنیا کھاتے ہین انسے پلیدی پیدا ہوتی ہی اور پاک لوگ کھاتے ہین
بالکل خدا کا نور ہوجاتی ہی پھر مکرر فرماتے ہین وہی شی اہل دنیا کے کھانے سے بخل وحسد ظاہر کرتی ہی اور پاکون کے
کھانے سے نور احد کا اور ظاہر ہی جیسی زمین ہوتی ہی اُسکی ویسی ہی روئیدگی ہوتی ہی بس پاک لوگ مانند زمین پاک
کے ہین نور احد اُن سے ظاہر ہوتا ہی اور اہل دنیا جیسے زمین شور لا یخرج منہ الا نکدا اور وہ مثل فرشتہ کے
پاک ومعصوم ہین اور دنیا والے مانند دیو ودرندون کے مذموم لیکن اس فرشتہ اور دیو دونون کی صورت باہم مشابہ
اور ایک ہی ہی جیسے آب تلخ وآب شیرین کہ دونون مین صفا ہوتی ہی لاجرم دونون مین سے تلخ وشیرین کو سواے مزہ
پہچاننے والے اور اہل ذوق کے اور کون پہچانے مطلب یہ کہ اِن اہل دنیا مین سے اُنکو سواے ارباب ذوق یعنے
حال ومستی کے اور کون پہچانے اسواسطے کہ جس مین قوت ذائقہ کی ہی اور مزہ ہر شی کا چکھا ہو وہی تو شہد اور موم کو پہچانے گا
ورنہ کیا جانے شہد کیا ہی اور موم کیا ہی قولہ سحر را با معجزہ کردہ قیاس ٭ ہر دو را بامکر بنہادہ اساس ٭ ساحران
با موسیٰ از استیزہا ٭ برگرفتہ چون عصاے او عصا ٭ زین عصا تا آن عصا فرقیست ژرف ٭ زین عمل تا آن عمل راہی
شگرف ٭ لعنۃ اللہ این عمل را در قفا ٭ رحمۃ اللہ آن عمل را در وفا ٭ المعنی معجزہ بالضم وکسر جیم عاجز کنندہ یعنی وہ بات
جو نبی سے صادر ہو اور اُسکو مخلوق مین سے کوئی نہ کر سکے اور جو ولی سے صادر ہو وہ کرامت ہی ژرف بالفتح عمیق
شگرف بکسر زیبا و بزرگ وفا عہد ووعدہ بجالانا یہ اشعار بھی مؤید کلام سابق کے ہین کہ جس نے شہد نہین کھایا وہ شہد
کو موم سے کیا جانے منجملہ اُن کے وہ بے تمیز تھے جنھون نے سحر ومعجزہ کو ایک جانا اور دونون کی بنا مکر پر رکھی جیسا کہ
قرآن مجید مین ہی کہ جب حضرت موسیٰ نے معجزہ ید بیضا اور عصا کا فرعون کو دکھایا تو ہاتھ مثل آفتاب کے بغل مین سے نکل کے
چمکا اور عصا ایک اژدہا بزرگ ہوگیا فرعون کی قوم نے کہا اِنّ ہٰذا لساحر علیم اور فرعون نے کہا ان ہٰذا لمکر مکرتموہ
فی المدینۃ پھر ساحرون نے جو دیکھا کہ موسے کا عصا اژدہا عظیم بنجاتا ہی تو خصومت اور لڑائی کے وقت مین عصا کیطرح
خود بھی عصا اختیار کیے جو جادو کے زور سے رینگتے نظر مین آئے اور یہ نہ جانا کہ ہمارے اور موسے کے عصا سے
بڑا گہرا فرق ہی اور ہمارے عمل سے اُنکے عمل تک ایک راہ بزرگ ہی اُس عمل کے پیچھے لعنت خدا کی لگی ہوئی ہی اور اِس
عمل کے پورا اور درست کرنے مین رحمت خدا کی مصروف ہی الخلاف شرح اُردو مین پہلے مصرع کا ترجمہ لکھا ہی سحر
کو جادو پر قیاس کرتا ہی حالانکہ معجزہ کردہ بصیغہ ماضی ہی نہ حال ایسے ہی بنہادہ دوسرے شعر کے ترجمہ مین لکھا مخالفت
کی راہ سے بنایا عصا مثل عصا موسیٰ کے اس ترجمہ مہمل سے صاف نہین معلوم ہوتا کہ یہ عصا ٹیک کے چلنے کا
بنایا یا لڑائی کا جن کی نسبت قرآن مین ہی فالقوا حبالہم وعصیہم اور اسکے سوا وہی طول فضول اُنکا جو مقام
سے گئے ہی یا بعد کا ہی قولہ کافران اندر مرے بوزینہ طبع ٭ آفتے آمد درون سینہ طبع ٭ ہرچہ مردم میکند بوزینہ
ہم ٭ آن کند کز مرد بیند دمبدم ٭ او گمان بردہ کہ من کردم چو او ٭ فرق را کے بیند آن استیزہ جو ٭ این کند از امر

آن بهر ستیزه ٭ بر سر استیزه رویان خاک ریز ٭ المعنی مری بروزن غنی وہ شی بصورت آنت کے جسمین ہوکے آب وطعام معدہ مین جاتا ہی بوزینہ ہندی بندر فرماتے ہین کہ کافر مارے حرص کے اپنی مری مین بوزینہ طبع ہین یعنے جیسے بوزینہ کہ جلدی جلدی کھاتا بھی جاتا ہی اور گالون مین بھی بھرتا جاتا ہی اور منھ بھی بہت جلدی جلدی چلاتا ہی اس سبب سے کہ ان کے سینہ مین خالق الکائنات نے بجاے طبع کے ایک آفت بھردی ہی طبع نہین ہی اور دیکھو بندر کو جو آدمی کرتے ہین وہی وہ بھی کرتا ہی اور یہ بھی جانتا ہی کہ جو کچھ آدمی نے کیا اسکی طرح مین نے بھی کردیا مگر جو کچھ کہ اس کے کام مین آدمی کے کام سے فرق ہوتا ہی اُسکو وہ کب دیکھتا ہی اس واسطے کہ اسکی عادت ستیزہ جوئی کی ہی اور فرق یہ ہی کہ یہ تو امر الٰہی سے کرتا ہی اور کافر ستیزے سے پس تو جملہ ستیزہ رویون کے سر پر خاک ڈال اختلاف شارح اردو کا ترجمہ پہلے شعر کا کافرون کو اندر سیر معدہ بندر کے مانند طبیعت کی آفت پیدا ہوئی درمیان سینہ طبیعت کے دوسرے شعر کا ترجمہ جو کچھ آدمی کا کرتا ہی وہی بندر بھی کرتا ہی اور ویسا کرتا ہی کہ آدمی دیکھتا ہی بار بار شعر آخر کا ترجمہ یہ کرتا ہی نوجوان سے لڑائی لڑائی کرنے والون کے سر پر خاک ڈال اور تقریر لکھی ان ترجمون کو ہی دیکھکر قیاس کرلین ع چو دیدی کار رو در کار گر آر ٭ مین تو اس آدمی دیکھتا ہی بار باری کو بار بار دیکھ رہا تھا کہ اور شگوفہ سامنے آیا جو شعر اخیر مین امردان بمعنی نوجوانان لکھا ہی سبحان اللہ وہ تو از آمر اور آمن ہی جسکو امردان سمجھے کیا کہتا ہی بھلا مثل اسکی ع کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے قولہ آن منافق با موافق در نماز ٭ از پے استیزہ آید بے نیاز ٭ در نماز وروزہ وحج وزکات ٭ با منافق مومنان در برد ومات ٭ مومنان را برد باشد عاقبت ٭ با منافق مات اندر آخرت ٭ گرچہ ہر دو بر سر یکباز نید ٭ لیک باہم مرغزی ورازنید ٭ ہر یکے سوے مقام خود رود ٭ ہر یکے بر وفق نام خود رود ٭ المعنی فرماتے ہین اُس منافق کو جو موافق کے ساتھ نماز مین ہوتا ہی خیال کر کہ وہ نماز و نیاز کے لیے کہ حضور مین خداے تعالے کے بجالانے نہین آتا ہی بلکہ لڑائی و خصومت کے واسطے آتا ہی کہ وہ نفاق ہی اور دونون ہوتے ہین بندگی مین خواہ حج ہو خواہ زکوۃ خواہ روزہ لیکن مومن اس منافق کے ساتھ برد ومات مین ہوتا ہے اور بعد یہ کہ مومن کی عاقبت مین برد ہی یعنے جیت اور منافق کو آخرت مین مات ای ہار آور طرفہ یہ کہ دونون ایک ہی بازی کے اس کنارے اس کنارے بیٹھے ہوتے ہین کہ وہ کسی قسم طاعت مذکورسے ہی لیکن ہین آپ آپ کو مختلف مثلاً ایک مرغزی ہی اور ایک رازی ای منسوب بہ ری جو اشارہ امام فخر الدین رازی سے ہی جنسے علم کلام ہی پس اسی نام و مقام کی طرف ہر ایک کی ایک راہ پیش ہی کہ وہ اس راہ سے اپنے اُسی نام و مقام کو واصل ہوگا مثلاً منافق جسکا مقام ہی الدرک الاسفل من النار اور مومن جسکی جگہ ہی اعلے علیین اختلاف شارح اردو نے رازی کو منسوب براز نام شہر کے معنی مین لکھا ہے لغت مین تو راز شہر کا نام ہی نہین بلکہ رے ہی نا سمجھ اس مین ظرحا کے رازی کیا ہی قولہ مومنش خوانند جانش خوش شود ٭ ور منافق تند و پر آتش شود ٭ نام آن محبوب از ذات وے ست ٭

نام اینا مبغوض زافات ویست ٭ میم و واؤ و میم و نون تشریف نیست ٭ لفظ مومن جز پے تعریف نیست ٭ گر منافق خوانمش این نام دون ٭ ہمچو کژدم میخلد در اندرون ٭ گر نہ این نام اشتقاق دوزخ ست ٭ پس چرا در وے مذاق دوزخ ست ٭ زشتی این نام بد از حرف نیست ٭ تلخی آن آب بحر از ظرف نیست ٭ حرف ظرف آمد درو معنے چو آب ٭ بحر معنی عندہٗ اُمّ الکتاب ٭ المعنی بر آتش شدن بیچین و بیقرار ہونا تشریف بمعنی خلعت تعریف پہچنوانا اور معروف کرنا جو علم ہی اُم الکتاب الحمد و قرآن مجید و لوح محفوظ و ترجمہ وحدت بتفریع کلام سابق فرماتے ہین کہ اگر مومن کو مومن کہو تو کیسی جان اُسکی خوش ہوتی ہی گویا ایک پھول کھلگیا اور اگر منافق کو منافق کہو تو کس قدر بے چین ہوجاتا ہی گویا آگ پر بٹھا دیا اور وجہ اسکی یہ ہی کہ مومن کا نام محبوب اپنی ذات سے ہی یعنے یہ لفظ ہی ایسا ہی جو محبوب ہی اور منافق کا نام کہ اُسکے ساتھ آفتین لگی ہین انھین آفتون سے مبغوض ہی سنتے ہی بغض پیدا ہوتا ہی دونون فی نفسہ اپنی اپنی صفت کے ساتھ ہین اور یہ تماشا دیکھو کہ مومن مین میم واو اور میم نون کچھ خلعت اس نام کا نہین ہی کہ جس سے مومن کا نام خوب تر اور خوشتر ہوگیا ہو بلکہ وہی علمیت اور تعریف مقصود تھی سو ہی اور اگر منافق کے نام دون سے کوئی اُسکو یعنے مومن کو پکارے تو معلوم ہوگا کہ گویا کژدم نے اُسکے درون مین ڈنک مارا تو اب اس سے پایا گیا کہ منافق کا نام دوزخ کے درخت کی کوپل ہی جو اس سے پھوٹی ہی جب تو اسمین مذاق دوزخ کا ہی یہ نہ جانو کہ زشتی اس نام بد کی اسکے حرفون سے ہی نہ اس بحر کے آب کی تلخی و شوریت اسکے ظرف سے اسواسطے کہ حرف تو بمنزلہ ظرف کے ہین اب معانی اُنکے اور دریا اس آب معانی کا ام الکتاب یعنے قرآن مجید و لوح محفوظ جس مین سب کچھ لکھا ہی اور اُسی کا آب سب مین بھرا ہی الخلاف شارح اردو نے لکھا کہ دریاے معنی یعنے آیہ عندہٗ اُمّ الکتاب ظاہر تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ام الکتاب اُنکے نزدیک آیہ عندہ ام الکتاب ہی اور کیا لکھون سواے اس کے کہ سیر ملکوت کو چلے گئے اور اب بڑی لنبی لنبی سیرین ہین ع دیکھیے لائین کب تلک تشریف ٭ قولہ بحر تلخ و بحر شیرین ہمعنان ٭ درمیان شان برزخ لایبغیان ٭ وآنکہ این ہر دو زیک اصلی روان ٭ درگذر زین ہر دو تا معنے آن ٭ المعنی ہمعنان وہ دو سوار جو باگ سے باگ ملاکر چلین ترجمہ عربی کا ایک پردہ ہی جس سے وہ ایک دوسرے پر غالب نہین ہوسکتے یہ دونون شعر لفظ بحر سے متفرع فرماتے ہین اور بحر دو ہین ایک تلخ جو مراد کفر سے ہی دوسرا شیرین جو عبارت ایمان سے ہی اور دونون برابر باگ سے باگ ملائے عالم مین روان ہین اور اُنکے درمیان مین پردہ ہدایت و ضلالت کا واقع کہ مثل آن دو دریاے تلخ و شیرین آب کے ایک دوسرے پر غلبہ نہین کرسکتے اور ہین روان دونون ایک ہی اصل سے کہ وہ لوح محفوظ ہی یعنے تقدیر ہر کسی کی جیسا جسکو مقرر کیا ہی لیکن تو ان دونون کو چھوڑ تلخ و شیرین کسی کا متقید مت ہو اور ان دونون کے جو معنی و اصل ہی اُس طرف کو چل اور رجوع ہو کہ اصل اصل ہی اور فرع فرع الخلاف شارح اردو کا ترجمہ اس سبب سے کہ وہ دونون ایک چیز سے پیدا ہین ان دونون سے معنی تک اور

اسکے معنی خارجی جیساکہ ترجمہ خوبصورت ہے ویسے ہی چار ورق پر لکھے ہین قولہ زر قلب و زر نیکو در عیار ❁ بے محک ہرگز ندانی
ز اعتبار ❁ ہر کرا در جان خدا بنہد محک ❁ ہر یقین را باز داند او ز شک المعنی قلب کھوٹا عیار بکسر چاشنی زر و سیم ہندی بانگی
محک کسوٹی فرماتے ہین ای مخاطب مین ہون چاہے تو ہو معمول سب کا یہی ہے کہ زر خواہ کھوٹا ہو خواہ کھرا تا وقتیکہ کسوٹی
پر نہین کسا جاتا اور بانگی چاشنی نہین لیجاتی پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے ایسے ہی ہر عمل و فعل آدمی کا جانچا پرکھا
جائے گا کہ خالص و با اخلاص ہے یا مغشوش غیر اخلاص اور قبل اس جانچ پرکھ سے خداے تعالے نے ہر مومن کے دل
مین ایک محک اسکی رکھدی ہے کہ وہ عقل ہے جسکو حکما ایک فرشتہ بتاتے ہین داعی الی الخیر و مانع عن الشر یا ایمان جس سے
یہ اپنے عقائد کو جانچتا پرکھتا رہے پس جسکو توفیق اس جانچ پرکھ کی ملی ہے وہ اپنے شک کو بھی جانتا سمجھتا ہے اور یقین کو بھی
اور اصلا غش و آلودگی کو نہین آنے دیتا پس وہی با اخلاص و با اختصاص ہے قولہ انچہ گفت استفت قلبک مصطفے ❁
آن کسی داند کہ پر بود از وفا ❁ در دہان زندہ خاشاک ار جہد ❁ آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد ❁ در ہزاران لقمہ یک خاشاک خرد ❁
چون در آمد حس زندہ پے ببرد ❁ حس دنیا نردبان این جہان ❁ حس عقبے نردبان آسمان ❁ صحت این حس بجوئید از طبیب ❁
صحت آن حس بجوئید از حبیب ❁ صحت آن حس ز معموری تن ❁ صحت این حس ز تخریب بدن ❁ المعنی یہ اشعار بھی یہ تطبیق
شعر سابق کے ہین جیساکہ کہا تھا جسکی جان مین محک رکھی ہے ایسے ہی فرمایا کہ حضرت مصطفے صلعم نے کہا ہے استفت
قلبک اپنے دل سے فتوی پوچھ یعنے جب امور مشکوک پیش آئین اور شبہات پیدا ہون تو اپنے دل سے فتوے پوچھ
اور موافق اُسکے عمل مین لا اور اس بات کو کہ وہ شخص جانتا ہے جو وفا سے بھرا ہے چاہتا ہے کہ حکم مالک کو پورا پورا بلا نقصان
ادا کرون جیساکہ خاقانی رح نے فرمایا ہے شعر دل برصد گاہ دہر ہیش مہا گوہر لیست ❁ دخل ابد عشر آن فیض ازل کان او ❁
اب تمہید فرماتے ہین کہ زندہ کے منھ مین جو تنکا پڑ جاتا ہے جس سے شی ناگوار نامرغوب مقصود ہے تو جبتک اسکو نکال نہین ڈالتا
چین نہین لیتا خیال تو کر تنکا کہ وہ ہزارون لقمون مین ایک خاشاک خرد تھا ملا ہوا جس وقت زندہ کے پاس آیا اسکے
حس نے اُسکا پتہ لگا لیا پس یہی سمجھ لے اور اپنے حس عقلی کو صاف کر کہ حس دنیا کی نردبان اس جہان کی ہے جس قدر
حس دنیا کی ہوتی ہے ترقی مدارج دنیا کی ہوتی ہے یہ حس اسکی نردبان ہے اور جس قدر حس عقبے کی ہوتی ہے وہ سیڑھی
آسمان کی بنتی ہے دنیا کی حس مین اگر علت پیدا ہو تو اُسکی صحت طبیب سے ڈھونڈھنا چاہیے وہ اسکو صحیح کردیگا
اور حس عقبے کی صحت کا خواستگار حبیب سے ہو دنیا کی حس کی صحت آبادی و معموری تن سے جتنا تن فربہ ہوگا
حس بھی بہ درجہ ہوگی اور جسقدر تخریب بدن کی ہوگی ای لاغر فاقہ زدہ ریاضت کشتہ ویسے ہی حس عقبے کی صحیح سالم
ہوگی قولہ شاہ جان مر جسم را ویران کند ❁ بعد ویرانیش آبادان کند ❁ ای خنک جانے کہ بہر عشق حال ❁ بذل کرد او
خانمان و ملک و مال ❁ کرد ویران خانہ بہر گنج زر ❁ وز ہمان گنجش کند معمور تر ❁ آب را ببرید جو را پاک کرد ❁ بعد ازان
در جو روان کرد آب خورد ❁ پوست را بشکافت پیکان را کشید ❁ پوست تازہ بعد ازانش بر دمید ❁ قلعہ ویران کرد و از کافر ستد ❁

بعد ازان بر ساختش صد برج وسد ٭ المعنی آنجو دنصیب وقسمت وتالاب ورودخانہ جہان آدمی اور بہائم پانی پیین
وآمید یعنی جگا اور پر جو کہا ہی کہ صحت اس حس کی تخریب بدن سے ہی اسی واسطے فرمایا کہ جان جو پادشاہ جسم کی ہی اول تو اس
جسم کو ویران وخراب کرتی ہی یعنے مقام موتوا قبل ان تموتوا کو پہونچاتی ہی بعد ویرانی کے پھر آباد کرتی ہی اور نور معرفت
وعرفان سے بھر دیتی ہی ای مخاطب کیسی ٹھنڈی اور خوش وہ جان ہی جس نے اپنا خانمان اور ملک ومال عشق وحال کے
مقابلہ مین دیدیا اور عشق کو لطوع ورغبت خرید لیا اور گنج زر کے واسطے اپنا گھر اجاڑا اور پھر اسی گنج سے اسکو معمور
وآباد کیا کہ اگلی معموری سے یہ معموری بہت زیادہ ہی اور ایسا کیا جیسے مدت کا پانی سڑا ہوا کسی نہر مین بند تھا اسکو
کاٹ کے نہر سے نکال دیا اور نہر کو پاک کر لیا اور دوسری قسم کا پانی طاہر مطہر نہر مین جاری کیا یا جیسے کسی نے پیکان
کھایا اور پوست چیر کے پیکان نکال ڈالا اور بے کھٹکے ہو گیا اور اس زخم کے اوپر تازہ چمڑہ دوڑ آیا یا قلعہ کی مثل جسم کے
یہ بھی ہی دشمن سے جو نفس امارہ ہی چھین لیا اور ویران کر کے سیکڑون برج اور سدین بنائین اور زینت ومضبوطی
بخشی ان سب اشعار مین قلعہ ونہر وغیرہ سب سے مراد وجود ہی اور پاک کرنا ویران کرنا مقام فنا اور آباد ومعمور کرنا مرتبہ
بقا سے ہی بالخلاف شارح اردو نے شاہ جان سے بمعنی حاکم جان مراد اللہ تعالے سے لی ہی میری سمجھ مین شاہ
جان باضافت بیانی جان کہ حضرت رب العزت نے عشق وغیرہ کا اس سے تعلق رکھا ہی نہ خود اسکی ذات پاک قولہ
کار بیچون را کہ کیفیت نہد ٭ این کہ گفتم ہم ضرورت می دہد ٭ گہ چنین بنماید وگہ ضد این ٭ جز کہ حیرانی نباشد کار دین ٭
کاملان کز سر تحقیق آگہ اند ٭ بیخود وحیران ومست ووالہ اند ٭ نے چنین حیران کہ پشتش سوے اوست ٭ بل چنین
حیران کہ غرق ومست دوست ٭ المعنی بیچون وہ کہ جسمین کیف وکم کو دخل نہو کہ وہ ذات پاک باری عزاسمہ کی ہی یعنے
وہ بیچون کہ جو کیسا اور کتنا اور کیونکر ان سب عوارض سے پاک ومنزہ ہی اسکی کیفیت کوئی کیا بیان کر سکے کہ خود کیفیت
ہی نہین رکھتا اور یہ جو مین کہ رہا ہون کہ وہ بیچون ہی یہ بھی بنظر ایک ضرورت کے ہی اسواسطے کہ اسمین بھی ایک قید ہی
اور وہ مطلق بے قید جیسا کہ جامی نے فرمایا ع سیکے ماند آنہم از قید یکے پاک ٭ کبھی تو نظر بذات ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ بیچون وبیچگون ہی نہ کیفیت رکھتا ہی نہ کمیت اور کبھی بنظر صفات اسکی ضد سمجھ مین آتا ہی کہ اسی کی صفات سے سارے
چون وچند موجود ہوے ہین اور اپنی اپنی صفات رکھتے ہین اور صفات خود کیفیت ہی جیسا مولانا جامی نے کہا شعر
حقیقت را بہر دوری ظہورے ست ٭ ز آمیزش درجہان افتادہ شورے ست ٭ پھر دین کے معاملے مین سوا سے
حیرانی کے اور کیا ہو کس پر کوئی عقیدت گزین ہو اور کامل لوگ جنپر یہ بھید تحقیق کا کھلا ہی انکا یہ حال کہ وہ بیخود اور مست
دیوانے ہو رہے ہین کچھ بیان نہین کرتے ایسے استغراق مین غرق ہین بحکم من عرف ربہ فقد کل لسانہ شعر اخیر دفع
ہی اس دخل کا کہ جب وہ خود حیران وبیخود ہین تو اس سے واقف وآگاہ کیا ہون گے لہذا فرمایا ایسے مست نہین
کہ پشت انکی اسکی طرف ہو بند درد ظہور ہم سے جو غافل ہو کے پس پشت پھینکا ہو بلکہ ایسے حیران کہ اسی کی صورت کے

حیران ومست اور اسی کے خیال اور دھیان مین غرق شعر شب و روز در بند سودا و سوز ✿ ندانند ز آشفتگی شب و روز ✿ الخلاف شارح فارسی اور اردو دونون نے پہلے شعر اور دوسرے مصرع کے معنی لکھے ہین اور مین نے بھی آپ ناظرین شرحون سے دیکھین ایسے ہی دوسرے شعر کے اور تیسرا شعر شرح فارسی مین نہین ہو مگر ہونا ضرور چاہیے اور چوتھے شعر کے بھی معنے ملاحظہ فرمائین اور آخر مصرع دونون شرحون مین ع بل چنین حیران ومست وغرق دوست ✿ لکھا ہو میری دانست مین بعد حیران کے کاف ہونا چاہیے تا معنی مصرع کے تمام ہون ورنہ ناتمام ہین چنانچہ شرح اردو مین ایک نسخہ حاشیہ پر لکھا ہو ع بل چنین حیران کہ رو در روے اوست ✿ مجکو یہی نسخہ پسند ہو اگر پہلے سے ادھر غور کر لیتا تو اپنی کتاب کے متن مین اسی کو لکھتا اور سب سے اغماض کرتا کہ بے تکلف ہو اور باصنعت قولہ آن یکے را روے او شد سوے دوست ✿ وین یکے را روے او خود روے اوست ✿ روے ہر یک مینگر میدار پاس ✿ بو کہ گردی تو ز خدمت بوشناس ✿ دیدن دانا عبادت این بود ✿ فتح ابواب سعادت این بود ✿ **المعنے** واضح ہو کہ تمام اہل اسلام دو صفت سے موصوف ہین ایک بصفت عقیدت ہمہ از وست کہ یہ اہل شریعت ہین دوم بصفت ہمہ اوست کہ یہ ارباب عشق ہین پس مولانا رحمۃ اللہ علیہ بابت انکے فرماتے ہین کہ ایک تو وہ ہین جنکا رو اسکی طرف ہو یعنے متوجہ دوسرے وہ کہ وہ خود ہی ہین جیسے منصور جنھون نے انا الحق کہا یا بایزید بسطامی جنکا قول ہو سبحانی ما اعظم شانی یا حضرت جنید بغدادی جو لیس فی جبتی سوے اللہ کہتے تھے اب تجکو چاہیے کہ بیٹھا ہو دونون کا منھ تک اور پاس انفاس مین مشغول رہ شاید ان کی خدمت کی طفیل و برکت سے تو بھی بوشناس شیر مردون کا ہوجاے اور یہ جان لے کہ مردون کا دیکھنا عبادت ہو جیسا کہ کہا ہو زیارت مردان کفارت گناہ اور بھی دیکھنا انکا فتوح وکشود ابواب سعادت کا ہو یعنے اس شخص کے سامنے دروازے سعادت کے کھل جاتے ہین جو انکو دیکھتا ہو وفی الحدیث من زار عالماً فقد زارنی ومن زارنی فقد زار اللہ دانا سے مراد عالم ونیز عاشق کہ یہ دیوانے ہوشیار ہوتے ہین اور جو مولانا رحمۃ اللہ نے عبادت این اور سعادت این کہکر مشار الیہ کہ جو اسم اشارہ پر مقدم کیا ہو حصر منظور ہو کہ عبادت وسعادت خاص یہی ہو الخلاف شارح اردو کا ترجمہ اس ایک کا منھ دوست کی طرف ہو اور اس ایک کا منھ اپنے منھ کی طرف ہو آگے معنی طور طویل الذیل جن کی خوبی ترجمہ ہی بتا رہا ہو ✿

بیان فرق درمیان محقق و مدعی و مبطل و محق

قولہ چون بسے ابلیس آدم روے ہست ✿ پس بہر دستے نشاید داد دست ✿ زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ✿ تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر ✿ بشنود آن مرغ بانگ جنس خویش ✿ از ہوا آید بیابد دام نیش ✿ حرف درویشان بدزدد مرد دون ✿ تا بخواند بر سلیمی زان فسون ✿ کار مردان روشنی و گرمیست ✿ کار دونان حیلہ و بے شرمیست ✿ **المعنی** فرماتے ہین ہو مخاطب ہوشیار ہوجا اور گوش دل سے سن رکھ کہ عالم مین بہت ابلیس آدم صورت ہین کہ صورت انسانی مین کام ابلیس کا کرتے [illegible] کہ ہر شخص [illegible] ہر کسی کے ہاتھ مین ہاتھ دینا اور بیعت کرنا نہین چاہیے کہ بے تجربہ [illegible]

حاصل ہوگا خیال کر دیکھ تو صیاد مرغ پھانسنے کے واسطے کیسی آواز لگاتا ہے کہ ہو بہو وہی مرغ بولتا ہو جسکے اجناس کو پکڑا چاہتا ہے کہ وہ آواز اپنے ہمجنس کی سمجھ کر بے تامل آپھنستا ہے عجیب بات ہے کہ وہ مرغ تو اپنے ہمجنس کی بانگ سنکر ہوا سے اترتا ہے اور یہان جال اسکو پیش آجاتا ہے یہ ابلیس بھی کاملون کی سی آواز کر کر کے کہ کبھی نعرے مارنے لگے کبھی آہین کبھی ٹھنڈی سانسین لینے لگے ان صورتون سے لوگون کو دام فریب مین پھانستے ہین اور فقیرون کی باتین چراتے ہین تا کسی بیچارے سیدھے سادے سلیم المزاج پر ان باتون کا افسون پھونکین اور دیوانہ اپنا بنائین یہ سب مکر و فریب کی باتین ہین اور ان کا جو اس راہ کے مرد ہین یہ کام ہے کہ ان سے قلب مین روشنی و گرمی پیدا ہوتی ہے اور ان ناچیزون سے بجز مکر و حیلہ اور بے شرمی کے کچھ ظاہر نہین ہوتا سلیم کے لیے افسون کیا لطف ہے کہ مارگزیدہ کو بھی کہتے ہین قولہ شیر نشین اتر اسے گدکند ✤ بوسیلم را لقب احمد کند ✤ بوسیلم را لقب کذاب ماند ✤ مر محمد را اولو الالباب ماند ✤ آن شراب حق ختامش مشک ناب ✤ بادہ را ختمش بود گند و عذاب ✤ المعنے گد بمعنی گدیہ بھیک مانگنا بوسیلم اور مسیلمہ اور ابو مسیلمہ نام ایک شخص کا ہے جس نے جھوٹا دعوے نبوت کا زمان آنحضرت مین کیا اور تصغیر ان تینون لفظون مین تحقیر کی ہے اور ایسے ہی تانیث احمد نام مبارک آنحضرت صلعم کذاب بغایت دروغزن اولو الالباب صاحبان عقل اس واسطے کہ اولو بمعنی صاحبان اور الباب جمع لب بمعنی عقل و خرد ختام بکسر موم یا لاکھ جس پر مہر لگا کے بند کرین گند بوے بد اور ہندی مین بہاسے مخلوط التلفظ مطلق بو اسی سبب سے عطار کو گندھی کہتے ہین مہاسے شعر مین تفسیر حیلہ اور بے شرمی کی ہے کہ وہی ابلیس آدم رواس سیلم کو شیر نشین یعنے کمل کا یاگھ بناتا ہے بھیک مانگنے کو اور درحقیقت ہے بوسیلم اور اسکا نام احمد رکھتا ہے یعنے مثل احمد کے دعوی نبوت کا کرتا ہے لیکن کیا ہوتا ہے بوسیلم کا لقب آخر کذاب ہی رہا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا لقب اولو الالباب اولو الالباب مین دونون لفظ جمع کے بنظر غایت در غایت عقل و فطانت آنحضرت کے ہین اور مسیلمہ مین تصغیر و تانیث بنا بر مبالغہ تحقیر حضرت محمد ایک شراب حق ہین جس شراب کا ختامہ مشک کا ہے کچھ خیال کرو اس شراب کی بوے خوش کو اور واقعی جب سے اس شراب کا ختام کھولا گیا ہے سارا عالم اسکی خوشبو سے معطر و مطیب ہے اور ایسے ہی ابد تک رہے گا اور مسیلمہ کی شراب کی مہر گند و عذاب جب سے وہ کھولی گئی تمام جہان اسکی بدبو سے گند و عذاب مین پڑا اور سب ناک بھون سمیٹے رہے اور اب تک سمیٹتے ہین

داستان پادشاہ موسائیون کی کہ بسبب تعصب مذہب کے عیسائیون کو مارتا تھا و حکایت آئین استاد و شاگردی

قولہ بود شاہے در جہودان ظلم ساز ✤ دشمن عیسے و نصرانی گداز ✤ عہد عیسے بود و نوبت آن او ✤ جان موسی او و موسے جان او ✤ شاہ احول کرد در راہ خدا ✤ آن دو دمساز خدائے را جدا ✤ المعنی جہود مفرس یہود قوم موسی نصرانی عیسائی اسواسطے کہ حضرت عیسی کے نامون سے ایک نام انکا ناصری بھی ہے اس لیے کہ ناصر نام قریہ کا ہے جو ان کا مولد تھا

نصرانی

آن وقت احول بالفتح دو مین مولانا فرماتے ہین کہ موسائیون مین ایک بادشاہ ظالم تھا دشمن عیسائیون کا اور اسکا ٹیڑھا پن یہ تھا
اور وہ زمانہ حضرت عیسی کا تھا اور اُنکے وقت کی باری تھی اور واقعی تھا یہ کہ موسیٰ عیسیٰ کی جان اور عیسے موسیٰ کی جان
دونون نبی برحق اس کمبخت نے کہ خدا کی راہ مین احول تھا اُنکو جدا جدا سمجھ رکھا تھا وہ دونون دمساز خدا کے تھے
قولہ گفت استاد احولے را کہ اندرا ❊ رو برون آر از وثاق آن شیشہ را ❊ چون درون خانہ احول رفت زود ❊ شیشہ پیش
چشم او دو می نمود ❊ گفت احول زان دو شیشہ تا کدام ❊ پیش تو آرم بکن شرحے تمام ❊ المعنی وثاق بضم وکسر وفتح خانہ ومجلسرا
یہ حکایت تمثیلاً اس بادشاہ کی احولیت پر ایراد فرمائی ہے جیساکہ کہتے ہین ایک استاد نے ایک احول سے کہا کہ
مہمان آ اور گھر مین سے وہ شیشہ لے آ وہ فوراً گھر کے اندر گیا اور ایک شیشہ کے اُسکو دو معلوم ہوے تب احول
نے استاد سے کہا ان دونون سے کونسا لاؤن کچھ بتا بھی تو دے قولہ گفت استاد آن دو شیشہ نیست رو ❊ احولی بگذار و
افزون بین مشو ❊ گفت اے اُستا مرا طعنہ مزن ❊ گفت استا زان دو یک را بر شکن ❊ چون یکے بشکست ہر دو شد ز چشم ❊
مرد احول گردد از میلان وخشم ❊ شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود ❊ چون شکست او شیشہ را دیگر نبود ❊ المعنے اُستا
بالضم مخفف اُستاد میلان جھکنا اور خواہش طبیعت یعنے اُستاد نے کہا کہ وہ دو شیشے نہین ہین جا ٹیڑھا پن چھوڑ ایک
کو دو مت دیکھ وہ بولا اے اُستاد مجھپر طعنہ مت کر استاد نے کہا دونون مین سے ایک کو توڑ ڈال جب اس نے
ایک کو توڑا دونون آنکھ کے سامنے نہین رہے دوسرا مصرع قول مولانا رح کا ہے کہ آدمی خواہش طبیعت اور غصہ سے
بھی احول ہو جاتا ہے کہ اپنے عادات واعمال مین افزونی چاہتا ہے جیسے شیشہ ایک تھا اُسکی آنکھ مین دو معلوم ہوا
جب توڑ دیا پھر کچھ نہین تھا اختلاف شرح اُردو مین اُستا مع واو بعد الف اور بجاے رو آ و غلط ہے ایسے ہی احول
گردد کی جگہ احول کرد جسکو نسخہ کی طرح لکھا ہے عجب حال ہے غلط متن صحیح نسخہ اور شعر آخر کے معنی اٹھارہ صفحون پر
گویا ایک چھوٹا سا رسالہ بحر العلوم نے کچھ مختصر مختصر لکھے قولہ خشم وشہوت مرد را احول کند ❊ ز استقامت روح را
مبدل کند ❊ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ❊ صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ❊ چون دہد قاضی بدل رشوت قرار ❊
کے شناسد ظالم از مظلوم زار ❊ المعنی غرض بفتحتین وضاد معجمہ ہدف ونشانہ ومطلب ومقصود وحاجت اوپر جو فرمایا
ہے مرد احول گردد اسی کے موافق فرماتے ہین کہ خشم وشہوت جو خواہش نفسانی ہے آدمی کو احول کر دیتی ہے جب
انکا غلبہ ہوتا ہے دو چیز افزونی وطغیانی کے ہو جاتے ہین اور روح کو استقامت و راستی سے بدل دیتے ہین بحال
خود نہین چھوڑتے ایسا ہی حال غرض یعنی مطلب وحاجت کا ہے جب یہ کسی قسم کی پیدا ہوتی ہے سارے ہنر چھپ جاتے
ہین جتنی باتین عقل وشرع کی ہین سب ہنر ہین سب کی طرف سے سیکڑون پردے دل کے آنکھون پر پڑ جاتے
ہین مثلاً قاضی کو جب دل مین رشوت ٹھان لے پھر ظالم اور مظلوم زار سے کب پہچانے اور کیسے
جانے ایسا ہی حال اہل غرض کے دل کا ہوتا ہے کہ حصول غرض مین دیوانہ بن جاتا ہے قولہ شاہ از

حقد جہودانہ چنان افگنست احول کالامان یارب امان ٭ صد ہزاران مومن مظلوم کشت ٭ کہ پناہم دین موسے را وپشت ٭
المعنی حقد بالکسر کینہ وبغض یہ دونون شعر نتیجہ ایراد حکایت احول کے ہین کہ پادشاہ لبغض وکینہ جہودانہ سے ایسا احول ہوگیا کہ الامان الامان خدا کی پناہ لاکہون مومن مظلوم امتی حضرت عیسی کے مارڈالے اور کہتا تھا کہ مین دین موسے کا پشت پناہ ہون اور در اصل جہوٹا تھا جو دین موسیٰ کا وہی عیسی کا در اصل دونون ایک تھے یہ احولی سے دو دیکھتا تھا

حکایت وزیر پادشاہ اور اُس کے مکر کی تفریق ترسایون مین

قولہ او وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ ٭ کو برآب از مکر بستی گرہ ٭ گفت ترسایان پناہ جان کنند ٭ دین خود را از ملک پنہان کنند ٭ یا ملک گفت ای شہ اسرار جو ٭ کم کش ایشان را و دست از خون بشو ٭ کم کش ایشان را کہ کشتن سود نیست ٭ دین ندارد بوے مشک وعود نیست ٭ سر پنہان ست اندر صد غلاف ٭ ظاہرش با تست باطن بر خلاف ٭
المعنی عشوہ بالکسر ناز و فریب ترسا نصارے وآتش پرست فرماتے ہین کہ اسی پادشاہ نصرانی کش کا ایک وزیر تھا بڑا ارامار فریبی کہ پانی مین گرہ لگاتا تھا جو غیر ممکن ہی اُسنے پادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ یہ نصرانی ہی جان تجہسے بچا دینگے اور دین چہپائین گے تو تو بڑا اسرار جو ہی اس راز کو نہین سمجہتا انکو کیون قتل کرتا ہی ان کے خون سے ہاتہ دہو ڈال اب مت مار کہ کچہ فائدہ انکے قتل مین نہین ہی اسلیے کہ دین مشک وعود تو نہین جسکی خوشبو خود بخود پہیلے اور فاش ہو یہ تو ایک سو غلاف کا چہپا ہوا بہید ہی کہ ظاہر اسکا تیرے ساتہ ہی اور باطن خلاف ہی تیری مرضی موافق تیرا دین ظاہر کرین گے اور عقیدہ باطن کا جو ہو وہ ہی قولہ شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست ٭ چارۂ این مکر وا ین تزویر چیست ٭ تا نماند در جہان نصرانیے ٭ نے ہویدا دین ونے پنہانیے ٭ گفت ای شہ گوش ودستم را ببر ٭ بینیم بشگاف ولب از حکم مر ٭ بعد از ان در زیر دار آور مرا ٭ تا بخواہد یک شفاعت گر مرا ٭ بر منادی گاہ کن این کار تو ٭ بر سر راہے کہ باشد چارسو ٭ انگہم از خود بران تا شہر دور ٭ تا در اندازم در ایشان صد فتور ٭ المعنی مر بضم بمعنی تلخ تزویر مکر وفریب اور جہوٹ بنانا خواہد ای سوال کند فتور بفتحتین سست ہونا اور سستی یعنے وزیر کی گفتگو سُنکے بادشاہ نے اس سے پوچہا کہ بتا اسکی تدبیر کیا ہی اور اس مکروفریب چل جانے کا علاج کیا ہی مین تو ایسا چاہتا ہون کہ جہان مین نصرانی کا نام نہ رہے اور یہ دین بالکل مٹ جاے نہ ظاہر رہے نہ پوشیدہ تب اُسنے کہا ای پادشاہ میرے کان اور ہاتہ کاٹ ڈال اور ناک وہونٹہ بہی چیر دے اور بڑے تلخ کڑوے حکم کے ساتہ سولی کے نیچے مجہے بہیجوا اور کوئی شفاعت گر مقرر کر کہ وہ مجہکو تجہ سے مانگ لے سولی نہونے دے اور یہ سب باتین چورا ہے اور منادی گاہ پر عمل مین لا تا ہر کوئی دیکہے جانے تس بعد مجہکو اپنے پاس سے نکال کے دور کسی شہر مین پہینک دے پہر دیکہ کیسے فتور مین ڈالتا ہون ان کے بیچ [illegible] اختلاف صاحب بحر العلوم تیرے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ادبر مرا مراد ہی امر یا مرے [illegible] [illegible] معلوف یعنی پیدا در [illegible]

اور مر مخفف مرشد کا معنی تلخ یعنے بینی و لب بشگافت در حکم تلخ انتہی بفائدہ توجیہون کا نتیجہ کیا اور مر بمعنی تلخ بس یہی ٹھیک ہو فارسی مین مر کے معنی عربی کی طرح کب ہوسکین گے باآنکہ لفظ حکم بھی موجود ہو قولہ چون شوند آن قوم از من دین پذیر ٭ کار ایشان سربسر شوریدہ گیر ٭ درمیان شان فتنہ بشور افگنم ٭ کاہرمن حیران بماند در فنم ٭ آنچہ خواہم کرد با نصرانیان ٭ آن نمی آید کنون اندر بیان ٭ چون شمارندم امین و رازدان ٭ دام دیگرگون نہم درپیش شان ٭ وزحیل بفریبم ایشان را ہمہ ٭ وندر ایشان افگنم صد دمدمہ ٭ تا بدست خویش خون خویشتن ٭ برزمین ریزند کوتہ شد سخن ٭ المعنی یعنے مین ان مین اس حالت سے جاؤن اور انکو دین سکھاؤن جب میرے دین کو انھون نے مان لیا تو جان رہے کہ ان کا کام سراسر ابتر اور پریشان ہوگیا مین ان مین ایسے فتنے اور شور ڈال دونگا کہ شیطان بھی جنسے حیران رہجائے گا کہ یہ فن مجکو بھی نہین آتے غرض جو کچھ مین نصرانیون کے ساتھ کرونگا اس وقت وہ بیان نہین کرسکتا جس وقت یہ اپنا امین و رازدان مجکو جان لین گے تو اور طرح کا ایک جال ان کے سامنے لگاؤن گا اور کیسے کیسے حیلون سے ان کو بالکل دھوکے فریب دونگا اور کیسے کیسے فریب و دمدمے سیکڑون ان مین ڈالدونگا تو یہ اپنے ہی ہاتھ سے خون اپنا زمین پہ بہائین گے بس اب زیادہ اس سے کیا کہون

مکر سوچنا وزیر کا نصاری کے ساتھ اور مکر اسکا

قولہ پس بگویم من بسر نصرانیم ٭ ای خدای رازدان میدانیم ٭ شاہ واقف گشت از ایمان من ٭ وزتعصب کرد قصد جان من ٭ خواستم تا دین ز شہ پنہان کنم ٭ آنچہ دین اوست ظاہر آن کنم ٭ شاہ بوئے برد از اسرار من ٭ متہم شد پیش شہ گفتار من ٭ المعنی بسر نصرانیم ای نصرانی بسرم میدانیم یعنی میدانی تو مرا تعصب حمایت کرنا مدد دینا متہم بصیغہ مفعول تہمت کردہ شدہ یعنی وزیر کہتا ہو مین ان سے کہون گا کہ مین نصرانی کا لڑکا ہون اس بات کو خدائے رازدان خوب جانتا ہی بادشاہ میرے ایمان سے واقف ہوگیا اور حمایت دین موسائیون سے میرے خون کا قصد کیا مین نے یہی چاہا کہ دین اپنا بادشاہ سے چھپاؤن اور جو دین اسکا ہو وہ ظاہر کرون اتفاقاً اسکو شمہ میرے اس اسرار سے معلوم ہوگیا اور ساری باتین میری اسکے نزدیک متہم ہوگئین انخلاف شارح بحر العلوم لکھتے ہین نصرانیم بیان بسر کا ہی یعنے منکہ بسرم بسر نصرانیم اور بقول بعض بسر نام اس وزیر کا اور صحیح نہین ہو کہ اضافت بسر کی نصرانی کی طرف ہو اسواسطے کہ اس صورت مین فک اضافت لازم آتا ہو انتہی میری سمجھ مین جو آیا وہ مین نے بھی لکھدیا ہو قولہ گفت گفت جو تو نان در روغن ست ٭ از دل من تا دل تو روزن ست ٭ من از ان روزن بدیدم حال تو ٭ حال دیدم کے نیوشم قال تو ٭ گر نبودی جان عیسی چارہ ام ٭ او جہودانہ بکردی پارہ ام ٭ بہر عیسے جان سپارم سر دہم ٭ صد ہزاران منتش بر جان نہم ٭ جان دریغم نیست از عیسی ولیک ٭ واقفم بر علم و دینش نیک نیک ٭ حیف مے آید مرا کان دین پاک ٭ درمیان جاہلان گردد ہلاک ٭ شکر یزدان را و عیسی را کہ ما ٭ گشتہ ایم دین حق را رہنما ٭

وز جهودان از جهودی رستہ ایم ٭ تا بزنار این میان رابستہ ایم ٭ دور دور عیسی ست ای مردمان ٭ بشنوید اسرار کیش او بجان ٭ چون شمارندم امین و مقتدا ٭ سر نہندم جملہ جویند اهتدا ٭ المعنی ٭ دوسرا گفت حاصل مصدر ہی بمعنی گفتار نان و روغن چکنی چپڑی باتین نیک نیک ای نہایت خوب آمین امانت دار مقتدا پیشوا اهتدا ہدایت یافتن یہ اشعار بھی تتمہ مقولات وزیر سے ہین پیش پادشاہ یعنی عیسائیون مین جاکر یہ کہون گا کہ جو کچھ مین نے کہا سب مین بادشاہ نے مجکو متہم کیا اور کہا کہ تیری باتین روغن کی نان ہین نہایت چکنی چپڑی انکو مین نہین سنتا مانتا میرے تو دل سے تیرے دل تک ایک روزن ہی اُس روزن سے مین خود تیرے دل ہی کا حال دیکھتا ہون اور جب حال دیکھتا ہون تو قال کیون سنون حال کے سامنے قال کی کیا اصل ہی اور بڑی بات تو یہ ہوئی کہ جان عیسے میری چارہ گر ہوئی اُس نے مجکو بتایا ورنہ جہودون کیطرح مجکو بادشاہ پارہ پارہ کرتا مگر مین بھی عیسی پر فدا ہون اُن کے لیے جان بھی کھوتا سر بھی دیتا باوصف اسکے احسان اسکا اپنی جان پر رکھتا کہ میری عجب خوش بختی تھی کہ اُن کے پیچھے جان دی اور سر کھویا مجکو عیسی کے پیچھے جان دینا کچھ دریغ نہین لیکن مین اُن کے علم و دین سے بہت ہی بہت واقف ہون اسکا حیف آتا ہی کہ یہ دین پاک ویسے ہی رہجائیگا اور جاہلون مین پڑکے تباہ ہوجائیگا اور مین اس بات مین کہ اس دین حق کا رہنما ہوا ہون اور یہ خدمت مجکو عطا ہوئی ہی یزدان کا بھی شکرگزار ہون اور عیسے کا بھی اور جہودون سے بذریعہ جہودی یعنے جہودین کے چھوٹا ہون جب سے زنار مین نے اس کمر پر باندھا ہی مگر دور دور عیسی کا ہی ای لوگو عیسی کے دین کی باتین جان و دل سے سنو اب کہتا ہی کہ جب مین یہ باتین اُن سے کرون گا تو وہ مجکو امین و مقتدا جاننے لگینگے اور سب میرے سامنے سر جھکائین گے اور طالب ہدایت کے ہونگے الخلاف پہلے شعر مین حضرت بحرالعلوم لکھتے ہین کہ بادشاہ نے کہا کہ سخن تیرا بظاہر مثل نان کے ہی اور بباطن مثل سوزن تیری ستلے کی سانس ستلے اوپر کی اوپر رہگئی اور حیرت مین ڈوب گیا کہ بحرالعلوم اور بچارے گھر پہ سیپیون کے کیڑے کہان ہین جو بادب دریافت کرتا کہ ای حضرت ذرا بظاہر مثل نان اور بباطن مثل سوزن کے مجکو معنی تو سمجھا دو اور دوسرے مصرع کے معنی پادشاہ و وزیر دونون کافر تھے دونون مین مناسبت باطنی تھی پس وزیر کے دل سے بادشاہ کے دل تک روزن کہ شیاطین الانس وحی کرتے ہین اپنے دوستون کو مثل شیاطین جن کے یہ معنی بھی مجکو ایسے ہی معلوم ہوتے ہین جیسے کہ خشتین و خشن معاویہ کی دو لڑکیون کے نام تھے اور مصرع بزبان حال گویا ع زین معنی لایعنی در من اثرے نیست ٭ قولہ را ندا و را جانب نصرانیان ٭ کرد در دعوت شروع بعد ازان ٭ چون جہان دیدند ترسایان نزار ٭ میشدند اندر غم او اشکبار ٭ حال عالم اینچنین ست ای پسر ٭ از حسد میخیزد اینہا سر بسر ٭ المعنی دعوت کسی کو واسطے ہدایت مذہب یا تناول طعام کے بلانا فرماتے ہین کہ بادشاہ نے وزیر کی راے پر عمل کرکے اسکو نصرانیون کی طرف نکال دیا اسنے نکال دیتے ہی دعوت شروع کی جب ترسایون نے اسکا ایسا حال زار دیکھا تو اسکے

غم مین اشکبار ہوتے تھے اور ترس کھاتے تھے مابعد کا شعر مقولہ مولانا رح کا ہی کہ ای پسر ذرا غور و خیال تو کر ایسا حال جہان کا ہی اور
حسد سے بالکل یہ سب باتین پیدا ہوتی ہین دیکھ تو اس وزیر نے کیسا بدحال اپنا کرایا بالکل اصل اسکی حسد تھا

جمع ہونا نصرانیون کا وزیر کے پاس اور بھید کہنا اُسکا اُنسے

قولہ صد ہزاران مرد ترسا سوے او ❊ اندک اندک جمع شد در کوے او ❊ او بیان میکرد با ایشان براز ❊ سر انگیون
وزنار و نماز ❊ او بیان میکرد با ایشان فصیح ❊ دایماً ز اقوال و افعال مسیح ❊ او بظاہر واعظ احکام بود ❊ لیک در باطن
صفیر و دام بود ❊ المعنی انگیون بالفتح و کاف فارسی مفتوح و واو معروف انجیل کتاب عیسیٰ علیہ السلام یعنے جب اسنے
دعوت شروع کی کہ لاکھون عیسائی اُسکی طرف رجوع ہوے اور تھوڑے تھوڑے کرکے اُسکی گلی مین جمع ہوے
یہ اِن سے بھید اور باریکیان انجیل و زنار و نماز کی بیان کرتا تھا اور بفصاحت زبان حضرت مسیح کے اقوال افعال کا ہمیشہ
مداح و ثناخوان رہتا دیکھو بظاہر تو یہ واعظ احکام کا تھا اور باطن مین وہ سب فصاحت و الحان اور کتاب صفیر و دام
تھا قولہ بہر این معنی صحابہ از رسول ❊ ملتمس بودند مکر نفس غول ❊ کو چہ آمیز د ز اغراض نہان ❊ در عبادتہا و در
اخلاص جان ❊ فضل طاعت را نجستندی ازو ❊ عیب باطن را بجستندی ازو ❊ مو بمو و ذرہ ذرہ مکر نفس ❊
میشناسیدند بوے گل کرفس ❊ المعنی ملتمس التماس سے پوچھنا عربی مین دونون مساوی کے سوال کو التماس
کہتے ہین فارسی مین ادنی کے سوال کو اعلے کے ساتھ غول بواو معروف دیو یا جن بیابانی کہ آدمیون کو بہکاتا بھٹکاتا
ہی کرفس بفتحتین و سکون فا اجمود ولایتی کہ ناخوش و تیز بو ہوتا ہی یہ اشعار مولانا رح کے مقولات سے ہین یعنی ایسے ہی
دھوکون فریبون پر خیال کرکے حضرات صحابہ آنحضرت سے پوچھتے رہتے تھے مکر اور دھوکے نفس غول کے کہ وہ
کیا اغراض نہان سے ہین جو عبادتون اور اخلاص جان مین یہ غول ملاکے خراب کردیتا ہی اور عادت پسندیدہ
صحابہ کی ہمیشہ یہی تھی کہ فضل اعمال ظاہری کی طلب تلاش اُن سے نہین کرتے تھے باطن کے عیبون کی بہت
ڈھونڈھ ڈھانڈھ رکھتے تھے اِس سبب سے بال بال اور ذرہ ذرہ مکر نفس کو پہچانتے تھے مثل بوے گل اور کرفس
کے یعنے اخلاص اور مکر نفس کو خوب جانتے تھے الخلاف بحر العلوم مین ہی ع میشناسیدند چون گل از کرفس ❊
اور نجستندے بجستندے کے اثبات و نفی کا جھگڑا اور فضل و عیب کا بہت سا اختلاف لکھا ہی مین نے تو جو مجکو اچھا معلوم
ہوا اپنی کتاب مین لکھدیا مین مقلد کسی کا نہین ہون قولہ گفت زان فضلی حذیفہ با حسن ❊ تا یدان شد وعظ و تذکیرش حسن ❊
موشگافان صحابہ جملہ شان ❊ خیرہ گشتندی دران وعظ و بیان ❊ المعنی حذیفہ بضم حا و فتح ذال بروزن خدیجہ
نام صحابی کہ واقف اسرار رسول مقبول کے تھے حسن بفتحتین خوب و نیکو و نام امام ابن علی مرتضیٰ و نیز حسن بصری
تذکیر یاد دلانا مطلب ان دونون شعرون کا یہ ہی کہ وہ جو عیب نفس کے ڈھونڈھتے تھے اُنہین سے ایک حذیفہ
تھے کہ ہمیشہ آنحضرت سے نفس کے عیب ہی دریافت کرتے تھے اور پوچھتے تھے سا بطور فضل کتاب کے انسے حسن نے

پایا تھا کہ اُنکا وعظ و بیان حسن ہو گیا تھا ای خوب و نیکو اور ایسا خوب و نیکو کہ بڑے بڑے صحابہ موشگاف اُن کے وعظ و بیان سے حیران و متعجب ہوتے تھے اب مین کہتا ہون کہ مین نے جو پہلے مصرع مین بخستند سے بصیغہ منفی اور دوسرے مین بجستند سے بصیغہ مثبت لکھدیا ہی انشاء اللہ یہی ٹھیک پڑے گا اور یہی سیاق کلام سے مربوط ہوگا حضرت بحر العلوم جو چاہین وہ لکھین

متابعت نصاری کی وزیر جہود کے ساتھ

قولہ دل بدو دادند ترسایان تمام ∴ خود چہ باشد قوت تقلید عام ∴ در درون سینہ مہرش کاشتند ∴ نائب عیسیش مے پنداشتند ∴ او بسر دجال یک چشم لعین ∴ اے خدا فریاد رس نعم المعین ∴ صد ہزاران دام و دانہ است ای خدا ∴ ما چو مرغان حریص بینوا ∴ دمبدم پابستۂ دام تو ایم ∴ ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم ∴ میرہانی ہر دمے مارا و باز ∴ سوے دامے میرویم اے بے نیاز ∴ المعنی دل دادن دلیر کرنا تقلید کسی کی پیروی بلا تحقیق کرنا نعم المعین اچھا مددگار الغرض فرماتے ہین کہ دیکھو اس تقلید عام کی قوت کہ تمام ترسایون کو تھوڑے ہی دنون مین رجوع کرلائے کوئی نہین پوچھتا تھا کہ یہ کون ہی اور برابر دوڑے چلے جاتے تھے اور سب نے دلون مین اسکی محبت کا بیج بویا اور نائب عیسی اسکو جانا حالانکہ یہ دجال یک چشم لعین کا بچہ تھا نائب عیسی کاکب تھا پس مولانا رح یہ امر عجیب دیکھ کر دعا کرتے ہین کہ ای خدا ہماری فریاد رسی کر کہ تو اچھا مددگار ہی اور ایسے فریبون سے ہمکو بچا بار خدایا لاکھون دام و دانے یعنے معاملات و واقعات دنیوی ایسے ہین جو ہمارے پھنس جانے کی صورت ہین اور خود ہم بھی ایسے جیسے مرغ حریص اور باوجود حرص بینوا پھر پھنس جانے مین کونسی کسر ہی دمبدم مقید ایک نئے دام کے ہین چاہے ہمیں جدا جدا باز سیمرغ ہی کیون نہو جاے اور تو ہی ہم کو ہر دم اس دام سے چھڑاتا ہی اور ہم پھر اسی کی طرف دوڑ دوڑ کے جاتے ہین الخلاف بحر العلوم تقلید عام کی نسبت لکھتے ہین کہ اسکا کچھ اعتبار نہین کہ تقلید عام بے بصیرت ہی استغفر اس معنی مین تو مین ان کی ہی تقلید کرتا ہون اور اپنے معنی کبھی برے نہین جانتا مگر اس مصرع ع دمبدم پابستہ دام تو ایم ∴ مین بجاے تو ایم تویم بنون کو صحیح جانتا ہون گو انکی شرح مین صاف تو ایم لکھا ہی اسواسطے کہ اوپر مصرع مین حریص بینوا ہی اُسکے مطابق یہ ہم اور مقتضا بھی نہین ہوتا کہ پابستگی اُسکے بدام کی بھی اور حرص و بینوائی کی شکایت بھی قولہ ما درین انبان گندم میکنیم ∴ گندم جمع آمدہ گم میکنیم ∴ مے نیندیشیم آخر ما بہوش ∴ کین خلل در گندم ست از مکر موش ∴ موش تا انبان ما حفرہ زدست ∴ از فنش انبان ما ویران شدست ∴ اول ای جان دفع شر موش کن ∴ وانگہ اندر جمع گندم جوش کن ∴ المعنی انبان پوست دباغت کردہ زنبیل دستکیرہ حفرہ سوراخ دمغاک خلل کشادگی و رخنہ و تباہی کار فن تخفیف داد کشتی یہ اشعار بھی تقلیل نہین مقالایت صد عیوب نہانی نفس مین ہین چنانچہ فرماتے ہین کہ مثلا ہم تو بدالست خود اپنے انبان دل مین گندم جمع کرتے ہین جو مراد اعمال صالحہ سے ہی اور وہ شامت نفس شوم سے خالی اخلاص و حضور سے ہین

تو گویا جمع کرنا کیا معنے انکا گم کرنا اور کھونا ہی پس جمع آمدہ کب ہین گم کردہ ہین جیسا کہ سعدی رحمۃ نے بھی فرمایا ہی شعر
عبادت با خلاص نیت نکوست ؛ وگرنہ چہ آید زبیمغز پوست ؛ اور حال یہ کہ ہم سوچتے نہین کہ ہمارے گندم مین خرابی
وتباہی کیون ہی آخر جب ہوش سے غور کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ خلل مکر موش نفس سے ہی اسنے خفیہ خفیہ سرنگ
ہمارے ابنان تک لگائی ہی اور اسکے داو پیچ سے وہ تباہ و ویران ہوا ہی پس ای جان غافل میری اول تو اس موش
کے شر کو دفع کرے پھر گندم جمع کرنے کا جوش و ولولہ دل مین پیدا کر تب تیرا جمع آمدہ محفوظ رہے گا اور رہا من وامان
تجکو ملیگا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ الخلاف شرح بحر العلوم مین ان اشعار کو معرا چھوڑا ہی اور پہلے شعر
مین ابنار بجاے ابنان اور تیسرے شعر کے دوسرے مصرع مین پھر انبار اور اسی شعر کے پہلے مصرع مین ابنان میری
دانست مین سب جگہ ابنان ہونا چاہیے تا مطابقت بھی ہو اور مناسبت موش و ابنان اور حفرہ کی بھی ہو قولہ بشنو
از اخبار آن صدر صدور ؛ لا صلوٰۃ تم الا بالحضور ؛ گر نہ موشے دزد در ابنان ماست ؛ گندم اعمال چل سالہ کجاست ؛
ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا ؛ جمع می ناید درین ابنان ما ؛ پس ستارہ آتش از آہن جہید ؛ وین دل شوریدہ
پذرفت و کشید ؛ لیک در ظلمت یکے دزد نہان ؛ مے نہد انگشت بر استارگان ؛ مے کشد استارگانرا
یک بیک ؛ تا نیفروزد چراغے بر فلک ؛ چون عنایاتت شود با ما مقیم ؛ کے بود بیمے ازان دزد لئیم ؛ گر
ہزاران دام باشد ہر قدم ؛ چون تو با مائی نباشد ہیچ غم ؛ المعنی اخبار جمع خبر بمعنے حدیث صدر صدور بالا نشین
بالا نشینان دوسرے مصرع کے معنی نماز تمام نہین ہوتی ہی مگر ساتھ حضور کے ستارہ شمسہ تہماسے رنگین کہ سقوف
منازل پر بناتے ہین استارگان مین الف زائدہ ہی یہ اشعار بھی مؤیداسی بات کے ہین کہ بے اخلاص و بے حضور
کوئی طاعت وعبادت کامل نہین ہوتی چنانچہ فرمایا حضرت صدر صدور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز کامل نہین
ہوتی مگر حضور قلب سے وزا اس حدیث پر تو کان لگا اور گوش دل سے سن مولانا رح نے قلب بپاس قافیہ
وحفظ وزن کے مذکور نہین فرمایا پس معلوم ہوا کہ یہی موش نفس چوری ہمارے ابنان کی کر رہا ہی اور ہم کو بے خلاصی
وبے حضوری مین ڈال کے اپنا کام کرتا ہی ورنہ گندم اعمال چالیس برس کے کہان ہین جو کہین نظر نہین آتے
اگر یہ چرا تا نہین تو کیا سبب ہی کہ ریزہ ریزہ صدق کا بھی ہر روزہ ہمارے ابنان مین جمع نہین ہوتا ستارہ کا لفظ
جنس ہی قلیل و کثیر سب کو شامل یعنے بہت ستارے آتش کے ہمارے آہن دل سے اڑے جیسا کہ معلوم
ہی کہ جب لوہا بھٹی سے سرخ ہو کے نکلتا ہی اس سے چنگاریان مثل ستارون کے اڑتی ہین کہ مراد اس سے
ریاضات شاقہ ہی اور دل شوریدہ نے قبول کرلین اور اٹھالین لیکن کیا ہوتا ہی اس سبب سے کہ ظلمت درون
مین یہ دزد نہان نفس کا چھپا ہوا ہی ان ستارون پر انگلی رکھ رکھ کے ایک ایک کو بجھا رہا ہی مثل چور کے کہ جب
چوری کو گھستا ہی اور چراغ جلتا پاتا ہی تو انگلی رکھ کے بجھا دیتا ہی ایسے ہی یہ بھی بجھا رہا ہی تا کوئی چراغ فلک

دل پر جو عرش اعظم کہلاتا ہی روشن نہونے پائے ہان اگر عنایتین تیری ہمارے ساتھ مقیم ہون تو ہم کو اس وزد لئیم کا اصلا خوف وخطر نہین ہم خوب جانتے ہین کہ اگر قدم قدم پر ہمارے یہ ہزارون ہی جال اور پھندے لگانے جب تو ہمارے ساتھ ہی تو ہمکو کیا غم ہی یہ ہمارا کیا کرسکتا ہی الخلاف بحر العلوم مین فقط تحقیق وبحث سے پہلے شعر کی لکھی ہی کہ چندان مشکل نہین اور شعرون کی نسبت کچھ نہین لکھا جو لکھنے کے تھے تیسرے شعر مین بجاے ابنان کے پچر انبار اور بجاے برا ستارگان در ستارگان کہ موقع استعلا کا ہی نہ ظرف کا اور تانیف روزد کی جگہ تاکہ نفروزد کہ کاف محض بیکار ہی لکھا ہی

تمثیل عارف اور اُسکے حال مین

قولہ ہر شبے از دام تن ارواح را ٭ میرہانی می کنی الواح را ٭ میرہند ارواح ہر شب زین قفس ٭ فارغان نے حاکم ومحکوم کس ٭ شب ز زندان بیخبر زندانیان ٭ شب ز دولت بے خبر سلطانیان ٭ نے غم واندیشۂ سود وزیان ٭ نے خیال این فلان وآن فلان ٭ حال عارف این بود بیخواب ہم ٭ گفت یزدان ہم رقود زین مرم ٭ خفتہ از احوال دنیا روز وشب ٭ چون قلم در پنجۂ تقلیب رب ٭ آنکہ او پنجہ نہ بیند در رقم ٭ فعل پندارد بجنبش از قلم ٭ المعنی ارواح جمع روح الواح جمع لوح ہم رقود وہ سونے والے ہین مرم بصیغۂ نہی رمیدن سے تقلیب بدل دینا اور لوٹ دینا آدپر جو فرمایا ہی کہ ہر قدم پر اگر ہزارون دام ہون تو تیرے ہوتے کیا غم ہی موافق اسی کے فرمایا کہ ہم دیکھتے ہین کہ ارواحین ہمارے دام تن مین مقید ہین اور تو اُن کو ہر شب اس دام سے رہا کردیتا ہی کہ وہ عالم رویا ہی اور جملہ الواح قوی وحواس کے ان سے نکال لیتا ہی اور یہ سب خوشحال فارغ البال اس پنجرہ سے آزاد وشاد پھرتے ہین اُسوقت مین یہ ایسے ہوتے ہین جیسے کوئی کسی کا حاکم نہو نہ وہ کسی کا محکوم ہو اور رات بھر ایسے جیسے زندان سے بیخبر زندانی اور دولت سے بیخبر دولت والے یعنے زندان موجود ہی مگر زندانی بیخبر اور دولت رکھی ہی لیکن دولت والے اُس سے غافل نہ کچھ غم واندیشہ سود وزیان کا نہ خیال اس بات کا کہ یہ فلان ہی وہ فلان یہ سب صفات علی العموم ارواحون کی حالت خواب مین ہین اب پانچوین شعر مین تلمیح ہی اس آیت کریمہ قصہ اصحاب کہف سے جو نتیجہ اشعار صدر کا ہی وتحسبہم ایقاظا وہم رقود یعنے تو جانے کہ وہ جاگتے ہین اسلیے کہ آنکھین اُنکی کھلی ہین حالانکہ وہ سوتے ہین پس حال عارف کا بھی بیداری وبیخوابی مین ایسا ہی ہوتا ہی جیسے حال اصحاب کہف کا کہ دیکھنے والا سمجھتا ہی جاگتے ہین اور مقید زندان تن کے ہین اور وہ سوتے ہین اور زندان تن سے آزاد جیسے عالم خواب مین عام لوگ ایسے ہی خداے تعالے نے فرمایا ہی اس سے گریز مت کر اور اسی کی تائید مین فرمایا کہ وہ عارف احوال دنیا سے شب وروز خفتہ ہی اور غافل اور قلم کی طرح پنجہ تقلیب رب مین ہی وہی کہ سکو لوٹ پوٹ کرتا رہتا ہی جیسے اصحاب کہف کی نسبت فرمایا ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال یعنے کروٹ

لواتے ہین ہم انکو داہنی طرف اور بائین طرف اس عارف خفتہ وبیخبر کی لوٹ پوٹ اور گردش وحرکت بھی جملہ اُسی کی طرف سے ہین ورنہ اسکا تو یہ حال بقول سعدی رہ شعر شب و روز در بند سودا و سوز * ندانند ز آشفتگی شب ز روز * آور جو بیجہ تقلیب رب کہا ہی اسکی توضیح شعر ما بعد مین فرمائی ہی اور اتیا ز ظاہر ہین اور حقیقت ہین کا بیان کیا ہی کہ ظاہر بین تو ہنگام تحریر قلم کو دیکھتا ہی کہ اُسکی جنبش سے یہ نقل ظہور مین آیا اور حقیقت بین ہیجہ کو کہ اُسکی حرکت سے یہ رقم ظاہر ہوئی تقلیب اور تقلبہم مین صنعت اشتقاق ہی اور اقتباس بھی ایسے ہی وہم رقود مین اقتباس الخلاف تجر العلوم کے اپنے معنی ہین میرے میری سمجھ کے لایق اپنے

تمثیل مرد عارف وتفسیر

قولہ شمۂ از حال عارف وانمود * خلق را ہم خواب حسے در ربود * رفت در صحراے بیچون جان شان * روح شان آسودہ و ابدان شان * فارغان از حرص واکباب حصص * مرغ وار از دام جستہ وز قفس * ترک روز آخر چو با زرین سپر * ہندوے شب را بہ تیغ افگند سر * میل ہر جانے بسوے تن بود * ہر تنے از روح آبستن بود * از صفیرے باز دام اندر کشند * جملہ را در دام درد آور کشند * چونکہ نور صبحدم سر بر زند * کرگس زرین گردون پر زند * فالق الاصباح اسرافیل وار * جملہ را در صورت آرد زان دیار * روحہاے منبسط را تن کند * ہر تنے را باز آبستن کند * اسپ جانہا را کند عاری ززین * سر النوم اخ الموت ست این * المعنی حسے بالکسر وسین مہملہ مشدد منسوب بحس کسی چیز کو کسی حواس سے معلوم کرنا ابدان بالفتح جمع بدن اکباب بالکسر نگون فتادن و نگون افگندن حصص بفتحتین دوڑنا فالق الاصباح پھاڑنے والا سپیدۂ صبح کا سیاہی شب سے کہ وہ خداتعالے ہی منبسط بالضم وسین مہملہ مکسور کشادہ شوندہ وگستردہ شوندہ مجازاً مسرور وخوشحال عاری برہنہ النوم اخ الموت نیند بھائی موت کی ہی یعنے عارف کا حال تو قابل بیان کے نہین اس لیے کہ حواس اُسکے ادراک سے عاجز ہین مگر ایک شمہ اُسکے حال سے خداتعالے نے مخلوق پر بھی ظاہر کیا ہی کہ وہ خواب حسی ہی یعنے جسکو انکے حواس دریافت کر سکین اُنپر طاری کی جو بیخود وبیخبر کر دیتی ہی اور حال کا تو کچھ کہنا ہی نہین پس اسوقت ین جان انکی صحراے بیچون مین جہان نہ کوئی مواخذہ ہی نہ محاسبہ نہ کوئی غم نہ اندیشہ چلی جاتی ہی اور وہان وہ بھی آسودہ ہوتی ہی اور بدن بھی آسودہ چنانچہ عالم خواب سے یہ بات ظاہر کہ اُسوقت مین نہ حرص ہوتی ہی نہ سرنگون کرنا نہ دوڑنا ان سب باتون سے بالکلیہ فارغ بعینہ یہ حال کہ جیسے کوئی پرند جال اور پنجرہ سے نکل کے فارغ البال ہو جاتا ہی آخر جب ترک روز کا کہ استعارہ آفتاب سے ہی اور طلوع اسکا نیم شب سے اعتبار کیا گیا بہرحال صبح کا ذب سپر زرین باندھ کر کہ وہ جرم آفتاب کا ہی بلحاظ تغایر فرضی میان آفتاب وجرم آفتاب ہندوے شب کا تیغ شعاع سے سر گرا دیتا ہی میل ہر جان کا تن

کی طرف اور ہر تن روح سے حاملہ ہوتا ہو آور مثل صیاد کے کہ صفیر کر کے پرندون کو دام مین بُلا لیتا ہو وہ بھی سب کو
دام در دآور مین جو تن ہو مایہ ہر درد و رنج اور اسی سے متعلق بھر لیتا ہو اور ضرور ہو کہ اسوقت سونا جاگنا
شروع ہو جاتا ہو کہ کبھی سو جاتا ہو کبھی جاگ جاتا ہو پھر جب نور صبحدم کا ظاہر ہوتا ہو جہان نورانی پھیلی اور
کرگس گردون کہ یہ بھی استعارہ آفتاب سے ہو اُڑنے لگا جو مراد اُسکے طلوع و نمود سے ہو فالق الاصباح یعنی
خداوند تعالے کہ نکالنے والا سپیدۂ صبح کا شب سے ہو سب کو اسرافیل کی طرح اُس ملک سے جسکو صحراے بیچون کہا ہو
عالم صورت مین لاتا ہو ایسا جیسے کہ اسرافیل کے دوبارہ صور پھونکنے سے سب زندہ ہو جائینگے اور روحین جو پھیلی
بکھری کھلے بندون ہوتی ہین اُنکو تن کردیتا ہو کہ تن کہلانے لگتی ہین اور ہر نیک و بد سے تن حاملہ ہو جاتا ہو جو اس سے
ظہور مین آتا ہو پھر گھوڑے جانون کے جو رات بھر زین بستہ ہوتے ہین زین سے عاری و برہنہ ہو جاتے ہین بس یہی بعید النوم
اخ الموت کا ہو الخلاف پہلے شعر مین خلق را ہم متعلق پہلے مصرع سے ہو صاحب بحر العلوم نے کچھ اپنے ہی سمجھ لینے کو
لکھدیا ہو بجاے وز قفص کے در قفص اور در دام اندر کشد کے کشتی اسواسطے کہ ان اشعار مین جملہ افعال بغیبت ہین نہ بخطاب
پھر یہ بخطاب کیسے ہو سکے گا اور التفات کا محل نہین اور دام ورد آور کی جگہ دام و در ویہ سب غلط لکھا ہو ایسے ہی بجاے
عاری براے مہملہ غازی بغین و زاے معجمہ اور منجملہ ان اشعار کے پہلے اور تیسرے اور چوتھے اور پانچوین اور چھٹے
شعر کے کچھ معنی لغت کے کچھ شعر کے لکھے ہین باقی معرا قولہ لیک بہر آنکہ روز آیند باز + بر نہد بر پاے شان بند دراز +
تا کہ روزش واکشد زان مرغزار + در چراگاہ آورد در زیر بار + کاش چون اصحاب کہف آن روح را + حفظ کردے
یا چو کشتی نوح را + تا ازین طوفان بیداری و ہوش + وارہیدی این ضمیر و چشم و گوش + اے بسا اصحاب کہف
اندر جہان + پہلو تو پیش تو ہست این زمان + غار با تو یار با تو در سرود + مہر بر چشمست و بر گوشت چہ سود + بازدان
کز چیست این روپوشہا + ختم حق بر چشمہا و گوشہا + المعنی مرغزار بالفتح سبزہ زار چہ مرغ بمعنے سبزہ و زار حرف کثرت
پہلو بمعنی برابر سرود بضم اول و وا و معروف راگ و ساز ختم بالفتح مہر لیک کلمہ استدراک کا ہو واسطے دفع اُس
توہم کے جو کلام سابق سے پیدا ہوتا ہو اور یہان یہ توہم ہو کہ زین سے اُنکو عاری تو کرتا ہو لیکن نظر باین معنی کہ دن
مین لوٹ آوین ایک قید لمبی رسّی کی طرح اُنکے پاؤن مین لگا دیتا ہو تو دن اُنکو اُس مرغزار سے جسکو صحراے بیچون
اوپر کہا ہو کھینچ کر چراگاہ خاص مین جو تن ہو لائے اور بوجھ کے نیچے کھینچے یعنے ہر قسم کا کام لے مثال اسکی خارج مین
یہ سمجھنا چاہیے کہ مثلاً ایک گھوڑے کو کسی مرغزار مین کھونٹا گاڑ کے لمبی رسّی سے باندھ دیا وہ ہر طرف پھرتا چرتا ہو جب
مالک نے پھر لانا چاہا رسّی کھینچی اور ٹھکانے پر کر لیا اور کام لینا شروع کیا [illegible] مقولات مولانا [illegible]
[illegible] اچھا ہوتا جو اس روح کی کہ شب کو [illegible] اصحاب کہف کے [illegible]
[illegible] کشتی کے [illegible] کی حفاظت کی تو اس طوفان بیداری [illegible]

اور صد ہا بلا اور آفتون مین ڈالتی ہو ہمارے دل اور چشم وگوش محفوظ تو رہتے اور بلا مین نہ پڑتے پھر فرماتے ہین کہ
اصحاب کہف کو کیا یاد کرتا ہو اور افسوس کھاتا ہو انکو تو ایک زمانہ گذرا تیرے تو خود اسوقت مین برابر اور روبرو
اصحاب کہف جہان مین موجود ہین لیکن بموجب ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم کے تیرے چشم وگوش پر
مُہر لگی ہو وہ تجکو کیسے سوجھین اور تو انکی بات کیسے سُنے پھر کیا فائدہ ہان اگر یہ مہر اُٹھ جائے تو یار اور غار دونون کو اپنے ہی ساتھ
دیکھے کہ وہ جان وتن مین اور وجد وسرود بھی اپنے ہی بیچ مین پائے کہ وہ مستی عشق ہو جیسا کہ سعدی نے فرمایا شعر
جہان پُر سماع ست ومستی وشور ✤ ولیکن چہ بیند در آئینہ کور ✤ اب فرماتے ہین یہ بھی جاناکہ یہ روپوشیان اور چشم وگوش پر
مُہر حق کا ہونا کس سبب سے ہو چنانچہ وہ مثال آیندہ مین آتا ہو اختلاف بحر العلوم کے متن مین ع غار یا تو یار با تو در سرود
اور شرح مین دونون جگہ یا او لکھا ہو اور معنی غار یا او یار ست وغار با او در سرود ست لیکن کسے سرود ایشان نمی شنود

سوال کرنا خلیفہ کا لیلی سے اور جواب اُسکا

قولہ گفت لیلی را خلیفہ کان توئی ✤ کز تو مجنون شد پریشان وغوی ✤ از دگر خوبان تو افزون نیستی ✤ گفت خامش
چون تو مجنون نیستی ✤ دیدۂ مجنون اگر بودی ترا ✤ ہر دو عالم بیخطر بودے ترا ✤ با خودی تو لیک مجنون بیخود ست ✤
در طریق عشق بیداری بد ست ✤ **المعنی** غوی گمراہی خطر بفتحتین جاہ وآفت واندیشہ ضرر وبزرگی یعنے خلیفہ نے
لیلی سے کہا کیا وہ تو ہی ہو کہ تیرے سبب سے مجنون پریشان وگمراہ ہوا تو تو اور حسینون سے کچھ بڑھ کے نہین ہو
کہا چپ رہ جب تو مجنون نہین ہو تو کیون پوچھتا ہو پہلے مجنون بن پھر مجکو پوچھ تیری آنکھین مجنون کی سی نہین ہین
اگر ہوتین تو دونون جہان کی میرے مقابلہ مین تیرے سامنے قدر وبزرگی نہوتی تو تو باخود ہو یعنے ہوشیار وعاقل
کہ ما وتو کا فرق کرتا ہو تو کیا جانے لیکن مجنون بیخود ہو وہ یہ بھی نہین جانتا کہ مین کون ہون البتہ وہ اس بات کو
جانتا ہو کہ طریق عشق مین ہوشیاری وبیداری سے بدتر کوئی چیز نہین **قولہ** ہر کہ بیدار ست او در خواب تر ✤ ہست
بیداریش از خوابش بتر ✤ ہر کہ در خوابست بیداریش بہ ✤ مست غفلت عین ہشیاریش بہ ✤ چون بحق بیدار نبود
جان ما ✤ ہست بیداری چو در بندان ما ✤ جان ہمہ روز از لکد کوب خیال ✤ وز زیان وسود واز خوف زوال ✤
نے صفا میماندش نے لطف وفر ✤ نے بسوے آسمان راہ سفر ✤ **المعنی** در بندان مین الف ونون زائدہ ہو وہ در بند
تام قلعہ پھر بتائید اسکے کہ بیداری عشق مین بد ہو فرماتے ہین کہ جسکا دل بیدار اور چشم در خواب ہو کہ صفت عاشق حقیقی
کی ہو اسکا خواب بیداری سے زیادہ ہو اور بیداری خواب سے بتر اسواسطے کہ یہ خواب [illegible] محبوب حقیقی کے
خیال [illegible] سے جمع ہو اور اُسمین ڈوبا ہوا بیداری مین آخر کچھ نہ کچھ انتشار ہوتا ہو [illegible] خواب مین [illegible] دل [illegible]
[illegible] اسلیے کہ یہ مست غفلت ہو اسکی ہوشیاری بہتر کہ ہر علل ہوشیاری کو بیہوشی [illegible] ہو اور [illegible]
جب [illegible] کی بیداری نہو تو یہ بیداری ایک [illegible]

خیال کی لت کھوندن مین رہتی ہی کبھی خیال سود و زیان اور کبھی خوف زوال جان لاجرم ایسی جان بے صفا ہوتی ہی نہ پاکیزہ اور زیبا نہ اُسکو آسمان کی طرف راہ سفر کی نہ صورت گذر کی الخلاف شرح بحر العلوم مین گفت لیلی الخ سے یہانتک فقط دربند کے معنی لکھے ہین اور سب پر فاتحہ خیر پڑھ دی قولہ خفتہ آن باشد کہ او از ہر خیال ٭ دارد امید و کند با او مقال ٭ نے چنانکہ از خیال آید بحال ٭ آن خیالش گردد او را صد وبال ٭ دیو را چون حور بیند او بخواب ٭ پس ز شہوت ریزد او با دیو آب ٭ چونکہ تخم نسل در شورہ بریخت ٭ او بخویش آمد خیال از وے گریخت ٭ ضعف سر بیند از ان و تن پلید ٭ آہ از ان نقش پدید و ناپدید ٭ المعنی خیال وہ صورت جو خواب یا آئینہ یا پانی مین نظر آئے اور بیداری مین خیال کہجائے آب سے مراد آب منی ہی تخم نسل نطفہ شورہ کھاری زمین جہان کچھ نہ جمے آپ فرماتے ہین کہ خفتہ وہ شخص ہی جو خیال سے امید رکھتا ہی اور گفتگو کرتا ہی کہ وہ بھی مخلوق ہی جو کہ خیال کا لفظ عام تھا حقیقی و غیر حقیقی دونون کو شامل لہذا واسطے استثناء حقیقی کے فرمایا کہ اس خفتہ کا خیال ایسا نہین کہ جس سے حال و وجد مین آئے جسکی کیفیت اہل حال جانتے ہین بلکہ وہ خیال اُسکے واسطے سیکڑون طرح کا وبال ہوجاتا ہی یہ شخص خفتہ شیطان کو حور کی طرح خواب مین دیکھتا ہی اور بمقتضاے شہوت اُسی شیطان کے ساتھ آب شہوت بہاتا ہی اور محتلم ہوتا ہی پھر جب اس تخم نسل کو کہ زمین طیب مین بکھیرنے کا تھا زمین شورہ مین بکھیر چکتا ہی ہوش مین آجاتا ہی اور خیال اُسکے پاس سے دور بھاگ جاتا ہی یہ ضعف دماغ اور بدن پلید لیے رہجاتا ہی بس ایسے نفس پدید و ناپدید سے مقام آہ و افسوس کا ہی کہ کبھی ظاہر ہوا کبھی ناپدید اور اسکو وبال و خرابی مین ڈال گیا کہ ہر قسم کی دقت و تکلیف طہارت مین پڑے گی اور تا حالت جنابت خدا سے دور رہیگا الخلاف شرح بحر العلوم مین وہی پہلے ایک شعر کے ساتھ کچھ معنی لکھے ہین قولہ مرغ بر بالا پران و سایہ اش ٭ مید و د بر خاک پران مرغ وش ٭ ابلہے صیاد آن سایہ شود ٭ مید و د چندانکہ بے مایہ شود ٭ بیخبر کان عکس آن مرغ ہواست ٭ بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست ٭ تیر اندازد بسوے سایہ او ٭ ترکشش خالی شود در جستجو ٭ ترکش عمرش تہی شد عمر رفت ٭ از دویدن در شکار سایہ تفت ٭ سایۂ یزدان چو باشد دایہ اش ٭ وا رہاند از خیال و سایہ اش ٭ المعنی تفت بالفتح گرم و سوختہ و غضبناک مجازاً مفلس یہ اشعار بھی تمثیل اشعار صدر مین ہین فرماتے ہین کہ یہ خفتہ خیال مثل اس احمق کے ہی کہ مرغ تو اوپر اُڑ رہا ہی اور سایہ اُسکا مثل مرغ کے خاک پر اُڑتا پھرتا ہی اور کوئی احمق شکاری اُس سایہ کا ہووے اور سایہ کے پیچھے اتنا دوڑے کہ بے مایہ ہوجاے یعنے ساری طاقت اپنی صرف کر کے تھک جاے اور اسکی خبر نہین کہ یہ سایہ اور عکس اُس مرغ کا ہی جو ہوا پر ہی نہ یہ خبر کہ اس سایہ کی اصل کہان ہی اب یہ تو تیر اُس سایہ پر لگا رہا ہی اور اُس مرغ کے خیال مین ہی یہانتک کہ اسی جستجو مین ترکش اسکا خالی ہوگیا اور ترکش کیا عمر ہی یعنے ساری عمر اُسی سایہ کے شکار مین کھوئی اور بیہودگی مین خراب کی کہ اُس شکار کے پیچھے دوڑتے دوڑتے بھن گیا اور سوختہ ہوا

اب اسوقت مین کوئی سایہ یزدان اسکے لیے دایہ بنے تو اسکو ہن خیال وسایہ سے چھڑائے سایہ یزدان مرد کامل دایہ اس لحاظ سے کہ وہ احمق ایک طفل شیر خوار ہی مطلق نہین جانتا الخلاف بحر العلوم مین چہ باشد لکھا ہی میرے نزدیک چو باشد بہتر ہی کہ موقع شرط کا ہی ؂

حرص دلانا واسطے پیروی ولی مرشد کے

قولہ سایۂ یزدان بود بندہ خدا ؂ مردہ این عالم وزندہ خدا ؂ دامن او گیر زوتر بیگمان ؂ تا رہی از آفت آخر زمان ؂ کیف مد الظل نقش اولیاست ؂ کو دلیل نور خورشید خداست ؂ اندرین وادی مرو بے این دلیل ؂ لا احب الآفلین گو چون خلیل ؂ رو زسایہ آفتابے را بیاب ؂ دامن شہ شمس تبریزی بتاب ؂ رہ ندانی جانب این سور و عرس ؂ از ضیاء الحق حسام الدین بپرس ؂ المعنی زوتر مخفف از زود تر کیف مد الظل اقتباس ہی آیت کریمہ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا آیا نہین دیکھتا ہی تو اپنے رب کی طرف کیسا دراز کرتا ہی سایہ کو اگر چاہے تو اس سایہ کو ٹھہرا دے اور پھر کیا شمس کو اسپر دلیل اور لا احب الآفلین اس آیت سے فلما جن علیہ اللیل رأی کوکبا قال ہذا ربی فلما افل قال لا احب الآفلین پس ہرگاہ کہ اندھیری کی ابراہیم پر رات نے اور دیکھا ایک ستارہ کہا یہ میرا رب ہی پھر جب وہ ڈوب گیا کہا مین ڈوبنے والون کو اچھا نہین جانتا شمس تبریز نام ایک اولیاء اللہ مشہور کا ہی ایسے ہی ضیاء الحق سور خوشی عرس علے ہذا یہ اشعار تفسیر شعر بالا مین ہین جو سایۂ یزدان کہا ہی یعنی مرد کامل ایسا بندہ خدا کا ہی کہ اس عالم کا مردہ ہی یعنی محض بیخود و بیخبر اور خدا سے زندہ ہی از بس آگاہ و باخبر کہ صفات الٰہی مین جیسے بندہ اور زندہ ہی جائز ہی بس تو ایسے شخص کو غنیمت جان اور فوراً اس کا دامن پکڑ لے کچھ ظن و گمان مت کر تا آفت آخر زمانہ سے چھوٹ جائے یعنے قیامت تک کو مامون و مصئون ہو جائے کیا نہین جانتا کیف مد الظل یہ نقش سایۂ اولیا ہی کے واسطے ہی انھین کے سایہ کی درازی اس صفت سے موصوف ہی اسی سبب سے کہتا ہون کہ آخر زمانہ تک کو ہر آفت سے محفوظ ہو جائے گا کس واسطے کہ اولیا راہبر نور خورشید خدا کے ہین بس خبردار ہو جا اور اس وادی مین بدون ایسی دلیل و راہنما کے قدم مت رکھ اور حضرت خلیل کی طرح جملہ موجودات کی نسبت لا احب الآفلین کہدے اور نیست و معدوم سمجھ لے آپ مین تجکو اسے بتاتا ہون جو سایہ آفتاب کا ہی یعنے شاہ شمس تبریزی انکا دامن پکڑ کہ اس سایہ سے آفتاب کو پہونچ جائے گا اور تو اس سور خوشی کی طرف راہ نہین جانتا ہی تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ الخلاف شرح بحر العلوم مین دامن او گیر یوا و عطف لکھا ہی میری دانست مین واو غلط ہی قولہ در حسد گیرد ترا در رہ گلو ؂ در حسد ابلیس را باشد غلو ؂ کو ز آدم ننگ دارد از حسد ؂ با سعادت جنگ دارد از حسد ؂ عقبۂ زین صعبتر در راہ نیست ؂ اے خنک آنکش حسد ہمراہ نیست ؂ این جسد خانہ حسد آمد بدان ؂ کز حسد آلودہ گردد خاندان ؂ خانہا نہا از حسد گر دو

خراب ؛ بازشاہی از حسد گردد غراب ؛ گر حسد خانہ جسد باشد ولیک ؛ آن جسد را پاک کرد اللہ نیک ؛ یافت پاکی از جناب کبریا ؛ جسم پر از کبر و پر حقد و ریا ؛ المعنی حسد کسی کا زوال نعمت چاہنا عقبہ راہ دشوار در کوہ و مراد از امر سخت و عظیم نیز جسد بفتحتین جسم حقد بالکسر کینہ و عناد غلو بضمتین ہجوم اور حد سے گذر جانا ان اشعار سے صاف ظاہر ہی کہ راہ خدا مین حسد سے زیادہ کوئی بُری چیز نہین ہی سو اُسکی راہ تو صنیا الحق تیرے گلو پر روک دیگا کیا مقدور جو کوئی بات حسد کی گلو سے نکلنے پائے اور دیکھو ابلیس کو حسد مین ٹرا غلو تھا یعنے نہایت ہی حد سے نکلا ہوا مگر کیسا راندہ گیا اور وہی حسد ہی جسکے سبب سے اب تک اُسکو آدم سے ننگ اور سعادت سے جنگ ہی اور کوئی امر سخت و دشوار اس راہ مین حسد سے زیادہ نہین بس کیا اچھا وہ شخص ہی جسکے ساتھ حسد نہین ہی اور بے حسد ہی اے مخاطب یہ جسد خانہ حسد کا ہی اس سبب سے کہ اسی جسد خاکی پر تو شیطان نے حسد کیا تھا تا خاندان اس سے گرد برد ہو جائین اور دیکھو خاندان اسی سے ویران ہو ہی جاتے ہین اور باز شاہی غراب بنجاتے ہین یعنے قدر والے ناچیز و بیقدر رہ جاتے ہین پھر فرماتے ہین اگرچہ یہ جسد خانہ حسد کا ہی لیکن اسی کو اللہ تعالے نیک پاک کردیتا ہی اور یہی جسم جو کبر و ریا اور حقد و حسد سے بھرا ہوا ہی جناب کبریا سے پاکی و طہارت پاجاتا ہی الخلاف مجکو اس مصرع کے ع آن جسد را پاک کرد اللہ نیک ؛ اتنے ٹکڑے مین کرد اللہ نیک ٹرا شک ہی یہ کلام مولانا کا نہین معلوم ہوتا اسکی فارسی نہایت سست معلوم ہوتی ہی اور کیا عجب کہ در اصل گرداند نیک ہو کہ کرد اللہ کی اور اسکی صورت مین بہت ہی تھوڑا فرق ہی مگر کیا کرون کہ سوا بحر العلوم کہ جسمین یہ لکھا ہی دوسری کتاب میرے پاس نہین معنے یہ کہ نیک اس جسد کو حسد سے پاک کرتے ہین اور شعر مابعد مؤید اسکا کہ جناب کبریا کے فضل سے پاک بھی ہوجاتا ہی اور پھر اسکی تائید مین اشعار مابعد ہین اور غلطیان تو اصل کتاب کی دیکھتا ہی چلا آتا ہون پھر کیسے وثوق ہو مگر معنی مجبوری مین سے موافق تحریر متن کے لکھدیے ع کیا کرون بیڈھب پھنسا ہون دام مین صیاد کے ؛ اور اتنے شعرون مین ایک شعر کے معنی شارح صاحب نے زیب رقم فرمائے ہین قولہ طہرا بیتے بیان پاکیست ؛ گنج نور ست ار طلسمش خاکیست ؛ چون کنی با بیجسد مکر و حسد ؛ زان حسد دل را سیاہی ہا رسد ؛ خاک شو مردان حق را زیر پا ؛ خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما ؛ المعنے طہرا بیتے اقتباس ہی آیت کریمہ ان طہرا بیتی للطائفین سے یعنی پاک کرو میرے گھر کو تم دونون واسطے طواف کرنے والون کے یعنی یہی جسد ہی جسکی پاکی کی صفت مین ان طہرا بیتی فرمایا ہی اور بموجب حدیث قلوب المومنین عرش اللہ تعالے کے نسبت بیت کی اسپنے طرف کی ہی بس اسی جسد مین گنج نور بھرا ہوا ہی اور یہ اسکا طلسم اگرچہ خاکی ہی جو اس طلسم کا توڑ جانتے ہین وہ گنج پاتے ہین شعر مابعد بطور پند و ارشاد کے ہین کہ اگر تو بیجسد کے ساتھ مکر و حسد کریگا اسکا کچھ نہین بگڑے گا تیرے ہی دل کو تاریکیان گھیرین گی اور سیاہ کر دینگی اب تجکو لازم ہی کہ جو مرد خدا کے ہین اُنکے پاؤن تلے خاک ہو جا تب تو ہماری طرح حسد کے سر پر خاک ڈالیگا الخلاف شارح نے پہلے شعر کے معنی مین آیت کے معنی لکھے ہین مرفت

وزیر کے حسد کا بیان جہود کے ساتھ

قولہ آن وزیرک از حسد بودش نژاد ٭ تا بباطل گوش و بینی باد داد ٭ برامید آنکہ از نیش حسد ٭ زہر او در جان مسکینان رسد ٭ ہر کسے کو از حسد بینی کند ٭ خویش را بے گوش و بے بینی کند ٭ المعنی وزیرک مین کاف تصغیر و تحقیر کو مفتوح کاف فارسی ہندی گڑھا کند مضارع ہی کندن سے مولانا رحمہ نے پھر رجوع اصل قصہ کی طرف فرمایا کہ اس وزیر حقیر ناچیز نے جسکی اصل و بنیاد حسد پر تھی اپنے ناک کان اس امید پر کھوئے کہ میرے نیش حسد کا زہر مسکینون کی جان مین پہونچے فرماتے ہین واقعی ہر بھی یہ بات کہ جو کوئی حسد بینی سے گڑھا کھودتا ہی وہ اپنے ناک کان پہلے کھوتا ہی الخلاف صاحب بحر العلوم نے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گو کو بکاف تازی سمجھا ہی اور بینی کندن جسکے ساتھ بینی زدن کو لگایا ہی جو اصطلاح واقعی ہی بمعنے انکار کرون انتہے ہو گا لیکن جب ہی تو کہ یہ لفظ بھی ہون والا بحکم آن شعر کہ چند از مقالات آن باد سنج ٭ کہ سنے ملک دارد نہ فرمان نہ گنج ٭ کیا فائدہ خیال کیا جاے کہ یہی معنی تو ہون گے جو کوئی کہ وہ حسد سے انکار کرے اب آگے کیا بتز اسکے کہ آگے آیت قولہ بینی آن باشد کہ او بوئے برد ٭ بوے او را جانب کوئے برد ٭ ہر کہ بوش نیست بے بینی بود ٭ بوے آن بویست کو دینی بود ٭ چونکہ بوے برد و شکر آن نکرد ٭ کفر نعمت آمدہ بے نیش خورد ٭ شکر کن مر شاکران را بندہ باش ٭ پیش ایشان مردہ شو پایندہ باش ٭ المعنی دوسرے مصرع مین بوے کی یا اضافت کی نہین ہی ایسے ہی جیسے کو اور کوے تیسرے مصرع مین بو بمعنی شم یعنے بینی تو خدا نے اس لیے بنائی ہی کہ وہ بو حاصل کرے اور بو اسکو کسی گلی کی طرف لیجاے اور جسکو بو نہین یعنی شم وہ بے بینی ہی اور بو بھی دراصل وہ بو جو دینی ہو بس ہر گاہ بو حاصل ہوئی اور اسکا شکر جو اسپر عمل کرنا ہی نہ کیا تو وہی کفران نعمت آیا اور بینی کما کیا بس ہوشیار ہو اور شکر نعمت بجا لاؤ شاکرون کا ایسا بندہ بن کہ انکی خدمت مرمٹ تا دوام و پایندگی تجکو روزی ہو الخلاف وہی حسب عادت ایک کے کچھ معنے باقی سب معترل

سمجھ جانا ہوشیاران نصاری کا مکر وزیر کو

قولہ چون وزیر از رہزنے مایہ مساز ٭ خلق را تو بر میاور از نماز ٭ ناصح دین گشتہ آن کافر وزیر ٭ کردہ او از مکر در لوزینہ سیر ٭ ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او ٭ لذتے میدید و تلخی جفت او ٭ نکتہ ہا میگفت او آمیختہ ٭ در جلاب و قند زہرے ریختہ ٭ ہان مشو مغرور زان گفت نکو ٭ زانکہ دارد صد بدی در زیر او ٭ رو چہ باشد زشت گفتش زشت دان ٭ ہر چہ گوید مردہ آن را نیست جان ٭ گفت انسان پارۂ انسان بود ٭ پارۂ از نان یقین دان نان بود ٭ المعنے سیر در لوزینہ کردن کسی کی شادی مین غم ڈالنا جلاب ایک قسم شربت کہ گلاب کے پھول شربت مین جوش کرکے شیشون مین بھر رکھتے ہین پہلا شعر بطور پند و ارشاد کے ہی کہ اس وزیر راہزن کی طرح مایہ رہزنی کا مت درست کر اور مخلوق کو نماز سے غلط مت کر یعنے جو سیدھی راہ چلے جاتے ہین ان کو ٹیڑھی راہ مت چلا دیکھو یہ الٹی بات ہی کہ

یہ وزیر خود تو کافر اور دین کا ناصح بنا اور مکر سے لوزینہ مین سیر ملایا یعنے عیسائیون کو کہ اپنے طریقہ مین شاد تھے دوسرے
وبال مین ڈالا جو لوگ کہ صاحب ذوق تھے میٹھے کڑوے کا مزہ جاننے والے وہ اسکی گفتگو مین لذت کے ساتھ تلخی کو بھی
جفت پاتے تھے یہ اُنکے سامنے نکتے گڈ بڈ کہتا تھا اور جلاب و قند مین زہر چھڑکتا تھا پھر بطور نصیحت فرماتے ہین کہ خبردار
تو چکنی چپڑی باتون اور کسی کی حسن گفتگو پر دھوکہ مت کھا کہ یہ حسن کلام ایک بڑی آڑ ہی اسکے پیچھے جو سیکڑون بُرائیان
چھپی ہوئی ہین مخفین کو باتین بنا بنا کے چھپا رہا ہی اور تجکو ایک بات بتاؤن جسکی صورت بُری ہو اسکی گفتگو کو بھی بُرا جان
جو کچھ وہ کہے اسکا کلام مردہ ہی اُس مین جان نہین جیسا کہ کہا الظاہر عنوان الباطن پھر اس گوش و بینی بریدہ سے
زیادہ بدصورت کون ہوگا ظاہر ہی کہ کلام انسان کا پارہ انسان کا ہی زشت کا زشت خوب کا خوب جیسے روٹی کا ٹکڑا یقیناً
روٹی ہی بخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے ربچو باشد زشت کے او چو باشد غلط ہی اور آخر شعر کے دوسرے
مصرع مین بعد لفظ یقین کے وان نہین ہی جس کے بدون مصرع ناموزون ہوتا ہی اور صرف اس مصرع کے معنی جملہ
اشعار مین مع سہر چہ گوید مردہ آنرا نیست جان ؎ یہ لکھے کہ مردہ سے مراد وہ شخص جسکا قلب مردہ ہو اور تاریک گشتہ
اوصاف رذیلہ قلبیہ سے جیسے کفر و نفاق وغیرہ یعنے اس مردہ کا قول بھی مردہ ہی بے تاثیر اتنے کیا کہنا ہی اس معنی کا
سیاق سباق اور مناسب محل و الفاظ یہی تو ہین مگر بعون اللہ تعالے و بصدقہ روح پرفتوح حضرت مولانا رہ اپنا بھی یہ حال ہی
شعر کرڑا ہی تخم عاشق کا نہ اکھڑا ہی نہ ہالا ہی ؎ خدا کا فضل ہی اسپر نہ مکڑی ہی نہ جالا ہی ؎ قولہ زان علی فرمود نقل جاہلان ؎
بر مزابل ہمچو سبزست ای فلان ؎ بر چنان سبزہ ہر آنکو بر نشست ؎ بر نجاست بیشکی بنشستہ است ؎ بایدش
خود را بشستن از حدث ؎ تا نماز فرض او نبود عبث ؎ ظاہرش میگفت در رہ چیست شو ؎ وز اثر میگفت جان را سست
شو ؎ ظاہر نقرہ گر اسپید ست و نو ؎ دست و جامہ مے سیہ گردد ازو ؎ آتش ارچہ سرخ رویست از شرر ؎ تو ز فعل او
سیہ کارے نگر ؎ برق اگرچہ نور آید در نظر ؎ لیک ہست از خاصیت دزد بصر ؎ ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق
بود ؎ گفت او در گردن او طوق بود ؎ مدت شش سال در ہجران شاہ ؎ شد وزیر اتباع عیسے را پناہ ؎ دین و دل را
کل بدو بسپرد خلق ؎ پیش امر و نہی او می مرد خلق ؎ المعنی مزابل جمع مزبلہ بالفتح نجس اور گوبر ڈالنے کی جگہ اتباع بالفتح
پیروان یہ اشعار بھی تبائید اشعار صدر مین تمثیلاً فرمایا کہ حضرت علی مرتضے نے اسی سبب سے جاہلون کی نقل مین
فرمایا ہی کہ انکی باتین ایسی ہین جیسے گھورے کا سبزہ پس ایسے سبزہ پر جو کوئی بیٹھا بیشک نجاست پر بیٹھا ہی اسکو اس نجاست
سے پاک ہونا چاہیے تا نماز فرض اسکی عبث و بے فائدہ نہو کس واسطے کہ تمازت بدن اور کپڑے اور جگہ کی طہارت شرط
ہی مطلب یہ کہ جاہلون کی نجس پلید باتون سے احتراز کرنے اور بچانے پھر رجوع فرمایا وزیر کے ذکر کی جانب
کہ ظاہر تو اسکی گفتگو یہ کہتی تھی کہ اس راہ مین چست ہو جا ایسے گڑھ گڑھ کے کہتا تھا اور اثر انکے رہنے جان کو
کہتی تھی کہ سست ہو جا یعنی بخبر اور بیہوش نہ سُن کہ سمجھو اب اشعار آئندہ اسی کی نظیر مین سنیئے و دیکھو معترم کو

ظاہر اسکا کیسا سپید و تازہ ہوتا ہی لیکن کپڑون اور ہاتھون کو سیاہ ہی کرتا ہی آگ اپنے انگارون کے رو سے کیسی سرخرو ہی مگر تو اسکی سیہ کاری کو دیکھ کہ جسپر پہونچتی ہی انجام کو سیاہ ہی کرتی ہی برق اگرچہ نور کی طرح نظر مین آتی ہی پر اپنی خاصیت مین دزد بصر ہی کہ بصر کو تاریک کرتی ہی غرض یہ کہ جھوٹی باتین کیسی ہی بنا بنا کے کہو فاما اثر اسکا بدہی ہوتا ہی القصہ جو لوگ کہ سواے اہل خبرت و ذوق کے تھے اسکی گفتگو ان سب کی گردن کی طوق ہو گئی اور انکو اسیر اپنا کر لیا چنانچہ چھ برس تک پادشاہ سے جدا ہو کر پیروان عیسی کی تباہی مین رہا سب نے دل و دین کل اسکے حوالے کر دیا اور ساری مخلوق اسکی امر و نہی پر مرتی اور جان دیتی تھی الخلاصہ آخر شعر مین صاحب بحر العلوم نے بجاے میمرد کے میپرد غلط لکھا ہی اور قول حضرت علی شیر خدا مین بجاے نعم الجاہل کے نعم الجاہل جسکا ترجمہ کیا کہ قول بھی جملہ نعم سے ہی شعر عجب صورت عجب سیرت عجب شاہ ✤ پڑھون صلوات بس اللہ اللہ ✤ اور معنی ایک شعر کے نہین

پوشیدہ پیغام پادشاہ جانب وزیر پر تزویر

قولہ درمیان شاہ و او پیغامہا ✤ شاہ را پنہان بدو آرامہا ✤ آخر الامر از برای آن مراد ✤ تا دہد چون خاک ایشان را بباد ✤ پیش او بنوشت شہ کای مقبلم ✤ وقت آمد زود فارغ کن دلم ✤ ز انتظارم دیدہ و دل بر رہست ✤ زین غمم آزاد کن گر وقت ہست ✤ گفت کاینک اندران کارم شہا ✤ کافگنم در دین عیسے فتنہا ✤ قوم عیسے را بد اندر دار و گیر ✤ حاکمانشان دہ امیر و دو امیر ✤ ہر فریقے مر امیرے را تبع ✤ بندہ گشتہ میر خود را از طمع ✤ آن دہ و آن دو امیر و قوم شان ✤ گشتہ بندہ آن وزیر بد نشان ✤ اعتماد جملہ بر گفتار او ✤ اقتداے جملہ بر رفتار او ✤ پیش او در وقت ساعت ہر امیر ✤ جان بدادی گر بدو گفتی کہ میر ✤ چون زبون کرد آن جہود کہ جملہ را ✤ فتنہ انگیخت از مکر و دہا ✤ المعنے مقبل قبول کنندہ فرمان تبع پیرو اقتدا پیروی دہا بالفتح زیرکی وجودت فکر فرماتے ہین کہ شاہ کے اور اسکے درمیان مین پنہان پیغام رہتے تھے کہ پادشاہ کو ان سے آرام ملتا تھا آخر کار واسطے حصول اسی مراد کے کہ ان کو خاک کی طرح اڑا دوے پادشاہ نے اسکو لکھا کہ ای میرے مقبل وقت تو آ گیا یعنے سب عیسائی تیرے مطیع و منقاد ہو گئے اب جلدی مجکو اس غم سے نجات کیون نہین کرتا ہی انتظار مین میرے دیدہ و دل راہ تک رہے ہین اگر وقت سمجھتا ہی تو اس غم سے مجکو آزاد کر کہا ای پادشاہ ابتک مین اسی کام مین ہون کہ دین عیسے مین فتنے پیدا کرون آگے دوسری بات کا بیان ہی یعنے کیفیت یہ تھی کہ قوم عیسی مین بارہ امیرون کی حکومت تھی اور بارہ حاکم تھے حاکمانشان مین فک اضافت اس سبب سے کہ ماقبل نون کے حرف مدہ ہی جائز ہی اور ہر فریق ہر امیر کا تابع اور بسبب طمع دنیا کے اپنے امیر کا غلام اور یہ بارھون امیر اور انکی قوم اس وزیر بد نشان کے بندے ہو گئے تھے سب کو اسکی گفتار پر اعتماد تھا اور سب کو اسکی رفتار کی اقتدا تھی اسکے سامنے ہر گھڑی ہر ساعت ہر امیر جان دیتا

اگر یہ اُس سے کہتا کہ جان دیدے تو فوراً دیدیتا جب اس جہودک ناچیز نے اُن سب کو بخوبی دبا لیا تو پھر زیر کی وجودت فکر سے ایک فتنہ اُٹھایا

خلط ملط کرنا وزیر کا احکام انجیل مین اور اُس کے مکر کا بیان

قولہ ساخت طومارے برائے ہر یکے ❊ نقش ہر طومار دیگر مسلکے ❊ حکمہائے ہر یکے نوع دگر ❊ این خلاف آن زپایان تا بسر ❊ در یکے راہ ریاضت را و جوع ❊ رکن توبہ کردہ شرط رجوع ❊ در یکی گفتہ ریاضت سود نیست ❊ اندرین رہ مخلصی جز جود نیست ❊ در یکی گفتہ کہ جوع و جود تو ❊ شرک باشد از تو تا معبود تو ❊ جز توکل جز کہ تسلیم تمام ❊ در غم و راحت ہمہ مکر ست و دام ❊ در یکی گفتہ کہ واجب خدمت ست ❊ ورنہ اندیشہ توکل تہمت ست ❊ در یکے گفتہ کہ امر و نہی ہاست ❊ بہر کردن نیست شرح عجز ماست ❊ تا کہ عجز خود ببینیم اندران ❊ قدرت حق را بدانیم آن زمان ❊ المعنی طومار بالضم نامہ و صحیفہ مسلک راہ جوع گرسنگی آوپر جو کہا ہی کہ ایک فتنہ اس نے اُٹھایا وہ یہ ہی کہ ہر ایک کیواسطے ایک کتاب و صحیفہ بنایا اور ہر کتاب دوسری راہ پر ہر ایک کے حکم دوسری قسم کے ایک دوسرے کے خلاف اول سے آخر تک اب یہان سے بیان خلاف ایک دوسرے کا ہی مثلاً ایک مین تو ریاضت اور بھوک کو رکن توبہ کا ٹھہرایا اور شرط رجوع الی اللہ کہ یہ بات یعنی توبہ اور رجوع بدون اُسکے حاصل نہین ہوتی اور ایک مین کہدیا کہ ریاضت بے سود شے ہی اس راہ مین چھٹکارا سوائے جود کے نہین ہی ایک مین کہدیا جود و جوع تیرے دونون شرک ہین درمیان تیرے اور تیرے معبود کے اصل تسلیم و توکل ہی ہر غم و راحت مین اسکے سوا سب مکر و دام ایک مین کہا کہ خدمت واجب ہی یعنے بندگی اگر بندگی نہ ہو تو اندیشہ توکل کا تہمت ہی ای بدگمانی ایک مین کہدیا کہ جتنے امر و نہی ہین یہ کرنے کے نہین ہین یہ ہمارے عجز کی شرح ہی تا ہم اسکی بجا آوری مین عاجز ہون اور اپنا عجز دیکھین اور اُسوقت قدرت حق کو جانین کہ ہم عاجز ہین اور وہ حاکم ہی الخلاف بحر العلوم مین بجائے کردن کے گردون غلط لکھا ہی

قولہ در یکے گفتہ کہ عجز خود مبین ❊ کفر نعمت کردنست آن عجز ہین ❊ قدرت خود بین کہ این قدرت از وست ❊ قدرت خود نعمت او دان کہ ہوست ❊ در یکے گفتہ کزین دو درگذر ❊ بت بود ہر چہ بگنجد در نظر ❊ در یکے گفتہ کہ عجز و قدرت ❊ بگذرد ہر چہ اندر فکرت ❊ از ہوائے خویش در ہر ملتے ❊ گشتہ ہر قومے اسیر زلتے ❊ در یکے گفتہ مکش این شمع را ❊ کاین نظر چون شمع آمد جمع را ❊ از نظر چون بگذری و از خیال ❊ گشتہ باشی نیم شب شمع وصال ❊ در یکے گفتہ بکش باکے مدار ❊ تا عوض بینی یکے را صد ہزار ❊ کہ ز کشتن شمع جان افزون شود ❊ لیلیت از صبر چون مجنون شود ❊ ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش ❊ بیش آمد پیش او دنیا و بیش ❊ اسلمعنے ہین بالکسر کلمہ تنبیہ یعنے خبردار اور کلمہ زجر بمعنی بگذار ہو اسم ذات باری تعالی بمعنے وہی ہی ہوا بالقصر آرزو و اشتیاق ایک مین اسکے برخلاف کہا کہ خبردار اپنے عجز پر نظر مت کر اور عاجز مست بن اس واسطے کہ عاجز بننا کفران نعمت ہی تو اپنی قدرت پیہم ملاحظہ کر کہ تجکو ہر فعل کی قدرت دی ہی اور اُسی کی دی ہوئی اور یہ ایک بڑی نعمت اُس کی ہی کہ وہی

وہ ہی پس اگر عاجز نبے گا کافر نعمت ٹھہریگا ایک مین کہا کہ عجز و قدرت دونون کو چھوڑ نہ آپ کو عاجز جان نہ قادر سمجھ ان دونون
سے جو خیال تیری نظر مین سمجے گا وہی بت ہی یعنی غیر خدا کا اور جب تو اس خیال کا معتقد ہوا تو گویا بت پرست ہی اس کے
بعد جو دو شعر ہین یعنے در یکے گفتا کہ عجز و قدرت تا مع شعر مابعد بحر العلوم مین لکھا ہی کہ یہ دونون الحاقی ہین باتفاق شراح
اور واقعی انکا مضمون اشعار صدر سے مقرون ہی اسواسطے مین نے بھی چھوڑ دیے ایک مین کہا کہ اس شمع کو مت بجھا
اور شمع سے مراد نظر جو مصرعۂ ثانی مین ہی اور خیال کہ یہ دونون شمع اس جمع کی ہین جنسے تو تماشا قدرت کا دیکھ رہا ہی اور گویا
وصال مین ہی پس جب تو خیال و نظر سے گذر جائیگا اور ترک کر دے گا تو گویا نیم شب مین شمع وصال کی بجھا دی اور جس تاریکی
مین کہ نیم شب اسکے کمال کا وقت ہی پڑ گیا اور اسی کی ضد ایک مین کہدیا کہ بجھا دے ذرا مت ڈرے کہ اس ایک کے
عوض مین لاکھون پائیگا کس واسطے کہ اس شمع کے بجھانے سے تیری جان کو ترقی ہوگی اور جب تو ترک خیالات کر کے
لیلی پر جو مطلوب ہی صبر کر لیگا تو خود وہ لیلے تیری مجنون ہو جائے گی جیسے تارک دنیا جب اپنے زہد پر صبر کرتا ہی تو بیشک
دنیا اسکے سامنے آتی ہی اور بڑے افراط و کثرت کے ساتھ تکرار بیش کی تاکید کے واسطے ہی اور پیش و بیش تجنیس قولہ در
یکے گفتہ کہ انچت داد حق ٭ بر تو شیرین کرد در ایجاد حق ٭ بر تو آسان کرد و خوش آن را بگیر ٭ خویشتن را در مینگن در زحیر ٭
در یکے گفتہ کہ بگذار آن خود ٭ کان قبول طبع تو ردست و بد ٭ راہہاے مختلف آسان شدہ ٭ ہر یکے را ملتی چون جان شدہ ٭
گر میسر کردن حق رہ بدی ٭ ہر جہود و گبر ازو آگہ بدی ٭ در یکے گفتہ میسر آن بود ٭ کہ حیات دل غذاے جان بود ٭ ہرچہ
ذوق طبع باشد چون گذشت ٭ بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کشت ٭ جز پشیمانی نباشد ریع او ٭ جز خسارت پیش نارد بیع
او ٭ آن میسر نبود اندر عاقبت ٭ نام او باشد معسر عاقبت ٭ تو معسر از میسر باز دان ٭ عاقبت بنگر جمال این و آن ٭
المعنے زحیر نام مرض جسکو پیچش کہتے ہین مجازاً ناخوشی و آزردگی میسر بالضم میم آسان کردہ شدہ و بفتح میم غلط ریع بالفتح
افزونی مزروعات و محصول زراعت معسر بالضم میم تنگدست و محتاج بکسر سین و بفتح سین دشوار ایک مین کہا کہ جو کچھ
خدا نے تجکو دیا ہی اور اپنے ایجاد مین تجھپر شیرین کیا ہی کہ وہ تجھکو شیرین اور گوارا معلوم ہوتا ہی وہ تجھ پر آسان و
خوش کر دیا ہی تو اسکو اختیار کر اور آپ کو پیچش و ناخوشی مین مت ڈال گویا وہ تیرے ہی واسطے اور تیری ہی ملک
ہی روا و ناروا کے لحاظ سے اپنے مطبوع و مرغوب کو مت چھوڑ برعکس اسکے ایک مین کہدیا کہ ہر مطبوع کو ملک
اپنی مت جان اس خیال کو ترک کر کس واسطے کہ جو مقبول تیری طبع کا ہی وہ رد و بد ہی جیسے کہ فرمایا ہی الانسان حریص
فیما منع اب راہین مختلف جن مین اپنی اپنی رائین تھین آسان ہوگئین اور ہر ایک کو ایک ملت مثل جان کے عزیز
ہوگئی مگر یہ آسانی اپنی طرف سے کرلی ہی نہ خدا نے اگر یہ آسان کرنا حق کی راہ ہوتا تو سب کے واسطے ہوتا
ہر جہود و آتش پرست اس سے واقف ہوتا ایک مین کہا کہ آسان کیا ہوا وہ ہوتا ہی جس سے دل کو حیات
اور جان کو غذا حاصل ہو یعنے جان و دل اس سے قوت و قوت پائین کس واسطے کہ جو کچھ ذوق طبع ہی

یعنے جس سے طبیعت لطف ومزہ پائے جب وہ جاتا رہا تو یہ شخص ایسا رہ گیا جیسے زمین شور جس مین نہ کچھ حاصل ہو نہ کشت
ہو جو مایۂ حصول ہو بلکہ سواے پشیمانی کے کچھ حاصل ہوتا ہی نہین کہ مفت عمر کھوئی اور زندگی خراب کی اور ایسی شے کے
فروخت کرنے مین خسارہ ہی خسارہ پیش آتا ہی آخر وہ میسر میسر نہین ہوتا اور عاقبت نام اس میسر کا معسر ہوتا ہی
ای سخت ودشوار اب تجکو تمیز چاہیے کہ میسر ومعسر جانے اور ہر ایک کے جمال وخوبی کو دیکھے کہ کس مین زیادہ ہی
الخلاف بحر العلوم مین لفظ غذا بہ زاے ہوز اور ہر چہ ذوق طبع کی جگہ ہر کہ غلط لکھا ہی **قولہ** در یکے گفتہ کہ استاد سے
طلب ٭ عاقبت بینی نیابی در حسب ٭ عاقبت دیدند ہر گون امتے ٭ لاجرم گشتند اسیر زلتے ٭ عاقبت دیدن
نباشد دست باف ٭ ورنہ کے بودی ز دینہا اختلاف ٭ در یکے گفتہ کہ استا ہم توئی ٭ زآن کہ استا را
شناسا ہم توئی ٭ مرد باش وسخرۂ مردان مشو ٭ رو سر خود گیر وسرگردان مشو ٭ در یکے گفتہ کہ این جملہ توئی ٭
ہست نہ گنجد در میان ما دوئی ٭ در یکے گفتہ کہ این جملہ یکے ست ٭ ہر کہ او دو بیند احول مردکیست ٭ **المعنی** حسب بفتحتین
اندازہ وشمار وشرف وبزرگی از مال وجاہ ودین گون بواو معروف رنگ زلت بالفتح ڈگمگانا دست باف کنایہ از آسان
استا مخفف استاد سخرہ مسخر وخوش طبعی ومسخرہ وکار بے مزد یعنے بیگار دوئی مین وی ضمیر غائب ویا مصدری ہی
ایک مین کہدیا کہ کوئی استاد ڈھونڈھ جس سے راہ عاقبت بینی کی پاسے اور حسب پر جو شرف اور بزرگی مال و
جاہ کی ہی بھروسا مت کر اس سے عاقبت بینی نہین حاصل کرے گا ہر امت نے ہر رنگ پر بے استاد کے عاقبت
کو دیکھا لاجرم لغزش مین گرفتار رہوئی راہ مستقیم پر نہ پہونچی عاقبت کا دیکھنا اور راست درست اس مین ہونا آسان
نہین ہی اگر آسان ہوتا تو دینون مین اختلاف کیون پڑتا بے استادی باتین تھین آخر ٹھیک نہین پڑین اور ایک
مین کہدیا کہ استاد بھی تو ہی ہی استاد کیون ڈھونڈھتے اس لیے کہ استاد کا پہچاننے والا تو ہی ہی بقول مشہور دل کو
دل پہچانتا ہی پھر تجکو کیا حاجت ہی تو خود مرد بن اور بیگاری و مسخرہ مردون کا مت ہو اور جا اپنے خیال پر کسی کے
واسطے سرگردان مت ہو ایک مین لکھدیا کہ یہ جملہ جو کچھ موجود ہی تو ہی ہی اس مین مائی اور دوئی نہین سماتی یعنے یہ
کہا جائے کہ ہم ہین اور وہ ہی نہین تو ہی ہی ایک مین کہا کہ یہ سب ایک ہی اس مین جو دو بینی کرے وہ مردک
احول ہی دوئی کا کچھ کام نہین ہی **قولہ** در یکے گفتہ کہ یک صد چون بود ٭ این کہ اندیشد مگر مجنون بود ٭ ہر یکے
قولیست ضد یک دگر ٭ چون یکے باشد بگو زہر وشکر ٭ در معانی اختلاف و در صور ٭ روز وشب بین خار وگل
سنگ وگہر ٭ تا ز زہر واز شکر در نگذری ٭ کے تو از گلزار وحدت بو بری ٭ وحدت اندر وحدت است این مثنوی ٭
از سمک رو تا سماک ای معنوی ٭ **المعنی** کہ اندیشد یہ کاف ہر کہ کے معنی مین ہی مگر یہان واسطے تحقیق کے
ہے سمک مچھلی کہ زیر زمین ہی سماک بکسر نام ستارہ در فلک ہشتم اور یہ دو ستارے ہین سماک رامح اور
سماک اعزل ایک مین کہا کہ این جملہ یکے ست دوسرے مین دو کی مذمت کہ بھلا سو ایک کیسے ہو سکتا ہی جو شخص

سو کو ایک تجویز کرے بیشک وہ مجنون و دیوانہ ہی یہ دونوں یعنی سواد راک ضد ایک دوسرے کی ہین پھر ایک کیسے ہوسکتے
ہین سے تو ہی بتا کہ زہر و شکر ایک ہین پھر فرماتے ہین کہ تو رات دن خار و گل اور سنگ و گوہر کو دیکھتا رہتا ہی جنکی صورتین
بھی مختلف اور معانی بھی مختلف یہ ایک کیسے ہوجائینگے آپ فرمایا کہ اصل اصول ہی یہی کہ جب تک زہر و شکر سے
نہ گذر جائے گا اور اس فرق و امتیاز کو نہ چھوڑے گا گلزار وحدت کی بو سے ہرگز بہرہ نہ پائے گا یہ مثنوی میری وحدت
اندر وحدت ہی یعنی وحدت و توحید سے بھری ہوئی ہی مثنوے والا اگر طالب معنی کا ہی تو اسی کی تائید سے سمک سے یعنے
زیر زمین سے جو غایت درجہ پستی کا ہی سماک تک پہونچے گا جو اعلےٰ درجہ فلک کا ہی

دربیان آنکہ اختلاف صورت ور روش ہین ہی نہ حقیقت مین

قولہ زین نمط زین نوع دہ طومار و دو ۞ بر نوشت آن دین عیسی را عدو ۞ او ز یکرنگی عیسی بو نداشت ۞ وز مزاج خم عیسے
خو نداشت ۞ جامہ صد رنگ از ان خم صفا ۞ سادہ و یک رنگ گشتی چون ضیا ۞ نمط بفتحتین روش و دستور و پردہ سرود
چو تھے مصرع مین جو تلمیح ہی معجزہ حضرت عیسی سے کہ ایک روز یہ ایک رنگریز کے گھر مین ٹھہرے ہوے تھے اسکے پاس لوگون
کے کپڑے رنگنے کو آتے اور جدا جدا رنگ کے انھون نے وہ سب ایک خم مین ڈال دیے رنگریز خفا ہوا کہ مین ان کے
مالکون کو کیا جواب دونگا آپ نے کہا تو نام ایک ایک کا لیکر اسی خم سے نکال جب رنگریز نے ایسا کیا ہر کپڑا اپنے رنگ کا
اس خم سے نکلا رنگریز نے جو یہ معجزہ دیکھا ایمان لایا ضیا روشنی فرماتے ہین کہ اسی طرح اور اسی قسم کی بارہ کتابین رنگ برنگ
باہم متضاد اس دشمن دین عیسے نے کہ بظاہر عیسائی بنا تھا لکھین حالانکہ عیسی کی یک رنگی سے اسنے بو بھی نہین پائی تھی
کہ ان مین دو رنگی کا ٹھکانا ہی کب تھا عیسے اور موسے دونون ایک تھے اور نہ خم عیسی کے مزاج کی آئین خو تھی کہ اس خم
صفا سے سادہ اور یکرنگ کپڑے سو رنگ ہو کے نکلے مثل ضیا کے کہ جس رنگ کی چیز پر پڑتی ہی اسی رنگ مین
جھلکتی ہی چاہے سرخ ہو چاہے سبز چاہے زرد اصل ہی وہی ضیا چاہے جس پر تو مین ہو غرضکہ اصل اصول جمیع انبیا کی ایک
ہی اور مصدق ایک دوسرے کی مگر رنگ اپنا اپنا کہ وہ چال و چلن ہی جس سے مراد شریعت ہی یہ وزیر مکار کہ اس خو سے
بہرہ نہین رکھتا تھا کہ تفرقہ بیجا کرکے مصداق اس آیت کریمہ کا ہوا ان الذین فرقوا دینہم و کانوا شیعا لست منہم فی شیٔ
انما امرہم الی اللہ ثم ینبئہم بما کانوا یفعلون الخلاف صاحب بحر العلوم نے شعر اخیر مین تعقید لکھی ہی اور نیز ترکیب او ر تاویلین
کی ہین اور یہ بھی لکھا کہ اشارہ اس معجزہ کی طرف کرنا ضروری نہین ہی انکے شاید ایسے ہی ہو مگر مین تو سیدھی بات جانتا ہون
کہ اس خم صفا سے سادہ اور یک رنگ جامے صد رنگ ہوگئے اور اردو مین شعر کے معنی ہر طرف سے بیے
جاتے ہین اور کچھ خفا نہین ہی غور کرنے سے سب الفاظ حسن ترکیب سے باہر نہین اور جو پہلے ہی سے سمجھ بیٹھین کہ
جامہ صد رنگ سادہ و یکرنگ ہوگئے اسکا علاج کیا اور معجزہ اگر ضروری نہین تو مولانا نے ایراد کیون فرمایا
خود تطبیق نہ کیا سے مطالب بھی کیون کہا جائے شعر جرین مشہد نہ گویائی مزن دم ۞ سخن را ختم کن واللہ اعلم قولہ

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال ٭ بل مثال ماہی و آب زلال ٭ گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست ٭ ماہیان را با یبوست جنگہاست ٭
کیست ماہی چیست دریا در مثل ٭ تا بدان ماند خدائے عزوجل ٭ صد ہزاران بحر و ماہی در وجود ٭ سجدہ آرد پیش آن دریائے
جود ٭ چند باران عطا باران بدہ ٭ تا بدان آن بحر در افشان شدہ ٭ چند خورشید کرم افروختہ ٭ تاکہ ابر و بحر جود آموختہ ٭
پرتو خورشید کرم تابان بدہ ٭ تا بدان آن ذرہ سرگردان شدہ ٭ المعنی یعنے رنگ برنگی تو سرمایہ سیکڑون وبال و ملال کی ہی چنانچہ
ظاہر البتہ یکرنگی کہ اس سے کوئی ملال پیدا نہین ہوتا بلکہ یہ یکرنگی مثل ماہی و آب زلال کے ہی کہ پانی سوائے ایک رنگ
کے اور رنگ نہین رکھتا اور ماہی اسمین خوش ہی ہرچند کہ خشکی مین ہزارون رنگ ہین لیکن ماہیون کو خشکی سے لڑائیان
ہین یعنی انکی اور خشکی کی بنتی ہی نہین چونکہ یکرنگی صفت حضرت باری عز اسمہ سے ہی اور اسکو ماہی و دریا سے مشبہ کیا ہی لہذا
اعتراضا فرمایا کہ ماہی کون ہی اور دریا کیا چیز جنکے مشابہ خدائے عزوجل ہو اور اس سے مثال دیجائے بلکہ ہی یہ کہ لاکھون
دریا و ماہی جو عالم وجود مین ہین اس دریائے جود کے سامنے سب سجدہ کرتے ہین جانے کتنے باران اسکے عطا کے بحر
پر برسے ہین جب بحر در افشان ہوا ہی اور کتنے خورشید اسکے کرم کے در پہ چمکے ہین تو ابر و بحر نے جود سیکھا ہی اور کتنے خورشید
کرم کے آفتاب پر چمکے تب اسنے یہ نور و فروغ پایا ہی کہ ذرہ اسپر سرگردان ہوا ہی اور سرگردانی ذرہ کی اسطور پر ہی کہ ذرہ ریت مین ہوتا ہی
اور ریت روان بھی ہوتا ہی پس جابجا جانا ذرہ کا ثابت الخلاف بحر العلوم نے ان اشعار کے معنی کچھ نہین لکھے اور باتین بہت سی
ہین قولہ پرتو ذاتش شدہ بر ماء و طین ٭ تا شدہ دانہ پذیرندہ زمین ٭ خاک امین و ہرچہ در وے کاشتی ٭ بے خیانت
جنس آن بر داشتی ٭ این امانت زان عنایت یافتہ است ٭ کافتاب عدل بر وے تافتہ است ٭ المعنی ماء و طین و
آب و گل فرماتے ہین کہ منجملہ ان اشیاء کے جو اوپر مذکور ہوئین آب و گل ہی جسپر پرتو اسکی ذات کا چمکا ہی جس سے زمین دانہ
پذیرندہ ہوئی اور امین بنی کہ جو کچھ اسمین بوؤ بے خیانت اس سے لو اور یہ صفت امانت کی اس مین اسی کے آفتاب
عدل سے پیدا ہوئی ہی جو مدتون اسپر چمکا ہی الخلاف ان اشعار کے معنی تو بحر العلوم مین لکھے ہین جو چندان مشکل نہین
قولہ تا نشان حق نیارد نو بہار ٭ خاک سرہا را نسازد آشکار ٭ آن جوادے کو جمادی را بداد ٭ این خبرہا وین امانت وین سداد ٭
آن جماد از لطف چون جان میشود ٭ زہریرا از قہر پنہان میشود ٭ آن جمادی گشت از فضلش لطیف ٭ کل شیء من ظریف ہو ظریف ٭
ہر جمادی را کند فضلش خبیر ٭ ~~[illegible]~~ المعنی نشان فرمان حق تخفیف بھید جواد بخشندہ جماد بالفتح
ہر چیز بیجان و زمین سخت اور وہ زمین جہان پانی نہ پہونچے سداد بفتح راستی و درستی زہریر بالفتح سرمائے سخت ظریف
خوب و نادر و نوزادہ ظریف زیرک و خوش طبع ضریر نابینا بہار و لا محوار منجملہ اسکے نو بہار ہی کہ جبتک
نشان اسے فرمان حق کا نہین ملتی خاک کے بھید جو روئیدگی وغیرہ ہی ظاہر نہین کرتی اور وہ ایسا
جواد کہ جس نے جماد کو جو زمین ہی اور بیجان ایسی چیزین کہ وہ گل و سبزہ ہی اور امانت کہ وہ حبوب و غیرہ ہین اور راستی
و درستی دی ہی جیسے کہ اسکے نتائج سے ظاہر ہی اور یہی زمین مردہ مثل جان کے ہو جاتی ہی عزیز دپیاری

عاقل آن را کرمہ قہر او ضریر

جسوقت اپنی بہار پر ہوتی ہی اور زمہریر جو سرما و خزان ہی اُسکے خوف سے کیسا چھپ جاتا ہی اور بعد سرما کے بہار ہوتی ہی پس جمادی کہ کثیف شی ہی جسکے گرد سے لوگ گھبراتے ہین اُسکے فضل سے کیسی لطیف ہو جاتی ہی اور کیسے لطیف نہو جو شی کہ نادر اور غریب سے ہو وہ بھی نادر و غریب کیون نہو مگر تعجب یہ ہی کہ جمادی تو اُسکے فضل سے خبیر ہو جاے کہ خبر دینا اُس کا وہی اُسکی روئیدگی ہی جو ظاہر ہو رہی ہی اور غافل ویسے کے ویسے ہی اُسکے قہر سے اندھے ہین وہ ان باریکیون اور بھیدون کی طرف کیسے نظر کرین انحلاف بحر العلوم مین نشان کے معنی مین لکھا ہی تا حسن حق در زمین ظاہر نشود اور مین نے نشان کے معنی فرمان لکھے ہین دوسرے آٹھوین مصرع مین طرلیف طرلیف بطاے معجمہ لکھا ہی اور مین نے بطاے مہملہ لکھا ہی اور شرح سے ایک یہ کیا کہ پانچون شعر مین سے کسی کے معنی بھی نہین لکھے جو جانا جاے کہ مختار شارح کیا ہی **قولہ** جان و دل را طاقت این جوش نیست ؛ با کہ گویم در جہان این گوش نیست ؛ ہر کجا گوشی بُد از وے چشم گشت ؛ ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت ؛ کیمیا ساز یست چہ بود کیمیا ؛ معجزہ بخشیست چہ بود سیمیا ؛ این ثنا گفتن ز من ترک ثنا ست ؛ کاین دلیل ہستی و ہستی خطا ست ؛ پیش ہست او بباید نیست بود ؛ ہست ہستی پیش او کور و کبود ؛ گر نبودی کور ازو بگداختی ؛ گرمی خورشید را بشناختی ؛ ور نہ بودی او کبود از تعزیت ؛ کے فسردی ہمچو یخ این ناحیت ؛ **المعنی** یشم بالفتح معرب لیشب نام سنگ قیمتی سبز رنگ سیمیا بالکسر علم طلسم جس سے روح دوسرے بدن مین نقل کرین اور جاہے جس شکل مین ہو جائین اور موہوم باتین دکھائین جنکی کچھ اصل نہو ناحیت بکسر حا کرانہ ملک و طرفے از ولایت یعنی اوپر جو لکھا گیا کہ دریا و ابر اور آفتاب و نو بہار وغیرہ جو اُس سے فیضیاب ہین یہ بھی ایک حمد و ثنا ہی یہ تو مین نے جو کی وہ کی مگر وہ جوش جو میرے دل مین بھرا ہی کس سے کہون نہ تو کسی کے جان و دل مین اس جوش کے تحمل کی طاقت ہی نہ کسی کے ایسے کان جو اسکو سنین ہان جہان کہین کان سکھے یعنے اُسکے سننے والے وہ تو چشم جو مراد سوجھ بوجھ کامل سے ہی ہو گئے اور جو پتھر تھے وہ یشم اور قیمتی جواہر بنگئے یہ جوش کیا ایک کیمیا ہی جو قلب ماہیت کر دیتا ہی یا سیمیا کہ بے بود کو نمود کرتا ہی پھر فرمایا کہ کیمیا کیا چیز ہی یہ خود کیمیا ساز ہی اور سیمیا کی کیا اصل کہ وہ ایک طلسم بے بنیاد ہی یہ تو معجزہ بخش ہی جو انبیانے خدا سے پائے ہین چنانچہ مشہور معروف ہین اور اظہر من الشمس آور یہ جو مین ثنا اُسکی کرتا ہون ثنا نہین ترک ثنا ہی اس واسطے کہ جب آپ کو ہست سمجھا تب تو بنا بر مغائرت کے ثنا کی اور در صورتے کہ ہم نیست ہو جاے تو پھر کون کس کی ثنا کرے پس چاہیے کہ اسکی ہستی کے سامنے نیست ہو جاے اسلیے کہ ہماری ہستی چیز ہی کیا ہی بجز کور و کبود سکے اور بدین وجہ کہ اگر کور نہوتے تو اسکی ہستی جو اصل ہستی ہی دیکھتے اور خود بخود اس آفتاب کی گرمی سے مثل برف کے پگھل کے نیست و فنا ہو جاتے اور ہرگاہ یہ بات نہین تو کور نہین اور کیا ہی اور کبود اس سبب سے کہ اس آفتاب کی ہستی مین نیست نہین ہوے اس تعزیت و ماتم مین سیہ پوش کیا معنی خود کبود ہی ہو رہی ہی تو ناحیت میرے دل کی ٹھٹھری ہوئی اور سرد ہی اگر اُس آفتاب مین نیست ہو گئی ہوتی تو صنم ور حدت و حرارت اُسکی آمین ہوتی کس واسطے اس آفتاب

کی شعاع بھی تو جہان پڑتی ہی اسکو گرم کرتی ہی انخلاف شرح بحر العلوم کے آخر شعر مین بجاے شر دے کے فسرد غلط لکھا ہی اور نہ معنی صاف صاف کسی شعر کے لکھے دیکھ لین ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی

بیان خسارہ وزیر کا اِس مکر و فریب مین

قولہ ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر ✤ پنجہ میزد با قدیم ناگزیر ✤ ناگزیر جملگان حی قدیر ✤ لایزال و لم یزل فرد و بصیر ✤ با چنان قادر خداے کز عدم ✤ صد چو عالم ہست گرداند بدم ✤ صد چو عالم در نظر پیدا کند ✤ چونکہ چشمت را بخود بینا کند ✤ گر جہان پیشت بزرگ و بی بنیست ✤ پیش قدرت ذرۂ میدان کہ نیست ✤ اینجہان خود حبس جانہاے شماست ✤ ہین روید آنسو کہ صحراے شماست ✤ اینجہان محدود وآن خود بیحدست ✤ نقش و صورت پیش آن معنی سدست ✤ صد ہزاران نیزۂ فرعون را ✤ در شکست آن موسی بایک عصا ✤ صد ہزاران طب جالینوس بود ✤ پیش عیسے و دمش افسوس بود ✤ صد ہزاران دفتر اشعار بود ✤ پیش حرف امی اش عار بود ✤ با چنان غالب خداوندی کسے ✤ چون نمیرد گر نباشد او خسے ✤ المعنی ناگزیر ناچار و لاعلاج حی زندہ قدیر قدرت والا لم یزل و لایزال دونون بمعنی ہمیشہ فرد تنہا بصیر بینا تینی بالفتح دونا کرنا اور دم ہونا حبس قید ہین بالکسر کلمۂ تنبیہ سد مانع و حائل میان دو چیز امی وہ جو لکھا پڑھا نہووے کہ لقب آنحضرت صلعم کا ہی عار ننگ و شرم یعنے جیسا بادشاہ غافل تھا موسی عیسے مین فرق کرتا تھا ایسا ہی وزیر بھی غافل نادان تھا پس ع وزیرے چنین شہریارے چنان ✤ پھر کیسے فتور نہ پھیلتا دونون قدیم ناگزیر سے پنجہ کرتے اور لڑتے تھے دوسرا شعر تفسیر ناگزیر کی ہی کہ وہ خدا تعالے ہی جیسا کہ نظامی صاحب رحمنے بھی فرمایا ع خداے کز و نیست کس را گزیر ✤ فرماتے ہین کہ وہ ناگزیر سب کا ہی کسی کو اُس سے چارہ نہین نہ اس بغیر کسی کچھ بن پڑتا ہی اور وہ زندہ ہی قدرت والا اور ہمیشہ ہمیشہ اور تنہا اور بینا ہر وقت و ہر حال مین آور ان دونون کو لڑائی ایسے خدا قدرت والے سے تھی کہ جیسا یہ جہان ہی ایسے ایسے سیکڑون جہان اگر چاہے تو دم بھر مین عدم سے وجود مین لاوے اور اگر چاہے کہ تیری چشم کو اپنی طرف بینا کرے اور سوجھ بوجھ بخشے تو دیکھتے دیکھتے ہی تیری نظر مین سیکڑون ایسے جیسا کہ عالم ہی پیدا کردے دیر ہی نہ لگے اگرچہ یہ جہان تیرے سامنے بہت بڑا اور لا انتہائی ہی مگر یہ جانے رہ کہ اُسکی قدرت کے سامنے ایک ذرہ بھی نہین ہی یہ جہان تو تنگ و تاریک قید خانہ تمھاری جانون کا ہی خبردار ہوا دھر نہ چلو جو اصل صحرا تمھارا ہی جہان سے تم آئے ہو دیکھو کیسا وسیع و فسیح ہی یہ جہان تو محدود ہی اور وہ صحرا بیحد و کنار اور سنے اس عالم کے جو نقش صورت ہین جن کے خیال مین تو گرفتار ہی تجھ مین اور اُس معنی مین حائل اور سد ہو رہے ہین یہ بادشاہ وزیر کیا چیز ہین لاکھون نیزے فرعون کے تھے جنکو ایک موسے نے ایک عصا سے شکست دی یہ اُسی کی قدرت تھی کہ ایسے سرکش مدعی دعوے [illegible] کو ادنی شہسے حرکات [illegible] طب جالینوس کی تھی عیسی کو وہ دم عطا فرمایا تھا جن کے سامنے وہ سب افسون تھین کہ افسون [illegible] دم [illegible] مرعلی ہوئی کہ اسکے سامنے سب ہیچ تو ہیچ ہین لاکھون دفتر اشعار شعراے عرب کے تھے

اسکے امی کی بات کے سامنے کہ امی لقب آنحضرت صلعم کا ہی سب عاری تھے یعنے ایسے زشت و زبون ہو گئے کہ پھر ان کو ان سے ننگ و عار معلوم ہوتی تھی یہ شعر نتیجہ جملہ اشعار کا ہی کہ پھر ایسے مالک غالب کے مقابل کیسے نہ مرے یعنے آپ کو میست و نابود جانے بشرطیکہ خس نمو او جنھون کا تو کچھ ذکر ہی نہین وہ جو کرین اور جو نہین تھوڑا ہی ہی انخلاف شرح بحر العلوم مین جملگان اس صورت پر لکھا ہی تا ہ گان غلط ہی اسواسطے کہ بدل مبدل منہ جو ہی اور کاف ہی جمع نہین ہو سکتے اور یہ بھی نہین کہہ سکتا شاید جملہ گان لگان تازی سمجھے ہون اگر یہ ہی تو معنے نہ معلوم کیا سمجھے اگر معنے لکھتے تو اچھا ہی ہوتا یہ تو عادت ہی نہین یہ نہ جانا تھا کہ شعر سے بڑی مدد پاؤن گا سو بحیز بقول حافظ رح شعر احرام چہ بندیم کہ آن قبلہ نہ اینجاست ؛ در بیارہ چہ کوشیم چو از مردہ صفا رفت ؛ اور اینجہان خود صبس اسکو جنس لکھدیا ہی ایسے ہی لفظ امی ایسی کی شکل قولہ پس دل چون کوہ را انگیخت او ؛ مرغ زیرک با دو پا آویخت او ؛ فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ ؛ جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ ؛ المعنی یعنے بہت دل جو پہاڑ جیسے سخت و مستقل تھے انکو اسنے اُکھیڑ دیا اور بہت مرغ دانہ ای عقیل انکو الٹا پاؤن سے لٹکا دیا اور ایک مرغ ہوتا بھی ہی کہ رات کو الٹا دونون پاؤن سے لٹک کے توئی توئی کہتا ہی بس خوب جان لے کہ فہم اور خاطر کو تیز کرنا راہ نہین ہی شکستگی اور عجز کا گذر ہی فضل شاہ کا اسی کو پسند کرتا ہم قولہ ای بسا گنج آگنان گنج گاو ؛ کان خیال اندیش را شد ریش گاو ؛ گاو کہ بود تا تو ریش او شوی ؛ خاک چہ بود تا حشیش او شوی ؛ زر و نقرہ چیست تا مفتون شوی ؛ چیست صورت تا چنین مجنون شوی ؛ این سرا و باغ تو زندان تست ؛ ملک و مال تو بلاے جان تست ؛ آن جماعت را کہ ایزد مسخ کرد ؛ آیت تصویرشان را نسخ کرد ؛ چون زنے از کار بد شد روے زرد ؛ مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد ؛ عورتے را زہرہ کردن مسخ بود ؛ خاک و گل گشتن چہ باشد ای عنود ؛ المعنی گنج گاو گنج جمشید کہ بہرام کے وقت مین ایک کسان کو ملا تھا کہ وہ کھیتی کو پانی دیتا تھا کہ وہ گنج ایک عمارت کی عمارت تھا جو بہرام نے لٹا دیا تھا ریش گاو احمق و خام طبع و مسخرہ حشیش بفتح و ہر دو شین کاہ خشک مسخ بالفتح بدل دینا صورت کا دوسری صورت پر جو پہلے سے بدتر ہو نسخ بالفتح دور کرنا عنو د بضمتین خلاف حق کے کوئی کام کرنا و بفتح ستیزندہ و گمراہ یعنے جیسے اور لوگ گذرے ہین جو مذکور ہوے فرعون سے مرغ زیرک تک ایسے ہی بہت سے گنج آگن ہوے جنھون سنے خزانے جمع کیے گنج گاو جیسے کہ وہ جمشید تھا کہ یہ گنج گاو اس خیال اندیش کو ریش گاو ہوا یعنے حمق و تمسخر اپنے پیے جمع کیا تھا اور بہرام گور نے اسکو لٹا یا بھلا خیال تو کر گاو کیا چیز ہی کہ تو انسان ہو کے اسکی ریش بنے اور خاک کیا شی ہی جسکی حشیش تو ہووے خاک سے مراد ملک ہی یعنے ملک و گنج دونون کچھ چیز نہین اور زر و نقرہ پر کیون مفتون ہوتا ہی یہ کیا ہین اور کسی کی صورت کا کیون مجنون بنتا ہی کہ نہ وہ کچھ ہی نہ یہ کچھ ہی مکان و باغ بہت سے بناتا ہی یہ خود اپنے لیے آپ زندان بناتا ہی خود دنیا ایک زندان ہی پھر یہ زندان علاوہ بران ملک و مال کی محبت مین کیون مبتلا ہی کہ تیری جان کے واسطے بلا ہی جان کی حیات و حفاظت وہان مواخذہ اور محاسبت اور دیکھ بدولت محبت ان کے

وہ جماعت تھی جو مسخ ہوئی کہ زکوٰۃ نہین دیتی تھی چنانچہ فرمایا وجعل منہم القردۃ والخنازیر کہ اچھی آیت تصویر کی ان کی تھی یعنے اچھی صورت بموجب صورکم فاحسن صورکم کے اُس آیت کو مسخ سے نسخ کرکے بندر و خوک بنا دیا وہ عورت جو بسبب بدکاری کے درگاہ الٰہی سے زردرو ہوئی کہ وہ زہرہ ہے خدا نے اُسکو صورت انسانی وصفت جانداری سے مسخ کرکے ستارہ بنا دیا اور جانداری سے جدا کردیا مختصر حال اُسکا یہ ہے کہ ہاروت ماروت دو فرشتے بوعدۂ عبادت آسمان سے زمین پر آئے اور یہ زہرہ ایک عورت تھی ازبس جمیلہ تھی یہ دونون فرشتے اُسپر فریفتہ ہوکر مصدر گناہ ہوئے اور چاہ بابل مین قید کیے گئے زہرہ کو اُنھون نے اسم اعظم بتا دیا تھا یہ اسکو پڑھ کے تیسرے آسمان تک پہونچی خدا نے اُسکو وہین بصورت ستارے کے مسخ کردیا اب مولانا رحمۃ اللہ علیہ بطور توبیخ کے فرماتے ہین کہ ای عنود و گمراہ یہ تو تو نے جان لیا کہ ایک عورت کو زہرہ کردینا یہ مسخ ہوا اور اپنی خبر نہین کہ خاک وگل ہوجانا یہ کیا ہے اسکو کیا کہتے ہین قولہ روح مے بردت سوے چرخ برین ٭ سوے آب وگل شدی در اسفلین ٭ خویشتن را مسخ کردی زین سفول ٭ زان وجودے کو بدآن رشک عقول ٭ پس ببین کین مسخ کردن چون بود ٭ پیش آن مسخ این بغایت دون بود ٭ المعنے اسفلین منسوب باسفل پست تر و پائین تر و زیر تر سفول بضمتین پستی اور نیچے ہوجانا عقول مراد عقول عشرہ سے کہ وہ دس فرشتے ہین دون ادنی و ناچیز یہ اشعار تفسیر شعر صدر کے ہین فرماتے ہین کہ روح ایسی پاکیزہ شے ہے کہ آسمان پر اڑتی ہے اور تو آب وگل کی طرف کہ عبارت تن سے ہے اسفلین کو گیا جو پست اور زیر ترین مقام ہے آپ بتا تو نے آپکو مسخ کیا یا نہین اُس وجود سے کہ جس پر عقول عشرہ کو رشک تھا کہ کاش یہ وجود ہم کو دیا ہوتا تو نے اس پستی مین پڑکے یہ خرابی کی پھر اس سے بتر مسخ کیا ہوگا انصاف تو کر یہ مسخ تو بہت ہی ناچیز و ادنی ہے اختلاف حضرت بحرالعلوم نے اے نساج الکنان الخ سے یہان تک کچھ تو جیہ گاو کے بیان مین کچھ ہاروت ماروت کے قصہ مین تا لا اصل معنی ایک شعر کے نہین لکھے حالانکہ قابل لکھنے کے تھے الحق ع چون ندید حقیقت رہ افسانہ زدند ٭ قولہ اسپ ہمت سوے آخر تاختی ٭ آدم مسجود را نشناختی ٭ آخر آدم زادۂ ای ناخلف ٭ چند پنداری تو پستی را شرف ٭ چند گوئی من بگیرم عالمے ٭ این جہان را پر کنم از خود ہمے ٭ گر جہان پر برف گردد سر بسر ٭ تاب خور بگدازدش از یک نظر ٭ وزر او و وزر چون او صد ہزار ٭ نیست گرداند خدا از یک شرار ٭ المعنی آخر بفتح خاے معجمہ مخفف آخور بمعنی علف خوردن اسپان و جاے علف خوردن اسپان ہندی تھان اور گھاس گھوڑون کے کھانے کی اوکاہ پس ماندہ گھوڑون کی جو خراب ہوجاتی ہے و آرامگاہ و نشیمن مطلق اگرچہ مطلق انسان کی ہو خلف بفتحتین فرزند صالح و بالسکون طالح یعنے تو تو روح کی طرف متوجہ ہی نہین تو نے اپنے ارادہ کا گھوڑا آخر کی طرف دوڑایا ہے اور تن پروری مین مصروف تو نے یہ نہین جانا کہ مین ہون کس کی اولاد یعنے آدم جو مسجود ملائک تھے ایسے پاکیزہ اور مقدس ای ناخلف ہم تجھ سے پوچھتے ہین کہ تو آدم زادہ ہے یا نہین اگر ہے تو اس پستی و ناچیزی کو اپنا شرف کب تک سمجھے رہیگا اور کب تک یہ کہے گا کہ مین سارے جہان کو لیلون اور اپنے آپ سے جہان کو بھر دون

کہین کسی کی گنجایش نہ چھوڑون یہ نہین دیکھتا کہ اگر جہان سرلسبر برف ہوجاے جس سے پہاڑ بھر جاتے ہین تو حرارت آفتاب
کی ایک نظر سے گلا دے تو اگر زمین بھر گیا تو کیا ہوا انخلاف بحر العلوم مین بجاے تاب خور کے خود غلط لکھا ہے ایسے ہی
شعر اخیر کا پہلا مصرع اسی سبب سے بالفعل مین نے اُسکے معنی نہین لکھے لیکن بعد اسکے سمجھ مین آیا کہ پہلے مصرع مین
وزر بمعنی بارگناہ قولہ عین آن تخییل را حکمت کند ؛ عین آن زہر آب را شربت کند ؛ در خرابہ گنجہا پنہان کند ؛
خار را گل جسمہا را جان کند ؛ آن گمان انگیز را سازد یقین ؛ مہرہا رویاند از اسباب کین ؛ پرورد در آتش ابراہیم را ؛ ایمنی
روح سازد بیم را ؛ المعنی عین ذات وچشم و آفتاب تخییل خیال کرنا اور کسی کو خیال مین ڈالنا ایمنی ہندی نہ ڈری یعنے
ذات اُسکی خیالات کو جو بحقیقت عین وذات نہین حکمت عین بنادے اور ذات اُسکی زہر آب کو شربت کردے یعنی بے فائدہ
کو پر فائدہ اور مضر کو مفید بنا دے مخلوق خزانے اپنے کیسی محفوظ جگہون مین چھپاتے ہین اور نگہداشت کرتے ہین وہ
ویرانون مین چھپاتا ہے اور کانٹون سے گل نکالتا ہے اور جسمون سے جو کثیف ہین جانین لطیف پیدا کرتا ہے اور گمان انگیز
کی باتون کو جو ارباب حکمت ہین یقین بنا دیتا ہے اور کینون کے اسباب سے محبتین پیدا کرتا ہے دیکھو ابراہیم کو کیسا آتش نمرود
مین پالا اور جو بات روح کے حق مین خوف کی ہو اُسکو ایمنی کردیتا ہے قولہ از سبب سازیش من سودائیم ؛ وز سبب
سوزیش سوفسطائیم ؛ در سبب سازیش سرگردان شدم ؛ در سبب سوزیش ہم حیران شدم ؛ المعنی سوفسطائی ایک
فرقہ ہے کہ نفی حقائق کی کرتے ہین اور وہ تین قسم ہین عنادیہ وعندیہ لاادریہ پہلے قائل حقائق اشیا کے نہین ہین عالم کو
وہم وخیال بتاتے ہین عندیہ منکر ثبوت اشیا کے ہین اور تابع اپنے اعتقاد کے ہین کہ جس شی کو ہم جیسا اعتقاد کرین وہ ویسی
ہی چاہے عرض چاہے جوہر چاہے قدیم چاہے حادث لاادریہ منکر ہین نہ ثبوت کے قائل نہ نفی کے مولانا رح فرماتے
ہین کہ تیری سبب سازی کا مین دیوانہ ہون کہ کیسی ضدمین سے ضد کا سبب پیدا کرتا ہے جیسے زہر کا شربت کردینا اور سبب
سوزی کو خیال کرکے سوفسطائی ہون کہ در اصل نہ زہر کی کچھ حقیقت ہے نہ شربت کی جیسا تو چاہتا ہے ایک سبب کو جلا کے
دوسرا پیدا کردیتا ہے یعنی تو یہ سبب سازی اور سبب سوزی اُسکی دیکھ دیکھ کے حیران وسرگردان ہون کہ اسباب شی کے
موجود ہوتے ہین اور وہ شی نہین ہوتی اور وہ ہوجاتی ہے جسکے سبب نہین ہوتے انخلاف شرح بحر العلوم مین مطلب
اشعار کا کہین نہین پایا تا سواے خارجی باتون کے

مکر کرنا وزیر کا اور خلوت مین بیٹھنا اور شور ڈالنا اُس قوم مین

قولہ چون وزیر ماکرید اعتقاد ؛ دین عیسی را بدل مکرد از فساد ؛ مکر دیگر آن وزیر از خود ببست ؛ وعظ را بگذاشت در خلوت
نشست ؛ در مریدان در فگند از شوق سوز ؛ بود در خلوت چہل پنجاہ روز ؛ خلق دیوانہ شدند از شوق او ؛ از فراق
حال وقال وذوق او ؛ لابہ وزاری ہمیکردند و او ؛ از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو ؛ گفتہ ایشان بے تو ما را نیست
نور ؛ بے عصاکش چون بود احوال کور ؛ از سر اکرام و از بہر خدا ؛ بیش ازین ما را مدار از خود جدا ؛ ما چو طفلانیم ما را دایہ تو ؛

بر سر ما گستران آن سایہ تو ؛ گفت جانم از محبان دور نیست ؛ لیک بیرون آمدن دستور نیست ؛ المعنی تا کر تکرنسندہ لا بہ بفتح یا خوشامد و چاپلوسی تو بوا و مجہول پردہ دستہ یہ اشعار صاف ہین لیکن کچھ معنی بطور اختصار حسب عادت اپنے کہ کوئی شعر چھوڑتا نہین ہون لکھون یعنے جب وزیر مکار بد اعتقاد نے دین عیسے کو فساد سے بدل دیا تو پھر دوسرا مکر اپنی طرف سے یہ کیا کہ وعظ چھوڑ کے خلوت مین بیٹھا اور مریدون مین اپنے شوق سے سوز ڈال دیا چالیس پچاس دن خلوت نشین ہوا مخلوق دیوانہ ہو گئی اس کے شوق اور حال قال کے ذوق مین سب خوشامد و زاری کرتے تھے اور یہ خلوت مین ریاضت کے مارے دوہرا ہو گیا یہ کہتے تھے کہ بے تیرے ہمکو کچھ سوجھتا نہین اندھے ہین اور اندھے کا جب کوئی لاٹھی پکڑنے کے لیجانے والا نہو تو خیال کر کیا حال ہوگا تو اپنی بزرگی اور کرم کی راہ سے اور خدا کیواسطے ہم کو آپ سے اب زیادہ جدا مت رکھ ہم بچے ہین اور تو دایہ ہمارے سر پر ویسا ہی سایہ ڈال جیسا ڈالتا تھا اُسنے اُنکے جواب مین کہا کہ یہ سمجھو کہ جان میری تمسے دور ہی بلکہ وصل ہی لیکن کیا کرون نکلنے کا قاعدہ نہین قولہ آن امیران در شفاعت آمدند ؛ وان مریدان در ضراعت آمدند ؛ کاین چہ بدبختیست مارا ای کریم ؛ از دل و دین ماندہ ما بے تو یتیم ؛ تو بہانہ میکنی و ما ز درد ؛ میزنیم از سوز دل دمہاے سرد ؛ ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم ؛ ما ز شیر حکمت تو خوردہ ایم ؛ اللہ اللہ این جفا با ما مکن ؛ لطف کن امروز را فردا مکن ؛ میدہد دل مرترا کین بیدلان ؛ بے تو گردند آخر از بیحاصلان ؛ جملہ در خشکی چو ماہی می تپند ؛ آب را بکشا ز جو بردار بند ؛ ایکہ چون تو در زمانہ نیست کس ؛ اللہ اللہ خلق را فریاد رس ؛ المعنی آمیروہی کہ اُن کے بارہ فرقون مین جو بارہ تھے شفاعت سفارش ضراعت عجز و زاری یعنے سب فرقے بھی جمع ہوئے اور اُنکے امیر بھی سفارش کرتے تھے اور یہ سب عجز و زاری کہ ای کریم یہ کیسی بڑی بدبختی ہماری ہی کہ ہم بے تیرے دل و دین سے یتیم رہگئے نہ دل رہا نہ دین رہا تو تو بہانے کرتا ہی ہم سوز دل سے ٹھنڈھی سانسین لیتے ہین ہماری تو تیری اچھی اچھی باتین سننے کی عادت پڑی ہوئی ہی اور تیرے شیر حکمت کے پلے ہوئے ہین اللہ اللہ ایسا ظلم ہم پر مت کر ہمکو تو آج لطف و مہربانی کرنا چاہیے تو فردا پر کیسے ٹالتا ہی کہ باہر نکلنے کا قاعدہ نہین ہمارا دل یہ کہتا ہی تیرے معاملہ مین کہ یہ جتنے بیدل ہین بے تیرے آخر سب بے حاصل ہو جائین گے سب ایسے تڑپ رہے ہین جیسے مچھلی خشکی مین اب تو پانی نہر کا ان پر کھول دے اور مینڈھ توڑ دے آے تو وہ شخص ہی کہ تجھ سا زمانہ مین کوئی نہین اللہ اللہ تیرا کیا کہنا ہی تو ہماری فریاد رسی کر اختلاف شرح بحر العلوم مین بجاے بردار بند کے بودار غلط لکھا ہی

دفع کرنا وزیر کا مریدون اور اپنے اتباع کو

قولہ گفت ہان ای سخرگان گفتگو ؛ وعظ و گفتار و زبان گوش جو ؛ پنبہ اندر گوش حس دون کنید ؛ بند حس از چشم خود بیرون کنید ؛ پنبہ آن گوش سر گوش سر ست ؛ تا نگردد این کر آن باطن کرست ؛ المعنی ہان کلمہ تنبیہ کا ہی سخرگان جمع سخرہ بمعنی بیگار جیسے بالکسر دریافت کرنا کسی چیز کا حواس سے خواہ ظاہری ہون خواہ باطنی سر بمعنے بھید سر معروف گر ہست دی

بہرا اور نا شنوا یہ سب اشعار مولانا رح نے خود بہ نفس نفیس پردہ زبان وزیر مکارین فرمائے ہین یعنی اُسنے گفتگو سُنکے کہا کہ خبردار ہوجاؤ ای بیگار یو گفتگو کے اور وعظ وگفتار اور زبان وگوش کے ڈھونڈھنے والو کہ کوئی زبان سے نکلے ہم کو وعظ کرے اور ہم کان سے نکلے سنین آس حس ناچیز ظاہری کے کان مین تو روئی رکھ لو اور آنکھون پر تمھاری جو پردہ و بند حس کی ہو کہ ظاہر بین ہو رہے ہو اس بند کو آنکھون سے نکال ڈالو اور روئی اس گوش بھید کی جس سے وہ بھید سنے جاتے ہین یہی گوش ظاہری سر کے ہین جب تک یہ بہرے نہین ہوتے وہ گوش باطن والے کر ہین کوئی بھید اُن سے سُننے مین نہین آئیگا الخلاف شرح بحر العلوم مین این گران بجاے کر کے لکھا ہو اگرچہ معنی دونون کے ایک ہین مگر تکرار کر کی اہم ہو اور افصح قولہ بحس و بے گوش و بفکرت شوید ؛ تا خطاب ارجعی را بشنوید ؛ تا بگفت وگوے بیدار اندری ؛ تو زگفت خوب کی بوے بری ؛ سیر بیرونی ست فعل وقول ما ؛ سیر باطن ہست بالاے سما ؛ المعنی ارجعی سے اشارہ ہو آیہ کریمہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ سے یعنی ای نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف خوشی خوشی یعنی پہلے بحس اور بے گوش اور بے فکر ہو جاؤ پھر سنو کیسا خطاب ارجعی کا خود بخود کان مین آتا ہو اور اپنے پروردگار کا بلاتا اپنی طرف سنتا ہو اگرچہ اس آیت کی تفسیر مین یہ لکھا ہو کہ بندہ مومن کے پاس آکر فرشتہ موت کا یہ خطاب کرتا ہو اور وہ مژدہ راضیۃ مرضیۃ کا سن کے خوش بجوش متوجہ لقاے الٰہی کا ہوتا ہو لیکن یہ موقع اطلاق کا ہو یعنے ہر وقت یہ خطاب سنو گے اور جبتک مقید گفتگو اور گمان کے ہو گفتگو خوب کی جو وہی خطاب غیبی ہو تو بھی نہ پاؤگے سیر ظاہری تو یہی قول وفعل ظاہری ہین یعنے احکام شریعت اور طریقت اور سیر باطن کی بالاے آسمان ہو جو حقیقت و معرفت ہو الخلاف صاحب بحر العلوم نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ کو فی جنتی تک لکھ کے ایک صفحہ ادھر اُدھر کی باتون سے سیاہ کیا ہو اور مین تو یہی جانتا ہون ع فرزند مرا عشق بیاموز و دگر ہیچ ؛ قولہ حس خشکی دید کز خشکی نزاد ؛ موسے جان پاے ور دریا نہاد ؛ سیر جسم خشک بر خشکی فتاد ؛ سیر جان پا در دل دریا نہاد ؛ چونکہ عمر اندر رہ خشکی گذشت ؛ گاہ کوہ وگاہ صحرا گاہ دشت ؛ آب حیوان را کجا خواہی تو یافت ؛ موج دریا را کجا خواہی شگافت ؛ المعنی اوپر جو سیر ظاہری و باطنی فرمائی ہو مطابق اُسکے فرماتے ہین کہ حس یعنی اہل حس نے تو خشکی تاکی اس سبب سے کہ انکی پیدایش خشکی سے ہو اور مظہر کا انسان کی نزاد نہین ہو خشکی مین پیدا ہوا ہو اور موسی جان نے قدم دریا مین رکھا جیسا کہ حضرت موسیٰ کو پیدا ہوتے ہی دریا مین بہا دیا تھا یعنے یہ روز ازل سے دریاے عشق کے ڈوبے ہوے ہین اور وہ اس سے جان بچانے والے اور خشکی کے عادی ہین سیر جسم خشک کی خشکی پر پڑی اور جان کی سیر نے پاؤن دل دریا سے بیچ دریا مین رکھا جیسا کہ حال عابدون اور عارفون کا ہو اور رہیگا کہ عمر انکی راہ خشکی مین گذری کبھی پہاڑ کبھی صحرا کبھی دشت کہ یہ سب مراد نشیب و فراز یا عبادات و مشاق سے ہو ایسے لوگ آب حیوان کیسے پاوین اور عمر ابدی کی عشق سے حاصل ہوتی ہو کیونکر کیسے ملے نہ یہ مجال کہ موج دریا کو پھاڑین جیسے حضرت موسیٰ نے وقت تعاقب فرعون

رود نیل کو عصا مار کے پھاڑا اور بارہ راہین پیدا کردی تھین جیسا کہ قرآن مجید مین ہی وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْبَحْرَ
الخلاف بحر العلوم کے متن مین تو موسی جان لکھا ہی اور شرح مین عیسے جان اور عیسی جان کو مشکوک کر کے لکھا کہ شاید
دریا مین بے کشتی عبور کرتے تھے اور موسی جان کی نسبت لکھا کہ اشارہ دریا کے پھاڑنے سے ہی وقت تعاقب
فرعون کے انتہی مین یہ کہتا ہون کہ موسی جان یا عیسی جان سے جان ہی مراد ہی نہ موسی و عیسی اور قطع نظر اسکے عیسے
لکھکر مشکوک امر کو کیون اختیار کیا جاے اور نسبت دریا کی عیسی سے مناسب بھی نہین بخلاف موسی کہ ہنگام تولد بھی ہی
اور زمان تعاقب بھی سوا اسکے مصرع اخیر بھی ذکر موسے کا مؤید ہی نہ عیسی کا قولہ موج خاکی فہم و وہم و فکر ماست ؛ موج آبی
صحو و سکر ست و فنا ست ؛ تا درین فکرے ازان سکری تو دور ؛ تا ازین مستی ازان جامے نفور ؛ گفتگوے ظاہر آمد
چون غبار ؛ مدتی خاموش کن ہین ہوشدار ؛ المعنی صحو بالفتح اصطلاح صوفیہ مین گم اور نابود کرنا اوصاف و عادات کا
اور سکر بمعنی استیلاے حال اور بعض کے نزدیک صحو عود کرنا طرف ترتیب افعال و فنا اور ساقط ہونا اوصاف بشری
سے یعنی خاکی جو جسم ہمارا ہی اسکی موج تو فہم اور وہم اور ہماری فکر ہی اس سے یہ پیدا ہوتے ہین اور آبی جو جان ہی
اس سے صحو و سکر و فنا حاصل ہوتی ہی یعنے اوصاف و عادات سے الگ ہو جانا اور مستی و حال مین ڈوب جانا اور
نیست ہو جانا لیکن جب تک تو اس فکر مین ہی یعنی تن کی تو اس سکر سے دور ہی اور جبتک اس وہم و فہم کے نشہ
مین چور ہی ضرور اس جام صحو و فنا سے نفور ہی پس مولانا کہتے ہین کہ ساری گفتگو ظاہر کی بے فائدہ محض اور ایسی
ہی جیسے غبار مکدر کرنے والا چاہیے کہ ایک مدت خاموشی کر اور خبردار ہو ہوش رکھ الخلاف صاحب بحر العلوم نے
قریب دو ورق کے ان اشعار کے معنی مین سیاہ کیے ہین شاید ضرورت اسکی ہو گی مین تو نفس مطلب کو ضروری جانتا ہون
اگر یہ نہو تو پھر سواے اسکے اور کیا شعر برد ہر چہ می باید ت پیش گیر ؛ سر ماندار ی سر خویش گیر

مکر رکھنا مریدون کا کہ خلوت کو توڑ

قولہ جملہ گفتند ای حکیم رخنہ جو ؛ این فریب و این جفا با ما مگو ؛ چون پذیرفتی تو ما را ز ابتدا ؛ مرحمت کن ہمچنین تا انتہا ؛
ضعف و عجز و فقر ما دانستہ ؛ درد ما را ہم دوا دانستہ ؛ چار پا را قدر طاقت بار نہ ؛ بر ضعیفان قدر طاقت کار نہ ؛
دانہ ہر مرغ اندازہ ویست ؛ طعمہ ہر مرغ انجیرے کیست ؛ طفل را گر نان دہی بر جاے شیر ؛ طفل مسکین را ازان نان
مردہ گیر ؛ چونکہ دندانہا برآرد بعد ازان ؛ ہم بخود گردد دلش جویاے نان ؛ مرغ پر نارستہ چون پران شود ؛ لقمہ ہر گربہ
دران شود ؛ چون برآرد پر شود پران بخود ؛ بے تکلف بے صفیر نیک و بد ؛ دیو را نطق تو خامش میکند ؛ گوش ما را
گفت تو ہش میکند ؛ گوش ما ہوش ست چون گویا توئی ؛ خشک ما بحر ست چون دریا توئی ؛ با تو ما را خاک بہتر از فلک ؛
ای سماک از تو منور تا سمک ؛ المعنی ہم بخود یہ ہم تخصیص کا ہی خشک بالکسر مثل سماک نام ستارہ کہ فلک ہشتم پر ہی سمک
مچھلی جو زمین کے نیچے ہی یعنے و دیو متکلم کی بیہ باتین جو مذکور ہوئین سنکے سب نے کہا کہ ای حکیم رخنہ جو یعنی فساد

اُٹھانے والے یہ فریب ہکومت دے اور جفا کی باتین ہمسے مت کر جب تو نے ہمکو ابتدا سے پذیرفتہ کیا ہی تو ایسی ہی مرحمت انتہا تک کیے جا ہمارے ضعف وعجز و فقر سے تو خوب واقف ہی اور ہمارے درد کا علاج خوب جانتا ہی آپ جو باتین سخت مشکل ہم کو بتاتا ہی ہم مین اُن کی سوجھ بوجھ اور طاقت تاب وتحمل کی کہان ہی ظاہر ہی جو پایہ پرانا ہی بوجھ لادتے ہین جو اُٹھا سکے اور ضعیفون سے ایسے کام لیتے ہین جو کر سکین مرغ کو وہی دانہ دیتے ہین جو اندازہ اُسکی خوراک کا ہی کس واسطے کہ ہر مرغ کی انجیر خوراک کب ہی بچہ کو اگر دودھ کی جگہ روٹی دیدے گا تو اُسکو مردہ سمجھ لے اور جب اُسکے دانت نکل آئین گے تو خود ہی دل اُسکا روٹی ڈھونڈھنے لگے گا جس مرغ کے پر نہین نکلے ہین اور وہ اُڑے خود دکھا جاوے درندہ بلیون کا بنے گا اور جب پر نکل آئین گے بے تکلف بدون صفیر نیک و بد کے خود بخود اُڑے گا تیری گفتگو ز نفس کو خاموش کردیتی ہی اور ہمارے کانون کو جگا دیتی ہی جب تو گویا ہوتا ہی کان ہمارے ہوش بنجاتے ہین اور مشک ہماری ایک بحر ہی جب تک تجھ سا دریا موجود ہی ہمکو تیرے ساتھ مین خاک آسمان سے بہتر ہی اسلیے کہ تجھ سے سماک سے سمک تک روشن اور منور ہی واضح ہو کہ ان شعرون مین چار پاسے صفیر نیک و بد تک اشعار مثالیہ ہین اس بنا پر کہ تو نے اب جو باتین ہمسے کین اُنکی استعداد ہم مین کہان ہی اگر استعداد ہو جاوے تو ہم تھوڑے سے بہت کر سکتے ہین اور ابتو ہم تیرے ہی محتاج اور عاجز او ضعیف الخلاف شرح بحر العلوم مین انداز کی جگہ اندازہ اور بجاے خیک خشک غلط ہی قولہ بے تو مارا بر فلک تاریکیست ٭ با تو اے مہ این زمین تاری کیست ٭ با مہ روے تو شب تاریکیست ٭ روز را بے نور تو تاریکیست ٭ با تو بر خاک از فلک بردیم دست ٭ باسما ما بے تو چون خاکیم پست ٭ صورت رفعت بود افلاک را ٭ معنے رفعت روان پاک را ٭ صورت رفعت برای جسمہاست ٭ جسمہا در پیش معنی اسمہاست ٭ اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن ٭ لا تقنطنا فقد طال الحزن ٭ المعنی تاری مخفف تاریک معنی مصرع عربی نا امید مت کر ہمکو بیشک رنج بہت طول ہو گیا یعنی اگر تو نہو اور ہم آسمان پر جائین تو آسمان پر ہمکو اندھیرا نظر آئے اور تیرے ساتھ مین ای ماہ زمین ہمکو گو تیرہ و مغاک اسکو کہتے ہین تاریک نہین ہی بقول شخصے دل ما شاد و چشم ما روشن ہی ایسے ہی دوسرا شعر ہی کہ تیری چاند سی صورت کے ہوتے رات اندھیری کب ہی اور اگر دن ہی اور تیرا نور نہین تو اندھیری ہی ہم باوجود اسکے کہ خاک پر ہین لیکن جب تو ہم مین ہی تو ہمارا رتبہ آسمان سے غالب ہی اور اگر ہم آسمان پر ہین اور تو نہین تو خاک کی طرح پست و ذلیل ہین رفعت جو ایک شی ہی اسکی صورت بھی ہی اور معنی بھی ہین صورت تو افلاک کو دی گئی ہی کہ ظاہر بلند ہین اور معنی جو رفعت کے ہین یعنے اصل چیز وہ جان پاک کو دی ہی صورت رفعت کی جسمون کے واسطے ہی مثلاً افلاک وغیرہ کہ معنی کے سامنے یہ جسم نام ہی نام ہین بے مسمی کے ای مردہ یعنے جیسے مردے کا جسم و اسم ہوتا ہی مسمی نہین ہوتا جو جان ہی اللہ اللہ کیسے ہم مشتاق و آرزومند ہین ایک بار تو نظر ہم پر ڈال اور ہم کو نا امید مت کر کہ ہمارا رنج بہت ہی بڑھ گیا ہی

جواب کہنا وزیر کا کہ خلوت کو نہین بگاڑونگا

قولہ گفت مجتهاے خود کوتہ کنید ؛ پند را در جان و در دل رہ کنید ؛ گرامینم متہم نبود امین ؛ گر بگویم آسمان را من زمین ؛ گرکمالم با کمال انکار چیست ؛ ور نیم این زحمت و آزار چیست ؛ من نخواہم شد ازین خلوت برون ؛ زانکہ مشغولم باحوال درون ؛ المعنی کہا حجتین اپنی چھوڑ دو اور میری پند کو جان و دل مین راہ دو اگر مجکو امین جانتے ہو تو امین متہم نہین ہو تا چاہے مین آسمان کو زمین کہدون تم سچ جان لو اور عمل کرو اگر مجکو کمال جانتے ہو تو کمال سے انکار کیا ہی اور جو کمال نہین ہون تو نہ سہی یہ زحمت و آزار کیا ہی مین اس خلوت سے ہرگز نہین نکلون گا اس لیے کہ اپنی باطن سے مشغول ہون کب کسی کی پروا کرتا ہون

اعتراض کرنا مریدون کا خلوت وزیر سے دوسری بار

قولہ جملہ گفتند ای وزیر انکار نیست ؛ گفت ما چون گفتۂ اغیار نیست ؛ اشک دیدست از فراق تو دوان ؛ آہ آہ ہست ازمیان جان روان ؛ طفل با دایہ نہ استیزد و لیک ؛ گرید او گرچہ نہ بد داند نہ نیک ؛ ما چو چنگیم و تو زخمہ می زنی ؛ زاری از مانی تو زاری میکنی ؛ ما چو نائیم و نوا در ما ز تست ؛ ما چو کوہیم و صدا در ما ز تست ؛ ما چو شطرنجیم اندر برد و مات ؛ برد و مات ما ز تست ای خوش صفات ؛ ما کہ باشیم ای تو ما را جان جان ؛ تا کہ ما باشیم با تو درمیان ؛ المعنی پھر سب نے کہا کہ اسے وزیر جو کچھ تو نے ہمکو پند و نصیحت کی اُس سے ہمکو انکار نہین ہی مگر ہماری باتین غیرون کی باتون کی طرح نہین ہین بلکہ ہمارا یہ حال ہی کہ تیری جدائی مین اشک آنکھون سے برسہے ہین اور آہ ہی آہ درون جان سے نکل رہی ہی تو ہمارے واسطے دایہ ہی اور ہم تیرے بچے ستے بچے بھلا دایہ سے لڑ سکتے ہین البتہ روتے ہین اس سبب سے کہ نیک و بد نہین سمجھتے ہم تو تجھ سے ایسے متحد ہو رہے ہین کہ گویا ہم چنگ ہین اور تو زخمہ بس یہ زاری ہماری ہمسے نہین ہی تو ہی زاری کرتا ہی ہم ایسے ہین جیسے نَے اور نوا ہم مین تجھ سے ہی ہم ایسے ہین جیسے کوہ اور ہم مین صدا تجھ سے ہی گویا تیرا ہی کہنا ہی جو ہم کہہ رہے ہین ہم ایک شطرنج ہین جس مین بُرد و مات ہوتی ہی ہماری برد و مات یعنی ہار جیت اور مرنا جینا ای خوش صفات تجھ سے ہی ہم کیا چیز ہین گویا کالعدم ہمارے جان کی جان تو ہی پھر کیسے ہم تیرے ہوتے آپکو بھی کچھ شمار کرین الخلاف بحر العلوم مین قبل لفظ باید کے نہ نفی کا نہین ہی نہ بدون اسکے مصرع موزون ہوتا ہی قولہ ما عدمہا ئیم و ہستی ہاے ما ؛ تو وجود مطلق فانی نما ؛ ما ہمہ شیران ولے شیر علم ؛ حملہ مان از باد باشد دمبدم ؛ حملہ مان پیدا و ناپیداست باد ؛ آنکہ ناپیداست ہرگز کم مباد ؛ باد ما و بود ما از داد تست ؛ ہستی ما جملہ از ایجاد تست ؛ لذت ہستی نمودی نیست را ؛ عاشق خود کردہ بودی نیست را ؛ لذت انعام خود را وا مگیر ؛ نقل و بادہ و جام خود را وا مگیر ؛ ور بگیری کیست جست جو کند ؛ نقش با نقاش چون نیرو کند ؛ منگر اندر ما مکن در ما نظر ؛ اندر اکرام و سخاے خود نگر ؛ المعنی یکرو ہوا دم عروض قوت و زور یعنے ہم سب عدم ہین اور ہماری ہستیان بھی عدم ہین [illegible] صفت ممکن کی بھی جو مخلوق ہی

یہی ہے کہ وجود اسکا دوسرے سے ہو اپنی ذات سے نہو اور نہ اول مین ہو نہ آخر مین رہے اور تو وجود مطلق ہی اے بے تقیید
کہ تیری ذات تجھی سے ہی کہ اول مین بھی تو ہی تھا اور آخر مین بھی تو ہی ہوگا اور فانی کو وجود بخشنے والا ہے اور یہی صفت واجب
کی ہی ہم سب شیر تو ہین لیکن شیر علم کے جیسے قاعدہ ہی کہ علم اور نشان پر شیر یا اژدہا وغیرہ کی صورت بنا دیتے ہین اور
حملہ شیر علم کا ہوا سے ہوتا ہی نہ بذاتہ یعنی ہوا کی جنبش سے دمبدم ہر طرف جھپٹتا معلوم ہوتا ہی لاجرم حملہ تو ہمارا ظاہر ہی اور
ہوا جسکے سبب سے وہ حملہ ہی پوشیدہ کہ خدا اسکو گم نہ کرے ہمیشہ رکھے یہ دعا ہی بظاہر ان مریدون کی طرف سے
اس وزیر کے حق مین گویا ہم محض ایک نقش و صورت ہین ہماری باد و بود تیری ہی داد ہی یعنے دی ہوئی اور ہستی ہماری بھی
تیری ہی ایجاد کی ہوئی تو ہی نے لذت ہستی کی نیست کو دکھائی کہ نیست سے ہست کیا یا تجھ مین نیست ہوگئے ہین
اس نیستی مین مزہ ہستی کا چکھایا ہی اور نیست کو عاشق اپنا بنایا ہی اب جو یہ لذت ہستی کی چکھائی ہی اور ہم پر انعام کی ہی
اسکو ہم سے مت پھیر لے اور سارے سامان اس ہستی کے مزے کے مثلاً نقل اور بادہ اور جام مت چھینے لے
اگر تو چھین لیگا تو کون ایسا ہی کہ جستجو اور تلاش کر کے کہین کسی سے پالے بھلا نقش بھی نقاش سے دور کر سکتا ہی
کہ اسکے قبضۂ قدرت مین ہی بس تو ہماری بد احوالی کو مت دیکھ نہ اسپر نظر کر تو اپنے اکرام و سخا کو دیکھ جیسا آج تک
کرتا آیا ہی بقول سعدی رح اصنع بنا ما انت اہلہ قولہ ما نبودیم و تقاضا ما نبود ٭ لطف تو ناگفتۂ ما می شنود ٭ نقش
باشد پیش نقاش و قلم ٭ عاجز و بستہ چو کودک در شکم ٭ پیش قدرت خلق جملہ بارگہ ٭ عاجزان چون پیش سوزن کارگہ ٭
گاہ نقش دیو گہ آدم کند ٭ گاہ نقش شادی و گہ غم کند ٭ دست نے تا دست جنباند بدفع ٭ نطق نے تا دم زند
از ضر و نفع ٭ تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت ٭ گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت ٭ ما بپرانیم تیر آن کے ز ماست ٭ ما کمان
و تیر اندازش خداست ٭ این نہ جبر این معنی جباریست ٭ ذکر جباری برائے زاریست ٭ زاری ما شد دلیل اضطرار ٭
خجلت ما شد دلیل اختیار ٭ گر نبودی اختیار این شرم چیست ٭ وین دریغ و خجلت و آزرم چیست ٭ المعنی جبر بالفتح
بزور کسی کام پر کسی کو رکھنا آزرم شرم و صلح نرمی و محبت جبار بصیغہ مبالغہ بڑی عظمت و جلال والا یعنے اسوقت مین
کہ ہم نہ تھے ہمارا تقاضا یعنے کوئی خواہش کہ فلان فلان شئ کی ہم کو ضرورت ہوگی تو نے سب درست کر دی تیرا لطف
انکہا ہمارا سنتا تھا اسنے سب درست کر دیا اسی اکرام و سخا پر نظر رکھ ظاہر ہی کہ سامنے نقاش و قلم کے نقش محض عاجز و
بے بس ہی جیسے بچہ شکم مین نقاش کا قلم چاہے جیسا اسکو بنا دے اور جو چاہے وہ لکھ دے اسکی قدرت کے سامنے
ساری مخلوق اگر کسی کی مددگار ہو تو ایک نہایت ہی حقیر و ناچیز مددگار ہی جس سے کچھ نہو سکے اور سب عاجز اسکو اختیار ہی جو
کبھی نقش دیو کا بناتا ہی کبھی آدمی کا جو مراد اچھی بری نیک و بد سے ہی اور کبھی نقش خوشی کا کھینچتا ہی کبھی غم کا جس وقت ایسا
ہاتھ کس کا جو برائی کی دفع پر ہلے نہ نطق کہ اپنے نفع ضرر سے دم مارے پس محض بے بس اور مجبور ہی اور جو تو ہماری بات
کو نہ ملے تو تفسیر اس بیت کی قرآن سے پڑھ سے پوچھ لے جو فرمایا ہی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور مصنفین

تیر پھینکا تو نے جس وقت کہ تیر پھینکا لیکن اللہ نے تیر پھینکا چنانچہ اسی کی توضیح مین شعر مابعد ہی یعنے اگر ہم کسی طرف تیر چھوڑین تو وہ ہمسے کب ہی ہم تو ایک آلہ تیراندازی کے ہین یعنے کمان اصل تیرانداز تو خدا ہی چونکہ اس کلام مین نوعے بو جبر کی تھی لہذا اُسکی دفع مین فرمایا کہ یہ نہ جانو کہ ہم جبر ثابت کرتے ہین جبر نہین ہی بلکہ معنی جباری کے ہین کہ ٹری عظمت وجلال والا ہی بس ذکر جباری کا اسلئے کہ زاری کرین تا یہ زاری دلیل ہمارے اضطرار کی ہو کہ اُسکی جباری کو سمجھے ہین جب تو مضطر ہین اور اسی اضطرار کے ضمن مین جو ایک قسم ندامت بدی کی ہی وہی دلیل ہمارے اختیار کی ہی کہ اُسکو اپنی بدی سمجھے تب تو نادم ہوئے اگر اپنی بدی اپنے اختیار سے نہ سمجھے ہوتے تو یہ افسوس وخجلت اور شرمی کیون ہوتی کیا پروا تھی نہ ہم سے بدی ہوئی تھی نہ ہم سزاوار سزا کے تھے یعنے بصورت مین جبر واختیار متوسط ہین جیسا کہ امام ہمام حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی بین بین منقول ہی الخلاف بحر العلوم مین تیسرے شعر کے دونون مصرعون کے آخر یار گم اور زکار گہ لکھا ہی اور معنی کسی شعر کے لکھتے نہین جو معلوم ہوتا کہ کیا سمجھے ہین قولہ زجر استادان بشاگردان چراست ✿ خاطر از تدبیرہا گردان چراست ✿ ور تو گوئی غافل ست از جبر او ✿ ماہ حق پنہان شد اندر ابر او ✿ ہست این را خوش جواب ار بشنوی ✿ بگذری از کفر و بر دین بگروی ✿ حسرت وزاری کہ در بیماریست ✿ وقت بیماری ہمہ بیداریست ✿ آنزمان کہ میشوی بیمار تو ✿ میکنی از جرم استغفار تو ✿ مینماید بر تو زشتی گنہ ✿ میکنی نیت کہ باز آیم برہ ✿ عہد و پیمان میکنی کہ بعد ازین ✿ جز کہ طاعت نبودم کار گزین ✿ پس یقین گشت آنکہ بیماری ترا ✿ می بخشد ہوش وبیداری ترا ✿ پس بدان این اصل را ای اصل جو ✿ ہر کرا درد ست او بردست بو ✿ ہر کہ او بیدار تر پر درد تر ✿ ہر کہ او آگاہ تر رخ زرد تر ✿ المعنی زجر جھڑکی وعتاب خاطر دل اور سوچ اور وہ چیز جو دل مین گذرے تدبیر انجام کو دیکھنا بگروی گرویدن سے اختیار کرتا گزین پسندیدہ یعنے زجر اور عتاب اُستادون کا شاگردون پر کیون ہی اور خاطر تدبیرون سے کیون بدلجاتی ہی اگر تو اسکے جواب مین کہیگا کہ وہ جبر سے غافل ہی اور اُسکی غفلت کے ابر مین ماہ حق کا چھپا ہوا ہی تو اسکا جواب بھی اگر تو سنے تو ہمارے پاس بہت اچھا ہی جس سے تو کفر چھوڑ دے اور دین پر گرویدہ ہو جاے دیکھو تو حسرت وزاری کہ بیماری مین لاحق ہوتی ہی وہ بیماری کا وقت بالکل بیداری کا ہوتا ہی اسواسطے کہ جب تو بیمار ہوتا ہی تو کیسی توبہ استغفار کرتا ہی ساری برائیان گناہ کی تجھے سوجھنے لگتی ہین اور خاص نیت کرتا ہی کہ اگر اچھا ہو گیا تو راہ راست پر ہو جاؤنگا سب برائی چھوڑ دونگا اور عہد وپیمان کرتا ہی کہ اب آیندہ سوا سے طاعت اور کام پسندیدہ کے کوئی کام نہین کرونگا پس یقین ہوا اسبات کا کہ بیماری تجکو ہوش وبیداری بخشتی ہی لاجرم اگر اصل کا طالب ہی تو اس اصل کو دریافت کرے کہ بیدون درد پہونچے کوئی بو حق کی نہین حاصل کرتا ہی لہذا جو پر درد زیادہ ہی بیدار زیادہ ہی اور جو آگاہ زیادہ ہی اُسکا رخ زرد زیادہ ہی یعنے ڈرتا ہی کسواسطے کہ الصفرۃ للوجل کہا ہی پس یہی حال زجر اُستادون کا شاگردون پر ہی الخلاف بحر العلوم کے ساتوین شعر مین وقت بیداری کی جگہ وقت بیماری غلط ہی قولہ گر زجبرش آگہی زاریت کو ✿

جنبش زنجیر جباریت کو ۞ بستہ در زنجیر ادی چون کند ۞ چوب اشکستہ عمادی چون کند ۞ کے اسیرے حبس آزادی کند ۞
کے گرفتار بلا شادی کند ۞ ور تو سے بینی کہ پایت بستہ اند ۞ بر تو سرہنگان شہ بنشستہ اند ۞ پس تو سرہنگی مکن بر عاجزان ۞
زانکہ نبود طبع و خوے عاجزان ۞ چون تو جبر او نمی بینی مگو ۞ ور ہمی بینی نشان دید کو ۞ المعنی رادن بفتح سخی و بہادر عماد بکسر ستون
پانچوین شعر کے پہلے مصرع مین عاجزان جمع ہی دوسرے مصرع مین عاجزالگ آن الگ یہ دوسرا رو ہی اختیار جبر کا کہ اگر
تو جانتا ہی کہ مجھپر جبر ہی زبردستی یہ بات میرے ذمہ کردی ہی اور مین زنجیر جباری مین مقید ہون تو تیری زاری جو اس زنجیر کی
جھنکار ہی وہ کہان ہی مجبور تو زاری سے خاموش نہین ہوتے تو تو بڑی شوخیان گستاخیان صریح کر رہا ہی بتا تو زنجیر کا جکڑا
ہوا بھی کچھ سخاوت و بہادری کر سکتا ہی ٹوٹی لکڑی کسی کی تھونی بن سکتی ہی جو کوئی کسی قید مین قید ہی یا کسی بلا مین گرفتار
تو وہ کب آزادی و شادی کر سکتا ہی اور جب تو دیکھتا ہی کہ میرا پاؤن باندھ دیا ہی کسی طرف میرے جانے کی راہ نہین ہی
اور سپاہی پادشاہی مجھپر تعین ہین جو چاہین گے وہ کرنا پڑے گا پھر تو ظلم و سرہنگی عاجزون پر کیون کرتا ہی اس واسطے کہ
عاجز آدمی کی تو ایسی خود طبیعت نہین ہوتی اب یہ بتا کہ تو اسی کی جبر کو کیا دیکھتا ہی اور تجکو وہ نظر آتا ہی اگر نظر نہین آتا تو کچھ
مت کہہ جانے کیا بھید ہی اور جو دیکھتا ہی تو نشان اسکی دید کا ہمکو بھی بتا ۱ اختلاف شرح بحر العلوم مین بجاے راوی
براے مہملہ کے زاوی براے معجمہ لکھا ہی اور شارح ایک شعر کے سوا معنی نہین لکھتے جو کچھ معلوم ہو خیر خدا کی مدد چاہیے
اللہم اہدنا الی الصراط المستقیم قولہ در ہر آن کاری کہ میل استت بدان ۞ قدرت خود را ہمی بینی عیان ۞ در ہر آن کاریکہ میلت نے
خواست ۞ اندران جبرے شوی کین از خدا است ۞ انبیا در کار دنیا جبر یند ۞ کافران در کار عقبے جبر یند ۞ انبیا را کار عقبے
اختیار ۞ کافران را کار دنیا اختیار ۞ زانکہ ہر مرغے بسوے جنس خویش ۞ میرود او در پس و جان پیش پیش ۞ کافران
چون جنس سجین آمدند ۞ سجن دنیا را خوش آئین آمدند ۞ انبیا چون جنس علیین بدند ۞ سوے علیین بجان و دل شدند ۞ ای خدا
بنما تو جان را آن مقام ۞ کاندرو بیحرف میروید کلام ۞ این سخن پایان ندارد لیک ما ۞ باز گوییم آن تمامی قصہ را ۞
المعنی خو خواست بمعنی خواہش سجین بالکسر و تشدید جیم زندان سخت و وادی در جہنم علیین بکسر و تشدید لام مکسور و دو یاے
تحتانی غرفہاے بہشت جمع علیہ و خانہاے بلند بہشت کے حرف ای بے نقط میروید ای پیدا میشود مولانا رہ فرماتے
ہین کہ ہم تو یہ دیکھتے ہین کہ جس کام مین تجکو رغبت و خواہش ہی اسمین تو ظاہر اپنی قدرت جانتا ہی اور جسکی تجکو رغبت و خواہش
نہین ہی اس مین جبری بنجاتا ہی کہ یہ خدا کی طرف سے ہی انبیا تو دنیا کے معاملات مین جبری ہین کہ حکم حاکم کا بجا لاتے ہین یعنی
وہ دنیا سے متنفر ہین اور کافر عقبے کے معاملہ مین جبری ہین بقول کسی کے شعر عاقبت کی خبر خدا جانے ۞ اب تو آرام سے
گذرتی ہی ۞ انبیا نے تو عقبے کو اختیار کیا اور بجان و دل ادھر متوجہ ہوے کافرون نے دنیا کو اختیار کیا اور تہ دل سے
اسکے خریدار رہے و وجہ اسکی یہ ہی کہ ہر مرغ اپنے جنس کے پیچھے جاتا ہی اور ایسی رغبت سے کہ گو پیچھے ہوتا ہی مگر جان اسکی
سب سے آگے ہوتی ہی جیسے اگر دیکھا گیا کہ پیچھے رہا ہوا مرغ نہایت ہی اڑنے مین کوشش کرتا ہی بس جو کافرون کا

ٹھکانا سجین ہی اور دنیا کو بھی سجن کہا ہی اس مناسبت و جنسیت سے کافرون کو دنیا کی طرف رغبت و رجوع از بس ہی اور یہی اسکے سبب خوش آئین معلوم ہوتے ہین اور انبیا جو جنس علیین سے ہین وہ جان و دل سے اسی علیین کی جانب جاتے ہین آپ دعا کرتے ہین کہ ای بار خدا یا تو ہماری جان کو وہ مقام دکھلا جہان بیحرف و زبان کے کلام پیدا ہوتا ہی یعنی کلام نفسی شعر بعد کا گریز ہی طرف باقی قصہ کے یعنے یہ باتین جبر و اختیار کی جو مین کر رہا ہون انکی تو انتہا نہین قصہ جو باقی رہا ہی اسکو تمام کرون ❊

نومید کرنا وزیر کا مریدون کو اپنی خلوت سے کے توڑنے مین

قولہ آن وزیر از اندرون آواز داد ❊ کای مریدان از من این معلوم باد ❊ کہ مرا عیسےٰ چنین پیغام کرد ❊ کز ہمہ یاران و خویشان باش فرد ❊ روے بر دیوار کن تنہا نشین ❊ وز وجود خویش ہم خلوت گزین ❊ بعد ازان دستوری گفتار نیست ❊ بعد ازین با گفتگویم کار نیست ❊ الوداع ای دوستان من مردہ ام ❊ رخت بر چارم فلک بر بردہ ام ❊ تا بزیر چرخ ناری چون حطب ❊ من نسوزم در عنا و در عطب ❊ پہلوی عیسیٰ نشینم بعد ازین ❊ بر فراز آسمان چارمین ❊ المعنی یعنے اس وزیر نے اندر سے آواز دی کہ ای مرید میری طرف سے اب اس بات کو جان لو کہ مجکو عیسےٰ نے یہ پیغام کیا ہی کہ جملہ خویشون اور یارون سے فرد و جدا ہو جا دیوار کی طرف منھ کر کے تنہا بیٹھ رہ اور اپنے وجود سے بھی خلوت اختیار کر جیسا کہ کہا ہی شعر رخ اپنا جو تو نے دکھایا مجھے ❊ وہین پھر جو ڈھونڈھا نہ پایا مجھے ❊ اب مجکو اجازت گفتگو کی نہین نہ مجکو اب کسی کی گفتگو سے مطلب اور کام بس مین تم کو رخصت کرتا ہون تم مجکو رخصت کر دو مین تو اب مردہ ہون اور چوتھے آسمان پر کوچ کر کے چلا گیا اگر نہ چلا جاتا تو اس چرخ ناری کے نیچے مثل ایندھن کے جلتا اور رنج و عنا سے ہلاک ہوتا چرخ کو ناری اس سبب سے کہا کہ اسکے نیچے کرہ نار کا ہی جسکو اثیر کہتے ہین اور مقعر فلک سے ملحق ہی حطب ایندھن عطب ہلاکی اب چوتھے آسمان پر باطمینان عیسےٰ کے پہلو مین بیٹھون گا اور رنج و عنا سے محفوظ رہون گا ❊ ❊ ❊

فریفتہ کرنا وزیر کا امیرون کو اور جدا جدا کرنا ایک طور و طریق پر

قولہ و انگہانی آن امیران را بخواند ❊ یک بیک تنہا بہر یک حرف راند ❊ گفت ہر یک را بدین عیسوی ❊ نائب حق و خلیفہ من توئی ❊ وان امیران دگر اتباع تو ❊ کرد عیسیٰ جملہ را اشیاع تو ❊ ہر امیرے کو کشد گردن بگیر ❊ یا بکش یا خود ہمیدار اسیر ❊ لیک تا من زندہ ام این را مگو ❊ تا نمیرم این ریاست را مجو ❊ تا نمیرم من تو این پیدا مکن ❊ دعوی شاہی و استیلا مکن ❊ اینک این طومار و احکام مسیح ❊ یک بیک بر خوان تو بر امت فصیح ❊ ہر امیرے را چنین گفت او جدا ❊ نیست نائب جز تو در دین خدا ❊ ہر یکے را کرد او یک یک عزیز ❊ ہر چہ آن را گفت این را گفت نیز ❊ ہر یکے را او یکے طومار داد ❊ ہر یکے ضد دگر بد المراد ❊ جملگی طومارہا بد مختلف ❊ ہمچو شکل حرفہا یا تا الف ❊

حکم این طومار ضد حکم آن ؛ پیش ازین کردیم آن ضد را بیان ؛ المعنی یعنے بعد نومید کردینے کے اُن امیرون سے جدا جدا اور تنہا ایک ایک کو بلایا اور تنہائی مین ہر ایک سے ایک بات کہی اور ہر ایک سے کہا کہ دین عیسوی مین تو نائب حق کا اور میرا خلیفہ ہی سوا تیرے اور امیر سب تیرے تابع ہین اور عیسیٰ نے سب کو تیرا شیعہ یعنے امت کیا ہی تجھ سے جو امیر گردنکشی کرے اُسکو پکڑ چاہے مار ڈال چاہے اُسکو قید رکھ لیکن مین جبتک زندہ ہون یہ بات کسی سے مت کہ نہ اس ریاست کی جستجو کر اور جبتک مین مرون نہین کسی سے ظاہر نہ کر نہ دعوے اپنی شاہی و غلبہ کا کر یہ کتاب اور احکام مسیح کے ہین ان سے جدا جدا امت پر بفصاحت پڑھو غرض ہر امیر سے اُسنے ایسے ہی جدا جدا کہا کہ تیرے سوا دین خدا مین کوئی نائب نہین ہی اور یہ کہکے ہر ایک کو اپنے خیال مین غالب و عزیز کر دیا اور جو ایک سے کہا وہی دوسرے سے کہا اور ہر ایک کو جو ایک کتاب دی دوسری اُسکی ضد تھی جو اُسکی مراد تھی کہ جملہ کتابین مختلف تھین جیسے شکل الف با تا کے حرفون کی ہی مثلاً الف نقطہ سے خالی اور خط مستقیم اور بے کے نیچے ایک نقطہ اسکی ضد مین تے کے اوپر دو نقطے ہین غرض ایک کتاب کا حکم ضد دوسری کتاب کے حکم کا جیسا کہ اس سے پہلے ہم اس ضد کو بیان کر چکے ہین

مار ڈالنا وزیر کا آپ کو خلوت مین مریدون سے

قولہ بعد ازان چل روز دیگر در ببست ؛ خویش کشت و از وجود خود برست ؛ چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد ؛ بر سر گورش قیامت گاہ شد ؛ خلق چندان جمع شد بر گور او ؛ مو کنان جامہ دران در شور او ؛ کان عدد را ہم خداوند اشمرد ؛ از عرب وز ترک و ز رومی و کرد ؛ خاک او کردند بر سرہاے خویش ؛ درد او دیدند درمان ہاے خویش ؛ آن خلائق بر سر گورش مہی ؛ کردہ خون را از دو چشم خود رہی ؛ جملہ اندر فراقش در فغان ؛ ہم شہان و ہم کہان ہم مہان ؛ المعنی گرد بالصنم و لات تا زی مردم صحرانشین ربی بیا سے مجہول ہی یعنے بعد فہمائش امیرون کے چالیس دن پھر دروازہ بند کر لیا بعد چالیس دن کے آپ کو مار ڈالا اور وجود اپنے سے چھوٹ گیا یعنے مرگیا جب مخلوق اس کے مرنے سے آگاہ ہوئی تو اسکی گور پر ایک قیامت گاہ ہوگئی اتنی مخلوق اُسکی گور پر بال کھسوٹتی کپڑے پھاڑتی اُسکے شور مین جمع ہوئی کہ اُنکی گنتی خدا ہی جانتا ہے جسمین عرب بھی تھے اور ترک و رومی بھی اور کُرد بھی اُس کی خاک اپنے سرون پر ڈالتے تھے اور اُسکی درد کو اپنا درمان سمجھتے تھے یعنی بہبود دنیا و دین کی غرض اس مخلوق نے اُسکے سر گور پر ایک ماہ اپنی آنکھون سے خون کے آنسو بہائے سب اُسکی جدائی سے شور و فریاد مین رہے کیا بادشاہ کیا چھوٹے کیا بڑے قولہ بعد ماہی خلق گفتند ای مہان ؛ از امیران کیست بر جایش نشان ؛ تا بجاے

[illegible]

[illegible]

چون خدا اندر نیاید در عیان ٭ نائب حقند این پیغمبران ٭ نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب ٭ گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب ٭

نے دو باشد تا توئی صورت پرست ٭ پیش او یک گشت کز صورت برست ٭ چون بصورت بنگری چشمت دو است ٭

تو بنورش در نگر کان یک تو است ٭ لاجرم چون بر یکے افتد بصر ٭ آن یکی باشد دو ناید در نظر ٭ نور ہر دو چشم نتوان فرق کرد ٭

چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد ٭ المعنی وست بر دست زدن تعہد و پیمان اور بیعت کرنا عیان بمعنی چشم مجازاً بمعنے

ظاہر یعنے بعد ایک مہینے کے مخلوق نے کہا کہ اے امیرو تم سے کونسا اسکی جگہ پر نشان ہے تاہم اسکی جگہ اسکو امام اپنا سمجھین

کہ کام ہمارے اس سے انجام پائین اور ہم سب اسکے اختیار پر سر رکھین اسی کا دامن پکڑین اسی سے بیعت کرین آب ہمارا

آفتاب تو گیا اور ہمکو داغ دیگیا اسکی جگہ بدون کسی چراغ کے چارہ نہین ہے اور جو صورت یار کی اب سامنے نہین ہے تو اسکا

نشان و یادگار ہونا ضرور ہے ظاہر ہے کہ خدا تعالے خود تو عالم ظاہر مین نہین آسکتا پس نائب اس کے یہی پیغمبر لوگ ہین آب

آگے مقولات مولانا رح کے ہین فرماتے ہین کہ مین نے جو کہا کہ پیغمبر نائب خدا کے ہین یہ بات نہین ہے غلط کہا کیونکہ اسلئے کہ

نائب یا منوب اگر انکو دو گمان کرے گا تو یہ امر قبیح ہے خوب نہین ہے یہ دو نہین ہین مگر جبتک کہ تو صورت پرست ہے اور جب

صورت سے چھوٹ کے معنی کی طرف رجوع ہوگا تو تیرے سامنے ایک ہی ہونگے اسواسطے کہ جب تک تو صورت مین

گرفتار ہے اور صورت کو دیکھتا ہے تب تک تیری آنکھین بظاہر دو ہین لیکن ان دو بینی کو چھوڑ کے اصل نور کو اس کے

دیکھ کہ وہ ایک ہی لاکھ دو نون آنکھون کا لاجرم جب بینائی ایک پر پڑے گی یعنے دونون کے نور کو ایک دیکھے گا

تو پھر دیکھنے مین فرق نہ آوے گا دو نظر نہین آئینگے پس جب مرد چشم کے نور پر نظر کرے گا تو ان دونون کے نور مین فرق نہین کرسکیگا

پھر نائب منوب کیسا [illegible] بحر العلوم مین ہے غلط گفتم الخ کے اوپر بھی یہی مطلب کر دیا ہے جیسے کہ [illegible]

[illegible] یہ محل اس شعر کا کب ہے یہ محل تو وہی تھا جہان سے یہ اشعار مین نے شروع کیے ہین اور مین نے

وہان اس سبب سے نہین لکھے کہ ایک مثنوی جو صحیح متن ہے اس مین بھی نہین تھے

اس بیان مین کہ سب پیغمبر حق ہین لا نفرق بین احد من رسلہ

قولہ چون ارحاضر آری در مکان ٭ ہر یکے باشد بصورت غیر آن ٭ فرق نتوان کرد نور ہر یکے ٭ چون بنورش روے

آری بے شکے ٭ اطلب المعنی من القرآن و قل ٭ لا نفرق بین آحاد الرسل ٭ تو کہ صد سیب و صد آبی بشمری ٭ صد

نماند یک شود چون بفشری ٭ در معانی قسمت و اعداد نیست ٭ در معانی تجزیہ و افراد نیست ٭ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نور کی طرف متوجہ ہوگا تو بیشک سب کو ایک ہی جانیگا اب تو قرآن سے معنی ڈھونڈھہ اور کہہ کہ ہم رسولون مین اُسکے کچھہ فرق
نہین کرتے سب برحق ہین چنانچہ تمثیلاً فرمایا کہ سو سیب اور سو آبی گن کے رکھے اور جب اُن سب کو نچوڑے گا تو وہ سو نہین
رہین گے شیرہ سب کا ایک ہوگا پس معانی مین قسمت و اعداد نہین ہے نہ تجزیہ نہ افراد یعنے معانی نہ تقسیم ہوسکے نہ اُنہین
کتنے کتنے کو دخل کہ نہ وہ جزو جزو ہوسکے نہ فرد فرد ہونے کا اُس مین گذر کہ وہ دراصل ایک ہی ہے لہٰذا تجکو چاہیے کہ ہر
معانی سے متحد ہو اور معانی کا قدم پکڑ نہ صورت کا اس لیے کہ تجھ مین بھی معانی ہے اور ہر شی مین بھی پس باہمدگر یار ہین اور
یارون کا متحد اور ایک ہونا ہی خوب ہے بخلاف صورت کہ اسمین سرکشی ہے اسکو چھوڑ بلکہ اس صورت سرکش کو
ریاضت و محنت سے پگھلا تا اسی کے نیچے گنج وحدت پائے اور اگر تو نہین گلائے گا تو اُسکی خود عنایتین گلا مٹا دین گی
اے مخاطب وہ بڑا ہی مہربان ہے جسکا غلام میرا دل ہے وہی سب کچھہ کرتا ہے وہی ہمارے دلون مین آپ کو دکھاتا ہے وہی فقیرون
کی گدڑی سیتا ہے یعنے اپنا فقیر بناتا ہے قولہ منبسط بودیم یک گوہر ہمہ ❊ بے سر و بے پا بدیم آن سر ہمہ ❊
یک گہر بودیم ہمچون آفتاب ❊ بے گرہ بودیم و صافی ہمچو آب ❊ چون بصورت آمد آن نور سرہ ❊ شد عدد چون
سایہای کنگرہ ❊ کنگرہ ویران کنید از منجنیق ❊ تا رود فرق از میان آن فریق ❊ المعنی منبسط کشادہ شدہ گسترد
شدہ مجازاً خوش حال و مسرور سرہ ہندی کھرا منجنیق آلہ قلعہ شکنی بصورت گوپھن معرب من چہ نیک کہ بعد وضع اسکے
واضع نے بطور فخر کہا تھا یعنے ایک وقت مین ہم سب خوش حال و مسرور ایک گوہر تھے نہ سر تھا نہ پانون اور سب
ایک خیال جیسے آفتاب کہ ایک گہر ہے کہ جسمین نہ گرہ ہے نہ کچھ آلودگی جیسے پانی صاف و بے گرہ جب وہ نور کامل اور
سرہ صورت مین آیا اور صورت پذیر ہوا تو اُسی نور مین تعدد ہو گیا جیسے کنگرون کے سائے جدا جدا ہوتے ہین آپ تو
منجنیق ریاضت سے ان کنگرون کو توڑ پھوڑ کے ویران کر تو فرق ان فریق یعنی انبیا سے جاتا رہے اور سب یک نفر آوین
الحلاف شرح بحر العلوم مین اور بیسکے اشعار سے [illegible] مین [illegible] بدو وجہ غلط لکھا ہے

اس بات کا بیان کہ انبیا علیہم السلام کو حلم تھا [illegible] سے قدر عقول ہم کس واسطے کہ جو نہین
جانتے ہین اگر اس سے انکار کرین گے تو انکے حق مین برائی ہے اسی واسطے فرمایا آنحضرت علیہ السلام
نے امرنا ان ننزل الناس منازلہم الیٰ آخرہ

قولہ شرح این را گفتمی من از مری ❊ لیک ترسم تا نلغزد خاطری ❊ نکتہا چون تیغ الماس ست تیز ❊ گر نداری تو سپر واپس
گریز ❊ پیش آین الماس بے اسپر میا ❊ کز بریدن تیغ را نبود حیا ❊ زین سبب من تیغ کردم در غلاف ❊ تا کہ کژ خوانی
[illegible] ❊ [illegible] دبستان ❊ [illegible] دبستان ❊ کز [illegible] ❊
[illegible] ❊ المعنی [illegible] بات کی
[illegible]

اور انکے خلاف عقیدہ نکہ اُٹھے اسواسطے کہ وہ نکات جو بیان کرونگا تیغ الماس سے بھی تیز تر ہونگے اور تیرے پاس انکی سپر جو سوجھ بوجھ معنون کی ہی نہین ہی تو تجکو ایسی تیغ سے بھاگنا چاہیے ایسی تیغ کے سامنے بے سپر ہرگز مت آ اسلیے کہ تیغ کاٹنے مین شرماتی نہین ہی اسی سبب سے مین نے تیغ اپنے میان مین کرلی تا کوئی کج خوان اس کے خلاف دکہ بیٹھے جیساکہ فرمایا ہی کلموا الناس علے قدر عقولہم یعنے لوگون سے انکی عقلون کے موافق باتین کرو اور امرنا ان ننزل الناس منازلہم یعنے ہم مامور کیے گئے ہین کہ لوگون کو وہ باتین کہین جو انکے رتبون کی ہون لاجرم ہم اس بات پر پھر آئے کہ اس داستان کو تمام کرین اور وہ دوست جو اسکے جمع ہوے تھے انکی وفاداری کو بیان کرین کہ اس پیشوا کے بعد مستعد ہوے اور اسکی جگہہ نائب اسکا چاہتے تھے انتہی۔ فی الخلافت شرح بحرالعلوم مین ان تنزل بصیغہ حاضر بجاے ان ننزل بصیغہ متکلم ٹھیک نہین ہی

جھگڑا کرنا امیرون کا آپس مین

قولہ یک امیرے زان امیران پیش رفت ٭ پیش آن قوم وفا اندیش رفت ٭ گفت اینک نائب آن مرد من ٭ نائب عیسی منم اندر زمن ٭ اینک این طومار برہان منست ٭ کاین نیابت بعد ازو آن منست ٭ آن امیر دیگر آمد از کمین ٭ دعوی او در خلافت بُد ہمین ٭ از بغل او نیز طومارے نمود ٭ تا در آمد ہر دو را خشم و جحود ٭ آن امیران دگر یک یک قطار ٭ بر کشیدہ تیغہاے آبدار ٭ ہر یکے را تیغ و طومارے بدست ٭ درہم افتادند چون پیلان مست ٭ ہر امیرے داشت خیل بیکران ٭ تیغہا بر کشیدند آن زمان ٭ صد ہزاران مرد ترسا کشتہ شد ٭ تا ز سرہاے بریدہ پشتہ شد ٭ خون روان شد ہمچو سیل از چپ و راست ٭ کوہ کوہ اندر ہوا زین گرد خاست ٭ تخمہاے فتنہا کو کشتہ بود ٭ آفت سرہاے ایشان گشتہ بود ٭ جوزہا بشکست و آن کو مغز داشت ٭ بعد کشتن روح پاک و نغز داشت ٭ اسلمعنے جحود بضمتین انکار کرنا نغز بالفتح لطیف و ہر کار خوب یعنے جب لوگون نے نائب چاہا تو ایک اور امیر اُس قوم وفا اندیش کے سامنے گیا اور کہا یہ لو مین نائب اُس شخص کا اور نائب عیسیٰ کا ہون زمانہ مین اور یہ دیکھو میرے پاس میرے دعوے کی برہان ہی کہ یہ نیابت میری ملک ہی اور وہ طومار پیش کیا اسکے بعد ایک اور امیر نے کمین سے نکلکر بھی دعوے خلافت کا پیش کیا اور بغل سے طومار نکال کے دکھایا یہان تلک کہ دونون مین غصہ اور انکار ایک دوسرے کا پیدا ہوا تب اور امیر وے سب بھی صفین باندھے تلوارین آبدار کھینچے ہوے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین طومار و تیغ [illegible] کیطرح گڈ بڈ ہو گئے اور لڑنے لگے چونکہ ہر ایک کے ساتھ ایک گروہ بیکران تھا سب نے تلوارین کھینچین ایسے کہ لاکھون آدمی مارے گئے اور ان کے سرون کے پشتے ہو گئے اور ادہر ادہر [illegible]

[illegible]

[illegible]

گویا جوز توڑے گئے کہ جنمین بے مغز بھی تھے اور مغز دار بھی بس جو مغز دار تھے بعد مارے جانے کے اُنکی روح ویسی ہی پاک ولطیف رہی الخلاف شرح بحر العلوم مین پاک نغز با ضافت ہی میری سمجھ مین پاک و نغز بعطف مناسب ہی قولہ
کشتن و مردن کہ بر نقش تنست ؛ چون انار و سیب را بشکستن ست ؛ انچہ شیرین ست آن شد یار دانگ ؛
وانچہ پوسیدست نبود غیر بانگ ؛ انچہ پر مغز ست چون مشک ست پاک ؛ وانچہ پوسیدست نبود غیر خاک ؛ انچہ با معنی
است خود پیدا شود ؛ انچہ بی معنے ست خود رسوا شود ؛ المعنی دانگ شش رتی وحصہ و بخش نیز پوسیدہ بیاے
فارسی کہ مشہور ہی بیاے عربی ہی گھسا ہوا اور نہایت پُرانی چیز جو قریب بگڑ جانے کے ہو یعنے مارا جانا اور مرنا جو نقش
تن پر جاری ہی یہ ایسا ہی جیسے سیب و انار کا توڑنا جو شیرین نکلا وہ تو یار دانگ کا ہوا یعنے قدر و قیمت پائی اور جو پرانا
اور گھُنا ہی وہ سواے بانگ کے کچھ نہین بس ایک آواز ہی آواز ہی جو پُر مغز ہی وہ مثل مشک کے پاک ہی اور جو
گھُنا گلا وہ ایسا ہی جیسے خاک جو معنی والا ہی اُسکے معنی خود ظاہر ہوتے ہین چھپتے نہین جیسے غنیمت نے کہا ہی ع
ز خاکش چشمہ خورشید جوشید ؛ اور جو بے معنی ہی خود رسوا ہوتا ہی الخلاف شرح مین ہر جگہ بوسیدہ بیاے عربی
لکھا ہی قولہ رو بمعنی کوش ای صورت پرست ؛ زانکہ معنی بر تن صورت پرست ؛ ہمنشین اہل معنی باش تا ؛ ہم
عطا یابی و ہم باشی فتا ؛ جان بے معنی درین تن بے خلاف ؛ ہست ہمچون تیغ چوبین در غلاف ؛ تا غلاف اندر
بود با قیمت ست ؛ چون برون شد سوختن را آلتست ؛ تیغ چوبین را مبر در کارزار ؛ بنگر اول تا نگردد کارزار ؛
گر بود چوبین برو دیگر طلب ؛ ور بود الماس پیش آ با طرب ؛ تیغ را زرادخانہ اولیاست ؛ دیدن ایشان شما را
کیمیاست ؛ جملہ دانایان ہمین گفتہ ہمین ؛ ہست دانا رحمۃ للعالمین ؛ المعنی فتے یعنے جوانمرد تار بمعنے خوار
و خراب الماس بمعنی پولاد تیز زرادخانہ بمعنی زرہ گر زرادخانہ سلح خانہ رحمۃ للعالمین ای رحمت برائے تمامی عالم فرماتے ہین
ای صورت پرست کیا صورت مین الجھا ہوا ہی جا معنی مین کوشش کر اس سبب سے کہ معنی اس تن پر سوار ہی یعنے تن
مرکب ہی اور روح راکب اور سوا اہل معنی کے کسی کے پاس مت بیٹھ کہ اُنکے فیض صحبت سے عطا بھی پائے گا
اور جوانمرد بھی بنجائیگا جسکو کہا ہی طالب المولی مذکر خوب جان لے کہ جو جان بے معنی ہی اور بے معرفت ایسی ہی جیسے
کاٹھ کی تلوار غلاف تن مین کہ انہین کسی کو خلاف ہی نہین بس جبتک غلاف مین ہی باقیمت ہی ہر کسی کے سامنے اسکی
عزت و حرمت ہی اور جب غلاف تن سے نکلی ایک جلانے کی لکڑی ہی اسکے سوا کچھ نہین پھر جب تیرے پاس یہ
کاٹھ کی تلوار ہی تو اسکو لیکے لڑائی مین مت جا بلکہ پہلے دیکھ لے تو کام تیرا خوار و خراب نہو اگر تجھے مین معلوم ہو تو جا اور
[illegible] اور اگر فولاد کی ہو تو خوشیان کر اور چھیڑ دے اور سامنے آ اور یہ جو کہا کہ اگر چوبین ہو تو جا دوسری ڈھونڈھ لے
[illegible] تیغ [illegible] جیسی بدل لا
[illegible]

ابتک تمام دانا یہی کہتے آئے ہین کہ دانا یعنی صاحب عرفان مخلوق کے حق مین رحمت خدا کی ہین الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ مین تیغ در دراد غانہ لکھا ہی میری دانست مین تیغ راہ ہی قولہ گر انارے مجزی خندان بحزہ تا دہر خندان زدانہ او خبر ✤ ای مبارک خندہ اش کو از دہان ✤ مینماید دل چو در از درج جان ✤ نامبارک خندۂ آن لالہ بود ✤ کز دہان او سواد دل نمود ✤ یک زمانے صحبت با اولیا ✤ بہتر از صد سال طاعت بیریا ✤ گر تو سنگ خارہ و مرمر بوے ✤ چون بصاحبدل رسی گوہر شوی ✤ مہر پاکان درمیان جان نشان ✤ دل مدہ الا بمہر دل خوشان ✤ کوے نومیدی مرو امیدہاست ✤ سوے تاریکی مرو خورشیدہاست ✤ دل ترا در کوے اہل دل کشید ✤ تن ترا در حبس آب و گل کشید ✤ ہین غذاے دل بدہ از ہمدلی ✤ رو بجو اقبال را از مقبلی ✤ دست زن در ذیل صاحب دولتی ✤ تا ز افضالش بیابی رفعتی ✤ صحبت صالح ترا صالح کند ✤ صحبت طالح ترا طالح کند ✤ المعنی مقبل بالضم وکسر باصاحب اقبال طالح مرد بدکردار فرماتے ہین اگر انار مول لیتا ہی تو کھلا ہوا مول لے کہ کھلا ہوا اسکے دانون سے خبر دیتا ہی آ ہی طالب دیکھ تو اسکا کیا مبارک خندہ ہی کہ دہن خندان سے اپنا موتی سا دل جان کے ڈبہ سے دکھا رہا ہی اور یہی خندہ ہی کہ اس سے لالہ خندان ہوتا ہی کہ وہ اپنے دہن خندان سے دل کی سیاہی دکھاتا ہی تب مطلب یہ کہ کامل اور عاشق ڈھونڈھ کے اسکا طالب ہو نہ ناقص جاہل کا کس واسطے کہ ایک دم صحبت جو اولیا سے تجکو نصیب ہو وہ سو برس کی عبادت بیریا سے بہتر ہی تو اگر سنگ خارا ہی یا مرمر ہی یعنے اچھا یا برا ہی تو پتھر ہی لیکن اگر کسی صاحب دل سے ملگیا تو گوہر ہو جائیگا پس لازم کہ محبت پاکون کی اپنے دل مین جما اور سواے دل خوشون کے کسی سے دل مت لگا دل خوش یہ جسکا دل خوش اور اچھا ہو دنیا کے رنج و ملال سے پاک تو نومیدی کی گلی مین مت جا اسواسطے کہ امیدین موجود ہین اور تو اندھیرے مین مت گھس کہ آفتاب روشن ہو رہے ہین مطلب یہ کہ کامل موجود ہین ناقصون مین کیون جاتا ہی اور یہی کامل لوگ امید ہین اور ناقص نومیدی اور یہی خورشید اور اندھیری دل تو تجکو اہل دل کی گلی مین کھینچتا ہی اور تن آب و گل کی قید مین پھانستا ہی تو بھی خبردار ہو اور اپنے دل کو غذا یعنی ہمدل کی کھلا اور جا کسی صاحب اقبال سے اقبال ڈھونڈھ اور کسی صاحب دولت کا دامن پکڑ تا اسکے افضال سے رفعت کمال پاے خوب جان لے کہ صالح کی صحبت سے صالح ہوگا طالح کی صحبت سے طالح بنیگا الخلاف بجاے اہل دل کشید کے میری سمجھ مین کشد ہی لیکن جو دو کتابون مین یونہی ہی ناچار رہنے دیا گو پسند نہین

نعت تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو انجیل مین تھی

قولہ بود در انجیل نام مصطفا ✤ آن سر پیغمبران بحر صفا ✤ بود ذکر حلیہا و شکل او ✤ بود ذکر غزو و صوم و اکل او ✤ طائفہ نصرانیان بہر ثواب ✤ چون رسیدندے بدان نام و خطاب ✤ [illegible] نام شریف [illegible]

[illegible]

ور پناہ نام احمد مستجیر ؛ نسل ایشان نیز ہم بسیار شد ؛ نور احمد ناصر آمد یار شد ؛ وان گروہ دیگر از نصرانیان ؛ نام احمد داشتندے مستہان ؛ مستہان و خوار گشتند از فتن ؛ از وزیر شوم راے شوم فن ؛ مستہان و خوار گشتند آن فریق ؛ گشتہ محروم از خود و شرط طریق ؛ ہم مخبط دین و شان و حکم شان ؛ از پئے طومار ہاے کژبیان ؛ نام احمد چون چنین یاری کند ؛ تاکہ نورش چون مددگاری کند ؛ نام احمد چون حصارے شد حصین ؛ تا چہ باشد ذات آن روح الامین ؛ بعد ازین خونریز درمان ناپذیر ؛ کاندر افتاد از بلاے آن وزیر ؛ المعنی نحو و بالفتح جنگ دین مستجیر پناہ و پناہ دہندہ مستہان بالضم ذلیل و خوار حصین بفتح مضبوط یہ ایک ذکر علحدہ ضمیمہ اسی داستان کا ہے کہ انجیل مین نام مصطفے کا جو سرور پیغمبرون کے اور دریا صفا کے ہین داخل تھا اور آن کے حلیے اور شکل اور غزوات کا ذکر اور صوم و اکل کی کیفیت سب مذکور تھی ایک گروہ نصرانی بنظر صواب جب اس جگہ پر پہونچتے تھے نام شریف کو چوم لیتے تھے اور آپ کے وصف پر حسن عقیدت منھ رکھدیتے تھے کہ مقتضاے محبت ہے اب جو یہ فتنہ ہوا جسکو ہمنے بیان کیا یہ لوگ اس فتنہ اور شکوہ سے امین رہے نہ انکو امیرون کی شر پہونچی نہ وزیر کی احمد کے نام کے پناہ مین محفوظ رہے اور انکی نسل بھی بہت بڑھی اس واسطے کہ نور آنحضرت کا یار و مددگار تھا اور وہ جو دوسرا گروہ نصرانیون کا تھا کہ آنحضرت کے نام کو ذلیل و خوار جانتے تھے وہ ان فتنون سے ذلیل و خوار ہوے جو وزیر شوم راے شوم فن سے برپا ہوئے تھے یہ فریق سب خوار و ذلیل ہوے اور محروم آپ سے اور شرط طریق سے یعنی طریق راست مین جو شرط تھی وہ ان کو نصیب نہین ہوئی بلکہ بیزار رہے انکا دین بھی خبط تھا اور انکے احکام بھی خبط تھے اس کج بیان کے طومارون کے سبب سے اب سمجھنا چاہیے کہ جب نام احمد کا ایسی مددگاری کرنے لگا تو اسکا نور کیسی مددگاری کرے گا نام احمد کا مثل ایک قلعہ مضبوط کے ہو تو اب سوچو ذات اس روح الامین کی کیسی ہوگی شعر آیندہ گریز مین ہے دوسرے قصہ کی طرف کہ بعد اس خونریزی سخت کے جسکی علاج نہ تھی جو اس وزیر پر پیچ کے سبب سے ہوئی اور ایک فساد ہم اٹھا جس خبر اس شعر کی شعر آیندہ ہے

حکایت دوسرے پادشاہ جہود کی جس نے دین حضرت عیسیٰ کی تباہی مین کوشش کی

قولہ یک شہے دیگر ز نسل آن جہود ؛ در ہلاک قوم عیسیٰ رو نمود ؛ گر خبر خواہی ازین دیگر خروج ؛ سورہ بر خوان والسما ذات البروج ؛ سنت بد کز شہ اول بزاد ؛ این شہ دیگر قدم بروے نہاد ؛ المعنی جہود معرب یہود رو نمود ای متوجہ شد یعنی بعد اس وزیر پر تزویر کے ایک اور بادشاہ یہود کی نسل سے متوجہ ہلاک قوم عیسیٰ کا ہوا اور اگر تم اس دوسری خبر حال کی معلوم کرنا چاہو تو سورہ والسماء ذات البروج پڑھو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے بیچ حال اصحاب الاخدود کے وہ ادبار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اسکی یہ کہ ان اصحاب الاخدود نے خندق کھود کے آگ بھڑکائی تھی اسپر بیٹھ کے مومنون کو کفر و بت پرستی کی طرف رجوع کرتے تھے جو نہین مانتے تھے انکو اس آگ کی خندقون مین ڈالدیتے تھے یہ بادشاہ انھین اصحاب الاخدود سے تھا اور وہ راہ جو پہلے بادشاہ سے پیدا ہوئی تھی اسی راہ پر اسنے قدم رکھا قولہ ہر کہ او بنہاد ناخوش سنتے ٭ سوے او نفرین رود ہر ساعتے ٭ زانکہ ہر چہ این کند زان گوستم ٭ زاولین جوید خدا بے بیش و کم ٭ نیکوان رفتند و سنتہا بماند ٭ وز لئیمان ظلم و لعنتہا بماند ٭ تا قیامت ہر کہ جنس آن بدان ٭ در وجود آرد بود رویش بدان ٭ رگ رگ ست این آب شیرین و آب شور ٭ در خلائق میرود تا نفخ صور ٭ نیکوان راہ ست میراث از خوشاب ٭ آنچہ میراث ست اورثنا الکتاب ٭ المعنی نفرین بالکسر بددعا و لعنت سنت بضم و تشدید نون مفتوح راہ و روش و عادت اور جس کام کو پیغمبر اور صحابہ نے کیا ہو اور جسکو کہ پیغمبر نے ہمیشہ کیا ہو یا عمر بھر مین ایک دو دفعہ پہلے دونون شعر موافق حدیث شریف کے ہین مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ یعنے جس کسی نے نکالی بری راہ جو ممنوع ہو اسکے واسطے گناہ اس راہ کا ہو اور جو اس راہ پر چلے اسکا بھی قیامت تک اور یہ نہین ہوگا جو اس راہ کے عاملون کے گناہ سے کچھ اس راہ نکالنے والے پر گھٹ جاے اور ایسے ہی حال سنت حسنہ کا ہو مگر وہ ما نحن فیہ سے خارج تھا لہذا اسکو نہین لکھا مطابق اسی کے مولانا رح فرماتے ہین کہ جس نے راہ ناخوش جو سرمایہ ایذا و آزار کا ہو نکالی ہر ساعت اسکی لعنت اسپر پہونچتی ہو اور جو اس قسم کے ظلم و ستم کرے تو پہلے جسکے یہ ظلم و ستم نکالے ہوتے ہین خدا تعالیٰ اس سے بھی اسکا مواخذہ کرتا ہو برابر بے کم و کاست نیک لوگ گئے اور ان سے راہین خوش رہین اور لئیمون سے ظلم و لعنتین رہین اب قیامت تک جو کوئی اس قسم کے امر سے کرے گا اور ظہور مین لائیگا وہ متوجہ ان لئیمون کی طرف ضرور ہوگا جو بانی اس امر کے ہوے ہین بدان پہلے مصرع مین جمع بد کر دوسرے مین بمعنی با آن آب شیرین یعنے سنت خوش و آب شور سنت بد یہ ہر ایک کی رگ رگ مین ہو اور نفخ صور تک مخلوق مین چلا جاتا ہو منقطع نہین ہوتا بس جو لوگ نیک ہین اُنکی میراث آب خوش ہو کہ اس سے وہ فائدہ پاتے ہین جیسے میراث سے میراث والے نفع اٹھاتے ہین یہ سنت خوش ان کی میراث ہو اور وہ جو اورثنا الکتاب سے ہو یہ اقتباس ہو آیت شریف سے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا یعنے پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا ان لوگون کو کہ برگزیدہ کیا ہم نے کہ وہ انبیا علیہم السلام ہین برگزیدہ صاحب کتاب سنت خوش نکالنے والے قولہ شد نثار طالبان از بنگری ٭ شعلہ ہا از گوہر پیغمبری ٭ شعلہ ہا با گوہر گردان بود ٭ شعلہ آن جانب رود ہم کان بود ٭ نور روزن گرد خانہ میدود ٭ زانکہ خور برجے برجے میرود ٭ ہر کرا با اخترے پیوستگی ست ٭ مر ورا با اختر خود ہم تگی ست ٭ طالعش گر زہرہ باشد در طرب ٭ میل کلی دارد و عشق و طلب ٭ ور بود مریخی و خونریز خو ٭ جنگ و بہتان و خصومت جوید او ٭ المعنے شعلہ بالضم درخش و زبانہ آتش میل کلی

بالفتح وضم کاف محل غایت بعد منطقۃ البروج د معدل النہار و رنجبت تمام فرماتے ہین کہ جو طالب خدا کے ہین اگر غور کرے
تو شعلے گوہر پیغمبری کے ان کے نثار ہین گوہر پیغمبری یعنے ذات پیغمبری کو کسی زمانے مین کسی پیغمبر پر ہون اور شعلے
انوار تجلیات یا آتش عشق کہ جملہ ماسوا کو جلا کے قابل قرب خدا کے کر دیتی ہی اور یہ شعلے انھین گوہرون کے ساتھ
پھرتے رہے ہین نوبت بہ نوبت آدم سے آنحضرت تک اور بعد آنحضرت اُنکے تابعین پر کہ وہ صحابہ اور اولیا ہین
اور اُسی طرف جاتے ہین جہان انکی کان ہی یعنے جو دل کہ قابل اُنکے ہین نہ علی العموم جیسے نور روزن کا ہمیشہ ایک جگہ نہین ہوتا
سارے گھر مین دوڑتا ہی اس واسطے کہ آفتاب جس سے کہ وہ نور روزن کا ہی ایک ہی جگہ قائم نہین کبھی کسی برج سے
نکلتا ہی کبھی کسی برج سے ایسی ہی پیغمبری باری باری پہونچی ہی اور روزنون سے نور پہونچکر خانہ قلب ان کے
روشن ہوئے ہین اور ہوتے ہین اب فرماتے ہین جو کوئی جس اصل و نژاد پر پیدا ہوا ہی اس سے وہی اثر ظہور مین
آتا ہی اسی سبب سے ان شعلون سے ہر کوئی بطور عام فیضیاب نہین مثلاً جس کو جس ستارے سے پیوستگی ہی وہ
اُسی ستارہ کا ہم تک اور ہمقدم ہی اُسی چال چلن پر چلتا ہی جیسے اگر کسی کا طالع زہرہ ہو تو اُس کا بالکل میل طرب
کی طرف ہوتا ہی اور عشق و طلب کی کس واسطے کہ سعد ہی اور مطرب فلک کہلاتی ہی اور جو مریخی ہو اور خونریز خو وہ جنگ و
بہتان و خصومت ڈھونڈھتا ہی کہ یہ نحس ہی اور جلاد فلک قولہ اختران اند از ورای اختران ٭ کاحتراق و نحس نبود اندران ٭
سائران در آسمانہای دگر ٭ غیر این ہفت آسمان مشتہر ٭ راسخان در تاب انوار خدا ٭ نے بہم پیوستہ نے
از ہم جدا ٭ ہر کہ باشد طالع او زان نجوم ٭ نفس او کفار سوزد در رجوم ٭ خشم مریخے نباشد خشم او ٭ منقلب رو
غالب و مغلوب خو ٭ المعنی احتراق بالکسر چھپ جانا پانچ ستارون سے کسی ایک ستارے کا سوائے قمر کے شعاع
مہر مین بسبب جمع ہونے کے برج واحد مین منقلب بضم میم و کسر لام برگردندہ اور نجومیون کی اصطلاح مین ایک
قسم ہی اقسام ثلاثہ بروج دوازدہ گانہ سے باعتبار سعادت و نحوست طالع کے اور برج منقلب مین کام راست
درست نہین آتا مولانا روم فرماتے ہین یہ ہفت اختر و ہفت فلک تو ہین کہ ان مین سے زہرہ مریخ دو کو ہم نے
بطور نظیر لکھا انکے سوا اور اختر ہین احتراق و نحوست کو کچھ دخل نہین سب کے سب سعد و سعید اور احتراق سے
محفوظ ہمیشہ تابان اور درخشان اور سوا ان سات آسمانون مشہور کے اُنکے دور و سیر کے اور آسمان ہین کہ وہ
اصحاب ہین جنکی نسبت ظاہر فرمایا ہی اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنے اصحاب میرے مثل نجوم کے ہین سو
جسکی پیروی کروگے تم ہدایت پاؤگے تم اور اُنکے بعد اولیا کہ بموجب قلوب المومنین عرش اللہ تعالی کے انکا
سیر عرش ہی اور یہ ثابت قدم ہین حرارات انوار خدا مین اور متحمل اُسکے جیسا کہ کہا ہی شعر سینہ مین قلزم کو لے قطرہ کا
قطرہ رہا ٭ بل بے سمائی تری اُف رے سمندر کے جگر ٭ اور نہ ظاہر مین پیوستہ اور یک جا نہ بحقیقت متفرق
و جدا اب جو شخص ایسا ہی جسکا طالع اُن نجوم سے ہی اُسکا نفس کفار سوز ہی رجوم کے وقت جیسے شیاطین رجوم سے

جلجاتے ہین اُسکا خشم مریخ کا سا خشم نہین ہو کہ منقلب ہو اور زہرہ کے غلبہ سے باوجود غالب ہونے کے مغلوب ہوجاے جیسے مریخ زہرہ سے مغلوب ہو جاتا ہو اس شعر مین صفت خشم وغضب اصحاب کی ہو نسبت بکفار کما قال اللہ تعالیٰ شانہ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ قولہ نور غالب ایمن از کسف وغسق ؛ درمیان اصبعین نور حق ؛ حق فشاندآن نور را بر جانہا ؛ مقبلان برداشتہ دامانہا ؛ وان نثار نور ہر کو یافتہ ؛ روے از غیر خدا بر تافتہ ؛ ہر کرا دامان عشق نابدہ ؛ زان نثار نور بے بہرہ شدہ ؛ جزوہا را رویہا سوے کل ست ؛ بلبلان را عشق باروے گلست ؛ گاو را رنگ از برون ومرد را ؛ از درون جو رنگ سرخ وزرد را ؛ رنگہاے نیک از خم صفاست ؛ رنگ زشتان از سیہ آبہ جفاست ؛ صبغۃ اللہ نام آن رنگ لطیف ؛ لعنۃ اللہ بوے این رنگ کثیف ؛ انچہ از دریا بدریا مے رود ؛ از ہمانجا کامد آنجا مے رود ؛ از سر کہ سیلہاے تیز رو ؛ در تن ما جان عشق آمیز رو ؛ المعنی کسف بالفتح چھپ جانا ستارہ وغیرہ کا اور بدحال ہونا غسق تاریکی اول شب وتاریکی سخت اصبع بالکسر وباے موحدہ مفتوح انگشت وست یا پا اصبعین جمع بُدہ مخفف بود جفا بالمد خاشاک سیل وچرک زر ونقرہ صبغہ بالکسر رنگ وملت ودین سیہ آبہ وہ جگہ جہان پانی خراب بدرنگ بدبو جمع ہو یعنے نور غالب خدا تعالے کا جسکے سارے نور مغلوب ہین کسف وغسق سے جیسا کہ آفتاب کو ہر سال اور ہر روز عارض ہوتا ہو فارغ اور محفوظ ہو اور اُسکی انگلیون یعنے نور حق کے مشت مین ہو اُسنے اس نور کو مٹھیان بھربھر کے عاشقون کی جانون پر نثار کیا نثار کرنے سے نہایت توقیر عاشقون کی ظاہر کی ہو پس جو مقبل تھے اُنھون نے دامن بھربھر کے بٹورلا اور جس خوش قسمت کو یہ نور نصیب ہوا اُسنے غیر خدا سے منھ پھیر لیا کسی کی طرف متوجہ نہین ہوتا موافق مصرع ؏ آنکس کہ ترا یافت جان راچہ کند ؛ اور جسکے پاس دامن عشق کا نہ تھا وہ اس نثار سے بے نصیب رہا جتنے جز ہین سب کا رُخ کل کی طرف ہو مثلاً ایک جز گل ہو جسکی عاشق بلبل اسکا رُخ بھی اُدھر ہی ہو البتہ جو گاے بیل ہین اُنکا صرف رنگ ظاہری دیکھو اور جو مرد ہین اُنکا رنگ باطنی خواہ سرخ خواہ زرد ڈھونڈھو اس واسطے کہ جو اچھے رنگ ہین وہ خم صفا سے ہین یعنے اُنکی اصل ونژاد اچھی ہو اور رنگ بد سیہ آبہ جفا سے یعنے ایسے جیسے میلا پانی بدبو خراب کہین جمع ہوتا ہو اُنکی سرشت اُس سے ہو بس یہ رنگ جو لطیف ہو اسکا نام صبغۃ اللہ ہو رنگ خدا ودین خدا ہو کہ وہ مومن ہین اور جو رنگ کثیف ہے اُسکی بدبو پر لعنۃ اللہ ہو کہ وہ بدبو کفر وفسوق کی ہو دیکھو دریا کا پانی دریا ہی کو جاتا ہو جہان سے آتا ہو وہین کو لوٹتا ہو یعنے اگر رنگ لطیف ہو لطیف جگہ عود کرتا ہو اور اگر کثیف کثیف جگہ جاتا ہو جیسے سر کوہ سے اسلیے تیز رو بہتے ہین ہمارے تن مین جان عشق آمیز روان ہے

الخلاف پہلے شعر مین بجاے ایمن کے اپنے برون کی جگہ بہ ذن اور بجاے در تن ما وز تن ما غلط ہو

آگ بھڑکانا پادشاہ کا اور برابر آگ کے بت قائم کرنا کہ جو اسکو سجدہ کریگا وہ آگ سے بچا رہیگا

قولہ آن جہود سگ بہ بین چہ راے کرد ؛ پہلوے آتش بتے برپاے کرد ؛ کانکہ این بت را سجود آرد برست ؛

ورنیارد ور دل آتش نشست ✤ چون سزاے این بت نفس او نداد ✤ از بت نفسش بت دیگر بزاد ✤ مادر بتہا بت نفس شماست ✤ زانکہ آن بت مار واین بت اژدہاست ✤ آہن وسنگ ست نفس وبت شرار ✤ آن شرار از آب میگیرد قرار ✤ سنگ وآہن زآب کے ساکن شود ✤ آدمی با این دو کے ایمن شود ✤ سنگ وآہن در درون دارند نار ✤ آب را بر نار شان بنود گذار ✤ زآب چون نار برون کشتہ شود ✤ وز درون سنگ وآہن کے رود ✤ آہن وسنگ ست اصل نار ودود ✤ فعل کفر ہر دو ترسا وجہود ✤ بت سیہ آبست در کوزہ نہان ✤ نفس مر آب سیہ را چشمہ دان ✤ آن بت منحوت چون سیل سیاہ ✤ نفس بتگر چشمۂ بر شاہراہ ✤ بت درون کوزہ چون آب کدر ✤ نفس شومت چشمۂ آن ای مصر ✤ المعنی آب سیاہ آب عمیق وآب بدرنگ منحوت تراشیدہ کدر بکسر دال تیرہ اورگا د مصر اصرار کنندہ یعنے دیکھو اُس جہود سگ کی بداصلی اُسنے یہ فکر کی کہ آگ بھڑکائی اور آگ کے برابر ایک بت قائم کیا اور کہا کہ جو اس بت کو سجدہ کریگا وہ تو خلاص ہوگا اور جو نہین کریگا آگ مین ڈالا جائیگا اور یہ خرابی اس سبب سے پیدا ہوئی کہ اُسنے اپنے نفس کے بت کو سزا نہین دی لہذا اُس سے یہ دوسرا بت پیدا ہوا سب بتون کی مان یہ بت نفس ہی جس سے بت پیدا ہوتے ہین اس واسطے کہ یہ جو پیدا ہوتے ہین یہ مار ہین اور بت نفس اژدہا ہی نفس تو مثل آہن وسنگ یعنے چقماق کے ہی اور بت اس چقماق کے شرار پھر فرماتے ہین کہ شرار تو پانی سے دب جاتے ہین لیکن چقماق پانی سے کب ساکن ہوتی ہی اس سے تو شرار نکلتے ہی رہتے ہین پھر آدمی ان دو مین کیسے بخت ہوئے سنگ وآہن کے تو درون مین آگ بھری ہی انکی آگ پر پانی کا کیسے گذر ہو ظاہر ہی کہ آبجو سے آگ ظاہر کی بجھتی ہی اور جو سنگ وآہن کے درون مین ہی وہ کیسے بجھ جاے آہن وسنگ کی اصل نار ودود ہی اور یہ نار ودود فعل کفر انہین ترسا ویہود کا ہی یعنے نار ودود اور فعل کفر مین ایسا اتحاد ہی بت تو ایسا ہی جیسے ایک برا پانی کہ کوزے مین چھپا ہوا ہوتا ہی اور نفس کو آب سیاہ کا چشمہ جان یہ پانی اسی سے نکلتا ہی وہ بت جو تراشیدہ ہی ایک سخت سیاہ اہلہ ہی اور یہ نفس بتگر اُسکی شاہراہ کا چشمہ بت ایسا جیسے کوزہ کے اندر گدلا پانی اور نفس شوم تیرا اُس گدلے پانی کا چشمہ اور تجکو اس چشمے اور گدلے پانی پر کیسا اصرار ہی الخلاف. بحر العلوم مین پہلے شعر کے دوسرے مصرع مین بجاے تاے کے اے لکھا ہی را رہگئی ہی ایسے ہی چون سزاے الخ اس شعر مین بجاے این کے آن اور بت نفس کی جگہ بتے اور نفسش کے بجاے نفسے اور بجاے آب را بر نار ابر ابر فعل کفر کی جگہ فعل ہر دو کفر غلط لکھا ہی قولہ صد سبوز اتش کند یک پارہ سنگ ✤ وآب چشمہ می رہاند بے درنگ ✤ آب خم وکوزہ گر فانی شود ✤ آب چشمہ تازہ وباقی بود ✤ بت شکستن سہل باشد نیک سہل ✤ سہل دیدن نفس را جہل ست جہل ✤ صورت نفس ار بجوئی اے پسر ✤ قصۂ دوزخ بخوان با ہفت در ✤ ہر نفس مکرے ودر ہر مکر زان ✤ غرق صد فرعون با فرعونیان ✤ در خداے موسی وموسے گریز ✤ آب ایمان راز فرعونی مریز ✤ دست را اندر احد واحمد بزن ✤ ای برادر وارہ از بوجہل تن ✤ المعنی زہیدن ابلنا اور نکلنا یعنے اوپر

جو بت کو کوزہ کہا ہے کہ مثل آب کدر در کوزہ کے ہے اسی کی توضیح مین فرماتے ہین کہ کوزہ کیا چیز ہے سیکڑون سبو ایک پتھر سے توڑ سکتا ہے لیکن چشمہ کا پانی تو برابر ابل رہا ہے اسکا کیا علاج اور چشمۂ نفس تم مین یا کوزے مین اگر پانی بھرا ہو تو وہ نبڑ جاتا ہے مگر چشمہ کا پانی تو ہر دم تازہ اور باقی ہے بت کا توڑ ڈالنا تو سہل اور بہت ہی آسان ہے لیکن نفس کو سہل دیکھنا بالکل جہل ہی جہل ہے اگر تو چاہتا ہے کہ تجکو صورت نفس کی بتاؤن تو تو قصہ دوزخ کا مع ہفت در کے جیساکہ فرمایا وَاِنَّ جَہَنَّمَ لَمَوْعِدُہُمْ اَجْمَعِیْنَ لَہَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ پڑھ لے یہی صورت نفس کی ہے یعنے کل دوزخ مع ساتون بابون کے نفس ہے ہر دم اسکا ایک مکر ہے اور مکر بھی وہ جسنے سیکڑون فرعون و فرعونی ڈبوئے تجکو لازم ہے کہ موسے کے خدا اور موسی کی طرف بھاگ اور پناہ لے اور ایمان کی رونق و آبرو فرعون اپنے سے مت کھو چونکہ موسی کیطرف بھاگنے مین نوع کج فہمون کے واسطے ہدایت دین موسے کا شبہہ تھا لہذا اس شعر سے اسکو دفع فرمایا کہ تو تمسک احد اور احمد پر کرتا دستاویز نجات کی تیرے ہاتھ آوے اور اس ابو جہل تن سے آپکو چھڑا اور بچالے رہا ای بھائی جسکو تن پروری جانتا ہے یہی نفس پروری ہے

لانا بادشاہ جہود کا ایک عورت کو مع بچہ کے اور ڈال دینا بچہ کو آگ مین اور باتین کرنا بچہ کا آگ مین سے

قولہ یک زنی با طفل آورد آن جہود ٭ پیش آن بت و آتش اندر شعلہ بود ٭ گفت ای زن پیش این بت سجدہ کن ٭ ورنہ در آتش بسوزی بے سخن ٭ بود آن زن پاک دین و مومنہ ٭ سجدہ آن بت نکرد آن موقنہ ٭ طفل از وی بستد در آتش در فگند ٭ زن بترسید و دل از ایمان بکند ٭ خواست او تا سجدہ آرد پیش بت ٭ بانگ زد آن طفل کانی لم امت ٭ اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم ٭ گرچہ در صورت میان آتشم ٭ چشم بندست آتش از بہر حجیب ٭ رحمت ست این سر بر آوردہ ز جیب ٭ اندر آ مادر ببین برہان حق ٭ تا ببینی عشرت خاصان حق ٭ اندر آ و آب بین آتش مثال ٭ از جہانے کاتش ست آبش مثال ٭ اندر آ اسرار ابراہیم بین ٭ کو در آتش یافت ورد و یاسمین ٭ مرگ میدیدم گہ زادن ز تو ٭ سخت خوفم بود افتادن ز تو ٭ چون بزادم رستم از زندان تنگ ٭ در جہانے خوش ہواے خوب رنگ ٭ المعنی مومنہ ایمان والی موقنہ یقین والی انی لم امت یعنے بیشک مین نہین مرا ہون حجیب امالہ حجاب مثال بکسر شبیہ و تصویر و نظیر اور عالم مثال کہ وہ ایک عالم ہے فروتر عالم ارواح سے کہ جو کچھ اس جہان مین ہے سب اسمین موجود ہے ورد گلاب ایک عورت بچہ والی کو وہ جہودی بادشاہ اس بت کے سامنے کہ آگ جہان بھڑکائی تھی لایا اور آگ اسوقت نہایت ہی شعلہ زن تھی اور کہا کہ اس بت کے سامنے سجدہ کر نہین تو لا کلام اسمین جلائی جاوے گی کوئی بات اسکے سوا نہین ہے وہ عورت پاک دین اور ایمان و یقین والی تھی اسنے بت کو سجدہ نہ کیا جہود نے بچے کو اس سے چھین کے آگ مین ڈال دیا اس حال سے عورت ڈری

اور دل اُسکا ایمان سے اُکھڑ چاہا کہ بت کو سجدہ کرے ناگہان بچہ نے آگ مین سے آواز دی کہ مین نہین مرا ہون
ای مادر تو بھی اس مین گھس پڑ کہ مین یہان بہت ہی خوش ہون اگرچہ بظاہر آگ مین ہون یہ آگ نہین ہی ایک
چشم بند و نظر بند ہی حجاب کیو اسطے ہی تو رحمت ہی سر گریبان سے نکالے ہوے آ ای مادر اِس آگ مین گھس آ
اور برہان حق کی دیکھ جو کتاب اللہ سے سنا کرتی تھی اُسکو آنکھون سے دیکھ لے کہ حق تعالے نے اپنے خاصون
کو کیسی عشرت اور خوش عیشی عطا کی ہی تو اس آگ مین بیدھڑک چلی آ یہ پانی ہی شبیہ آگ کے اور یہ اُس جہان کی آگ ہی
جہان آگ مثل پانی کے ہی کہ وہ عالم مثال ہی یعنے خواب مین دیکھا کہ آگ مین گر گئے اور جل گئے تو کچھ اثر اسکا نہین بس
دنیا خواب خیال ہی اور پیدا ہونا عالم باقی کا اصلی جو مثل بیداری و خواب کے ہی ای مادر تو آمین و انجل تو ہو ظہیر بھید ابراہیم
کے دیکھ کہ یہی آگ اُنپر گلاب اور چنبیلی کے پھول ہو گئی تھی مین جو تجھ سے پیدا ہو اتھا تو ہر وقت مجکو خوف اور کھٹکا مرگ
کا تھا کانٹا سا کھٹکتا رہتا تھا میرے حق مین تجھ سے جدا ہو کے اس آگ مین پڑنا بہت ہی خوب ہوا اسواسطے کہ اب مین
اُس عالم مین پیدا ہوا جو ایک جہان خوش اور مکان خوشرنگ ہی نہ وہ جہان کہ ایک زندان تیرہ و تنگ تھا خدا نے
اُس سے مجھکو چھڑایا قولہ این جہانرا چون رحم دیدم کنون ٭ چون درین آتش بدیدم این سکون ٭ اندرین آتش بدیدم
عالمے ٭ ذرہ ذرہ اندرو عیسے دمے ٭ یک جہانی نیست شکل وہست ذات ٭ وین جہانے ہست شکل وبی ثبات ٭
اندر آ مادر بحق مادری ٭ بین کہ این آذر ندارد آذری ٭ اندر آ مادر کہ اقبال آمدست ٭ اندر آ مادر مدہ دولت زدست ٭
قدرت آن سگ بدیدی اندر آ ٭ تا بہ بینی قدرت فضل خدا ٭ من زرحمت میکشایم پاے تو ٭ کز طرب خود نیستم پرواے تو ٭
اندر آ و دیگران راہم بخوان ٭ کاندر آتش شاہ بنہادست خوان ٭ المعنی رحم بکسر و فتح حا بچہ دان عورت اندر آ آتش
اُس جہان کو مین نے ایسا جانا جیسے رحم کہ ایک زمان موعود تک وہان کا رہنا ہی پس این جہان اشارہ دنیا سے
اور اِس آگ کو مین نے محل سکون پایا ای قرارگاہ اور اس آگ مین مین نے ایسا ایک عالم دیکھا جسکا ذرہ ذرہ عیسے دم
ہی جو یہان آیا وہ زندہ ہو گیا یہ جہان نیست شکل اور ہست ذات ہی نیست شکل اس سبب سے کہ دنیا مین یہان کے
آنے والے کو نیست جانتے ہین حال آنکہ جو یہان آیا ابد تک ہست ہو اور دنیا ایک ہست شکل تو ہی مگر محض بے ثبات
کچھ قیام نہین کان لم یلبثوا الا ساعۃ من النہار ای مادر مین تجکو سمجھاتا ہون اور مادری کا واسطہ دیتا ہون کہ تو چلی آ
دیکھ تو اس آگ مین آگ پن ہی نہین ہی آ ای مادر اسوقت تیرا اقبال تیرے سامنے ہی ہرگز اسکو ہاتھ سے مت کھو
ای مادر آئی ہوئی دولت کو کون پھیر دیتا ہی تو نے اُس جہود سگ کی تو قدرت دیکھ لی اب آ مین آ اور قدرت فضل خدا
کی دیکھ مجکو تیرے حال پر رحمت ہی اسلیے کہتا ہون کہ قدم بڑھا ورنہ مین تو ایسا عیش و طرب مین ہون کہ مجکو تیری
پروا کب ہی پس تو بھی آ اور اورون کو بھی بلا لا کہ بادشاہ حقیقی نے آگ مین خوان نعمت لگایا ہی اختلاف شرح
بحر العلوم مین پہلے شعر مین بجاے بدیدم ندیدم اور نیست شکل باضافت ایسے ہی ہست شکل باضافت

غلط ہی قولہ اندر آئید ای ہمہ پروانہ وار ٭ اندرین آتش کہ دارد صد بہار ٭ اندر آئید ای مسلمانان ہمہ ٭ غیر عذب دین عذاب است از ہمہ ٭ اندر آئید و بہ بینید این چنین ٭ سرگشتہ آتش گرم ہین ٭ اندر آئید ای ہمہ مست وخراب ٭ اندر آئید ای ہمہ عین عتاب ٭ اندر آئید اندرین بحر عمیق ٭ تاکہ گردد روح صافی ورقیق ٭ مادرش انداخت خود را اندرو ٭ دست او بگرفت طفل مہر خو ٭ اندر آمد مادر آن طفل خُرد ٭ اندر آتش گوے دولت را ببرد ٭ مادرش ہم زان نسق گفتن گرفت ٭ دُرّ وصف لطف حق سفتن گرفت ٭ بانگ میزد درمیان آن گروہ ٭ پر ہمیشد جان خلقان از شکوہ ٭ نعرہ میزد خلق راکاے مردمان ٭ اندر آتش بنگرید این بوستان ٭ المعنی عَذب بالفتح شیرین ہمین بزرگتر رقیق نرم وملائم مجاز اً اگرو الفت ومحبت آب خطاب عام اُس بچہ کا ہی کہ ای لوگو پروانہ کی طرح بے تامل اس آگ مین گھس پڑو جس مین سیکڑون قسم کی بہار ہی اور ای مسلمانو جتنے ہو سب اس آگ مین داخل ہو جاؤ اور دین کی شیرینی جو چکھ چکے ہو اس سے پھیکے مت ہو اس عذب کے سوا جو کچھ ہی سب سے عذاب ووبال دیکھو سگے داخل ہو اس آگ مین اور دیکھو یہ ایسی بڑی آگ کیسی سرد وخنک ہی آؤ مست وخراب لوگو اس آگ مین گھسو اور ای بالکل عین عتاب اس سے مت ڈرو ہر عذاب وعتاب سے چھوٹ جاؤ گے یہ دریا عمیق ہی آگ نہین ہی پھر تامل کیا ہی بے تکلف اسمین کود پڑو تا روح تمھاری شست وشو پاکے صاف اور نرم ولطیف ہو جاسے پس یہ باتین سنکے اُسکی مان نے آپ کو اُس آگ مین ڈال دیا فوراً اُس بچہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور دونون ملگئے دیکھو کیسے آگ مین گرکے گیند دولت کی لے گئے اور اُس بچے کی طرح یہ بھی کہنے لگی اور گوہر وصف لطف حق کے پرونے لگی اُس آگ مین ایسی چلاتی تھی کہ اس گروہ مین جو مخلوق جمع تھی اُنکی جان شان وشکوہ سے بھری جاتی تھی نعرے مار مار کے کہتی تھی ای لوگو آؤ اور اس آگ مین دیکھو جو بوستان کھل رہا ہی

گرنا لوگون کا از خود آگ مین از روے ذوق کے

قولہ خلق خود را بعد از ان بے خویشتن ٭ میفگندند اندر آتش مرد وزن ٭ بے موکل بے کشش از عشق دوست ٭ زانکہ شیرین کردن ہر تلخ از وست ٭ تا چنان شدکان عوانان خلق را ٭ منع میکردند کاتش در میا ٭ آن یہودی شد سیہ رو و خجل ٭ شد پشیمان زین سبب بیمار دل ٭ کاندر آتش خلق عاشق تر شدند ٭ در فناے جسم صادق تر شدند ٭ مکر شیطان ہم درو پیچید شکر ٭ دیو را ہم خود سیہ رو دید مکر ٭ انچہ میمالید بر روے کسان ٭ جمع شد در چہرۂ آن ناکسان ٭ المعنی عوانان جمع عوان بفتح وتشدید واو سخت گیر وظالم وزجر کنندہ وسرہنگ ناکس نالائق یعنے جب مخلوق نے کیفیت اس طفل ومادر کی دیکھی سنی تو تمام مرد وزن بے اختیار آپ کو اس آگ مین ڈالنے لگے نہ ان پر کوئی موکل تھا نہ ان کو کچھ اینچ کھینچ تھی خدا کے عشق سے از خود اسمین گرتے تھے اسواسطے کہ کڑوے کا میٹھا کر دینا اُسی کی قدرت ہی دیکھو آگ کو کیا خوب کر دیا اب یہان تک نوبت پہونچی کہ وہ ظالم سخت گیر خود منع کرتے تھے کہ آگ مین مت آؤ پس وہ یہودی

اس سبب سے کیسا سیہ رو اور شرمندہ ہوا اور وہ بیمار دل کیسا پشیمان تھا بیمار دل اسوجہ سے کہا کہ خدا تعالے نے کافرون کی نسبت فرمایا ہی فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا حیران تھا کہ اس آگ مین کیا ہی جو لوگ ایسے عاشق ہوگئے ہین اور اسقدر فنا سے جسم مین صادق ہین جو آپ کو بخوشی مٹائے دیتے ہین ایسا بجز عشق وصدق ان کو کیون ہوگیا اب آیندہ دونون شعر مقولات مولانا رح سے ہین فرماتے ہین ذرا غور تو کرو مکر شیطان نے کیسا اپنا مکر اس معاملہ مین لپیٹا چھپایا تھا کہ ان یہودیون کو سجدہ بت کا کرانے پر آمادہ کیا اور خدا نے بموجب واللہ خیر الماکرین کے یہ کیا کہ مکر اسکا نہ چلا بلکہ خود مکر نے شیطان ہی کا منھ کالا دیکھا اور پشیمان پایا جو کچھ اسنے یہودیون کے دل مین جمایا تھا اور سجدہ بت سے اُنکی روسیاہی سمجھے تھے وہ سب انھین ناکسون یعنے یہودیون کی صورت مین جمع ہوئی اور اور لوگ اُس روسیاہی سے بچگئے بلکہ مغفور مبرور ہوئے اور یہ سب ظالم اور مقہور الخلاف شرح بحر العلوم مکر شیطان ہم در وے مین بیچید شکر لکھا ہی اگر اسکو شکر بالفتح کہین یا شکر بالضم تو معنی درست نہین ہوتے اسلیے کہ شکر بسکون کاف عربی فرج کے معنی مین ہی اور شکر بالفتحتین بمعنی شیرنی ہو نہین سکتا نہ شکر بالفتحتین وکاف فارسی جو بمعنی بھونرے کے ہی نہ شکر بالضم بمعنی سپاس کوئی لفظ معنی دہ نہین ایسے ہی دوسرے مصرع مین اور متن مطبوعہ مین بھی شکری پایا گیا مین نے تو خدا کا نام لیکر مکر لکھدیا ہی مین بہت غلطیان دیکھتا چلا آتا ہون اورون کو اختیار ہی اگر شکر مین کوئی اچھے معنی پیدا کرین تو خوب سوچ سمجھ کے بنا دین

ٹیڑھا رہ جانا منھ اُس شخص کا جسنے نام پیغمبر کا تمسخر سے لیا

قولہ آنکہ میدرید جامہ خلق چست ؛ شد دریدہ آن او نیشان درست ؛ آن دہن کژ کرد از تسخر بخواند ؛ نام احمد را دہانش کژ بماند ؛ باز آمد کاے محمد عفو کن ؛ اے ترا الطاف علم من لدن ؛ من ترا افسوس می کردم ز جہل ؛ من بدم افسوس را منسوب اہل ؛ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ؛ میلش اندر طعنہ پاکان برد ؛ ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ؛ کم زند در عیب معیوبان نفس ؛ چون خدا خواہد کہ مان یاری کند ؛ میل مارا جانب زاری کند ؛ المعنی تسخر بالفتح استہزا او تمسخر من لدن اشارہ ہی آیہ کریمہ وہب لنا من لدنک رحمۃ سے یعنے بخش تو اپنے پاس سے رحمت افسوس بالفتح وبالضم طنز و بازی و تمسخر و دریغ اہل لائق و سزاوار مولانا رح فرماتے ہین وہ شخص کہ جامہ مخلوق کا چست اور بیدہ پھاڑتا تھا یعنے بخلاف اُنکی حسن وخوبی کے عیب و برائیان لگاتا تھا جیسے یہ یہود کہ راہ راست والون کو گمراہ جانتا تھا اور خوار و رسوا کرنا چاہتا تھا آخر کار وہ جامہ دریدہ یعنے رسوائی اور فضیحت کاری تو اسکی ملک سے ہوئی اور درستی اسکے ملک مین آئی ایک شخص نے تمسخر سے منھ ٹیڑھا کر کے نام احمد کا لیا منھ اُسکا ہی ٹیڑھا رہگیا جب یہ کیفیت ہوئی تو باز آیا اور کہا کہ اے محمد معاف کردو اور اے محمد اللہ تعالے نے تم کو الطاف علم من لدن کا دیا ہی مجھپر لطف و رحمت کردین تمھارا تمسخر اپنی نادانی سے کرتا تھا درحقیقت تمسخر کے لائق مین خود تھا اور مجھی کو تمسخر سے نسبت تھی کیسی حماقت مجھسے

ہوئی ہی آپ مقولات مولانا رہے کے ہین کہ جب خدا چاہتا ہی کہ کسی کا پردہ پھاڑے اور رسوا کرے تو اسکو رغبت نیکون کے طعنہ کی دلاتا ہی انجام کار نیک تو نیک ہی ہین انکا کچھ نہین بگڑتا یہی فضیحت ہوتا ہی سب کہتے ہین یہ بہت برا آدمی ہی جو اچھون کو طعن تشنیع کرتا ہی اور اگر یہ چاہتا ہی کہ کسی کی عیب پوشی کرون تو اسکو ایسی ہدایت کرتا ہی کہ وہ معیوبون کا بھی عیب نہین کرتا اور جب وہ ہماری یاری و مددگاری کرنا چاہتا ہی تو ہم کو عجز و زاری کی طرف جھکاتا ہی قولہ ای خنک چشمیکہ او گریان اوست ＊ ای ہمایون دل کہ او بریان اوست ＊ از پے ہر گریہ آخر خندہ ایست ＊ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ＊ ہر کجا آب روان سبزہ بود ＊ ہر کجا اشک روان رحمت شود ＊ باش چون دولاب نالان چشم تر ＊ تا ز صحن جانت بر روید خضر ＊ مرحمت فرمود سید عفو کرد ＊ چون ز جرأت توبہ کرد آن روے زرد ＊ رحم خواہی رحم کن بر اشکبار ＊ رحم خواہی بر ضعیفان رحمت آر ＊ المعنی خضر بمعنی سبزہ و سید سردار مراد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زرد مرد و فرماتے ہین ای مخاطب کیسی ٹھنڈک مین وہ آنکھین ہین کہ اسکے خوف و شوق مین گریان ہین اور کیسا مبارک وہ دل ہی کہ اسکے عشق مین بریان ہی یہ وہ گریہ ہی جسکے پیچھے خندہ لگا ہوا ہی یعنے وہ اس مقام پر خندان ہوگا جہان اورون کے رونے کی جگہ ہی پس مرد آخر بین کیسا مبارک بندہ ہی جس کو دور کی سوجھتی ہی ظاہر ہی جہان آب روان ہوتا ہی وہین سبزہ جمتا ہی اور جسکے اشک روان ہوتے ہین وہی مستحق رحمت کا ہوتا ہی پس تو دولاب کے مثل نالان اور چشم ترہ جیسے اسکی آنکھین پر آب و تر ہین گویا وہی دونون ڈول وغیرہ اسکی آنکھین ہین تو تیرے بھی صحن جان سے سبزہ جمے اور تو سرخرو و سرسبز ہوے بعد کے شعر مین پھر رجوع طرف ذکر آن حضرت کے ہی کہ جب اس زرد رو نے اپنی جرأت و گستاخی سے توبہ کی تو آپ نے مرحمت فرمائی اور قصور اسکا معاف کر دیا آخر آنکھین کا تو تو ل ہی ارحموا ترحموا پھر کیون نہ عفو و رحم ہوا اور اسی حدیث کا فحوی یہ شعر ہی کہ رحم چاہتا ہی تو اشکبار پر رحم کر اور ضعیفون پر رحمت

عتاب کرنا جہود کا آگ پر کہ کیون نہین جلاتی ہی اور جواب اس کا

قولہ رو بآتش کرد شہ کاے تند خو ＊ آن جہان سوز طبیعی خوت کو ＊ چون نمی سوزی چہ شد خاصیتت ＊ یا ز بخت ما دگر شد نیتت ＊ مے نہ بخشائی تو بر آتش پرست ＊ آنکہ نپرستد ترا چون او برست ＊ ہرگز ای آتش تو صابر نیستی ＊ چون نسوزی چیست قادر نیستی ＊ چشم بندست ای عجب یا ہوش بند ＊ چون نسوزاند چنین شعلہ سپند ＊ جادوے کردت کسے یا سیمیا ست ＊ یا خلاف طبع تو از بخت ماست ＊ المعنی رو پھیرے کردن متوجہ ادھر ہونا سیمیا نمود بے وجود پھر رجوع فرمایا اصل قصہ کی طرف یعنی وہ جہود برا عتاب آتش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے تند خو تیری وہ تند خوئی اور جہانسوزی جو طبیعی و عزاتی تھی کیا ہوئی کیون نہین انکو جلاتی تیری خاصیت کیا ہوئی یہ ہماری قسمت بگڑ گئی کہ تو اپنی بنیاد سے بگڑ گئی جو تیری یہ تحقیق کو طبیعی ہے تو تو رحم نہین کرتی اور جو پرستش نہین کرتے انکو کیسے چھوڑ دیتی ہی تو جلا دینے پر تو ہرگز صابر نہین ہی

اب جو جلاتی نہین تو کیا سبب ہی آیا قادر نہین ہی مین حیران ہون کہ نہ جلانا تیرا کوئی چشم بندی یا ہوش بندکہ ایسے لنبے لنبے تیرے
شعلے اور کسی کو جلائین نہین کیا کسی نے تجھ پر جادو کردیا یا تو سیمیا ہی یعنی نمود بے وجود کہ برخلاف تیری طبیعت کے کیون
تجھ سے ظہور مین آتا ہی یا ہمارے نصیب کی خوبی قولہ گفت آتش من ہمانم آتشم ٭ اندرآ تا تو ببینی تابشم ٭ طبع من
دیگر نہ گشت و عنصرم ٭ تیغ حقم ہم بدستوری برم ٭ بر در خرگہ سگان ترکمان ٭ چاپلوسی کردہ پیش میہمان ٭ ور بخرگہ بگذرد
بیگانہ رو ٭ حملہ بیند از سگان شیرانہ او ٭ من ز سگ کم نیستم در بندگی ٭ کم ز ترکی نیست حق در زندگی ٭ آتش طبعت اگر
غمگین کند ٭ سوزش از امر ملیک دین کند ٭ آتش طبعت اگر شادی دہد ٭ اندرو شادی ملیک دین نہد ٭ چونکہ غم بینی
تو استغفار کن ٭ غم بامر خالق آمد کار کن ٭ چون بخواہد عین غم شادی شود ٭ عین بند پاے آزادی شود ٭ المعنے
تابشم ای تابش من خرگہ بکسر خیمہ بزرگ ملیک مالک و پادشاہ ترکمان ایک قوم ہی ترکون سے بقول بعضے ترکون سے کمتر ہین
اسیواسطے ان کو ترکمان کہتے ہین ای مانند ترک یعنی بادشاہ جہود کے جواب مین آگ نے کہا کہ مین تو وہی آگ ہون
تو ذرا گھس تو دیکھ تو مجھ مین تاب ہی یا نہین نہ میری طبیعت بدلی ہی نہ میرا عنصر وہی ننگی شمشیر ہون حق کی مگر کاٹتی جب
ہی ہون جب اجازت پاتی ہون دیکھ تو تیرے خیمہ کے دروازے پر کتے اور ترکمان رہتے ہین یا نہین جو مہمانون کی
خاطر خوشامد کرتے ہین اور اگر کوئی بیگانہ صورت خیمہ کی طرف گذرتا ہی تو کیسے حملے شیرانہ ان کے دیکھتا ہی تو مین کیا اُن
کتون سے بھی گھٹ کے ہون اپنے مالک کی بندگی مین اور ان ترکون سے بھی ہیٹی ہون رعایت حق شناسی
مین دیکھ ایک آگ تو وہ ہی جسمین جلجانے سے تیری طبیعت غمگین ہوتی ہی مگر یہ سمجھ لے کہ سوز اُسکا بحکم مالک یوم الدین
کے ہی اور ایک آگ وہ ہی کہ تجکو فرحت و شادی بخشتی ہی جیسے ایام سرما برف کے ملکون مین کہ اُسمین بھی فرحت
اُسی مالک کی رکھی ہوئی ہی پس جب تو غم دیکھے تو خدا سے مغفرت کا خواستگار ہو کہ وہ غم حکم خالق کا ایک کارکن
اور کارندہ ہی اور وہ خالق کہ اگر چاہے تو عین غم کو شادی کردے اور خاص زنجیر و بیڑی کو آزادی بنا دے
الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین سگان ترکمان باضافت لکھا ہی میری دانست مین بجاے
اضافت واو عاطفہ ہو اسواسطے کہ من ز سگ کم الخ اس شعر مین سگ اور ترک دونون کو جدا جدا بیان کیا ہی
اور اس شعر ور بخرگہ الخ دونون مصرعون کے آخر رہی بلکہ آخر مصرع مین او ہونا ضرور ہی اور مرجع اسکا بیگانہ اور
آتش طبعت دونون شعرون مین باضافت لکھا ہی محض مہمل بے معنے بلکہ آتشی مین یا ہونا چاہیے اضافت بالکل لغو ہی
اچھی متن اور اچھی شرح ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو ٭ قولہ باد و خاک و آب و آتش بندہ اند ٭ با من و
تو مردہ باحق زندہ اند ٭ پیش حق آتش ہمیشہ در قیام ٭ ہمچو عاشق روز و شب بیجان مدام ٭ سنگ بر آہن زنے
آتش جہد ٭ ہم بامر حق قدم بیرون نہد ٭ آہن و سنگ ستم بر ہم مزن ٭ کین دو می زایند ہمچون مرد و زن ٭ سنگ
و آہن خود سبب آمد ولیک ٭ تو ببالاتر نگر اے مرد نیک ٭ کاین سبب را آن سبب آورد پیش ٭ بے سبب

گر شد سبب ہرگز بخویش ؛ این سبب را آن سبب عامل کند ؛ باز گاہے بے پر و عاطل کند ؛ وان سببہا کانبیا را رہبر ست ؛ آن سببہا زین سببہا برترست ؛ این سبب را محرم آمد عقل ما ؛ وان سببہا راست محرم انبیا ؛ المعنے عاطل بیکار محرم واقفکار ر و راز دار اب مقولات مولانا رح کے ہین یعنے باد و خاک اور آب آتش سب اسکے بندے تابع فرمان ہین میرے تیرے ساتھ تو مردہ اور حق کے ساتھ زندہ ہین یہ آگ ہمیشہ خدا کے سامنے قیام مین ہی جیسے قیام نمازی کا بادب کہ سواے مقرری جگہ کے کسی طرف آنکھ نہین بدل سکتا اور قیام اسکا یہی کہ چاہے کیسا ہی نیچے جھکا و جھکتی نہین سیدھی ہی ہوتی ہی اور عاشق کی طرح رات دن مردہ اور بیجان اگر راکھ مین دبا دو دبی پڑی رہے گی یا جیسے پتھر مین رات دن دبی رہتی ہی ہمیشہ ہان اگر پتھر پر لوہا مارے گا تو ضرور آگ نکلے گی اسوقت بھی خدا کے حکم سے قدم باہر رکھے گی تو آہن جو تیرا دل ہی اور سنگ ستم کو مت لڑا کہ ان دونون سے آگ پیدا ہوتی ہی جیسے مرد و زن کے بہم ہونے سے بچہ کہ وہ آگ دوزخ ہی جو ستم کو لازم بقول سعدی ع کہ ظالم بدوزخ رود بے سخن ؛ پھر فرماتے ہین یہ جو ہم نے سنگ و آہن کہا ہی یہ بھی ایک سبب ہین تو اے مرد نیک انکا مقید مت ہو اور بلند نظری کر اور اونچی فکر رکھ تو تجھے سوجھے کہ اس سبب کا بھی پیش لانے والا دوسرا سبب ہی ورنہ بے سبب کے آپ سے کوئی سبب کب ہو سکتا ہی تو مسبب حقیقی کی طرف غور کر بس وہی سبب ان سببون کو عامل کر دیتا ہی جب چاہتا ہی اور جب چاہتا ہی بے پر و عاطل کر دیتا ہی جملہ شی کا اڑان و قیام اسی سبب سے ہی اور بجاے مسبب سبب کہنا کمال مبالغہ ہی مثل زید عدل کے اب فرماتے ہین یہ سبب تو عام طور پر کہے گئے اور وہ سبب خاص جو انبیا کے رہبر ہین وہ سبب ان سببون سے بڑھکر ہین آن سببون کی تو محرم ہماری عقل ہی اور ان سببون کے محرم انبیا ہی ہین وہی خوب جانتے ہین الخلاف پھر شرح اور متن دونون مین باز گاہے کی جگہہ بار گاہے لکھا ہی شاید کاتب کی غلطی ہو ؛ قولہ این سبب چہ بود بتازی گو رسن ؛ اندرین چہ این رسن آمد بفن ؛ گردش چرخ این رسن را علت ست ؛ چرخ گردان را ندیدن زلت ست ؛ این رسنہاے سبب را در جہان ؛ ہان وہان زین چرخ سرگردان مدان ؛ تا نمانی صفر و سرگردان چو چرخ ؛ تا نسوزی تو زبیمغزی چو مرخ ؛ باد و آتش می شوند از امر حق ؛ ہر دو سرمست آمدند از خمر حق ؛ آب حلم و آتش خشم اے پسر ؛ ہم ز حق بینی چو بکشائی نظر ؛ گر نبودی واقف از حق جان باد ؛ فرق چون کردی میان قوم عاد ؛ المعنی سبب بفتحتین رسن فن بفتح و تخفیف نون ہنر و داو کشتی و بتشدید حال و گونہ و نوع ہر چیز مرخ بالفتح چوب آتش زنہ اے چقمق عاد قوم ہود کہ طوفان باد سے ہلاک ہوئی اوپر جو کہا ہی این سبب را محرم آمد الخ اسی کی یہ تمثیل و توضیح ہی کہ سبب عربی مین رسی کو کہتے ہین اور چاہ مراد دنیا سے اور سبب اسم جنس ہی قلیل کثیر سب کو شامل یعنے سارے سبب کہ وہ بمنزلہ رسن کے ہین ہر گونہ اور ہر نوع سے اس چاہ دنیا مین آتے ہین اور علت انکے آنے کی گردش چرخ ہی جیسے چاہ ظاہری مین گردش چرخ چاہ سے رسی

چاہ مین جاتی ہی اور اُس سے پانی نکالا جاتا ہی ایسے ہی اس رسی پر بھی نتائج مترتب ہوتے ہین خواہ نیک خواہ بد اور یہ گردش چرخ کی بارادۂ الٰہی ہی نہ خود بخود پس اس صدور اسباب مین چرخ گردان کی گردش کو نہ دیکھنا اور اپنی ذوات کو سمجھنا کہ فلان سبب ہمنے کیے تو فلان نتیجہ پیدا ہوا یہ ایک لغزش اور بڑ گنے کی بات ہی کس واسطے کہ گردش فلکی خود مشیت ایزدی ہی اور نیران رسیون کو سبب کی جو جہان مین ہین خبردار خبردار خاص الخاص چرخ گردان سے بھی مت جان کہ یہ بھی باطل ہی اکثر عقلانے ایسا ہی سمجھا ہی اور فرقہ ضالہ سے ٹھہرے ہین اگر چرخ سے سمجھے گا تو چرخ ہی کی طرح صفر بنے گا ای خالی اور سرگردان رہے گا اور چوب چقمق کی طرح بےمغزی سے آتش دوزخ مین جلیگا سرگردانی چرخ کی ظاہر اور خالی ہونا اسکا بھی اسکے جوف سے واضح باد وآتش جو جہان مین ہین خدا ہی کے حکم سے ہین اور اُسی کے مطیع فرمان اور اُسی کی شراب محبت وطاعت مین سرمست حلم جو مثل آب کے ہی اور خشم مثل آتش کے ای پسر اگر تو آنکھ کھول کے دیکھے گا تو اُسی سے سمجھے گا خیال تو کر قوم عاد کے مومن و کافر اور نیک و بد مین کیسا فرق کیا پھر کیسے کہا جاے کہ جان باد کی واقف حق سے نہین ہی اختلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین چرخ گردون لکھا ہی میری دانست مین گردان ہوگا غلطی کاتب کی ہی اور شرح مین تانمانی سے کے بجاے تانمائی بھی غلط ہی

قصہ ہلاک کرنا ہوا کا قوم ہود علیہ السلام کو

قولہ ہود گرد مومنان خطے کشید ❊ نرم میشد باد کانجا میرسید ❊ ہر کہ بیرون بود زان خط جملہ را ❊ پارہ پارہ می شکست اندر ہوا ❊ ہمچنین شیبان راعی میکشید ❊ گرد بر گرد رمہ خطے پدید ❊ چون بجمعہ میشد او وقت نماز ❊ تا نیارد گرگ آنجا ترکتاز ❊ ہیچ گرگے در نرفتے اندران ❊ گوسپندے ہم نگشتے زان نشان ❊ باد حرص گرگ و حرص گوسپند ❊ دائرہ مرد خدا را بود بند ❊ الٰہی شیبان نام ایک عارف باللہ کا ہی کہ شبانی کرتے تھے راعی شبان ترکتاز ہندی دوڑ جھپٹ حضرت ہود نے جو قوم عاد مین پیغمبر تھے جب ان لوگون پر طوفان باد کا آیا تو مومنون کے گرد خط کھینچ دیا تھا جسوقت ہوا وہان پہونچتی تھی نرم وملائم ہوجاتی تھی اور جتنے اُس خط سے باہر تھے سب کو ہوا (یعنی جوف فلک) مین لیجا کے توڑتی تھی ایسے ہی حضرت شیبان کہ چرواہے تھے اپنی بکریون کے گلے کے گرداگرد ایک خط کھینچ دیتے تھے اور شہر کو جمعہ کی نماز کیواسطے چلے جاتے تھے تا بھیڑیے کی ترکتاز سے محفوظ رہین پس نہ کوئی بھیڑیا اُس دائرے کے اندر جا سکتا تھا نہ کوئی بکری اُس نشان سے ٹھہر سکتی تھی یہ دائرہ اُس مرد خدا کا باد حرص گرگ اور گوسپند دونون کے واسطے بند اور قید تھا اختلاف شرح بحر العلوم مین می شکست پورا لکھا ہی قولہ ہمچنین باد اجل باعارفان ❊ نرم وخوش ہمچون نسیم بوستان ❊ آتش ابراہیم را دندان نزد ❊ چون گزیدہ حق بود چونش گزد ❊ آتش شہوت نسوزد اہل دین ❊ باغیان را برد تا قعر زمین ❊ موج دریا چون بامر حق بتاخت ❊ اہل موسی را ز قبطی واشناخت ❊ خاک قارون را چو فرمان در رسید ❊ با زر و تختش بقعر خود کشید ❊ آب و گل چون از دم عیسے چرید ❊

بال و پر بکشاد مرغے شد پرید ؛ از دہانت چون بر آید حمد حق ؛ مرغ جنت سازدش رب الفلق ؛ ہست تسبیحت بجاے
آب و گل ؛ مرغ جنت شد ز نفخ صدق دل ؛ کوہ طور از نور موسے شد برقص ؛ صوفے کامل شد و رست از نقص ؛ چہ
عجب گر کوہ صوفی شد عزیز ؛ جسم موسے از کلوخی بود نیز ؛ المعنی گزیدہ چپاہوا قعر حد عمق ہر شی قبیط نام قوم فرعون چرید
امر دید جیساکہ چریدن دارد بمعنی دیدن دارد وکے ہو فلق لغتحتین سپیدہ صبح صادق نقص بالفتح کمی فرماتے ہین جیسے ہوا
طوفان کی قوم عاد کے مومنون سے نرمی کرتی تھی ایسے ہی باد اجل کی جان عارفون کے واسطے نرم و خوش مثل نسیم بوستان
کے ہوجاتی ہی آتش نے حضرت ابراہیم کو دانت نہ لگایا گو اور جو کچھ سامنے پڑتا ہی درگذر نہین کرتی اس واسطے کہ وہ گزیدہ
حق کے تھے پھر گزیدہ کو کیسے گزیدہ کر سکے جو اہل دین ہین اُنکو آتش شہوت کی نہین جلا سکتی اور جو باغی ہین اُنکو قعر زمین
مین لیجاتی ہی جہان دوزخ ہی موج دریاے نیل جو حکم حق کی تعمیل مین شتابان ہوئی کیسا اہل موسے کو قبطیون سے پہچان لیا
کہ وہ بچ گئے یہ غرق ہوئے خاک کو جو حکم حق کا قارون کے خسف کا پہونچا جیساکہ فرمایا فخسفنا بہ وبدارہ الارض
یعنے دھنسا دیا ہم نے اُسکو اُسکے گھر سمیت زمین مین کیسے مع زر و سیم کے اُسکو اپنے قعر مین لیگئی اور اُس مرغ نے جو حضرت
عیسے سے آب و گل دیکھا یعنے آب و گل سے اُنھون نے اُسکو بنایا کہ وہ چمگادڑ تھا جیساکہ قرآن مجید مین ہی اذ تخلق
من الطین کہیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیہ فیکون طیرا باذنی یعنے اے عیسے جسوقت بنایا تو نے مٹی سے مثل صورت پرندکے
موافق میرے حکم کے پھر پھونکتا تھا تو اُسمین دم پس وہ طائر پرندہ ہوگیا میرے حکم سے حکم خدا سے طائر ہوا اور اُڑنے لگا
ایسا ان کے دم کو اثر بخشا تھا جسوقت تیرے منھ سے حمد حق نکلتی ہی پروردگار سپیدی صبح کا اُسکو ایک مرغ جنت کا بناتا ہی
حضرت عیسے نے تو آب و گل سے بنا کر دم پھونکا تھا کہ وہ اُڑ گیا اس مرغ کی جو تیری حمد سے بنتا ہی تیری تسبیح اُسکے بجاے
آب و گل کے ہی اور صدق دل سے پڑھنا بجاے دم کے ہی اور مرغ عیسے کو مارکے خدا تعالی نے دوسرا مرغ اسی شان کا
اپنی قدرت سے پیدا کیا اور تیرے بنائے ہوے تو بدستور سب زندہ اور بیشمار کوہ طور کو تو دیکھ نور موسے سے کہ یہ مجازاً فرمایا
ہی اس وجہ سے کہ آخر تھا تو وہ اُنھین کی استدعا سے رقص مین آکر کیسا صوفی کامل ہوا اور نقص سے چھوٹ گیا تو گو تنگی
آنکھ کا سرمہ بنا صوفی بنظر اُسکے وجد و رقص اور باعتبار اسکے کہ اکثر پہاڑون پر گھاس لیٹی ہوتی ہی جیسے صوفی صوف
مین لپٹا ہوتا ہی اور کہتے ہین کیا تعجب جو کوہ صوفی ایسا عزیز ہوا کہ آنکھون کا سرمہ بنگیا حالانکہ ایک جماد تھا حضرت موسی کا
جسم بھی تو کلوخ سے تھا کما قال عزوجل خلق الانسان من صلصال کالفخار یعنے پیدا کیا اُسنے انسان کو جو مراد آدم علیہ
السلام سے ہی خشک مٹی بولتی کھنکناتی سے کہ وہ بھی جماد تھی

طنز و انکار کرنا پادشاہ جہود کا اور نصیحت ناصحون کی

قولہ این عجائب دید آن شاہ جہود ؛ جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود ؛ ناصحان گفتند از حد مگذران ؛ تو مرکب استیزہ را
چندین مران ؛ بگذر از کشتن مکن این فعل بد ؛ بعد ازین آتش مزن در جان خود ؛ ناصحان را دست بست و بند کرد ؛

ظلم را پیوند در پیوند کرد ؛ بانگ آمد کار چون اینجا رسید ؛ پا بدار ای سگ کہ قہر ما رسید ؛ المعنی جز کہ مین دونون کاف زائدہ ہین پابدار جسکی ہندی ہی ٹھہر ارہ فرماتے ہین کہ اُس شاہ جہود نے یہ عجائبات سب دیکھے تاہم سوائے طنز و انکار کے کوئی بات نہ کی ناصح لوگون نے سمجھایا کہ یہ فعل تیرا حد سے بڑھ گیا اب زیادہ تیزی مت کر اور اس قدر گھوڑا خصومت کا تیز مت ہانک یہ فعل بد چھوڑ کیون مخلوق کو مارے ڈالتا ہی اور اپنی جان مین آگ لگاتا ہی نہ سُنا بلکہ اُن کے ہاتھ باندھے اور قید کیا اور ظلم کو پیوند در پیوند بنایا جب یہ نوبت پہونچی تو آواز آئی کہ ٹھہرارہ ای کُتّے اب قہر ہمارا آیا الخلاف شرح بحرالعلوم مین بعد اسکے سرخی لکھی ہی اور سرخی مین لکھا ہی برجستن آتش چہل گز بجائے چہل گز اور نسخہ متن مین سرخی نہین ہی اگرچہ یہ غلطی اور مثل اسکے کاتبون کی ہی لیکن ہر جگہ صحت کا وثوق بھی تو نہین ہو سکتا اسی سبب سے بناہین دلیری کی جاتی ہی قولہ بعد ازان آتش چہل گز بر فروخت ؛ حلقہ گشت و آن جہودان را بسوخت ؛ اصل ایشان بود آتش ز ابتدا ؛ سوے اصل خویش رفتند انتہا ؛ ہم ز آتش زادہ بودند آن فریق ؛ جزوہا را سوے کل باشد طریق ؛ ہم ز آتش زادہ بودند آن خسان ؛ حرف میراندند از نار دخان ؛ آتشے بودند مومن سوز بس ؛ سوخت خود را آتش ایشان چو خس ؛ آنکہ او بودست ام الہاویہ ؛ ہاویہ آمد مر او را زاویہ ؛ مادر فرزند جویان ویست ؛ اصلہا مر فرعہا را در پیست ؛ آب اندر حوض گر زندانیست ؛ باد نشفش میکند کان کانیست ؛ میرہاند میبرد تا معدنش ؛ اندک اندک تا نہ بینی بردنش ؛ وین نفس جانہاے ما را ہمچنان ؛ اندک اندک وزدد از حبس جہان ؛ المعنی بعد اس بانگ کے چالیس گز اونچی آگ بھڑکی اور حلقہ کرکے اُن جہودون کو جلا دیا چونکہ اصل مین ابتدا اُنکی آگ سے تھی لاجرم اپنی اصل کیطرف گئے لہذا انتہا بھی اُنکی آگ ہی پہونچی بعد کا شعر مکرر ہی اور پر ہو چکا یہ خس ناچیز سب آتش زادہ تھے اسی سبب سے تو دود و آتش کی باتین کرتے تھے اسی کا نتیجہ تھا جو آگ بھڑکائی تھی یہ ایک آگ مومن سوز تھی انکی آگ نے خود انھین کو مثل خس کے جلایا کسواسطے کہ جو شخص کہ ام الہاویہ ہی یعنی مان اُسکی ہاویہ کہ اُس سے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا فامہ ہاویہ اُسکا زاویہ بھی ہاویہ ہی ہوگا یعنے گوشۂ قبر جیسے مان اپنے فرزند کی جویان ہوتی ہی اور تمامی اصلین اپنی فرعون کی درپے ہوتی ہین دیکھو پانی حوض کا اگرچہ زندانی ہی لیکن ہوا اسکو جذب کرتی اور کھینچتی ہی کس واسطے کہ کانی ہی بس اسکو اس قید سے چھڑاتی ہی اور اسکے معدن تک لیجاتی ہی اور تھوڑا تھوڑا کرکے تا اُسکے لیجانے کو کوئی نہ دیکھے جیسا کہ کہا ہی کل شئے یرجع الی اصلہ ایسے ہی جیسے ہوا پانی کو لیجاتی ہی ہماری سانس بھی ہماری جان کو تھوڑا تھوڑا قید جہان سے چھڑاتی ہی اسلیے کہ سانسون ہی کا شمار ہی جتنی یہ کم ہوتی ہین اُتنا ہی یہ رہائی سے قریب ہوتا جاتا ہی الخلاف شرح بحرالعلوم مین ہم ز آتش زاد بجائے زادہ اور بجائے میکند کان کانیست کار کانی غلط لکھا ہی ایسے ہی بجائے حبس حلبس شرح متن دونون مین قولہ تا الیہ یصعد اطیاب الکلم ؛ صاعدًا منا الی حیث علم ؛ ترتقی انفاسنا بالاتقا ؛ متحفا منے الی دار البقا ؛ ثم یاتینا مکافات المقال ؛ ضعف ذاک رحمۃ من ذی الجلال ؛ ثم یلجینا الی امثالہا ؛

کے نیال العبد تمانا لہا ❊ ہکذا تعرج وتنزل دائما ❊ ذا فلا زالت علیہ قائما ❊ المعنی ترجمہ پہلے شعر کا طرف اسکے صعود کرتے ہین پاکیزہ کلمے درانحالیکہ صعود کرنے والے ہین ہمسے طرف جگہ معلوم کے دوسرے کا ترجمہ اوپر جاتے ہین انفاس ہماری پاکی وپرہیزگاری سے اس حال مین کہ تحفہ بھیجتے ہین ہمسے طرف دار آخرت کے تیسرے شعر کا پھر آتا ہی ہمارے واسطے بدلا ہماری باتون کا دونا کہ یہ رحمت ذوالجلال سے ہی چوتھے شعر کا پھر مضطر کرتا ہی ہمکو طرف امثال اس انفاس کے تا پہونچے بندہ اس چیز کو کہ پہونچا تھا اس سے پہلے اسکو پانچوین شعر کا ایسے ہی عروج کرتے ہین اور نزول کرتے ہین انفاس ہمیشہ یہ ہی جو کہا گیا بس ہمیشہ انفاس اسپر قائم ہین خلاصہ ان اشعار عربیہ کا یہ ہی کہ پہلے شعر مین اقتباس ہی آیت کریمہ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ سے معنی یہ کہ طرف اسکے صعود کرتے ہین کلمے طیب اور عمل صالح بلندی پکڑتے ہین یعنے جو کلمے کہ طیب و پاکیزہ ہین وہ ہمسے صعود کرتے ہین مکان معلوم اعلے کیطرف اور ہماری پاکیزگی وپرہیزگاری سے وہ ترقی کرتے ہین جسقدر وہ پاکیزگی ہو اسی قدر علو ہو اور ہماری جانب سے تحفہ دار آخرت کا بنتے ہین پھر اللہ تعالی ان کلمات کا دونا بدلا اپنی رحمت سے ہمکو دیتا ہی اور ہمکو انکی امثال کی طرف جیسے وہ طیب و پاکیزہ تھے مضطر کرتا ہی تاہم اسی بدلے کو پہونچین جو پا چکے ہین پس اسیطرح عروج و نزول ای اتار چڑھاو کلمات کا ہی جو طیب ہین خود انکی نسبت فرمایا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء یعنے کلمے طیب مثل درخت طیب کے ہین اصل اسکی ثابت اور شاخین اسکی آسمان مین ہین اور کلمات خبیثہ کی جانب ارشاد کیا کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ان اجتثت من فوق الارض ما لہا من قرار یعنے کلمات خبیثہ ایسے ہین جیسے درخت خبیثہ کہ فوق زمین سے نہین اگتا نہ اسکے لیے قرار ہی قولہ پارسی گوئیم یعنے این کشش ❊ زان طرف آمد کہ آمد این چشش ❊ چشم ہر قومے بسوے ماندہ است ❊ کان طرف یکروز ذوقے راندہ است ❊ ذوق جنس از جنس خود باشد یقین ❊ ذوق جز از کل خود باشد ببین ❊ تا مگر آن قابل جنسے بود ❊ چون بدو پیوست جنس او شود ❊ ہمچون آب و نان کہ جنس ما نبود ❊ گشت جنس ما و اندر ما فزود ❊ نقش جنسیت ندارد آب و نان ❊ ز اعتبار آخر او را جنس دان ❊ ور ز غیر جنس باشد ذوق ما ❊ آن مگر مانند باشد جنس را ❊ آنکہ مانندست باشد عاریت ❊ عاریت باقی نماند عاقبت ❊ مرغ را گر ذوق آید از صفیر ❊ چونکہ جنس خود نیابد شد نفیر ❊ تشنہ را گر ذوق آید از سراب ❊ چون رسد در وے گریزد جوید آب ❊ مفلسان گر خوش شوند از زر قلب ❊ لیک آن رسوا شود در دار ضرب ❊ تا زر اندودیت از رہ نفگند ❊ تا خیال کژ ترا چہ نفگند ❊ از کلیلہ باز خوان این قصہ را ❊ وندران قصہ طلب کن حصہ را ❊ المعنی چشش حاصل مصدر چشیدن سے آخر آب و دانہ قلب ہندی کھوٹا دار ضرب ٹکسال فرماتے ہین کہ یہ جو ہم نے عربی مین کہا ہی ثم یلجینا الی آخرہ اب اسکو ہم پارسی مین کہتے ہین کہ یہ کشش کلمات طیبہ کی طرف اسی سبب سے ہمکو ہوتی ہی کہ وہ چکھی دوسنے بدے کی یعنے پا لی ہی لہذا اسی طرف سے یہ کشش آتی ہی معمول ہی کہ اگر کوئی قوم کسی دن کسی طرف ذوق رانی کرتی ہی اور مزہ اٹھاتی ہی اسکی آنکھین ادھر ہی کو لگی رہتی ہین کہ پھر وہی مزہ اٹھاوین ظاہر ہی کہ جنس کو مزہ

اپنی جنس سے ملتا ہی اور ہر جز کو ذوق اپنے کل کا ہوتا ہی کہ اُسین جا ملون اسواسطے جو کلمات طیبات ہمسے صادر ہوتے
ہین سب اُدھر ہی کو اپنی جنس کی طرف صعود کرتے ہین یا غیر جنس مگر وہ غیر جنس قابل کسی جنس کے ہو اور لیاقت جنسیت کی
رکھتا ہو تو وہ بھی جب کسی جنس سے ملتا ہی اُسی جنس سے ہو جاتا ہی جیسے آب و نان کہ یہ ہماری جنس سے نہ تھا اب ہم مین
جو افزون ہوا ہماری جنس سے ہو گیا غا ہر ہی کہ آب و نان مین نقش جنسیت کا نہین ہی البتہ غذا و خوراک کے اعتبار سے
کہ یہ لیاقت جنس ہو جانے کی اُسین ہی اسلیے اسکو جنس جاننا چاہیے کہ مثل جنس کے ہی اسی سبب سے اب جو اس غیر
جنس سے ہم مزہ پاتے ہین اور لطف اُٹھاتے ہین تو اور کوئی بات نہین مگر یہی کہ مانند جنس کے ہی لیکن جو چیز کہ مثل و مانند
کسی چیز کے ہوتی ہی بجز اُس کل کے وہ عاریتی ہوتی ہی اور عاریتی انجام کار باقی نہین رہتی زائل ہو جاتی ہی جیسے مرغ کو
صفیر سے بلاتے ہین اور وہ ذوق مین اپنے آکر لوٹنے لگتا ہی مگر جب جانتا ہی کہ میرے ہمجنس کی یہ آواز نہین ہی تو نفرت
کرتا ہی ایسے ہی پیاسے کو اگرچہ ذوق و مزہ شراب سے ملے مگر جب نوبت درد کی پہونچتی ہی جو خمار کے وقت ہوتا ہی تو
شراب سے بھاگتا ہی اور پانی ہی ڈھونڈھتا ہی مفلس آدمی اگرچہ زر قلب سے جو بظاہر مثل کھرے کے ہوتا ہی خوش
ہو جاتا ہی لیکن جب ٹکسال مین جاتا ہی تو فضیحت ہوتا ہی یہ تینون شعر مثال اوپر کے کلام کے تھے کہ مانند عاریت ہوتا ہی
آب موافق ذکر کھرے کھوٹے کے نصیحۃً فرماتے ہین کہ خبردار تو زراندودی کر کے اپنی راہ مت بگاڑیو اور خبردار خیالات
کج سے آپکو کنوین مین مت گرائیو اور اُسی پر حکایت آیندہ شیر کی ہی جو عکس کو دوسرا شیر سمجھ کے کنوین مین گرا تھا
نقل فرمائی دیکھو ہندا

قصۂ نخچیرون کا اور بیان توکل اور ترک جہد کا

قولہ طائفۂ نخچیر در وادیِ خوش ٭ بود شان با شیر دائم کشمکش ٭ بسکہ آن شیر از کمین در میر بود ٭ آن چرا بر جملہ ناخوش
گشتہ بود ٭ حیلہ کردند آمدند ایشان بشیر ٭ کز وظیفہ ما ترا داریم سیر ٭ جز وظیفہ در پے صیدے میا ٭ تا نگردد تلخ بر ما این
گیا ٭ المعنی نخچیر شکار کرنا اور ہر چیز شکار کی نخچیر مین با قرب کی ہی ای نزد شیر یعنے ایک جنگل سر سبز و شاداب مین ایک
گروہ نخچیر کا تھا وہان ایک شیر بھی رہتا تھا جس سے نخچیر دائم کشمکش مین تھے اس سبب سے کہ شیر تاک گھات لگا کے
ایک کو اُن مین سے اُٹھا لیجاتا تھا لہذا وہ چراگاہ اُنپر ناخوش ہو گیا تھا ناچار سب نے مل کے حیلہ کیا اور شیر کے پاس
آئے کہ ہم تجکو تیرا راتب روز پہونچائے جائینگے بھوکا نہین رکھین گے بس سوا اس راتب کے پھر کسی شکار کے پیچھے مت آئیو
تا یہ گیاہ و سبزہ ہم پر ناگوار نہو بفراغت چرین اور چلین پھرین

جواب شیر کا نخچیر کو اور بیان صفت جہد

قولہ گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر ٭ مکرہا بس دیدہ ام از زید و بکر ٭ من ہلاک قول و فعل مردمم ٭ من گزیدہ زخم مار و کژدمم ٭
نفس ہر دم از درونم در کمین ٭ از ہمہ مردم بتر در مکر و کین ٭ گوش من لایلدغ المومن شنید ٭ قول پیغمبر بجان و دل گزید ٭

المعنی لایلدغ المومن سے اشارہ طرف حدیث لایلدغ المومن من حجر مرتین یعنے مرد مومن عاقل ایک سوراخ سے دو دفعہ
ورد نیش کا نہین اٹھاتا پہلی ہی دفعہ مین ہوشیار ہوجاتا ہی الغرض شیر نے کہا اچھا بشرطے کہ تم اس بات کو پورا کرو
نہ مکر و فریب تم مین سے لوگون سے کے داؤ پیچ بہت دیکھے ہین مین تو لوگون کے قول و فعل کا مارا ہوا ہون اور بہت سانپ
بچھوون کا کاٹا ہوا ہون اور وہ الم کشیدہ محنت و تلخی دیدہ میرا اپنا نفس جو میرے درون مین ہی ہر وقت تاک لگائے ہوے
ہی اور مکر و کینہ مین سب سے بتر مین نے حدیث لایلدغ المومن سنی ہی اور قول پیغمبر کا بجان و دل مانا ہی
اور اختیار کیا

پھر ترجیح دینا نخچیر کا توکل کو جہد پر

قولہ جملہ گفتند ای حکیم با خبر ❊ الحذر دع لیس یغنے عن قدر ❊ در حذر شوریدن شور و شرست ❊ رو توکل کن توکل بہتر
است ❊ با قضا پنجہ مزن ای تند و تیز ❊ تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز ❊ مرد باید بود پیش حکم حق ❊ تا نیاید زخمت از رب الفلق ❊
المعنی دوسرا مصرع تلمیح ہی کلام پاک سے یعنے حذر جو بچنا کسی چیز سے ہی اسکو چھوڑ کہ یہ حکم آلہی سے بے پروا نہین کرسکتا
اور بچا نہین سکتا بچاؤ کرنا تو شور مین لانا شور و شر کا ہی یعنے شور و شر پیدا کرنا ہی توکل کر کہ توکل سے بہتر کوئی چیز نہین ہی
اور توکل نکرنا گویا قضا سے پنجہ تند و تیز کرنا ہی اور جب اسپر پنجہ تیز کریگا تو وہ بھی تجھ سے لڑیگی پھر تجھ مین مجال اسکے
ساتھ لڑنے کی کہان ہی تو تو مرد بن کے حکم حق کے سامنے آ اور بجا لا جو کچھ گرم و سرد پیش آوے اسکو جھیل تو تجکو
زخمت پروردگار صبح سے نہ پہونچے

پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل و تسلیم پر

قولہ گفت آرے گر توکل رہبرست ❊ این سبب ہم سنت پیغمبرست ❊ گفت پیغمبر بآواز بلند ❊ با توکل زانوے اشتر بہ بند ❊
رمز الکاسب حبیب اللہ شنو ❊ از توکل در سبب کاہل مشو ❊ رو توکل کن تو با کسب عمو ❊ جہد می کن کسب می کن
مو بمو ❊ جہد کن جدی نماتا وارہی ❊ ور تو از جہدش بمانی ابلہی ❊ المعنی توکل خدا کے حوالہ کردینا اور اسباب دنیا
سے دل اٹھانا دوسرے شعر کے دوسرے مصرع سے اشارہ اس حدیث کی طرف ہی اعقلہا و توکل علی اللہ
پانچوین مصرع مین بھی تلمیح بحدیث شریف ہی چنانچہ کہا الکاسب حبیب اللہ پہلی حدیث کا ترجمہ پاؤن باندھو اسکا
اور اللہ پر بھروسا کر نقل ہی ایک اعرابی اپنے اونٹ کو ویسے ہی چھوڑ دیتا تھا توکلت علی اللہ آنحضرت نے فرمایا
اعقلہا و توکل علی اللہ جہد بالضم و بالفتح طاقت و کوشش و رنج و مشقت عمو گمراہی و خواری کسب بالفتح محنت حاصل
کرنا مجازاً پیشہ و ہنر خلاصہ سب کا یہ کہ شیر نے کہا سچ ہی لیکن اگر توکل رہبر ہی تو سبب بھی سنت پیغمبر کی ہی جیسا کہ فرمایا
الکسب سنتی کیا با آواز بلند برملا فرمایا ہی کہ پاؤن اونٹ کا باندھو پھر خدا پر بھروسا کر کیا بندھا ہوا نہین گم ہوسکتا
اور الکاسب حبیب اللہ کے رمز سے واقف ہونا چاہیے پس تیرا توکل اختیار کر کے سبب مین سستی نہین کرنا چاہیے

کہ کاہل سبب کا گویا عدو اللہ ہی پس جا توکل کسب کے ساتھ کہ خلاف اسکے گمراہی ہی اور انجام ہر کسب کا توکل ہی پس یا ال بھر جہد و کسب مین فروگذاشت نکر مثلاً کھیت جوتنا بونا اور سامان اسکے درست کرنا کسب و جہد ہی جمنا و انہ ہونا یہ توکل ہی کہ آدمی کے اختیار سے خارج ہی پھر تاکیداً بتکرار فرمایا کہ جہد و جہد کر تو تو رنج و تکالیف سے خلاص پائیگا اگر تو جہد نہین کریگا اور توکل کے حیلہ سے جہد چھوڑ دیگا تو تجھسا احمق کون ✤

پھر ترجیح دینا توکل کا نخچیر کی جانب سے کسب و جہد پر

قولہ قوم گفتندش کہ کسب از ضعف خلق ✤ لقمۂ تزویر دان بر قدر حلق ✤ پس بدانکہ کسبہا از ضعف خاست ✤ در توکل تکیہ بر غیرے خطاست ✤ نیست کسبے از توکل خوبتر ✤ چیست از تسلیم خود محبوب تر ✤ بس گریزند از بلا سوی بلا ✤ بس جہند از مار سوے اژدہا ✤ حیلہ کرد انسان و حیلہ اش دام بود ✤ آنکہ جان پنداشت خون آشام بود ✤ در ببست و دشمن اندر خانہ بود ✤ حیلۂ فرعون زین افسانہ بود ✤ صد ہزاران طفل کشت آن کینہ کش ✤ وانکہ او میجست اندر خانہ اش ✤ دیدۂ ما چون بسی علت درو ست ✤ رو فنا کن دید خود در دید دوست ✤ دید ما را دید او نعم العوض ✤ یابی اندر دید او کلی غرض ✤ طفل تا گیرا و تا پویا نبود ✤ مرکبش جز گردن بابا نبود ✤ چون فضولی کرد و دست و پا نمود ✤ در عنا افتاد و در کور و کبود ✤ جانہاے خلق پیش از دست و پا ✤ می پریدند از وفا سوے صفا ✤ چون بامر اہبطوا بندی شدند ✤ حبس خشم و حرص و خرسندی شدند ✤ ما عیال حضرتیم و شیر خواہ ✤ گفت الخلق عیال للالہ ✤ آنکہ او از آسمان باران دہد ✤ ہم تواند کو برحمت نان دہد ✤ المعنی اہبطوا سے اقتباس اس آیت کا ہی قلنا اہبطوا بعضکم لبعض عدو یہ قول اللہ تعالے کا اسوقت صادر ہوا ہی جو آدم و حوا وغیرہم کو آسمان سے زمین پر بھیجا ہی یعنے اترجاؤ تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن ہوا ور عیال للالہ یہ مقتبس ہی حدیث شریف الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الے اللہ من احسن الے عیالہ سے یعنے مخلوق اللہ کی عیال ہین پس بڑا دوست اللہ کا وہ ہی جو اسکی عیال سے احسان کرے خلاصہ ان اشعار کا یہ ہی کہ قوم نے جو مراد نخچیر سے ہی کہا کہ کسب تو مخلوق کے ضعف سے ہی کہ یہ متحمل توکل کی نہوئی اور کسب لقمہ مکر و فریب کا ہی اسواسطے کہ اندازہ حلق سے زیادہ ہی کافی وہی ہی جو بقدر حلق کے ہی اور وہ ضرور ملیگا پس جان کہ کسب ضعف سے پیدا ہوا اسواسطے کہ توکل مین غیر پر بھروسا کرنا خطا ہی اور ایسا صبر کسی کو نہین کوئی کسب توکل سے خوب نہین ہی بھلا بتا تو تسلیم سے بڑھکے اور کونسی چیز محبوب تر ہوگی اکثر ایسے ہین کہ بلا سے بلا کیطرف بھاگتے ہین یعنے محتاجی سے توکل چھوڑ کے کسب کیطرف بھاگتے ہین کہ یہ دوسری بلا ہی گویا مار سے اژدہا کی جانب جانا دیکھا انسان حیلہ کرتا ہی وہ حیلہ اسکے حق مین دام ہوجاتا ہی یہ جسکو جان جانتا ہے وہ اسکا خون پینے والا ہوجاتا ہی شعر مابعد اسکی تفسیر ہی کہ دروازہ تو بند کیا اور دشمن اپنے گھر مین تھا اسی قسم کا تو قصہ فرعون کا تھا کہ اسکے اولاد نہ تھی یہ حیلہ کیا کہ حضرت موسیٰ کو فرزند اپنا بناؤن وہ اسکے حق مین دام ہوے اور خون آشام کیسا اس حیلہ سے دام مین انکے پھنسا اور غرق ہوا لاکھون بچے لوگون کے مارے اور جس بچے سے ڈرتا تھا اور جسکو

ڈھونڈھتا تھا وہ خود اسکے پاس وجود یعنے حضرت موسیٰ کسواسطے کہ کاہنون نے اسکو خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل سے
ایک لڑکا ہوگا وہ تجکو ماریگا اسلیے یہ بنی اسرائیل کے لڑکون کو قتل کرتا تھا لڑکیون کو چھوڑتا تھا جیسا کہ قرآن مجید مین ہی
یذبحون ابنائکم ویستحیون نسائکم لیکن جب انکی ماں حاملہ ہوئین قدرت خدا سے اول تو وہ حمل چھپا رہا جب یہ پیدا ہوئے
انکی مان نے ایک تابوت مین رکھ کے رود نیل مین بہادیا فرعون نے نکلوایا اور حسب استدعا حضرت آسیہ کے جو اسکی
زوجہ تھین فرزندی مین اختیار کیا اسی کو حضرت مولانا رح نے فرمایا ہی انچہ او میجست الخ پس وجہ استدلال تنجیر کی یہ کہ فرعون
کے حیلون کے سببون سے کیا نتیجہ نکلا جو ہونا تھا وہ ہوا ہماری آنکھ جسمین بہت سی علت اور سبب جمع ہوئے
ہین کہ اس سبب سے یہ نفع ہوگا اس سے یہ ضرر تو جا اور اس دید کو دید دوست مین فنا کر اور مٹا دے سوا اسکے کسی
علت کو دیکھ نہ کسی سبب کو دوست کی رضا پر راضی ہو ہماری دید کے عوض مین جو اسکی دید ملجاے تو اسکو نعم العوض
یعنے بہت ہی اچھا عوض جان کہ ساری غرضین اس سے حاصل ہوتی ہین اور سب مقصود اسی مین ہین دیکھ تو بچہ
جبتک گیرا و پویا جو مراد چلنے پھرنے اور گرفت وگیر سے ہی کہ ہر چیز کو پکڑ کے کھڑا ہوجاتا ہی اور چلتا ہی نہ تھا تب تک گردن
بابا کی اسکا مرکب تھا اسکی کندھیا چڑھتا رہا جب فضولی کی اور ہاتھ پاؤن اپنے ظاہر کیے کیسا رنج اور کور وکبود مین
پڑا ای سیاہی وتاریکی مین کہ عبارت خرابی سے ہی آور تو مخلوق کی جانین جب عالم ارواح مین تھین اور دست و پاکہ
مراد جسم سے ہی نہ تھے کیسی وفا وصفا مین اڑتی پھرتی تھین یعنے آلایش جسمانی سے پاک اور عنایت ربی سے فرحناک
جب جسم بنا کہ اشارت جسم آدم سے ہی جو سب سے سابق ہی اور بندی بندا اہبطوا کے ہوے یعنی وہ بات کی
جو سزا وار حکم اہبطوا کے ہوے جسکی بنیاد گیہون کھانا حضرت آدم کا ہی تو کیسے قید خشم وحرص وخرسندی مین پڑے
عالم ارواح مین کیسے بخت تھے ہمکو پروا ہی کیا ہم تو بمنزلہ عیال کے ہین اور عیال بھی حضرت مقدس باری عزاسمہ
کے اور شیرخواہ پھر کیسے وہ ہماری پرورش نکریگا خیال تو کر جو آسمان سے مینھ برساتا ہی کیا اپنی رحمت سے روٹی
نہین دیسکتا کونسی دشوار اور محال بات ہی اختلاف شرح بحرالعلوم مین در بہ بست کی جگہ در بیست غلطی کاتب کی
ہی ایسے ہی بجاے حبس خشم کے جنس خشم

پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل پر

قولہ گفت شیر آری ولے رب العباد ✽ نردبانے پیش پاے ما نہاد ✽ پایہ پایہ رفت باید سوے بام ✽ ہست جبری
بودن اینجا طمع خام ✽ پامداری چون کنی خود را تو لنگ ✽ دست داری چون کنی پنہان تو چنگ ✽ خواجہ چون بیلی بدست
بندہ داد ✽ بیزبان معلوم شد او را مراد ✽ دست ہمچون بیل اشارتہاے اوست ✽ آخرا اندیشی عبارتہاے اوست ✽
چون اشارتہاش را برجان نہی ✽ در وفاے آن اشارت جان دہی ✽ بس اشارتہاش اسرارت دہد ✽
بار بردار و زتو کارت دہد ✽ حاملی محمول گرداند ترا ✽ قابلے مقبول گرداند ترا ✽ قابل امر وی قابل شوی ✽

وصل جوئے بعد از ان واصل شوی ٭ سعی شکر نعمت قدرت بود ٭ جبر تو انکار آن نعمت بود ٭ شکر نعمت نعمت افزون
کند ٭ کفر نعمت از کفت بیرون کند ٭ جبر تو خفتن بود در رہ مخسپ ٭ تا نہ بینی اندر ور گہ مخسپ ٭ ہان مخسپ ای جبری
بے اعتبار ٭ جز بزیر آن درخت میوہ دار ٭ تا کہ شاخ افشان کند ہر لحظہ باد ٭ بر سر خفتہ بریزد نقل و زاد ٭ جبر
خفتن در میان رہزنان ٭ مرغ بے ہنگام کے یابد امان ٭ ور اشارتہاش را بینی زنی ٭ مرد پنداری و چون بینی زنی
آن قدر عقلے کہ داری گم شود ٭ سر کہ عقل از وے بپرد دم شود ٭ زانکہ بے شکری بود شوم و شنار ٭ می برد بے شکر را در قعر
نار ٭ گر توکل می کنی در کار کن ٭ کسب کن پس تکیہ بر جبار کن ٭ المعنی ہیل بیاے مجہول ہندی پھاوڑہ حامل بردارندہ چیزے
بر خود محمول بار برداشتہ شدہ جبر بالفتح بزور کسی پر کوئی کام رکھنا جبری وہ فرقہ جو کہتے ہین بندہ کو کام مین اختیار نہین
ہو ایسے ہی جبر ٭ نقل بالضم گزک شراب زاد توشہ شنار بکسر اول شوم و نا مبارک و ننگ و خرابی شیر نے کہا یہ تو سب
سچ ہے ہمنے مانا لیکن رب العباد نے ایک سیڑھی ہمارے سامنے لگادی اگر بام پر جانا مقصود ہے تو اسی سیڑھی کے پایہ پایہ
ہو کر جو اسباب علو سے ہین جانا چاہیے ویسے کیونکر جا سکتے ہین پھر بھی تو نہین اگر ہون تو وہ بھی اسباب سے
ہین پس اس جگہ جبری ہونا اور سیڑھی کے پایہ پایہ کو نجاننا خام طبعی ہے پختگی سے خارج یہ ایسا ہی جیسے پانون تو موجود
ہین زبردستی لنگڑے بنے جاتے ہین ہاتھ خدا نے دیے ہین خواہی نخواہی جینگل چھپاے لیتے ہین مثلاً ایک خواجہ نے
جو بیل اپنے بندہ کے ہاتھ مین دیا تو بے زبان اور بے کہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی ریاضت اور کسی کام کے واسطے
دیا نہ بیکار و بے فائدہ پس تجکو جو ہاتھ بصورت بیل کے دیے کہ پنجہ سے بازو تک بیل کی صورت ہین یہ اسی بات کے اشارے
ہین کہ یہ بیکار نہین ہین اور انسے آخر اندیشی کرنا ہی انکا بیان ہے اسی بات کو جتاتے ہین کہ اپنے امور دینی و دنیوی انسے
سنبھال اور جب ان اشارون کو اسکی جان پر رکھے گا یعنے سمجھیگا اور پورا پورا وفا بھی کریگا اور اسی مین مرجائیگا تب ان
اشارون کا بھید عقبے مین تجکو کھلیگا کہ اس کسب و اسباب سے جو کچھ خیر تجکو حاصل ہوگی وہ تیری باربردار بنیگی اور تجکو
کام دیگی مثلاً قربانی ہے کہ آج تو نے اپنے کسب خیر سے کی کل کو راہ حشر اور راہ صراط مین تیری سواری بنیگی اور علی ہذا
جملہ کسب خیر کا فائدہ تجکو معلوم ہوگا اور یہ جو فرمایا ہے فلم یک ینفعہم ایمانہم لما رأوا بأسنا کبھی نہین ہوگا کہ ایمان انکا انکو
نفع دے جبکہ انھون نے اپنے باس کو دیکھ لیا بقول مفسرین باس مراد اعمال نیک و بد سے ہے جو اچھی بری صورت
خوفناک و رحمناک بنکر نزع کے وقت سامنے آتے ہین اور گنہگار سے کہتے ہین کہ دنیا مین تو ہمپر سوار رہا اب ہم تجھپر
سوار ہونگے اور نیک سے کہتے ہین کہ دنیا مین ہم تجھپر سوار رہے اب تو ہمپر سوار ہو بآرام تمام ہم تجکو میدان قیامت اور
راہ پل صراط کی طے کرائینگے اسی کے مطابق شعر مابعد ہے کہ آج تو حامل ہے کل کو محمول بنجائیگا اور آج تو قابل یعنے امر حق کا
قبول کرنیوالا ہے کل کو مقبول ہو جائیگا ظاہر ہے جب تو اسکے حکم کا قبول کرنے والا ہے تو ضرور قابل اور لائق ہوگا اور یہی حکم
قبول کرنا طالب اسکے وصل کا ہونا ہے پھر کیسے واصل نہوگا بقول سعدی رح شعر ہنری در قبول فرمان ست ٭ ترک فرمان

دلیل جبریان ست * فرماتے ہین کسب خیر مین کوشش کرنا یہی شکر نعمت قدرت کا ہی جو اُسنے تجکو دی ہی اور جبر اختیار کرنا
کہ ہمکو کچھ اختیار ہی نہین یہی کفر نعمت ہی اور تیرا انکار نعمت قدرت سے جو اُسکی عطیہ ہی پس اگر شکر نعمت کا کریگا نعمت تیری
بڑھے گی اور کفر نعمت سے نعمت تیرے ہاتھ سے نکلجائیگی کما جاء فی القران العظیم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی
لشدید جیساکہ قرآن عظیم مین آیا ہی اگر تم شکر نعمت کروگے تمھاری نعمت بڑھیگی اور اگر کفران نعمت کروگے تو میرا عذاب
نہایت سخت ہی پس جبر تیرا ایسا ہی جیسے راہ کا سونا سو نہین سونا چاہیے اور جبتک راہ مین کوئی مکان محفوظ مامون نمل
لے ہرگز مت سوئے اب فرماتے ہین بتاکید کہ اے جبری بے اعتبار خبردار ہرگز راہ مین مت سو اور جب سوے تو اُس درخت
کے سایہ مین سو جو میوہ دار ہو کہ وہ کسب ہی تاجسوقت کہ ہوا شاخ کو ہلائے تو اس خفتہ کے سر پر میوے اور توشے راہ کی
بہونے یعنے جسوقت خواب مرگ سے جاگے میوے اور توشے سب سامان سفر آخرت کے موجود پائے نہ جبر والا کہ ایسا ہی
جیسے راہزنون مین سو رہا رہے اور ایک مرغ بے ہنگام ہی کہ کب تک اپنی خیر منائیگا اور جو اُسکے اشارون سے بینی زنی
یعنے انکار کریگا تو تو آپکو اپنے گمان مین کیسا ہی مرد جانے اگر غور کریگا تو زن ہی پائیگا اور جو کچھ تیری عقل ہی سب گم
ہوجائیگی اور جب عقل سے اُڑگئی تو وہ سر کا ہے کو ہی دم ہی اس سبب سے کہ بے شکری بڑی بد اور نحس شی ہی بے شکر
کو قعر دوزخ مین پہونچاتی ہی جیسے کہ ان عذابی لشدید انکی شان مین نازل ہی پس اصل کار یہی ہی کہ اگر توکل کرتا ہے
تو کام مین کر یعنے پہلے کسب کر پھر بھروسا جبار پر کر کسب کیا توکل سے خالی ہی

پھر ترجیح دینا نخچیر کا جہد پر توکل کو

قولہ جملہ با وے با تنہا برداشتند * کان حریصان کین سببہا کاشتند * صد ہزار اندر ہزاران مرد و زن * پس چرا محروم
ماندند از زمن * صد ہزاران قرن ز آغاز جہان * ہمچو اژدرہا گشادہ صد زبان * مکرہا کردند آن دانا گروہ * کہ زبن
برکندہ شد زان مکر کوہ * کردہ مکر و حیلہ آن قوم خبیث * وز مابا ورنداری این حدیث * کردہ وصف مکرشان ذو الجلال *
لتزول منہ اقلال الجبال * جز کہ آن قسمت کہ رفت اندر ازل * روے ننمود از شکال واز عمل * جملہ افتادند از تدبیر
کار * ماندہ کار و حکمہاے کردگار * کسب جز نامی مدان ای نامدار * جہد جز وہمی مپندار العیار * لتزول منہ الخ اس سے
تلمیح ہی اس آیۂ کریمہ کی وقد مکروا مکرہم وعند اللہ مکرہم وانکان مکرہم لتزول منہ الجبال یعنے تحقیق مکر کیا انھون
نے اور اللہ کے سامنے ہی مکر انکا ہر چند ایسا مکر تھا جس سے پہاڑ ڈگمگا جاتے ہین شکال بکسر دست و پاے بند
اسپ و شتر و مکر و حیلہ عیار بکسر ہندی کھرا یعنے بجز دسنے گفتگوی نخچیر کے سب نخچیر اسپر چلا اُٹھے کہ وہ حریص جنھون نے
اسباب کے بیج بوئے لاکھون ہزارون مرد و زن مین اُنکو دیکھتا نہین کیسے زمانہ سے محروم ہوے جو اسباب پیدا
کیے تھے سب زمانے نے چھین لیے اور یہین رہگئے جب سے جہان کی ابتدا ہی جسکو لاکھون صدیان تیر ہوئین سب
اژدہے کی طرح سیکڑون زبانین کھولے رہے کہتے ہین اژدہے کے بہت زبانین ہوتی ہین ایک جماعت کا جھا نکرا

اسکے منھ مین ہوتا ہی سانپ کے تو دو ہی زبانین ہوتی ہین آؤ یہ بڑے بڑے دانا گروہ ہوے جنھون نے ایسے مکر و حیلے کیے کہ پہاڑ بیخ بن سے گرا دیے اگر انکے مکر و حیلون کو بیان کرون تو تجکو یقین نہوگا لے مجھ سے ان خبیثون کے مکر کی یہ بات سن لے کہ قادر ذوالجلال نے خود انکے مکر کا وصف کیا ہی اور لتزول منہ الجبال فرمایا پس سوا اُس حصہ کے کہ جو کچھ روز ازل مین انکا مقرر ہوا تھا کوئی بات مکر و حیلہ اور کار و عمل سے زیادہ ظہور مین نہین آئی سب تدبیرین انکی بیکار و خراب ہوئین رہا وہی جو فعل و حکم کردگار کا تھا جسکی صفت ہی فعال لما یرید آب تو کسب کو ایسا جان لے کہ برائے نام ہی دراصل کچھ نہین اور جہد ایک وہم ہی وہم ہے اگر کھرا اور جید ہے تو اس بات کو خوب معتبر اور صحیح سمجھ لے آیندہ جو مثال ہی مرد سادہ اور عزرائیل کی ہے وہ انھین باتون کی نظیر ہی ❊

استدلال تخجیر کا شیر کے ساتھ اس حکایت مرد سادہ اور عزرائیل پر

قولہ سادہ مردے چاشتگاہی در رسید ❊ در سرا عدل سلیمانی دوید ❊ رویش از غم زرد و ہر دو لب کبود ❊ پس سلیمان گفت ای خواجہ چہ بود ❊ گفت عزرائیل در من اینچنین ❊ یک نظر انداخت پر از خشم و کین ❊ گفت ہین اکنون چہ میخواہی بخواہ ❊ گفت فرما باد را ایجان پناہ ❊ تا مرا زینجا بہندستان برد ❊ بو کہ بندہ کان طرف شد جان برد ❊ نک ز درویشی گریزان اند خلق ❊ لقمہ حرص و امل زان اند خلق ❊ ترس درویشی مثال آن ہراس ❊ حرص و کوشش را تو ہندستان شناس ❊ المعنی سادہ مرد احمق و نادان سرا عدل مقلوب ہی ای عدل سرا یہ کلمہ زجر و تنبیہ تو مخفف بود یعنی شاید ایک مرد سیدھا سادہ دوپہر کے اندر عدل سرا ای حضرت سلیمان مین بھاگ کے گیا اس حال مین کہ منھ اُسکا خوف کے مارے زرد تھا اور دونون ہونٹھ نیلے حضرت سلیمان نے پوچھا ای خواجہ کیا تھا کیون ایسا لرزان ترسان ہی کہا مجکو بُری طرح کی نظر خشم و کین سے عزرائیل نے دیکھا ہی جس سے مین نہایت ہی ڈر رہا ہون کہا خبردار ہو اب تو کیا چاہتا ہی چاہ کہا ایجان پناہ آپ ہوا کو حکم دین تو مجکو یہان سے ہندوستان لیجائے شاید وہان جانے سے میری جان بچ جاے آب بعد کے دونون شعر توضیح مقصود مین ہین کہ مخلوق کا معمول ہی محتاجی مفلسی سے گریزان ہوتی ہی اور لقمہ حرص و امل کا بنتی ہی مطلب یہ کہ خوف درویشی کا تو ایسا ہی جیسے اُس مرد سادہ کو ہراس جان کا عزرائیل سے اور حرص و کوشش ایسی جیسے ہندوستان کہ اُسنے اپنی جان کی امان وہان سمجھی تھی قولہ باد را فرمود تا او را شتاب ❊ برد سوے خاک ہندستان بر آب ❊ روز دیگر وقت دیوان و لقا ❊ شہ سلیمان گفت عزرائیل را ❊ کان مسلمان را بخشم از چہ سبب ❊ بنگریدی باز گوای پیک رب ❊ ای عجب این کردہ باشی بہر آن ❊ تا شود آوارہ از خان و مان ❊ گفتش ای شاہ جہان بیزوال ❊ فہم کژ کرد و نمود او را خیال ❊ کہ مرا فرمود حق کامروز ہان ❊ جان او را تو بہندوستان ستان ❊ دیدمش اینجا و بس حیران شدم ❊ در تفکر رفتہ سرگردان شدم ❊ از عجب گفتم گر او را صد پرست ❊ رو بہندستان شدن دور اندرست ❊ چون بامر حق بہندستان شدم ❊

دیدمش آنجا و جانش بستدم * تو همه کار جهان را همچنین * کن قیاس و چشم بگشا و ببین * از که بگریزیم از حق این محال * از که بر تابیم از حق این وبال * لقا بمعنی ملاقات برآب ای برکنار سمندر الغرض حضرت سلیمان نے ہوا کو حکم دیا تو وہ جلدی اس مرد سادہ کو ہندوستان سمندر کنارہ لیگئی دوسرے دن وقت کچہری ملاقات کے شاہ سلیمان نے عزرائیل سے پوچھا کہ اُس مسلمان کو ایسا چشم غضب سے تمنے کیون دیکھا تھا ای پیک رب کے بتاؤ تو تعجب آتا ہی کیا اس سبب سے یہ نظر خشم کی تھی کہ وہ اپنے خان ومان سے آوارہ ہو جاے عزرائیل نے کہا ای پادشاہ جہان بیزوال کے اُسکی سمجھ کثر تھی اور اُسکے خیال مین دوسری بات جمی کسواسطے کہ مجکو ایزد تعالی نے حکم دیا کہ آج اسکی جان ہندستان مین لے اور وہ یہان تھا جب مین نے اُسکو یہان دیکھا حیران ہوا اور فکر مین سرگردان ہوا اور متعجب ہوکے کہا کہ اگر اسکے سو پر ہوجائین جب بھی تو اسے ہندستان کا جانا دور ہی یہ کیسے دہان پہونچیگا غرض موافق حکم حق کے مین جو ہندستان گیا تو اُسکو وہان دیکھا اور جان اسکی لے لی آب تو جہان کے سارے کامون کو اسی پر قیاس کرلے اور آنکھین کھول کے دیکھ اُس شخص نے اپنی جان بچانے کا حیلہ اور سبب پیدا کیا لیکن حکم الہی کے آگے مطلق نہ چل سکا چنانچہ مولانا رہ نظر اپنی بے بسی اور مغلوبیت حکم الہی پر کرکے فرماتے ہین کہ بتاؤ تو ہم کس سے بھاگین حق سے سو یہ محال اور جب یہ وبال مرگ کا ہمارے سر پر حق کیطرف سے ہی تو کس تدبیر سے ہم اسکو اپنے اوپر سے ٹال دین لا محالہ یعنی برضا ہونا بہتر ہی الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین از کہ بگریزیم از خود لکھا ہی میری دانست مین دونون مصرعون مین از حق بہتر ہی و لک الخیار *

پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل پر اور فوائد جہد کے

قولہ شیر گفت آری ولیکن هم ببین * جهدهای انبیا و مرسلین * سعی ابرار و جهاد مومنان * تا بدین ساعت ز آغاز جهان * حق تعالی جهد شان را راست کرد * آنچه دیدند از جفا و گرم و سرد * حیلهاشان جمله حال آمد لطیف * کل شیء من ظریف هو ظریف * دامهاشان مرغ گردونی گرفت * نقصهاشان جمله افزونی گرفت * جهد میکن تا توانی ای کیا * در طریق انبیا و اولیا * با قضا پنجه زدن نبود جهاد * زانکه این را هم قضا بر ما نهاد * کافرم من گر زیان کردست کس * در ره ایمان و طاعت یکنفس * سر شکسته نیست این سر را مبند * یکدو روزے جهد کن باقی بخند * المعنی ابرار بالفتح نیکوکاران میکن امر استمراری ہی کیا بکسر اول پہلوان و خداوند و پاکیزہ پھر شیر نے کہا کہ ہمنے یہ بات تمھاری مانی لیکن تم یہ بھی تو خیال کرو کہ انبیا و مرسلین نے کیسی کیسی کوششین کی ہین اور اُنکے بعد ابرار و مومنین نے ابتداے جہان سے اسوقت تک تو اصلاح اس جہان کی ہوتی ہی اور کیسی کیسی جفا کفار ناہنجار کی اُنھون نے سہی ہی اور کیسے کیسے گرم و سرد اٹھائے ہین اور حق تعالے نے بھی اُنکی جہد و کوشش کو راست کیا ہی اسواسطے کہ اُن کے جتنے حیلے تھے سب پاکیزہ تھے ظاہر ہی جو شی کسی پاکیزہ سے ہوتی ہی پاکیزہ ہی ہوتی ہے اُنکے جالون نے بالکل مرغ گردونی پھانسے یعنے جو لوگ کہ غرور سے آسمان پر اڑتے تھے اُنکو زیر کیا جیسے فرعون نمرود وغیرہم کہ دعوی خدائی کا کرتے تھے

اور بڑی بڑی توتین رکھتے تھے جنکے سامنے یہ لوگ یعنے ابرار وانبیا بالکل نقص وکمی تھے کیسی انکی کمی نے بیشی پکڑی
اور انکی بیشی نے کمی پس ای پاکیزہ جہانتک ممکن ہو انکی راہ مین جہد وسعی کر تارہ کہ انبیا اولیا سے زیادہ برگزیدہ کون ہی
شعر ما بعد گویا جواب ہی سوال مقدر کاکہ اگر تم کہو اسباب پیدا کرنا قضا سے نتیجہ کرتا ہی یہ نہیں ہی اس سبب سے اسباب بھی
تو قضا ہی نے ہمپر لگا دیے ہین یہ بھی کبھی نہین ہوتا کہ کسی نے راہ طاعت و دین مین دم بھر بھی کوشش کی ہو اور اسکو
نقصان پہونچا ہو مین بقسم کہتا ہون پس اگر جہد وکوشش لغو ہوتی تو مجاہدین دنیا و عقبی سے متمتع کیون ہوتے
تمہارا تو وہ حال ہی کہ سر تو صحیح سالم ہی اور سر شکستون کی طرح سر باندھکے پڑرہے یہ دنیا عالم اسباب ہی اور ایک ورد
میدان قیام اسمین جہد وکوشش کرنے پھرنے سے ٹھٹھے مارا کر ابھی پڑرہنے کا وقت نہین ہی **قولہ** بر محالی جست
کو دنیا بجست ❊ نیک حالی جست کو عقبی بجست ❊ مکرہا در کسب دنیا بارد ست ❊ مکرہا در ترک دنیا وارد ست ❊ مکر آن
باشد کہ زندان حفرہ کرد ❊ آنکہ حفرہ بست آن مکریست سرد ❊ اینجہان زندان وما زندانیان ❊ حفرہ کن زندان وخود را
وا رہان ❊ چیست دنیا از خدا غافل بدن ❊ نے قماش ونقرہ وفرزند وزن ❊ مال را گر بہر دین باشی حمول ❊ نعم مال
صالح گفتہ رسول ❊ آب در کشتی ہلاک کشتی ست ❊ آب در بیرون کشتی پشتی ست ❊ چونکہ مال وملک از دل براند
زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند ❊ کوزۂ سر بستہ اندر آب رفت ❊ از دل پر باد فوق آب رفت ❊ باد درویشی چو
در باطن بود ❊ بر سر آب جہان ساکن بود ❊ آب نتواند مرا و را غوطہ داد ❊ کش دل از نفخہ الٰہی گشت شاد ❊ گرچہ این
جملہ جہان ملک ویست ❊ ملک در چشم دل او لاشی ست ❊ پس زبان ودل بہ بند ومہر کن ❊ پر کنش از باد کبر من لدن ❊
جہد حقست ودوا حقست ودرد ❊ منکر اندر نفی جہدش جہد کرد ❊ کسب کن سیسے نما وجہد کن ❊ تا بدانی سر علم من لدن ❊
گرچہ جملہ اینجہان بر جبر شد ❊ جہد کے در کام جاہل شہد شد ❊ زین نمط بسیار برہان گفت شیر ❊ کز جواب آن جبریان گشتند
سیر ❊ المعنی محال بفتح جاے جیع محل حال زمان موجود حفرہ بالضم سوراخ ومغاک قماش بالضم متاع خانہ
نعم المال اشارہ ہی اس حدیث سے نعم المال الصالح للرجل الصالح بادگیر دریچہ اور روزن جو ہوا لینے کو مکان
مین بناتے ہین اور وہ مکان جسمین چارون طرف بادگیر ہون من لدن اقتباس ہی آیہ کریمہ من لدنک رحمۃ
وہیئی لنا من امرنا رشدا سے شیر کہتا ہی ہان آتنی بات کسب وجہد مین ضرور ہی کہ بری جگہ نہ ڈھونڈھے کہ وہ
دنیا ہی جسنے دنیا کو ڈھونڈھا بری جگہ ڈھونڈھی اور جسنے عقبی کو ڈھونڈھا اسنے نیک حالی ڈھونڈھی اسواسطے
کہ جو مکر دنیا کے معاملات مین ہین سرد و ناخوش ہین اور ترک دنیا کے معاملات مین تو خود وارد ہی ہین مکر وہی ہے
کہ اس زندان دنیا مین جسکو سجن المومنین کہا ہی خفیہ اندر ہی اندر سرنگ لگایا اور اسسے نکلگیا اور جسنے اسکی
کسی نقب اور سوراخ کو بند کیا یعنے کسی شکست کو درست کیا یہ مکر سرد و بے مزہ ہی جیسے سعدی رح نے کہا ہی ع
چون برت نشستہ چو سرما نہ نوش ❊ آب یہ تشریح اشعار مذکور کی فرماتے ہین کہ یہ جہان زندان ہی اور ہم اسکے

زندانی پس چاہیے یہ کہ اسمین سوراخ کرے اور آپکو اسکی قید سے چھڑاوے یہ شعر اسکی تفسیر مین ہی کہ دنیا کیا چیز ہے
فرماتے ہین خدا سے غافل ہونا نہ متاع خانہ نہ نقرہ نہ زان نہ فرزند اگر یہ اسباب مذکورہ کچھ نہین ہین اور خدا سے غافل
ہی دنیادار ہی اور شعر اگر مال وجاہ ست وزرع وتجارت * چو دل باخدا نیست خلوت نشینی * مال کو اگر دین کے
واسطے جمع کیا ہی اور مصرف اُسکا معاملات دین ہین تو اُس مال کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نعم المال
الصالح فرمایا ہی اور مال والے کو نعم الرجل الصالح یعنے اچھا مال صالح ہی اور اچھا رجل صالح شعر بعد نظیر کشتی مین پانی
ہونے سے کشتی ڈوب جاتی ہی اور کشتی سے باہر ہو تو کشتی کی مدد اور پشتی ہی مطلب یہ اگر مال کی جگہ مال والے
کے دل مین ہی تو اُسکے ڈوبنے کے لچھن ہین اور اگر باہر دل کے تو دین و دنیا مین کار آمد جیسے حضرت سلیمان نے کہ
ملک و مال کو اپنے دل سے نکال دیا تھا اسی سبب سے آپ کو مسکین کہتے تھے کہ جسکے پاس ایک وقت کے کھانے
کا نہو ورنہ اُنکے سے اسباب کسی کے کب ہوے اشعار آیندہ دوسری نظیر ہین فرماتے ہین مثلاً کوزہ سربستہ پانی
مین گیا اور اُسمین جو ہوا بھری ہوتی ہی اس سبب سے پانی کے اوپر رہتا ہی پانی ڈبو نہین سکتا ایسے ہی جس کے
دل مین ہوا درویشی کی بھری ہی وہ بھی اس جہان کے پانی پر ساکن رہتا ہی اور آب جہان خود جہان باضافت
بیانی اُسکو کیا مقدور ہی آب جہان کا جو غوطہ دے سکے اس سبب سے کہ اُسکا دل تو نفخۂ الٰہی سے شاد و آباد ہو رہا
ہی وہ اس جہان کو کیا کرتا ہی اور تحقیقت ہی یہ کہ یہ جملہ جہان اُسی کا ملک ہی مگر اُسکی چشم دل مین یہ ملک لاشی ہی اور
کچھ چیز نہین سمجھتا پس دہان و دل کو بند کرکے مہر لگالے پھر دیکھ یاد گیر من لدن یعنے رحمت الٰہی کی کھڑکی سے کیسا
دل پر باد ہوتا ہی پھر شیر کہتا ہی کہ درد بھی حق ہی کہ ضرور علل دنیا سے ہی اور دوا بھی اور جہد بھی اور جو منکر ہی وہ جہد کی
نفی مین جہد کرتا ہی اور جہد سے انکار رکھتا ہی بس کسب کر اور کوشش دکھا اور جہد بجا لا تب تجکو بھید علم
من لدن کا ظاہر ہوگا دیکھے گا کیسی رحمت اُسکی طرف سے نزول کرتی ہے پھر شیر کی طرف سے فرمایا کہ
یہ سارا جہان اگرچہ جہد سے بھرا ہوا ہی اور وہ شہد ہو رہی ہی مگر جاہل کا منھ تلخ ہی وہ شیرون کا کام نہین ہوتا الغرض
اسی قسم کی بہت حجت و برہان شیر نے ایسی پیش کین کہ وہ نخچیر جبری اُن سے سیر ہوگئے پھر کچھ بن نہ آیا

قرار پانا ترجیح جہد کا توکل پر

قولہ * وز خرگوش و آہو و شغال * جبر را بگذاشتند و قیل و قال * عہدہا کردند با شیر ژیان * کاندرین بیعت
نیفتد در زیان * قسم ہر روزش بیاید بے جگر * حاجتش نبود تقاضائے دگر * عہد چون بستند رفتند آن زمان * سوے
مرعے ایمن از شیر ژیان * جمع بنشستند یکجا آن وحوش * اوفتادہ درمیان جملہ جوش * ہرکسے تدبیر و
راے نیز دی * ہرکسے در خون ہریک میشدی * عاقبت شد اتفاق جملہ شان * تا بیاید قرعۂ اندر میان *
قرعہ بر ہر کو زند او طعمہ است * بے سخن شیر ژیان را لقمہ است * ہمچنین کردند آنجملہ قرار * قرعہ آمد سر بسر لا اختیار *

قرعہ بر ہر کو فتادے روز روز ٭ سوے آن شیر او دویدی ہمچو یوز ٭ المعنی ثریان بکسر خشمناک قسم بالکسر بہرہ و بخش بیعت عہد کرنا یعنے روبہ و خرگوش اور آہو اور شغال سب نے جبر چھوڑا اور قیل و قال سے منھ موڑا اور شیر ثریان سے عہد کیے کہ ہم تیرے سب مرید و تابع ہوے اب اس بیعت مین کچھ نقصان و زیان نہ پڑیگا حصہ اُسکا ہر روز بے ضرر اُسکو پہونچے دوبارہ طلب تقاضا کی حاجت نہ پڑے جب یہ عہد سب نے آپس مین کر لیا تو پھر اپنی چراگاہ کی طرف شیر سے بےخوف ہو کے چلے گئے اور سب وحشی جمع ہو کے ایک جگہ بیٹھے اور اب اُنمین جو شن پڑا ہر ایک تدبیر و تجویز کرتے تھے اور ہر ایک ایکدوسرے کے خون مین پڑتا تھا وہ کہتا تھا تو جا یہ کہتا تھا تو جا آخر سب کا اتفاق قرعہ پر ہوا کہ قرعہ پڑ جایا کرے یعنے جسپر قرعہ پڑے وہی اُسکا طعمہ بنے اور بے حجت و کلام اُسکا لقمہ ٹھہرے سب نے اسی بات کو ٹھہرایا اور اسی کو اختیار کیا پس اب ہر روز جسپر قرعہ پڑتا تھا وہ شیر کے پاس چیتے کی طرح دوڑتا بھاگتا جاتا تھا تشبیہ چیتے سے دوڑنے بھاگنے مین ہے کہ اسکی دوڑ جھپٹ مشہور ہے اختلاف شرح بحرالعلوم مین بجاے درزیان کے در زمان اور جمع شستند مع شستند غلط لکھا ہے

جواب خرگوش کا دیگر نخچیر کو

قولہ چون بخرگوش آمد این ساغر بدور ٭ بانگ زد خرگوش کاخر چند جور ٭ قوم گفتندش کہ چندین گاہ ما ٭ جان فدا کردیم در عہد و وفا ٭ تو مجو بدنامی ما اے عنود ٭ تا نرنجد شیر رو تو زود زود ٭ گفت اے یاران مرا مہلت دہید ٭ تا بمکرم از بلا بیرون شوید ٭ تا امان یابد بمکرم جان تان ٭ ماند این میراث فرزندان تان ٭ ہر پیمبر امتان را در جہان ٭ ہمچنین تا مخلصی میخواندشان ٭ کز فلک راہ برون سو دیدہ بود ٭ در نظر چون مردمک پیچیدہ بود ٭ مردمش چون مردمک دیدند خرد ٭ در بزرگی مردمک کس رہ نبرد ٭ المعنی عنود خلاف حق کام کرنے والا برون سو ہندی اُس پار یعنے اول تو یہ دور خوب چلتا رہا جب نوبت خرگوش کے ساغر کی آئی تو یہ چلا اُٹھا کہ یہ ظلم کب تک رہیگا آخر کچھ اسکی حد بھی ہے قوم نے کہا کہ ہم تمھے دنون سے عہد و وفا مین جان فدا کرتے رہے ہین تو ہماری بدنامی کے درپے ہے اے ناحق کوش جلدی جا جلدی ایسا نہو شیر خفا ہو جاے خرگوش نے کہا اے یارو مجکو مہلت دو تو میرے مکر کے طفیل تم اس بلا سے بےغم ہو جاؤ اور ایسے بےغم کہ میرے مکر سے تمھاری جان کی بھی امان ہو اور یہ جنگل تمھاری اولاد کے لیے بھی میراث ہو جاے ہر پیمبر امتون کی جہان مین دعوت کرتے تھے اور انکو راہ نجات و مخلصی کی طرف بلاتے تھے مین بھی تمکو اس بلا سے چھڑایا چاہتا ہون کسواسطے کہ پیمبرون پر فلک سے راہ اُس پار کی کھلی ہوئی تھی اور اُنکی نظر مین مردمک کی طرح لپٹی ہوئی لیکن لوگون نے مردمک کی طرح انکو خرد جانا اور اصل بزرگی مین مردمک کے نظر نہ کی جسمین زمین آسمان جھاڑ پہاڑ چھانداسو سورج سب سما جاتے ہین مین بھی تمھاری نظر مین خرد و حقیر ہون اور آسمان سے جو راہ مجھپر کھلی ہے تم اُس سے واقف نہین اختلاف شرح بحرالعلوم و متن مطبوعہ دونون مین برون شو بجاے برون سو کے غلط ہے

اعتراض نخچیر کا خرگوش پر اور جواب خرگوش کا

قولہ قوم گفتندش کہ ای خرگوش دار * خویش را اندازۂ خرگوش دار * ہین چہ لاف ست این کہ از تو مہتران * در نیاوردند
اندر خاطر آن * معجبے یا خود قضا مان در پی ست * ورنہ این دم لائق چون تو کیست * گفت ای یاران حقم الہام داد * مر ضعیفے
را قوی رائے فتاد * آنچہ حق آموخت مر زنبور را * آن نباشد شیر را و گور را * خانہا سازد پر از حلوای تر * حق برو آن علم
را بگشود در * آنچہ حق آموخت کرم پیلہ را * ہیچ پیلے داند آن گون حیلہ را * آدم خاکی ز حق آموخت علم * تا بہ ہفتم آسمان
افروخت علم * نام و ناموس ملک را در شکست * کوری آنکس کہ با حق در شکست * المعنی معجب خوش آیندہ او عجب
و خود رمی میں پڑنے والا دم بمعنی دعوی گوش داشتن سننا دیکھنا الہام خبر غیب مر زنبور را اسے اشارت ہی اس آیہ کریمہ سے
واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون یعنے وحی کی تیرے پروردگار نے طرف نحل
عسل کے کہ اختیار کر تو پہاڑوں سے گھر اور درختوں سے جو چھتری دار ہیں اور زحق آموخت علم سے ایما اس آیت سے
وعلم آدم الاسماء کلہا اور سکھائے آدم کو نام ہر شے کے یعنے قوم نے خرگوش سے کہا کہ ای گدھے ہم جو کہتے ہیں اسکو کان
لگا کے سن کہ جیسا تو خرگوش ہی ویسا ہی خرگوش رہ اپنے اندازہ سے باہر مت نکلا جا خبردار یہ کیسی شیخی ہی کہ تجھسا
ناچیز کرے کہاں تو کہاں یہ شیخی بڑے بڑے مہتروں کی خاطر میں تو آتی ہی نہیں تو بڑا خود بین ہی یا ہماری قضا ہی
جو خرگوش بنکے ہمارے پیچھے پڑا ہی ورنہ یہ دعوی تجھ سے حقیر کے لائق کب ہی کہا ای یارو حق نے مجکو الہام کیا ہی اور
مجھ سے ضعیف کو ایک رائے قوی سوجھائی ہی تمکو کیا نہیں معلوم کہ حق تعالے نے شہد کی مکھی کو کیا کچھ سکھایا جو شیر و
گور نہیں جانتے کیسے خانے شہد تر کے بھرے ہوئے بناتی ہی اور اللہ تعالے نے کیسا اس علم کا دروازہ اسپر کھول دیا ہی
اور دیکھو کرم پیلہ کو کیا کچھ سکھایا بتاؤ تو کوئی ہاتھی بھی ایسا ریشم بنا سکتا ہی آدم خاکی کو خیال کرو کہ اسنے خدا تعالی سے
علم سیکھا اور فلک ہفتم تک جو منتہی اعمال و افعال خلائق ہی ایسا علم روشن کیا کہ نام ناموس فرشتوں کا بگاڑ دیا پس
ساری کوری و بے بصری اسکو ہی جو خدا تعالی کی قدرت میں شک کرتا ہی ان مثالوں سے مطلب خرگوش کا یہی ہی
کہ تم مجکو ضعیف سمجھتے ہو دیکھو ان ضعیفوں کو حق تعالے نے کیا کیا سکھایا کہ قوی جسیم جیسے عاجز و محروم ہیں الخلاف
شرح بحر العلوم میں لکھا ہی کہ کوری آنکس راست کہ با حق در جنگ است پس قافیہ ہیت درست شد در شکست بمعنی جنگ
مجکو تو در شکست کے معنی جنگ کے کہیں نہیں ملے اگر یوں کہیں کہ در شک ست تو کیا معنی نہونگے نہ قافیہ ہوگا قولہ
زاہد ششصد ہزاران سالہ را * پوزبندی ساخت آن گوسالہ را * تا نتاند شیر علم آن کشید * تا نگردد گرد آن قصر مشید *
علمہای اہل حس شد پوزبند * تا نگیرد شیر زان علم بلند * قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد * کان بگردونہا و دریا ہا نداد * چند
صورت آخر ای صورت پرست * جان بے معنیت از صورت نرست * گر بصورت آدمی انسان بدے *
احمد و بوجہل خود یکسان بدے * المعنی مشید گچ کردہ شدہ و محکم و استوار گوسالہ ہندی بچھڑا یعنے زاہد ششصد ہزار سالہ کو

کہ مراد شیطان سے ہی جسنے چار انگل زمین سجدہ سے نہین چھوڑی اور معلم الملکوت تھا اور اسی کو گوسالہ بھی کہا ہی
مظہر حماقت کہ پورا بیل بھی نہ تھا بچڑا تھا اسواسطے کہ حضرت آدم کے سجدہ کے وقت خدا تیعالی سے حجت کر کے
نافرمانی کی اور انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کہا یعنے مین آدم سے بہتر ہون تو نے مجکو آگ سے پیدا کیا
اور اسکو مٹی سے ایک پوزبند بنایا اور پوزبند کی ہندی منہیرہ کہ گوسالہ وغیرہ کے منھ پر باندھ دینے سے دودھ نہین
پی سکتا ہی اور شیطان کا منہیرہ شہاب ثاقب ہی کہ آسمان پر جاکے فرشتون سے خدا تیعالے کا علم چرا آتا تھا
جیسا کہ فرمایا فاسترق السمع فاتبعہ شہاب ثاقب یعنے چرا آتا تھا وہ سنا ہوا فرشتون کا سو اسکے پیچھے شہاب ثاقب
لگایا تا اس منہیرہ کے سبب سے یہ بچھڑہ شیر اسکے علم کا نہ پی سکے اور اسکے قصر مشید کے پاس نہ پھٹکنے پائے
ایسے ہی جو اہل حس ہین جنکا علم حواس ظاہری سے ہی انکے واسطے علم حسی انکا پوزبند ہی تا اسکے علم بلند سے شیر
نہ پا سکین ایک قطرہ اسکے علم کا صدف دل مین پڑا اور وہ گوہر ہوا کہ نہ ایسا گوہر آسمانون کو دیا نہ دریاؤن کو گو آسمانون
پر بے شمار گوہر ہین اور نیز دریاؤن مین اب فرماتے ہین کہ ای صورت پرست تو اور صورت پرستی یہ کب تک
رہے گی تیری جان بے معنی اس صورت سے نچھوٹے صورت سے انسان نہین ہوتا اگر ایسا ہوتا تو جناب
احمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل ایک ہوتے آخر صورت مین تو یکسان ہی تھے الخلاف شرح بحرالعلوم مین
دریا بانہاد بجاے دریا باندا و غلط لکھا ہی قولہ احمد و بوجہل در بتخانہ رفت * زین شدن تا آن شدن فرقی ست
زفت * این در آید سر نہند آن را بتان * وان در آید سر نہد چون امتان * نقش بر دیوار مثل آدم ست * بنگر از
صورت چہ چیز او را کم ست * جان کم ست آن صورت بتاب را * رو بجو آن گوہر نایاب را * شد سر شیران عالم
جملہ پست * چون سگ اصحاب را دادند دست * چہ زیانستش ازان نقش نفور * چونکہ جانش غرق شد در بحر نور *
وصف صورت نیست اندر جامہا * عالم و عادل بود در نامہا * عالم و عادل ہمہ معنیست بس * کش نیابی در مکان
و پیش و پس * میزند بر تن ز سوے لامکان * می نگنجد در فلک خورشید جان * این سخن پایان ندارد گوش دار *
گوش سوے قصہ خرگوش دار * گوش خر بفروش و دیگر گوش خر * کین سخن را درنیابد گوش خر * امنیے
زفت بالفتح سطبر و محکم نفور بفتح گریزندہ و رمندہ یعنے احمد او بوجہل دونون بتخانہ مین گئے لیکن احمد کے جانے
اور بوجہل کے جانے سے بڑا موٹا فرق ہی احمد بتخانہ مین آئے بتون نے ان کو سجدہ کیا بوجہل آیا اسنے بت کے
سامنے امتیون کی طرح سر رکھا تصویر جو دیوار پر آدمی کی ہوتی ہی مثل آدمی کے ہوتی ہی دیکھ تو اسمین صورت سے
کونسی چیز کم ہی البتہ جان اسمین نہین ہی ایسے ہی جو بے معنی ہی کہ معنی معرفت الٰہی ہی وہ بھی بیجان ہے پس تو اپنا
کام کر اور اس گوہر نایاب معنی کو ڈھونڈھ دیکھ تو اصحاب کہف کو وہ قوت دی جسکے مقابل مین جملہ جہان کے
شیرون کے سر جھک گئے تے اب بتا اسکو اسکی صورت بد سے جسکو دیکھ کے لوگ بھاگین کیا نقصان ہوا اس حال مین

کہ جان اُسکی دریاے نور مین ڈوبی ہوئی ہے یہ کپڑے اچھے اچھے پہن لیے اور اچھے معلوم ہونے لگے یہ کچھ وصف نہین ہے وصف وہ ہے جو کتابون مین عالم عادل کرکے لکھے جائین بس یہ عالم و عادل ہونا معنی ہے جسکو نہ کسی مکان مین رکھا پائیگا نہ اپنے آگے پیچھے پائیگا البتہ باطن مین پائیگا کہ یہ صفت وہبی ہے نہ کسبی یہ وصف تو لامکان کی طرف سے تن پر پہونچا ہے جسکے عظمت و نور سے خورشید جان کا فلک مین نہین سماتا اب بطریق حصر فرماتے ہین کہ خوب کان لگاکے سن لے ان باتون کی تو کچھ انتہا نہین پھر قصہ خرگوش کا سُن مگر گوش خر کے توپیچ ڈال اور دوسرے گوش خر پیدا اسلیے کہ اس بات کو گوش خر نہین پا سکتے **انخلاف** شرح بحر العلوم و متن دونون مین میز نہ برتن لکھا ہے مگر جن مناسبات کے ساتھ زدن مستعمل ہوتا ہے وہ شعر مین کوئی معلوم نہین ہوتے لہذا مین نے تو اُسکو میز بنا دیا واللہ اعلم ۔

ذکر دانش خرگوش اور بیان فضیلت و منافع کا

قولہ ز و روبہ بازی خرگوش بین ٭ مکر و شیر اندازی خرگوش بین ٭ خاتم ملک سلیمان ست علم ٭ جملہ عالم صورت و جان ست علم ٭ آدمی را زین ہنر بیچارہ گشت ٭ خلق دریا ہا و خلق کوہ و دشت ٭ زو پلنگ و شیر ترسان ہمچو موش ٭ زو شدہ پنہان بدشت و کہ و حوش ٭ زو پری و دیو ساحلہا گرفت ٭ ہر یکے در جاے پنہان جا گرفت ٭ آدمی را دشمن پنہان بسے ست ٭ آدمی با حذر عاقل کسے ست ٭ **المعنی** زو یہ بازی مکاری و حیلہ گری علم عربی دانش کی ہے آدمی را اسمین را قائم مقام اضافت کے ہے حذر بفتحتین احتیاط و پرہیز فرماتے ہین اب چل اور روبہ بازی خرگوش کی اور اُسکا مکر دیکھ کیسی شیر اندازی کی اور ایسے بڑے جانور کو گرا دیا سب خوبی علم کی تھی کہ علم خاتم ملک سلیمان ؑ ہے تمام عالم صورت ہے اور علم جان ہے اسی علم کی بدولت ساری مخلوق دریاؤن اور پہاڑون کے آدمی سے بے بس اور بیچارہ ہوئی ہے اور پلنگ و شیر اس سے ایسے ترسان جیسے موش اور اسی سے پہاڑ و جنگل مین چھپے ہین و دیو و پری نے جو کنارے سمندر کے اختیار کیے ہین اور پوشیدہ جگہون مین مسکن ٹھہراے ہین وہ بھی اسی کا سبب ہے اب فرماتے ہین کہ آدمی کے چھپے دشمن بہت ہین پس جو آدمی کہ با حذر اور احتیاط والا ہے بڑا عاقل شخص ہے **قولہ** خلق خوب و زشت ہست از ما نہان ٭ میزند بر دل بہردم کوب شان ٭ بہر غسل ار در روی در جو ئبار ٭ بر تو آسیبے زند در آب خار ٭ گرچہ پنہان خار در آب پست ٭ چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست ٭ خار خار حسہا و سوسہ ٭ از ہزاران کس بود نے یک کسہ ٭ باش تا حسہاے تو مبدل شود ٭ تا ببینی شان و مشکل حل شود ٭ تا سخنہاے کسان رد کردۂ ٭ تا کسان را سرور خود کردۂ ٭ **المعنی** اوپر جو کہا ہے کہ آدمی کے چھپے دشمن بہت ہین اسی کی توضیح مین فرمایا کہ بہت مخلوق اچھی بُری ہمسے چھپی ہوئی ہے جنکے دل پر ہر دم ایک چوٹ لگتی ہے مثلاً اگر نہر مین نہانے کو گھسے تو اسمین اکثر کانٹا چھپا ہوتا ہے وہ تجھکو صدمہ پہونچاتا ہے اگرچہ خار ایک پست چیز پانی مین

چھپا ہوا ہی جب تیرے چبھ جاتا ہی تب تو جانتا ہی کہ ہی اور سوا اسکے وہ خار جو خارخسون اور وسوسون کے ہین کہ
وہ ہزارون آدمیون سے ہوتے ہین نہ ایک آدمی سے یہ سب بھی چھپے دشمن ہین اب تو ٹھہرا رہ تو جتنین تیری
بلجاتین پھر تو اُن دشمنون کو دیکھے اور تیری مشکلکشائی ہوسے تو نے تو جو رفیق شفیق ہین اُنکی باتون کو رد کیا ہی اور
ناکسون کو جو وہی خس اور وسوسے وغیرہ ہین اپنا سردار بنایا ہی اور انھین کے کہنے مین چلتا ہی یہ سب اشعار بھی
مناسب قصۂ خرگوش کے ہین فتامل الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین اخیر شعر کے دونون
مصرعون مین کسان اور ناکسان کو کیان اور ناکیان غلط لکھا ہے

دریافت کرنا نخچیر کا اُس اندیشہ کو جو خرگوش نے سوچا تھا

قولہ بعد ازان گفتند کاے خرگوش چیست ❊ درمیان نہ ادراک تست ❊ ایکہ با شیرے تو در پیچیدۂ ❊ باز گو
رائے کہ اندیشیدۂ ❊ مشورت ادراک وہشیاری دہد ❊ عقلہا مر عقل را یاری دہد ❊ گفت پیغمبر بکن اے
رائے زن ❊ مشورت کالمستشار موتمن ❊ قول پیغمبر بجان باید شنود ❊ باز گو تا چیست مقصود تو زود ❊ المعنی
رائے زن تجویز کنندہ بعد اس گفتگو کے نخچیر نے پوچھا کہ ای خرگوش جلدی بتا کہ تیرے ادراک مین کیا ہی اور
تو نے کیا سوچا ہی تو جو شیر سے بھڑتا ہی کہ تو تیری فکر و اندیشہ مین کیا گذرا ہی کیا مضائقہ ہی جو ہمسے بھی مشورہ
کرے کہ مشورے سے ادراک و ہوشیاری حاصل ہوتی ہی اور ایک عقل کو بہت سی عقلون سے خوب مدد ملتی
ہی حضرت پیغمبر نے بھی تو فرمایا ہی کہ اگر کسی کام مین کوئی تجویز کرے تو مشورہ ضرور کرے مگر جس سے مشورہ چاہے
وہ امانت دار ہو جیسا کہ فرمایا اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ بس تجکو بھی قول پیغمبر کا بجان و دل سننا ماننا چاہیے لہذا جلد بتا کہ
مقصود تیرا کیا ہی ❊

چھپانا خرگوش کا بھید کو نخچیر سے

قولہ گفت ہر رازے نشاید باز گفت ❊ جفت طاق آید گہے گہ طاق جفت ❊ از صفا گر دم زنے با آئنہ ❊ تیرہ گردد
زود با ما آئنہ ❊ در بیان این سہ کم جنبان لبت ❊ از ذہاب و از ذہب و ز مذہبت ❊ کین سہ را خصم ست بسیار و
عدو ❊ در کمینت ایستد چون داند او ❊ ور بگوئی با یکے دو الوداع ❊ کل سر جاوز الاثنین شاع ❊ گر دو سہ پرندہ
را بندے بہم ❊ بر زمین مانند محبوس از الم ❊ مشورت دارند سرپوشیدہ خوب ❊ در کنایت با غلط افگن مشوب ❊
مشورت کردی پیمبر بستہ سر ❊ گفتہ ایشانش جواب و بیخبر ❊ در مثالے بستہ گفتی رائے را ❊ تا نداند خصم سر
از پائے را ❊ او جواب خویش بگرفتی ازو ❊ وز سوالش مے نبردی غیر بو ❊ این سخن پایان ندارد باز گرد ❊
سوئے خرگوش دلاور تا چہ کرد ❊ المعنی ذہاب بالفتح رفتن و گذاشتن ذہب بفتحتین زر کل سر الخ یعنی جو
بھید دو سے گذرا بس پھیلا بستہ سری سربستہ یعنے خرگوش نے کہا کہ ہر راز کو ظاہر کرنا نہین چاہیے نہ معلوم

کیا ہوا اکثر طاق جفت کھیلنے والے جفت چاہتے ہین طاق نکلتا ہے اور طاق چاہتے ہین جفت آتا ہی کیسے ہی صفا کے ساتھ آئینہ سے دم مارنے مگر وہ تیرہ ہوجاتا ہی پس دم زنی اچھی نہین ہوتی اور نیز ان تین چیزون کے حق مین آنحضرت نے فرمایا ہی کہ ذہاب وذہب او رمذہب کو چھپائے کما قال استر ذہابک وذہبک مذہبک ذہاب سے مراد سفر ہی اور قصد کہین جانے کا اسواسطے کہ ان تین کے دشمن بہت ہین ایسا نہو کوئی سن پاوے اور تاک گھات مین کھڑا ہو رہے اور اگر کسی ایک کو اپنا دوست جانکے کہیگا تو یہ مت جان کہ وہ اسی تک رہا بلکہ پھیل گیا آور اثنین مراد دو لب سے ہین ان دونون شعرون مین احتیاط دوسرے امر کی ہی فرماتے ہین کہ اگر دو تین پرندون کو جو ہوا کی رہنے والے ہین محبوس کیطرح رکھ کے ایک ساتھ زمین پر ڈال دے تو وہ آپس مین سر پوشیدہ مشورت خوب رکھتے ہین اور ایک دوسرے کی بات خوب جانتے ہین مگر اور لوگ نہین سمجھتے ایسے ہی تو اشارون کنایون کی باتون مین غلط افگن سے آمیزش مت کر کہ تو کچھ کہے وہ کچھ سمجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو مشورت کرتے تھے وہ بھی سربستہ ہوتے تھے اور باشارہ وکنایہ اور مشیرون کو جواب بھی ایسا ہی دیتے جس سے کوئی خبر نہو اپنی راے کو کسی مثال ومثل مین باندھ کے کہتے تھے تا دشمن اُسکے سر بالون سے واقف نہونے پائے اور وہ جواب اپنا اُنسے لیتا تھا کہ اُسکے سوال سے غیر بوجھی نہین پا سکتا تھا اب شعر بعد کا متضمن بحصر کر اس بات کا کچھ پایان نہین ہی اب اسطرف سے لوٹ اور یہ بتا کہ اُس خرگوش دلاور نے کیا کیا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے این سہ کم کے کس اور بجاے ویرانے بابکے کے برانے غلط لکھا ہی

قصہ مکر کرنے خرگوش کا شیر سے اور بسر لیجانا

قولہ حاصل آن خرگوش راے خود نگفت ❊ مکر اندیشید با خود طاق وجفت ❊ با وحوشش از نیک وبد نکشاد راز ❊ سر خود با جان خود میر اند باز ❊ ساعتے تاخیر کرد اندر شدن ❊ بعد ازان شد پیش شیر پنجہ زن ❊ زان سبب کاندر شدن وا ماندہ دیر ❊ خاک را میکند ومیغرید شیر ❊ گفت میگفتم کہ عہد آنخسان ❊ خام باشد خام وزشت و نارسان ❊ دمدمہ ایشان مرا از خر فگند ❊ چند بفریبد مرا این دہر چند المعنی دمدمہ مکر وحیلہ از خر افگندن کسی کو مار ڈالنا فرماتے ہین حاصل یہ کہ اُس خرگوش نے راے اپنی نہ بتائی اور اس کھیل کو آپ ہی کھیلتا تھا اگر طاق تھا تو آپ تھا اور جفت تھا تو آپ تھا وحشیون مین سے کسی سے نیک بد اس بھید کا نکہا اپنا بھید اپنی جان ہی سے کہتا تھا ایک ساعت شیر کے پاس جانے مین قصداً دیر کی پھر اُس پنجہ زن کے پاس گیا شیر اس سبب سے کہ اسکے جانے مین دیر ہوئی تھی نہایت ہی خاک اُڑا رہا تھا اور غوغا تا تھا اور کہتا تھا کہ مین تو جانتا تھا کہ یہ نا چیز ہین انکا عہد خام اور زشت ونارسا ہی انکے فریب نے تو مجکو مار ا ورانکا فریب ہی زمانہ کا ہی وہی جو چاہتا ہے سو کرتا ہی قولہ سخت درماند امیر سست ریش ❊ چون نہ پس بیند نہ پیش از احمقیش ❊ راہ ہموارست وزیرش دامہاست ❊

قحط معنی در میان نامہاست ✤ لفظہا و نامہا چون دامہاست ✤ لفظ شیرین ریگ آب عمر ماست ✤ عمر چون آبست
وقت او را جو ✤ خلق باطل ریگ جوے عمر تو ✤ آن یکے ریگے کہ جوشد آب ازو ✤ سخت کمیابست رو آنرا بجو ✤
منبع حکمت شود حکمت طلب ✤ فارغ آمد او ز تحصیل سبب ✤ ہست آن ریگ اے پسر مرد خدا ✤ کو بحق پیوست واز
خود شد جدا ✤ آب عذب دین ہمی جوشد ازو ✤ طالبان را زو حیاتست و نمو ✤ غیر مرد حق چو ریگ خشک دان
کآب عمرت را خورد او ہر زمان ✤ طالب حکمت شو از مرد حکیم ✤ تا ازو گردی تو بینا و علیم **المعنی** شکست ریش
احمق ہو بفتحتین و تشدید پڑھنا و بہ تخفیف نیز اب یہان سے مقولات مولانا رہ کے ہین حسب حال مقام یعنے وہ بادشاہ
وحاکم احمق از بس عاجز و درماندہ ہوگا جو اپنی حماقت سے آگے پیچھے نہ دیکھے اور ہوشیاری نہ کرے اکثر ایسا ہی کہ
راہ ہموار و برابر ہی اور اسکے نیچے جال ہی اور کیا عجب اسواسطے کہ نامون ہی مین قحط معنی کا ہوتا ہی یعنے ناموری
تو بہت کہ فلان بڑے مشائخ ہین اور معنی بالکل ندارد بلکہ مکر کا جال خوب جان لے کہ لفظ یعنے باتین اور نام
ونمود ایسے ہین جیسے دام اور باتین شیرین جو ان دام والون کی ہین یہ ہمارے آب عمر کے واسطے ریت ہین کہ اسکو
جذب کرتی ہی اور یہ مفت برباد ہوتی ہی عمر تو تیری مثل آب کے ہے اور وقت مثل جو کے کہ یہ دونون خود روان
اور گذران ہین اسیطرح انکا خلق باطل کہ تیری جوے عمر کا ریت بنا جو اسکو پاٹے دیتا ہے پھر تضیع عمر مین کونسی
کسر باقی رہی اور وہ ریت جو ایک قسم کا ہی جس سے پانی ابلتا ہی وہ نہایت ہی کمیاب اور یہ ریت جو پانی جذب
کرنے والا ہی جو مراد مکارون سے ہی انکے تو پیچھے کے پیچھے تو جا اس ریت کو ڈھونڈھ کہ وہ ریت چشمہ حکمت الٰہی
کا ہی اسی سے حکمت طلب کر کسواسطے کہ وہ تحصیل سبب سے فارغ ہی عطایاے الٰہی سے ہے سو وہ ریگ
اے پسر مرد خدا کے ہین جو خدا سے پیوستہ اور آپ سے جدا ہین اور آب شیرین دین کا انسے ابل رہا ہی
جس سے طالبون کو حیات و نمو حاصل ہی آئے جو سوا غیران مردان حق کے ہین انکو ایسا جان جیسے ریگ خشک
کہ تیرے آب عمر کو ہر وقت کھا رہا ہی تو طالب حکمت کا مرد حکیم سے ہو تو بینا و علیم ہوجائیگا اور ان سے تو
جیسا تھا ویسا ہی نابینا و جاہل رہیگا **اختلاف** شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین بجاے خلق باطل
خلق باطن اور تحصیل و سبب بعطف اور بجاے آمد آید غلط ہی قولہ لوح حافظ لوح محفوظی شود ✤ روح او از
روح محفوظی شود ✤ چون معلم بود عقلش زابتدا ✤ بعد ازان شد عقل شاگردی ورا ✤ عقل چون جبریل گوید احمدا ✤
گر یکے گامے زنم سوزد مرا ✤ تو مرا بگذار زین پس پیش ران ✤ حد من این بود اے سلطان جان ✤ ہر کہ ماند از کاہلی بے
شکر و صبر ✤ او ہمیداند کہ گیرد پاے جبر ✤ ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد ✤ تا ہمہ رنجوریش در گور کرد ✤ گفت پیغمبر
کہ رنجوری بلاغ ✤ رنج آرد تا بمیرد چون چراغ ✤ **المعنی** روح بالضم جان و بالفتح بوے خوش باگرفتن قیام
کرنا جبر اپکو بے اختیار جاننا لاغ ہزل و ظرافت و خوش طبعی آوپر جو کہا ہے حکمت کا طالب مرد حکیم سے ہو

تو لوح تیرے حافظہ کی لوح محفوظ ہو جاے یعنے سارے اسرار لوح محفوظ کے حفظ ہو جائین اور روح اُسکی روح سے
بڑا حصہ پاے ضمیر او راجع بسوے حافظہ جو پہلے سے عقل اُسکی معلم تھی اسواسطے کہ جمیع حواس تابع عقل کے ہین یہ
سبکی افسر ہی اب یہ عقل ایک ادنے شاگرد اُسکی ہوکے اسمین بھی ضمیر شین راجع بحافظہ آور مثل جبریل کے کہ وہ بھی عقل
اول کہلاتے ہین کہیگی کہ ای احمد یعنے محمود تراب میرا آگے گذر نہین ہی اگر ایک قدم آگے بڑھاون تو تجلیات الٰہی سے
جلجاؤن پس تو مجکو ای سلطان جان یہین چھوڑدے اور خود آگے جا میرا گذر آگے نہین ہی غرض یہ رتبہ اُسکو
حاصل ہوگا جو عقل و وہم سے بڑہ کے ہی لیکن جو لوگ کاہل ہین اور کاہلی سے بے صبر و شکر رہے وہ پانون جبر کا پکڑتے ہین
اور جبر پر قیام کرتے ہین کہ ہمارا کچھ اختیار نہین خدا چاہے تو کچھ ہوا اور سختی پر صبر اور اُسکی نعمتون کا شکر کہ سب سامان
اُسنے درست کر دیا ہی نہین کرتے یہی جان لیا کہ ہمسے کچھ نہین ہوسکتا ہم بے اختیار ہین ناحق کے بیمار زبردستی بنگئے
جیسے بیمار نہین ہلتا بس اسی بیماری سے گور مین گھس جاتے ہین چنانچہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ جو کوئی بیمار زبردستی بیہودگی سے بنیگا وہ بیمار ہی ہو جائیگا حتے کہ رفتہ رفتہ چراغ کیطرح بجھ جاے الخلاف
شرح بحر العلوم مین پہلے شعر کے دونون مصرعون مین مخفوظی اقدہ ہر کہ ماند الخ اس شعر کے پہلے مصرع مین بے صبر و شکر لکھا ہی
بجاے بے شکر و صبر کے یہی تا جبر کے ساتھ اسکا قافیہ باختلاف حرکت حرف ماقبل حرف روی کیسے ہوگا قولہ جبر
چہ بود بستن اشکستہ را ٭ یا بپیوستن رگ بگسستہ را ٭ چون درین رہ پاے خود بشکستہ ٭ برکہ میخندی چہ پارا
بستہ ٭ وانکہ پایش در رہ کوشش شکست ٭ در رسید او را براق و برنشست ٭ حامل دین بود او محمول شد ٭
قابل فرمان بد او مقبول شد ٭ تاکنون فرمان پذیر بیتی و شاہ ٭ بعد ازان فرمان رساند بر سپاہ ٭ تاکنون اختر اثر کردی دروُ
بعد ازان باشد امیر اختر او ٭ گر ترا اشکال آید در نظر ٭ پس تو شک داری دران شق القمر ٭ تازہ کن ایمان نہ از گفت
زبان ٭ ای ہوا را تازہ کردہ در نہان ٭ تا ہوا تازہ است ایمان تازہ نیست ٭ چون ہوا جز قفل آن دروازہ نیست ٭
کردہ تاویل حرف بکر را ٭ خویش را تاویل کن نے ذکر را ٭ المعنی برنشست ای سوار شد شق القمر معجزہ آنحضرت کہ مشہور
معروف ہی کہتے ہین ای جبری تو اصل معنی جبر کے جانتا ہی ہڈی ٹوٹی اور رگ ٹوٹی جوڑنا اور تو نے اس راہ مین اپنا
پانون آپ توڑا ہی پھر کسی پر کیون ہنستا ہی جب خود پا بستہ بنا ہی اور کیسا جبری ہی کہ اس شکستہ کو نہین جوڑتا ہی
احمق جسکا پانون اس کوشش مین ٹوٹا یعنے صدور جہد کوشش بجالایا اُسکے لیے براق آیا اور وہ اُسپر سوار ہوا وہ دین
کا حامل تھا ای بجالانے والا محمول ہوا اور قابل اُسکے حکم کا تھا مقبول ہوا اب تک تو وہ فرمان پذیر شاہ کا تھا اب وہ اُسکے
سپاہ کا فرما بردار ہوا اب تک تو ستارون کی تاثیر اُسمین اثر کرتی تھی اب وہ سب ستارون کا امیر بنا تیری نظر مین جبتک
اور اشکال سمائے رہینگے تب تک تجکو معجزہ شق القمر مین شک رہیگا جب وہ برطرف ہوجاوینگے تب تو اسپر
ایمان لائیگا تو اپنے ایمان کو تازہ کر دل سے نہ زبان سے اس زبانی ایمان سے کیا نتیجہ درحالیکہ باطن مین تیرے

ہوا و حرص تازہ ہو رہی ہی خوب سمجھ لے جب تک ہوا تازہ ہی یعنے قسم قسم کی حرص چلی آتی ہی ایمان تازہ نہیں ہی اسلیے
کہ سوا ہوا کے اور کوئی قفل اس دروازہ کا نہیں تو نے تاویل حرف بکر مین کی ہی اور حرف بکر وہ جو کسی کا کہا ہوا
نہو نکو نہ لکہ سکے کہ وہ قرآن مجید ہی تو اپنی تاویل کر یعنے اپنے حال کو بدل ڈال نہ ذکر کو وہ توجہ ہی وہی صحیح ہے
الخلاف شرح بحر العلوم کے دوسرے شعر مین لفظ خود قبل شکستہ کے نہیں لکہا نہ شکستہ کے با اور مرکز
کا ف اور چوتھے شعر مین بدو بجاے بدا و بر سیاہ کی جگہ در سیاہ اور بجاے شق القمر الشق القمر غلط لکہا ہی

زیافت تاویل رکیک مگس کا

قولہ بر ہوا تاویل قرآن میکنی ٭ پست و کژ شد از تو معنی سنی ٭ ماند احوالت بآن طرفہ مگس ٭ کو ہمین پنداشت
خود را ہست کس ٭ از خودی سرمست گشتہ بے شراب ٭ ذرۂ خود را شمرده آفتاب ٭ وصف بازان را شنیده
در زمان ٭ گفت من عنقاے وقتم بیگمان ٭ آن مگس بر برگ کاه و بول خر ٭ ہمچو کشتیبان ہمی افراشت سر ٭
گفت من کشتی و دریا رانده ام ٭ مدتے در فکر آن ے مانده ام ٭ اینک این دریا و این کشتی و من ٭ مرد کشتیبان
واہل راے و فن ٭ بر سر دریا ہمی راند او عمد ٭ مینمودش این قدر بیرون ز حد ٭ بود بیحد آن چمین نسبت بد و ٭ آن
نظر کو بینا او را راست کو ٭ عالمش چندان بود کش بینش ست ٭ چشم چندین بحر ہم چندینش ست ٭ صاحب
تاویل باطل چون مگس ٭ وہم او بول خر و تصویر خس ٭ گر مگس تاویل بگذارد براے ٭ آن مگس را بخت گرداند
ہماے ٭ آن مگس نبود کش این عبرت بود ٭ روح او نے در خور صورت بود ٭ المعنی تاویل کسی چیز سے پھرنا اور
تعبیر خواب اور پھیر دینا کلام کو ظاہر سے کسی اور طرف کہ اسکا احتمال ہو سنی روشن چمین لفتح پیشاب پاخانہ
فرماتے ہین ای جبری تو تو خواہش نفس پر تاویل قرآن کی کرتا ہی اور حسب مرضی معنی اسکے پھیر لیتا ہی تیری تاویل مین
کیسے معنی روشن دستی پست و کج ہوتے ہین تیرا وہ حال ہی جیسے ایک مکھی عجیب کا حال تھا کہ وہ بھی اپنکو
کس سمجھتی تھی کہ مین بھی کوئی ہون کیسی خودی کی شراب مین مست بے شراب کے اور ہر چند ذرہ تھی مگر اپنکو آفتاب
گنتی تھی وصف بازون کا جو سنا فورا بول اٹھی مین عنقاے وقت ہون جسنے عنقا نہ دیکھا ہو مجھے دیکھے جس بہی
مکھی جب گھاس کے تنکے پر جو بول خر مین بہتی تھی تو کشتیبان کی طرح اپنا فر و دبدبہ جتاتی تھی کہ مین جہاز سے لیے
پھرتی ہون اور یہ کہا کہ مین نے کشتی دریا مین چلائی ہی اور ایک مدت اس فکر مین رہی ہون دیکھو یہ دریا ہی
اور یہ کشتی اور مین مرد کشتیبان عقل و ہنر والی غرض وہ اتنے پیشاب اور اس تنکے سے سمندر مین جہاز چلاتی تھی
اور وہ پیشاب اسکو حد سے باہر معلوم ہوتا تھا یعنے وہ پیشاب نسبت اسکے بیحد تھا جیسے مثل مشہور ہی کہ چیونٹی کو موت
پیر تا ہی اور وہ نظر اسکی کہان تھی کہ جس سے اسکو ٹھیک ٹھیک دیکھتی ایسے ہی عالم دنیا کا حال ہی جتنی جس کی
بینش ہی اتنا ہی اسکو معلوم ہوتا ہی کسواسطے کہ جتنی جسکی آنکھ ہی اتنا ہی اسکی آنکھ مین دریا ہی خلاصہ یہ کہ اہل

معرفت کی آنکھ نہایت وسیع ہی انکی نظر مین یہ عالم بفحواے قل متاع الدنیا قلیل کے بہت ہی قلیل و خفیف ہی اور اہل دنیا
کی آنکھ تنگ بقول سعدی رح ع گفت چشم تنگ دنیا دار را۔ و آنکی آنکھ مین نہایت وسیع و فسیح شعر بعد مین توضیح اس
مثل کی ہی کہ صاحب تاویل باطل مثل مگس کے ہی اور اسکا وہم ایسا جیسے بول خر در صورت خس اب یہ مگس
اگر اپنی راے مین تاویل کرے اور بدل ڈالے تو ضرور ہی کہ ہما ہو جاے اور اسکا نصیب یہ صفت اسکو
بخشے آپ فرماتے ہین اگرچہ ہمنے اسکو مگس کہا ہی مگر جسکو یہ غیرت ہو اور اس غیرت سے وہ آپ کو بدل ڈالے تو
وہ مگس نہین ہی روح اسکی اور ہی کچھ ہی جو اس صورت کے لائق نہین ہے الخلاف شرح بحر العلوم اور تمن مطبوعہ مین
کشتی دریا خوانده ام لکھا ہی مین نے اسکو رانده ام لکھا کہ خواندگی کی کوئی شی معلوم نہین ہوتی اور شرح مین بجاے
چمین چمن اور راست گو بجاے راست گو اور تاویل باطل کو چو باطل مگس دونون مین لکھا ہی حالانکہ باطل صفت
تاویل کی ہونا چاہیے

رنجیدہ ہونا شیر کا خرگوش کے دیر مین آنے سے

قولہ ہمچو آن خرگوش کو بر شیر زد ⁂ روح او کے بود اندر خورد قد ⁂ شیر میگفت از سر تیزی و خشم ⁂ کز رہ گوشم عدو بربست
چشم ⁂ مکرہاے جبریانم بستہ کرد ⁂ تیغ چوبین شان تنم را خستہ کرد ⁂ زین سپس من نشنوم آن دمدمہ ⁂ بانگ دیوان ہست
و غولان آنہمہ ⁂ بر دران اے دل تو ایشا نرا مایست ⁂ پوست شان بر کن کشان جز پوست نیست ⁂ المعنی زد اے
حملہ کرد غول ایک قسم جن سے ہی ہر طرح کی صورت بنا سکتا ہی اور ایذا دینے کے سوا آدمی کو بہکاتا بھٹکاتا بھی ہی چوبین
مین حرف مدہ ہی لہذا الف اضافت جائز فرماتے ہین اوپر جو ہمنے کہا ہی کہ بعض روح لائق صورت کے نہین ہوتی اسکی
تصدیق ظاہر کہ خرگوش نے جو شیر پر حملہ کیا روح اسکی کب لائق اسکے قد کے تھی جیسا اسکا ارادہ بڑا تھا ویسے ہی
اسکی روح بڑی تھی یہان شیر کہتا تھا بڑی تندی و غصہ سے کہ دشمن نے کان کی راہ سے میری آنکھین بند کر دین یعنے
مکر فریب کی باتین سنا کے عاقبت بینی سے باز رکھا انکی تیغ چوبین نے میرے تن کو چور چور کیا ان جبریون کے مکر مین
بندہ کے بیدست و پا ہو گیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب اسکے بعد مکر و حیلہ انکا ہرگز نہ سنونگا کہ وہ سب آواز دیو اور غولون کی
ہی جو اپنی آواز سے آدمی کو بہکا بھٹکا دیتے ہین اور خود غول بس اے دل کچھ توقف کی بات نہین ہی ان سب کو پھاڑ چیر ڈال
اور انکا پوست ادھیڑ کہ جملہ پوست ہی پوست ہین قولہ پوست چہ بود گفتہاے رنگ رنگ ⁂ چون زرہ بر آب کش
نبود درنگ ⁂ این سخن چون پوست معنے مغز آن ⁂ این سخن چون نقش معنے ہمچو جان ⁂ پوست باشد مغز بد را عیب
پوش ⁂ مغز نیکو را زغیرت غیب پوش ⁂ چون قلم از باد بد دفتر ز آب ⁂ ہرچہ بنویسی فنا گردد شتاب ⁂ نقش آب ست
از وفا خواہی ازان ⁂ باز گردی دستہاے خود گزان ⁂ المعنی دست گزیدن افسوس و حسرت کھانا فرماتے ہین کچھ
جانتا ہو کہ پوست کیا ہی یہی باتین رنگین پر تکلف ہین کہ چرب و نرم زبانی سے لوگون کو پھنساتی ہین یا فقط زبان سے

ذکر حق کرتی ہین سو یہ ایسا ہی جیسے پانی پر ذرہ جسکو درنگ نہین ہوا سے موج پیدا ہوئی ہوگئی ورنہ کچھ نہین اصل یہ ہی کہ سخن مثل پوست کے ہی معنی اُسکا مغز اور سخن ایک صورت ہی معنی اسمین محو جان لیس جو سخن بے مغز و بیجان ہی محض بے اصل ہی ہان یہ ضرور ہی کہ جس پوست مین مغز بد ہی یعنے اصل اُسکی بد ہی یہ پوست جو باتین رنگ برنگ پر تکلف ہین اُسکی بدی کو چھپائے ہوے ہی لوگ اُسکی باتون پر لحاظ کرکے اچھا جانتے ہین اور جس پوست مین مغز نیک ہی اور صاحب معنی اُسکا بسبب غیرت کے غیب پوش ہی یعنے عیب بسبب غیرت کے چھپائے ہوے ہی کسی پر ظاہر نہو گویا اہل حال کو انکا حال چھپائے ہوے ہی اور اہل حال کو خدا تعالی کی غیرت لیکن ہی یہ کہ جب قلم باد کا ہوا اور دفتر پانی کا اُسپر جو لکھینگا جاری فنا ہو جائیگا مطلب یہ ہی کہ اگر باد ہوائی باتین اپنی آبرو کے واسطے بنائیگا وہ ہرگز پائدار نہو نگی نیست و نابود ہو جائینگی سب نقش پانی پر بنائے ہین پھر نقش بر آب سے جو وفا ڈھونڈھنے جائیگا وہان کیا پائیگا آخر ہاتھ ہی کاٹتا اور افسوس کرتا رہیگا گو دنیا مین چل بھی جائے الخلاف شرح بحر العلوم مین بجائے غیب پوش کے عیب پوش کو بھی درست رکھا ہی بھلا قافیہ کیسے ہوگا اور بجائے نقش آبست کے نقل غلط لکھا ہی قوله باد در مردم ہوا و آرزوست ✽ چون ہوا بگذاشتی پیغام ہوست ✽ خوش بود پیغامہاے کردگار ✽ کو ز سر تا پاے باشد پایدار ✽ خطبه شاہان بگردد آن کیا ✽ جز کیا ے خطبہاے انبیا ✽ زانکه بوش بادشاہان از ہواست ✽ بازنامہ انبیا باکبریاست ✽ از درمہا نام شاہان برکنند ✽ نام احمد تا قیامت میزنند ✽ نام احمد نام جملہ انبیاست ✽ چونکه صد آمد نود ہم پیش ماست ✽ این سخن پایان ندارد ای پسر ✽ قصه خرگوش گو و شیر نر ✽ المعنی ہوا اسم ذات خدا تعالی جسکے معنی ہین جو ہی کیا بکسر پہلوان و خداوند و پاکیزہ پوش بالفتح کرد فرو خود نمائی بازنامہ بزاے معجمہ اسباب و تجمل و منت و براے مہملہ چیز فرماتے ہین تو نے جانا باد مردم مین کیا ہی ہوا و آرزو ہی جب یہ جاتی رہی تو پیغام ہوگا ہی یعنے وہی وہ پیغام وہ اُسی کے پیغام خوش تیرے ساتھ آپ خیال تو کر پیغام کردگار کے کیسے خوش ہوتے ہین انبیاؤن کے سوا اور کسی پاس بھی آئے اور معہذا سر سے پانؤ تک ہمیشہ اور پائدار بیزوال و بے انتقال اور ہی کیا وہ لوگ جنکو پیغام ہوسے آتے ہین خطبہ بادشاہون کا ہوتے ہین عہد کے بادشاہ لوگ اپنے خطبون مین آپ کو پڑھواتے ہین سواے پاکیزہ خطبون انبیا کے کہ انبیا تو خطبون مین پڑھے ہی جاتے ہین انکا ذکر بھی کرتے ہین مثل انبیا کے اسواسطے کہ کر و فر بادشاہون کا ہوا سے ہی اور انبیا کا اسباب و تجمل ہو یعنے جناب کبریا سے کہ پائندہ و مستدام ہی بادشاہون کے نام تو درم اور سکہ سے نکالے جاتے ہین اسلیے کہ آج کوئی ہی کل کوئی اور نام و شکہ احمد کا قیامت تک لگاتے رہینگے کہ ایسا نہ کوئی ہوا نہوگا ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ✽ نام احمد کا نام جملہ انبیا کا ہی اور مجموعہ جمیع صفات انبیا یعنے وہ صفتین جو فرد فرد انبیا مین تھین مثلاً خلافت آدم اور شکر نوح اور صبر ایوب و غیر ذلک سب انکی ذات واحد مین جمع تھین جیسے صد کہ اُس مین نود بھی موجود ہی گویا ذات آنحضرت

کی صد ہی جسکے بعد کوئی عدد نہین اور انبیا نود کا احاد (نام ہین مثل عقود کے ہین اور عقود نود سے بڑھکے نہین پس ایک
تو ذات واحد احد کی ہی اور صد آپ کی درمیان مین جو عقود عشرات کے ہین وہی انبیا ہین کہ وقتاً فوقتاً گذرے ہین
سب اس صد مین جمع ہین شعر بعد مین پھر گریز ہی کہ ای پسر اس سخن کی انتہا نہین ہی اسکو جانے دے شیر و خرگوش
کا قصہ کہہ الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین جز کیا در خطبہا ے الخ بعطف لکھا ہی مجکو عطف کے
معنی کا کچھ پتا نہین لگا لہذا مین نے کیا کو صفت مقدم خطبہا کی ٹھہرایا ہی ایسے ہی شرح مین بجاے پوش کے پوش
اور حضرت شارح نے باتین تو بہت سی لکھی ہین لیکن صد اور نود کی کچھ تشریح نہین لکھی بہ ضروری تھی

بیان مکر خرگوش اور اسکے دیر کرکے جانے مین

قولہ در شدن خرگوش بس تاخیر کرد ❊ مکر را با خویشتن تقریر کرد ❊ در رہ آمد بعد تاخیر دراز ❊ تا بگوش شیر گوید یک دو راز ❊
تا چہ عالمہاست در سوداے عقل ❊ تا چہ با پہناست این دریاے عقل ❊ بحر بے پایان بود عقل بشر ❊ بحر را غواص باید ای پسر ❊ صورت ما اندرین بحر عذاب ❊ میدود چون کاسہا بر روے آب ❊ تا نشد پر بر سر دریا چو طشت ❊ چونکہ پر شد طشت در وے غرق گشت ❊ عقل پنہان ست و ظاہر عالمے ❊ صورت ما موج یا از وے نمے ❊ ہرچہ صورت
بے وسیلت سازدش ❊ زان وسیلت بحر دور اندازدش ❊ تا نہ بیند دل دہندہ راز را ❊ تا نہ بیند نیز دور انداز را ❊
المعنی غواص غوطہ زن عذاب بفتح عذوبت وگوارا سے وسزا سے عل بروسیلت وسیلہ فرماتے ہین کہ خرگوش
نے جانے مین بہت دیر کی اور ایک مکر اپنے دل مین قرار دیا پھر بعد تاخیر دراز کے چلدیا تا دو ایک بھید شیر کے کان مین
کہکے تو جانے کیسے کیسے عالم یعنے حال وکیفیتین سودائی عقل مین ہین اور کیسا چوڑے پاٹ والا دریا عقل کا ہی
جس سے اُسنے اسکو چاہ مین ڈبویا ای پسر عقل بشر کی ایک بحر بے پایان ہی مگر اس بحر کا غواص ہو تو گوہر مقصود
حاصل کرے حال یہ ہی کہ صورتین ہماری اس بحر خوشگوار مین ایسی پیرتی ہین جیسے پیالے روے آب پر جب تک
صورت معنی سے نہین بھرتی تب تک ایسی ہی جیسے طشت بر سر دریا اور جب طشت کیطرح بھر گئی تو اُسی مین غرق
ہو گئی اور معنی ہی معنی ہو گئی عقل پوشیدہ ہی اور عالم ظاہر ہی اور صورت ہماری اُسی کے دریا سے موج ہی یا نم ہی جیسی
جسکی حیثیت ہی کم و بیشی مین اب یہ صورت اگر بیوسیلہ عقل کے اپنی طرف سے کوئی بات پیدا کرے اُسکو وسیلہ
اپنا ٹھہراے جیسے بدمذہبون نے اپنے ایسے طریقے نکالے ہین تو اُس بدوسیلہ کے سبب سے بحر عقل کا اسکو اپنے
بیچ مین سے دور نکال کے پھینک دیتا ہی جیسے اور دریا پانی کے اکثر اشیا باہر نکال کے ڈال دیتے ہین اور
اسکا کاسہ صورت آب عقل سے خالی رہتا ہی تا یہ دل دہندہ یعنے فریفتہ اُس بات کا جو بے وسیلہ عقل کے نکالی
ہی راز عقل کے نہ دیکھنے پاے اور دور انداز ندہ کو جو بحر عقل ہی نیز نہ دیکھنے پاے مطلب یہ کہ عقل سے محض بے بہرہ
رہے الخلاف شرح بحر العلوم و متن مطبوعہ دونون مین بجاے نیز کے تیر لکھا ہی نہ کچھ معنی دیتا ہی نہ کوئی رعایت

معلوم ہوتی ہی قولہ اسپ خود را یاوہ داند و ز ستیز ❊ میدواند اسپ خود را تیز تیز ❊ اسپ خود را یاوہ داند آن جواد ❊ واسپ او را خود کشان کردہ چو باد ❊ در فغان و جستجو آن خیرہ سر ❊ ہر طرف پرسان و جویان در بدر ❊ کانکہ دزدید اسپ ما را کو کہ کیست ❊ اینکہ زیر ران تست ای خواجہ چیست ❊ آرے این اسپ ست لیک آن اسپ کو ❊ با خود آ ای شہسوار اسپ جو ❊ وصف ما را مستمع گوید برانہ ❊ تا شناسد مرد اسپ خویش بازہ ❊ المعنی یاوہ گم و ناپدید و بیہودہ جواد بفتح و تخفیف واو بسیار جود و نام فدائیعانے واسپ تیز رفتار باد تیز و تند خیرہ سر بیہودہ گرد و پریشان و سرکش ستیز جنگ خصومت و خشم و ناسازگاری یعنے جب بحر عقل کا آپ مین سے کسی کو نکال کے پھینک دیتا ہی تو اُس شخص کی وہ مثل ہوتی ہی کہ کوئی شخص اپنے گھوڑے پر آپ سوار ہی اور اسکو تیز دوڑا رہا ہی اور جانتا ہی کہ میرا گھوڑا گم گیا اور ناپید ہو گیا و اس سبب سے ہر کسی جنگ و خصومت مین پڑا ہی پھر کہتے ہین کہ یہ تو اسپ کو یاوہ جانتا ہی اور حال یہ کہ اسپ اسکو مثل ہوا کے کھینچے لیے جاتا ہی اور تیز رفتار ہی یہ شور و فغان اور جستجو مین اُسکی پریشان اور سرگردان ہو رہا ہی اور ہر طرف پوچھتا اور در بدر ڈھونڈھتا پھرتا ہی اور کہتا ہی کہ جسنے میرا گھوڑا چرایا بتاؤ وہ کہان ہی اور کون ہی اور جسکو سوار دیکھتا ہی اُس سے پوچھتا ہی کہ ای خواجہ یہ جو تیری ران کے نیچے ہی یہ کیا ہی آیا گھوڑا ہی یا اور کچھ وہ کہتا ہی کہ ہان ہی تو گھوڑا ہی لیکن وہ گھوڑا نہین ہی ای شہسوار اسپ جسکو تو ڈھونڈھتا ہی اور وہ اُس سننے والے کے سامنے وصف گھوڑے کے آہستہ آہستہ کہتا ہی تو شخص اپنے گھوڑے کو پہچانے غرض وہ بحر عقل کا نکالا ہوا ایسا مبہوت و دیوانہ ہو جاتا ہی کہ کوئی بات اُسکی ٹھیک ٹھکانے کی نہین ہوتی ایسا مردود العقل ہوتا ہی انخلاف نسخ بحر العلوم مین خیرہ کی (رہا) نہین لکھی ہی اور بجاے دزدید اسپ کے دزدید ست غلط لکھا ہی قولہ در درون خود بیفزا درد را ❊ تا ببینی سرخ و سبز و زرد را ❊ جان ز پیدائی و نزدیکی ست گم ❊ چون شکم پر آب و لب خشکی چو خم ❊ کے ببینی سرخ و سبز و زرد را ❊ تا نبینی پیش ازان ہر سہ ضیا ❊ لیک چون در رنگ گم شد ہوش تو ❊ شد ز نور آن رنگہا روپوش تو ❊ چونکہ شب آن رنگہا مستور بود ❊ پس بدیدی دید رنگ از نور بود ❊ نیست دید رنگ بے نور برون ❊ ہمچنین رنگ خیال اندرون ❊ این برون از آفتاب و از سہا ست ❊ وان درون از عکس انوار علاست ❊ نور نور چشم خود نور دلست ❊ نور چشم از نور دلہا حاصل ست ❊ باز نور نور دل نور خدا است ❊ کو ز نور عقل و حس پاک و جدا است ❊ المعنی سہا بالضم ایک ستارہ باریک ہی متصل دوسرے ستارہ بنات النعش کے مجموعہ مین ستارون کے علا بالضم و فتح تیز بزرگی و بلندی فرماتے ہین ای طالب تو اپنے باطن مین درد عشق کا بڑھا تب تجکو سرخ و سبز اور زرد کی کیفیت معلوم ہووے تا کیفیت بہار و خزان عالم کی تجکو معلوم ہو غور تو کر جان تیری کیسی ظاہر اور نزدیک ہی اور گم ہی سوجھتی نہین جیسے خم کہ پیٹ تو پانی سے بھرا ہی اور لب خشک ہین پیٹ خم کا پانی سے بھرا ہونا ظاہر اور لب خشک بدین وجہ کہ پانی اُسکا کنارے سے نہین اُنڈیلا جاتا جو لب تر ہون اور ہر گاہ ایسی ظاہر و نزدیک چیز کو نہین دیکھ سکتا تو سرخ و سبز و زرد کو کب دیکھ سکتا ہی جبتک کہ ان تینون کے دیکھنے سے قبل ضیا و روشنی

نہ دیکھے اور نہ پاوے لیکن وہ نور وضیا تجکو حاصل کیسے ہو تیرے تو رنگ ہی مین ہوش باختہ ہو گئے اور گم گئے پس
یہی رنگ اس نور کے روپوش ہوے یعنے جب تو ظاہر کا گرفتار ہو گیا تو نور جو معنی ہی اور رنگ ظاہری اس سے رونق وہ کیسے
تجکو سوجھے شعر مابعد بطور نظیر کے ہی یعنے دیکھ تو جب رات تھی تو سب رنگ تجھ سے چھپے ہوے تھے پھر جو تو نے دیکھا
تو یہ دید تیرے نور سے ہوئی جو دن ہی پس معلوم ہوا کہ جب دید رنگ ظاہری بے دید ظاہر کے نہین ہی تو ایسے ہی رنگ
خیال اندرونی کا ہی کہ اسکی دید بھی بے دید درون کے نہین اور یہ دید ظاہری تو آفتاب وستارون سے ہی جسکو سہا کہا ہی
موافق ذکر خاص وارادۂ عام کے اور باطن کے انوار بلندی و بزرگی سے کہ وہ انوار ذات خدا تعالے کے ہین
جل جلالہ دیکھو یہ نور جو نور چشم کا ہی خود نور دل کا ہی کہ دل کے نور سے یہ نور حاصل ہوتا ہی اور نور دل کا نور خدا کا ہی جو نور حس و
عقل سے پاک وجدا ہی حس وعقل کو اسمین کچھ دخل نہین بخلاف نور ظاہر کے انتہی فقط ایک کتاب قلمی مین جو تھے
مصرع مین شکم پر آب لکھا ہی اور شرح بحر العلوم مین بجاے شکم کے شود کہ غلط معلوم ہوتا ہی اور بجاے دید رنگ از دل کے بود
قولہ شب نبد نورے ندیدے رنگہا ٭ پس بضد آن نور پیدا شد ترا ٭ شب ندیدے رنگ کان بے نور بود ٭ رنگ چہ
بود مہرۂ کور وکبود ٭ کہ نظر بر نور بد آنگہ بر رنگ ٭ ضد بضد پیدا بود چون روم وزنگ ٭ دیدن نور ست آنگہ دید رنگ ٭ وین
بضد نور دانی بیدرنگ ٭ پس بضد نور دانستی تو نور ٭ ضد ضد را مینماید در صدور ٭ رنج وغم را حق پے آن آفرید ٭ تا بدین
ضد خوشدلی آید پدید ٭ پس نہانیہا بضد پیدا شود ٭ چونکہ حق را نیست ضد پنہان بود ٭ نور حق را نیست ضدے در وجود ٭
تا بضد او را توان پیدا نمود ٭ لاجرم ابصارنا لا تدرکہ ٭ وہو یدرک بین تو از موسی وکہ ٭ المعنے مہرہ ہندی منکا کبود
نیلگون کہ باضم مخفف کوہ ادراک بالکسر معلوم کرنا اشیاء وغیر محسوس کا مولانا رح پھر فرماتے ہین رات
مین نور تھا تب تو نے رنگ نہ دیکھے جب اسکی ضد ظاہر ہوئی یعنے دن تو اس ضد سے وہ نور تجھے ظاہر ہوا رات
مین جو تو نے رنگ نہین دیکھا بسبب تھا کہ وہ بے نور تھی اسواسطے کہ رنگ خالی کیا ہی ایک مہرہ کور کبود ہی بے نور
سو کس کام کا اور جبکہ شب مین نور نہ تھا تو تیری نظر نور پر تھی پھر رنگ پر کہ نور ہو تو رنگ نظر آئے اسواسطے کہ ضد سے
ضد ظاہر ہوتی ہی جیسے روم وزنگ کہ باہم متضاد ہین اسی سبب سے اول دیکھنا نور کا ہی پھر دیکھنا رنگ کا اور
اس رنگ کو نور کی ضد سے بے تامل جان لیتا ہی پس ظاہر ہوا کہ ضد نور سے تو نور کو جانتا ہی اور ضد کو ضد اپنے
صدور وظہور مین ظاہر کرتی ہی جیسے کہ کہا ہی کلشئ یعرف باضداد ہا مثلاً رنج وغم کو خدا تعالے نے اسیواسطے پیدا کیا
ہی کہ اسکی ضد جو خوشدلی ہی وہ ظاہر ہووے اور پہچانی جاوے یہ سب اشعار بطور تمہید وتمثیل کے تھے اب نتیجہ اس کا
یہ کہ پوشیدہ چیزین تو ظاہر ہو جاتی ہین مگر ذات خدا تعالے کی کہ اسکی ضد نہین اس سبب سے پوشیدہ ہی
کیسی ہی فکر وعقل اسکے ظاہر نہین کر سکتی اور کیسے ظاہر کر سکے کہ اسکے نور کے عالم وجود مین کوئی ضد ہی نہین ہی
لاجرم ہماری بینائیان اسکے نہین پا سکتین جیسا کہ حق عز وعلا لا تدرکہ الابصار نہین پا سکتین اسکو بینائیان

اور خود ہی فرمایا وہو یدرک الابصار اور وہ لے لیتا ہی ابصار کو یعنے ابصار حسی مین مقابل اُسکے نور کے ایسی قوت ہی
نہین رہتی کہ اُس نور کے سامنے قائم رہے اور ٹھہرے جو دیکھ سکے جیسا کہ حال حضرت موسیٰ اور کوہ طور کا ہوا وقت
صدور تجلی تقدس نور پاک کے کہ انکی ابصار تاب نہ لائی آخر بیہوش ہوکر گر پڑے جیسا کہ فرمایا وخر موسی صعقا یعنی
موسیٰ بیہوش ہوکے گر پڑا نہ کوہ طور متحمل ہوا اور مستقر رہا جس سے اشارہ ہی جعلہ دکا یعنے کیا اُسکو تجلی نے پاش پاش
پھر چشم حسی کسی کی کیسے اُسکو پا سکے البتہ چشم دل کو اُسنے یہ قوت بخشی ہی بس یہ سب اشعار اسی دعوی کی دلیل
مین جو اوپر شعر اخیر مین فرمایا ہی کہ نور خدا کا حس وعقل سے پاک ہی ان مین اُسکی گنجایش نہین اختلاف شرح بحر العلوم
مین پہلے ہی شعر مین نور باضافت بدون یا لکھا ہی اس اضافت کا کہان ٹھکانا ہی اور اخیر شعر مین ابصار تا لکھا ہی اور
ایک قلمی کتاب مین ابصار ما ہی گو معنی دونون کے واحد ہین لیکن ابصار نا سے شبہہ ہوتا ہی کہ یہ کہین جز آیت کا ہی
جو لا تدرکہ اشارۃً فرمائی ہی وہو لیس بہذا پس ابصار ما موافق ترکیب فارسی کے صحیح معلوم ہوتا ہی قولہ صورت از
معنی چو شیر از بیشہ دان * یا چو آواز و سخن ز اندیشہ دان * این سخن و آواز از اندیشہ خاست * تو ندانی بحر اندیشہ
کجاست * لیک چون موج سخن دیدی لطیف * بحر آن دانی کہ ہم باشد شریف * چون ز دانش موج اندیشہ بتاخت
از سخن و آواز او صورت بساخت * از سخن صورت بزاد و باز مرد * موج خود را باز اندر بحر برد * صورت از بے
صورتی آمد برون * باز شد کانا الیہ راجعون * پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست * مصطفے فرمود دنیا ساعتی ست
فکر ما تیرے ست از ہو در ہوا * در ہوا کے پاید آید تا خدا * ہر نفس نو میشود دنیا و ما * بیخبر از نو شدن اندر بقا * عمر ہمچون
جوے نو نو میرسد * مستمری مینماید در جسد * آن ز تیزی مستمر شکل آمدست * چون شرر کش تیز جنبانی بدست * شاخ
آتش را بجنبانی بساز * در نظر آتش نماید بس دراز * این درازی امداد تیزی صنع * مینماید سرعت انگیزی صنع *
طالب این سر اگر علامہ ایست * نک حسام الدین کہ سامی نامہ ایست * وصف او از شرح مستغنی بود * رو حکایت
کن کہ بیگہ میشود * المعنی تیر ہوائی وہ تیر جو آسمان کی طرف چھوڑین مستمر استوار و روان و پیوستہ و دایم نک
مخفف اینک فرماتے ہین صورت اور معنی دونون ایسے ہین جیسے شیر اور بیشہ کہ شیر بیشہ سے ہی یا ایسا جان جیسے
آواز و سخن کہ اندیشہ سے پیدا ہوتا ہی یعنے جو اندیشہ دل مین گذرتا ہی اسی کی صورت یہ سخن ہی کہ آواز سے صورت پکڑتا ہی
بس اس سخن کو جو آواز و اندیشہ سے پیدا ہوا اسکو تو تو نے جان لیا اور یہ نجانا کہ دریا اس اندیشہ کا کہان
ہی جس سے یہ پیدا ہوا لیکن یہ تو دیکھتا ہی کہ موج سخن کی کیسی لطیف ہی بس اسکے بحر کو بھی جان لے کہ نہایت ہی
شریف ہوگا اب اُسکا بیان فرماتے ہین کہ پھر جب اُسکی ذات سے موج اندیشہ کی دوڑی یعنے اٹھی تو سخن اور
آواز سے اُسنے صورت بنائی موج اندیشہ مراد کلام نفسی سے ہی جو اُس سخن اور آواز سے کلام لفظی مین آیا پھر اُس
سخن سے ایک صورت پیدا ہوئی اور مرگئی اور وہ موج جو اٹھی تھی پھر اُسی بحر مین چلی گئی پھر ایک صورت

اُس بے صورتی سے ظاہر ہوئی اور اُسی مرجع کو لوٹ گئی لیس تجکو ہر لحظہ موت و رجعت ہی یعنے مرنا و لوٹنا اسی وجہ سے آنحضرت نے فرمایا ہی کہ الدنیا ساعة یعنے دنیا ایک ساعت ہی جسمین ہر لحظہ مرنا جینا ہی اگر اُس بے صورتی سے دوسری صورت پیدا نہو تو پھر کیا ہی آب فکر انسان کی کیا چیز ہی جو اُسکی قدرت مین دم مار سکے کیسا بات بات پر مرنا جینا رکھا ہی اگر کوئی تیر فکر کا چھوڑے تو وہ ہوائی ہی اُسکی ذات ہوہی وہان فکر کا گذر کب ہی خیر وہ تیر ہوائی اُسکا اسی صاحب تیر پر لوٹ کے آتا ہی ہوا مین تو ٹھہر ہی نہین سکتا دیکھو دنیا ہر دم نو ہوتی ہی اور ہم اسکے بقا مین ایسے بیخبر ہین کہ اس نو ہونے کی ہمکو کچھ خبر نہین ہمکو عمر مثل نہر کے جسمین ہر وقت نیا پانی آتا جاتا ہی ملتی ہی اور ہمکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ عمر ہماری ہمارے جسم مین دائم اور پیوستہ ہی لیکن یہ مستمر ہونا اسکا تیزی کے سبب سے ہی کہ موت و رجعت مین اصلا تمیز و فرق نہین ہو سکتا لہذا مستمر شکل معلوم ہوتی ہی جیسے شرر کہ اگر اُسکو ہاتھ مین لیکر خوب تیز ہلاؤ تو اُسکا چھٹنا ملنا تیزی کے سبب سے معلوم نہین ہوتا ایک شکل ہو جاتی ہی پھر فرماتے ہین تمثیلا کہ اگر آگ کی لکٹی ہاتھ مین لو اور خوب تیزی کے ساتھ ہلاؤ تو نظر مین کیسی لمبی و دراز معلوم ہوتی ہی پس یہ درازی تیزی صنع الٰہی سے ہی جو عمر کی معلوم ہوتی ہی وہی یعنے صنع الٰہی اپنی سرعت انگیزی دکھار ہی ہی آپ فرماتے ہین کہ طالب اس بھید کا اگر کوئی علامہ ہی تو حسام الدین ہی جسکو مولانا نہ کہتے ہین کہ یہ سے یہ ایک ساحی نامہ ہی کہ جسکا وصف شرح و بیان سے مستغنی ہی پھر ایسی مستغنی شو مین مت پڑے اسکو چھوڑکے اُسی حکایت کو جو شروع کی تھی بیان کر کہ بے وقت ہوا جاتا ہی بخلاف شرح بحر العلوم دوسرے شعر مین تا مزانی اور قلمی متن مین نو مزانی شرح مین چون زد انش لکھا ہی میری سمجھ مین دانش ہی اور جیسے نو نو بجاے نو نو او ربدست کی جگہ ندا ست اور درازی آمد کے ٹھکانے درازی مدت غلط ہے ❊

پہونچنا خرگوش کا شیر کے پاس اور غصہ ہونا شیر کا

قولہ شیر اندر آتش و در خشم و شور ❊ دید کان خرگوش مے آید ز دور ❊ میدود بے دہشت و گستاخ او ❊ خشمگین و تند و تیز و ترش رو ❊ کز شکستہ آمدن تہمت بود ❊ وز دلیری سرفع ہر ریبت بود ❊ چون رسید او بیشتر نزدیک صف ❊ بانگ برزد شیر ہان ای ناخلف ❊ من کہ گاوان را ز ہم بدریدہ ام ❊ من کہ گوش شیر نر مالیدہ ام ❊ نیم خرگوشے چہ باشد کو چنین ❊ امر ما را افگند اندر زمین ❊ ترک خواب و غفلت خرگوش کن ❊ غرش این شیر ای خر گوش کن ❊ المعنی ریبت بالفتح شک و شبہہ ہان کلمہ زجر و تنبیہ گوش کردن کے معنی سننا دیکھنا دونون ہین یعنے شیر تو آگ مین بھرا ہوا اور خشم و شور مین تھا ہی جب اور سے دیکھا کہ خرگوش آتا ہی اور اس حال سے کہ بے دہشت اور گستاخ اور خشمگین اور تند و تیز و ترش رو دوڑتا چلا آتا ہی اور وجہ ان صفات سے آنے کی خود مولانا رح نے بیان فرمائی کہ شکستہ آنا دلیل ہو اس تہمت پر جو میرے شیر پر لگا دیگا اور دلیری اسے رفع پر شک کا ہوسکتا کہ کیا ہی ع دلاور نپودر سخن بے گناہ ❊ الغرض آگے بڑھ کے جب نزدیک صف کے پہونچا تو شیر نے

ڈونک کے کہا کہ خبردار ہوا ای ناخلف ہین وہ ہون کہ مین نے گاے بیل پھاڑے ہین اور شیر نرون کے کان اینٹھے ہین تجھسا نیم خرگوش ناچیز کہ پورا ابھی نہین ہی کیا شی ہی جو میرے امر کو خاک مین ملاے اور کچھ چیز نہ سمجھے شعر مابعد مقولہ مولانا رح کا ہی کہ تو بھی اس شیر کی غرش کو دیکھ اور عبرت پکڑ کیسا اپنے امر مین سستی واقع ہونے سے بگڑا اور خشمگین ہوا تو اپنے مالک کی نافرمانی مین خشم و عتاب سے کیسے بچ رہیگا پس غفلت چھوڑ اور خواب خرگوش فراموش کر اور ای خر غرش شیر کو دیکھ اختلاف شرح بحر العلوم مین بجاے گاوان را زہم را بجہ اور نیم خرگوشی ہو ون یا با ضافت غلط لکھا ہی

عذر کرنا شیر سے خرگوش کا بسبب تاخیر کے اور خوشامد کرنا

قولہ گفت خرگوش الامان عذریم ہست + گر دہد عفو خداوندیت دست + باز گویم چون تو دستوری دہی + تو خداوندی و شاہ و من رہی + گفت چہ عذر قصور اے ابلہان + این زمان آیند در پیش شہان + مرغ بیوقتی سرت باید برید + عذر احمق را نمے باید شنید + عذر احمق بدتر از جرمش بود + عذر نادان زہر دانائش شود + عذرت اے خرگوش از دانش تہی + من نخر گوشم کہ در گوشم نہی + گفت ای شہ ناکسے را کس شمار + عذر استم دیدگان را گوش دار + خاص از بہر زکوۃ جاہ خود + گمرہی را تو مران از راہ خود + بحر کو آبے بہر جو میدہد + ہر خسے را بر سر و روے نہد + کم نخواہد گشت دریا زین کرم + از کرم دریا نگردد بیش و کم المعنی دست دادن دستگیری کرنا استم بکسر ستم خرگوش نے کہا مین امان چاہتا ہون مجکو ایک عذر ہی اگر عفو تیری خداوندی کی میری مددگار ہو تو لہ لون تو ہمارا خدا وند و شاہ ہی اور مین بندہ و غلام اگر اجازت پاؤن تو ظاہر کرون شیر نے کہا کہ قصور احمقون کے کہ جسکے بیان مین شعر آیندہ ہین اب ہم سے بادشاہون کے سامنے آ اور کہ کیا عذر ہین تو مرغ بے وقت کا ہی تیرا سر کاٹنا چاہیے اور عذر احمق کا نہ سننا چاہیے اس مصرع سے بیان قصور ابلہان کا ہی عذر احمق کا بدتر اسکے جرم سے ہوتا ہی اور عذر نادان کا ایک زہر دانا کش ہی ای خرگوش تیرے عذر از دانش تہی ہین مین خرگوش نہین ہون جو اپنے کان مین اسکو جگہ دون اور مان لون کہا ای بادشاہ مین ایک ناچیز و ناکس ہون تو مجکو اس وقت کس جان لے اور پادشاہ عذر ستمدیدون کا سنتے ہین تو میرا عذر سن لے کہ مین بھی ستمدیدہ ہون اور علی الخصوص اپنے جاہ و جلال کی زکوۃ ہی سمجھ کے میرا عذر سن لے تو جانیو مجھے جاہ کی زکوۃ دیدی اور مین بھکا بھٹکا ہوا ہون تو اپنی راہ سے مجکو مت نکالے دیکھ تو دریا سے کیسا فیض جاری ہی اور کیسا نہرون کو پانی دیتا ہی اور خس و خاشاک کو بھی اپنے سر و روپر رکھ لیتا ہی اگر عذر میرا سن لیگا تو دریاے کرم کم نہو جائیگا اسواسطے دریا کرم سے بیش و کم نہین ہوتا یعنے کرم نہ کرنے سے بڑھ نہین جاتا اور کرم سے گھٹ نہین جاتا قولہ گفت دارم من کرم بر جاے او + جامۂ ہر کس برم بالاے او + گفت بشنو گر نباشد جاے لطف + سر نہادم پیش اژدرہاے عنف + من بوقت چاشت اندر راہ آمدم + با رفیق خود سوے شاہ آمدم + با من از بہر تو خرگوشے دگر + جفت و ہمرہ کردہ بودند

آن نفر + شیر اندر راه قصد بندہ کرد + قصد ہر دو بندۂ آیندہ کرد + گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم + خواجہ تاشان یکے اندر گہیم + گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار + پیش من تو یاد ہر ناکس میار + ہم ترا وہم شہت را بر درم + گر تو با یارت بگردی از درم + **المعنی** لطف بالضم نرمی و تازگی عنف بالضم درشتی و تندی نفر بفتحتین گروہ مردم از سہ تا دہ فارسی والے ایک شخص پر اطلاق کرتے ہین و بمعنی چاکر نیز شیر نے کہا مین جتنا جسکا رتبہ دیکھتا ہون اُتنا ہی کرم کرتا ہون اور جتنا جسکا قدر ہی اسی کے موافق جامہ قطع کرتا ہون خرگوش نے کہا میری بات سُن لے اگر لطف کی جگہ نہو تو تیری سختی و درشتی کے اژدہا کے سامنے مین سر رکھتا ہون یعنے تیری سختی و درشتی سخت و درشت پر راضی ہون چاہے جیسی سختی کرنا حال یہ ہی کہ مین چاشت کے وقت کا مع اپنے رفیق کے شاہ کیطرف آیا ہون اور رفیق یہ کہ ایک خرگوش اور تیرے واسطے تجھے نے میرا جفت و ہمراہ کردیا تھا ایک شیر نے راہ مین میرا اور دوسرے کا کہ ہم دونون چلے آتے تھے قصد کیا مین نے کہا کہ ہم دونون ایک شاہنشاہ کے بندے ہین اور ایک درگاہ کے خواجہ تاشان اُس شیر نے کہا کون شاہنشاہ ہی ذرا مجھسے شرما کے بات کہا اور میرے سامنے ہر ناکس کو یاد مت کر مین تجکو بھی پھاڑ ڈالونگا اور تیرے شاہ کو بھی پھاڑونگا اگر تو اپنے یار سمیت میرے دروازے سے پھر کے گیا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین یکی اندر گہم کی جگہ کہ آن در گہم غلط ہی **قولہ** گفتمش بگذار تا بار دگر + روے شہ بینیم بریم از تو خبر + گفت ہمرہ را گرو کن پیش من + ورنہ قربانی تو اندر کیش من + لابہ کردیمش بسے سودے نکرد + یار من بستد مرا بگذاشت فرد + ماندہ آن ہمرہ گرو در پیش او + خون دوان شد از دل بیخویش او + یارم از زفتی سہ چندان بُد ز من + ہم بلطف و ہم بخوبی ہم بہ تن + بعد ازین زان شیر این رہ بستہ شد + حال ما این بود کت دانستہ شد + از وظیفہ بعد ازین امید بر + حق ہمیگویم ترا الحق مر + گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن + ہین بیا و دفع آن بیباک کن + **المعنی** خرگوش کہتا ہی کہ مین نے اُس سے بہت کہا کہ ہمکو چھوڑ دے تو ہم اپنے شاہ کو دیکھ لیین اور تیری خبر اُسکے پاس پہونچا دین تمانا اور کہا اپنے ساتھی کو میرے پاس گروی کر دے نہین تو تو میرے دین مین میری قربانی ہی ہر چند مین نے خوشامد کی کچھ فائدہ نہوا میرے یار کو لے لیا مجکو تنہا چھوڑ دیا اور وہ جو میرا یار تھا مجھ سے سہ گونہ موٹا اور لطیف اور خوبی اور تن توش والا تھا اب تو یہ جان لے کہ یہ راہ بند ہو گئی اور حال ہمارا تو یہ تھا جو تجکو معلوم ہو گیا اب آیندہ وظیفہ سے امید قطع کر مین حق بات تجھسے کہے دیتا ہون گو حق تلخ ہوتا ہی چنانچہ حدیث شریف ہی الحق مر یعنے حق کڑوی چیز ہی ہان اگر تجکو وظیفہ کی خواہش ہی تو راہ کو اُس راہ مارسے صاف کر خبردار ہو آ اور اُس بیباک کو ٹال تا وظیفہ مین خلل نہ پڑے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین زفتی کو رفتی اور دانستہ شد کو دانستہ قد غلط لکھا ہی گو غلطی کاتب کی ہو لیکن صحیح کیا ہوے

جواب شیر کا خرگوش کو اور چل دینا شیر کا

قولہ گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست + پیش رو شو گر ہمیگوئی تو راست + تا سزاے او و دو صد چون او دہم +

در دروغست این سزاے تو و هم + اندر آمد چون قلاؤزے بپیش + تا برد او را بسوے دام خویش + سوی چاہی کو نشانش کرده بود + چاه مغ را دام جانش کرده بود + میشدند آن هر دو تا نزدیک چاه اینت خرگوشی چو آب زیرکاه + آب کاهی را بہ هامون میبرد + آب کوهی را عجب چون میبرد + دام مکر او کمند شیر بود + طرفه خرگوشی که شیرے را ربود + موسی و فرعون را تا رود نیل + میکشد بالشکر و جمع ثقیل + پشه و نمرود را با نیم پر + میشگافد بیمحابا مغز سر + المعنی ہمیں رو پیشوا قلاؤزی بالفتح رہبری مغ بالفتح عمیق یعنے بعد استماع بیان خرگوش کے شیر نے کہا بسم اللہ آ میرے ساتھ اور مجکو بتا وہ کہاں ہی میرے آگے آگے چل اگر تو سچا ہی تو دیکھ اسکو اور اُس جیسے دو سو کو کیسی سزا دیتا ہون اور اگر جھوٹا ہی تو یہ سزا تجکو دونگا بس خرگوش رہبر کیطرح آگے ہوا تا اُسکو اپنے جال کیطرف لیجاے یعنے وہ کنواں جسکو تاک رکھا تھا اور اس چاہ عمیق کو اُسکے جان کا جال بنایا تھا غرض وہ دونوں قریب چاہ کے چلے جاتے تھے دوسرا مصرع مقولہ مولانا رح کا ہی کہ عجب خرگوش جو آب زیرکاہ تھا یعنے دہوکہ آب جنگل سے کاہ کو بہا لیجاتا ہی یہ عجب آب ہی کیسا پہاڑ کو بہاے لیے جاتا ہی جال اسکے مکر کا کمند شیر کا بنا یہ کیسا طرفہ خرگوش ہی کہ شیر کو لیگیا ورنہ عادت تو یہ تھی کہ خرگوش کو شیر لیجاتا تھا کس خوبی سے اس مضمون کو ادا فرمایا ہی گویا وہ کیفیت ہی جیسے موسے فرعون سے غالب مغرور کو جو دعوی خدائی کا کرتا تھا مع لشکر اور جماعت گران کے رود نیل کو کھینچ لیگئے اور ڈبو دیا یا جیسے نیم پیا اور نمرود کہ یہ بھی مدعی خدائی کا تھا سر نمرود کا پھاڑ رہا ہی تا اُسکا مغز سر کھا جائے یہ سب اشعار مقولات مولانا رح سے ہین انخلاف شرح بحر العلوم مین موسی و فرعون اور پشہ و نمرود دونون مین واو عطف کا نہیں ہی تین قلمی مین تھا اور شرح مذکور مین لکھا ہی کہ موسی و فرعون اس شعر مین انتقال طرف وعند دین کے ہی حضرت موسی کی تشبیہ مین خرگوش کے ساتھ تا سوء ادب نہوے انتہی میری دانست مین تو کچھ سوء ادب نہیں ہی اسواسطے کہ تشبیہ کی تعریف یہی تو ہی اشتراک امر لامرنے صفۃ بس یہان تشبیہ صرف حضرت موسی کی اور اسکے کھینچ لیجانے مین ہی نہ جملہ باتون مین یعنے صورت وجسم وغیرہ ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو مثلاً شمس الضحی بدر الدجے یا جیسے سعدی رح نے دیوار امت کا پشتیبان کہا ہی سب مین سوء ادب ہی کہ ایسی ذات پاک کو جمادات سے ٹھہرایا اور اس سے آگے بڑھ کے آیہ اللہ نور السموات والارض کو دیکھو کیسی کیسی تشبیہیں کن کن چیزون سے موجود ہین قولہ جال آن کو قول دشمن را شنود + بین جزاے آنکہ شد یار حسود + حال فرعونی کہ ہامان را شنود + حال نمرودی کہ شیطان را شنود + دشمن ارچہ دوستانہ گویدت + دام دان گرچہ ز دانہ گویدت + گر ترا قندے دہد آن زہر دان + گر تو لطفے کند آن قہر دان + چون قضا آید نہ بینی غیر پوست + دشمنان را باز نشناسی از دوست + چون چنین شد ابتہال آغاز کن + نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن + نالہ میکن کاے تو علام الغیوب + زیر سنگ مکر بد ما را مکوب + یا کریم العفو ستار العیوب + انتقام از ما مکش اندر ذنوب + آنچہ در کون ست را شیا ز انچہ ہست + وانما جانرا بہر حالت کہ ہست + گر سگے گردیم ای شیر آفرین + شیر را مگمار بر ما زین کمین +

آب خوش را صورت آتش مده ۞ اندر آتش صورت آبی منہ ۞ از شراب قہر چون مستی دہی ۞ نیستہا را صورت ہستی دہی ۞ چیست مستی بند چشم از دید چشم ۞ تا نماید سنگ گوہر پشم یشم ۞ چیست مستی حسہا مبدل شدان ۞ چوب گز اندر نظر صندل شدن ۞ المعنی ابتہال بالکسر تضرع وزاری یشم قسمے از سنگ قیمتی گز بکاف فارسی ہندی درخت جھاؤ یعنے حال اُسکا جس نے دشمن کی بات سُنی اور حاسد کو یار اپنا بنایا دیکھا کیسا بدلا پایا منجملہ اُنکے فرعون اور نمرود کا حال ہی کہ فرعون نے ہامان کی بات سُنی اور نمرود نے شیطان کی آخر اُنکا کیا حال ہوا تجکو تو چاہیے کہ اگر دشمن دوستانہ کچھ کہے اور بالفرض دانہ بتائے تو اُسکو دام جان اور برخلاف اُسکے سمجھ اگر تجکو قند دے زہر جان اور جو لطف کرے قہر سمجھ اسلیے کہ جب قہر الٰہی آتا ہی جیسے فرعون و نمرود پر آیا تو سواے پوست کے کسی دوست سے کچھ ظاہر نہین ہوتا یعنے کوئی شریک و مددگار نہین ہوسکتا اُسوقت تو پہچانے گا کہ یہ دشمن تھے جنھون نے مجکو بہکایا دوست نہ تھے پس جب یہ حال ہی کہ دوست دشمن کا حال خاص ایسے وقت پر کھلتا ہی کہ تدارک اُسکا ناممکن تو ضرور ہی کہ عجز وزاری شروع کر اور نالہ و تسبیح ہر روزہ درست کر اور نالان ہوکر کہہ کہ اے علام الغیوب تو غیب چیزون کا جاننے والا ہی ہر ایک کی بُرائی بھلائی سے واقف ہمکو مکر بد کے پتھر تلے جسکو ہم نہین جانتے مت کچل اور اے کریم العفو عیب چھپانے والے ہمارے گناہون کا بدلا مت لے آپنے کرم سے معاف کردے کہ ہم گناہ و ثواب سے بخوبی واقف نہین ہین ظاہر ہی جو اشیا عالم کون مین ہین اور وہ چیز جو اُن مین ہی یعنے اشیا مین نیک و بد سے وہ ویسے ہی ہمکو اُسی حالت پر دکھا اور ہماری جان سے چھپائے مت اگرچہ اے شیر آفرین ہمنے تو اپنی سگی مین کوتاہی نہین کی مگر تو اپنے شیر کو کسی گھات سے ہمپر تعین مت کر گھات سے وہی مطلب ہی کہ ہم اسکو اور حالت سے جانے ہوے ہین اور اُسمین شیر چھپا ہوا ہی مثلاً ہم ایک شے کو آب خوش جانے ہوے ہین تو اُسکو آگ کی صورت مت دے اور آگ مین صورت آب کی مت رکھ فی نفسہ جو کچھ ہی وہ ہمکو دکھا تو شراب قہر سے جو کسی کو مست کرتا ہی تو جو نیست ہین اُنکو صورت ہستی کی دیتا ہی یعنے پانی آگ نہین ہی تو اُسکو آگ بنا سکتا ہی آب فرماتے ہین کہ وہ جو ہمنے مستی کہا ہی وہ مستی کیا ہی بند چشم ہی دید چشم سے یعنے آنکھ کو اُسکی دید سے بند کردیتا کہ اُسکو اصل کیفیت شے کی نہین سوجھتی اور سنگ کو گوہر پشم بناتی ہی تکرار پشم کی بنا بر تاکید کے ہی پھر فرماتے ہین کہ مستی سے حواس متغیر ہوجاتے ہین قائم نہین رہتے ایسے کہ ادنی لکڑی کو جھاؤ کی صندل جانتا ہی غرض یہ جو مستی تیری شراب قہر سے ہی اُسکی کیفیت ہی کہ وہ مست ہر بری شے کو اچھا جانتا ہی اور جو مستی تیرے مہر کی ہی اُسکا کیا کہنا کہ مقصود دلی ہی اللہم زدنا فزدنا فزد الخلاف شرح بحر العلوم اور متن قلمی دونون مین تسبیح در روزہ بواو عطف لکھا ہی اور مین بے عطف صحیح سمجھتا ہون اور روزہ بمعنے روز مرہ اسواسطے کہ وہ روزہ جو صوم کا ترجمہ ہی یہان غیر مناسب اور بے محل ہی اور انیر کے شعر مین بجاے مستی ہستی بند چشم مگر قلمی متن مستی ہی ایسے ہی ایک شعر اور اسکے بعد قلمی مین ہی ع چیست مستی حسہا الخ شرح مین نہین ہی اور اسمین بھی صاف مستی لکھا ہی آب شارح مستی ہستی کو ایک سمجھین تو ناچاری ہی

قصہ سلیمان علیہ السلام و ہدہد کا اور اسکا بیان کہ جب حکم الٰہی آتا ہی آنکھین مچ جاتی ہین

قولہ چون سلیمان را سرا پردہ زدند + جملہ مرغانش بخدمت آمدند + ہمزبان و محرم خود یافتند + پیش او یک یک بجان
بشتافتند + جملہ مرغان ترک کردہ چیک چیک + با سلیمان گشتہ افصح من اخیک + ہمزبانی خویشی و پیوندیست + مرد با نامحرمان
چون بندیست + اے بسا ہندو و ترکی ہمزبان + ای بسا دو ترک چون بیگانگان + پس زبانی محرمی خود دیگرست +
ہمدلی از ہمزبانی بہترست + غیر نطق و غیر ایما و سجل + صد ہزاران ترجمان خیزد ز دل + جملہ مرغان ہر یکے
از اسرار خود + از ہنر و ز دانش و از کار خود + با سلیمان یک بیک وا می نمود + از برای عرضہ خود را مے ستود + از تکبر نے
و از ہستی خویش + بہر آن تا رہ دہد او را بہ پیش + چون بباید بردہ را خواجہ + عرضہ دارد از ہنر دیباچہ + چونکہ دارد
از خریداریش ننگ + خود کند بیمار و شل و کر و لنگ + المعنی سرا پردہ خیمہ چیک چیک آواز مرغان سجل بکسر تین چک یا مہر
و قبالہ و حکمنامہ قاضی عرضہ بالضم پیش آوردہ و پیش کشیدہ شل لنجا کر بہرا جب سلیمان کا خیمہ کھڑا کیا سب پرند اُن کی
خدمت مین حاضر ہوے اور اس سبب سے کہ انکو اپنا ہمزبان و محرم پایا ایک ایک جان و دل سے اُنکے پاس آیا سب
پرند اپنی آوازین چھوڑ کے اُنکے ساتھ خوش بیان ہوے ایسے جیسے اپنے بھائی کے ساتھ شعر مابعد مقولہ مولانا رہ
کا ہی کہ ہمزبانی بڑی خویشی و پیوندی ہی اسواسطے کہ آدمی جب نامحرمون مین ہوتا ہی تو ایسا ہوتا ہی جیسے کوئی قیدی کہ
نہ یہ کسی سے کچھ کہہ سکتا ہی نہ کوئی اس سے ای مخاطب اکثر ایسا بھی ہوتا ہی کہ ہندو اور ترکی ہمزبان ہوتے ہین اور ای
مخاطب دو ترکی ہموطن ہمزبان مثل بیگانون کے ہوتے ہین تب زبانی محرم ایک دوسرے کے ہوے مگر ہمدلی ہمزبانی
سے بہتر ہی یعنی بغیر نطق و ایما و سجل کے ہزارون ترجمان اپنے دل سے پیدا ہوتے ہین اسکی حاجت نہین ہوتی کہ ایک
دوسرے سے نطق یا ایما یا تحریر کے ساتھ کچھ کہے خود بخود دل سے نکلتے ہین چنانچہ یہی ہمدلی تھی جسکے سبب سے جملہ
پرندون نے اپنے اسرار حضرت سلیمان سے بیان کیے جو جسکو اپنے ہنر اور علم اور صنعت سے دسترس تھی
اور یہ بیان کرنا اُنکا سلیمان کے سامنے بنظر عرضہ کے تھا گویا نذر و پیشکش کہ جدا جدا ظاہر کرتا تھا اور اپنی ستائش
کرتا تھا مگر نہ تکبر سے نہ اپنی ہستی سے کہ ہم بھی ایسے ہین بلکہ اس خیال سے کہ ہمکو اُنکے سامنے دخل ملے اور مقبول بارگاہ
ہو جائین آیندہ پھر مقولات مولانا رہ سے ہین تمثیلاً کہ معمول ہی جس بردہ کو خواہش اس بات کی ہوتی ہی کہ میرا کوئی
خواجہ ملے تو اپنے ہنر خوب بنا سنوار کے اُسکے سامنے عرضہ کرتا ہی تا منظور نظر اسکا ہو جاؤن اور جب کسی کی خریداری
سے اُسکو ننگ و ناگواری ہوتی ہی تو آپ کو بیمار اور لولا لنگڑا بہرا ظاہر کرتا ہی اختلاف شرح بحر العلوم مین ترک
ہمزبان با ضافت بدون یا ایسے ہی زبان محرمی با ضافت بجاے زبانی بیاے معروف اور بجاے چون بباید
بیاید غلط لکھا ہی قولہ نوبت ہدہد رسید و پیشہ اش + وان بیان صنعت و اندیشہ اش + گفت اے شہ یک ہنر کان
کمترست + باز گویم گفت کوتہ بہترست + گفت برگو تا کدامست آن ہنر + گفت من آنگہ کہ باشم اوج پر +

بنگرم از اوج با چشم یقین + من به بینم آب در قعر زمین + تا کجا لیست و چه عمقستش چه رنگ + از چه می جوشد ز خاکے یا ز سنگ + ای سلیمان بہر لشکرگاہ را + در سفر میدار این آگاہ را + پس سلیمان گفت شو ما را رفیق + در بیابان ہاے بے آب اے شفیق + ہمرہ ما باشی و ہم پیشوا + تا کنی تو آب پیدا بہر ما + تا بیابی بہر لشکر آب را + در سفر سقا شوی اصحاب را + باش ہمراہ من اندر روز و شب + تا نہ بیند از عطش لشکر تعب + بعد ازان ہدہد بد و ہمراہ بود + زانکہ از آب نہان آگاہ بود + المعنی عطش بفتحتین تشنگی تعب رنج یعنے منجملہ اُن پرندون کے جو اظہار علم و ہنر کر رہے تھے ہدہد کی بھی باری آئی اور اسکے پیشہ اور صنعت و اندیشہ کی پرسش ہوئی اُسنے کہا ای بادشاہ ایک ادنی ہنر یہ ہی جو مین بیان کرتا ہون اسواسطے کہ بات مختصر ہی اچھی ہوتی ہی جیسا کہ قل و دل فرمایا ہی سلیمان نے کہا کہ وہ کونسا ہنر ہی کہا جب مین اوج ہوا پر اُڑتا ہون اور اوج ہوا سے بچشم یقین نیچے دیکھتا ہون تو قعر زمین کا پانی دیکھ لیتا ہون جہان ہوتا ہی مع عمق و رنگ اور اس بات کے کہ خاک سے نکلتا ہی یا پتھر سے پس ای سلیمان علیہ السلام اپنے لشکرگاہ کے واسطے یعنے جہان لشکر ٹھہرے ایسے آگاہ کو سفر مین ساتھ رکھنا چاہیے سلیمان نے اُسکے کہا کہ ای شفیق اُن جنگلون مین جو بے آب ہین تو ہمارا رفیق بن اور پیشوا ہو تو ہمارے لیے پانی پیدا کرے اور لشکر کو پانی بتائے اور ہمارے یارون کا سقا بنے اور سفر مین انکو پانی پہونچائے بلکہ رات دن ہمارے ساتھ رہ تو لشکر پیاس سے نہ رنج اُٹھائے بعد اسکے ہدہد ہمراہ ہوا اس سبب سے کہ وہ چھپے پانی کو پہچانتا تھا الخلاف شرح بحر العلوم مین اوج پر کی جگہ اوج بر غلط لکھا ہی

	طعنہ کرنا زاغ کا دعوی ہدہد مین	

قولہ زاغ چون بشنود آمد در حسد + با سلیمان گفت کو کج گفت و بد + از ادب نبود بہ پیش شہ مقال + خاصہ خود لافی دروغین و محال + گر مرا ورا این نظر بودی مدام + چون ندیدی زیر مشتی خاک دام + چون گرفتار آمدی در دام او + چون قفس اندر شدی ناکام او + پس سلیمان گفت ای ہدہد رواست + کز تو در اول قدح این درد خاست + چون نمائی خویش مست ای خوردہ دوغ + پیش من لافی زنی آنگہ دروغ + المعنی عین ذات و اصل شی و در د بالضم گاد یعنے کوے نے جو یہ بات ہدہد کی سُنی حسد مین آیا اور سلیمان سے کہا کہ ہدہد نے یہ بات نہایت کج اور بد کی بادشاہون کے سامنے ادب سے جان مقال کی نہین ہوتی خصوص ایسی شیخی جسمین ذات محال کی بھری ہے یعنے محال ہی محال ہو اگر ہمیشہ اُسکی ایسی نظر ہوتی تو مشت خاک کے نیچے جو جال ہوتا ہی اُسکو کیون نہین دیکھ لیتا ایسے تو وہ پانی کو دیکھ لیتا ہی کیون جال مین پھنستا کیون پنجرہ مین قید ہوتا ہے بس و نا چار ہو کے یہ سُن کے سلیمان نے کہا کہ ای ہدہد تجکو یہ بات چاہیے تھی کہ پہلے ہی پیالہ مین تو نے یہ گاد پیش کی تو نے شراب تو پی نہین مٹھا پانی کے مفت مست کیون بنگیا اور مستی جتاتا ہی شیخی مارتا ہی وہ بھی جھوٹ الخلاف شرح بحر العلوم اور متن قلمی

دونون مین لاف وردغین ومحال صاف لکھا ہی مین نے اسکو ردعین محال سمجھا ہوا ور یہی اپنی شرح مین لکھا

جواب ہدہد کا سلیمان سے اُس طعنہ مین

قولہ گفت ای شہ برمن عور گدا + قول دشمن مشنو از بہر خدا + گر بہ بطلان ست دعوی کردنم + نک نہم دم سر برآز گردنم + زاغ کو حکم خدارا منکرست + گر ہزاران عقل دارد کافرست + در تو تا کافی بود از کافران + جای گیدو شہوتی چون کاف ران + من ببینم دام را اندر ہوا + گر نپوشد چشم عقلم را قضا + چون قضا آید شود دانش بخواب + مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب + از قضا این تعبیہ کے نادرست + از قضادان کو قضا را منکرست + المعنی عور بفتحتین یافتہ و درویش شدن کاف ران کنایہ از فرج تعبیہ پنہان کردن وپوشیدن وآراستہ کردن اور کوئی چیز بنانا جسمین کچھ غرابت ہو ہدہد نے جواب دیا ای بادشاہ واسطے خدا کے مجھ محتاج فقیر پر دشمن کی بات مت سُن اگر میرا دعوی جھوٹا ہی یہ سے لے مین راضی ہون میرا سر گردن سے کاٹ ڈال اور زاغ کہ حکم خدا کا منکر ہی یعنے جال مین پھنسنا نہ پھنسنا حکم خدا سے ہی اگر ہزارون عقلین رکھتا ہی کس کام کا آخر کافر ہی شعر آیندہ مقولہ مولانا رح کا ہی کہ جب تک تجھ مین کاف کافران سے ہی تب تک تو مثل کاف ران کے جگہ کید وشہوت کی ہی ہدہد کہتا ہی مین تو جال کو ہوا مین دیکھ لون اگر قضا میری چشم عقل کو نہ بیچ لے لیکن جب قضا آتی ہی تو دانش سو جاتی ہی مہ سیاہ ہوجاتا ہی اور آفتاب بھی گرفتہ ہوتا ہی یعنی دونون گہن سے تاریک ہوجاتے ہین ایسی بڑی مخلوق ہین قضا سے کچھ بھی بس چلتا ہی قضا سے یہ پوشش وچھپاو دام کا کب نادر ہی ای سلیمان تم پوشش دام کی قضا سے جانو اور زاغ تو منکر قضا کا ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین

عور بصورت غور کے لکھا ہی اور قلمی متن مین بھی اور بجاے عقلم را قضا ہوا غلط لکھا ہی

قصہ آدم علیہ السلام کہ قضا نے انکی آنکھین بند کردین جو رعایت نہی صریح کی نہین کی اور ترک نہی کا کیا اور اسکی تاویل

قولہ بو البشر کو علم الاسما بک ست + صد ہزاران علمش اندر ہر رگ ست + اسم ہر چیزے چنان کان چیز ہست + تا بپایان جان او را داد دست + ہر لقب کو داد آن مبدل نشد + آنکہ چستش خواند او کاہل نشد + ہر کرا او مقبل و آزاد خواند + او عزیز و خرم و دلشاد ماند + ہر کہ آخر مومنست اول بدید + ہر کہ آخر کافر او را شد پدید + ہر کہ آخر بین بود او مومنست + ہر کہ آخر بین بشد او بیدنست + اسم ہر چیزے تو از دانا شنو + رمز سر علم الاسما شنو + اسم ہر چیزے بر ما ظاہرش + اسم ہر چیزے بر خالق سرش + نزد موسے نام چوبش بد عصا + نزد خالق بود نامش اژدہا + بد عمر را نام اینجا بت پرست + لیکن مومن بود نامش در الست + المعنی بک بکسر و کاف فارسی مخفف بیگ بمعنی امیر بیدن مخفف بیدین علم الاسما بک مقلوب ہی ای بک علم الاسما یعنی ابو البشر جو حضرت آدم ہین امیر علم الاسما کے جنکی رگ رگ مین لاکھون علم بھرے ہین علم الاسما اقتباس ہی آیت کریمہ وعلم آدم الاسماء کلہا تا آخر آیت یعنے سکھائے آدم کو نام

ہر شیٔ کے مختصر حال یہ ہی کہ اللہ تعالے نے نبظر اسکے کہ انکا فضل فرشتون پر ظاہر ہو جو خونریزی و فساد کو ان سے نسبت
کرتے تھے ہر چیز کے نام انکو سکھائے کہ فرشتون سے پوچھو فرشتے اُنکے بتانے مین حیران رہے اور عجز سے کہا
لا علم لنا الا ما علمتنا ہم کچھ نہین جانتے مگر جو کچھ تو نے سکھایا ہی ہر چیز کا نام جیسی کہ وہ چیز ہی یعنے جو اُس سے ظہور
مین آنیوالا ہی ویسا ہی تا وجود اور پایان جان اُس چیز کے کہ قیامت تک رہیگی حق سے اُس تعلیم مین انکو حاصل
ہوا جسکا جو لقب انھون نے کیا وہ اُس سے مبدل نہوا جسکو انھون نے چست کہا وہ سست نہین نکلا جسکو مقبل و
آزاد کہا ہمیشہ عزیز و دلشاد رہا جسکا خاتمہ ایمان پر ہی اور مومن ہی انھون نے اُسکو پہلے ہی دیکھ لیا اور جسکا انجام
کفر پر اور کافر وہ بھی انپر ظاہر ہو گیا اور علامت مومن و بیدین کی دنیا مین یہی کہ مومن آخر بین ہوتا ہی اپنے حسن انجام
پر نظر رکھتا ہی اور بیدین آخر بین یعنے خور و نوش کا حریص و مولع غافل از خدا پس پہلا آخر بکسر خا ہی دوسرا
آخر بفتح خا یعنے علف وجاے علف خوردن اسپان ہندی تھان اور دونون مین صنعت تجنیس تام پس ہر چیز کے
نام مین رمز و بھید ہی اسکو دانا سے سن تا تجکو علم الاسماء کے راز منکشف ہون کہ خدا تعالے کی تعلیم کیے ہوے
نام تھے جو ہر شئی کی حقیقت سے واقف ہمارے نزدیک تو نام ہر چیز کا اُسکے ظاہر پر ہی اور اُسکے خالق کے نزدیک نام
اُسکا اُسپر ہی جو سر مخفی اُسمین ہی مثلاً موسیٰ کے نزدیک اُنکی چھڑی کا نام عصا تھا اور خالق کے نزدیک اُسکا نام تھا اژدہا
کہ راز اژدہائی کا اُسمین چھپا تھا ایسے ہی حضرت عمر کا نام یہان تو بت پرست تھا اور الست مین مومن و خدا پرست
الست کا اشارہ ہی الست بربکم قالوا بلےٰ سے کہ بروز میثاق اللہ تعالے نے ارواحون سے اقرار اپنی پروردگاری
کا کرایا تھا الخلاف شرح بحر العلوم مین مقبل و آزاد کی جگہ آزاد غلط لکھا ہی قولہ آنکہ بد نزدیک ما نامش منی + پیش
حق این نقش بد کہ با منی + صورتے بد این منی اندر عدم + پیش حق موجود نے بیش و نہ کم + حاصل آن آن حقیقت
نام ما + پیش حضرت کان بود انجام ما + مرد را بر عاقبت نامے نہند + نے بران کان عاریت نامی نہند + چشم
آدم کو بنور پاک دید + جان و سر نامہا گشتش پدید + چون ملک انوار حق در وے بیافت + در سجود افتاد و در خدمت
شتافت + چون ملایک نور حق دیدند زو + جملہ افتادند در سجدہ برو + مدح این آدم کہ نامش میبرم + قاصرم گر تا قیامت
بشمرم + اینہمہ دانست چون آمد قضا + دانش یک نہی شد بر وے غطا + المعنی غطا بکسر پردہ حجاب مولانا رح
فرماتے ہین وہ قطرہ کہ جسکا نام ہمارے سامنے منی تھا اور تھا اسی سبب سے کہا کہ کسی وقت مین ہم اُسکو منی کہین گے
کہ اسکو وہ حق تعالے جانتا تھا اُس قطرہ کا سامنے اُسکے نقش با منی تھا جیسا کہ فرمایا اللہ معکم اللہ تمھارے ساتھ ہی اور یہ
منی زمان عدم مین ایک صورت تھی حق تعالے کے سامنے موجود بے بیش و کم جیسا کہ جو کوئی اس سے ہونیوالا تھا جسمین
کمی بیشی کو دخل نہ تھا اُسی حقیقت کا حاصل جو حق تعالے پر ظاہر تھی ہمارا نام ہوا اُسکی بارگاہ عالی مین اور اُسی نام پر
ہمارا انجام ہوگا پس قضا و قدر ہر مرد یعنے انسان کا اُسکے انجام پر نام رکھتے ہین نہ یہ جو عاریتی نام رکھ لیتے ہین

مثلاً کسی کا عبداللہ نام رکھا اگر اُس کو اللہ نے اپنا بندہ نہین ٹھہرایا ہی تو کیا فائدہ بلکہ یہ نام اُس سے عاریت ہی جسکو
اُس نے عبداللہ ٹھہرایا ہی موافق اس صفت و حقیقت کے آدم کی چشم نے جو نور پاک کی طرف دیکھا تھا اس
سبب سے جان اور بھید سب ناموں کے اُن پر کھل گئے تھے اور فرشتون نے جو ان مین انوار حق کے پائے
تو وہ بھی ان کے سجدہ مین گر گئے اور ان کی راہ اطاعت مین چلے جیسا کہ کہا ہی فقعوا لہ ساجدین یعنے گرے فرشتے آدم کو
سجدہ کرتے ہوے پھر توضیحاً فرمایا کہ فرشتون نے جو نور حق کا آدم سے دیکھا تو مُنھ کے بھل اُن کے آگے سجدہ مین
گرے آپ بعد اس تمہید و توضیح کے اُس ہدہد کی طرف سے فرماتے ہین یہی آدم جنکا مین نام لے رہا ہون وہ عالی رتبہ
بلند پایہ ہین کہ اگر قیامت تک ان کی مدح کرون تو تھوڑی ہی ہوگی اور قاصر ہی ٹھہرونگا انھون نے یہ سب کچھ تو
جانا جو مذکور ہوا رمز و اسرار سے اسمار کے لیکن جب حکم الٰہی آیا ایک نہی کے علم پر پردہ پڑ گیا وہ نہ سوجھی کما قال اللہ
تعالےٰ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ ہرگز اس درخت کے نزدیک مت جائیو جس سے ایک مدت عتاب مین سے
الخلاف شرح بحرالعلوم مین بروے بتافت بجاے دروے بیافت غلط لکھا ہی اور نیز خطا بجاے غطا جو قلمی مین
ہی خطا معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ شد بردی اس کے اوپر ہی قولہ کای عجب نہی از پے تحریم بود ﴿ یا بتاویلے بدو توہیم
بود ﴿ در دلش تاویل چون ترجیح یافت ﴿ طبع در حیرت سوے گندم شتافت ﴿ باغبان را خار چون در پاے
رفت ﴿ دزد فرصت یافت کالا برد تفت ﴿ چونکہ حیرت رفت باز آمد براہ ﴿ دیدہ بردہ دزد رخت از کارگاہ ﴿
ربنا اِنّا ظلمنا گفت و آہ ﴿ یعنے آمد ظلمت و گم گشت راہ ﴿ این قضا ابرے بود خورشید پوش ﴿ شیر و اژدرہا شود
زو ہمچو موش ﴿ من اگر دامے نہ بینم گاہ حکم ﴿ من نہ تنہا جاہلم در راہ حکم ﴿ ای خنک آنکو نکوکاری کند ﴿ زور را بگذارد
و زاری کند ﴿ گر قضا پوشد سیہ ہمچون شبت ﴿ ہم قضا دستت بگیرد عاقبت ﴿ گر قضا صد بار قصد جان کند ﴿ ہم قضا
جانت دہد درمان کند ﴿ این قضا صد بار اگر راہت زند ﴿ بر فراز چرخ خرگاہت زند ﴿ از کرم دان اینکہ
میترساندت ﴿ تا بملک ایمنی بنشاندت ﴿ چون بترساند ترا آگہ شوی ﴿ ورنہ نترساند ترا گمرہ شوی ﴿ این سخن پایان ندارد
گشت دیر ﴿ گوش کن تو قصۂ خرگوش و شیر ﴿ المعنی خرگاہ خیمہ بزرگ تفت بالفتح گرم و سوختہ و غضبناک مجازاً مفلس
فرماتے ہین ای مخاطب تعجب امین ہی کہ یہ نہی تحریم کے واسطے تھی یا کسی تاویل و توہم کے ساتھ جیسے شیطان نے اُن کے سامنے
کی اور اُن کو وہم مین ڈالا کہ ما نہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین نہین باز رکھا تم کو
تمھارے پروردگار نے اس درخت سے مگر اسواسطے کہ تم فرشتے ہو جاؤ یا جنت کے ہمیشہ رہنے والون سے بس اس
تاویل نے شیطان کی جب آدم کے دل مین ترجیح پائی طبیعت تو ان کی حیرت مین ہو ہی رہی تھی بے اختیار گندم کی طرف دوڑ گئی
یہ وہ مثل ہوئی کہ باغبان کے پاؤن مین کانٹا چبھا وہ اپنے درد مین آلودہ ہوا چور کو فرصت ملی سارا اسباب گرمی
و تیزی کے ساتھ لے گیا اور ننگا چھوڑ گیا اور واقعی آدم ننگے رہ بھی گئے تھے جب وہ حیرت گئی اور پھر راہ پر آئے تو دیکھا

کہ چور ہمارے کارخانہ سے سارا اسباب لے گیا تب ربنا انا ظلمنا کے ساتھ مناجات وزاری کرنے لگے اور آہین مارنے لگے کہ ایسی ظلمت ہمپر پڑی کہ ہم اپنی راہ بھول گئے اب خیال کرو یہ حکم آلہی ایک ابر خورشید پوش ہی جس کے سامنے شیر واژدہا مثل موش کے ہین بس ہدہد کہتا ہی کہ مین اگر جال کو نہ دیکھون حکم آلہی کے وقت تو مین حکم آلہی مین اکیلا ہی جاہل نہین ہون جبکہ قضا ایسی غالب چیز ہی بس وہ شخص بہت اچھا ہی اور بڑے آرام مین کہ نکوکاری کرے اور زور چھوڑ کے عجز وزاری بجالائے مگر در حقیقت ہی بھی یہ کہ اگر قضا تجکو ایسا سیہ پوش کردے جیسے شب یعنے نہایت ہی ماتم وغم مین ڈالے تو گھبرائے مت آخر یہی قضا تیری دستگیری بھی کرے گی جیسا کہ فرمایا ان مع العسر یسراً اور اگر قضا سو بار قصد تیری جان کا کرے پھر یہی قضا تجکو جان بخشیگی اور تیرا درمان کرے گی اور اگر سو بار یہ تیری راہ مارے اور تیرا معاملہ خراب کرے پھر یہی تجکو ایسے رتبہ کو پہونچائیگی کہ تیرا خیمہ آسمان پر نصب ہوگا تو اس کے خلاف کو خلاف مت جان بلکہ اپنے مالک اکرم سے سمجھ کہ وہ تجکو ڈراتا ہی تو تجکو ملک ایمنی مین بٹھادے جہان کوئی اندیشہ اور غم نہین ظاہر ہی کہ جب وہ تجکو ڈرائے گا تو تو آگاہ و واقف اُس سے ہوگا اور جو نڈرائے تو تو گمراہ ہوجائے شعر ما بعد گریز ہی کہ اس سخن کی توسعہ نہایت نہین ہی اور دیر ہوئی جاتی ہی اب تو قصہ خرگوش و شیر کا سُن الخلاف شرح بحر العلوم مین چون زحیرت رفت لکھا ہی میری دانست مین چون کہ بہتر ہی اور بجائے زور روز غلط ہی

رکنا خرگوش کا شیر سے وقت نزدیکی چاہ کے

قولہ شیر با خرگوش چون ہمراہ شد ❊ پر غضب بر کینۂ بدخواہ شد ❊ بود پیشا پیش خرگوش دلیر ❊ ناگہان پا را کشید از پیش شیر ❊ چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید ❊ کز رہ آن خرگوش ماند و پا کشید ❊ گفت پا واپس کشیدی تو چرا ❊ پاے را واپس مکش پیش اندر آ ❊ گفت کو پایم کہ دست و پاے رفت ❊ جان من لرزید و دل از جاے رفت ❊ رنگ رویم را نمی بینی چو زر ❊ ز اندرون خود میدہد رنگم خبر ❊ حق چو سیما را معرف خواندہ است ❊ چشم عارف سوی سیما ماندہ است ❊ رنگ و بو غماز آمد چون جرس ❊ از فرس آگہ کند بانگ فرس ❊ بانگ ہر چیزے رساند زو خبر ❊ تا بدانی بانگ خر از بانگ در ❊ گفت پیغمبر بہ تمیز کسان ❊ مرء مخفی لدی طے اللسان ❊ رنگ رو از حال من دارد نشان ❊ رحم کن مہر من در دل نشان ❊ رنگ روے سرخ دارد بانگ شکر ❊ رنگ روے زرد دارد صبر و نکر ❊ المعنی سیما بالکسر علامت و نشان مجازاً پیشانی معرف پہچنوانے والا طے لسان مراد خموشی سے نکر بضم و بفتحتین ناسپاسی و ناخوشی مجازاً عذاب ہولناک ❊ فرماتے ہین کہ شیر جب خرگوش کے ہمراہ ہوا تو بڑے غضب سے کینہ خواہی دشمن پر مستعد ہوا آگے آگے اسکے خرگوش دلیر چلا جاتا پھر دفعۃً خرگوش نے شیر کے آگے چلنے سے اپنا پانون روکا اور وہ دلیری جو اُچھلتا کودتا جاتا تھا نہ رہی جب چاہ کے نزدیک آئے شیر نے دیکھا کہ خرگوش چلتے چلتے رُک گیا پوچھا کہ تو نے پانون اپنا کیون ہٹایا اور کیون رُک گیا رُک مت میرے آگے آ بولا کسکے پانون میرے تو ہاتھ پانون سب بیکار ہوگئے میری جان کانپتی ہی دل ٹھکانے نہین تیرے رنگ رو کو نہین دیکھتا

کہ زر کی طرح کیسا زرد ہو رہا ہی جو میرے درون سے خبر دیتا ہی تو نہین جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے پیشانی کو معرف کہا ہی کہ ہر شخص کو پہچنوا دیتی ہی جو کچھ اُسکے باطن مین ہوتا ہی اسی سبب سے عارف کی نظر سیما پر ہوتی ہی وہ سیما کو دیکھتا ہی جیسا کہ فرمایا فلتعرفنہم بسیماہم ولتعرفنہم فے لحن القول سو ہر آئینہ پہچنوا ئین گے ہم اُن کو اُن کے سیما سے اور پہچنوائین گے باتون کی الحان سے رنگ و بو دونون غماز ہین مثل گھنٹہ کے جیسے آواز گھوڑے کی کہ گھوڑے کو بتاتی ہی ایسے ہی آواز ہر چیز کی اُس چیز سے خبر دیتی ہی جیسے آواز خر خر سے اور آواز در در سے آور حضرت پیغمبر نے بھی فرمایا ہی لوگون کے تمیز کرنے مین آدمی چھپا ہی وقت خموشی کے یعنے جب تک اُس کی زبان کچھ آواز نہین کرتی حال نہین کھلتا میرا رنگ رو میرے حال سے پتہ دیتا ہی اب تو رحمت کر اور میری مہر و محبت دل مین جا اور مجھ سے کچھ مت کہ اس لیے کہ جس کا رنگ رو سرخ ہی جان لے کہ بخوبی عیش و آرام مین ہی اور وہ رنگ سرخ اُس کی شکر گذاری کر رہا ہی اور جس کا رنگ زرد ہی سمجھ لے کہ کسی آفت مین مبتلا ہی جب تو رنگ زرد اُس کا تلخی و ناخوشی جتا رہا ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے بر کینہ کے پر کینہ اور بجاے کو پایم گو پایم بکاف عجمی بانگ در کو بانگ ذرا اور رنگ رو از حال کو رنگ و زرد از حال غلط لکھا ہی **قولہ** در من آمد او کہ دست و پا بردہ رنگ رو و قوت سیما بردہ در من آمد آنکہ در روے گشت مات ٭ آدمی و جانور جامد نبات ٭ آنکہ در ہر چہ در آید بشکند ٭ ہر درخت از بیخ بن او برکند ٭ این خود اجزا اند کلیات از و ٭ زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بو ٭ تا جہان گہ صابرست و گہ شکور ٭ بوستان گہ حلہ پوشد گاہ عور ٭ آفتابی کو بر آید نار گون ٭ ساعتے دیگر شود او سرنگون ٭ اختران تافتہ بر چار طاق ٭ لحظہ لحظہ مبتلا سے احتراق ٭ ماہ کو افزود زا اختر در جمال ٭ شد ز رنج دق او ہمچون ہلال ٭ این زمین باسکون و با ادب ٭ اندر آرد زلزلش در لرزہ تپ ٭ ای بسا کہ زین بلاے مردہ ریگ ٭ گشتہ است اندر جہان او خوردہ ریگ ٭ این ہوا با روح آمد مقترن ٭ چون قضا سر زد و با گشت و عفن ٭ آب خوش کو روح را ہمشیرہ شد ٭ در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد ٭ آتشے کو باد دارد در بروت ٭ ہم یکی بادی برو خواند تموت ٭ خاک کو شد مایہ گل در بہار ٭ ناگہان بادی بر آرد زو دمار ٭ حال دریا ز اضطراب و جوش او ٭ فہم کن تبدیلہاے ہوش او ٭ چرخ سرگردان کہ اندر جستجوست ٭ حال او چون حال فرزندان اوست ٭ **المعنی** چار طاق ہندی راوٹی احتراق نہان ہونا کسی ستارہ کا سواے قمر کے شعاع آفتاب مین کسی برج واحد مین مردہ ریگ بالضم ویاے مجہول و کاف فارسی ناچیز و فرومایہ و واماندہ از مردہ ای میراث سر زدن ظاہر ہونا عفن بفتح عین و کسر فا بدبو و گندہ غدیر بفتح و یاے معروف تالاب باد بروت غرور فخر گوش کہتا ہی اب مجھ مین وہ سما یا جو ہاتھ پانون بیکار کر دیتا ہی اور چہرہ کا رنگ اُڑا دیتا ہی اور پیشانی کی قوت کھو دیتا ہی کہ پیشانی اُس کی متحمل نہو گی سیکڑون طرح سکڑتی سمٹتی ہی آور اس نے مجھ مین عمل کیا کہ آدمی اور جانور اور جامد و نبات سب نے جس سے مات کھایا ہی اور ہارے ہین اگرچہ جانور اور جامد و نبات سے موالید ثلاثہ مراد ہین اور آدمی بھی

حیوانات مین داخل لیکن تخصیص اس کی بنظر شرافت وشعور کے ہی اور وہ کہ جس مین داخل ہوا اُسکو توڑ پھوڑ کے خراب
کر دے مثلاً اگر درخت مین گھسے تو بیخ و بن سے اُکھیڑ ڈالے غرض یہ سب اجزا ہین کلیات کا حال اس سے یہی
کہ زرد رنگ ہین اور بو فاسد کردہ یعنی بگڑی ہوئی جس مین یہ سرایت کرے آیندہ اُن کا بیان ہی اسی سبب سے
جہان کبھی تلخ و صابر ہی اور کبھی خوش اور شکور بوستان کبھی لباس بہشتی پہنتا ہی ای سبزا ور کبھی ننگا ہوتا ہی دیکھو
آفتاب کیسا صبح کو سرخ آگ کی طرح دہہاتا نکلتا ہی اور پھر ایک ساعت ایسی ہوتی ہی کہ سرنگون ہوجاتا ہی کہ وہ
ساعت زوال ہی ایسے ہی ستارے جو اس راوتی فلک پر چمکتے ہین لحظہ لحظہ احتراق و سوختگی مین مبتلا ہوکے
نور سے عاری ہوجاتے ہین ان مین سب سے بڑھ کے ماہتاب ہی کیسا تپ دق سے گھل گھل کے لاغر و نحیف مثل ہلال
کے ہوجاتا ہی وہ نور کچھ نہین رہتا زمین کیسی بسکون وادب بیٹھی ہی جو چاہو اس پہ کرو جنبش نہین کرتی اسکو بھی زلزلہ
تپ ولرزہ مین ڈالتا ہی آی مخاطب بہت پہاڑ اس بلا سے ناچیز و زبون جہان مین ہوے ہین ایسے کہ ٹوٹ پھوٹ کے
چور چور ریت کی طرح ہوگئے ہوا کو خیال کرو جو روح کے مقترن ہی اور ممد حیات و مفرح ذات جب حکم الٰہی ہوتا ہی
یہی ہوا وبا و متعفن ہوجاتی ہی آب خوش کہ روح کا ہمشیرہ ہی جیسے کہ اُس سے زندگی ہی حق تعالےٰ نے اس کی نسبت بھی
فرمایا ہی وجعلنا من الماء کل شئ حی یہی پانی تالاب مین پڑکے کیسا زرد و تلخ و مکدر ہوجاتا ہی آگ کیسی باد بروت و
سرکشی رکھتی ہی اُسپر بھی ایک ہوا توت پڑھ دیتی ہی اور مار ڈالتی ہی خاک کو غور کرو کہ بہار مین کیسی مایہ کل ہوجاتی ہی
ناگہان ایک ہوا اُس کو ہلاک کرتی ہی کہ وہ باد خزان ہی جس سے نہ گل رہے نہ کوئی برگ و شاخ سبز چنانچہ زمین مردہ
ایسی ہی زمین کو کہتے ہین جس مین سبزہ نہو دریا کی طرف نظر کرو کہ اُس کا جوش و اضطراب بھی تبدیلیون سے سمجھا جاتا ہی
کہ ایک وقت مین ساکن ہوتا ہی پھر جب تبدیل پیدا ہوتا ہی تو جوش و اضطراب ہوجاتا ہی چرخ کیسا سرگردان اور
اس کی جستجو میچ ہی لیکن اس کا حال بھی اس کے فرزندون کا سا ہی جو ستارے وغیرہ ہین اور موالید ثلاثہ اسواسطے
کہ آسمانون کو آباے علوی کہتے ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین قوت وسیا بغلط لکھا ہی میری سمجھ مین باضافت
چاہیے اور افروز و اختر بجاے افزود اختر سکون و باادب مین واو نہین لکھا اور زلزلش کی جگہ زلزلہ اش بسا کہ
کے بجاے بسا کہ غدیری کو غذیری غلط لکھا ہی قولہ گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اوج * اندرون از سعد و نحسے فوج فوج
گہ شرف گاہے صعود و گہ فرح * گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح * از خود ای جزوے بکلہا مختلط * فہم میکن معنے
ہر منبسط * چون نصیب مہتران در دست و رنج * کہتران راکے تواند بود و گنج * چونکہ کلیات را رنجست و درد * جزو ایشان
چون نباشد روے زرد * خاصہ جزوی کو ز اضداد است جمع * ز آب و خاک و آتش و باد است جمع * این عجب نبود
کہ میش از گرگ جست * این عجب کہ میش دل در گرگ بست * زندگانی آشتی ضدہاست * مرگ آن کاندر میان
شان جنگ خاست * صلح اضداد است این عمر جہان * جنگ اضداد است عمر جاودان * زندگانی آشتی دشمنان *

مرگ وارفتن باصل خویش دان ٭ صلح دشمن وار باشد عاریت ٭ دل بسوے جنگ تازو عاقبت ٭ روزکے چند از براے مصلحت ٭ باہمند اندر ردفا دم حمت ٭ عاقبت ہریک بجوہر بازگشت ٭ ہریکے باجنس خود انباز گشت ٭ لطف باری این پلنگ ورنگ را ٭ الف داد وبرد زایشان جنگ را ٭ لطف حق این شیر را وگور را ٭ الف داد ست این دوضد را در وفا ٭ چون جہان رنجور وزندانی بود ٭ چہ عجب رنجور اگر فانی بود ٭ المعنی ترح بفتح اول وکسر ثانی پستی واندوہ منبسط کشادہ شوندہ وگستردہ شوندہ رنگ بزکوہی وگاودشتی الف بالکسر خوگر ہونا اور دوستی یعنی ہی فرزند فلک کے جو ستارے ہین کبھی کسی کو حضیض وپستی ہی اور کبھی میانہ اور وسط اور کبھی اوج وبلندی اور معہذا یکسان نہین نحوست سعادت سے بھری ہوئی کوئی سعد کوئی نحس اور کبھی شرف اور کبھی صعود وکبھی فرح کبھی وبال کبھی ہبوط کبھی ترح ای اندوہ وپستی آب توبھی ای مخاطب انھین کلیات کا ایک جزو ہی اپنی ذات سے ہر منبسط کے معنی سمجھتا رہ یعنے جب مہترون کو جو آسمان وزمین اور مہر وماہ وغیرہم ہین کہ اوپر مذکور ہوے درد ورنج نصیب ہی تو کہترون کو گنج کیسے ملجاے گا کہ آؤ ٹبول لیجاؤ اور جب کلیات کو رنج ودرد ہی توان کے جزو روز زرد کیون نہونگے مثلاً جب زمین آسمان جو کلیات ہین نہین چھوٹے تو مافیہا جو جزئیات ہین کیسے چھوٹین گے خصوصًا وہ جزو جن مین اضداد جمع ہین یعنے آب وخاک وآتش وباد کہ باہم متضاد ہین شعر مابعد کا تمثیل ہی کہ میش اگر گرگ کے ہاتھ سے نکل جائے تو کچھ تعجب نہین لیکن یہ تعجب ہی کہ میش نے گرگ سے دل کیسے لگایا جیساکہ یہ میش تن اس عناصر کے گرگ سے دل لگائے ہوے ہی کہ جدا جدا ان سے گرگ میش درندہ ہی بلحاظ اپنے تضاد کے کس واسطے کہ زندگانی ضدون کی آشتی پر جو عناصر ہین منحصر ہی اور جب ان مین جنگ پیدا ہوئی وہی مرگ ہی پھر اسی کی تائید مین فرمایا کہ اضداد مین جبتک صلح ہی اور اعتدال وسویت یہی اس جہان کی عمر ہی اور جنگ اضداد کی غمر جاودان اور غمر بالفتح نہایتہ ہی چھپالینا پانی کا کسی کو جس سے مقصود ڈوب جاتا ہی اور مرجانا بس آشتی دشمنون کی زندگانی ہی اور مرگ اپنی اصل کی طرف جانا لیکن یہ صلح جو دشمنون کی سی ان مین ہی جیسے کسی وقت مین دشمن باخود ہا مصلحۃً صلح کرلیتے ہین عارتی ہی ایسی صلح مین دل جنگ کی طرف آخر دوڑتا ہی رہتا ہی بس بہت ہی تھوڑے دنون کو بنظر مصلحت باہم وفا ومرحمت کررہے ہین آنجام کار ہر ایک اپنی اصل کی طرف لوٹتے ہین اور ہر ایک اپنی جنس مین ملجاتے ہین خاک مین خاک ہوا مین ہوا ایسے ہی آب وآتش یہ الفت وپیوند تو ان مین حضرت باری کے لطف نے کررکھا ہی اور ان پلنگ ورنگ کو باہم جمع کرکے ان سے خلاف وجنگ کو دور کردیا ہی اور اسی کے لطف نے شیر وگور کو اکٹھا کرکے ان دوضد کو وفا والفت مین یکرنگ کیا ہی تب معلوم ہوا کہ یہ جہان رنجور وزندانی ہی اور اگر رنجور فانی ہو تو تعجب ہی کیا یعنے انھین عناصر کے رنج وبلا مین مبتلا اور انھین مین گرفتار اختلاف شرح بحر العلوم مین از خود ای جزو نکلا بجاے ای جزوی نکلا بدون پایا مخالفت اور خاست کو خواست اور غمر جاودان کو عمر دشمن وار کو دشمن دارا اور بجاے دوضد را در وفا دومند وررا غلط لکھا ہی

نظر کرنا شیر کا چاہ مین اور گرنا چاہ مین اپنا اور خرگوش کا عکس دیکھکر

قولہ شو اندر بر شیر او از پن رویند ہا ÷ گفت من پس ماندہ ام زین بند ہا ÷ شیر گفتش تو ز اسباب مرض ÷ این سبب گو خاص
کانیستم غرض ÷ پلے را واپس کشیدی تو چرا ÷ مید ہی بازیچہ خواہی مرا ÷ گفت آن شیر اندرین چہ ساکنست ÷ اندرین قلعہ
ز آفات ایمن ست ÷ یار من بستد ز من در چاہ برد ÷ برگرفتش از رہ و بیراہ برد ÷ قعر چہ بگزید ہر کو عاقلست ÷ زانکہ
در خلوت صفاہاے دلست ÷ ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہاے خلق ÷ سر نبرد آنکس کہ گیرد پاے خلق ÷ گفت پیش آ زخمم او را
قاہر ست ÷ تو ببین کان شیر در چہ حاضر ست ÷ گفت من سوزیدہ ام زان آتشے ÷ تو مگر اندر بر خویشم کشی ÷ تا بہ پشتی تو ایکان
کرم ÷ چشم بکشایم بچہ در بنگرم ÷ من بہ پشتی تو تانم آمدن ÷ گہ نگہدارم دران چہ بیرسن ÷ چونکہ شیر اندر بر خویشش کشید ÷
در پناہ شیر تا چہ مید وید ÷ چونکہ در چہ بنگرید ند اندر آب ÷ اندر آب از شیر او در تافت تاب ÷ شیر عکس خویش دید از آب تفت ÷
شکل شیرو در برش خرگوش زفت ÷ چونکہ خصم خویش را در آب دید ÷ مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید ÷ در فتاد اندر چہے کو کندہ بود ÷
زانکہ ظلمش بر سرش آیندہ بود ÷ **المعنی** تفت بالفتح گرم و سوختہ زفت فربہ و سطبر بازیچہ کھلونا الحاصل خرگوش نے اس قسم
کی نصیحتین مشعر بانقلاب و حوادث زمانہ شیر کے سامنے بہت سے کہکے کہا کہ مین انھین قیدون کے سبب سے پیچھے
رہگیا ہون اور قدم نہین بڑھاتا شیر نے کہا کہ تو اپنے اسباب مرض سے وہ سبب مجھسے کہہ جو خاص ہو کہ میری یہ غرض ہی
تو کیون پیچھے رہگیا ہی اور یہ باتین کہ بچون کا سا کھلونا ہین مجکو سنا کے کیون بہلاتا ہی کہا وہ شیر جس کو مین نے تجھسے کہا ہی
اسی چاہ مین رہتا ہی اور اِس قلعہ مین ہر آفات سے نچنت ہی میرے یار کو مجھسے چھین کے اسی چاہ مین لے گیا او
راہ سے لیکر بے راہ لے گیا بعد کا شعر مقولہ مولانا رح کا ہی کہ جو عاقل ہین وہ ایسا ہی قعر چاہ اختیار کرتے ہین اسواسطے
کہ خلوت مین صفائیان دل کی ہین پھر کہتے ہین بتاؤ تو ظلمت چاہ کی اچھی یا ظلمت مخلوق کی وہ تو صرف ظلمت ہی ہی اور
مخلوق کی ظلمت مین تو ہزارون آفتین ہین اور ایسا شخص جو مخلوق کا پاؤن پکڑتا ہی وہ اپنا سر نہین بچا سکتا پھر شیر
نے کہا میرے سامنے آ میرا زخم اُس کے حق مین بڑا غالب ہی تو ڈرے مت دیکھ تو وہ چاہ مین موجود ہی کہا
وہ بڑا آتشی ہی مین اُس کا جلایا ہوا ہون تو مجکو اپنی بغل مین دبالے تو اے کان کرم تیری مدد سے مین چاہ مین دیکھون
مین تیری مدد سے آسکتا ہون تو مجکو اُس چاہ بیرسن سے بچالے گا چاہ بیرسن بلحاظ نہایت دور ہونے عمق کے کہا ہی جب
شیر نے اس کو اپنی بغل مین کرلیا تو شیر کی پناہ سے چاہ تک دوڑتا گیا جب چاہ مین پانی کے اندر دیکھا تو شیر اور
خرگوش دونون سے پانی مین چمک اور تاب معلوم ہوئی اور دونون پانی مین چمکے شیر نے اُس آب گرم سے عکس اپنا
اس ہیئت سے دیکھا کہ ایک شیر ہی اور اس کی بغل مین ایک موٹا خرگوش بمجرد اس کے کہ اپنے دشمن کو پانی مین دیکھا
خرگوش کو چھوڑ کے پانی مین دوڑ پڑا اور اس کنوین مین گرا جو اپنے واسطے کھود رکھا تھا اس لیے کہ جو ظلم اس نے کیے
تھے اس کے سامنے آنے والے تھے **الخلاف** پہلے شعر کے دونون مصرعون مین شارح بحر العلوم نے پند ہا لکھا ہی

بلکہ دوسرے مصرع مین بندھا ہی اور سر خبرد کی جگہ سر بزد اور سوزیدہ کے بعد لفظ ام نہین جس سے مصرع ناموزون ہی
اور طرفہ یہ کہ اس کے بعد سرخی لکھی ہی نظر کردن شیر در چاہ و دیدن عکس خود را و عکس خرگوش را انتھی یہ باتین تو اوپر
کے اشعار مین سب ہو چکین اور بعد کے اشعار پند و موعظت مین ہین پھر یہ سرخی کیسے صحیح ہوگی چنانچہ متن قلمی مین
بھی نہین ہی لہذا مین نے بھی چھوڑ دی اور مطابق متن قلمی کے لکھدی **قولہ** چاہ مظلم گشت ظلم ظالمان ✤ اینچنین
گفتند جملہ عالمان ✤ ہر کہ ظالم تر چہش با ہول تر ✤ عدل فرمودست بدتر را بتر ✤ ایکہ تو از ظلم چاہے میکنی ✤ از برائے
خویش دامی می تنی ✤ بر ضعیفان گر تو ظلمے میکنی ✤ دانکہ اندر قعر چاہے پے نہی ✤ گرد خود چون کرم پیلہ بر تنن ✤ بہر خود چہ
میکنی اندازہ کن ✤ مر ضعیفان را تو بے خصمی مدان ✤ از نبی اذ جاء نصر اللہ بخوان ✤ گر تو پیلے خصم تو از تو رمید ✤ نک جزا
طیرا ابابیلت رسید ✤ گر ضعیفی در زمین خواہد امان ✤ غلغل افتد در سپاہ آسمان ✤ گر بدندانش گزی پر خون کنی ✤ درد
دندانت بگیرد چون کنی ✤ شیر خود را دید در چہ در غلو ✤ خویش را نشناخت آندم از عدو ✤ عکس خود را او عدوے
خویش دید ✤ لاجرم بر خویش شمشیری کشید ✤ **المعنی** مظلم بالضم تاریک و بالفتح جاے تاریک خصمی دشمنی نبی بضم اول
و یاے معروف قرآن مجید و بکسر تین نیز غلو بضمتین ہجوم اور حد سے گذرنا یعنے ظلم ظالمون کا خود ایک چاہ سیاہ ہی
تمام علما اس پر متفق ہین جیسا کہ فرمایا ہی الظلم ظلمات الیٰ یوم القیامۃ ظلم اندھیریان ہین قیامت کے دن تک جو
شخص جتنا ظالم ہوگا اتنا ہی اُس کا کنوان پر ہول ہوگا اسی واسطے عدل نے حکم دیا ہی کہ بدتر کے لیے بتر ہونا چاہیے
اے مخاطب اگر تو ظلم کا کنوان کھودتا ہی تو اپنے ہی لیے ایک جال پورتا ہی اور ضعیفون پر ظلم کرتا ہی تو جان لے کہ قعر چاہ
مین قدم رکھتا ہی کرم پیلہ کی طرح گرد اپنے مت پور جو مراد غرور اور خود آرائی سے ہی کہ یہ غرور اپنے لیے کنوان کھودنا ہی خوب
قیاس کر لے آج جو لوگ تیرے سامنے ضعیف ہین اور اُن کی خصمی و دشمنی سے تو بے فکر ہی ایسا مت جان قرآن شریف
مین اذا جاء نصر اللہ جو آیا ہی پس جسوقت یہ خدا سے مدد پائین گے تو ان کی خصمی دیکھے گا اگر تو پیل ہی اور بالفرض تیری ہیبت
و شوکت سے دشمن تیرا بھاگ گیا تو سمجھے رہ ابھی طیرا ابابیل کا بدلا تجکو ملا جو ابرہہ کو ملا تھا جس کا قصہ سورۂ الم ترکیف
مین ہی اور مشہور اگر کوئی ضعیف عاجز ہو کے زمین پر امان مانگتا ہی تو جان لے کہ سپاہ آسمان مین شور پڑ جاتا ہی جو وقت
تیاری و آمادگی کے ہوتا ہی اور سپاہ آسمان خواہ فرشتے خواہ حوادث اگر تو اُس کو دانتون سے کاٹے گا تو یہ بتا کہ
جب تو دانتون کے درد مین مبتلا ہوگا تو کیا کرے گا ایسا حال ہوگا جیسے شیر نے آپ کو کنوین مین دیکھا اور ایسا حد
سے گذرا ہوا تھا کہ آپ کو اور دشمن کو نہ پہچانا اپنے ہی عکس کو اپنا دشمن دیکھکر اپنے ہی اوپر آپ تلوار کھینچی **الخلاف**
شرح بحر العلوم مین قعر چاہے کی جگہ قعر چاہ بدون یا غلط لکھا ہی **قولہ** اے بسا ظلمی کہ بینی از کسان ✤ خوی تو باشد
در ایشان ای فلان ✤ اندر ایشان تافتہ ہستی تو ✤ از نفاق و ظلم بد مستی تو ✤ آن توئی و آن زخم بر خود میزنی ✤ بر خود
آندم تار لعنت می تنی ✤ در خود آن بد را نمی بینی عیان ✤ ورنہ دشمن بودۂ خود را بجان ✤ حملہ بر خود میکنی ای سادہ مرد ✤

ہمچو آن شیری کہ برخود حملہ کرد ٭ چون بقعر خوی خود اندر رسی ٭ پس بدانی کز تو بود آن ناکسی ٭ شیر را در قعر پیدا شد کہ بود ٭
نقش او آن کش دگر کس مینمود ٭ ہر کہ دندانی ضعیفے میکند ٭ کار آن شیر غلط بین میکند ٭ ای بدیدہ خال بد بر روی عم ٭
عکس حال تست آن از عم مرم ٭ مومنان آئینۂ ہمدیگر اند ٭ این خبر را از پیمبر آورند ٭ پیش چشمت داشتی شیشہ کبود ٭
زان سبب عالم کبودت مینمود ٭ گر نکوری این کبودی دان زخویش ٭ خویش را بدگو مزن کس را تو نیش ٭ المعنی سادہ
مرد احمق یعنے ای مخاطب اکثر ظلم جو لوگون سے تو دیکھتا ہو وہ تیری ہی خو ان مین گھسی ہوئی ہو تیری ہی ہستی مین
جو نفاق و ظلم و بدمستی تھی وہ اُن ظالمون مین دوڑ گئی ہو اب وہ ظالم اور نہین ہین خود تو ہی ہو اور اپنے اوپر
آپ زخم مار رہا ہو اور تار لعنت کا اپنے اوپر پور رہا ہو بسبب ظلم و نفاق کے خدایتعالی تیرے نفاق و عداوت کا بدلا
اس صورت مین خود تجھسے تجھی کو دلا رہا ہو تو اپنے آپ مین اس بدی کو ظاہر نہین دیکھتا اوروں کو ظالم جانتا ہو اگر غور
کرے تو جانے کہ مین بجان و دل اپنا دشمن خود آپ ہی ہون آور ای مرد سادہ احمق شیر کی طرح آپ ہی حملہ اپنے اوپر
کرتا ہو جیسے اُس شیر نے کیا کہ ظلم اس کے اسی کی صورت مین چکے ہان اگر اپنی عادت کے قعر کو پہونچے گا تب جانے گا کہ یہ
ساری ناکسی میری ہی تھی جیسے شیر کو قعر مین ظاہر ہوا کہ نقش اُس کا وہ تھا جس کو دوسرا شخص دکھا رہا تھا جو کوئی دانت
کسی ضعیف کا اکھیڑتا ہو یعنے ایذا دیتا ہو وہ اُس شیر غلط بین کا کام کرتا ہو پس ای مخاطب جب غم تیرے سامنے آئے
اور حال بد اُس کے چہرے کا تو دیکھے تو جان لے کہ یہ عکس میرے ہی چہرہ کا ہو پھر غم سے کیون بھاگے مومن آپس مین
آئینہ ایک دوسرے کے ہین کہ ازالہ عیب ایکدوسرے کا کرتے ہین اور یہ حدیث ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ المومن
مرآت المومن تو نے اپنی آنکھ کے آگے ایک نیلا شیشہ کفر کا رکھ لیا ہو جس سے تجکو تمام جہان سیاہ معلوم ہوتا ہو پھر تو
مومن کو کیسے جانے اور تیرے عیبون کا ازالہ کون کرے اگر تو اندھا نہین ہو اور تیری چشم بصیرت کھلی ہین تو
اس سیاہی کو اپنے آپ سے پہچان اور آپ ہی کو بُرا کہہ دوسرے کے ڈنک برائی کا مت مار غرض یہ کہ تیری سیہ کاری
تجکو اپنی بدکاری سے واقف نہین ہونے دیتی الخلاف شرح بحر العلوم مین خال بد بر روے عم بجاے عم کے
لکھا ہو دونون مصرعون مین **قولہ** مومن از ینظر بنور اللہ نبود ٭ عیب مومن را برہنہ چون نمود ٭ چونکہ تو ینظر بنار اللہ
بدی ٭ نیکوی را وا ندیدی از بدی ٭ اندک اندک آب بر آتش بزن ٭ تا شود نار تو نور ای بوالحزن ٭ تو بزن یاربنا
آب طہور ٭ تا شود این نار عالم جملہ نور ٭ کوہ و دریا جملہ در فرمان تست ٭ آب و آتش اے خداوندان تست ٭
گر تو خواہی آتش آب خوش شود ٭ ور نخواہی آب ہم آتش شود ٭ بے طلب تو این طلب مان دادۂ ٭ بیشمار و حد عطا
بنہادۂ ٭ باطلب چون مذہی ای حی ودود ٭ کز تو آمد جملگی جود و وجود ٭ در عدم کے بود ما را خود طلب ٭ بی سبب
کردی عطاہاے عجب ٭ جان و نان دادی عمر جاودان ٭ سائر نعمت کہ تا ید در بیان ٭ این طلب در راہ ما ایجاد
تست ٭ رستن از بیداد یارب داد تست ٭ بے طلب ہم میدہی گنج نہان ٭ رایگان بخشیدۂ جان جہان ٭

ہلذا انعم الی دار السلام ۔ بالنبی المصطفےٰ خیر الانام ۔ المعنی حزن بفتحتین اندوہ و بالضم نیز بوالحزن ای پدر حزن طہور پاک عدد بفتح و تشدید شمردن فرماتے ہین کیا دمن مصداق اس حدیث کا نہ تھا پھر تو نے عیب اس کا کیسے کھولا اور ڈرا نہین اس کی فراست سے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہی جس کا نمونہ جنت ہی اور اس کے سامنے عیب چھپا نہین رہتا چنانچہ حدیث شریف یہ ہی اتقوا فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ مگر اس سبب سے کہ تو ینظر بنار اللہ ہی جو جز دوزخ کی ہی نیکی کو بدی سے نہین دیکھتا تیرا تو مادہ ہی ناری ہی آب تو تھوڑا تھوڑا پانی اس آگ پر چھڑک تا کہ یہ نار تیری نور ہوجاے پھر کہتے ہین کہ ای پروردگار ہمارے اور کیا چیز ہی تو ہی آب طہور اس نار پر مار تو تمام جہان کی نار نور ہوجاے یعنی برائیان بھلائیون سے بدلجائین اس سبب سے کہ کوہ و دریا سب تیرے حکم مین ہین اور آب و آتش سب کا تو مالک ہی اگر تو چاہے آگ آب خوش ہوجاے اور جو چاہے آب بھی آتش ہوجاے تو نے بے مانگے ہمکو یہ طلب کی چیزین دی ہین اور بے سبب یہ عطیات عجیب بخشے ہین جو شمار اور گنتی سے باہر ہین اب جو ہم مانگتے ہین تو پھر کیسے ندے گا ای حی و دود جملہ جود و جود تجھ ہی سے ہین حی زندہ ودود دوست دارندہ جب ہم عدم مین تھے تو ہمکو طلب کب تھی تو نے بے سبب یہ عطائین ہمپر کین جان دی نان دی عمر جاودان دی اور ساری نعمتین جو بیان سے باہر ہین دین خود یہ طلب بھی ہم مین تو ہی نے پیدا کی ہی پھر کیسے خیال نکرے گا اور ظلم و بیداد سے بچایہ بھی تیری داد ہی یعنے دی ہوئی تو وہ کریم ہی کہ بے مانگے گنج نہان بخشتا ہی اور تمام جہان کو مفت جان بہی اشی بخشتی ہی ایسے ہی ہمپر دار السلام تک انعام و احسان کیجیے جا طفیل نبی مصطفےٰ خیر الانام کے الخلاف شرح بحر العلوم مین آب و دریا اور متن قلمی مین کوہ و دریا کہ یہی اچھا معلوم ہوتا ہی اور در عدم کی جگہ در عدد غلط ہی

مژدہ لے جانا خرگوش کا نخچیرون کے پاس کہ شیر چاہ مین گر گیا۔

قولہ چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت ۔ سوے نخچیران روان شد تا بدشت ۔ شیر را چون دید محو ظلم خویش ۔ سوے قوم خود دوید از پیش بیش ۔ شیر را چون دید کشتہ ظلم خود ۔ میدوید او شادمان و یار شد ۔ شیر را چون دید در چہ کشتہ زار ۔ چرخ میزد شادمان تا مرغزار ۔ دست میزد چون رہید از دست مرگ ۔ سبز و رقصان در ہوا چون شاخ و برگ ۔ شاخ و برگ از حبس خاک آزاد شد ۔ سر برآورد و حریف باد شد ۔ برگہا چون شاخ را بشگافتند ۔ تا بیالاے درخت اشتافتند ۔ با زبان شطأہ شکر خدا ۔ می سراید ہر بر و برگے جدا ۔ بے زبان ہر بار و برگ و شاخہا ۔ مے سراید ذکر و تسبیح خدا ۔ کہ بپرورد اصل ما را ذوالعطا ۔ تا درخت استغلظ آمد فاستوی ۔ جانہاے بستہ اندر آب و گل ۔ چون رہند از آب و گلہا شاد دل ۔ در ہواے عشق حق رقصان شدند ۔ ہمچو قرص بدر بے نقصان شدند ۔ جسم شان در رقص و جانہا خود مپرس ۔ وانکہ گرد جان از انہا خود مپرس ۔ المعنی رَشد بالضم و بفتحتین راہ پر ہونا اور راہ راست پانا فرماتے ہین جب خرگوش رہائی سے شاد ہوا تو نخچیر کی طرف جہانتک حد جنگل کی تھی گیا شیر کو جو دیکھا کہ میرے ظلم سے مٹگیا

تو جیسا پہلے دوڑا کرتا تھا اُس سے بہت زیادہ اپنی قوم کی طرف دوڑا اور دوڑ خرگوش کی مشہور ہی پھر کہتے ہین کہ شیر کو جو
کشتہ اپنے ظلم کا پایا تو بڑی خوشی و رشد کے ساتھ دوڑتا پھرتا تھا آور شیر کو چاہ مین کشتہ و زار دیکھکر کیسا خوشی سے
مرغزار مین ناچتا تھا آور تالیان بجاتا تھا کہ مرگ سے چھوٹ گیا اور شاخ و برگ کی طرح ہوا مین سبز و تازہ اور رقصان
تھا اب بمناسبت ذکر شاخ و برگ کے فرماتے ہین دیکھو شاخ و برگ کو کہ جب قید خاک سے آزاد ہو جاتی ہین کہ
آخر خاک ہی سے پیدا ہوتی ہین تو کیسا سر اُٹھاتی ہین اور سرفرازی پاتی ہین اور حریف باد کی ہنجاتی ہین جو بالا ہی
بالا ہی ہی آور پتے جو شاخ کو پھاڑ کے نکلتے ہین کیسے درخت کی پھنگی تک دوڑ جاتے ہین اور علو پاتے ہین اور زبان
شطاہ کے ساتھ شکر خدا کا ہر برگ و بار بجا لاتا ہی شطاہ سے اشارہ اس کا ہی کزرع اخرج شطاہ یعنے مثل اُس کھیت
کے کہ جس نے اول شاخ اپنی نکالی آور بیزبانی کی زبان سے ہر بار و برگ و شاخ ذکر خدا اور اُس کی تسبیح ادا کرتے
ہین آور کہتے ہین کہ ہماری اصل کو اُس نے جو ذو العطا ہی کیسا پرورش کیا کہ وہ درخت استغلظ اور استوے ہوا استغلظ
و استوے یہ بھی دو نون ٹکڑے آیت مذکور کے ہین پس قوی کیا اُس شاخ ضعیف کو اور موٹا کیا کہ اپنی ساق پر قائم ہوا شعر بعد
اس تمہید کا نتیجہ کہ جو جانین آب و گل مین مقید ہین وہ آب و گل یعنے اجسام سے شاد ہو کے کیسے رہائی پائین اور
جو اس سے رہا ہوے وہ ہواے عشق حق مین البتہ شاخ و برگ کی طرح رقصان ہوے اور مانند قرص بدر کے
بے نقصان جیسا کہ حالت بدریت مین ہوتا ہی جسم اُن کا وجد سے رقص مین ہی اور جانون کی کیفیت کچھ مت پوچھ
اور جو بالکل جان ہی جان ہو گئے اُن کا پھر کیا بیان **الخلاف** شرح بحر العلوم مین تھا نہا بجاے جا نہا کے
غلط ہی **قولہ** شیر را خرگوش در زندان نشاند ٭ ننگ شیرے کو ز خرگوشی بماند ٭ در چنین ننگے وانگہ ایعجب ٭ فخر دین
خواہی کہ گویندت لقب ٭ ای تو شیری در تگ این چاہ فرد ٭ نفس تو خرگوشی خونت ریخت خورد ٭ نفس خرگوشت بصحرا
در چرا ٭ تو بقعر این چہ چون و چرا ٭ سوے نخچیران دوید آن شیر گیر ٭ کابشروا یا قوم اذ جاء البشیر ٭ مژدہ مژدہ اے
گروہ عیش ساز ٭ کان سگ دوزخ بدوزخ رفت باز ٭ مژدہ مژدہ کان عدو جانہا ٭ کند قہر خالقش دندانہا ٭
مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ ٭ اوفتاد از عدل و لطف بادشاہ ٭ آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت ٭ ہمچو خس جاروب مرگش
ہم بروفت ٭ آنکہ جز ظلمش دگر کارے نبود ٭ آہ مظلومش گرفت و کوفت زود ٭ گردنش بشکست و مغزش بردرید ٭
جان ما از قید محنت وارہید ٭ **المعنی** مژدہ مژدہ سب جگہ واسطے مزید مبالغہ کے ہی دیکھو شیر کو خرگوش نے کیسا زندان
مین بٹھایا اب ننگ شیری کی کیا ہوئی کہ ادنی خرگوش سے عاجز ہوا یہی تیرا حال ہی کہ تو بھی اس قسم کے ننگ مین
ہی ای عاجز خرگوش نفس کا بس تعجب ہی کہ ایسا تو ننگ مین آلودہ اور چاہتا ہی کہ فخر دین میرا لقب ہو فخر دین سے خواہ
معنی لفظی مقصود ہون خواہ امام فخر الدین رازی ای فلان تو شیر ہی کہ تنہا اس چاہ کی تہ مین پڑا ہوا ہی اور نفس خرگوش
نے تیرا خون بہایا اور تجھکو کھا لیا ایسے ہی شیر ہوتے ہین نفس خرگوش تو مزہ سے کھلے بندون جنگل مین چرتا پھرتا ہی

تو شیر ہوکے اس چاہ چون وچرا کے قعر مین پڑا ہی آب پھر ذکر خرگوش کا ہی کہ وہ شیر گیر نخچیرون کی طرف دوڑتا گیا اور کہا بشارت ہو تمکو ای قوم کہ بشارت دینے والا آیا دوسرے مصرع مین تلمیح ہی اُس ذکر سے کہ بشیر نامی پیراہن حضرت یوسف کا لایا تھا اور حضرت یعقوب کے منھ پر ڈالنے سے آنکھین اُن کی دوبارہ روشن ہوگئی تھین ایسے ہی یہ بھی آپ کو بشیر بتاتا ہی کہ اب تمھاری آنکھین روشن ہون تو تمکو مژدہ پر مژدہ ہو ای گروہ عیاش کہ وہ دوزخ کا کتا لوٹ کے پھر دوزخ کو گیا اور مژدہ پر مژدہ ہی کہ اس دشمن جانون کے قہر خدا نے دانت اکھیڑ ڈالے پھر مژدہ پر مژدہ ہو کہ وہ ظالم اتفاقاً لطف و عدل پادشاہ حقیقی سے کنوین مین گرا جس نے کہ اپنے پنجہ سے بہت سر کچلے تھے اُسکو جاروب مرگ نے خس کی طرح جھاڑ کے پھینک دیا اور وہ جس کا کام سوائے ظلم کے نہ تھا مظلومون کی آہ نے اُس کو پکڑا اور خوب کچلا گردن اُس کی توڑی مغز اُس کا نکال ڈالا اور ہماری جان کو قید محنت سے چھوڑا دیا

جمع ہونا نخچیرون کا خرگوش کے پاس اور مدح وثنا کرنا خرگوش کی

قولہ جمع گشتند آنزمان جملہ وحوش ✤ شاد وخندان از طرب در ذوق وجوش ✤ حلقہ کردند او چو شمعی درمیان ✤ سجدہ کردندش ہمہ صحرائیان ✤ تو فرشتہ آسمانی یا پری ✤ یا تو عزرائیل شیران نری ✤ ہرچہ ہستی جان ما قربان تست ✤ دست بردی دست و بازویت درست ✤ راند حق این آب را در جوی تو ✤ آفرین بر دست و بر بازوی تو ✤ بازگو تا قصہ درمانہا شود ✤ بازگو تا مرہم جانہا شود ✤ بازگو تا چون سگالیدی بمکر ✤ آن عوان را چون بمالیدی بمکر ✤ بازگو کز ظلم آن استم نما ✤ صد ہزاران زخم دارد جان ما ✤ بازگو آن قصہ کان شادی فزاست ✤ روح ما را قوت ودلہا را غذاست ✤ گفت تائید خدا بد ای مہان ✤ ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہان ✤ قوتم بخشید ودل را نور داد ✤ نور دل مر دست وپا را زور داد ✤ المعنی عوان بفتح سخت گیرندہ وظالم سرہنگ سلطان الحاصل خرگوش کا مژدہ سنکے سب وحشی جنگل کے جمع ہوے اور بڑے شاد وخندان اور بڑے ذوق وجوش مین آئے سب نے گرد اُس کے حلقہ کیا وہ مثل شمع کے بیچ مین تھا اور سارے صحرائیون نے سجدہ کیا اور کہا کہ تو فرشتہ آسمانی ہی یا پری ہی یا عزرائیل شیر نرون کا غرض جو کچھ ہی ہماری جان تجھپر قربان ہی اور تیرے دست و بازو کی دستبرد وغلبہ سب درست ہی خدا تعالی نے یہ پانی تیرے ہی جسم یا جو اس کے نہر مین جاری کیا ہی آفرین تجھپر اور تیرے دست و بازو پر تجھسے اس قصے کو ہمارے سامنے کہ کہ ہمارے درد کا درمان ہو اور ہماری جانون کے زخم کا مرہم بنے پھر کہتے ہین کہ بتا تو وہ کونسے مکر تھے جو تو نے سوچے تھے جنسے ایسے سخت گیر کو پچھڑ کی طرح مل ڈالا ذرا ہمکو بتا تو کہ اُس ظالم سے لاکھون زخم ہماری جان نے کھائے ہین بیان کر اُس قصہ کو کہ وہ شادی فزا ہی جب سنین گے شادی بڑھے گی اور روح کو قوت ہوگی دل غذا پائے گا خرگوش نے کہا سب خدا کی تائید تھی ورنہ خرگوش بھی جہان مین بھلا کچھ چیز ہی اُسی نے مجکو قوت بخشی اور میرے دل کو نور دیا اور نور دل نے ہاتھ پاؤن کو زور دیا ✤

نصیحت کرنا خرگوش کا نخچیر کو کہ مرگ دشمن پر شادمت ہو

قوله از برحق میرسد تفضیلها * باز هم از حق رود تبدیلها * حق بدور و نوبت این تائید را * مینماید اہل ظن و دید را * این بملک نوبتی شادی مکن * اے تو بستہ نوبت آزادی مکن * آنکہ ملکش برتر از نوبت تنند * برتواز ہفت انجمش نوبت زنند * برتر از نوبت ملوک باقیند * دور دائم روحہا را ساقیند * چون بنوبت میدہند این دولتت * از چہ شد پربادآخر سبلتت * ترک آن شرب ار بگوئی یکدو روز * در کنی اندر شراب خلد پوز * یکدو روزی چہ کہ دنیا ساعتیست * کہ ترکش کرد اندر راحتیست * معنی الترک راحت گوش کن * بعد ازان جام بقا را نوش کن * باسگان بگذار این مردار را * خورد بشکن شیشۂ پندار را * **المعنی** پوشیدہ نہیں چارپایان پندار تکبر و غرور خرگوش کہتا ہو جتنی فضیلتین اور زیادتیان ہین جو ایک کو دوسرے پر ہو جاتی ہین سب خدا تعالےٰ سے پہونچتی ہین اور اُسی سے پھر ان مین تبدیل جاری ہوتا ہو کہ اللہ تعالےٰ کہ بدور و نوبت یعنے باری اور زمانہ کے ساتھ یہ تبدیل اہل ظن و دید کو دکھاتا ہو کہ اپنے اپنے وقت اور اپنی اپنی باری سے ایک دوسرے کو ملتا ہو جو سب ارباب شک و یقین دیکھتے ہین اب خبردار تو اس ملک نوبتی پر جو آج تیرے پاس ہو اور کل کو نوبت دوسرے کی شادی مت کر کسواسطے کہ تو بھی نوبتی ہو اور اس قید مین مقید پھر تجکو آزادی کہان سے ملگئی اور وہ لوگ کہ جن کا ملک نوبت سے علحدہ ہو رتے ہین یعنے آراستہ کرتے ہین اُن کی نوبت ہفت انجم سے اوپر بجاتے ہین وہ ایسے عالی رتبہ ہین اور وہ بادشاہ ملک باقی کے ہین نوبت و باری سے پاک اور وہ دور دائم جو روحون کا ہو اُس کے ساقی ہین اور تجکو جب باری کے ساتھ یہ دولت ملتی ہو تو تیری موچھون مین ہوا کیون بھر گئی اور کس بات کا غرور ہوگیا آخر اوروں کی نوبت نہوگی ہان اگر ایک دو روز کے واسطے شرب اس شراب عیش کا ترک کرے تو شراب خلد مین ناک تک ڈوب جائے اور خلد سے مراد خواہ ہمیشگی خواہ بہشت پھر کہتے ہین ایک دو روز کیسے دنیا تو ایک ساعت ہو جس نے اس کو ترک کیا بہت ہی بڑے آرام مین ہو خدا معنی الترک راحت کے سن جو حدیث شریف ہو الدنیا ساعۃ وترکہا راحۃ پھر بعد ترک اس کے جام بقا کا نوش کر کہ تیرے ہی واسطے ہو بہتر یہی ہو کہ اس دنیا مردار کو اس کے کتون پر چھوڑ دے اور شیشۂ پندار و گمان کو چور چور کرکے توڑ ڈال تا پائیگ الیقین کے رتبے کو پہونچے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین ملک و نوبتی کا واو غلط ہو اور بجائے برتر کے بر تو تنند ایسے ہی ملوک و باقیند کا واو اور روحہا را کی جگہ روحہا با شیشۂ پندار کی جگہ دیدہ پندار کہ مناسب خورد بشکن کے نہین

اس حدیث کی تفسیر مین رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر یعنے لوٹے ہم چھوٹے جہاد سے طرف بڑے جہاد کے

قوله ای شہان کشتیم ما خصم برون * ماند خصمے زان بتر در اندرون * کشتن این کار عقل و ہوش نیست * شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست * دوزخ ست این نفس و دوزخ اژدہاست * کو بدریاہا نہ گردد کم و کاست *

ہفت دریا را در آشامد ہنوز * کم نگردد سوزش آن خلق سوز * سنگہا و کافران سنگدل * اندر آیند اندر وخوار وخجل * ہم نگردد ساکن از چندین غذا * تا ز حق آید مر او را این ندا * سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز * اینت آتش اینت تابش اینت سوز * عالمی را لقمہ کرد و درکشید * معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید * حق قدم بر وے نہد از لامکان * آنگہ او ساکن شود از کن فکان * المعنی یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت فرمائی ہے کہ جسوقت غزوات سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کی ہے کہ یہ جہاد اصغر بخطاب ہم جہاد اکبر کی طرف جو جہاد نفس ہے لوٹے شہا میں الف متکلم کا ہے اسواسطے کہ ای حرف ندا کا تو موجود ہی ہے یعنے ای بادشاہ ہمارے ہمنے دشمن برونی کو تو مار لیا مگر دشمن درونی جو اس دشمن برونی سے بدرجہا بدتر ہے جیساکہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنے سب دشمنوں میں بڑھکے دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلو میں ہے بس ایسے دشمن کا مارنا رہا مگر اس دشمن کا مارنا کام عقل وہوش کا نہیں ہے کس واسطے کہ نفس شیر ہے اور عقل وہوش خرگوش شیر بھی کہیں بیگاری خرگوش کے بنے ہیں یہ نفس ایک دوزخ ہے اور دوزخ وہ اژدہا کہ دریاؤں سے کم و کاست نہو یہ دوزخ ہفت دریا کو پی جاے اور سوزش خلق سوز اس کی ویسی ہی رہے ذرا بھی نہ گھٹے قیامت کے دن اللہ تعالے پتھروں اور کافروں سنگدل کو اس میں جھونک دیگا اور یہ سب خوار خجل اسمیں بھر دیے جائیں گے لیکن یہ اتنی غذا سے بھی ساکن نہوگی اسوقت حق تعالے سے یہ ندا ہوگی کہ تو سیر ہوئی تیرا پیٹ بھرا وہ کہے گی نہیں ابھی وہی آتش وہی تابش وہی سوز ہے حال آنکہ ایک عالم کو لقمہ کر لیا اور نگل بیٹھی اور معدہ وہی ہل من مزید پکارے جاے جیساکہ قرآن مجید میں ہے یوم نقول لجہنم ہل امتلات وتقول ہل من مزید یعنے قیامت کے دن ہم دوزخ سے کہیں گے کیا تو سیر ہوئی وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے اسوقت اللہ تعالے لامکان سے قدم اسپر رکھے گا تب وہ ساکن ہوگی الخلاف شرح بحر العلوم اور متن قلمی دونوں میں شہان بجاے شہا غلط لکھا ہے قولہ چونکہ جزو دوزخ ست این نفس ما * طبع کل دارد ہمیشہ جزوہا * این قدم او را بود کو را کشد * غیر حق خود کہ کمان او کشد * در کمان ننہند الا تیر راست * این کمان را باژگون کژ تیرہاست * راست شو چون تیر و وارہ از کمان * کز کمان ہر راست بجہد بیگمان * چونکہ واگشتم ز پیکار برون * روے آوردم بہ پیکار درون * قد رجعنا من جہاد الاصغریم * باتبے اندر جہاد اکبریم * قوتے خواہم ز حق دریا شگاف * تا بسوزن برکنم این کوہ قاف * سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند * شیر آنست آنکہ خود را بشکند * تا شود شیر خدا از عون او * وارہد از نفس و از فرعون او * المعنی کمان کے کشیدن عہدہ برآ کسی سے ہونا اور ہم آورد کسی کا ہونا مولانا فرماتے ہیں کہ جب یہ نفس ہمارا جزو دوزخ کا ہے اور دوزخ بدون قدم خدا یتعالی کے ساکن نہوگی تو یہ کیسے ساکن ہو کس واسطے کہ جملہ اجزا کی طبیعت اپنے کل کی ہوتی ہے یہ قدم خدا ہی کا ہے کہ اس کو بجھائے اور سوا اس کے اس کمان کو کون کھینچ سکتا ہے کمان میں جب تیر رکھتے ہیں سیدھا ہی رکھتے ہیں سب کی یہی عادت ہے مگر اس نفس کی کمان کے جو تیر ہیں کہ مراد قواء انسانی سے ہے سب الٹے اور ٹیڑھے ہیں جو اسکے قبضہ میں ہیں تو سیدھا تیر بنا ہو جا اور اس کمان سے نکل جا

کہ بیشک راست ہی پر نکلے گا آپ کہتے ہین لے بار خدایا ہم باہر کی لڑائی سے تو نپٹ گئے درونی لڑائی پر متوجہ ہین حضرت نے جو فرمایا ہی قد رجعنا من جہاد الاصغر خاص یہی حال ہمارا ہی گویا ہم خود بنفسہ یہی ہین اور ایک بڑے بت کے ساتھ جہاد اکبر کر رہے ہین تو ہمکو حضرت موسی کی سی قوت دریا شگاف دے کہ دریا کا پھاڑنا محال تھا تو تیری قوت پاکے ہم بھی ایک ادنی سوزن سے کوہ قاف کو اکھیڑ ڈالین ای مخاطب اس شیر عرفی کو جو صفین پھاڑ دیتا اور بھگا دیتا ہی سہل و سرسری سمجھ شیر وہ ہی جو اپنی خودی کو توڑے تو خدا کی مدد سے ایسا شخص شیر خدا کا ہوتا ہی اور نفس اور اسکے فرعون سے جو نفس امارہ ہی دونون سے چھوٹ جاتا ہی **اختلاف** شرح بحر العلوم مین بازگون کی جگہ باژگون اور بجاے باتی اندریا بتی اور بجاے دریا شگاف توفیق لاف غلط لکھا ہی

آنا قاصد قیصر روم کا پاس عمر رضی اللہ عنہ کے

قولہ دربیان این شنو یک قصہ ۞ تا بری از سر گفتم حصہ ۞ در عمر را آمد از قیصر رسول ۞ در مدینہ از بیابان نغول ۞ گفت کو قصر خلیفہ ای حشم ۞ تا من اسپ و رخت خود آنجا کشم ۞ قوم گفتندش کہ اورا قصر نیست ۞ مر عمر را قصر جان روشنی ست ۞ گرچہ از میری ورا آوازہ ایست ۞ ہمچو درویشان مر اورا کازہ ایست ۞ ای برادر چون بہ بینی قصر او ۞ چونکہ در چشم دلت رستست مو ۞ چشم دل از موے علت پاک دار ۞ وانگہان دیدار قصرش چشم دار ۞ ہر کرا ہست از ہوسہا جان پاک ۞ زود بیند حضرت دیوان پاک ۞ چون محمد پاک شد ازنار و دود ۞ ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود ۞ چون رفیقے وسوسہ بدخواہ را ۞ کے بہ بینی ثم وجہ اللہ را ۞ ہر کرا باشد زسینہ فتح باب ۞ او زہر ذرہ بہ بیند آفتاب ۞ حق پدیدست از میان دیگران ۞ ہمچو ماہ اندر میان اختران ۞ دو سر انگشت بر دو چشم نہ ۞ ہیچ بینی از جہان انصاف دہ ۞ ورنہ بینی این جہان معدوم نیست ۞ عیب جز انگشت نفس شوم نیست ۞ تو ز چشم انگشت را بردار ہین ۞ وانگہانی ہرچہ میخواہی بہ بین ۞ **المعنی** نغول بضمتین دور و بعید کازہ بکاف عربی ہندی جھوپڑے چشم داشتن امید و توقع کرنا یعنے اسی بیان نفس مین مجھسے ایک قصہ سن تو میرے کلام کے بھیدسے کچھ بہرہ پائے حضرت عمرؓ کے پاس قیصر روم کا قاصد آیا مدینہ منورہ مین بیابان دور دراز سے پوچھا خلیفہ کا محل کونسا ہی ای خادمو بتاؤ کہ مین وہان اپنا اسباب و گھوڑا لیجاؤن قوم نے کہا کہ اُن کا کوئی قصر نہین ہی اُنکا قصر تو جان ہی جو ازبس روشن ہی اگرچہ امیری مین اُن کی شہرت ہو رہی ہی مگر فقیرون کا سا اُن کا ایک جھوپڑہ ہی آپ مقولات مولانا رحکے ہین کہ ای بھائی تو قصر جان کو کیسے دیکھے کہ تیری چشم دل مین پر بال ہی اور ظاہر کہ پربال دیکھنا کس کا آنکھ تو کھولنے ہی نہین دیتا ہی تو چشم دل کو پربال سے کہ وہ علت و اسباب دنیوی ہین پاک صاف رکھ پھر دیدار قصر جان کی امید کر خوب جان لے کہ جبکی جان ہوسون سے پاک ہی وہ جلدی اُس کے حضرت و ایوان کو دیکھ لے گا اسلیے لالطیبات للطیبین فرمایا ہی دیکھہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ اُن کی خلقت جو علت و اسباب سے پاک تھی اور بالکل نور ہی نور تا ر و دود سے جدا جدھر منھہ کرتے تھے اللہ کی ذات ہی پیش دید اُنکے تھی تو تو رفیق وسوسہ بدخواہ یعنے خناس اور شیطان کا ہی ثم وجہ اللہ کو کب دیکھے تلمیح ہی آیت شریف اینما تولوا فثم وجہ اللہ سے یعنے جدھر متوجہ ہوگے اُدھر ذات خدا کی ہی

جس کا سینہ مثل دروازہ کشادہ کے کھلا ہوا ہی وہ ہر ذرہ سے آفتاب دیکھتا ہی اللہ تعالے مخلوق سے ایسا ظاہر و باہر ہی جیسے ستارون مین چاند ہوتا ہی تو اپنی دو انگلیون کے پورے آنکھ پر رکھلے پھر انصاف کر کے بتا تو کچھ نظر آتا ہی لیکن اگر تو نہ دیکھے تو تیرے نہ دیکھنے سے کیا ہوتا ہی جہان معدوم تو نہین ہوگیا ایسے ہی خدا کی ذات موجود ہی مگر تجکو جو نہین سوجھتی یہ تیرے نفس شوم کی انگلیون کا عیب ہی اسکے سوا اور کچھ نہین تو اسکی انگلیان جو رکھے ہوے ہی اپنی آنکھون سے اٹھالے پھر جو چاہے وہ دیکھ **اختلاف** شرح بحر العلوم پہلے شعر مین پہلا مصرع تو لکھا ہی ع برعمر آمد ز قیصر یک رسول ؛ اور دوسرا مصرع ہی ع تا بری از سر گفتم حصۂ ؛ پھر دوسرے شعر مین پہلا مصرع مذکور یعنے برعمر آمد ز قیصر الخ اور دوسرا مصرع از مدینہ از الخ ولے برکاتب و واے بر مصحح عجب پیر نابالغ جمع ہوے ہین **قولہ** نوح را گفتند امت کو ثواب ؛ گفت اوز انسوی و استغشوا ثیاب ؛ رو و سر و رجامہا پیچیدہ اید ؛ لاجرم با دیدہ و نادیدہ اید ؛ آدمی دیدست باقی پوستست ؛ دید آنست آنکہ دید دوستست ؛ چونکہ دید دوست نبود کور بہ ؛ دوست کو باقی نباشد دور بہ ؛ چون رسول روم این الفاظ تر ؛ در سماع آوردہ شد مشتاق تر ؛ دیدہ را بر جستن عمر ے گماشت ؛ رخت را و اسپ را ضائع گذاشت ؛ ہر طرف اندر پے آن مرد کار ؛ میشدی پرسان او دیوانہ وار ؛ کاینچنین مردے بود اندر جہان ؛ در جہان مانند جان باشد نہان ؛ جست او را تاش چون بندہ بود ؛ لاجرم جویندہ یابندہ بود ؛ **المعنی** حضرت نوح سے امت نے پوچھا ثواب کہان ہی کہا اُس پار و استغشوا ثیاب سے اشارہ ہی طرف اس آیت کے وانی کلما دعوتہم لتغفر لہم جعلوا اصابعہم فی آذانہم و استغشوا ثیابہم واصروا واستکبروا استکبارا اور بیشک جب مین بلاتا ہون اُن کو تا بخشش کرے تو واسطے اُن کے تو اپنے کانون مین انگلیان کر لیتے ہین اور اوڑھ لیتے ہین کپڑا جسمین چھپ جائین اور اڑ جاتے ہین اپنے کام مین اور تکبر کرتے ہین تکبر کرنا مطلب یہ کہ تم جو کپڑے اوڑھ کے آپ کو مجھسے چھپاتے ہو اور میری دعوت نہین سنتے اس کے اُس پار ثواب ہی یعنے ان سے الگ ہو جانے مین شعر بعد اسکی تفسیر یعنے تم جو اپنا منھ اور سر جو کپڑون مین لپیٹتے ہو بیشک اسی سبب سے اگرچہ آنکھیارے ہو لیکن اندھے ہو اسواسطے کہ آدمی مین اگر دید ہی تو آدمی ہی ورنہ پوست ہی اور دید وہی ہی جو دید دوست کی ہی اگر دید دوست کی نہو تو اندھا اچھا اور دوست بھی اگر باقی نہو تو اس سے دور اچھا فانی کی دوستی کس کام کی الغرض جب رسول روم نے یہ الفاظ با آب و تاب سنے ازبس مشتاق ان کا ہوا اور اپنی آنکھین اُن کی جستجو پر تعین کین گھوڑے اور اسباب کو بے محافظ چھوڑ دیا ہر طرف اُنکے سراغ مین وہ مرد کار دیوانہ کی طرح پوچھتا پھرتا تھا کہ ایسا شخص جہان مین ہی کہ جہان مین ہوا ور مانند جان کے چھپا ہو اور اس خیال سے اُن کو ڈھونڈھتا تھا کہ مین اُن کا بندہ ہون آخر جویندہ یابندہ ہوتا ہی اُن کو پایا **اختلاف** شرح بحر العلوم مین پیچیدہ اند دیدہ اند بصیغ غائب لکھے ہین اور متن قلمی مین بصیغ حاضر مگر مین نے بصیغ حاضر اختیار کیے مناسب موقع کے کہ محل جواب و سوال ہی اور اس مصرع کا چونکہ دید دوست نبود الخ دوسرا مصرع قلمی مین یون ہی ع

در سلیمان ست از دے مور بہ

سوتا پانا رسول قیصر روم کا عمر رضی اللہ عنہ کو درخت خرما کے نیچے

قولہ دید اعرابی زنی او را دخیل * گفت عمر اینک بزیر آن نخیل * زیر خرما بن ز خلقان او جدا * زیر سایہ خفتہ بین سایہ خدا * آمد آنجا و ز دور استاد * مر عمر را دید و در لرزہ فتاد * ہیبتے زان خفتہ آمد در رسول * حالتے خوش کرد بر جانش نزول * مہر و ہیبت ہست ضد یکدگر * این دو ضد را دید جمع اندر جگر * گفت با خود من شہان را دیدہ ام * پیش سلطانان خوش و بگزیدہ ام * از شہانم ہیبت و ترسے نبود * ہیبت این مرد ہوشم در ربود * رفتہ ام در بیشۂ شیر و پلنگ * روے من ز ایشان نگردانید رنگ * بس شدستم در مصاف و کارزار * ہمچو شیر آندم کہ باشد در شکار * بس کہ خوردم بس زدم زخم گران * دل قوی تر بودہ ام از دیگران * بے سلاح این مرد خفتہ بر زمین * من بہفت اندام لرزان چیست این * ہیبت حق ست این از خلق نیست * ہیبت این مرد صاحب دلق نیست * **المعنی** دخیل وہ جو کسی کام مین دخل رکھتا ہو اعراب بفتح عربان صحرا نشین ہفت اندام بحسب ظاہر سر سینہ پشت اور دو ہاتھ اور دو پانون اور بحسب باطن دماغ دل جگر سپر زشش زہرہ معدہ یا گردہ بقول بعض چشم گوش زبان بطن فرج دست و پا یعنے ایک عورت اعرابی نے اُس رسول کو دیکھا اور دخیل جانا کہ عمر کے کام مین دخل رکھتا ہو کہا وہ دیکھ اُس درخت خرما کے نیچے عمر ہین اور خرما کے سایہ مین تمام مخلوق سے جدا مثل سایہ خدا کے سوتے ہین وہ رسول وہان آیا اور اُن سے دور کھڑا ہوا اور دیکھتے ہی کانپنے لگا اُس خفتہ سے ایک ہیبت بھی اُسکو ہوئی اور ایک حالت خوش بھی اُس کی جان پر نازل ہوئی اور عجب معاملہ تھا کہ مہر و ہیبت دونون ضد ایک دوسرے کی ہین اور ضدین جمع نہین ہوتی مگر اُس نے اپنے جگر مین دونون کو جمع دیکھا اپنے دل مین کہا کہ مین نے بڑے بڑے پادشاہ و سلاطین دیکھے اور اُنکے سامنے خوش اور برگزیدہ رہا ہون مجکو پادشاہون سے کبھی خوف و ترس نہوا مگر اس شخص کی ہیبت نے میرے ہوش اُڑا دیے ہین شیر و پلنگ کے جنگلون مین گیا اور میرے رو کا رنگ کبھی تغیر نہوا اور لڑائیون مین بھی اکثر رہا مگر اُسوقت بھی ایسا رہا جیسے شکار کے وقت شیر غران اور دلیر ہوتا ہی مین نے زخم کھائے بھی اور مارے بھی لیکن آپ کو اورون سے زیادہ تر قوی دل پایا بے سلاح یہ شخص زمین پر سو رہا ہی اور مین ہفت اندام سے کانپ رہا ہون یہ کیا بات ہی پس یہ ہیبت حق کی ہی خلق کی نہین ہی نہ اس مرد صاحب دلق کی **الخلاف** پہلے شعر کے دوسرے مصرع مین شرح بحر العلوم مین بجاے اینک کے نک لکھا ہی جس سے مصرع غیر موزون ہوتا ہی اور بس شدستم اس شعر کے دونون مصرعون مین کارزار کہ محل قافیہ ہی اور بجاے این مردان مرد شعر آخر مین غلط ہی **قولہ** ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید * ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید * اندرین فکرت بخدمت دست بست * بعد یکساعت عمر از جاے جست * کرد خدمت مر عمر را و سلام * گفت پیغمبر سلام انگہ کلام * پس علیکش گفت و او را پیش خواند * ایمنش کرد و بنزد خود نشاند * ہر کہ ترسد مر ورا ایمن کنند * مر دل ترسندہ را ساکن کنند * لا تخافوا ہست نزل خائفان * ہست در خور از براے خائفان * آنکہ خوفش نیست چون گوئی مترس * درس چہ دہی نیست او محتاج درس *

آن دل از جا رفتہ را دلشاد کرد * خاطر ویرانش را آباد کرد * بعد ازان گفتش سخنہاے دقیق * در صفات پاک حق نعم الرفیق * در نوازشہاے حق ابدال را * تا بداند او مقام و حال را * حال چون جلوہ است زان زیبا عروس * وین مقام آن خلوت آمد با عروس * جلوہ بیند شاہ و غیر شاہ نیز * وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز * جلوہ کردہ عام و خاصان را عروس * خلوت اندر شاہ باشد با عروس * المعنی یعنے جو کوئی خدا سے ڈرا اور اُس نے تقویٰ اختیار کیا اُس سے جن و انس اور جو کوئی دیکھتا ہی ڈرتا ہی چنانچہ حدیث شریف ہی من خاف اللہ خافہ کلشئے و من خاف غیر اللہ خوفہ عن کلشئے یعنے جو خدا سے ڈرتا ہی اُس سے ہر شئے ڈرتی ہی اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہی اُس کو اللہ ہر شئے سے ڈراتا ہی اُس رسول نے اسی فکر مین ہاتھ باندھے اور خدمت مین کھڑا رہا بعد ایک ساعت کے جب عمرؓ اُٹھے آداب بجالایا اور سلام کیا جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہی السلام ثم الکلام یعنے پہلے سلام ہی پھر کلام آپ نے اُس کو علیک کہا اور اپنے پاس بلایا اور بےخوف سے اُس کو بےخوف کر کے سامنے بٹھایا شعر بعد ایک معمولی بات کا بیان ہی کہ معمول ہی جو ڈرتا ہی اُس کو ایمن کرتے ہین اور جو ترسندہ دل ہوتا ہی اُس کی تسکین کرتے ہین لاتخافوا جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہی یہ تحفہ ڈرنیوالون ہی کا تو ہی اور اُنھین کے لائق تو ہی چنانچہ قرآن مجید مین ہی لاتخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنے نہ ڈرو نہ غم کرو اور لو بشارت ہی جنت کی جس کا تمکو وعدہ ہی ظاہر ہی جو ڈرتا نہین ہی اُس سے کیسے کہا جائیگا مت ڈر اُسکو کیا سبق پڑھاتا ہی جو سبق کا محتاج نہین اُس کا دل جو ٹھکانے نہین تھا شاد کیا اور خاطر ویران کو جو حواس و قوی سے اُجاڑ ہوگئے تھے آباد کیا یعنے سب حواس اُس کے درست ہوگئے پھر اُس سے باتین باریک دقیق صفات حقتعالےٰ مین کہین جو نہایت ہی اچھا رفیق ہی اور وہ نوازشین جو اُس کو ابدال کے حق مین ہین تا وہ مقام و حال سے واقف ہو جائے فرمایا ہی کہ حال ایسا ہی جیسے جلوہ کسی زیبا عروس کا اور مقام ایسا جیسے خلوت با عروس کہ جلوہ کے وقت عروس کو شاہ و غیر شاہ سب دیکھتے ہین اور خلوت کے وقت سواے شاہ عزیز کے کوئی نہین ہوتا جلوہ عروس کا تو عام و خاص سب کے واسطے ہوتا ہی اور خلوت مین پادشاہ ہی عروس کے ساتھ ہوتا ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین لاتخافوا سے دلشاد کرد تک تین شعر مکرر لکھے ہین اور سرخی بھی گذبد ہی قلمی مین کہین شرح مین کہین مین نے سرخی چھوڑ دی ضروری نہ سمجھی دوسرے شعر مین بجاے بخدمت بحرمت غلط ہی قولہ ہست بسیار اہل حال از صوفیان * نادر است اہل مقام اندر میان * از منازلہاے جانش یاد داد * وز سفرہاے روانش یاد داد * وز زمانی کز زمان خالی بدست * وز مقام قدس اجلالے شدست * وز ہوائے کاندرو سیمرغ روح * پیش ازین دیدست پرواز و فتوح * ہر یکے پروازش از آفاق بیش * وز امید و ہمت مشتاق بیش * چون عمر اغیار رو را یار یافت * جان او را طالب اسرار یافت * شیخ کامل بود و طالب مشتہی * مرد چابک بود و مرکب درگہی * دید آن مرشد کہ او ارشاد داشت * تخم پاک اندر زمین پاک کاشت * المعنی مرشد بکسر شین ہدایت کنندہ و مرشد بفتح شین ہدایت کردہ شدہ یعنے بعد بیان حال و مقام

کے فرمایا کہ صوفیون مین اہل حال بہت ہین اور اہل مقام بہت کم اور نادر بعد اس کے منازل جان سے اُس کو یاد دلائی اور نیز سفرون روان سے آور اُسوقت سے جو زمانہ سے خالی تھا اور روح اُسوقت مین مقام قدس سے اجلالی ہوئی ہو کہ عالم ارواح مین تھی کہ وہ عالم قدس ہو اور اُسوقت کے منازل و مقام آور اُس ہوا سے جس مین سیمرغ روح نے اس عالم ہستی سے قبل پرواز وکشود پائی کہ ہر ایک پرواز اُس کا اس آفاق سے بہت زیادہ تھا کشود و مدت مین اور امید وقصد مشتاق سے نہایت بڑھکے آمین ایسی طولانی و درازی کہان جیسی اُن پروازون مین تھی شعر ما بعد دفع دخل اس بات کا ہو کہ حضرت عمرؓ نے یہ باتین تصوف و معنی کی اُس سے کیون کین وہ تو رسول روم کا تھا مناسب اُس کے کرتے لہذا فرمایا کہ گو وہ اغیار رو تھا صورت آشنا نہ تھا مگر انھون نے اُس کو یا پایا اور اُسکی جان کو طالب اسرار دیکھا کس واسطے کہ کاملین کی نظر سے یار و اغیار چھپا نہین رہتا وہ شخص شیخ کامل تھا اور طالب انتہا والا یعنے بھو کا اس راز و اسرار کا اور مرد چست و چالاک اور مرکب ور کہی یعنے بظاہر سپاہی اور گھوڑا کا خوار یعنے جسم آبخور کا خواہان آب گریز ہو طرف بیان اُس شخص کے کہ جب اُس مرشد ارشاد یافتہ نے کہ اپنی زمین پاک مین تخم پاک ادراک کا رکھتا تھا جو بدون حواس کے دریافت کرنا اشیا کا ہو کہ وہ معنی ہو آپ کو ایسا دیکھا یعنے حضرت عمرؓ کو تو اُس نے بھی سوال کیا جو آیندہ ہو الخلاف شرح بحر العلوم مین بجائے سفرہاے کے سفرہا اور بجائے ادراک داشت ارشاد غلط ہو کس واسطے کہ قافیہ نہین ہوتا قطع نظر معنی کے

سوال رسول روم کا عمر رضی اللہ عنہ سے

قولہ مرد گفتش کای امیر المومنین ٭ جان زبالا چون درآمد بر زمین ٭ مرغ بے اندازہ چون شد در قفس ٭ گفت حق بر جان فسون خواند و قصص ٭ بر عدمہا کان ندارد چشم و گوش ٭ چون فسون خواند ہمین آید بجوش ٭ از فسون او عدمہا زود زود ٭ خوش معلق میزند سوے وجود ٭ باز بر موجود افسونے چو خواند ٭ زو دو اسپہ در عدم او را براند ٭ گفت با جسم آیتے تا جان شد او ٭ گفت با خورشید تا رخشان شد او ٭ باز در گوشش دمد نکتہ مخوف ٭ در رخ خورشید افتد صد کسوف ٭ گشت در گوش گل و خندانش کرد ٭ گفت با لعل خوش و تابانش کرد ٭ تا بگوش خاک حق چہ خواندہ است ٭ گو مراقب گفت و خامش ماندہ است ٭ تا بگوش ابر آن گویا چہ خواند ٭ کو چو مشک از دیدہ خود آب راند ٭ گفت با نے تا شکر گشت او ٭ گفت با آبی و گوہر گشت او ٭ در تردد ہر کہ او آشفتہ است ٭ حق بگوش او معما گفتہ است ٭ المعنی فسون بفتحتین منتر جس مین کلمات کفر ہون قصص بفتحتین کسی کے پیچھے چلنا اور خبر دینا دو اسپہ کنایہ جلد و شتاب سے ہندی ڈاک ایسے ہی سہ اسپہ یعنے اُس رسول نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اے امیر المومنین جان ہر شی کی آسمان سے زمین پر کیسے آئی اور اتنے بے انداز مرغ اس پنجرہ مین کیسے پھنس گئے آپ نے فرمایا کہ اُس کے فسون و قصص سے کہ وہ حکم کن ہو جس نے کھینچ کے ان پنجرون مین کر دیا اور ان کے پیچھے لگا دیا آور وہ فسون ایسا نہین جسکو چشم و گوش سنے

اسواسطے کہ عدم کے چشم و گوش نہین جب فسون یعنے وہی امر کن کہدیتا ہی وہ عدم ایسے جوش مین آجاتے ہین کہ
قلا بازیان کھاتے اور لوٹ پوٹ ہوتے وجود مین آجاتے ہین اور پھر موجود پر جو ایک افسون پڑھا تو اُس کو جلد و شتاب
عدم کو لے گیا جسم پر ایک ایسی آیت پڑھ دی کہ وہ جان ہوگیا اور کچھ خورشید سے کہدیا کہ وہ روشن ہوگیا پھر اسکے کان مین جب
ایک نقطہ خوفناک پھونک دیگا تو اُس کی صورت مین سیکڑون کسوف پڑجائین گے کہ وہ روز قیامت ہی جیسا کہ قرآن مجید مین ہی
اذا الشمس کورت کچھ گوش گل مین کہکے اُسکو خندان کردیا اور لعل سے کہکے اُسکو تابان کردیا آپ نہین معلوم خاک سے کیا
کہدیا ہی جو ایسی مراقب و خاموش ہو رہی ہی اور ابر کے کان مین اُس گویا نے کیا پڑھ دیا کہ مشک کی طرح آنکھون سے پانی
بہاتا ہی ایسے ہی نیشکر سے کیا کہا ہی کہ وہ شیرین اور شکر ہوگئی اور اُس آب سے کیا کہا کہ بستہ اور منجمد ہوکے گوہر ہوگیا
بس یہ کارخانہ جو اُس نے جاری کیا ہی ظاہر اور جاری ہی آب اس مین جس کو تردد و تامل ہی جیسے فرق ضالہ اور حکما کہ وہ اسمین آشفتہ
اور دیوانے ہو رہے ہین اُن کے کان مین ایک معما کہدیا ہی کہ وہ اُس کے پیچ مین پڑے ہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے
دو اسپہ دہ اسپہ اور بجاے جان شد جان شاد اور کوچہ مشک کے جگہ کوچہ مشک غلط لکھا ہی مگر چہ مشک مین کوچہ مشک
ہی ٹھیک ہی **قولہ** تا کند محبوسش اندر دو کمان * آنکہ گم گفت یا خود و ضد آن * ہم زحق ترجیح یابد یکطرف * زان
دو یک را برگزیند زان کنف * گر نخواہی در تردد ہوش جان * کم فشار این پنبہ اندر گوش جان * پنبۂ وسواس بیرون
کن زگوش * تا بگوشت آید از گردون خروش * تا کنی فہم آن معماہاش را * تا کنی ادراک رمز فاش را * بس محل وحی
گردد گوش جان * وحی چہ بود گفتن از حس نہان * گوش جان و چشم جان جز این حس ست * گوش عقل و چشم حس
زان مفلس ست * **المعنی** کنف بفتحتین جانب و کنارہ و پناہ اوپر جو کہا ہی کہ تردد والے کے کان مین معما کہدیا ہی اسواسطے
کہ اُسکو دو کمان مین محبوس کیا ہی اب وہ اس وہم مین گرفتار ہی کہ وہ کرون جو اُسنے کہا ہی یا اُس کی ضد کرون اُسوقت مین
بھی ترجیح ایک جانب کی اُس سے پیدا ہوتی ہی کہ اُن دونون سے ایک جانب کو پناہ اپنی کرتا ہی تو اگر چاہتا ہی کہ میری
جان کے ہوش مین تردد نہ واقع ہو تو یہ روئی تردد کی اپنے کان جان مین مت ٹھونسنے اور اس پنبۂ وسواس کو کان
سے نکال ڈال تو گردون سے تیرے کان مین شور آوے اور اس شور کے ذریعہ سے اُن معمون کو سمجھ لے اور اُن
فاش رمزون کو ادراک مین لائے بس تیرے کان محل وحی ہوجائین کسواسطے کہ وحی کے معنی حس نہان سے کہنے
کے ہین پس گوش جان اور چشم جان جز اس حس کے ہین اور گوش عقل و چشم حس کی اس سے مفلس مطلب یہ حس
ظاہری کے نہ گوش کو اُس سے بہرہ نہ چشم کو حصہ یہ دونون اُس سے کور و کر ہین **الخلاف** نسخہ قلمی مین پہلے شعر کا
دوسرا مصرع یون ہی ع کان کنم یا این کنم ای مستعان * **قولہ** لفظ جبرم عشق را بے صبر کرد * وانکہ عاشق نیست
حبس جبر کرد * این معیت با حق ست و جبر نیست * این تجلی مہ ست این ابر نیست * ور بود این جبر جبر عامہ نیست * جبر آن
امارۂ خودکامہ نیست * جبر را ایشان شناسند ای پسر * کہ خدا بگشادشان در دل بصر * غیب و آیندہ بر ایشان گشت فاش *

ذکر ماضی پیش ایشان گشت لاش * اختیار و جبر ایشان دیگرست * قطرہا اندر صدفہا گوہرست * ہست بیرون قطرۂ
خورد و بزرگ * در صدف آن در خرد ست و سترگ * طبع ناف آہوست آن قوم را * از برون خون و ز درون شان
مشکہا * تو مگو کین نافہ بیرون خون بود * چون رود در ناف مشکے چون بود * تو مگو کین مس برون بد محتقر * در دل
اکسیر چون گشت ست زر * اختیار و جبر در تو بد خیال * چون در ایشان رفت شد نور جلال * المعنی امارہ حکم کنندہ بہ بدی
خودکامہ خود مقصد لاش مخفف لاشے یعنے جو ہیچ کہ لاغ تاکند مجبوریش اندر دو کمان * اسکو سنگے عشق بلبلا گیا کسواسطے
کہ اسمین نوعے جو جبر کی تھی اور آدمی کی بے اختیاری متر شح بس عشق نے بیتاب ہو کے کہا کہ عاشق کو کوئی جبر نہین ہے
البتہ جو عاشق نہین اُس کو حبس جبر کی ہے بلکہ عاشق کو تو اسوقت مین معیت حق کے ساتھ ہے اور عین وصل ہے نہ جبر اور وہ
اس کو تجلی ماہ کی جانتا ہے نہ پردہ ابر کا جو ماہ کو چھپا لیتا ہے اور تجلی ماہ سے دور ڈالتا ہے آور بالفرض اگر جبر بھی ہو تو جبر عام
نہین ہے جیساکہ نفس امارہ آپ کو مجبور محض اور بے اختیار جانکے اپنا آرام اور اپنا مطلب تک لیتا ہے ای پسر عاشق
لوگ جبر کو خوب پہچانتے ہین کہ خدا نے اُن کے دیدہ دل کے کھول دیے ہین اور سوجھ بوجھ کامل عطا کی ہے ایسی کہ جو
شی پوشیدہ ہے اور آیندہ سب ان پر ظاہر اور فاش ہے کوئی چھپی نہین اظہر من الشمس اور ابین من الامس پھر ذکر ماضی کا
جو گذشتہ ہے اُن کے سامنے لغو و لاشی رہا حال و استقبال وہ سب منکشف و پیش نظر حاضران کا اختیار و جبر اور ہی ہے
اُن کے صدف دل مین جو قطرے ہین سب گوہر ہین غور کرو تو گوہر ظاہر سب خرد و بزرگ قطرے ہین بطن صدف مین
جانے سے جملہ خورد و بزرگ دُر نایاب اور گوہر آب و تاب ہو جاتے ہین دوسری نظیر طبیعت ان لوگون کی ناف آہو ہے کہ
ظاہر جس کو خون دیکھتے ہین وہ اُن کے درون مین مشک ہوتا ہے آب تو یہ بات مت کہہ ظاہر تو خون ہوا اور ناف مین
جاکر مشک ہو جاے یہ کیسے ہو سکتا ہے یا ظاہر مس حقیر و ناچیز ہو پھر اکسیر کے دل مین زر کیسے ہو جائے گا اسواسطے کہ یہ
اختیار و جبر کا تو تجھ ہی مین خیال تھا جب ان مین گیا نور جلال ہو گیا الخلاف بد در خیال اور محال دونون نسخے مین
قولہ نان چو در سفرہ است اوباشد جماد * در تن مردم شود او روح شاد * در دل سفرہ نگردد مستحیل * مستحیلش جان کند
از سلسبیل * قوت جانست این ای راست خوان * تا چہ باشد قوت آنجان جان * قوت تن نان ست لیکن در نگر *
تا چہ قوت جانش باشد ای پسر * گوشت پارہ آدمی با عقل و جان * میشگافد کوہ را با بحر و کان * زور جان کوہکن شق
الحجر * زور جان جان دران شق القمر * گر کشاید دل سر انبان راز * جان بسوے عرش سازد ترکتاز * گر زبان گوید ز
اسرار نہان * آتش افروزد بسوزد این جہان * المعنی مستحیل بالضم ایک حال سے دوسرے حال پر ہونے والا سلسبیل بالفتح
نام چشمہ بہشت اور چیز نرم و خوشگوار شق الحجر پھاڑنا پتھر کا انشق القمر پھٹ گیا چاند اوپر جو کہا ہے نور جلال ہو جائین گے یہ
اُس کی مثال ہے کہ روٹی جو دسترخوان مین ہے ایک جامد ہے منجمد و بستہ آدمی کے جسم مین جاکے کیسی روح خوش ہو جاتی ہے
دیکھو سفرہ کے دل مین رہی مستحیل نہوئی جان اُس کو اپنی قوت سے مستحیل کرکے نرم و خوشگوار کر دیتی ہے تیسا ہو مطلب

جب روئی قوت جان کی ہو تو سیج بتا قوت اُس کی جو جان جان ہو کسقدر ہوگی روئی تو قوت تن کی ہو اب ای پسر دیکھ تو قوت اُس ہی جان کا کیا ہوگا بظاہر آدمی ایک مضغہ گوشت ہو لیکن اپنی عقل وجان کی زور سے پہاڑ کو مع دریا و کان کے پہاڑ ڈالتا ہو جیسے کوہکن کی جان کے زور نے پہاڑ کو پھاڑا اور جان جان کے زور نے قمر کو شق کیا تس اب کہتے ہین میرے ابنان دل مین جو جو راز واسرار بھرے ہین اگر سر ابنان کا کھولون اور وہ راز ظاہر کرون تو جان عرش ہی کی طرف ترکتاز کرے اور خواہان اپنے مقام کی ہو اور جو اسرار نہان مجھپر منکشف ہین اگر ان کو زبان پر لاؤن تو ایسی آگ بھڑکے کہ سارا جہان جلجلے

نسبت کرنا آدم علیہ السلام کا زلت کو اپنی طرف کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اور نسبت کرنا ابلیس کا طرف حق تعالے کے کہ رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِی

قولہ فعل حق وفعل ما ہر دو ببین ٭ فعل ما راہست وان پیداست این ٭ گر نباشد فعل خلق اندر میان ٭ پس مگو کس را چرا کردی چنان ٭ خلق حق افعال ما را موجدست ٭ فعل ما آثار خلق ایزدست ٭ زانکہ ناطق حرف بیند یا عرض ٭ کے شود یکدم محیط دو غرض ٭ گر بمعنی رفت شد غافل ز حرف ٭ پیش و پس یک دم نبیند ہیچ طرف ٭ آن زمان کہ پیش بیند آن زمان ٭ تو پس خود کے ببینی آن بدان ٭ چون محیط حرف ومعنی نیست جان ٭ چون بود جان خالق این ہر دو آن ٭ حق محیط جملہ آمد ای پسر ٭ واندارد کارش از کاری دگر ٭ گفت ایزد جان ما راست کرد ٭ چون ندا ندآن کرا خود ہست کرد ٭ المعنی موجد بالضم توپیدا کرنے والا آثار افعال واثرہاے طبیعت جیسے آگ کا اثر جلا دینا اور پانی کا بھگو دینا حرف سخن وکنارہ وعیب عرض بفتحتین قائم بغیر ضد جوہر جیسے رنگ وکپڑہ غرض نشانہ مجازاً مطلب ومقصد طرف بالفتح چشم مولانا پھر مسئلہ جبر واختیار کی طرف متوجہ ہوے فرماتے ہین افعال مصدورہ مین فعل حق کو بھی دیکھے اور اپنے فعل کو بھی کسواسطے کہ اگر خاص اپنے ہی فعل کو دیکھے گا اختیار لازم آئے گا اور اگر محض فعل حق کو جبر پیدا ہوگا وکلاہما باطل اور فعل ہمارا ظاہر وموجود ہی کچھ پوشیدہ نہین کسواسطے کہ اگر فعل خلق کا اسمین واسطہ نہین تو یہ کسی سے مت کہ کہ تونے ایسا کیون کیا پھر اُس کا کیا قصور ہو بلکہ ہو یہ کہ حق تعالے کی پیدایش ہمارے افعال کی موجد ہو خواہ نیک خواہ بد سب اُسی کا ایجاد ہو اور اُسی کی پیدائش کے سب آثار ونشان ہین جیسے آفتاب کے آثار ونشان روشنی وشعاع ہو اور اصل آفتاب جس سے وہ شعاع ہو لیکن ناطق یعنے اس بات کا کہنے والا کہ تونے ایسا کیون کیا وہ حرف وعرض دیکھتا ہو معنی وجوہر نہین دیکھتا بس اسی سبب سے کہ وہ ایک وقت مین محیط دونون غرض پر نہین ہوتا کہ حق وعبد دونون کو دیکھے کہتا ہو کہ تونے ایسا کیون کیا ہان اگر معنی کی طرف وہ گیا تو اُسوقت مین حرف سے غافل ہو جاتا ہو یعنے ظاہر کو نہین دیکھتا اس لیے کہ پیش وپس دونون کو ایک وقت مین کوئی آنکھ نہین دیکھ سکتی پھر توضیح سابق زیادہ جسوقت شے تو سامنے دیکھتا ہو اُسوقت پیچھے کب دیکھے گا پس جب جان تیری محیط حرف ومعنی دونون کی نہین ہو تو خالق ان دونون

کی وہ کیسے ہو سکتی ہی لاجرم وہی خالق ہی اور پیش و پس سے مراد وہی حرف و معنی کہ حرف سامنے ہی اور معنی اُس کی آڑ مین اور پیچھے جو فعل حق اور فعل عبد ہی بہر حال ای پسر حق تعالے سب پر محیط ہی اور ہر شی کے کام سے دوسرا کام نکالتا ہی ہماری جان کو تو قول ایزد نے ایسا مست کر دیا ہی کہ ابتک ہم اُسی مستی و نشہ مین چور ہین اور وہ قول الست بربکم ہی کیا مین تمہارا پیدا کرنے والا نہین ہون اور ہمنے جو اقرار ربوبیت کا کیا کیا عجب اسواسطے کہ جس نے حس کو پیدا کیا ہی وہ اُس کو کیسے نجانے اور پہچانے جیساکہ سعدی رحنے فرمایا ہی **شعر** الست از ازل ہمچنان شان بگوش * بفریاد قالوا بلے در خروش * **الخلاف** متن قلمی مین بجاے فعل حق و فعل ماکے کرد حق اور کرد ما ہی **قولہ** گفت شیطان کہ بما اغویتنی * کرد فعل خود نہان دیو دنی * گفت آدم کہ ظلمنا نفسنا * او ز فعل حق نہ بد غافل چو ما * در گنہ او از ادب پنہانش کرد * زان گنہ بر خود زدن او بر نخورد * بعد توبہ گفتش ای آدم نہ من * آفریدم در تو آن جرم و محن * نے کہ تقدیر و قضاے من بدان * چون بوقت عذر کردی آن نہان * گفت ترسیدم ادب نگذاشتم * گفت من ہم پاس آنت داشتم * ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد * ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد * طیبات از بہر کہ للطیبین * یار را خوش کن مرنجان و ببین * **المعنی** بما اغویتنی سے اشارہ اس آیت کا ہی جو شیطان نے بعد مرجوم ہونے کے کہا فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم یعنے قسم ہی اُس کی کہ تونے مجکو بہکایا ضرور مین ان کو تیری راہ مستقیم سے بہکانے کو بیٹھونگا لاجرم اس دیو دنی نے اپنے فعل کو چھپایا اور بالکل حق ہی کے فعل کو دیکھا اور آدم نے کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین اور آدم و حوا نے یہ کہا کہ ای رب ہمارے ہمنے اپنے نفسون پر ظلم کیا اگر تو نہ بخشے گا اور رحم نہین کرے گا تو ہم زیانکارون سے ہو جائین گے انھون نے گو اپنے فعل کو دیکھا لیکن فعل حق سے ہماری طرح غافل نہ تھے اسکو بھی خوب سمجھے تھے حالت گناہ مین آدمؑ نے ادب سے اُسکو چھپایا بس اس فعل یعنے گناہ اپنے اوپر لگا لینے سے کیسا پھل پایا کہ صفی اللہ و خلیفۃ اللہ ہوے پھر جب توبہ ان کی قبول ہوئی حق تعالے نے آدم سے پوچھا ای آدم یہ جرم و محن کیا مین نے تجھ مین پیدا نہین کیا تھا اور میری تقدیر و قضا کیا اس پر نہ تھی جو تونے عذر کے وقت اُسکو چھپایا اور اپنی طرف نسبت کی کہا مین ڈرا مین نے ادب نچھوڑا حق تعالے نے فرمایا مین نے بھی اسی کا پاس لحاظ رکھا اور معاف کیا بس جو کوئی کسی کی حرمت بجالاتا ہی وہی حرمت پاتا ہی جو قند لیجاتا ہی یعنے میٹھی باتین وہ لوزینہ کھاتا ہی یہ تو سمجھ طیبات للطیبین ہی ای پاکیزہ چیزین مخصوص پاکیزہ لوگون کے واسطے ہین بس یار کو خوش رکھ رنجیدہ مت کر اور دیکھ پھر کیا ہوتا ہی **الخلاف**

شرح بحر العلوم مین زدن کو بر خود زدن غلط لکھا ہی۔

تمثیل **قولہ** یک مثال اے دل پے فرقے بیار * تا بدانی جبر را از اختیار * دست کو لرزان بود از ارتعاش * وانکہ دستے را تو لرزانی ز جاش * ہر دو جنبش آفریدہ حق شناس * لیک نتوان کرد این با آن قیاس * زین پشیمانی کہ لرزانیدیش * چون پشیمان نیست مرد مرتعش * مرتعش را کے پشیمان دیدۀ * بر چنین جبرے چہ بر چسپیدۀ *

بحث عقل ست این چه عقل ای حیله گر ۔ تا ضعیفے رہ برد آنجا مگر ۔ بحث عقلی گر در و مرجان بود ۔ آن دگر باشد کہ بحث جان بود ۔ بحث جان اندر مقام دیگرست ۔ بادۂ جان را قوام دیگرست ۔ المعنی ارتعاش کا نپنا مرتعش کانپنے والا قوام بکسر نظام اور اصل کسی چیز کی فرماتے ہین ای دل ایک مثال فرق کے واسطے اور بیان کرتب تو جانے کہ جبر کیا ہی اختیار کیا ہی چنانچہ فرمایا کہ ایک جنبش ہاتھ کی تو وہ ہی جو رعشہ سے کانپتا ہی اور ایک وہ ہی جو خود تو اُس کو اپنی جگہ سے ہلائے اور یہ دونون جنبشین خدا تعالے کی پیدا کی ہوئی ہین لیکن اس کو جو جنبش رعشہ کی ہی اُسپر جو جنبش ارادی ہی قیاس نہین کر سکتے اس جنبش سے کہ تو اُس کو ہلاتا ہی پشیمان ہوتا ہی اور مرتعش پشیمان نہین ہوتا اُس کو پشیمانی نہین ہی تو نے کبھی مرتعش کو پشیمان دیکھا ہی اگر نہین دیکھا ہی تو ایسے جبر پہ کیون چپکا ہوا ہی بس یہی جان لے کہ تیری جنبش اختیاری ہی پھر کیون نہ پشیمان ہو اور اُس کی جنبش بے اختیار اُس کی پشیمانی کیا اب کہتے ہین یہ بحث عقل کی ہی اور عقل کیا چیز ہی ای حیلے بنانے والے یہ ایک نہایت ضعیف بھلا یہ وہان کب راہ پا سکتی ہی بحث عقل کی بالفرض در و مرجان ہی ہوا ی نہایت پر آب و رنگ لیکن وہ اور ہی کچھ ہی جو بحث جان کی ہی بحث جان کا مقام ہی اور ہی جہان عقل کو ہرگز رسائی نہین اور اس شراب کا قوام ہی جدا اور اس کی اصل ہی علیحدہ الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے ای حیلہ گر آنحیلہ گر اور مقام دیگر باضافت مقامی دیگر بیا غلط ہی **قوله** آن زمان کہ بحث عقلی ساز بود ۔ این عمرؓ با بوالحکم ہمراز بود ۔ چون عمرؓ از عقل آمد سوے جان ۔ بوالحکم بوجہل شد در بحث آن ۔ سوے عقل و سوے حس او کاملست ۔ گرچہ خود نسبت بجان او جاہلست ۔ بحث عقل و حس اثر دان یا سبب ۔ بحث جانی یا عجب یا بوالعجب ۔ ضوے جان آمد نماند این مستضی ۔ لازم و ملزوم نافے مقتضی ۔ زانکہ بینا را کہ نورش بازغست ۔ از عصا و از عصاکش فارغست ۔ المعنی بوالحکم زمان جاہلیت مین نام ابوجہل کا تھا کہ عرب مین یہ بڑا شیخ و عقیل تھا جب سے اس نے انکار بحث رسالت آنحضرت کا کیا تب سے اس کا لقب ابوجہل ہوا ضو روشنی آفتاب مستضی روشنی گیرندہ و روشنی خواہندہ مقتضی تقاضا کنندہ نافی نیست کنندہ بازغ روشن و طالع شوندہ فرماتے ہین جسوقت مین کہ بحث عقل کا ساز و سامان تھا یہی عمرؓ کہ جن کے ذکر مین ضمناً یہ ذکر ہی بوالحکم کے بڑے ہمراز تھے جب عمرؓ عقل سے جان کی طرف رجوع ہوے تو یہ رتبہ پایا اور بوالحکم اُسی بحث عقل مین رہکر بوجہل ہوا اگرچہ کوئی شخص ایسا ہی کہ عقل اور حس مین نہایت ہی کامل ہی اور بذات خود بڑا عاقل لیکن نسبت بجان کے از حد جاہل ہی بحث عقل و حس کی اثر یا سبب سے ہوتی ہی ای اثر اور موثر اور علت و معلول اور بحث جانی یا عجب اور بوالعجب یعنے عجیب بلکہ عجیب کی بھی باپ جسوقت کہ روشنی آفتاب جان کی ہوتی ہی پھر نہ یہ مستضی جو اسی سے نور ڈھونڈھتی ہین ای عقل و حس رہتی ہین نہ لازم ملزوم نہ نافی مقتضی جو مٹانے والی اور پیدا کرنے والی ہین کہ وہ بھی یعنی عقل و حس ہین کہ اپنے دلائل سے کسی کو لازم کرتی ہین کسی کو ملزوم کسی کو کسی بات سے منافی یعنی

کسی کو پیدا کرتی ہین کچھ نہین رہتی ظاہر ہی کہ وہ شخص کہ نور اُس کی چشم کا خوب روشن ہی اُس کو حاجت عصا یا عصاکش کی کب ہوتی ہی اب کہ جان خود مشاہدہ مین ہی اُس کو دلائل لازم وملزوم ناقی مقتضی کی کیا حاجت اور کیا پروا الخلاف شرح بحر العلوم مین یا سبب کی جگہ ماسبب اور بحث جانی کے بجاے بجث جان اور این مستفنی کی جگہ آن مستغنی ٹھیک نہین ہی

تفسیر آیہ وَہُوَ مَعَکُم اَیۡنَمَا کُنتُم یعنے جہان کہین تم ہو وہ تمھارے ساتھ ہے

قولہ بار دیگر با قصہ آمدیم ٭ ما ازین قصہ برون خود کے شویم ٭ گر بجہل آئیم آن زندان اوست ٭ ور بعلم آئیم آن ایوان اوست ٭ گر بخواب آئیم مستان ویم ٭ ور بہ بیداری بدستان ویم ٭ ور بگرییم ابر پر زرق ویم ٭ ور بخندیم آن زمان برق ویم ٭ گر بخشم و جنگ عکس قہر اوست ٭ ور بصلح و عذر عکس مہر اوست ٭ ما کہ ایم اندر جہان پیچ پیچ ٭ چون الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ ٭ چون الف گر تو مجرد میشوی ٭ اندرین رہ مرد مفرد میشوی ٭ جہد کن تا ترک غیر حق کنی ٭ دل ازین دنیاے فانی بر کنی ٭ این سخن را نیست پایان ای پسر ٭ از رسول روم برگو وز عمرؓ ٭ المعنی زرق بالضم آہلے صاف جمع ازرق مجرد تنہا اور حکما کی اصطلاح مین وہ چیز کہ مادہ سے پاک ہو جیسے عقول و نفوس جن کو اہل شرع ملائکہ و ارواح کہتے ہین مفرد بالضم باصطلاح بعض فارسیان بندہ فرمانبردار فرماتے ہین کہ ہم پھر قصہ کی طرف آئے اور آئے کیا ہم اس قصہ سے الگ ہی کب ہوے اگر ہم جہل و نادانی مین پڑ جائین تو اُسی کے زندانی ہین اور اگر علم مین آئین تو اسی کے ایوانی اگر سو جائین تو اُسی کی مستی و بیہوشی مین ہین اور جو بیداری مین ہون تو اُسی کے داستان گو اگر روئین تو آب صاف اُسی کے ہین اور اگر ہنسین تو اُسی کے برق اگر خشم و جنگ مین ہون تو جانو اُسی کے قہر کا عکس ہی اور جو صلح اور عذر مین تو سمجھو اُسی کے مہر کا پرتو ہی ہم اس جہان پیچ پیچ مین ایسے ہین جیسے الف کہ جس کے پاس کچھ بھی نہین نہ نقطہ نہ اعراب دونون سے صاف اگر تو بھی الف کی طرح مجرد ہوتا ہی تو اس راہ مین مرد مفرد بن سکتا ہی بس کوشش کر کے ترک غیر حق کا کر اور بموجب اللہ معکم اینما کنتم کے اُسی کا ہو رہ کہ وہ خود تیرے ساتھ ہی اور دل جو اس دنیاے فانی کی محبت مین گھسا ہوا ہی اس سے اُکھیڑ لے شعر آیندہ گریز ہی کہ اے پسر اس بات کی حد و نہایت نہین ہی اس کو جانے دے اور رسول روم اور عمرؓ کا بیان کر الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے زرق کے رزق غلط لکھا ہی

سوال کردن رسول روم از امیر المومنین رض

قولہ از عمر چون آن رسول این را شنید ٭ روشنی در دلش آمد پدید ٭ محو شد پیشش سوال و ہم جواب ٭ گشت فارغ از خطا و از صواب ٭ اصل را دریافت بگذشت از فروع ٭ بہر حکمت کرد در پرسش شروع ٭ با عمرؓ گفت او چہ حکمت بود و سر ٭ حبس ان صافی درین خاک کدر ٭ آب صاف در گلے پنہان شدہ ٭ جان باقی بستۂ ابدان شدہ ٭ فائدہ فرما کہ این حکمت چہ بود ٭ مرغ را اندر قفس کردن چہ سود ٭ المعنی اُسی رسول نے جو عمرؓ سے یہ سُنا روشنی دل کی اُس کو

ظاہر ہوئی تب سوال وجواب بھول گیا اور خطا وصواب سے پخنت ہوگیا کسواسطے کہ سوال وجواب کو خطا وصواب دونون عارض ہوتے ہین اصل بات کو پایا فروع سے درگذرا اور واسطے حصول حکمت و استوارکاری کے پھر پرسش شروع کی آور عمرؓ سے کہا کہ اس مین کیا حکمت تھی اور کیا بھید تھا کہ روح جیسی صاف چیز کو اس خاک تیرہ مین حبس کیا انصافی مین مشار الیہ اگلی جان ہی جس کو اوپر کہا ہی ع جان زبالا چون درآمد بر زمین * گویا آب صاف کو کیچڑ مین چھپایا اور جان سی باقی چیز کو ابدان فانی سے متعلق کیا اس کا فائدہ فرمائیے کہ اس مین کیا حکمت تھی اور اس مرغ کو ایسے پنجرہ مین قید کرنے سے کیا فائدہ تھا **اختلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے گشت فارغ کے گفت فارغ لکھا ہی اور با عمر گفت الخ یہ شعر نہین ہی **قولہ** گفت تو بحث شگرفے میکنی * معنی را بند حرفے میکنی * حبس کردی معنی آزاد را * بند حرفے کردۂ تو باد را * از براے فائدہ این کردۂ * تو کہ خود از فائدہ در پردۂ * آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد * چون نہ بیند آنچہ مارا دیدہ شد * صد ہزاران فائدہ است و ہر یکے * صد ہزاران پیش آن یک اندکے * آندم نطقش کہ جان جانہا ست * چون بود خالی ز معنی کوے راست * آندم نطقت کہ جزو جزوہاست * فائدہ شد کل وکل خالی چراست * توکہ جزوے کار تو با فائدہ است * پس چرا در طعن کل آری تو دست * گفت را گر فائدہ نبود مگو * ور بود ہل اعتراض و شکر گو * شکر یزدان طوق ہر گردن بود * نے جدال و روترش کردن بود * گر ترش رو بودن آمد شکر و بس * ہمچو سرکہ شکر گوئی نیست کس * سرکہ را گر راہ باید در جگر * گو برو سرکنگبین شو از شکر * معنی اندر شعر جز با خبط نیست * چون فلاسنگیست آنرا ضبط نیست * **المعنی** شگرف بکسر اول عجیب وبا در دست در چیزے آوردن کسی چیز مین ہاتھ ڈالنا اہل امر ہی ہلیدن سے فلاسنگ بمعنی فلاخن وبیابان سرکنگبین سکنجبین کہ سرکہ اور شہد کی بناتے ہین خبط آمیزش عقل کی جنون سے سوال رسول کا یہ تھا روح کو خاک تیرہ جسم مین کیون مقید کیا اس سے کیا فائدہ سمجھا حضرت عمرؓ اُس کے جواب مین فرماتے ہین کہ تو عجیب بحث کرتا ہی خیال تو کر تو کیا کر رہا ہی تو بھی تو معنی کو جو روح ہی حرف و سخن مین قید کر رہا ہی اسواسطے کہ نفس ناطقہ بھی روح ہی ہی جس کو تو حرف وصوت مین لاتا ہی پھر مقیدی جسم سے عجب کیا تو نے بھی تو معنی آزاد کو حبس کیا اور ہوا کو بند حرف مین لایا یہ کیون کیا غور تو کر آخر یہ بنظر کسی فائدہ کے کیا ہی خواہ تکلم خواہ اظہار حاجت اور خود اِس فائدہ سے پردہ اور آڑ مین ہی کہ حصول اُس کا ممکن ہی یا غیر ممکن بس وہ کہ جس سے فائدے پیدا ہوے کیسے نہ دیکھے جو کچھ ہمکو دکھائی دے بلکہ ہمنے کیا دیکھے جو کچھ اُس نے دیکھے کہ وہ لاکھون ہین اور ایسے جن کے ہر واحد کے مقابل لاکھون بہت تھوڑے اور نہایت اندک ہے اب تو ہی سچ سچ بتا کہ وہ افسون اُس کے نطق کا جو جان جانون کا ہی اور ساری جانین اُس سے ظہور مین آئین کیسے معنی سے خالی ہوگا جب تیرے نطق کا افسون کہ اُس کے اجزا کا ایک جز ہی فائدہ کل ہوا تو کل فائدہ سے خالی کیسے ہی اور [illegible] کام با فائدہ تو کل کے طعن مین کیون ہاتھ ڈالتا ہی اور کیون طعن کرتا ہی اگر کلام مین

فائدہ نہین ہے تو کلام مت کر اور اگر ہو تو اعتراض چھوڑ اور شکر اس فائدہ کا بجالا اسواسطے کہ شکر حق کا طوق ہر گردن کا ہے نہ لڑائی اور ترش روئی اُس کے کام مین کرنا کہ ایسا کیون کیا اور ویسا کیون کیا اور اگر لڑائی و ترش روئی کا نام شکر ہے بس اور کچھ نہین تو سرکہ سے زیادہ کوئی شکر گو نہین لیکن سرکہ بھی اگر چاہے کہ مجکو لوگون کے دل و جگر مین دخل ملے تو اُس سے کہدو کہ پہلے شکر سے مل کے سرکنگبین ہو جا پھر کسی کے جگر مین گھسنے کا خیال کیجیو اب فرمایئے کہ یہ جو مین نے معنی کو اشعار مین باندھا یہ ایک خبط ہے سوائے خبط کے کچھ نہین کہان معنی کہان بندش اشعار وہ ایسے کب ہین جو اشعار مین ضبط ہو جائین کس لیے کہ مثل سنگ بیابان کے لاانتہا ہین فلا سنگ مقلوب ہے ای سنگ فلا و فلا بفتح نیز بیابان **الخلاف** شرح بحر العلوم مین کو بشو سرکنگبین اوہے اور قلمی مین کو بر و سرکنگبین شو ہے مگر یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ پہلی صورت مین او ضمیر کا محض لا طائل ہے

اس حدیث کا بیان مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَہْلِ التَّصَوُّفِ جو کوئی چاہے کہ اللہ تعالیٰ کا جلیس ہو تو چاہیے کہ اہل تصوف کا جلیس ہوئے

قولہ آن رسول اینجا رسید و شاہ شد ٭ والہ اندر قدرت اللہ شد ٭ آن رسول از خود بشد زین یکد و جام ٭ نے رسالت یاد ماند و نے پیام ٭ سیل چون آمد بدریا محو گشت ٭ ابر پیش تیغ شمسے ضحو گشت ٭ چون تعلق یافت نان بو البشر ٭ نان مردہ زندہ گشت و باخبر ٭ موم ہیزم چون فدائے نار شد ٭ ذات ظلمانی او انوار شد ٭ سنگ سرمہ چونکہ شد در دیدگان ٭ گشت بینائی شد اینجا دیدہ بان ٭ ای خنک آنمردہ کز خود رستہ شد ٭ در وجود زندہ پیوستہ شد ٭ وائے آن زندہ کہ با مردہ نشست ٭ مردہ گشت و زندگی از وے بجست ٭ چو نتو در قرآن حق بگریختی ٭ با روان انبیا آمیختی ٭ ہست قرآن حالہائے انبیا ٭ ماہیان بحر پاک کبریا ٭ **المعنی** والہ صیغۂ اسم فاعل کا ہے بروزن فاعل شیفتہ و دیوانہ ضحو بالفتح وقت چاشت موم ہیزم وہ موم جو لکڑی مین نکلتا ہے بھونگے کا کہ سیاہ ہوتا ہے فرماتے ہین کہ وہ شخص رسول شاہ کا تھا یہان آکر خود شاہ بن گیا اور اسد کی قدرت کا شیفتہ اور والہ ہوگیا اور ایک ہی دو جام مین ایسا بیخود اور از خود رفتہ ہوگیا کہ نہ اُس کو رسالت یاد رہی نہ پیام سب بھول گیا گویا ایک اہلا تھا کہ دریا مین آکے محو ہوگیا اور آپ سے مٹ کے دریا مین مل گیا اور ایک ابر تھا کہ تیغ آفتاب سے ضحو ہوگیا ای وقت چاشت کہ مراد ہٹ جانے ابر اور ترقی آفتاب سے ہے یا مثل روٹی کے تھا قبل اس سے مردہ اور بے خبر جیسے روٹی حضرت آدم کے تعلق سے پہلے بیجان اور انجان تھی جب ان سے تعلق پایا تب اُس نے جانا کہ مین جزو روح کی ہون اور سرمایہ جملہ ہوش و حواس کی یا جیسے لکڑی کا موم کہ سیاہ و تاریک ہوتا ہے جب آگ پر فدا ہوتا ہے سراپا انوار و نورانی ہو جاتا ہے یا مثل سنگ سرمہ کے کہ سیاہ رنگ ہے جب آنکھون مین جاتا ہے بینائی پہنچاتا ہے اور آنکھون کا دیدہ بان ہوتا ہے ای محافظ آ ای مخاطب کیسا اچھا وہ مردہ ہے کہ اپنی خودی سے چھوٹ گیا

اور کسی زندہ کے وجود مین جو اہل اللہ ہین پیوستہ ہوگیا اور افسوس اُس زندہ پر جو مردون کا ہمنشین ہوا کہ وہ اہل دنیا ہین اور مردہ ہوگیا اور زندگی اُس سے کود کے الگ جا کھڑی ہوئی تجکو چاہیے کہ قرآن حق کی طرف بھاگے اور اسی کو ہر حال مین اپنا مامن اور پناہ سمجھے تو اس حال مین بیشک روح تیری روح انبیا سے آمیزش پائے گی اسواسطے کہ قرآن بالقاے آلہی انھین کی روح سے نکلا ہوا ہی قرآن سے مراد جمیع کتب سماوی ہین اور ذکر قرآن کا بنظر زمان موجود کے اور یہ قرآن مجمع حال انبیا کا ہی یعنے وجد و ذوق یا خود حال اُن کا کہ وہ انبیا ماہی بحر پاک کبریا کے ہین ہر وقت اسی کے شنا ور **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے کشت بیناے کے سنگ بیناے غلط لکھا ہی اور مردہ کز خود کی جگہ مرد کز خود مرد غلط لکھا ہی کسواسطے کہ یہ مردہ مقابل زندہ کے ہی جو دوسرے مصرع مین ہی **قولہ** گر بخوانی و نۂ فرمان پذیر * انبیا و اولیا را دیدہ گیر * ور پذیرائی چو برخوانی قصص * مرغ جانت تنگ آید زین قفص * مرغ کو اندر قفص زندانیست * می نجوید رستن از نادانیست * روحہاے کز قفصہا رستہ اند * انبیا و رہبر شائستہ اند * از برون آواز شان آید برین * کہ رہ رستن ترا اینست این * ما بدین رستیم زین تنگین قفص * غیر این رہ نیست چارہ این قفص * خویش را رنجور سازد زار زار * تا ترا بیرون کنند از اشتہار * کاشتہار خلق بند محکمست * در رہ این از بند آہن کے کم ست * یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق * تا بدانی شرط این بحر عمیق * **المعنی** قصص جمع قصہ زار ضعیف و نالان و خوار فرماتے ہین اگر تو قرآن پڑھتا ہی اور بالفرض فرمان پذیر نہین ہی تو یہ سمجھ لے کہ تجھے انبیا و اولیا کی صحبت اور ملاقات ہی نصیب ہوئی اور جو تو فرمان پذیر ہی اور اُس کو پڑھتا ہی تو تیرا مرغ جان کا اس پنجرہ سے تنگ ہو کے رہائی کا خواہان ہوگا کہ یہ بھی ایک فوز عظیم ہی کسواسطے کہ جو مرغ قفس مین قیدی ہو رہا ہی اور وہ رہائی اپنی نہ ڈھونڈھے تو اُس کی بڑی نادانی ہی اور ظاہر کہ مرغ ہر وقت پنجرہ مین پھڑکتا اور راہ نکلنے کی ڈھونڈھتا رہتا ہی جو روحین کہ قفس ابدان سے خلاص ہوئی ہین وہ انبیا ہین اور سوا انبیا کے اور رہبر شائستہ جو نائب انبیا کے ہین اولیا وغیرہم ظاہر آواز اُن کی اسی پر آتی ہی کہ تیری رستگاری کی یہی راہ ہی یہی ہم اسی کی بدولت اس قفس تنگ سے نکلے ہین سوا اس کے کوئی چارہ اس سے چھوٹنے کا نہین آپ کو رنجور اور زار و خوار بنا تا یہ رنجوری و خواری تجکو شہرت و اشتہار یعنے بڑے پیر کہلانے سے نکالدے کسواسطے کہ یہ شہرت مخلوق کی ایک بڑی مضبوط بند ہی اور اس راہ مین تیرے پانون کی بیڑی جو مانع رفتار ہی شعر بعد پھر گریز ہی کہ اے رفیق زیبا ایک حکایت اور مجھسے اسی پہ سُن تا اس بحر عمیق مین پھنسنے کی شرط تجکو معلوم ہوئے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے فرمان پذیر قرآن پذیر میری دانست مین غلط ہی

قصہ سوداگر کا کہ ہندوستان کو تجارت کے واسطے جاتا تھا اور طوطی جو اُس کے یہان تجھی تھی اُس نے پیغام طوطیان ہند کو بھیجا تھا

بود بازرگان و او را طوطئی * در قفس محبوس زیبا طوطئی * چونکہ بازرگان سفر را ساز کرد * سوی ہندستان شدن آغاز کرد

ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود ٭ گفت بہر تو چہ آرم گوے زود ٭ ہر یکے از وے مرادے خواست کرد ٭ جملہ را وعدہ بداد آن
نیک مرد ٭ گفت طوطی را چہ خواہی ارمغان ٭ کارمت از خطۂ ہندوستان ٭ گفتش آن طوطی کہ آنجا طوطیان ٭
چون بہ بینی کن ز حال من بیان ٭ کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست ٭ از قضاے آسمان در حبس ماست ٭
بر شما کرد او سلام و داد خواست ٭ وز شما چارہ رہ و ارشاد خواست ٭ گفت میشاید کہ من در اشتیاق ٭ جان دہم
اینجا بمیرم در فراق ٭ این روا باشد کہ من در بند سخت ٭ گہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت ٭ ہمچنین باشد وفاے
دوستان ٭ من درین حبس و شما در بوستان ٭ یاد دارید اے مہان زین مرغ زار ٭ یک صبوحی درمیان مرغزار ٭
یاد یاران یار را میمون بود ٭ خاصہ کان لیلی و این مجنون بود ٭ **المعنی** خطہ بکسر پارہ زمین علیحدہ کردہ شدہ
خواست کرد ای خواہش کرد صبوح وہ شراب جو صبح کو پئین مرغزار سبزہ زار مولانا فرماتے ہین کہ ایک سوداگر تھا
اور اُس کے پاس ایک طوطی تھی نہایت زیبا محبوس در قفس جب وہ سوداگر ہندوستان کے سفر کو چلا اور سفر کا
سامان کیا تو بمقتضاے جود و کرم ہر غلام و کنیز سے پوچھا کہ تمھارے واسطے کیا لاؤن سب نے اپنی اپنی خواہش ظاہر کی
اُس نے سب سے وعدہ کیا پھر طوطی سے پوچھا کہ تیرے لیے ہندوستان سے کیا تحفہ لاؤن طوطی نے اُس سے کہا کہ وہان
بہت طوطیان تیرے دیکھنے مین آئین گی جب اُن کو دیکھے تو میرا حال اُن سے بیان کرنا اور کہنا کہ فلان طوطی جو گردش فلکی
سے ہماری قید مین ہے وہ نہایت تمھاری مشتاق ہے تمکو اُس نے سلام کہا ہے اور اپنی فریاد تمسے چاہتی ہے اور اپنی چارہ جوئی
تمسے کرتی ہے اور رہنمائی کی خواہان ہے اور کہتی ہے کہ یہ بات روا ہے کہ مین تمھارے اشتیاق و فراق مین جان دون اور مرون
اور مین اس قید سخت مین مقید رہون اور تم کبھی سبزہ مین بیٹھو اور کبھی درخت پر اسی کا نام ہے وفاداری اور یہی دوستی
دوستون کی ہے کہ مین قید مین رہون اور تم باغ و بوستان مین عیش کرو آئے بزرگو کبھی اس مرغ زار و نزار کو بھی تو یاد کرو
اور مرغزار مین ایک صبوحی میری یاد پر بھی تو پیو کس واسطے کہ یاد یارون کی یار کے حق مین مبارک ہوتی ہے کہ اُسکی غمخواری
غمگساری کرتے ہین خاص اس حال مین کہ وہ یاد لیلیٰ ہو اور مین مجنون **الخلاف** شرح بحر العلوم مین تو پہلا مصرع
یون ہی ہے جیسا مین نے لکھا بر عایت اس کے کہ تیسرے مصرع مین بھی بازرگان ہے تا متحد رہین اور قلمی مین ع تاجرے بود
گویا طوطے ٭ اگرچہ تاجر اور بازرگان متحد المعنی ہین لیکن تیسرے مصرع کا تغایر لفظی اچھا نہین معلوم ہوتا **قولہ** اے حریفان
بابت موزون خود ٭ من قدحہا میخورم از خون خود ٭ یک قدح می نوش کن بر یاد من ٭ گر ہمی خواہی کہ بدہی داد من ٭
تا بیاد این فتادہ خاک بیز ٭ چون تو خوردی جرعۂ بر خاک ریز ٭ اے عجب آن عہد و آن سوگند کو ٭ وعدہاے آن لب
چون قند کو ٭ گر فراق بندہ از بدبندگیست ٭ چون تو با بد بدکنی پس فرق چیست ٭ این بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ ٭
با طرب تر از سماع نے و چنگ ٭ اے جفاے تو ز راحت خوبتر ٭ و انتقام تو ز جان محبوب تر ٭ نار تو اینست نورت چون بود ٭
ماتم این تا خود کہ سورت چون بود ٭ از حلاوتہا کہ دارد جور تو ٭ وز لطافت کس نیابد غور تو ٭ فی المثل جورت اگر عریان شود ٭

عالم ار گریان بود خندان شود ✤ یاد آور راز محبتہاے ما ✤ حق مجلسہا و صحبتہاے ما ✤ نالم و ترسم کہ او باور کند ✤ وز ترحم جور را کمتر کند ✤ عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد ✤ ای عجب من عاشق این ہر دو ضد ✤ عشق من بر مصدر این ہر دو شد چون نباشد عشق کز وے مثبت بد ✤ واللہ ار زین خار در بستان شوم ✤ ہمچو بلبل زین سبب نالان شوم ✤ این عجب بلبل کہ بکشاید دہان ✤ تا خورد او خار را با گلستان ✤ این نہ بلبل این نہنگ آتشیست ✤ جملہ ناخوشہاے عشق او را خوشیست ✤ عاشق گل ہست و خود گل ہست او ✤ عاشق خویش ست و عشق خویش جو ✤ المعنیٰ سوبر بوا و معروف خوشی یہ بھی مقالات طوطی سے ہین کہ اے حریفو تمھارا تو وہ حال کہ اپنے معشوق موزون و سنجیدہ کے ساتھ خوش عیش ہو اور ہین پیالے کے پیالے اپنے خون کے پیون ایک پیالہ تو میری یاد پر بیو یعنے ایک دفعہ تو مجکو یاد کرو اگر میری داد دینا چاہتے ہو یا اگر خود نہ پیو تو مجھ خاک بیز کی یاد پر ایک جرعہ خاک ہی پر ڈال دو بہرحال یاد تو ہو مجکو بڑا تعجب ہی کہ وہ عہد و سوگند تمھارے کہان گئے اور وہ وعدے جو لب چون قند سے فرمائے تھے کیا ہوے اگر مین بد ہون اور میری بد بندگی کا نتیجہ یہ فراق ہی تو تو بد نہین ہی پھر اگر بد کے ساتھ تو بدی کرے تو مجھ مین تجھ مین فرق ہی کیا ہی یہ شعر او اشعار آیندہ مجکو مقولات مولانا رح سے معلوم ہوتے ہین یہ بدی جو خشم و جنگ سے ہی جیسے کہ معشوق عاشقون سے کرتے ہین تجھ سے ہوتی ہی مجکو سماع نے و چنگ سے طرب آور تر ہی تیری جفا راحت سے خوبتر ہی اور تیرا انتقام جان سے محبوب تر اللہ اللہ جب نار تیری جو سوزندہ ہی ایسی خوب و پر لطف ہی تو اب دیکھیے نور تیرا کیسا ہوگا نار و نور مراد قہر و مہر سے اور ماتم مین ایسا مزہ ہی تو سور مین کیسا ہوگا جو لذتین کہ تیرا ظلم رکھتا ہی ان کو دیکھ دیکھ کے تیرے لطف لطافت کو کسی کے عوز نہین پاسکتے تمثیلاً کہتا ہون کہ اگر جور تیرا عریان ہو یعنے کھلجاے کہ کس وجہ اور کس غرض سے ہی تو روتا جہان ہنسنے لگے تجکو لازم ہی کہ وہ محبتین کہ مجکو تجھسے ہین ذرا اُن کو یاد کرا اور نیز وہ حق مجالس و صحبت کے کہ جو کچھ قبل زمان وجود عالم جان مین تھے مجکو چاہیے کہ نالان و ترسان ہوؤن تو اُس کو یقین میری محبت و اخلاص کا ہو اور بمقتضاے ترحم ظلم کو گھٹادے جو کہ اس شعر سے نوعے بوکرب ظلم کی آتی تھی لہذا اُس کی دفع مین فرمایا کہ مین اُس کے قہر و لطف دونون پر عاشق ہون بجان و دل اور تعجب یہ کہ یہ دونون ضدین مجھ مین جمع ہوئی ہین و نیز الضدان لایجتمعان کہا ہی اور عشق میرا اُسپر ہی جو مصدر ان دونون کا ہی اور دونون اُس سے بد نہین معلوم ہوتین پھر عشق میرا اُس پر کیسے نہو اور قسم کھاتا ہون کہ جب اس خار جور سے جو الگ ہوکے بستان مین جاؤن تو اس کی علحدگی کے سبب سے بلبل کی طرح نالان ہون گویا گل سے علحدہ ہوکے خارستان مین پڑگیا یہ جان میری عجب ایک بلبل ہی کہ جب منھ کھولے تو خار کو مع گلستان کے کھا جاے یہ بلبل نہین ہی یہ ایک نہنگ آتش ہی کہ جملہ ناخوش جو عشق مین ہوتے ہین سب اُس کو خوش ہین کسی سے ناگواری نہین اور یہ بلبل ہی تو عاشق گل کی مگر خود بھی گل ہی اور خود اپنی عاشق اور تیر عاشق جو اور یہ وہ مقام ہی جس کی نسبت کسی نے کہا ہی شعر بلبل ہی وہی گل و ہی گلزار خود ہی ہو ✤

ہر طور وہی نور وہی نار وہی ہی + الخلاف شرح بحر العلوم مین بانگ چنگ بجاے نے وچنگ کے اور بجاے راحت خوبتر کے دولت اور بجاے غور تو کے کچھ بصورت عند تو اور ازین کے جگہ ازا اور گل ہست کے بجاے است لکھا ہی

صفت اولے اجنحہ طیور عقول الٰہی

قولہ قصۂ طوطی جان زینسان بود + کو کسے کو محرم مرغان بود + کو یکے مرغ ضعیف بے گناہ + واندرون او سلیمان با سپاہ + چون بنالد زار بیشکر و گلہ + درزمین و چرخ افتد غلغلہ + ہر دمش صدنامہ صد پیک از خدا + یا ربے زد شصت لبیک از خدا + زلت او بہ زطاعت پیش حق + نزد کفرش جملہ ایمانہا خلق + ہردمے او را یکے معراج خاص + بر سرو فرقش نہد حق تاج خاص + صورتش در خاک وجان در لامکان + لامکان فوق وہم سالکان + لامکانے نے کہ در وہم آیدت + ہر دمے در وے خیلے زائدت + بل مکان ولامکان در حکم او + ہمچو در حکم بہشتی چار جو + شرح این کوتہ کن و رخ زین بتاب + دم مزن واللہ اعلم بالصواب + باز میگردم ازین ای دوستان + سوے مرغ و تاجر ہندوستان + المعنی یارب معنی آہ لبیک حاضر ہون مین حاضر ہونا بعد حاضر ہونے کے زلت لغزش خلق بفتحین جامہ کہنہ چار جو کوثر تسنیم سلسبیل زنجبیل فرماتے ہین طوطی جان کا قصہ بھی ایسا ہی ہی مگر محرم کہان ہی جو اس سے واقف ہونا محرم کیا جانے کہ وہ ایک مرغ ضعیف پاک بے گناہ ہی جیسا کہ فرمایا ہی خلق الانسان ضعیفا پیدا کیا گیا انسان ضعیف اور ہندی مثل بھی ہی چڑیا سی جان بظاہر تو یہ حال اس کا ہی اور باطن مین یہی چڑیا ایک سلیمان با سپاہ ہی یعنے وحوش وطیور اور جن وانس سب اس کے تابع فرمان ہین یہ وہ ہی کہ ذوق محبت حق سے خاص طور پر جو شکر وشکایت سے خالی ہو نالہ کرے تو زمین و آسمان مین شور پڑ جاے اور ہر دم خدا کی طرف سے سیکڑون نامے اور پیغام اُس کو آئین اور ایک آہ کے ساتھ ساٹھ لبیک جو مراد کثرت سے ہی خداتعالیٰ کی جانب سے اُس کو پہونچین ایسی قدر و ناز برداری اُس کی کی جاے لغزش اُس کی اورون کی طاعت سے بہتر ٹھہرے اور اُس کے کفر کے سامنے سارے ایمان پرانے کپڑے کے مثل ناپسند و بیقدر ہو جائین ہر دم اُسکو ایک معراج خاص حاصل ہو حق تعالےٰ خود اُس کے سر پر تاج رکھے ظاہر صورت اُس کی یہان ہو مگر جان لامکان مین اور وہ لامکان جو سالکون کے وہم سے بڑہ کے ہی یعنے وہ لامکان نہین جو تیرے وہم مین آجاے اور ہر دم اُس مین تیرا ایک خیال پیدا ہو غرض وہم و خیال سے برتر بلکہ مکان ولامکان سب اُس کے حکم مین ہون جیسے بہشتی کے حکم مین چارون نہرین بہشت کی کہ وہ کوثر و تسنیم اور سلسبیل و زنجبیل ہین آیندہ پھر گریز ہی فرماتے ہین کہ اس کی شرح کوتاہ کر اور اس سے مُنہ پھیر اس کے بیان کی طرف متوجہ مت ہو اور خاموش ہو جا اسکو اللہ ہی خوب جانتا ہی لہذا کہتے ہین کہ اب مین ای دوستو اس کو چھوڑ کے مرغ اور تاجر ہندوستان کی داستان کی طرف پھر لوٹتا الخلاف

شرح بحر العلوم مین زلت او بہ کی جگہ بد او ر بر سر فرقش کے بجاے بر سر تا جش اور بازمی گردم الخ بعد کی داستان کے اول مین لکھا ہی

دیکھنا خواجہ کا طوطیون کو جنگل مین اور پیغام پہونچانا

قولہ مرد بازرگان پذیرفت آن پیام ٭ کو رساند سوے جنس از وے سلام ٭ چونکہ در اقصاے ہندستان رسید ٭ در بیابان طوطے چندین بدید ٭ مرکب استانید و پس آواز داد ٭ آن سلام و آن امانت باز داد ٭ طوطی از طوطیان لرزید و پس ٭ اوفتاد و مرد و بگسستش نفس ٭ شد پشیمان خواجہ از گفت خبر ٭ گفت رفتم در ہلاک جانور ٭ این مگر خویش ست با آن طوطیک ٭ این مگر دو جسم بود و روح یک ٭ این چرا کردم چرا دادم پیام ٭ سوختم بیچارہ را زین گفت خام ٭ این زبان چون سنگ و فم آہن وشست ٭ وانچہ بجہد از زبان چون آتشست ٭ سنگ و آہن را مزن برہم گزاف ٭ گہ ز روے نقل گہ از روے لاف ٭ زانکہ تاریک ست ہر سو پنبہ زار ٭ در میان پنبہ چون باشد شرار ٭ ظالم آن قومیکہ چشمان دوختند ٭ وز سخنہا عالمے را سوختند ٭ عالمے را یک سخن ویران کند ٭ روبہان مردہ را شیران کند ٭ جانہا در اصل خود عیسی دمند ٭ یکزمان زخمند و دیگر مرہمند ٭ گر حجاب از جانہا برخاستے ٭ گفت ہر جانی مسیح آساستی ٭ گر سخن خواہی کہ گوئی چون شکر ٭ صبر کن از حرص و این حلوا بخور ٭ صبر باشد مشتہاے زیرکان ٭ ہست حلوا از براے کودکان ٭ ہر کہ صبر آورد گردون بر رود ٭ ہر کہ حلوا خورد واپس تر شود ٭ المعنی طوطیک مین کاف تصغیر و ترحم کا ہی فم دہن گزاف بروزن غلاف بیہودہ و بے حساب و بیحد مشتہا بالضم مرغوب و نیز آرزو خام بمعنی خالص و بے اصل نیز القصہ اُس مرد سوداگر نے پیام طوطی کا قبول کیا اسواسطے کہ اُس کی جنس کو سلام و پیام پہونچائے جب اقصاے ہندوستان مین پہونچا تو ایک جگہ کچھ طوطیان جمع دیکھین گھوڑا یا جو مرکب ہو کھڑا کیا اور بآواز پکار کے سلام اور امانت پیام ظاہر کی ایک طوطی انھین طوطیون سے کانپ کے گر پڑی اور مر گئی اور تار اُس کے نفس کا ٹوٹ گیا خواجہ یہ حال دیکھ کے اس خبر سُنانے سے پشیمان ہوا اور کہا کہ افسوس مین نے ایک جان کو ہلاک کیا شاید یہ طوطی میری طوطی کی کوئی اپنی تھی اور ایسی اپنی کہ ایک جان دو قالب مین نے کیون ایسا کیا اور یہ پیام کیون سنایا مین نے اس بیچاری کو ناحق ایک کچی بے اصل بات سے جلایا آگے مقولات مولانا کے ہین کہ زبان آدمی کی سنگ اور دہن مثل آہن کے ہی اور جو اس سنگ و آہن سے نکلتا ہی وہ مثل آتش کے ہیں اس سنگ و آہن کو بیہودہ ایک دوسرے پر مت لگا کبھی نقل و حکایت مین اور کبھی شیخی و لاف مین اس سبب سے کہ تاریک لوگ ای سیہ دل مثل پنبہ زار کے ہین اور پنبہ زار مین شرار کا کیسے گذارا ہو وہ ظالم قوم جنھون نے حق سے آنکھین میچ لین اور اپنی باتون سے ایک عالم کو پھونک دیا اور ویران کیا دیکھو ایک بات عالم کو ویران کرتی ہی اور مری مردہ روباہون کو شیر بنا دیتی ہی یعنے کیسا ہی مرا مردار ہو مگر بات کا مارا جان دیدیتا ہی جانین اپنی اصل مین

عیسی دم ہین جنسے مردے زندہ ہون مگر یہی جانین کبھی زخم ہو جاتی ہین کبھی مرہم کہ یہ مقتضیات بشریت سے ہی اگر یہ
حجاب مقتضیات اُٹھ جاتا تو سب باتین جان کی مثل مسیحا کے جان بخش ہی ہوتین اور مرہم نہ زخم اگر تو چاہتا ہی کہ
مین ایسی بات کہون جو شکر کی طرح شیرین ہو تو حرص سے صبر کر کہ یہی تلخی و ترشی پیدا کرتی ہی بس جب اس سے صبر
کرے گا حلوا کھاے گا معًا موجود ہی اور اس صبر کو ایسا ویسا مت جان یہ مرغوب زیرکون کا ہی او حلوا لڑکون کے
واسطے بس صبر کرنے سے فلک پر پہونچتا ہی اور حلوا کھانے والا نہایت پیچھے رہتا ہی الخلاف شرح بحرالعلوم مین
بجاے فم آہن کے چون آہن غلط ہی اسواسطے کہ اول تو چون اور وش دو حرف تشبیہ کے جمع ہوتے ہین دوسرے
یہ کہ زبان ہی سنگ و آہن ٹھہرتی ہی اور غیر چیز ہونا چاہیے اور اس شعر مین صبر باشد الخ دوسرا مصرعہ ازبراے
کودکان کی جگہ ازروے زیرکان لکھا ہی جس مین نہ معنی نہ قافیہ

تفسیر قول شیخ فریدالدین عطار کی شعر تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خون میخور کہ صاحب دل اگر زہرے خورد آن انگبین گردد

قولہ صاحب دل را ندارد آن زیان * گر خورد آن زہر قاتل راعیان * زانکہ صحت یافت از پرہیز رست * طالب
مسکین میان تپ درست * گفت پیغمبر کہ ای طالب جری * ہان مکن بر ہیچ مطلوبی مری * در تو نمرودیست
آتش در مرو * رفت خواہی اول ابراہیم شو * چون نہ سباح نے دریایی * در میفگن خویش از خود رائی * او زقعر
بحر گوہر آورد * از زیانہا سود بر سر آورد * کاملے گر خاک گیرد زر شود * ناقص ار زر برد خاکستر شود * چون
قبول حق بود آن مرد راست * دست او در کارہا دست خداست * دست ناقص دست شیطان ست و دیو *
زانکہ اندر دام تلبیس ست و ریو * جہل آید پیش او دانش شود * جہل شد علمے کہ در ناقص رود * ہرچہ گیرد علتے
علت شود * کفر گیرد کاملے ملت شود * ای مری کردہ پیادہ با سوار * سر نخواہی برد اکنون پای دار * المعنی
جری مرد دلیر مری کوشش کرنا اور برابری کرنا کسی سے مرتبہ مین اور ستیزہ سباح بفتح و تشدید باشناور یعنے
صاحبدل اگر زہر کھالے تو وہ اُس کو زیان نہین کرتا گو صریح زہر قاتل ہی کیون نہو اُس سبب سے کہ اُس نے
جملہ علتون سے صحت پائی اور پرہیز سے چھوٹ گیا اور طالب غریب ابھی تپ مین ہی اس کو پرہیز واجب ہی چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای طالب دلیر خبردار کسی مطلوب پر ستیزہ اور دوسرے کی برابری اور
دیکھا دیکھی مت کر مثلاً منصور نے انا الحق کہا اب ہر کوئی کہنے لگے اسواسطے کہ جب تجھ مین نمرودی موجود ہی تو
آگ مین مت گھس ہان اگر گھسنا چاہتا ہی تو پہلے ابراہیم بن لے تو تو نہ پیرتا ہی نہ دریائی پھر خود رائی سے آپ کو
دریا مین کیون ڈالتا ہی آخر ڈوب جاے گا وہ تو قعر دریا سے موتی نکالتا ہی اور زیان اُٹھا اُٹھا کے سود حاصل
کرتا ہی تو ایسا کہان ہی یہ بھی جانتا ہی کہ کامل اگر خاک اُٹھالے زر ہو جاے اور ناقص کے ہاتھ مین زر [illegible]

اسلیئے کہ وہ مرد راست ای کامل مقبول خدا کا ہی بس جملہ کامون مین اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہی اور ناقص کا ہاتھ شیطان اور دیو کا ہاتھ اس سبب سے وہ مکرو فریب کے جال مین پھنسا ہی کامل کے سامنے اگر جہل آئیگی دانش ہوجائے گی اور ناقص کے پاس اگر علم جائے گا جہل ہوجائے گا قاعدہ ہی علتی یعنے بیمار جو کچھ کھالیگا علت ہوجائے گا اور کامل اگر کفر اختیار کرے گا عین ملت و مذہب ہوگا ای مخاطب خیال تو کر پیادہ اگر سوار کی برابری کرے گا تو کیسے اپنا سر بچا پائے گا اسکو چاہیے کہ اپنے موافق قدم رکھے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین سباح کو سیاح لکھا ہی اور بجائے تلبیس کے تکلیف جو مناسب ربو کے نہین

تعظیم کرنا ساحرون کا حضرت موسی کو کہ پہلے تم عصا ڈالوگے یا ہم

قولہ ساحران در عہد فرعون لعین ✽ چون مے کردند با موسی بکین ✽ لیک موسی را مقدم داشتند ✽ ساحران اورا مکرم داشتند ✽ زانکہ گفتندش کہ فرمان آن تست ✽ گر تو میخواہی عصا بفگن نخست ✽ گفت نے اول شما ای ساحران ✽ افگنید آن مکرہا را در میان ✽ اینقدر تعظیم دین شان را خرید ✽ وز مری آن دست و پاہا شان برید ✽ ساحران چون قدر او نشناختند ✽ دست و پا در جرم آن در باختند ✽ لقمہ و نکتہ ست کامل را حلال ✽ تو نہ کامل مخور میباش لال ✽ تو چو گوشی او زبان نے جنس تو ✽ گوشہا را حق بفرمود انصتوا ✽ کودک اول چون بزاید شیرنوش ✽ مدتے خاموش باشد جملہ گوش ✽ مدتی میبایدش لب دوختن ✽ از سخن گویان سخن آموختن ✽ تا نیاموز دنگوید صد یکے ✽ ور بگوید حشو گوید بیشکے ✽ ور نہ باشد گوش تی تی میکند ✽ خویشتن را گنگ گیتی میکند ✽ کر اصلی کش نبود آغاز گوش ✽ لال باشد کے کند در نطق جوش ✽ زانکہ اول سمع باید نطق را ✽ سوے منطق از رہ سمع اندر آ ✽ **المعنی** مَرِی کے معنی اوپر گذرے انصتوا ای خاموش شوید لب دوختن خاموش رہنا حشو بالفتح بھرتی کر بالفتح بہرا یعنے ساحرون نے فرعون لعین کے وقت مین حضرت موسی کی عداوت سے برابری کی لیکن اُن کو مقدم رکھا اور مکرم جانا اسی سبب سے کہا کہ حکم تمھارا ہی ملک ہی تم مالک حکم کے ہو اگر چاہو تو پہلے عصا اپنا ڈالو جیسا کہ قرآن مین ہی قالوا یا موسی اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین یعنے ای موسی تم پہلے عصا اپنا ڈالوگے یا ہم ڈالین موسی نے کہا نہین ای ساحرو اول تم اپنے مکر پھیلاو جو کچھ ہون بس اتنی ہی تعظیم دین نے اُن کو خرید ا اور قبول کیا کہ حضرت موسی کو اُن سے سجدہ کرایا اور نیز اقرار ایمان خدا یتعالے اور موسی اور ہارون کا کیا جار ی القرآن والقی السحرۃ ساجدین قالوا آمنا برب العالمین رب موسی وہارون یعنے گرے ساحر سجدہ مین اور کہا ہم ایمان لائے رب العالمین اور رب موسی اور ہارون پر مگر وہ جو برابری حضرت موسی کی کیے تھے اُس کے پاداش مین خدا یتعالے نے فرعون سے ان کے ہاتھ پاؤن کٹوائے اس سبب سے کہ انھون نے قدر موسی نہ پہچانی اور اپنی قدر پر نظر کی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی لاقطعن ایدیکم وارجلکم ہر آئینہ ضرور کاٹونگا مین ہاتھ پاؤن تمھارے لقمہ اور نکتہ کامل کو حلال ہی اسوجہ سے کہ اورون کا لقمہ حظ نفس ہی نفس کو موٹا کرتا ہی اور ان کا لقمہ نور خدا کا کہ باطن کو روشن کرتا ہی کامل کا ہر نکتہ صحیح اور ٹھکانے کا ہی اور ناقص کا غلط اور محض بیجا پس ناقص کو چاہیے کہ نکھائے اور گونگا بنا رہے اب فرماتے ہین کہ تو گوش ہی سننے والا اور کامل زبان یعنی کہنے والا

تواور وہ ایک جنس کب ہوے کہ جو وہ کہے سو تو بھی کہے دیکھ حق تعالےٰ نے بھی گوش کے حق مین انصتوا فرمایا ہے یعنے خاموش ہو جاؤ بچہ جو پیدا ہوتا ہے تو اول مین شیر خوار ہوتا ہے اور ایک مدت خاموش رہتا ہے اور بالکل گوش ہو جاتا ہے اور مدت تک اُس کو ہونٹھ بند رکھنا چاہیے اور سخنوروں سے سخن سیکھنا جب تک اوروں سے نہین سیکھ لیتا سو باتون مین ایک بھی نہین کہہ سکتا اور اگر کہتا بھی ہے تو بھرتی اور حشو یعنے بیمعنے اور جس کے کان ہی نہین ہوتے تی تی کرتا ہے اور تمام دنیا مین گونگا مشہور ہوتا ہے جیسے بہرہ ما درزاد کہ ابتدا سے اُس کے کان نہین ہوتے گونگا ہوتا ہے اور جوش نطق سے بے بہرہ کس واسطے کہ نطق کو اول سمع کا ہونا ضرور ہے بس تو بھی اول خوب سامع بن لے پھر ناطق بن سمع کی راہ سے منطق مین داخل ہو **الخلاف** شرح بحر العلوم مین مری کی جگہ مزی ہے شاید غلطی کاتب سے ہو **قولہٗ** اُدخلُوا الابیاتَ مِنْ اَبْوَابِہا ﴿ وَاطلبُوا الارزَاقَ مِنْ اَسْبَابِہَا ﴿ نطق کان موقوف راہ سمع نیست ﴿ جز کہ نطق خالق بے طمع نیست ﴿ مبدعست و تابع اُستاد نی ﴿ مسند جملہ ورا اسناد نی ﴿ باقیان در حرف ہم ہم در مقال ﴿ تابع استاد محتاج مثال ﴿ زین سخن گر نیستی بیگانۂ ﴿ دلق و اشکے گیر جو ویرانۂ ﴿ زانکہ آدم زان عتاب از اشک رست ﴿ اشک تر باشد دم توبہ پرست ﴿ بہر گریہ آدم آمد بر زمین ﴿ تا بود نالان و گریان و حزین ﴿ آدم از فردوس و از بالاے ہفت ﴿ پاے ماچان از براے عذر رفت ﴿ گز پشت آدمی و ز صلب او ﴿ در تلب میباش و ہم در تلب او ﴿ المعنی پاے ماچان وہ کہ کسی کو جوتیوں کی جگہ ایک پانون سے کھڑا کر کے کان پکڑوانا تلب بالضم گروہ و طائفہ بتائید سابق فرماتے ہین کہ ہر چیز کی ایک راہ ہے مثلاً گھر مین گھسنے کی راہ دروازے سے اور حصول رزق کی راہ اسباب سے یعنی دروازون سے گھر مین گھسنا چاہیے اور اسباب سے جستجو رزق کی کرنا چاہیے ایسے ہی سمع کی راہ سے منطق مین آ اور وہ نطق جو موقوف راہ سمع پر نہین ہے سوالے نطق خالق بے نیاز کے نہین ہے ایسی نطق اُسی کی ہے کہ وہ مبدع ہے یعنے نئی بات پیدا کرنے والا اور تابع کسی استاد کا نہین اور سب کا مسند ہے اسناد و نسبت سب کی اُسکی طرف اور اُس کی نسبت کسی کی طرف نہین اور جو باقی مخلوق رہے سخن اور گفتگو مین سب اُسی کے تابع اور اُسی کے مثال یعنے حکم و فرمان جس سے گویا ہین بس اگر تو اس بات سے آشنا ہے بیگانہ نہین تو گدڑی آنسو اُٹھالے اور کسی ویرانہ کو ڈھونڈھ جیسے کہتے ہین بوریا بدھنا اُٹھاؤ اس سبب سے کہ اشک ایسی شے ہین جن سے آدم نے اس عتاب سے رہائی پائی اور توبہ پرست کا بڑا افسون یہی اشک ہین کہ خواہ نخواہ دل مین رحم ڈالدیتے ہین آدم آسمان سے جو زمین پر آئے تو رونے ہی کو آئے چنانچہ مدتون روئے اور نالان و گریان و حزین رہے حتے کہ رخسارے ایسے باریک ہو گئے تھے کہ اُن سے دانت جھلکتے تھے پھر کہتے ہین کہ آدم فردوس و ہفت آسمان سے دونون ہاتھون سے کان پکڑے اور ایک پانون سے کھڑے ہوکے اُس فوق و بلندی سے اس پستی پایہ مین عذر کرنے کو سامنے اپنے معبود کے گئے پس اگر تو آدم کی پشت اور اُن کے صلب سے ہے تو اُسی کی طلب اور اُسی کے گروہ مین رہا کر اور اپنے جد امجد کے طریقہ پر چل **الخلاف** شرح بحر العلوم مین یہ مصرع باقیان در حرف ہم ہم در انجا باقیان ہم در حرف

ہم درلکھاہی جو موزون نہین اور تلب اوکو بطاے مطبقہ لکھا ہی لیکن شرح مین صحیح لکھا ہی **قولہ** زاتش دل واب دیدہ نقل ساز ✤ بوستان از ابر وخورشیدست ناز ✤ تو چہ دانی ذوق آب ای شیشہ دل ✤ زانکہ ہچون خرشدی تو پا بگل ✤ تو چہ دانی ذوق آب دیدگان ✤ عاشق نانی تو چون نادیدگان ✤ گرتو این انبان زنان خالی کنی ✤ پر زگوہر ہاے اجلالی کنی ✤ طفل جان از شیر شیطان بازکن ✤ بعد زانش بالملک انباز کن ✤ تا تو تاریک و ملول و تیرۂ ✤ وانکہ با دیولعین ہمشیرۂ ✤ لقمۂ کو نور افزود وکمال ✤ آن بود آوردہ از کسب حلال ✤ روغنی کاید چراغ ماکشد ✤ آب خوانش چون چراغے راکشد ✤ علم وحکمت زاید از لقمہ حلال ✤ عشق ورقت آید از لقمہ حلال ✤ چون زلقمہ توحسد بینی دوام ✤ جہل وغفلت زاید آنرا دان حرام ✤ ہیچ گندم کاری وجو بردہد ✤ دیدۂ اسپی کہ کرہ خر دہد ✤ لقمہ تخمست وبرش اندیشہا ✤ لقمہ بحرو گوہرش اندیشہا ✤ زاید از لقمہ حلال اندر دہان ✤ میل خدمت عزم رفتن آنجہان ✤ زاید از لقمہ حلال ای حضور ✤ دردل پاک تو ودر دیدہ نور ✤ این سخن پایان ندارد اے کیا ✤ بحث بازرگان وطوطی کن بیا ✤ **المعنی** گرہ بضم وتشدید بچہ اسپ وخرکیا بکسر پہلوان وخداوند وپاکیزہ تاز نو رستہ ودرخت سرو صنوبر وفخر یعنے آتش دل اور آب دیدہ سے نقل بنا کسواسطے کہ بوستان ابر وخورشید ہی سے تازہ ہوتا ہی یعنے نورستہ اور تازہ ہوتا ہی خورشید اس سبب سے کہ اسی کی حرارت سے بخار پیدا ہو کے ابر منبعث ہوتا ہی اور ابر تو خود ظاہر تو اے شیشۂ دل ذوق آب کا کیا جانے تیرا دل تو مثل کانچ کے خشک وبے آب ہی اور آب آنسو اور تو تو مثل گدہے کے آب وگل مین اندہا ہوا ہی یعنے ہمہ تن تن پروری مین مصروف پہر کتے ہین تو مزہ ان آنسوون کا کیا جانے تو تو نا دیدون کے مثل عاشق روٹی کا ہو رہا ہی اگر اس انبان کو جو شکم ہی روٹی سے خالی کرے تو گوہر اجلالی سے بہرلے تیری جان کا طفل جو شیر شیطان کا پی رہا ہی یہ دودہ اس کا چہوڑا دے پہر اس کو فرشتون کا شریک بنادے ایسا پاکیزہ ہو جائے گا تو جبتک روٹی کے سبب سے جو انبان مین بہرتا ہی تاریک وملول وتیرہ ہی کہ یہ سب کیفیتین بہت کھانے سے ہوتی ہین خوب جان لے کہ شیطان لعین کا ہمشیر ہی وہ لقمہ جو نور وکمال بڑہائے وہ کسب حلال کا پیدا کیا ہوا ہوتا ہی نہ حرام کا بس جو روغن کہ آئے اور ہمارے چراغ کو بجہادے اُس کو روغن مت کہ وہ پانی ہی کہ چراغ کو بجہاتا ہی ایسا ہی لقمہ حرام کا حال ہی لقمہ حلال سے علم وحکمت پیدا ہوتے ہین اور عشق ورقت اور ہرگاہ تو لقمہ سے ہمیشہ حسد ہی آپ مین دیکھے اور جہل وغفلت اُس سے پائے اُس کو حرام جان ظاہر ہی کہ ایسا کبہی نہین دیکہا ہوگا کہ تو گندم بوئے اور جو پائے یا گہوڑے سے گدہے کا بچہ پیدا ہو بس یہ صفت منعکسہ جو لقمہ سے پاتا ہی یہ صفت لقمہ حرام کی ہی یہ شعر نظیر ہی لقمہ تخم ہی اور اندیشے اور خیالات جو اُس سے پیدا ہوتے ہین وہی اُس کے پہل ہین اور لقمہ ایک دریا ہی اور اندیشے اُسکے گوہر لقمہ حلال سے جسوقت منہہ مین جاتا ہی رغبت خدمت ای بندگی اور عزم اُس جہان کے چلنے کا پیدا ہوتا ہی اور اے ماہ لقمہ حلال سے حضور پیدا ہوتا ہی جس سے ہر طاعت وبندگی ٹھیک ہوتی ہی اور تیرے دل پاک ودیدہ مین نور وفروغ اُس سے

ہوتا ہی آگے گریز ہی کہ ای کیا اس سخن کی تو حد نہین ہی لہذا آ او وبحث سوداگر و طوطی کی کرا لخلاف شرح بحرالعلوم مین
یہ شعر توچہ دانی ذوق آب الخ نہین ہی قلمی مین ہی

کہنا سوداگر کا طوطی سے جو کچھ کہ اُسنے اُس طوطی سے دیکھا تھا

قولہ کرد بازرگان تجارت را تمام * باز آمد سوے منزل شادکام * ہر غلامی را بیاورد ارمغان * ہر کنیزک را ببخشید او نشان *
گفت طوطی ارمغان بندہ کو * انچہ دیدی انچہ گفتی باز گو * گفت نے من خود پشیمانم ازان * دست خود خایان و انگشتان گزان *
کہ چرا پیغام خامی از گزاف * بردم از بیدانشی و ازنشاف * گفت ای خواجہ پشیمانی زچیست * چیست آن کین خشم و غم را
مقتضی ست * گفت گفتم آن شکایتہاے تو * باگروہ طوطیان ہمتاے تو * آن یکی طوطی ز دردت بوے برد * زہرہ اش
بدرید و لرزید و بمرد * من پشیمان گشتم این گفتن چہ بود * لیک چون گفتم پشیمانی چہ سود * نکتہ کان جست ناگہ از زبان * ہمچو
تیرے دان کہ جست آن از کمان * وانگردد از رہ آن تیر ای پسر * بند باید کرد سیلے را ز سر * چون گذشت از سر جہانی را گرفت *
گر جہان ویران کند نبود شگفت * فعل را در غیب اثرہا زادنیست * وان موالیدش بحکم خلق نیست * بے شریکی جملہ مخلوق خداست *
آن موالید ارچہ نسبت شان بماست * المعنی نشاف بفتح نون خبط و دیوانگی موالید بفتح فرزندان جمع مولود یعنے سوداگر
تجارت ختم کرکے خوش بخوش اپنے گھر کی طرف لوٹا ہر غلام کے لیے تحفہ لایا اور ہر کنیز کو جو اُس نے بتا دیا تھا وہ دیا طوطی بھی بول
اُٹھی کہ بندہ کا تحفہ کہان ہی جو کچھ دیکھا ہوا اور جو کچھ کہا ہو مجھسے کہو کہا مین خود اُس سے پشیمان ہون ہاتھ چباتا ہون انگلیان
کاٹتا ہون کیا میری عقل جاتی رہی تھی یا خبط ہو گیا تھا جو ایسا بے اصل بیہودہ پیغام لے گیا تھا کہا ای خواجہ پشیمانی کس بات
سے ہی اور وہ کونسا امر ہی جو مقتضی اس خشم و غم کا ہی کہا مین نے تیری شکایتین ایک گروہ طوطیون مین جو تیری مثل و نظیر
تھین کہین اُن مین ایک طوطی نے تیرے درد کی ایسی بو پائی کہ زہرہ اُس کا پھٹ گیا اور کانپ کے مرگئی مین پشیمان ہوا کہ یہ
کیسی بات تھی لیکن جو کہہ چکا تھا پھر پشیمانی سے کیا فائدہ اب آگے مقولات مولانا رح کے ہین فرماتے ہین جو نکتہ کہ دفعۃً
زبان سے نکلگیا وہ ایسا ہی جیسے تیر کمان سے نکلگیا کہ پھر لوٹ کے نہین آتا پس ای پسر لے کو سرے سے بند کرنا چاہیے کہ
جب اپنے سر سے تجاوز کرکے جہان کو گھیر لیتا ہی پس اگر جہان کو ویران کردے تو تعجب کیا ہو فعل جس سے ہوتا ہی ضرور اُس سے
اثر غیب مین پیدا ہوتے ہین اور وہ جو پیدا ہوتے ہین مخلوق کے حکم مین نہین ہین خدا تعالے کے حکم مین ہین اور سب
مخلوق اُسی کی کوئی اُن مین شریک نہین اگرچہ نسبت اُن کی ہماری طرف کی جاتی ہی کہ فلان سے یہ فعل اُس کا یہ نتیجہ ہوا
الخلاف شرح بحرالعلوم مین خایان اور انگشتان مین ہوا وعطف کا نہین لکھا قولہ زید پرانید تیرے سوے عمرو * عمرو را
بگرفت تیرش ہمچو نمر * مدت سالی ہمیزاید درد * دردہا را آفریند حق نہ مرد * زید و داعم ماند در درد و وجل * دردہا میزاید اینجا
تا اجل * زان موالید وجع چون مرد او * زید را از اول سبب قتال گو * آن وجعہا را بدو منسوب دار * گرچہ ہست آنجملہ صنع
کردگار * ہمچنین کشت و دودام و جماع * از موالید ست حق را مستطاع * بستہ درہای موالید از سبب * چون پشیمان شد

ولے از دست رب ✽ اولیا را ہست قدرت از اِلٰہ ✽ تیر جستہ باز گردانند زراہ ✽ گفتہ ناگفتہ کنند از فتح باب ✽ تا ازان نے سیخ سوزد نے کباب ✽ از ہمہ دلہا چو آن نکتہ شنید ✽ آن سخن را محو کرد و ناپدید ✽ گرت برہان باید و حجت مہا ✽ باز خوان مِنْ آیۃٍ اَوْ نُنْسِہَا ✽ آیہ اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِی بخوان ✽ قوت نسیان نہادن شان بدان ✽ چون بتذکیر و بہ نسیان قادرند ✽ بر ہمہ دلہای خلقان قاہرند ✽ چون بہ نسیان بست او راہ نظر ✽ کار نتوان کرد ور باشد ہنر ✽ خُذْتُمُوْا سُخْرِیَّۃً اَہْلَ السُّمُوْ ✽ از نُبی خوانید تا اَنْسَوْکُمُوْ ✽ صاحب دہ پادشاہ جسمہاست ✽ صاحب دل شاہ دلہاے سماست ✽ فرع دید آمد عمل بے ہیچ شک ✽ پس نباشد مردم الا مردمک ✽ مردمش چون مردمک دیدند خرد ✽ در بزرگی مردمک کس رہ نبرد ✽ من تمام این برانیارم گفت زان ✽ منع می آید ز صاحب مرکزان ✽ المعنی تمر بکسر چیتہ و جِل بضمتین دُرنا وجع بفتحتین دردمندی و رنجوری مستطاع بالضم فرمانبردار و مطیع تذکیر یاد دلانا یہ شعر اور نیز ما بعد کے چند شعر کلام سابق کے ایک مثال ہین یعنے زید نے تیر عمرو پر چھوڑا اور تیر نے عمرو کو ایسا دبوچ لیا جیسے کسی کو چیتہ سال بھر اُس زخم سے درد پیدا ہوا کیا اور بحقیقت پیدا کرنے والا درد کا حق تعالےٰ ہی نہ آدمی عمرو اس مدت مین ہمیشہ درد و خوف مین رہا اور یہان کا تو یہ حال ہی ہی کہ مرتے دم تک درد پیدا ہوتے رہتے ہین اب جو اس موالید سے جو درد تھے وہ مرا تو زید کو بسبب اول سبب کے کہ تیر اُسنے مارا جس سے درد پیدا ہوے قاتل اس کا کہا اور اُن دردون کو زید ہی سے منسوب کرا اگرچہ ہین وہ سب صنعت کردگار سے ایسے ہی قتل دوا اور دام اور کل کا موالید سے ہی کہ موالید خدا یتعالےٰ کے مطیع و فرمانبردار ہین اور اگر حق تعالیٰ چاہتا ہی تو در وازے موالید کے سبب سے بند بھی کر دیتا ہی کیسے ہی سبب ہون ممکن نہین کہ موالید اُن سے ظہور مین آئین مگر جبکہ کوئی ولی اللہ قوت و قدرت حق سے نادم و پشیمان ہوے ورنہ اُن کو کوئی روک نہین سکتا کسواسطے اولیا کو یہ قدرت خدا یتعالےٰ کی عطا کی ہوئی البتہ ہی کہ چھوٹے ہوے تیر کو راہ سے لوٹا دین کہ وہ تیر موالید سے ہی ان کے دل پر جو دروازہ کشود کا کھلا ہوا ہی یہ اُس گفتہ کو اپنے عذر و معذرت سے ناگفتہ بنا دیتے ہین اس طور پر کہ نہ سیخ جلے نہ کباب یعنے نہ اُس گویندہ پر آنچ آئے نہ خدا یتعالےٰ ناخوش ہوئے اور جو کہ وہ ولی اللہ بادشاہ اُس قوم کا ہی جن مین سے کسی نے ناگفتی کہی تو اس ایک اولیا کی معذرت و پشیمانی گویا اُن سب کی ہی اسی لیے کہا ہی کہ جب سب دلون سے اُس نے وہ نکتہ سُنا تو اُس بات کو محو و ناپدید کر دیتا ہی اب اس پر اگر تجکو دلیل و حجت کی حاجت ہی تو ای سردار اس آیت کو پڑھ جو قرآن شریف کی ہی مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا اَوْ مِثْلِہَا یعنے نہین نسخ کرتے ہین ہم کسی آیت کو یا نہین بھلا دیتے ہم اُس کو مگر یہ کہ لاتے ہین بہتر اُس سے یا اُس کے برابر پس محو و ناپدید کرنا آیت سے ظاہر بلکہ اُس سے بہتر کا لانا واضح اور لو دوسری آیت ذکری انسوا کو پڑھو اور وہ آیت یہ ہی اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْہُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْہُمْ تَضْحَکُوْنَ یعنے بیشک تھے ایک گروہ میرے بندون سے کہتے تھے کہ ای رب ہمارے ہم ایمان لائے

پس بخشدے ہمکو اور ہمپر رحم کر تو ہی بہتوں رحم کرنے والون سے ہے پس بنایا تمنے اُن کو مسخرہ یہانتک کہ بھلایا مین نے تمکو ذکر اپنا اور تم اُن سے ٹھٹھہ بازی مین پڑے تھے آپ اس آیت سے قوت نسیان مین ڈالنے اس گروہ کی غور کر اور اولیا تو یاد دلانے اور بھلانے دونون پر قادر ہین بس سارے مخلوق کے دلون پر غالب ہین اور جب اُس نے نسیان سے بالکل راہ نظر کی باندھ دی تو کیسا ہی ہنر ہو کچھ کارگر نہین ہو سکتا جیسے وہ گروہ جو سخریہ کرتے تھے نسیان مین پڑے تو آب اے اہل سمود بلندی ان کو مسخرہ بناؤ اور نبی یعنے قرآن سے آیہ فاتخذتموہم سخریا کو پڑھو تم نہین جانتے مالک کانون کا یعنے بادشاہ تو مالک تمھارے جسمون کا ہے اور صاحب دل بادشاہ تمھارے دلون کا ہے اس لیے کہ جب دید و معرفت کسی کو حاصل ہو جاتی ہے تو وہ بیشک عملدار ہوتا ہے یعنے صاحب خدمت بس وہ شخص نہین ہوتا ہے مگر مردمک کہ لوگ اُس کو مثل مردمک کے خرد و حقیر جانتے ہین اور اُس کی بزرگی مین کوئی سراغ نہین لیجاتا کہ تمام دنیا اُس مین سمائی ہوئی ہے آپ فرماتے ہین کہ مین پورا پورا اس کو بیان نہین کرسکتا اسواسطے کہ صاحب مرکز اس کے بیان سے منع کرتے ہین اور صاحب مرکز قطب لوگ **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے درد وجل کے درد وجل لکھا ہے اور بجاے کشت بکاف عربی مضموم کے کسب اور دووم کی جگہہ دم و دام اور شعر عربی کے دوسرے مصرع مین واو اشباع کا نہین لکھا جو قوافی مین معتبر ہے صرف انسو کم لکھکے چھوڑ دیا ہے نہ انسو کمو تا صورت قافیہ کی ایک ہوتی اور اب تو اجنب ہے قولہ چون فراموشی خلق و یادشان * با دیست و او رسد فریادشان * صد ہزاران نیک و بد را آن بہی * میکند ہر دم ز دلہاشان تہی * روز دلہا را ازان پر میکند * آن صدفہا را پُر از دُر میکند * آنہمہ اندیشۂ پیشانہا * می شناسد از ہدایت جانہا * پیشہ و فرہنگ تو آید بتو * تا در اسباب بکشاید بتو * پیشۂ زرگر با آہنگر نشد * خوے این خوشخو بدان منکر نشد * پیشہا و خلقہا ہمچون جہیز * سوے خصم آیند روز رستخیز * صورتے کان بر نہاد ت غالب ست * ہم بران تصویر حشرت واجبست * پیشہا و خلقہا از بعد خواب * واپس آید ہم بخصم خود شتاب * پیشہ و اندیشہا در وقت صبح * ہم بدانجا شد کہ بود آن حسن و قبح * چون کبوترہاے پیک از شہرہا * سوے شہر خویش آرد بہرہا * ہر چہ بینی سوے اصل خود رود * جزو سوے کل خود راجع شود * المعنی بہی بفتح اول و یاے مشدد خوب و زیبا فارسی والے بتخفیف استعمال کرتے ہین منکر بالضم و کاف مفتوح بد و قبیح و ناشائستہ جہیز بکسرتین امالہ جہاز اسباب و رخت دختر و مردہ نہاد بکسر بنیاد و خلقت یعنے فراموشی اور یاد مخلوق کی جو وابستہ اُس ولی سے ہے اور وہ ان کا فریادرس اس سبب سے وہ بھی لاکھون نیک و بد کو ہر دم ان کے دل سے خالی کرتا رہتا ہے روز ان کے دلون کو نیکیون سے بھرتا ہے اور ان سیپیون کو موتیون سے پُر کرتا ہے وہ سب ان کے اندیشے اور پیشے پہچانتا ہے اس سبب سے کہ اُس نے ان کی جانون کی طرف رہنمائی کی ہے پیشہ اور اندیشہ ہر کسی کا ہر کسی کی طرف جاتا ہے اور کا اور کی طرف تیرا تیری طرف تا دروازے اسباب کے تجھپر کھولے کہ وہ سزا و جزا ہے مثلاً پیشہ زرگر کا آہنگر کی طرف نہین جاتا ہے پس خوخوشخو کی بد اور ناشائستہ کی طرف نہین جاتی

سب پیشے اور عادتین اپنے مالک کی طرف قیامت کے دن آئینگی جو صورت کہ یہان تیری بنیاد وخلقت پر غالب ہی اُسی صورت پر ضرور ہی کہ تیرا حشر ہو جیسا کہ کما ہی کما تعشون تموتون وکما تموتون تحشرون یعنے جیسے تم جیتے ہو ویسے ہی مروگے اور جیسے مروگے ویسے ہی اُٹھائے جاؤگے قیامت کو یہ پیشے اور عادتین بعد خواب وہنگام بیداری اپنے مالک کی طرف فوراً لوٹتی ہین یعنے سارے پیشے اور اندیشے صبح ہوتے ہی وہین پہونچتے ہین جہان ان کے حُسن وقبح کا ٹھکانا ہی اچھے اچھے کے پاس بُرے بُرے کے پاس جیسے کبوتر پیک کہ اور شہرون سے اپنے شہر کو بھرے اور حصے لے جاتے ہین بس جس چیز کو تو دیکھتا ہی سب اپنی اصل کی طرف جاتی ہی اور ہر جز اپنے کل کی طرف رجوع ہوتا ہی

سننا طوطی کا حرکت اُس طوطی کی اور مرجانا اور گرنا تاجر کا اُس کے مرنے پر

قولہ چون شنید آن مرغ کان طوطی چہ کرد * ہم بلرزید و فتاد وگشت سرد * خواجہ چون دیدش فتادہ اینچنین * برجہید و زد کلہ را بر زمین * چون بدین رنگ وبدین حالش بدید * خواجہ برجست وگریبان را درید * گفت ای طوطی خوب وخوش جبین * ہے چہ بودت این چرا گشتی چنین * ای دریغا مرغ خوش آواز من * ای دریغا ہمدم وہمراز من * ای دریغا مرغ خوش الحان من * راح روح وروضۂ رضوان من * گر سلیمان راچنین مرغے بُدے * کے دگر مشغول آن مرغان شدے * ای دریغا مرغ کارزان یافتم * زود روازروے او برتافتم * ای زبان تو بس زیانی مرمرا * چون توئی گویا چہ گویم مرترا * ای زبان ہم آتشے ہم خرمنی * چند این آتش درین خرمن زنی * در نہان جان تو افغان میکند * گرچہ ہرچہ گوئیش آن میکند * المعنی راح راحت دریغا مین دریغ بمعنی افسوس اور الف ندبہ کا ہی یعنے جب سوداگر کے مرغ نے سُنا کہ اُس طوطی نے کیا کیا یہ بھی کانپ کے گر گئی اور ٹھنڈی ہوگئی خواجہ نے جو دیکھا کہ اس طور سے گر گئی کود ا اور ٹوپی زمین پر پٹک دی پھر تا یئد اسی کے فرمایا کہ یہ رنگ وحال اُس کا دیکھ کے گریبان اپنا پھاڑا اور اُچھل پڑا اور کہا ای طوطی خوب خوش جبین افسوس تجکو کیا ہوا کیون ایسی ہوگئی ہائے افسوس ای مرغ خوش آواز میرے ہائے افسوس ہمدم اور ہمراز میرے ہائے افسوس ای مرغ خوش الحان میرے اور میری روح کے راحت اور میرے باغ کے رضوان اگر حضرت سلیمان کے پاس ایسا مرغ ہوتا تو پھر وہ اور کسی مرغ سے مشغول نہوتے ہائے افسوس ای مرغ کیسا سستا اس کو مین نے پایا تھا اور کیسا جلدی مُنھ اس سے پھیرا ای زبان تو کیسی بڑی زیان میرے حق مین ہی اور جب تو ہی گویا ہی تو پھر تجکو کیا کہون تو ہی نے وہ بات کہدی جس سے یہ کیفیت ہوئی اور تو ہی نوحہ اور آپ کو ملامت کر رہی ہی پھر مین کس کو کہون ای زبان تو ہی آگ ہی اور تو ہی خرمن ہی کیسی آگ تو نے میرے خرمن مین لگا دی اور کہانتک لگے گی جان میری تجھ سے فریادی ہی چھپی چھپی اگرچہ ہر چیز جس کو تو کہتی ہی وہ فعل جان کا ہوتا ہی وہی تجھ سے کہلاتی ہی اس واسطے کہ خواہش

ہر شئی کی جان سے پیدا ہوتی ہی اسکی ترجمان زبان ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے خوش چنین کے خوش حنین
لکھا ہی اور حنین بمعنی آواز مجکو تو لغت مین یہ معنی نہین ملے البتہ گریہ و نالہ کے معنی لکھے ہین اور خوش چنین کہنے
مین کچھ قباحت نہین معلوم ہوتی خواہ بمعنی خود پیشانی خواہ بمعنی صورت موافق ذکر جز او ارادہ کل کے **قولہ** ای زبان
هم گنج بے پایان توئی ✤ ای زبان هم رنج بے درمان توئی ✤ هم صفیر خدعۂ مرغان توئی ✤ هم بلیس ظلمت کفران توئی ✤
هم خبیر و رہبر مرغان توئی ✤ هم انیس وحشت ہجران توئی ✤ چند امانم میدہی ای بے امان ✤ ای توزہ کردہ بکین من کمان ✤
تک بپرانیدۂ مرغ مرا ✤ در چراگاہ ستم کم کن چرا ✤ یا جواب من بگو یا داد دہ ✤ یا مرا اسباب شادی یاد دہ ✤ ای دریغا نور
ظلمت سوز من ✤ ای دریغا صبح روز افروز من ✤ ای دریغا مرغ خوش پرواز من ✤ ز انتہا پرید تا آغاز من ✤ عاشق رنج ست
نادان تا ابد ✤ خیز و لا اقسم بخوان تا فی کبد ✤ از کبد فارغ بدم با روے تو ✤ وز زبد صافی بدم در جوے تو ✤ ای دریغا
من خیال دید نست ✤ وز وجود و نقد خود ببریدنست ✤ **المعنی** کبد سختی و رنج زبد بفتحتین ہندی جھاگ ای زبان گنج
بے پایاں بھی تو ہی ہو اور ای زبان رنج بیدرمان بھی تو ہی ہو اور تو ہی ہو جو پرندون کے دھوکہ کی صفیر ہو اور تو ہی ہو
جو لباس ظلمت کفران کی ہو تو ہی ہو کہ رہبر اور خبر دہندہ پرندون کی ہو تو ہی ہو کہ انیس وحشت ہجران کی ہو ای بے امان
دیکھون کتنی امان تو مجکو دیتی ہو مجکو تیرا کیا بھروسا اور اعتماد کہ تو بے امان ہو اور میری دشمنی پر کمان چڑھائے ہوے
ابھی تو نے میرے مرغ کو اڑا دیا کیسا ستم مجپر کیا ذرا تو چراگاہ ستم کا چرانا کم کردے آپ یا مجکو جواب دے یا میری داد دے
یا مجکو سبب شادی کے یاد دلا کہ اس کے اڑتے ہین یہ سبب تیری شادی کے ہین جیسا کہ اکثر پرندون سے شگن لیتے
ہین ہاے افسوس نور ظلمت سوز اى غم غلط کرنے والے میرے ہاے افسوس صبح روز افروز میری کہ اب شام غم سے بتر ہو گئی
ہاے افسوس مرغ خوش پرواز میرے کہ انتہا سے میرے آغاز تک تو اڑا یعنے تیری یہ وہ اڑان ہوئی کہ مرتے دم تک نہ بھولونگا
اور جب پھر میرا آغاز ہو گا جو بعث حشر ہی جب بھی اسی دھیان مین ہونگا چنانچہ میرے حسب حال یون ہی ع جو میرم
مبتلا میرم چو خیزم مبتلا خیزم ✤ بعد کا شعر مقولہ مولانا رح کا ہی کہ جو نادان و احمق ہی وہ عاشق رنج کا ہی رنج کو چھوڑتا نہین
اسی کا پیچھا کیے جاتا ہی لے اٹھ اور سورہ لا اقسم مین ما فی کبد کو پڑھ کہ خدا تعالے نے خود فرمایا ہی لقد خلقنا الانسان
فی کبد ہر آئینہ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان کو رنج مین کیسا عالم ارواح مین تیرے روے رخشان کے سامنے بیرنج و کبد تھا
اور کیسا جھاگون سے صاف پانی تیری نہر کا تھا جھاگ وہی غم ہاے افسوس ہین اور مجکو خیال دیدار کا اور وجود اور
اپنی ذات سے جو جدا ہونا اس کو لازم ہی وہ ابھی ویسے ہی باقی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین ہم بلیس ظلمت لکھا ہی
مجکو لغت مین بلیس ملا نہین ہین اس کو بلبس جانتا ہون اور خبیر کی جگہ خضیر جانے اس کے کیا معنی شاید تصغیر خضر کی بنائی
ہو **قولہ** غیرت حق بود و از حق چارہ نیست ✤ کو دلے کز حکم حق صد پارہ نیست ✤ غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ است ✤ آنکہ
افزون از بیان و دمدمہ است ✤ ای دریغا اشک من دریا بدے ✤ تا نثار دلبر زیبا بدے ✤ طوطی من مرغ زیرک سار من ✤

ترجمان فکرت و اسرار من ✤ ہرچہ روزی داد نا داد آمدم ✤ او ز اول گفت تا یاد آمدم ✤ طوطی کاید ز وحی آواز او ✤ پیش از آغاز وجود آغاز او ✤ اندرون تست آن طوطی نہان ✤ عکس او را دید تو بر این و آن ✤ میبرد شادیت را تو شاد از و ✤ مے پذیری ظلم را چون داد از و ✤ ایکہ جان از بہر تن میسوختی ✤ سوختی جان را و تن افروختی ✤ سوختم من سوختہ خواہد کسے ✤ تا ز من آتش زند اندر خسے ✤ سوختہ چون قابل آتش بود ✤ سوختہ بستان کہ آتش کش بود ✤ ای دریغا ای دریغا ای دریغ ✤ کا چنان ماہے نہان شد زیر میغ ✤ المعنی دَمدَمہ بفتح ہر دو دال چاپلوسی و مکر و حیلہ سار ہندی مینا یعنے غیرت حق کی تھی اُس نے ہمکو وہان سے نکالا اور حق سے کسی کا کب بس چلتا ہی ایسا دل کہان ہی جو حکم حق سے صد پارہ نہین ہی بسبب بے بسی کے اور وہ غیرت یہ ہی کہ وہ سب سے غیر ہی اور بیان و خوشامد سے افزون ہاے افسوس اشک میرے دریا ہوتے ای برابر دریا تو یہ گوہر نثار اُس دلبر زیبا کے بنتے یعنے مین اس جدائی مین ایسا روتا ای طوطی میری اور ای مینا دانا میری اور ای ترجمان میرے فکر و اسرار کی جو کچھ روزی مجکو دی اُس کو مین نے تسلیم کیا اور نا داد ای فریادی و شاکی نہوا اور جو اُس نے پہلے سے مجھسے کہدیا وہی مجکو یاد آیا کہ وہ اقرار ربوبیت کا ہی وہ طوطی کہ جس کا آواز وحی سے ہو اور آغاز وجود سے پہلے اُس کا آغاز ہو وہ طوطی تیرے اندرون مین نہان ہی اور عکس اُس کا تونے این و آن پر دیکھا این و آن کے مشار الیہ خارجی ہین جنکی تفسیر ہی شعر مابعد کہ جو تیری شادی کو قطع کرتا ہی تو اُس سے شاد ہوتا ہی اور جو ظلم کرتا ہی اُسکو تو داد کی طرح مان لیتا ہی بس اس صبر و رضا سے اسکا عکس اسی مین معلوم ہوا اور تونے اس کو روزی ازل سمجھا اور ای فلان تو تن کے واسطے جان کو جلاتا رہتا ہی اور جان کو جلا جلا کے تن کو افروختہ کرتا ہی جیسے راکھ سے ہر شی کو مجلی کرتے ہین مین ایسا جلا کہ اگر کوئی خواہان سوختہ کا ہو تو مجھ سے ہر خس مین آگ لگالے ظاہر ہی کہ سوختہ یعنے جو کچھ جلگیا اور راکھ ہوگیا وہ آگ کو پھر کیا قبول کرے گا مگر وہ سوختہ کہ ابھی بالکل نہین جلا ہی آتش کش ہوتا ہی اور آگ کو کھینچتا ہی جیسے لکڑی کا سوختہ یا کپڑے کا بس تو ایسے سوختہ کا طالب ہو ہاے افسوس ہاے افسوس پھر افسوس کہ ایسا ماہ زیر ابر کے چھپ گیا یہ دونون شعر اُنھین تن پرورون کے بیان مین ہین جنھون نے تن کے واسطے اپنی جان کو خاک سیاہ کیا **قولہ** چون زنم دم کاتش دل تیز شد ✤ شیر ہجر آشفتہ و خونریز شد ✤ آنکہ او ہشیار خود تندست و مست ✤ چون بود او چون قدح گیرد بدست ✤ شیر مستی کز صفت بیرون بود ✤ از بسیط مرغزار افزون بود ✤ قافیہ اندیشم و دلدار من ✤ گویدم مندیش جز دیدار من ✤ خوش نشین ای قافیہ اندیش من ✤ قافیہ دولت توئی در پیش من ✤ حرف چہ بود تا تو اندیشی از ان ✤ صوت چہ بود خار دیوار رزان ✤ حرف و صوت و گفت را برہم زنیم ✤ تا کہ بے این ہر سہ با تو دم زنیم ✤ آندمے کز آدمش کردم نہان ✤ با تو گویم ای تو اسرار جہان ✤ آندمی را کہ نگفتم با خلیل ✤ آندمے را کہ نداند جبرئیل ✤ آندمی کز وی مسیحا دم نزد ✤ حق غیرت نیز بے ما دم نزد ✤ ما چہ باشد در لغت اثبات نفی ✤ من نہ اثبا تم منم بے ذات نفی ✤ من کسے در ناکسے دریافتم ✤ بس کسے در ناکسی دربافتم ✤

جملہ شاہان پست پست خویش را ✤ جملہ مستان مست مست خویش را ✤ جملہ شاہان بردہ بردہ خوداند ✤ جملہ خلقان مردہ مردہ خود اند ✤ میشود صیاد مرغان را شکار ✤ تا کند ناگاہ ایشان را شکار ✤ بیدلان را دلبران جستہ بجان ✤ جملہ معشوقان شکار عاشقان ✤ المعنی دم زدن سخن گفتن برہم زدن لوٹ پوٹ کرنا اور بگاڑ دینا یہان سے مولانا رح پھر یہان اپنی کیفیت کا فرماتے ہین کہ کیسے کوئی بات کہون اور کیسے دم مار سکون میری دل کی آگ پھر بھڑک اٹھی اور شیر ہجر کا دیوانہ اور خونریز ہوگیا خیال کرو جو کوئی کہ ہشیار ہی اور بحالت ہشیاری خود مست تند ہو رہا ہی اسوقت مین اسکا کیا حال ہوگا جو پیالہ ہاتھ مین لے اور مےنوشی کرے شیر جب مست ہوتا ہی تو اپنی صفت اصلی سے جو قبل از مستی تھی خارج ہوجاتا ہی اور ایسی اس کی مستی مین افزونی ہوجاتی ہی کہ بسیط مرغزار مین نہین سماتی اور واقعی بحالت مستی مین جنگلون جنگلون دوڑتا پھرتا ہی کہین قرار نہین پکڑتا مین سخنگوئی کے واسطے قافیہ سوچتا ہون اور دلدار میرا مجھسے کہتا ہی کہ سوائے تمنا میری دیدار کے اور کوئی بات ہی مت سوچ اسی خیال دھیان مین رہ تو اے قافیہ اندیش میرے بیفکر اور خوش ہوکے بیٹھ قافیہ کیا ایک حقیر و دون شے ہی اور تو ایسا کہ میرے سامنے حرف کیا چیز ہی جس کو تو سوچتا ہی اور صوت کیا شے ہی خار دیوار انگو. ون کی یعنے جو الجھنے کی چیز ہی ہم تیرے اس حرف و صوت و گفت سب کو برہم کرکے بے ان تینون کے دم زنی کرین اور کلام نفسی کے ساتھ ہمکلام ہون اور یہ وہ دم ہی جس کو ہمنے آدم سے چھپایا ہر چند کہ اپنے دم سے دم اس مین پھونکا وہ ہم تجھسے کہین اسلیے کہ تو اسرار جہان ہی سارے اسرار جہان کے تجھ مین ہین اور وہ دم جس کو ہمنے خلیل سے بھی نہ کہا گو ایک نسیم سے نار کو اسپر گلزار کردیا اور اس دم سے جبرئیل بھی واقف نہین اگرچہ ہمارا محرم اور پیک ہی کہ جس سے ہر راز کو کہتے ہین اور وہ دم جس سے مسیحانے بھی دم نمارا کیا ہوا جو مردہ زندہ کرتے رہے اور جو اس دم کو ما و من سے غیرت ہی ایسی جیساکہ حق غیرت ہی اس سبب سے جو ما و من سے جدا نہین ہوا اور جس نے اس کی نفی نہین کی غیر ہی بنا رہا اسکے ساتھ اس دم نے بھی دم نمارا کہ جب میرا طالب ہی اور میرے ہوتے آپ کو بھی سمجھتا ہی تو یہ کیسا طالب ہی بقول سعدی رح شعر اگر یاری از خویشتن دم مزن ✤ کہ شرکست با یار و با خویشتن ✤ لفظ ما فارسی مین ضمیر متکلم کی ہی اور لغت عربی مین نفی اثبات کے واسطے استعمال کرتے ہین سو مین تو اثبات ہی نہین ہون جو میری نفی کیجائے مین تو بے ذات نفی یعنے محض نفی ہی نفی ایسا آپ کو نیست و نفی کرکے محو کرچکا اور مٹا دیا اور یہ کسی جو مراد انسانیت و معرفت سے ہی جس کے واسطے انسان پیدا ہوا ہی مین نے ناکسی اہی ذلت و بے عزتی دنیا مین پائی اور بڑی عزت و آبرو اپنی اس داو پر لگاکے کھوئی ہی جب بازی لے گیا ہون آب فرماتے ہین کہ مین تو آپ کو ذات معشوق حقیقی مین فنا کرچکا جو قابل طلب و عشق کے تھا اور مخلوق کو جو دیکھتا ہون تو سب کی الٹی کیفیت پاتا ہون منجملہ ان کے بادشاہ جو بڑے اعلے اور سب سے بالا لوگ ہین یہ اپنے پست کے پست ہین اور جو مست و مدہوش لوگ ہین یعنے اور اہل دنیا سب مست اپنے مست کے ہین اور عاشق اپنے عاشق کے مطلب یہ کہ جملہ اشیا انسان کے واسطے مخلوق ہی اور سب اس کے مطیع و فرمانبردار جیساکہ سعدی

نے کہا ہی ع ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ۔ اور جو اس کے لیے مقدر کیا ہی مثلاً ملک و مال اور سوا اس کے حسب حالت و رتبت ہر کسی کے سب اس کے پیچھے پیچھے پھرتا ہی اور اس کا طالب و عاشق جیسا کہ کہا ہی النصیب یصیب ولو کان تحت الجبلین مگر یہ الٹا اس کے لیے سرگردان ہی دیکھو بادشاہ لوگ با وصف علو و سمو کیسے پست اور ہیچ اس دنیائے دنی کے بنے ہین حال آنکہ وہ خود بقدر مقدران کی طالب و جویان ان کو حاجت اس کے طلب و تلاش کی نہین پھر شعر ابعد میں اسی کی توضیح ہی کہ سب پادشاہ غلام اپنے غلام کے ہین اور غلام ثانی دولت و اقبال جو خود بحسب تقدیر ان کا پس رو ہی اور ساری مخلوق مردہ اپنے مردہ کے مردہ سے مراد عاشق یعنے عاشق اور فریفتہ اُس کے کہ وہ آپ ہی اپنے بحسب تقدیر عاشق اور فریفتہ ہی شکاری جو مرغون کو شکار کرتا ہی وہ خود شکار مرغون کا ہی جیسے عاشق شکار معشوق کا ہوتا ہی اور خود مرغ پھر پھڑاتا پھرتا ہی کہ ناگاہ ہمکو شکار کرے اسلیے کہ باہد گرکشش روزی کی رکھتے ہین غرض جتنے بیدل ہین اور عاشق ان کے دلبر و معشوق ہی ان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور وہ معشوق ان عاشقون کو شکار کر رہے ہین **قولہ** ہر کہ عاشق دیدیش معشوق دان ۔ گو بہ نسبت ہست ہم این ہم آن ۔ تشنگان گر آب جویند از جہان ۔ آب ہم جوید بعالم تشنگان ۔ چونکہ عاشق اوست تو خاموش باش ۔ او چو گوشت میکند تو گوش باش ۔ بند کن چون سیل سیلانی کند ۔ ورنہ رسوائی و ویرانی کند ۔ من چہ غم دارم کہ ویرانی بود ۔ زیر ویران گنج سلطانی بود ۔ غرق حق خواہد کہ باشد غرق تر ۔ ہمچو موج بحر جان زیر و زبر ۔ زیر دریا خوشتر آید یا زبر ۔ تیر او دلکش تر آید یا سپر ۔ پس زبون وسوسہ باشی دلا ۔ گر طرب را باز دانی از بلا ۔ گر مرادت را مذاق شکرست ۔ بیمرادی نے مراد دلبرست ۔ ہر ستارہ اش خونبہاے صد ہلال ۔ خون عالم ریختن او را حلال ۔ ما بہا و خونبہا را یافتیم ۔ جانب جان باختن بشتافتیم ۔ ای حیات عاشقان در مردگی ۔ دل نیابی جز کہ در دلبردگی ۔ من دلش جستہ بصد ناز و دلال ۔ او بہانہ کرد با من از ملال ۔ گفتم آخر غرق تست این عقل و جان ۔ گفت رو رو بر من این افسون مخوان ۔ من ندانم آنچہ اندیشیدۂ ۔ ای دو دیدہ دوست را چون دیدۂ ۔ ای گرانجا خوار دیدستی مرا ۔ زانکہ بس ارزان خریدستی مرا ۔ ہر کہ او ارزان خرد ارزان دہد ۔ گوہری طفلی بقرص نان دہد ۔ غرق شو عشقے کہ غرق ست اندرین ۔ عشقہاے اولین و آخرین ۔ مجملش گفتم نکردم زان بیان ۔ ورنہ ہم لبہا بسوزد ہم زبان ۔ **المعنی** بتائید سابق پھر فرمایا جس کو کہ تو نے عاشق دیکھا اور جانا اُس کو معشوق جان گو بسبب نسبت کے یہ معشوق ہی اور وہ عاشق مشہور یون ہی کہ پیاسا پانی کے پاس جاتا ہی نہ پانی پیاسے کے پاس نہین پانی بھی پیاسون کو ڈھونڈھتا ہی جب تو جہان مین ایسا پھیلا پھیلا پھرتا ہی کہ آئے اور مجھسے پیاس ہر قسم کی بجھائے اور سیراب ہوئے اسی لیے تو جاری ہوا ہی بعد اس تمہید کے کہ ہر شی جس کا انسان عاشق ہی خود وہ عاشق انسان کی ہی بے طلب تلاش اُس کو ملے گی فرماتے ہین کہ جب جملہ مخلوق تیری عاشق ہی اور یہ سب مظاہر اور جلوہ گاہ اُس کی تو گویا وہی تیرا عاشق و طالب ہی بس تو قناعت کر کے خاموش ہو بیٹھ اور جو وہ تجکو گوش بناتا ہی تو گوش بن جا

اور اوامر و نواہی اور جو احکام اُس کے ہین اُن کو سُن اور کاربند ہو اور حرص و ہوا کی سیل کو بند کر اور اس کا مینڈھا باندھ ایسا نہو اس کا سیل سیلابی کرے والا اگر نہ بند کرے گا تو رسوائی و ویرانی دیکھے گا کسواسطے کہ بیش از بخت تو ہی ہی نہین اور بخت سے کم بھی ممکن نہین رہا مین سو مجکو اپنے ویران ہونے کا کچھ غم نہین مین خوب جانتا ہون اگر ویران ہوؤن گا تو گنج سلطانی پاؤن گا اسواسطے کہ ویرانہ مین گنج پنہان ہوتا ہی یہ کہ جانتے ہو کہ جو خدا کے عشق مین غرق ہی وہ ہر وقت طالب زیادہ غرق ہونے کا ہی جیسے موج دریا کی کہ ہر وقت لوٹ پوٹ ہوتی ہی ایسے ہی وہ ہر دم اپنی جان کی لوٹ پوٹ چاہتا ہی خیال تو کر جو غوق کہ طالب زیادہ غرق کا ہی اُس کو تہ دریا خوش آئے گا یا رو ے دریا اور جو اُس کے تیر کا طالب ہی اُس کو سپر کب اچھی معلوم ہوگی کیسے وسوسے تجکو عاجز کرین گے اور دبائین گے ای دل کیا تو نے طرب اور عیش کو بلا سے جدا جانا نہین شیر و شکر کی طرح دونون بہم اور آمیختہ ہین اگر تیری مراد مین مزہ شکر کا ہی اور تیرے نزدیک نہایت شیرین ہی لیکن بیمرادی نمراد دلبر کی ہی بس جو مراد دلبر کی ہی اُسی کو اپنی مراد سمجھ کہ یہ شکر سے زیادہ ہی بقول آنکہ ضرب الحبیب زبیبا اور وہ دلبر کیسا جس کے سیکڑون عاشقون کا ہر ستارہ خونبہا ہی اس سے کثرت عاشقان مقتول کی مقصود ہی کہ سو عاشقون کے خونبہا مین ایک ایک ستارہ ہی اور ستارون کو خیال کرو کیسے بیشمار ہین اتنے عاشق اُس کے عشق مین کشتہ ہوے ہین اور خون عالم کا اُس کو بہانا حلال و روا ہی پھر اُس کی مراد اپنی طرح پر کیسے نہ مقدم ہو تشبیہ عاشقون کی ہلال سے باعتبار نزاری و نحافت کے ہی اور نیز برعایت ستارہ تپس مین بھی اُس دلبر کے ہاتھ بکا اور بہا و خونبہا دونون اپنے پائے لاجرم بخوشی جان کھونے کی طرف دوڑا ای طالب حیات عاشقون کی اسی مرجانے مین ہی یہ مرنا عین حیات ہی جیساکہ حافظ شیرازی رحمۃ نے بھی فرمایا ہی شعر ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ٭ ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما ٭ اور جبتک دل کا کوئی دلبر نہو تو اُس دل کو دل مت جان آپ فرماتے ہین بعد اس نفی و فنا کے مین نے دلبر کا دل ٹٹولا کہ دیکھون اس کی کیا کیفیت ہی تو سیکڑون ناز و کرشمہ کے ساتھ اظہار ملال کا کیا مین نے کہا کہ میری یہ عقل و جان تو آخر تیرے دھیان و خیال مین ڈوبی ہوئی ہی اور مٹی ہوئی پھر کہا میری فنا مین قصور و کوتاہی ہی کہا بس چلا جا یہ افسون مجھ پر مت پھونک کیا مین تیرے فکر و اندیشہ کو جانتا نہین تو ابھی دو دیدہ اور دو بین ہی اس دو بینی کے ساتھ کیسے تو نے دوست دیکھ لیا تجکو تو ابھی تمیز نفی و فنا کا ہی جب یہ نہین نرہے تو جاننا چاہیے کہ تو فنا مین ڈوب گیا تو تو اے گرانجان ابھی سبکروح نہین ہوا پھر کیسے میری دید کا طالب ہی ایسا تو نے تجکو کیا گیا گذرا سمجھا ہی سہل اور سُستا مین تجکو ملگیا ہون اسواسطے کہ جو چیز سہل و سستی کسی کو ملجاتی ہی وہ ویسے ہی سہل اور سستا اور کو دیدیتا ہی جیسے کسی لڑکے کو ایک گوہر بے بہا دیدو اور قرص نان کے عوض اُس سے مانگو فوراً دیدے گا کچھ قدر گوہر کی نجانے گا میرا دیدا بہت دشوار حصول ہی اگر تجکو طلب ہی تو اُس عشق مین غرق ہو کہ جسمین اولین و آخرین کے عشق غرق ہین یہ تیرا عشق کیا ہی آپ فرماتے ہین کہ مین نے یہ باتین مجمل کہی ہین جو مفصل بیان کرون تو لب و زبان دونون جلجائین اور بیان نکر سکین الخلاف شرح بحر العلوم مین

بجاے ابدو دیده آن دو دیده اور بجاے لبها بسوزد کے افهام لکھا ہے دونون ٹھیک نہین **قوله** من چو لب گویم لب دریا بود ❊ من چو لا گویم مراد الا بود ❊ من ز شیرینی نشینم رو ترش ❊ من ز بسیاری گفتارم خمش ❊ تا که شیرینی ما از دو جهان ❊ در حجاب رو ترش باشد نهان ❊ تا که در هر گوش ناید این سخن ❊ یک همیگویم ز صد سر لدن ❊ المعنی لدن یعنی نزد او پر جو کہا ہے کہ مین نے مجمل کہا ہے اگر بیان کرون تو لب و زبان جلجائین اُسی کی تائید مین فرماتے ہین کہ اگر لب کا نام لون کہ لب کھولون تو کیسے کھولون لب تو میرے دریا کے لب ہین یعنی جیسے دریا کے لب سے اُدھر آب بے تھاہ ہے ایسے ہی میرے درون مین لب کے اُس پار ایک دریا ناپیدا کنار بھرا ہے پھر کیسے اُس کا بیان کرون اور ایسا درجہ اثبات کو پہونچا ہون کہ اگر لا کہون تو وہ بھی الا ہے لا اور الا نفی و اثبات سے مراد ہے جیسا کہ کاملین لا آله الا الله مین لا سے نفی غیر حق کی کرتے ہین اور الا سے ثبوت ذات حق کا اب اگرچہ شیرینی معرفت سے مین بھرا ہون لیکن ترش رو بنکے بیٹھون اور بہت سی گفتگو سے خاموشی اختیار کرون تا اس پردہ ترش روئی مین شیرینی میری دونون جہان سے چھپی رہے اور نیز اس سبب سے خاموشی اختیار کرون تا ہر گوش میرے ایک سخن کو جو سیکڑون اسرار لدن ای قرب الٰہی سے ہے سننے نپائے اور بوجہ ترش روئی کے پاس نہ آئے الخلاف یک همیگویم کی جگہ یک غلطی کاتب کی ہے شرح بحر العلوم مین

تفسیر قول حکیم سنائی روح الله روحه کی شعر هرچه از راه وا مانے چه کفر آن حرف چه ایمان ❊ هرچه از دوست دور افتی چه زشت آن نقش چه زیبا ❊ اور نیز اس حدیث کی اِنَّ سَعْداً لَغَيُورٌ وَاَنَا اَغْيَرُ مِنْ سَعْدٍ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ غَيْرَتِهٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ سے تا آخر یہ آیۃ بھی داخل حدیث ہے ترجمہ بیشک سعد غیرت والا ہے مین اُس سے زیادہ غیرتناک اور الله مجھ سے زیادہ غیرت والا اور یہ مقتضا اُسکی غیرت ہی کا ہے کہ اُس نے بد باتون کو حرام ٹھہرایا چاہے وہ ظاہر ہین چاہے چھپی

قوله جمله عالم زان غیور آمد که حق ❊ برد در غیرت برین عالم سبق ❊ او چو جانست و جهان چون کالبد ❊ کالبد از جان پذیرد نیک و بد ❊ هر که محراب نمازش گشت عین ❊ سوے ایمان رفتنش میدان تو شین ❊ هر که شد مر شاه را او جامه دار ❊ هست خسران بهر شاهش اتجار ❊ هر که با سلطان شود او همنشین ❊ بر درش شستن بود حیف و غبین ❊ دست بوسش چون رسد از پادشاه ❊ گر گزیند بوس پا باشد گناه ❊ چون بپایی دست گردیا نگرد ❊ هست سربازی نشان مردمرد ❊ گرچه سر بر پا نهادن خدمت ست ❊ پیش آن خدمت خطا و زلت ست ❊ شاه را غیرت بود بر هر که او ❊ بو گزیند بعد ازان که دید رو ❊ غیرت حق بر مثل گندم بود ❊ کاه خرمن غیرت مردم بود ❊ اصل غیرتها بدانید از اله ❊ ان خلقان فرع حق بے اشتباه ❊ شرح این بگذارم وگیرم گله ❊ از جفای آن نگار ده وله ❊ نالم این رانالها خوش آیدش ❊ از دو عالم ناله و غم بایدش ❊ چون ننالم تلخ از دستان او ❊ چون نیم در حلقهٔ مستان او ❊

المعنی غیور بفتح بڑا غیرت والا اور رشک والا کالبد بفتح وضم باتن و قالب ہر چیز زشتین بالفتح زشتی وعیب خسران بالضم زیانکاری اتجار تجارت کرنا شستن مخفف نشستن غبین ضعیف رائے وہ ولہ ملبوس وبہادر و شجاع و متردد و پریشان خاطر یعنے تمام جہان غیرت والا اس سبب ہوا کہ خالق اس کا ای حق تعالے خود غیرت والا ہوا اور ایسا کہ جملہ غیرت والون سے بڑھکے اور سابق وہ ایسا ہی جیسے جان اور جہان ایسا جیسے کالبد بس کالبد کا نیک و بد جان ہی سے اثر پذیر ہوتا ہی ہر شخص کی محراب نماز جب عین اللہ ہوگئی اور دولت مشاہدہ کی پائی اُس کے حق مین ایمان کی طرف جانا زشتی وعیب ہی کسواسطے جس پر ایمان لانا چاہیے وہ سامنے موجود ہی تو پھر ایمان کس پر لائے اور جو اُس کو پیروی طریقہ رسول مقبول کی ضرور ہی یہ دوسری بات ہی مثلاً جو شخص پادشاہ کا جامہ دار ہوگیا اُس کو پادشاہ کے واسطے تجارت جا سکی کرنا زیانکاری ہی یا جو شخص پادشاہ کا ہمنشین ہوجاے اُس کے حق مین پادشاہ کے دروازہ پر بیٹھنا خسارہ اور ضعف رائے ہی کہ ترقی سے تنزل اختیار کرتا ہی یا جو پادشاہ کے ہاتھ چوم سکتا ہی اگر پابوسی اختیار کرے تو کیسے گناہ نہین ہی ظاہر ہی کہ جب تو دستبوسی کرسکتا ہی تو پانون کے گرد کیون پھرے اسواسطے کہ سربازی علامت مردان مرد کی ہی اور ظاہر کہ سربازی سب خدمتون سے بڑھکے ہی اگرچہ سر پانون پر رکھنا خدمت ہی مگر ایسے موقع پر خطا ولغزش کہ علو سے دنو مین آتا ہی ایسی بات سے تو پادشاہ کو خود غیرت ہوگی کہ وہ اس کے سامنے موجود ہی اور اُس کے رو کو چھوڑکے بو کی طرف رجوع ہو حق تعالے کی غیرت ایسی ہی جیسے خرمن مین گندم اور اوروں کی مثل کاہ خرمن کے جو بھوسہ پرال ہی بس کل غیرتون کی اصل خدا تعالے سے ہی اور مخلوق کے ملک مین وہ جو فرع غیرت حق تعالیٰ کی ہی بس یہ اشعار سب بطور نظیر کلام سابق کے ہین اب فرماتے ہین کہ اس کی شرح تو چھوڑون اور اپنا شکوہ وشکایت جو اُس نگار دلبر کی جفا سے دلمین رکھتا ہون عرض کرون اور اسی دکھ کا رونا روؤن کہ یہ رونا ہی اُس کو خوش آتا ہی اور دونون جہان سے اُس کو نالہ وغم پسند ہی کہ اُس کے سامنے گریہ وزاری کرتے رہین مین اُسکے حیلہ و دستان کے سبب سے جو شیوہ معشوقون کا ہی کیسے کڑوے کڑوے آنسوون سے نہ روؤن کہ اُس کے مستون کے حلقہ مین نہین ہون الخلاف شرح بحر العلوم مین غبین کو غین اور بجاے از جفاکے آن جفا اور نالم این را کی جگہ اینرا غلط لکھا ہی قولہ چون ناشم ہچو شب بے روز او ۞ بیوصال روے روز افروز او ۞ ناخوش او خوش بود برجان من ۞ جان فداے یار دل رنجان من ۞ عاشقم بر رنج خویش و درد خویش ۞ بہر خوشنودی شاہ فرد خویش ۞ خاک غم را سرمہ سازم بہر چشم ۞ تا زگوہر پر شود دو بحر چشم ۞ اشک کان از بہر او بارند خلق ۞ گوہرست واشک پندارند خلق ۞ من زجان جان شکایت میکنم ۞ من نیم شاکی روایت میکنم ۞ دل ہمیگوید از و رنجیدہ ام ۞ وز نفاق سست من خندیدہ ام ۞ راستی کن ای تو فخر راستان ۞ ای تو صدر و من درت را آستان ۞ آستان وصدر در معنی کجاست ۞ ما و من کو آنطرف کہ یار ماست ۞ اے رہیدہ جان تو از ما و من ۞ اے لطیفہ روح اندر مرد و زن ۞

مرد و زن چون یک شوند آن یک توئی ٭ چونکه یکہا محو شد آنک توئی ٭ این من و ما بہر آن بر ساختی ٭ تا تو با خود نرد خدمت باختی ٭ تا تو با ما و تو یک جوہر شوی ٭ عاقبت محو چنان دلبر شوی ٭ تا من و تو با ہمہ یکجان شوند ٭ عاقبت مستغرق جانان شوند ٭ این ہمہ ہست و بیا ای امرکن ٭ ای منزہ از بیان و از سخن ٭ المعنی آنک تصغیران جیسے اینک تصغیر این منزہ بضم اول پاک یعنے جبکہ روز اُس کا جو وصل ہی مجکو نصیب نہین کہ اُس کے روے روز افروز سے روز میرا روشن ہو تو مثل شب کے سیاہ و بے نور کیسے نہ بیٹھوں مگر ہونا خوش وناگوار اُسکی طرف سے صاد رہوں سب پر میری جان راضی و خوش ہی مین اپنے یار دل رنجان پر اس حال مین بھی فدا ہون کہ آخر مجکو فدائی جاناہ جب تو ستاتا ہی مین اپنے درد و رنج پر عاشق ہون جدائی اُس سے نہین چاہتا تا میرا پادشاہ جو اپنی ذات مین فرد و یکتا ہی مجھسے راضی و خوش ہوئے کہ ہماری بلا پر ناصبور نہین ہی مین اُس کے غم کی خاک پا کو سرمہ اپنی آنکھ کا بناؤن کہ ایسی کرم و عزیز چیز میرے پاس بھیجی تا میری دونون آنکھین کہ دو دریا ہین گوہر سے بھر جائین جو مراد اشک سے ہی اور البکاء ینور القلوب فرمایا ہی مخلوق جو اشک کہ اُس کے شوق مین بہاتی ہی وہ اشک نہین ہین گوہر ہین گو اُن کو یہ لوگ اشک جانین مین جو اپنے جان جان سے شکایت کرتا ہون یہ شکایت نہین ہی نہ مین شاکی بلکہ اُس کی کیفیت بیان کرتا ہون اور اوروں کا نقل کیا ہوا کہ عاشقون کا ایسا حال ہوتا ہی دل تو یہ کہتا ہی کہ مین اُس سے رنج پاتا ہون اور مین اُس کے نفاق سے سست ہنستا ہون کہ بظاہر یہ جور و جفا ہی بحقیقت نہین ہی اب کہتے ہین مین نہین جانتا تو میرے ساتھ راستی کر یعنے جو ٹھیک بات ہو کہ تو فخر راست لوگون کا ہی اور صدر و بالانشین اور مین تیرے دروازہ کا آستان جو زیر پا رہتا ہی پھر کہتے ہین کیسا صدر اور کیسا آستان درحقیقت یہ ہین کہان جہان ہما را یار ہی وہان ما و من کا گذر ہی کب ہی اور دوئی کا ٹھکانا کہان آی تو وہ ہی کہ تیری جان او من سے چھوٹی ہوئی ہی ما و من کو تجھ مین دخل نہین اور پھر مرد و زن مین تو ایک لطیفہ روح کا ہی کہ وہ دراصل ایک ہی چنانچہ آیندہ فرمایا کہ مرد و زن اگر ایک ہو جائین یعنے یہ تعین تام و ذات کا جسنے علحدہ علحدہ اور دو کر رکھا ہی برطرف ہو جاے تو دونون ایک ہین اور وہ ایک تو ہی ہی ظاہر کہ روح مرد و زن دونون کی یکسان ہی اور اوپر لطیفہ روح اُس کو فرما چکے ہین دوسرا مصرع گویا تفسیر ہی کہ ایسے ہی جتنے یک ہین اپنے اسم و ذات مین جدا جدا جب وہ مٹ جائین بس وہ تو ہی ہی بے تامل یہ من و ما جو ہر ایک اسم و ذات علحدہ علحدہ ٹھہرائے اور بنائے ہین اسواسطے ہین کہ تو آپ اپنے ساتھ نرد خدمت کی کھیلے یعنی اس من و ما کے لباس مین اپنا معبود اور عابد آپ بنے اور نیز اسواسطے کہ تو ما و تو سے ایک جوہر اور ایک ذات ہو اور آخر کار اس مائی و توئی کو مٹا کے اپنا دلبر آپ ہوے اور یہ من و تو سب ایک جان ہو کے انجام کار جانان مین مستغرق ہو جائین اب فرماتے ہین جو کچھ ہمنے کہا یہ باتین ہست مواقعی ہین اب تو آ اور حکم کر جیسا چاہے ویسا کہ تو ہمارے بیان و سخن سے پاک ہی جو کچھ ہم بیان کرین الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے عاقبت محو کے مجتمع لکھا ہی قولہ چشم جسماد تو اند دید نت ٭ در خیال آر دغم و خندید نت ٭

دل کہ او بستہ غم خندیدنست ٭ تو بگو کے لائق این دیدنست ٭ آنکہ او بستہ غم وخندہ بود ٭ او بدین دو عاریت زندہ بود ٭
باغ سبز عشق کو بے منتہاست ٭ جز غم وشادی درو بس میوہاست ٭ عشق از این ہر دو حالت برترست ٭ بے بہار
وبے خزان سبز وترست ٭ دہ زکوۃ روے خوب ای خوبرو ٭ شرح جان شرحہ شرحہ باز گو ٭ کز کرشمہ غمزہ غمازۂ ٭ بر دلم
بنہاد داغے تازۂ ٭ من حلالش کردم ار خونم بریخت ٭ من ہمیگفتم حلال او میگریخت ٭ چہ گریزانی ز نالہ خاکیان ٭
غم چہ ریزی بر دل غمناکیان ٭ ایکہ ہر صبحی کہ از مشرق بتافت ٭ ہمچو چشمہ مشرقت در جوش یافت ٭ چہ بہانہ میدہی
شیدات را ٭ اے بہانہ شکر لبہات را ٭ ای جہان کہنہ را تو جان نو ٭ از تن بیجان و دل افغان شنو ٭ شرح گل بگذار از بہر
خدا ٭ شرح بلبل گو کہ شد از گل جدا ٭ از غم وشادی نباشد جوش ما ٭ با خیال و وہم نبود ہوش ما ٭ حالتِ دیگر بود
کان نادرست ٭ تو مشو منکر کہ حق بس قادرست ٭ تو قیاس از حالتِ انسان مکن ٭ منزل اندر جور و از احسان مکن ٭
جور واحسان رنج وشادی حادثست ٭ حادثان میرند حق شان وارثست ٭ المعنی حادث نو پیدا وارث میراث گیرندہ
یعنے یہ آنکھیں ظاہری جسمی بھلا تجکو کب دیکھ سکتی ہین کہ تیرے غم وخندہ کو خیال ہین لاتی ہین یعنے رنج وشادی کو اور ہر ایک
سے ناخوش وخوش اگر رنج سامنے آیا ناخوش ہوئی اور اگر شادی نظر آئی خوش ہوگئی ایسی آنکھ گرفتار خیال کیسے
دیکھ سکتی ہو ایسے ہی جو دل مقید اس غم وخندہ کا ہو تو ہی بتا وہ قابل اُس کی دید کے کب ہو کس لیے کہ جو مقید غم وخندہ
کا ہو وہ انھین دو عاریت کے ساتھ زندہ رہتا ہو اور عاریت بدین لحاظ کہ دونون کا اعتبار نہین نہ غم کا نہ خندہ کا جیسے
منگنئی کی چیز بے اعتبار ہوتی ہو ہان باغ عشق کا کہ وہ سبز وبے انتہا ہو جس کی صفت مین کہا ہو ع ازل دروازۂ باغ
و ابد حد خیابانش ٭ اس مین غم وشادی کے سوا اور بہت سے میوے ہین مثلاً رضا وتسلیم وغیرہم اور عشق ان دونون
حالت سے بڑھکر ہو نہ اُس مین بہار کا دخل نہ خزان کا تصرف ہمیشہ ہرا بھرا سبز وتر بس اے خوبرو زکوۃ اپنے حسن کی ہم
عاشقون کو دے اور ہماری جان جو تیرے عشق سے پارہ پارہ ہو رہی ہو اُس کی شرح خود بیان کرتا ہم جانین کہ ہمارے عشق
کی تیرے آگے قدر ہو کسواسطے کہ تیرے غمزۂ غماز نے جو راز دل کو چھپنے نہین دیتا اپنے کرشمہ سے ایک داغ تازہ
میرے دل پر رکھا ہو یعنے تازے تازے داغ دیتا ہو مین نے اُس غمزہ کو اپنا خون حلال کر دیا کہ خون میرا بہائے
مگر مین حلال ہی کرتا تھا اور وہ بے پروا مجھ سے بھاگتا تھا خیال تو کر ہم لوگ خاکی ناچیز ہین تو ہمارے
نالے سے کیون گریزان ہو اور ہم غمناکیون کے دل پر کیون غم بکھیرتا ہو آہ تو وہ ہو کہ جو صبح مشرق سے چمکی مثل
دریا کے اپنے مشرق کو جوش مین پایا پھر تو اپنے شیدا سے کیون بہانے کرتا ہو کہ یہ بہانہ تیرے لبون کی شکر ہو
اے بغایت شیرین آہ تو اس جہان کہنہ کی جان تازہ ہو کہ جانے کس مدت سے ہو اور ویسا ہی تازہ تو میرے
تن بیجان و دل کی بھی فریاد سن آپ کہتے ہین کہ تو جو بیان گل کا کر رہا ہو واسطے خدا کے اس کو چھوڑ اور بیان بلبل کا
کر کہ گل کی جدائی سے اُس کا کیا حال ہوا حاصل یہ کہ تو جو بیان معشوق کا کر رہا ہو جیسا کہ اشعار مذکورہ سے ظاہر

اس کو چھوڑ کے بیان عاشق کا کرا اور وہ یہ کہ ہمارا ہوش وولولہ کسی غم وشادی سے نہین ہو نہ ہمارا ہوش کسی خیال
ووہم کا ساتھی سب عشق سے ہو ہماری حالت ہی اور ہو کہ وہ نادر ہو اور النادر کالمعدوم پھر دوسرے کو کب نصیب
پھر کہتے ہین ایسی بات مت کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا منکر مت ہو وہ ہر شی پر قادر ہو اگر اورون کی بھی یہ حالت ہو
تو کیا بعید تو اس بات کو حالت انسان پر قیاس مت کر کہ کبھی غم مین گھر بناتا ہو کبھی شادی مین یہ جور واحسان اور
رنج وشادی سب حادث ہین سب مرجاتے ہین سب کا وارث خدا تعالیٰ ہوتا ہو انا نحن نحیی و نمیت و نحن الوارثون
یعنے ہمین زندہ کرتے ہین اور ہمین مارتے ہین اور ہمین وارثون سے ہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین چشم جسمانہ کی
جگہ چشمانتہ اور بجاے دل کہ او دل کو اور دو عاریت کو در عاریت اور عشق از این کے ٹھکانے عاشقی زین او راز خوئم
کے بجاے از جویم غلط ہو **قولہ** صبح شد ای صبح را پشت و پناہ ٭ عذر مخدومی حسام الدین بخواہ ٭ عذر خواہ عقل کل و
جان توئی ٭ جان جان و تابش مرجان توئی ٭ تافت نور صبح ما از نور تو ٭ در صبوحی باے منصور تو ٭ دادۂ تو چون
چنین دارو مرا ٭ بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا ٭ بادہ در جوشش گداے جوش ماست ٭ چرخ در گردش گداے ہوش
ماست ٭ بادہ از ما مست شد نے ما ازو ٭ قالب از ما ہست شد نے ما ازو ٭ ما چو زنبوریم قالبہا چو موم ٭ خانہ خانہ کرد
قالب را چو موم ٭ بس دراز ست این حدیث خواجہ گو ٭ تا چہ شد احوال آن مرد نکو ٭ المعنی عذر بہانہ و معذور داشتن
صبوحی بفتح وہ شراب کہ صبح کو پیئین حسام الدین ایک بڑے عالم فقیہ ہمعصر مولانا رح کے تھے کہ ان کی فرمائش مثنوی
کی تھی اور ان کو مولانا نے مخدومی کہا ہو چنانچہ فرمایا کہ صبح ہوئی او ای پشت و پناہ صبح کے کہ مراد اپنی ذات سے ہو مبالغتہً
کہ اور تو صبح نفس کہلاتے ہین یعنی صبح کا پشت و پناہ ہون اس مثنوی کے بارے مین مخدومی حسام الدین سے عذر خواہی کر
اب عذر خواہ انکار تصنیف کا ہو خواہ اور بات کا اس شعر اور نیز اشعار لاحق مین کوئی صراحت نہین ہو صاحب بحر العلوم کو
کچھ معلوم ہوئی ہوگی پھر انھین کی طرف خطاب ہو کہ تو وہ شخص ہو کہ عقل کل بھی باوجود اس علم وعقل کے تیرے سامنے
عذر خواہ ہو اور علی ہذا جان اور تو ہی جان کی جان ہو اور چمک ودمک مرجان کی جو مراد سخن سے ہو خواہ رنگین خواہ
غیر رنگین مگر با آب وتاب کسواسطے کہ مرجان مونگے اور موتی دونون کو کہتے ہین تیرے ہی نور سے نور ہماری صبح کا چمکا اس
صبوحی مین جو تیری منصوری سے بہنے کی تو ہی نے مجکو ایسی دارو بے ہوشی دیدی ہو کہ شراب کیا چیز ہو جو مجکو
ایسی مستی وطرب مین لا سکے اب شعر بعدا اور بعد البعد دونون اوپر گذر چکے ہین مگر یہان بھی شرح اور متن قلمی دونون
مین لکھے ملے ناچار رہنے دیے گو مکرر ہین اور مختصر معنی ان کے بھی ترتیباً لکھدیے کہ بادہ ہو کیا چیز اپنے جوشش
مین گدا ہمارے جوش کی ہو اور چرخ گردش مین گدا ہمارے ہوش کا ہوش بمعنے جان یعنے جیسے یہ سریع السیر ہو
ایسا چرخ کہان ہو بادہ ہمسے مست ہوئی نہ ہم اس سے قالب ہمسے ہست ہوا نہ ہم قالب سے اور قالب وہ قالب
اول آدم علیہ السلام سے ہم مثل زنبور عسل کے ہین اور قالب ہمارے موم جیسے زنبور موم سے خانے خانے بنا کے

اپنے اپنے خانے مین رہتی ہین ایسا ہی ہمارا حال ہی اور ہمارے قالب مین اصل سب کی ایک موم قالب آدم علیہ السلام کا ہی جو سب سے پہلے ہی شعر آیندہ گریز فرماتے ہین یہ بات تو نہایت طول طویل ہی اب تو ذکر خواجہ تاجر کا کر اور بتا کہ اُس نیکمرد کا کیا حال ہوا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے داد و تو کے داد حق ہی

رجوع بحکایت خواجہ تاجر

قولہ خواجہ اندر آتش درد چنین * صد پراگندہ ہمیگفت اینچنین * گہ تناقض گہ نیاز و گاہ ناز * گاہ سوداے حقیقت گہ مجاز * مرد غرقہ گشتہ راہی میکند * دست ہر دم در گیاہے میزند * تا کدامش دست گیرد در خطر * دست و پاے میزند از بیم سر * دوست دارد دوست این آشفتگی * کوشش بیہودہ بہ از خفتگی * آنکہ او شاہست او بیکار نیست * نالہ از وے طرفہ کو بیمار نیست * بہر این فرمود رحمن ای پسر * کل یوم ہو فی شان ای پسر * اندرین رہ میتراش و میخراش * تا دم آخر دمی فارغ مباش * تا دم آخر دمی آخر بود * کہ عنایت با تو صاحب سر بود * ہرچہ کوشد جان کہ در مرد و زنست * گوش و چشم شاہ جان بر روزنست * این سخن پایان ندارد ایعمو * قصۂ طوطی و خواجہ باز گو * المعنی تناقض ضد ایک دوسرے کی ہونا عمو بفتح گمراہ و خوار ہے خواجہ ایسی درد کی آگ مین کہ طوطی پھڑپھڑا کے مردہ صورت ہو گئی سیکڑون باتین پریشان اس قسم کی کہتا تھا کہ جن مین کبھی تناقض ہوتا تھا کبھی نیاز کبھی ناز کبھی سوداے حقیقت کبھی مجاز کہ یہ سب بھی ضد ایک دوسرے کے ہین گویا دیوانہ ہو گیا تھا جیسے ڈوبا ہوا آدمی بچاؤ کی راہ پیدا کرتا ہی اور ہر دم گیاہ پر ہاتھ ڈالتا ہی مثل ہندی مثل کے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہی تا کوئی اُس کا اُس خطر مین ہاتھ پکڑ لے اور سر کے خوف سے کہ عبارت جان سے ہی ہاتھ پاؤن مارتا ہی اب فرماتے ہین کہ اس قسم کی آشفتگی جیسی کہ ڈوبتے کو ہوتی ہی یا اُس سوداگر کو ہوئی ہر چند کار آمد نہین مگر دوست کو جو خدا تعالے ہی پسند ہی پس گو کوشش بیہودہ و بے فائدہ ہو تاہم غفلت اور بچنتی سے نہین چاہیے جیسے فارغ آدمی چادر اوڑھ کے سو رہتے ہین خیال تو کر اُس کو جو بادشاہ عالم کا ہی خود وہ بیکار نہین حالانکہ اُس کو حاجت کام کی کیا جس نے کن کہہ کے جملہ مخلوق موجود کر دی اور یہ کام مین ہونا اُس کا ایسا ہی جیسے کوئی شخص بیمار نہین ہی اور نالہ کرتا ہی کہ سب کے نزدیک عجیب و طرفہ بات ہی اسی واسطے رحمن نے ای پسر کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِیْ شَاْنٍ فرمایا ہی یعنے ہر روز کا نیا حال ہی بس ظاہر کہ مشیت اُس کی ہر روز جداگانہ ہی پھر بیکار کیسے ہوا لابد جبتک تو راہ دنیا مین ہی اپنی راہ کو چھیلتا صاف و ہموار کرتا رہ اور تا دم آخر فارغ مت بن تا ہنگام سفر اچھی طرح مرور کر سکے اور آخر وقت مین شاید کوئی دم آخر ایسا ہو جاے کہ تیرے ساتھ عنایت صاحب سر یعنے جان کی ہو جاے جو کوئی کوشش کرتا ہی اور دل سے اُس کے کام مین مشغول ہوتا ہی چاہے مرد ہو چاہے عورت اُس کے روزن پر گوش و چشم شاہ جان کی لگی رہتی ہی وہ سب دیکھتا سنتا ہی شعر بعد پھر کہتا ہی کہ اس بات کی تو ای عمو کچھ نہایت نہین ہی تو قصہ طوطی و خواجہ کا بیان کر الخلاف شرح بحر العلوم مین سودا اور حقیقت کے درمیان اور

ایک گہ اور لکھا ہی اور بجاے راہے کے جاے میکند اور میرند کی جگہ میرحم آ اور لفظ رحمن کو ہر جگہ اس صورت پر رحمان غلط لکھا ہی رحمن نام خدا یتعالے کا ہی اور مسیلمہ کذاب کا بھی لہذا محققین نے اس کو الف خفی سے لکھنا پسند کیا ہی اور مسیلمہ کے نام کو الف جلی سے بنا بر امتیاز یکدیگر

پنجرہ سے نکال کے باہر ڈالدینا طوطی کو

قولہ بعد از انش از قفس بیرون فگند ٭ طوطیک پرید تا شاخ بلند ٭ طوطی مردہ چنان پرواز کرد ٭ کافتاب از شرق ترک وتاز کرد ٭ خواجہ حیران گشت اندر کار مرغ ٭ بیخبر ناگہ بدید اسرار مرغ ٭ روے بالا کرد گفت ایعندلیب ٭ از بیان حال خودمان دہ نصیب ٭ او چہ کرد آنجا کہ تو آموختی ٭ چشم ما از مکر خود بردوختی ٭ ساختی مکرے و مارا سوختی ٭ سوختی مارا وخود افروختی ٭ گفت طوطی کو بعقلم پند داد ٭ کہ رہا کن نطق وآواز وکشاد ٭ زانکہ آوازت ترا دربند کرد ٭ خویش او مردہ پے این پند کرد ٭ یعنے ای مطرب شدہ با عام وخاص ٭ مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص ٭ دانہ باشی مرغکانت برچنند ٭ غنچہ باشی کودکانت برکنند ٭ دانہ پنہان کن بکلی دام شو ٭ غنچہ پنہان کن گیاہ بام شو ٭ ہرکہ داد او حسن خود را بر مزاد ٭ صد قضاے بد سوے او رو نہاد ٭ چشمہا وخشمہا ورشکہا ٭ بر سرش ریزد چو آب از مشکہا ٭ دشمنان او را ز غیرت میدرند ٭ دوستان ہم روزگارش میبرند ٭ آنکہ غافل باشد از کشت بہار ٭ او چہ داند قیمت این روزگار ٭ در پناہ لطف حق باید گریخت ٭ کو ہزاران لطف بر ارواح ریخت ٭ تا بیابے ز د پناہ و چہ پناہ ٭ آب وآتش مر ترا گردد سپاہ ٭ نوح وموسی را نہ دریا یار شد ٭ نے بر اعداشان بکین قہار شد ٭ آتش ابراہیم را نے قلعہ بود ٭ تا برآورد از دل نمرود دود ٭ کوہ یحیے را نسوے خویش خواند ٭ قاصدانش را برجم سنگ راند ٭ گفت ای یحیے بیا در من گریز ٭ تا پناہت باشم از شمشیر تیز ٭ المعنی مزاد زیادہ کردہ شدہ قاصد ارادہ کرنے والا وبمعنی مستعد بقتل نیز رجم سنگسار کرنا یعنے اُس سوداگر نے طوطی کو مردہ جانکر پنجرہ سے نکال کے باہر ڈالدیا طوطی اُڑ کے شاخ بلند پر جا بیٹھی اُس طوطی مردہ نے ایسا پرواز کیا جیسے آفتاب مشرق سے ترکتاز کرتا ہی سنا گیا کہ آفتاب سے وقت طلوع وغروب کے ایک آواز پھر پھر پُرزور نکلتی ہی کہ لوگ قرب وجوار اُس ملک کے آواز ایک دوسرے کی اُسوقت نہین سُن پاتے اسی مناسبت سے اُس کے پھرانے کو بھی آفتاب سے تشبیہ کی ہی خواجہ اس مرغ کے کام مین حیران ہوا کسواسطے کہ اس کیفیت سے بیخبر تھا یکایک یہ بھید اُس کے دیکھنے مین آیا منھ اوپر اُٹھا کے کہا ای بلبل خوش الحان اپنا حال بیان کر اور ہمارا بھی اپنے حال مین حصہ کر کہ اُس طوطی نے وہان کیا کیا جس کو سُن کے تونے سیکھ لیا اور ہماری آنکھین اپنی مکر سے بند کردین کہ ہمکو تیرا مکر نسوجھا کیسا مکر تونے کیا جس سے ہمکو سوختہ برشتہ کر دیا اور آپ کو فروختہ ہوئی ای خرم وشاد طوطی نے کہا کہ اُس نے موافق عقل کے نصیحت دی کہ اپنی گویائی اور [illegible] سب چھوڑ دے کشادہ سے وہ مراد ہے کہ پرندہ سر [illegible] مین ہو کے [illegible]

اسلیے کہ تیری آواز نے تجکو قید کیا ہی اس سبب سے اُس طوطی نے آپ کو مردہ بنایا اور یہ نصیحت مجکو دی کہ مردہ بنجا تو تو ایک مطرب خاص وعام کی بن رہی ہی ہر کوئی تجھسے طرب اُٹھاتا ہی بس تو میری طرح مردہ ہوجا تو اس سے خلاص پائے اگر دانہ بنیگی مرغ تجکو بین کھائینگے اور اگر غنچہ ٹرکے تو بین گے تو دانہ یعنے نطق کو چھپا بالکل دام ہوجا اور غنچہ کو پوشیدہ کرچھت کی گھاس بنجا تا دام سمجھکے تجھسے دور رہین اور گھاس جان کے نوچ ڈالین نہین جانتے جس نے اپنے حسن کو بڑھایا سیکڑون قضائین بد اُسکی طرف متوجہ ہوئین کیا بد نظرین کیا لوگون کے خشم ورشک بس ایسی اُس کے سرپر بیٹھنے لگتے ہین جیسے مشکون سے پانی دشمن اُس کو رشک سے پھاڑتے ہین دوست بھی اُس کے معاملے سے توجہ اٹھا لیتے ہین جو لوگ کہ سیر بہار سے غافل ہین وہ قدر اسوقت کی نہین جانتے اور جب اس کی کیفیت سے حظ اُٹھا لیتے ہین تو بے اُسکے اُن کو بڑی دشواری ہوتی ہی ایسے ہی تو بھی اُن مین ایک بہار ہی تیرے بدون اُن کو لطف کب ہی جو تیری ویسی رہائی ہوئے آب مقولات خاص مولانا کے ہین کہ لطف حق کے پناہ مین ہر کسی کو بھاگنا چاہیے جس نے ہزارون لطف ارواح پر ہٹوئے ہین تو ہر امر مین تو اُس سے پناہ پائے اور کیسی پناہ کہ آب وآتش جو عناصر مین غالب عنصر ہین تیرے دشمن کے دفع کو تیری فوج وسپاہ ہوجائین دیکھو تو حضرت نوح اور موسیٰ کا دریا کیسا مددگار ہوا اور اُسکی قوم کفار کو ڈبویا اور کیسا کینہ کے ساتھ قہار بنا آگ ابراہیم کے واسطے کیسی قلعہ بن گئی جس نے نمرود کے دل سے دھوان اُٹھادیا حضرت یحیے کو پہاڑ نے اپنی طرف نہین بلایا اور جو اُن کے قتل پر مستعد تھے اُن کو سنگسار کیا صاف یحییٰ سے کہا کہ میری طرف بھاگ آ تو مین اپنی تیغ تیز سے تمہارا پناہ ہوون مناسبت پہاڑ کی تیغ سے یہ کہ پہاڑ کی چوٹی کو تیغ کوہ کہتے ہین الخلاف شرح بحرالعلوم مین بجاے ترک وتانے کے ترکی تازا ور ہر کہ داد او کی جگہ داد واو اور روزگارش کے ٹھکانے روزگارش غافل باشد کی جگہ غافل بود اور بجاے رجم کے زخم اور از شمشیر کو او تیغ لکھا ہے

وصیت کرنا طوطی کا خواجہ کو اور اُڑ جانا

قولہ یکدو پندش داد طوطی بے نفاق ٭ بعد از ان گفتش سلام والفراق ٭ الوداع ای خواجہ کردی مرحمت ٭ کردی آزادم زقید مظلمت ٭ الوداع ایخواجہ رفتم تا وطن ٭ ہم شوی آزاد روزی ہمچو من ٭ خواجہ گفتش فی امان اللہ برو ٭ مرمرا اکنون نمودی راہ نو ٭ سوے ہندستان اصلی رونہاد ٭ بعد شدت از فرح دل گشتہ شاد ٭ خواجہ باخود گفت این پند منست ٭ راہ او گیرم کہ این رہ روشن ست ٭ جان من کمتر ز طوطی کے بود ٭ جان چنین باید کہ نیکو پے بود ٭ تن قفس شکلست زان شد خار جان ٭ در فریب داخلان وخارجان ٭ المعنی یعنے طوطی نے بعد بیان بھید اس حرکت کے جو مردہ بنگئی تھی ایک دو باتین نصیحت کی اور اُس سے کہین بعد اُس کے سلام والفراق کہا کہ اے خواجہ مین تجکو رخصت کرتی ہون تو نے بڑی مرحمت کی کہ مجکو اس قید مظلمت سے چھڑایا تیرے ہی ذریعہ سے مین خلاص ہوئی اور اب مین اپنے وطن کو جاتی ہون اور تجکو رخصت کرتی ہون میری طرح تو بھی کسی دن اس قفس تن سے آزاد ہوجاے گا خواجہ نے کہا فی امان اللہ جا تو نے مجکو بھی ایک نئی راہ بتادی

کہ قفس تن سے آزادی بے مردہ ہونے کے نہین ہی بس طوطی طرف ہندوستان کے جو اُس کی اصل جگہ تھی
متوجہ ہوئی اور بہت دنون شدت اٹھاکے فرح سے دلشاد ہوئی خواجہ نے دل مین کہا کہ یہ بڑی نصیحت میرے
حق مین ہی مین بھی اُس کی راہ اختیار کرون جو مردہ ہوجاتا ہی کسواسطے کہ یہ راہ روشن ہی میری جان طوطی کی
جان سے کب کم ہی میری بھی ایسی ہی جان ہونا چاہیے کہ اپنی اصل کے فراق مین رہے اور اُسی کی طرف
رجوع کرے کہ ایسے ہی جان فرخ زہوتی ہی تن آدمی کا بشکل قفس کے ہی لیکن جان کے حق مین خار ہی اس
سبب سے کہ داخلون اور خارجون کے فریب مین پڑا ہی داخل نفس وحرص خارج مدحت ومحمدت خوشامدیون
کی کہ جنسے عجب وغرور پیدا ہوتا ہی اور جان کہ وہ پاکیزہ شئی لطیفہ الٰہی ہی ایسے افعال ذمیمہ سے رنج وآزار
پاتی ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے سلام والفراق کے سلام الفراق بعد شدت کی جگہ بعد از شدت
اور بزاان شد خار کو نا خار غلط لکھا ہی

بیان مضرت تعظیم خلق اور انگشت نما ہونا

قولہ اینش گوید من شوم ہمراز تو ✤ دانش گوید بے منم انباز تو ✤ اینش گوید نیست چون تو در وجود ✤ در کمال فضل و
در احسان وجود ✤ آنش گوید ہردو عالم آن تست ✤ جملہ جانہا مان طفیل جان تست ✤ اینش خواندگاہ عیش و
خرمی ✤ آنش گوید گاہ نوش وہمدمی ✤ اوچو بیند خلق را سرمست خویش ✤ از تکبر میرود از دست خویش ✤ او نداند
کہ ہزاران راچو او ✤ دیو افگندست اندر آبجو ✤ لطف وسالوس جہان خوش لقمہ ایست ✤ کمترش خورگان پر آتش
لقمہ ایست ✤ آتشش پنہان وذوقش آشکار ✤ دود او پیدا شود پایان کار ✤ تو نگو آن مدح را من کے خرم ✤ از طمع میگوید
او من پے برم ✤ مادحت گر ہجو گوید برملا ✤ روزہا سوزد دلت زان سوزہا ✤ گرچہ دانی کو زحرمان گفت آن ✤ کان
طمع کہ داشت از تو شد زیان ✤ آن اثر میماندت در اندرون ✤ در مدیح این حالتے ہست آزمون ✤ آن اثر ہم روزہا
باقی بود ✤ مایہ کبر وخداع جان شود ✤ نیک بنماید چو شیرین نیست مدح ✤ بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح ✤ ہمچو مطبوخست وحب
کانرا خوری ✤ تا بدیری شورش ورنج اندری ✤ ورخوری حلوا بود ذوقش دمے ✤ این اثر چون آن نمیپاید ہمے ✤ چون
نمی پاید ہمی ماند نہان ✤ ہر ضدیرا تو بضد آن بدان ✤ المعنی سالوس بواو معروف خوشگو وچرب زبان حرمان بالکسر
محرومی مدیح بمعنی مدح آزمون امتحان وآزمائش خداع بکسر فریب قدح بالفتح ضد مدح مطبوخ بالفتح ہر چیز آگ کی پکی ہوئی
خصوصًا جوشاندہ دوا حب بالفتح دانہ ہر چیز اور دوا کی گولی وہ جو اوپر داخلان اور خارجان کہا ہی کہ تو ان کے فریب مین
پڑا ہی اُنھین کا بیان ہی بس این کا اشارہ ہی طرف داخل کے کہ قریب ہی اور آن کا جانب خارج کے کہ بعید ہی چنانچہ فرمایا
کہ جو شخص فریب نفس مین پڑا ہی نفس تو اُس سے کہتا ہی کہ جو دل چاہے سو کر مین تیرا ہمراز ہون اور وہ فرضی خارجی
اُس سے کہتا ہی کہ مین تیرا شریک ہون یہ کہتا ہی کہ تجھسا کوئی پیدا نہوا نہ کمال وفضل مین نہ احسان وجود مین وہ

اُس سے کہتا ہی کہ دونون جہان تیری ملک اور تیرے ہی واسطے ہین اور ہم سب کی جانین تیرے ہی جان کی طفیل
ہین اگر تو نہوتا تو کچھ نہوتا یہ اُس کو اسطرف بُلاتا ہی کہ وقت عیش وخرمی کا ہی اور وہ اُس سے کہتا ہی کہ وقت نوش وہمدمی
کا ہی یعنے ہمدمون مین لطف نوش وہمدمی کا اُٹھا اور وہ جس کو یہ داخلی وخارجی ایسی باتین سناتے سوجھاتے ہین
جب دیکھتا ہی کہ مخلوق میری مست ہو رہی ہی اور میرے نشہ مین چور ہی مارے غرور کے آپ مین نہین رہتا
یہ نہین جانتا کہ اُس جیسے لاکھون کو شیطان نے آبجو مین ڈبویا ہی یعنے تھوڑے پانی مین اہل جہان کا لطف اور
چکنی باتین ہین تو ایک لقمہ خوش دلپسند مگر تھوڑا کھا کہ یہ آگ کا بھرا ہوا ہی درون وبرون دونون کو جلا دیگا آگ
تو اس کی چھپی ہی اور مزہ ظاہر بس انجام مین دھوان تجھسے ضرور اُٹھائیگی جیسے چھپی ہوئی آگ سے دھوان اُٹھتا ہی
یہ مت کہہ کہ اُس مدح کا مین خریدار نہین ہون سچ نہین جانتا اور خوب سمجھتا ہون کہ وہ طمع کی سبب سے کہتا ہی
کسواسطے کہ اگر وہی مادح تیری ہجو کرے تو کیسا مدتون تیرا دل غم وغصہ سے جلے اگرچہ تو جانتا ہی کہ سچ نہین کہتا مجھسے
محروم رہا ہی کچھ پایا نہین اس لیے کہتا ہی پھر جب اس کا اثر تیرے دل مین مدتون رہتا ہی تو مدح کی بھی یہی حالت سمجھ
اُس کا اثر کیسے نہوگا چاہے اس کو آزما لے اُس کا اثر بھی مدتون رہتا ہی اور باعث غرور اور دھوکے جان کا بنتا ہی مدح شیرین
چیز ہی تجکو میٹھی معلوم ہوتی ہی اور ہجو تلخ شی ہی بُری معلوم ہوتی ہی آخر دونون اپنا اثر کرتی ہین یا نہین جیسے جوشاندہ
یا گولیان کسی دوا کی کھانے سے اُس کا رنج اور شورش دیر تک رہتی ہی اور دل لوٹ پوٹ ہوتا ہی اور اگر حلوا کھاے
تو مزہ اُس کا تھوڑی دیر کا ہی بہت نہین ٹھہرتا اور اس کا اثر ایسا نہین کہ اُس کے اثر کیطرح پائدار ہی کہے حلوا سے مراد
یہی حلوا نہین ہی جو خاص زبان زد عوام ہی بلکہ عام شیرینی کوئی قسم ہو لیکن تو اُس مطبوخ اور حب اور اس حلوا دونون
کو اپنے اپنے اثر مین ایک برابر جان کسواسطے کہ ضد ایک دوسرے کی ہین وکل شئی یعرف باضدادہا فرمایا ہی یعنی
ہر شی اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہی بس جیسے ہجو کا اثر رہتا ہی مدح کا بھی ضرور ٹھہرتا ہی اگرچہ ٹھہرنا اس کا مثل حلوا کے ظاہر
نہین ہی مگر پوشیدہ ہی بس اس کے پوشیدہ مفسدے اسکے بہت بہت خرابیان لاتے ہین اور آفتین اُٹھاتے ہین الخلاف
شرح بحر العلوم مین بجاے نوش وہمدمی مرہے خورکان کی جگہ خورگان بکاف عجمی اور بجاے آتشش کے آتش ہے پرم
کو بے پرم خداع کو بداع نمی پاید کی جگہ نمی ماند لکھا ہی قولہ چون شکر باشد نہان تاثیر او ٭ بعد چندے دنبل آرد نیش جو ٭
ور حب ومطبوخ خوردی ای ظریف ٭ اندرون شد پاک زاخلاط کثیف ٭ نفس ازبس مدحہا فرعون شد ٭ کن ذلیل
النفس ہونا لا تسد ٭ تا توانی بندہ شو سلطان مباش ٭ زخم کش چون گوے شو چوگان مباش ٭ ورنہ چون لطفت
نماند وین جمال ٭ از تو آید آن حریفان را ملال ٭ آنجماعت کت ہمیداوند ریو ٭ چون ببینندت بگویندت کہ دیو ٭ جملہ گویندت
چو بینندت بدر ٭ مردہ از گور خود برکردہ سر ٭ ہمچو امرد کہ خدا نامش کنند ٭ تا بدین سالوس درد امش کنند ٭ چون بہ بدنامی
برآید ریش او ٭ دیو را ننگ آید از تفتیش او ٭ دیو سوے آدمی شد بہر شر ٭ سوے تو نایدکہ از دیوے بتر ٭

تا تو بودی آدمی دیو از پیت ✤ میدوید و میچشانید از میت ✤ چون شدی در خوے دیوے استوار ✤ میگریزد از تو دیو
اے نابکار ✤ آنکه اندر دامنت آویخت او ✤ چون چنین گشتی ز تو بگریخت او ✤ المعنی ترجمہ مصرعہ عربی کا ہو ذلیل نفس
خواری کے ساتھ اور سردار مت بن یعنے جب شکر کی تاثیر چھپی ہوئی ہو تو بعد چند روز کے دنبل ظاہر کرتی ہو اور ایسے دنبل
جو نشتر کو ڈھونڈھتے ہین چیرے پھاڑے جاتے ہین آور اے دانا اگر حب و مطبوخ کھاے گا تو باطن تیرا کثیف
خلطون سے جو سودا صفرا بلغم خون ہین کہ انھین سے امراض باطنی بھی پیدا ہوتے ہین مثل عجب و غرور اور خشم و حسد
وغیرہم کے پاک ہوجاے گا نفس تیرا بہت سی تعریفون سے فرعون بنگیا تو اسکو ذلیل و خوار کر سید من نہ بنے دے
جتبک ہوسکے بندہ بن پادشاہ مت بن گیند کی طرح زخم کش چوگان ہو نہ چوگان اور ون کو زخم پہونچانے والا نہین
تو جب یہ لطف و جمال تیرا زوال مین آیا یہی حریف و ہم پیشہ تیرے تجھسے ملول و ناخوش ہونگے وہ لوگ جواب تجکو فریب
دے رہے ہین اسوقت مین جو دیکھین گے یہی کہین گے کہ دیو ہی پھر کوئی حسین و جمیل نہین بتلے گا اب جو تجکو دیکھکر
کہتے ہین کہ تو بدر ہی پھر یہی کہین گے کہ کوئی مردہ گور سے نکل آیا ہی لفظ بدر بفتحتین بھی جائز ہی جیسے امرد کہ ہر کوئی اُس کو
کدخدا کہتے ہین یعنے دولھا تا اس چرب زبانی سے اُس کو جال مین پھانسین جب وہ پھنس گیا اور بدنامی مین اُس نے
داڑھی نکالی تو پھر یہ کیا شیطان بھی اُسکی جستجو نہین کرتا اور اپنے کام کا نہین جانتا کہ اب اس سے کیا کام نکلے گا
شیطان تو آدمی کے پاس شر پیدا کرنے کو جاتا ہی تیرے پاس کیون آئے کہ تو تو شیطان سے بتر ہو چکا جب تک تو
آدمی تھا شیطان تیرے پیچھے لگا رہتا تھا اور اپنی شراب تجکو چکھاتا رہا جب تو عادت شیطانی مین مضبوط اور پکا
ہوگیا اب وہ تجھسے بھاگتا ہی تو ایسا شیطنت مین اُس سے بڑھگیا ورنہ وہ تیرے دامن مین لٹکا ہوا تھا ہی جب تو
ویسا ہوگیا بس تجکو چھوڑ بھاگا اور کہدیا انی بری منک مین تجھسے بری ہون الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے
کدخدا کے کہ خدا لکھا ہی اور معنی یہ کہ ملحد اُس کو خدا و مالک ٹھہراتے ہین شاید ٹھیک ہو دیو از پیت کو دیوار پیت غلط لکھا ہی

تفسیر مَاشَاءَ اللہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاءُ لَمْ یَکُنْ جو کچھ اللہ چاہتا ہی ہوتا ہی اور جو نہین چاہتا نہین ہوتا

قولہ اینہمہ گفتیم لیک اندر بسیچ ✤ بے عنایات خدا ہیچیم ہیچ ✤ بے عنایات حق و خاصان حق ✤ گر ملک باشد سیاہستش
ورق ✤ اے خداے قادر بیچون و چند ✤ از تو پیدا شد چنین قصر بلند ✤ واقفے بر حال بیرون و درون ✤ بے کم و بیشی و
بے چندی و چون ✤ اے خداے فضل تو حاجت روا ✤ با تو یاد ہیچکس نبود روا ✤ اینقدر ارشاد تو بخشیدۂ ✤ تا بدین
بس عیب ما پوشیدۂ ✤ قطرۂ دانش کہ بخشیدی ز پیش ✤ متصل گردان بدریاہاے خویش ✤ قطرۂ علمست اندر جان من ✤
وار ہانش از ہواے خاک تن ✤ پیش آن کین خاکہا خسفش کنند ✤ پیش ازان کین بادہا نسفش کنند ✤ گرچہ چون
نسفش کنند تو قادری ✤ کش ازیشان واستانے وا خری ✤ قطرۂ کان در ہوا شد یا کہ ریخت ✤ از خزینہ قدرت تو
کے گریخت ✤ گر در آید در عدم یا صد عدم ✤ چون بخوانیش او کند از سر قدم ✤ صد ہزاران ضد ضد را میکشد ✤

بازران حکم تو بیرون میکشد ✤ از عدمها سوے ہستی ہر زمان ✤ ہست یارب کاروان در کاروان ✤ المعنی

بھیج بہاے موعدہ قصد و ارادہ چون وچند کیف وکم خست بالفتح زمین مین وضنستا فست بسین بنیا د اکھیڑنا فرماتے

ہین اوپر جو مذکور ہوا یہ تو سب کچھ ہمنے کہا لیکن اصل یہ ہی کہ بے عنایات خدا کے ہم ہیچ ہی ہیچ ہین خوب جان لو

کہ بے عنایات حق او اُس کے خاص بندون کے اگر فرشتہ ہی تو اُس کا بھی ورق سیاہ ہی خواہ سیہ بخت خواہ سیناہلہ

بنظر اس کے مناجات کرتے ہین کہ ای خدا تو قادر ہی اور بیچون وچند ہی تجھی سے یہ قصر بلند آسمان پیدا ہوا جو کچھ اسکے

باہر ہی اور جو کچھ اسکے اندر. تو سب سے واقف جیسا ہی بذاتہ ویسا ہی نہ کم و بیش اُس مین نہ چون وچند آی خدا تیرا ہی فضل

حاجت روا ہی تیرے ہوتے کسی کی یا درو انہیں آسقدر ارشاد تونے بخشا ہی اور رہنمائی کی ہی اور اپنے ہی کرم سے

کتنے عیب ہمارے چھپائے ہین کہ تجکو واقف درون و برون جان کے ڈرتے ہین آور وہ قطرہ دانش کا جو اپنے

دریاے بے پایان سے ہمکو بخشا ہی اُس کو اپنے ہی دریاؤن دانش سے لگا رکھ تا غیر کی طرف نہ جھکے آور وہ قطرہ تیرے

علم کا جو میری جان مین ہی اُس کو ہواے خاک تن سے چھوڑا دے تا اس خاک مین آلودہ ہوکے خراب نہو جائے

جیسے بوند خاک پر گرکے خاک آلودہ ہو جاتی ہی قبل اس سے کہ یہ خاک زمین کی اس خاک تن کو اپنے بیچ مین دھنسائے

اور قبل اس سے کہ یہ ہوائین دنیا کی اُس کی بنیاد کو اکھیڑ دین جو دونون سے مرگ مراد ہی اگرچہ یہ بات ہی کہ جب باد

اُس کی بنیاد کو اُکھیڑے تو تو قادر ہی کہ کوئی بات اس خاکی تن کی بھی سُن لے اور پسند کرلے جو قطرہ کہ ہوا مین ہواے جوف

فلک مین کہ ابھی ٹپکا نہین ہی یا ٹپک پڑا تیرے خزانۂ قدرت سے بھاگ تو نہین گیا تجکو بدستور اُسپر قدرت ہی یہ نظیر اوپر

کے قول کی ہی جو نسبت تن خاکی کے التجا کی ہی اگر وہ قطرہ ایک عدم نہین سو عدم مین داخل ہو جائے جسوقت تو اُسکو بلائے گا

سر کے بل دوڑے گا فورًا لاکھون ضد کو ضد کھینچ لیتی ہی لیکن حکم تیرا اُس مین سے پھر نکال لیتا ہی اور یہ کچھ چھپی بات نہین

ہر وقت عدم سے ہستی مین ای پروردگار قافلہ در قافلہ چلے ہی آتے ہین سب دیکھتے ہین انخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے

ہواے خاک تن کے ہوا و زخاک اور نسف کی جگہ نشف کہ دونون کے معنی جداگانہ ہین لکھا ہی قولہ خاصہ ہر شب جملہ

افکار و عقول ✤ نیست گردد غرق در بحر نغول ✤ باز وقت صبح چون الاہیان ✤ بر زنند از بحر سر چون ماہیان ✤ در

خزان مین صد ہزاران شاخ و برگ ✤ از ہزیمت رفت در دریاے مرگ ✤ زاغ پوشیدہ سیہ چون نوحہ گر ✤ در

گلستان نوحہ کردہ بر خضر ✤ باز فرمان آید از سالار دہ ✤ مر عدم را کانچہ خوردی باز دہ ✤ انچہ خوردی وا دہ ای مرگ سیاہ ✤

از نبات و دروواز برگ وگیاہ ✤ ای برادر عقل یکدم با خود آر ✤ دمبدم در تو خزانست و بہار ✤ باغ راسبز و تر و تازہ ہبین ✤

پر زغنچہ ور دو سرو یاسمین ✤ زانبھی برگ پنہان گشتہ شاخ ✤ زان بہے گل نہان صحرا و کاخ ✤ این سخنہا کہ از

عقل کل ست ✤ بوے آن گلزار سبز و سنبل ست ✤ ای برادر یکدم از خود دور شو ✤ با خود آ و غرق بحر نور شو ✤ بوے

گل دیدی کہ آنجا گل نبود ✤ جوش مل دیدی کہ آنجا مل نبود ✤ بو قلاوز ست و رہبر مر ترا ✤ میبرد تا خلد و کوثر مر ترا ✤

بود وای چشم باشد نور ساز ✤ شد ز بوی دیدهٔ یعقوب باز ✤ بوی بد مر دیده را تاری کند ✤ بوی یوسف دیده را یاری کند ✤
تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش ✤ ہمچو او باگریہ و آشوب باش ✤ چون تو شیرین نیستی فرہاد باش ✤ چون نہ لیلی تو مجنون
گرد فاش ✤ المعنی نغول بضمتین عمیق و ژرف خضر بفتحتین تازگی و سبزی قلاوز بفتح قاف وضم واو و زای معجمہ ہیرو
مقدمۂ لشکر یعنے علاوہ کاروان در کاروان کے خاص اس بات کو غور کرو کہ ہر رات جملہ فکرین اور عقلین بحر عمیق خواب مین
ڈوب جاتی ہین اور نیست ہو جاتی ہین اور صبح کو پھر مثل اللہ والون کے اُسی دریا سے مچھلیون کی طرح سر نکالتی ہین اور اُسی
سے ہستی باقی ہین اسی واسطے اللّٰہی کہا ہے ای منسوب باللہ آور خزان کو دیکھ کہ لاکھون شاخ و برگ ہزیمت کھا کے
دریاے مرگ مین جا گرتے ہین زاغ نوحہ گرون کے مثل سیہ پوش ہوکے اُس سبزی و تازگی پر نوحہ گری کرتا ہے
تخصیص زاغ کی خزان مین کلام حضرت نظامی رحمہ سے بھی مستفاد ہے **شعر** چو باد خزانی درآید بباغ ✤ زمانہ دہد جاے
بلبل بزاغ ✤ پس زاغ کی نوحہ گری اور ہاے ہاے سے سالار رہ یعنے حاکم دنیا سے حکم عدم کو ہوتا ہے کہ جو کچھ
تو نے کھالیا ہے پھیر دے اور آے مرگ سیاہ کہ وہ عدم ہے جو کچھ نبات و گلاب و برگ و گیاہ سے تو کھا گیا ہے سب
دیدے اب فرماتے ہین ای بھائی ذرا تو ہوش پکڑ اور عقل اپنی ٹھکانے کر ایسے ہی دمبدم تو بھی خزان و بہار مین ہے کبھی
شگفتہ اور فرحناک ہوتا ہے اور کبھی منقبض اور غمناک خواہ بمقتضاے صورت خواہ بوجہ معنی اب دیکھ تو بہار مین باغ کیسا سبز
و تر و تازہ ہوتا ہے اور غنچہ اور گلاب اور سرو و یاسمین سے بھرا ہوا پتون کی انبوہی سے شاخین چھپی ہوتی ہین اور گل
کی کثرت سے صحرا و کاخ نہان ہوتے ہین میری بھی یہ باتین جو عطیہ عقل سے ہین اُسی گلزار سبزا اور سنبل تر
کی بو ہین یعنے وحدت کی پھر فرماتے ہین ای بھائی ذرا تو اپنی خودی سے الگ ہوجا اور ہوش مین آجا تا بحر
نور مین غرق ہوجاے دیکھ تو جہان گل نہ تھا وہان بوگل کی دیکھی اور جہان مل نہ تھی وہان جوش مل کا دیکھا بو
مراد انہین باتون سے جو عطیہ عقل کل ہین اور عقل کل ایسے ہی مل اور جوش مل بس تو اپنی خودی مٹا کے اسی
جوش و بو سے طالب گل و مل کا ہو کس واسطے کہ یہی بو تیری رہنما ہے تجکو خلد و کوثر تک پہونچا دے گی بو آنکھون کی
دوا اور آنکھون کی روشن کرنے والی ہے دیکھ تو بو ہی سے آنکھین یعقوب کی کھل گئی تھین مگر بو بد آنکھون کو اندھا کرتی
ہے اور بوے یوسف آنکھون کی مددگار ہے اب تو یوسف تو ہے نہین یعقوب بن اور مثل یعقوب کے عشق حقیقی مین گریہ اور
آشوب سے غافل مت ہو پھر تائیدًا فرماتے ہین کہ اگر شیرین نہین تو فرہاد کیون نہین ہوتا اور اگر لیلی نہین تو مجنون
کیون نہین بنتا ہمت کا مقتضا تو یہ تھا کہ یوسف بنتا یا شیرین اور لیلی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے سبز و سنبل
کے صحن و سنبل لکھا ہے

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

قولہ بشنو این پند از حکیم غزنوی ✤ تا بیابی در تن کہنہ نوی ✤ این رباعی را شنو از جان و دل ✤ تا برون آئی کلی از آب و گل ✤

پند اوراز دل وجان گوش کن ❊ هوش را جان ساز و جانرا هوش کن ❊ آن حکیم غزنوی شیخ کبیر ❊ گفته است این پند نیکو یاد گیر ❊ ناز را روے بباید همچو ورد ❊ چون نباشد گرد بدخوئے مگرد ❊ زشت باشد روے نازیبا وناز ❊ سخت باشد چشم نابینا و درد ❊ پیش یوسف نازش خوبی مکن ❊ جز نیاز و آه یعقوبی مکن ❊ معنے مردن زطوطی بد نیاز ❊ در نیاز و فقر خود را مرده ساز ❊ تا دم عیسے ترا زنده کند ❊ همچو خویشت خوب فرخنده کند ❊ در بهاران کے شود سرسبز سنگ ❊ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ ❊ سالها تو سنگ بودی دلخراش ❊ آزمون را یک زمانی خاک باش ❊

در بیان این شنو یک داستان ❊ تا بدانی اعتقاد راستان ❊ المعنی غزنوی منسوب بغزنین که نام شهر کا ہی نوی تازگی ورد گلاب نازش فخر بهاران مین الف نون زائدہ ہی مولانا رح فرماتے ہین که ایک پند حکیم غزنوی کی سُن تا تیرے تن کہنہ مین نوی وتازگی آجاے اس رُباعی کو اُس کی جان و دل سے سُن تو بالکل قید آب و گل یعنے جسمانی سے چھوٹ جاے اور مقام فنا کو پہونچے رباعی بنظر چار مصرعون کے کہا ہی نہ وہ رباعی اصطلاحی که اُس کے وزن پر نہین ہی بلکہ مصرعے غزل کے معلوم ہوتے ہین پھر فرماتے ہین که اُس کی پند کو دل وجان سے سُن ہوش کو جان بنا اور جان کو ہوش کر کسواسطے که اُس حکیم غزنوی نے کیسی اچھی پند کی ہی تو بھی اسکو خوب یاد رکھ اور وہ یہ ہی که ناز وہ کرے جس کی صورت گلاب سی ہو اور اگر ایسی صورت نہو تو ناز نہین بدخوئی ہی بدخوئی کے پاس ست پھٹک اس لیے که جب صورت نازیبا ہو تو ناز بھی زیبا نہین ایسا ہی جیسے اندھی آنکھ مین درد آپ مولانا رح فرماتے ہین که یوسف کے سامنے فخر اپنی خوبی کا مت کر بلکہ یعقوب کی سی نیاز و آہ کر وہ طوطی تاجر کی جو مرگئی تھی یہ اظہار نیاز تھا تو بھی نیاز و فقر مین آپ کو مردہ کر تو دم عیسے تجکو زندہ کرے اور اپنے مثل خوب و فرخندہ بنادے بہار مین ہر شی خرم و سرسبز ہو جاتی ہی مگر پتھر نہین ہوتا بس تو خاک ہو تو رنگ رنگ کے گل تجھسے پیدا ہون برسون تو سنگ دلخراش رہا لوگون کے دل نوچے دکھائے دم بھر کو تو خاک ہو جا اور امتحان کر دیکھ تو کیا ہوتا ہی آگے اب اسی کے بیان مین ایک داستان سُن تب تو جانے که راست لوگون کے ایسے اعتقاد ہوتے ہین **الخلاف**

شرح بحر العلوم مین چارون مصرعے حکیم سنائی کے ایسے بے ترتیب لکھے ہین که ایک سطر مین پہلے مصرعہ مولانا لکھا ہی بیچ مین دو مصرعے سنائی کے ایسے ہی دوسری سطر مین شاید مقصود اس سے علحدگی اُن کے کلام کی ہو اور منشا اس کا غلطی کلام کی ہی که پہلے مصرعہ مین روے کے راندار دہی دوسرے مصرعہ مین بجاے زشت جو مرادف نازیبا کا ہی عیب اور قافیہ مین ورد قافیہ ورد کے دونون مصرعون مین بازناز لکھا ہی اور مجکو پہلے سے یہ چارون مصرعے یاد تھے اور چوتھے مصرعہ مین درد اور بجاے نیاز و فقر کے قعر غلط ہی

داستان پیر چنگی کی که حضرت عمرؓ کے عہد مین فاقہ کے دن گورستان مین خدا کیواسطے چنگ بجاتا تھا

قوله آن شنیدستی که در عهد عمر ❊ بود چنگی مطربی با کر و فر ❊ بلبل از آواز او بیخود شدی ❊ یک طرب ز آواز خوبش صد شدی ❊

مجلس و مجمع دمش آراستی ٭ وز نوای او قیامت خاستی ٭ همچو اسرافیل کآوازش بفن ٭ مردگان را جان درآرد دربدن ٭ یا رسائل بود اسرافیل را ٭ کز سماعش پر برستی فیل را ٭ ساز و اسرافیل روزی ناله را ٭ جان دهد پوسیدهٔ صد ساله را ٭ یا چو داؤد از خوشی نغمها ٭ جان براندی سوی بستان خدا ٭ انبیا را هم درون در نغمهاست ٭ طالبان را زان حیات بے بهاست ٭ نشنود آن نغمها را گوش حس ٭ کز ستمها گوش حس باشد نجس ٭ نشنود نغمه پری را آدمی ٭ گو بود اسرار پریان اعجمی ٭ گرچه هم نغمه پری زین عالمست ٭ نغمهٔ دل برتر از هر دو دست ٭ که پری و آدمی زندانیند ٭ هر دو در زندان این نادانیند ٭ معشر الجن سورهٔ رحمن بخوان ٭ تستطیعوا تنفذوا را باز دان ٭ سورهٔ رحمن بخوان ای مبتدی ٭ تا شوے برسر پریان مهتدی ٭ المعنی فن حال و گونه و نوع رسائل همزبانان و هم پیام جمع رسیل نجس بفتحتین و بکسر جیم نیز پلید اعجم گنگ مهتدی هدایت یافته شده فرماتے ہین کہ وہ تو نے سنا ہی جو حضرت عمرؓ کے وقت مین ایک مطرب چنگ نواز بڑا کروفر والا تھا بلبل اُس کی آواز سے مست و بیخود ہو جاتی تھی ہوا یون کو بیخود کرتی ہی اور ایک حصہ طرب اُس کی آواز سے سو حصہ ہو جاتی تھی دم اُس کا مجلس اور مجمع کو آراستہ کرتا تھا یعنے انبوہ ہو جاتا تھا اور نوا اُس کی قیامت تھی کہ ساری مخلوق جمع ہو جاتی تھی اپنے فن مین اُس کا آواز بھی مثل اسرافیل کے تھا کہ مردون کے بدن مین جان ڈالتا تھا جیسے اسرافیل کے صور سے زندہ ہو جائین گے یا وہ اسرافیل کا رسائل تھا ہم پیام و ہمزبان کہ جسکی سماع سے ہاتھی کے پر جمتے تھے اُڑنے لگتا تھا اور اس کے نالہ سے یاد ہو جاتا تھا کہ ایکدن اسرافیل بھی اپنا نالہ ساز و درست کرین گے جس سے سیکڑون برس کے مردے گلے سڑے زندہ ہو جائین گے یا مثل داؤد کے سرور و خوشی نغمون سے جان کو طرف بستان خدا کے ہانک دیتا تھا آب آگے مقولات مولانا رحہ کے ہین کہ انبیا کے درون مین بھی بڑے نغمے بھرے ہین جو منجانب اللہ نازل ہوتے ہین اور طالب اُن سے حیات بے بہا پاتے ہین خواہ وہ مفت خواہ وہ حیات جسکی قیمت نہین لیکن اُن نغمون کو گوش حسی ظاہری نہین سُن سکتے اس وجہ سے کہ یہ گوش باتون سے نجس ہو رہے ہین اور وہ نغمات لفظی نہین جنکو حسب عادت اپنے گوش حسی سنین وہ القا و الہامات ہین اور یہ کوئی عجیب بات نہین اسواسطے کہ پری جن کے نغمہ کو بھی آدمی نہین سُن سکتا اسواسطے کہ اس کو اسرار پریون سے گونگا کیا ہی اور گونگا بہرا بھی ہوتا ہی ہرچند کہ نغمہ پری کا اسی عالم سے ہی لیکن نغمہ دل کا ان دونون کے دم سے بڑھکے ہی اور جدا خدا تعالیٰ کی طرف سے بے نطق و زبان وجہ نجاننے کی یہ کہ دونون زندانی زندان نادانی کے ہین ان کو علم ہی اس کا عطا نہین ہوا تو اس آیت کو سورۂ رحمن سے پڑھ

و ہی ہذا یا معشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان اے گروہ جن و انسان اگر تم سے ہو سکے کہ نکل جاؤ آسمان و زمین کے کنارون سے تو نکلجاؤ مگر نہین نکل سکو گے بدون غلبہ اور قدرت کے یعنے تمکو ہرگز نہین ہین وہ نغمے عالم غیب سے ہیچ ہین جن و انسان دونون کا گذر نہین مگر بقدر رسد ہذا اور آیت شریف دونون کے زندانی ہونے پر دلیل ہے تا یہ فرماتے ہین کہ تو سورۂ رحمن کو پڑھ تو پریون کے بھید پر

ہدایت پائے اور جانے کہ اُن کو بھی اسرار غیب پر قدرت نہین ملی ہی مگر خدا کی مسند سے الخلاف شرح بحرالعلوم مین
خوبش کی جگہ خویش بیا اور پوشیدہ بجاے بوسیدہ غلط لکھا ہی قولہ نغمہای اندرونی اولیا ✤ اولا گویند کای اجزای لا ✤
ہین زلای نفی سرہا برزنید ✤ وین خیال و وہم یکسو افگنید ✤ کار ایشانست زانسوی بری ✤ گر دوست روشن چو جوی رہبری ✤
اینہمہ پوشیدہ در کون و فساد ✤ جان باقی تان نروئید و نزاد ✤ گر بگویم شمۂ زان نغمہا ✤ جانہا سر برزنند از دخمہا ✤
گوش را نزدیک کن کان دور نیست ✤ لیک نقل آن بتو دستور نیست ✤ ہین کہ اسرافیل وقتند اولیا ✤ مردہ را زایشان
حیات است و نما ✤ جانہای مردہ اندر گور تن ✤ بر جہد زآواز شان اندر کفن ✤ گوید این آواز زآواہا جداست ✤ زندہ کردن
کار آواز خداست ✤ ما بمردیم و بکلی کاستیم ✤ بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم ✤ بانگ حق اندر حجاب و بی حجیب ✤
آن دہد کو داد مریم را زجیب ✤ ای فناتان نیست کردہ زیر پوست ✤ باز گردید از عدم زآواز دوست ✤ مطلق آن آواز
خود از شہ بود ✤ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود ✤ گفت او را من زبان و چشم تو ✤ من حواس و من رضا و خشم تو ✤ رو کہ بی یسمع
و بی یبصر توئی ✤ سر توئی چہ جای صاحب سر توئی ✤ المعنی دخمہ بالفتح تہ خانہ جس مین کفار عجم اپنے مردے رکھتے تھے و
گورخانۂ گبران آوا بمعنی آواز حجیب اما لہ حجاب پہلا شعر دوسرے شعر سے مربوط ہی یعنے اولیا کے درون مین بھی نغمات
غیبی بھرے ہین اور وہ اول یہی کہتے ہین کہ ای اجزاے لا یعنے اجزاے نفی کے خبردار ہوا ور لاے نفی سے پہلے سر خیال
و وہم کے اُڑا دو اور ان کو دور پھینک دو کہ یہی مانع ہو جاتے ہین اجزاے نفی یہ کہ انسان کے جملہ اجزا نفی سے بنتے
ہین اور فانی ہین اور لاے نفی لا کلمۂ لا الہ الا اللہ جس سے فقرا نفی جملہ ماسوا کی کرکے الا کے ساتھ اثبات ذات
اللہ جلشانہ کا کرتے ہین کسواسطے کہ وہم و خیال ان کا کام ادھر ہی دنیا کے معاملہ مین ہی اُدھر یعنے معرفت ان سے پاک
و بری ہی وہان مطلق ان کا گذر نہین اس کا حال تجکو جب تو طالب رہبری کا ہوگا تو تجھپر خود روشن ہو جائیگا یہ سب وہم
و خیال اس عالم کون و فساد مین کہ ہر شی یہان ہست و نیست ہوتی رہتی ہی چھپے ہوے ہین اور مثل دانہ کے دبے
ہوئے جنسے تمھاری جان باقی ہین نہ کبھی کچھ اگا نہ کچھ پیدا ہوا محض بے ثمر ہین اگر ان نغمات اولیا سے ایک شمہ بیان
کرون تو لوگون کی جانین قبرون سے سر نکال دین اور زندہ ہو جائین لیکن ایسی باتون کے نقل و بیان کرنے کا
دستور نہین ہی تو خود ہی اپنے کان اُن نغمون کی طرف لگا اور اُن کے نزدیک لے جا آپ سن لے گا خبردار ہو جا
اولیا بھی اپنے وقت کے اسرافیل ہین یعنے جیسے اسرافیل سے ایک وقت مین مردون کو زندگی و نمود حاصل ہوگا
ان سے بھی ہوتا ہی اُن سے تو وہ مردے جو گور کی خاک مین پڑے ہین زندہ ہونگے ان سے یہ مردے جو گور تن مین پڑے ہین
آواز کے ساتھ ہی کفن مین چونک پڑتے ہین اور کفن یہی لباس ظاہری اور کہتے ہین کہ یہ آواز خدا کی آوازون سے ہی
اس لیے کہ زندہ کر دینا خدا کی آواز کا کام ہی ہم مردے کی طرح مرے ہوے اور بالکل گھٹے ہوے تھے جیسے مردہ گل
سڑ کے گھٹ جاتا ہی ناگاہ بانگ حق کے آتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوے بانگ حق کے حجاب مین بھی اور نیز بے حجاب

وہ عطا عطا کرتی ہی جو مریم کو اپنی جیب خاص سے عطا کی جس سے حضرت عیسیٰ بے سلسلہ توالد و تناسل عالم کے بے باپ کے پیدا ہوے اور آواز یہ کہ اے لوگو تمکو فنا نے اس پوست کے پردہ مین نیست کر رکھا تھا اب بدولت آواز دوست کے عدم سے لوٹو اور زندہ ہو جاؤ بس وہ آواز مطلق پادشاہ کی جانب سے ہوتی ہی اگرچہ بحسب ظاہر کسی عبد اللہ کے حلق سے ہو یعنی مطلب حجاب سے ہی اور بے جیب سے نسبت بعیسی علیہ السلام کہ بے باپ کے پیدا ہوے مگر عبد اللہ وہ جس سے اُس نے کہدیا ہی کہ مین تیری زبان و چشم ہون اور مین ہی تیرے حواس اور رضا و خشم تو جا کہ میرا تیرے ہی ساتھ سنتا اور تیرے ہی ساتھ دیکھتا ہی اور بھید کس کا تو خود صاحب بھید ہی چنانچہ

فرمایا لایزال یتقرب الی العبد بالنوافل حتے احبتہ کنت سمعہ و بصرہ و یدہ و رجلہ و لسانہ و بے یسمع و بے یبصر و بے یبطش و بے یمشی و بے ینطق ترجمہ ہمیشہ تقرب ڈھونڈھے بندہ میری طرف نوافل سے یہانتک کہ مین اُس کو دوست رکھون پھر جب دوست اُس کا ہو جاؤن تو اُس کے کان آنکھ ہاتھ پاؤن اور زبان ہو جاتا ہون کہ وہ ان قوتون سے میرے ہی ساتھ سنتا ہی اور میرے ہی ساتھ دیکھتا ہی اور میرے ہی ساتھ حملہ کرتا ہی اور میرے ہی ساتھ چلتا ہی اور میرے ہی ساتھ کلام کرتا ہی غرض یہ سب باتین اُس کی میری ہی ہوتی ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین زادہا کی جگہ آوا لکھا زاصر وریا ہیے اور پوشیدہ کے بجاے بوسیدہ غلط لکھا ہی

تفسیر من کان للہ کان اللہ لہ

قولہ چون شدی من کان للہ از ولہ ❊ حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ ❊ گہ توئی گویم ترا گاہے منم ❊ ہرچہ گویم آفتاب روشنم ❊ ہر کجا تابم ز مشکات دمے ❊ حل شد آنجا مشکلات عالمی ❊ ہر کجا تاریکی آمد ناسزا ❊ از فروغ ما شود شمس الضحےٰ ❊ ظلمتی را کافتابش برنداشت ❊ از دم ما گردد آن ظلمت چو چاشت ❊ آدمی را او بخویش اسما نمود ❊ دیگرا نرا از دم اسما میکشود ❊ آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو ❊ کین سبو را ہم مدد باشد ز جو ❊ نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور ❊ نور مہ ہم آفتاب ست ای پسر ❊ مقتبس شو زو دچون یافی نجوم ❊ گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم ❊ خواہ از آدم گیر نورش خواہ از و ❊ خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو ❊ کین کدو با خم بپیوستست سخت ❊ نے چو تو شد آن کدوای نیکبخت ❊ گفت طوبی من رانی مصطفےٰ ❊ والذی یبصر لمن وجہی رأے ❊ چون چراغے نور شمعے را کشید ❊ ہر کہ دید آنرا یقین آن شمع دید ❊ ہمچنین تا صد چراغ از نقل شد ❊ دیدن آخر لقای اصل شد ❊ خواہ از نور پسین بستان تو آن ❊ ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع دان ❊ خواہ نور از اولین بستان بجان ❊ خواہ از نور پسین فرقے مدان ❊ خواہ بین نور از چراغ آخرین ❊ خواہ بین نورش ز شمع غابرین ❊ المعنی ولہ بفتحتین بیخبر و حیران مشکاۃ چراغدان شمس الضحیٰ آفتاب چاشت مقتبس نور چیننے والا نقل ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا لقا کبسر دیکھنا غابر آیندہ و رفتہ و باقی ماندہ یعنے جب توجیت و بیخبری سے من کان للہ ہو گیا تو مستحق کان اللہ لہ کا ہوا چنانچہ حدیث شریف ہی من کان للہ کان اللہ لہ جو

اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اُس کا ہو جاتا ہے اِس صورت مین کبھی مین تجکو تو ئی کہتا ہون اور کبھی منم یعنے کبھی تیری تعبیر تجھسے
کرتا ہون اور کبھی اپنی ذات سے غرض جو کچھ کہون ہے صحیح کس لیے کہ مین ایک آفتاب روشن ہون کچھ چھپا
نہین ہون اور اسوقت مین تیری مشکاۃ سے روشنی حاصل کرکے جہان کہن اپنے دم کا فروغ حاصل کرون
ایک عالم کی لاحل مشکلین سب حل ہو جاوین اور جہان کہین تاریکی نالایق وناسزا ہو میرے ضو و فروغ سے ایسی
روشن ہو جاوے جیسے چاشت کا آفتاب جس ظلمت کو کہ آفتاب نہ ٹال سکا کہ وہ پردہ ظلمات ہے ہمارے
دم سے چاشت ہو جاوے آدمی ایسا معزز و مکرم ہے جس کو ہر شے کے اسما اُس نے آپ سکھائے جیسا کہ خود فرمایا وَعَلَّمَ
اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا سکھائے آدم کو نام ہر شے کے اور پھر آدم سے اورون کو یہ کشود ہوئی ظاہر کہ پانی چاہے نہر سے
ڈھونڈے چاہے گھڑے ہے نہر ہی کا کس واسطے کہ نہر ہی سے گھڑے کو مدد ملتی ہے دوسری مثال نور خواہ ماہ سے
چاہ نخواہ آفتاب سے مگر ہے نور آفتاب ہی کا اگر تجکو آفتاب نہین ملتا جو مراد آنسرور کائنات سے ہے صلی اللہ علیہ
وسلم تو نجوم ہی سے نور چن کہ وہ اصحاب ہین کما قال علیہ السلام اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی اصحاب
میرے مثل ستارون کے ہین اُن مین سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے پھر فرماتے ہین چاہے آدمی سے نور
اس کا حاصل کر چاہے خود اُس سے چاہے خم سے لے شراب چاہے کدو سے کس واسطے کہ یہ کدو نہایت خم سے ملا ہوا
ہے ہمان سے اس کی اصل ہے تیری طرح وہ کدو اے نیکبخت نہین ہے کہ تو اپنی اصل سے جدا ہے یعنی صحابہ اور تابعین کی
نسبت مصطفےٰ نے فرمایا ہے طوبیٰ لمن رانی والذی یبصر لمن وہی رمی یعنے خوشی ہے اُس کے واسطے جس نے مجکو دیکھا
اور اُس کے واسطے جس نے میرے دیکھنے والون کو دیکھا کہ اسمین صحابہ اور تابعین اور اولیاء اللہ سب داخل ہین آیندہ
اسی کی نظیر ہین چنانچہ فرمایا جب کسی چراغ نے نور شمع سے حاصل کیا بس جس نے اس چراغ کو دیکھا بالیقین شمع کو
دیکھا ایسے ہی اس چراغ کا نور اگر سو چراغ تک نقل ہوگا پچھلے کا دیکھنا اصل کا ہی جو شمع ہی دیکھنا ہے اب چاہے تو پچھلے
ہی چراغ سے نور حاصل کرے نور چراغ و نور شمع مین کچھ فرق نہین ہے چاہے چراغ سے جان چاہے شمع سے پھر اسی مضمون
کو روشن فرمایا کہ اگر تو پہلے چراغ سے جو شمع سے روشن ہوا ہے جب یا پچھلے چراغ سے جس نے نقل در نقل نور اُس سے
جب پایا ہے اپنی جان کو روشن کرے تو ایک ہی بات ہے کچھ فرق نہین چاہے اس پچھلے ہی چراغ کا نور سمجھ چاہے شمع ظاہرین
کا جو روندہ اور آیندہ ہین کس لیے کہ یہ سلسلۂ افاضت وہدایت کا قیامت تک ایسے ہی چلا جاوے گا انخلاف شرح
بحر العلوم مین دوسرا مصرعہ اس شعر کا یون کدو باخم الخیون لکھا ہے دنے پچو تو شادان کدوے نیکبخت وہ میری سمجھ مین
جو گذرا مین نے لکھا اگر اس سے بہتر صحیح کسی کو معلوم ہو درست کردین

تفسیر حدیث اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ اَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٌ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا لَهَا بیشک تمھارے

پروردگار کو تمھارے زمانہ کے دنوں مین نفحات ہین خبردار ہوجاؤ پس پیش آؤ اُن نفحات کی طرف

قولہ گفت پیغمبر کہ نفحتہای حق ÷ اندرین ایام مے آرد سبق ÷ گوش ہش دارید این اوقات را ÷ در ربائید اینچنین نفحات را ÷ نفحہ آمد مرشمارا دید و رفت ÷ ہرکرا میخواست جان بخشید و رفت ÷ نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش ÷ تا ازین ہم وانمانی خواجہ تاش ÷ جان آتش یافت زان آتش کشے ÷ جان مردہ یافت در خود جنبشے ÷ جان ناری یافت ازوی انطفا ÷ مردہ پوشد از بقاے او قبا ÷ تازگی و جنبش طوبے است این ÷ ہمچو جنبشہاے خلقان نیست این ÷ گر در افتد در زمین و آسمان ÷ زہرہا شان آب گردد در زمان ÷ خود ز بیم این دم بے منتہا ÷ باز خوان فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا ÷ ورنہ خود اشفقن منہا چون بدی ÷ گرنہ از بیمش دل شان خون شدی ÷ دوش دیگر گونہ این میداد دست ÷ لقمۂ چندی در آمد رہ ببست ÷ بہر لقمہ گشت لقمانی گرو ÷ وقت لقمان ست ای لقمہ برو ÷ از ہوای لقمۂ این خارخار ÷ از کف لقمان برون آرید خار ÷ در کف او خار و سایش نیز نیست ÷ لیک تان از حرص آن تمیز نیست ÷ خار دان آنرا کہ خرما دیدۂ ÷ زانکہ بس نان کور و بس نادیدۂ ÷ جان لقمان کو گلستان خداست ÷ پاے جانش بستۂ خاری چراست ÷ المعنی نفحہ بالفتح بوبخشیدن خواجہ تاش غلام و نوکر ایک خواجہ کے کہ ایک دوسرے کے خواجہ تاش ہین سبق بفتحتین شرط بدنا تیراندازی یا اسپ دوانی مین و سبق کتاب فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نفحے حقتعالے کے ان ایام مین جو تمھارے زمانہ کے ہین سبق لاتے ہین تا تم اُن سے بہرہ ور ہوا ور ہدایت پاؤ چنانچہ حدیث شریف مع ترجمہ سرخی مین مرقوم ہی لہذا گوش ہوش ان واقعات پر لگائے رہو اور جہانتک ہوسکے ایسے نفحات کو حاصل کرو غنیمت جانو ایک نفحہ تو ایسا آیا کہ اُس نے تمکو دیکھا جانچا اور جس کو چاہتا تھا جان تازہ بخشی اور چلا گیا کہ یہ زمانہ انبیا کا تھا جن کے ذریعہ سے مردے گور ضلالت کے زندہ ہوے بفحواے یضل بہ من یشاء و یہدی من یشاء کے یعنے گمراہ کرتا ہی اُس سے جس کو چاہتا ہی اور راہ بتاتا ہی جس کو چاہتا ہی اسی سبب سے میخواست کہا ہی اور یہ کہ چلا گیا بلحاظ الیوم اکملت لکم دینکم کے ہی یعنے اب کامل کیا مین نے تمھارے واسطے دین تمھارا اب فرماتے ہین کہ اے خواجہ تاش بنظر اس اتحاد کے کہ ہم تم ایک مالک کے بندے ہین تجھسے کہتا ہون خبردار و ہوشیار ہوجا کہ دوسرا نفحہ آیا تو تو اس سے بھی محروم نہ ہوجاے یہ وہ نفحہ ہی جس سے جان آتش نے ایک آتش کا بجھانے والا پایا اور جان مردہ نے جان بخشنے والا جس سے اُسمین جنبش و حرکت ہوگئی جو جان کہ منسوب بنار تھی اُس کو انطفا حاصل ہوا کہ اب نار جلا نہین سکتی اور جو مردہ تھا کہ قرار مردہ دل سے ہی اُس نے اس نفحہ سے قبا بقا کی پہنی کہ مر نہین سکتا اس نفحہ مین تازگی و جنبش طوبی کی سی ہی بلکہ خود وہی نہ مخلوق کی سی جنبشین یہ وہ نفحہ ہی اگر زمین و آسمان مین پھیلے تو کسی مخلوق اور خود ان کا زہرہ ایسا نہین کہ آب

ہوکے فوراً نہ بجاے اور متحمل اسکے ہون تبہی زمین آسمان تو ہین جنہون نے اس نغمہ لاانتہا کے خوف سے انکار اسکے تحمل کا کیا تھا دیکھو قرآن مجید مین موجود ہے فابین ان یحملنہا اسکو پڑھے نہین تو اشفقن منہا قرآن مین کیون ہوتا یہی وجہ تو ہی کہ اُس کے خوف سے ان کا دل خون ہوگیا غرض دونون شعرون مین تلمیح اس آیت کریمہ سے ہی انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان یعنے ہمنے ایک امانت آسمان اور زمین اور پہاڑ سب کے سامنے پیش کی سب نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور سب اُس سے ڈرگئے اور انسان نے اُس کو اُٹھالیا اور وہ امانت عارفین کے نزدیک عشق ہی چنانچہ قول حافظ شیرازرح مؤید اس کا ہی شعر آسمان بار امانت نتوانست کشید ٭ قرعہٴ فال بنام من دیوانہ زدند ٭ بس نغمہ دیگر رسید سے یہانتک سب اشعار عشق کے بیان مین ہین جس کی آگ سے دوزخ بھی ڈرتا ہی کہ اُسکو اس آگ مین معذب کرین کے جیسا کہ اوپر آتش کش وغیرہ اس نغمہ کو کہا ہی اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اوپر کا نغمہ تو متعلق بانبیا ہی مشعر بظاہر شرع دوسرا اولیا محتوی بعشق و محبت باطن آگے بیان دوسری بات کا ہی کہ رات یہ نغمہ دوسرے رنگ وطور سے میرے ہاتھ مین ہاتھ دے رہا تھا اور میسر تھا کہ چند لقمے آئے اور راہ اُسکی بند کردی لقمے مراد خواہش نفسانی و ہواے جسمانی سے اور وہ ایسے لقمے جن کی قید مین لقمان پھنسے ہوے ہین یعنے بڑے بڑے دانا ہوشیار مین نے اُس سے کہا ای لقمے تو یہان سے جا یہ وقت لقمان کا ہی یعنے حکمت وعلم جان کا نہ تیرا آب کتے ہین اگر شوق اُس لقمے کا ہی کہ جو لقمہ جان کا ہی تو خار خار کے خار کا لقمان کے ہاتھ سے نکالو کہ وہ جان ہی تا ہاتھ اُس کا لقمہ کھانے کے قابل ہوجاے پھر فرماتے ہین کہ لقمان کے ہاتھ پر خار کیا خار کا سایہ بھی نہین پڑا وہ اس سے پاک ہی لیکن تمکو حرص کے سبب سے اُس کا تمیز نہین ہی کہ یہ خار کس کے ہاتھ مین ہی جان کے یا تن کے اور خار کیا ہی خار وہ ہی جس کو تو خرما دیکھ رہا ہی اور نہایت شیرین و مرغوب کر رکھا ہی اس سبب سے کہ تو بڑا کور نان ونا دیدہ ہی کور نان وہ ہی جو حق نان کا نہ مانے جیسے کور نمک اور نا دیدہ اس سبب سے کہ جو خرما ہی اُس کو خار جانتا ہی اور خار کو خرما جان کر اس پر گرا ہی جیسے نادیدے ایسی ویسی چیز پر گرتے ہین جان تیری ایک لقمان ہی پر حکمت اور گلستان خدا اس کا پائون کسی خار مین بستہ کب ہی جیسے خار در پا چل نہین سکتا یہ ہر خار سے آزاد ہی تو ہی اس کے پائون کو خار بستہ کرتا ہی قولہ اشتر آمد این وجود خارخوار ٭ مصطفی زادی برین اشتر سوار ٭ اشترا تنگ گلی بر پشت تست ٭ کز نسیمش در تو صد گلزار رست ٭ میل تو سوے مغیلان است وریگ ٭ تا چہ گلچینی زخار مردہ ریگ ٭ ای بگشتہ زین طلب از کو بکو ٭ چند گوئی آن گلستان کو و کو ٭ پیش ازان کین خار پا بیرون کنی ٭ چشم تاریک است جولان چون کنی ٭ آدمی کو می نگنجد در جہان ٭ در سر خاری ہمی گردد نہان ٭ مصطفی آمد کہ سازد ہمدمی ٭ کلمینی یا حمیرا کلمی ٭ ای حمیرا آتش اندر نہ تو نعل ٭ تا ز نعل تو شود این کوہ لعل ٭ این حمیرا لفظ تانیث است و جان ٭ نام تانیثش نہند این تازیان ٭ لیک از تانیث جان را باک نیست ٭ روح را با مرد و زن اشراک نیست ٭

از مذکر و ز مونث برتر است ✦ این نہ آنجانست کز خشک و ترست ✦ این نہ آنجانست کافزاید زنان ✦ یا گہے باشد چنین
گاہے چنان ✦ خوش کنندہ است و خوش و عین خوشی ✦ صد خوشی یابی چو دست اندر کشی ✦ چونتو شیرین از
شکر باشی بود ✦ کان شکر گاہے ز تو غائب شود ✦ چون شکر گردی ز تاثیر وفا ✦ پس شکر کے از شکر باشد جدا ✦ ز ہر
محض ست آنکہ باشد بیوفا ✦ ہب لنا یا ربنا نعم الوفا ✦ عاشق از حق چون غذا یابد رحیق ✦ عقل آنجا گم شود گم اے
رفیق ✦ المعنی مردہ ریگ ناچیز و فرومایہ کو بمعنی کجاست حمیرا تصغیر حمرا لقب حضرت عائشہ رض نعل در آتش نہادن کسیکو
بیقرار کرنا تا تازیان ای عربیان رحیق شراب خالص و صاف یعنے جان تو خار سے پاک ہی مگر یہ وجود تیرا اشتر خار خوار ہی
اور ایک مصطفےٰ زاد برگزیدہ نہاد اسپر سوار کہ وہ روح ہی بس ای اشتر ایک گون گل کی تیری پشت پر لدی ہی جسکی خوشبو
سے تجھ مین سیکڑون گلزار پیدا ہوے باغ بہار ہوگیا مگر تیری رغبت ببول کے کانٹون اور ریت ہی کی طرف رہی پھر
ایسی رغبت کے ساتھ ای ناچیز مردہ ریگ ان کانٹون سے گلچینی کیسے کرے گا تو تو ان کانٹون کی تلاش مین گلی گلی
مارا مارا پھرتا ہی اور یہ کہتا کہ وہ گلستان کہان ہی حالانکہ خود تو ہی ہی تکرار کو کوکی بجہت مبالغہ تاکید کے ہی تو جبتک کانٹا
اپنے پانٔون کا نہین نکال ڈالے گا تیری آنکھ کور و تاریک ہی پھر جولان کیسے کرسکے گا اب بطریق تاسف فرماتے ہین
افسوس آدمی وہ شئی ہی کہ جس مین سارا عالم جمع ہی اور خود ذات پاک حضرت خالق الکائنات کی جسکی سمائی و گنجایش سارے
عالم مین نہین وہ ایک ادنیٰ سر خار مین چھپا رہے کہ وہ خار خوراک اشتر وجود کا ہی جس کی جستجو مین تو رتبۂ آدمیت سے
الگ ہوا اگر تو چاہتا ہی کہ مین اُس مصطفےٰ زاد کا جو میرا سوار ہی ہمدم بنون تو مصطفےٰ کی سی ہمدمی کر جیسا کہ وہ فرماتے
تھے کلمینی یا حمیرا کلمی یعنے کلام کر مجھ سے ای حمیرا کلام کر ایسے ہی تو بھی اپنی حمیرا سے جو جان ہی کہہ اور ہمدم بن تو جیسے اُن کو
حضرت حمیرا کی ہمدمی سے مشاہدہ حق کا حاصل ہوتا تھا تجکو بھی حاصل ہو آخر اُنھین کا پیرو تو ہی اور جیسے وہ فرماتے
تھے کہ ای حمیرا نعل آتش مین رکھ اور مجکو اپنی آتش محبت سے گرم و بیقرار کرتا یہ کوہ وجود تیری نعل سے لعل
ہوجاے ایسے ہی تو بھی اپنی حمیرا کی محبت مین گرم ہوکے کوہ سے لعل بن جا اب عذر اس بات کا ہی کہ کوئی کہے کہ
لفظ حمیرا مونث ہی اسپر عرب تانیث کا اطلاق کرتے ہین اور عورتون کا نام اسپر رکھتے ہین تم جان کو حمیرا کہتے ہو
کیا جان مونث ہی سو یہ نہین ہی لیکن ہمنے جو حمیرا کہا کچھ پروا کی بات نہین نہ کوئی خوف کی اسلیے کہ روح کو مرد و زن
سے شرکت نہین ہی وہ مذکر و مونث دونون سے علحدہ ہی کسواسطے کہ یہ وہ جان نہین ہی جو خشک و تر سے پیدا ہوئی
جو مراد غذا سے ہی نہ یہ وہ جان ہی کہ روٹی سے بڑھے اور کبھی کسی حال مین کبھی کسی حال مین جو فرحت و غم ہی اور
مناسب ان کے روٹی سے بڑھنا یون کہ حکما کے نزدیک یہ ہی کہ روزمرہ جو غذا آدمی کھاتا ہی اُس سے روح
متولد ہوکے بنام نہاد حیوانی و نفسانی و طبعی کے منقسم ہوکے اپنے اپنے مجرے کو جو دل اور دماغ اور جگر ہی
پہونچاتی ہی اور اپنا اپنا عمل [illegible] آمد کرتی ہی بلکہ وہ وہ روح ہی کہ ہمیشہ خوش کنندہ اور خوش اور خالص [illegible] خوشی

کہ اگر ذرا تو اُسپر ہاتھ پھیرے تو سیکڑون خوشیان دیکھے آب قطعہ مابعد کا تعرضیا اور تمثیلاً فرمایا کہ جو تو شکر سے شیرین اور خوش ہوتا ہی تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ شکر نہین ملتی اب تجکو لازم ہی کہ وفا اپنے بیچ مین پیدا کر کہ نہایت شیرین چیز ہی اور اُسکی تاثیر سے شکر ہوجا پھر جان بھی کہ شیرین وشکر ہی وہ تجھسے کب جدا ہوگی جو شخص بیوفا ہی زہر محض ہی ہر کسی کو تلخ وگران لہذا مین بھی خداتعالےٰ سے اپنے حق مین دعا کرتا ہون کہ ای پروردگار میرے مجکو اچھی وفا عنایت فرما عاشق جو حق سے غذا شراب صاف وحدت کی پاتا ہی تو عقل وہان گم ہوجاتی ہی تکرار گم کی واسطے مزید مبالغہ کے ہی **الخلاف** شرح بحرالعلوم مین بجاے ایمردہ ریگ کے زخار مردہ ریگ اور بجاے از کو بکو برکو بکوا ور آدمی کو کی جگہ آدمی گو بکاف عجمی اور این تازیان کو این ہا زمان خوش کنندہ است اس شعر کا دوسرا مصرع ع بیخوشی نبود خوشی اے مرتشی ۔ لکھاہی **قولہ** عقل جزوی عشق را منکر بود ٭ گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود ٭ زیرک و داناست امانیست نیست ٭ چون فرشتہ لانشد اہرمنیست ٭ او بقول وفعل یار ما بود ٭ چون بحکم حال آئی لا بود ٭ لا بود چون او نشد از ہست نیست ٭ چونکہ طوعاً لانشد کرہاً بسیست ٭ جان کمالست وندای اوکمال ٭ مصطفےٰ گویان ارحنا یا بلال ٭ ای بلال افراز بانگ سلسلت ٭ زان دمے کاندر دمیدم در دلت ٭ اے بلال این گلبنت را جان سپار ٭ خیز بلبل وار جان میکن نثار ٭ زاندمے کا دم ازو مدہوش شد ٭ ہوش اہل آسمان بیہوش شد ٭ مصطفےٰ بیہوش شد زان خوب صوت ٭ شد نمازش در شب تعریس فوت ٭ سر ازان خواب مبارک بر نداشت ٭ تا نماز صبحدم آمد بچاشت ٭ در شب تعریس پیش آن عروس ٭ یافت جان پاک ایشان دست بوس ٭ عشق وجان ہردو نہانند وستیر ٭ گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر ٭ از ملال یار خامش کردمے ٭ گر ہمو مہلت بدادی یکدمے ٭ لیک میگوید بگو این عیب نیست ٭ جز تقاضاے قضاے غیب نیست ٭ عیب شد نسبت بمخلوق جہول ٭ نے بہ نسبت ما خداوند قبول ٭ عیب باشد کو نہ بیند غیر عیب ٭ عیب کے بیند روان پاک جیب ٭ کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست ٭ چون بما نسبت کنی کفر آفت ست ٭ در یکے عیبے بود با صد صفات ٭ بر مثال چوب باشد در نبات ٭ در ترازو ہر دو را یکسان کشند ٭ زانکہ آن ہر دو چو جسم وجان خوشند ٭ **المعنی** سلسل مراد خوشگوار تعریس اُترنا مسافر کا آخر شب مین یعنے عقل کہ ایک شی قلیل وجزوی ہی عشق کی جو بے انتہا وبے پایان ہی منکر ہی جیسے اطبا عشق کو ایک مرض امراض جنون سے بتاتے ہین اور جنون مین شمار کرتے ہین کہ صورت جمیل وحسین دیکھنے سے ہوجاتا ہی اگرچہ معلوم ایسی ہوتی کہ یہ بھی صاحب راز واسرار ہو زیرک ودانا تو بڑی ہی لیکن عشق کیطرح نیست نہین خودی وخودپرستی سے بھری ہی اور عشق مین نیستی ہی یعنے خودی ومنی کا مٹ جانا بس ہمارے نزدیک اگر عقل فرشتہ ہی جیساکہ حکما اسکو فرشتہ بھی کہتے ہین تب بھی دیو ہی کہ لا یعنے نیست ونفی نہین ہوئی یہ عقل قول وفعل مین جو ظاہر شی ہی ہماری مددگار رہی اور جب تو حال کے معاملہ سے پوچھے کہ حال مین کیا حکم دیتے ہو تو ہم کہینگے لا ہی اس کوچہ مین اس کا مطلق گذر نہین بس ہرگاہ کہ اپنی ہستی سے نیست نہین ہوئی اور بخوشی رضا اس بات کو گوارا نکیا جیسا عشق اختیار کرتا ہی تو جبراً اسکے واسطے بہت سے لا لگائے آخر نیست ہوئی ہی بخلاف عشق

کہ بخوشی نفی اختیار کرکے ہستی ابدی پاتا ہی جان جو نفس انسان مین ہی کامل اس کو کیا کہون کہ خود کمال ہی ہی اور جو ندا
اس سے نکلتی ہی وہ بھی کمال اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلال کو اشارہ اذان مین اَرِحْنَا یا بلال فرمایا
کرتے تھے یعنے راحت پہونچا ہمکو ای بلال بس جو بلال کی جان خدا کے عشق سے بھری تھی اُس سے جو ندا آتی تھی آپ
کی جان راحت پاتی تھی اور فرماتے تھے ای بلال اپنی بانگ خوشگوار ا ور دم دلنواز کو بلند کر مگر اُس دم سے جو مین نے
تیرے دل مین پھونک دیا ہی ای بلال یہ دم تیرا ایک گلبن ہی اسپر اپنی جان دیدے اور اُٹھ بلبل کیطرح اس کے گل پر
جان قربان کر تارہ کہ وہ گل آواز ہی اور وہ دم جس سے آدم مدہوش ہوے اور اہل آسمان اپنے ہوش سے بیہوش
ہوے یہ ندا خدا تعالیٰ کی تھی اور اسی صوت خوب سے آنحضرت ایسے بیخود ہوے کہ شب تعریس مین نماز فجر اُن کی
فوت ہوئی اور ایسے اُس خواب مبارک مین بیہوش ہوگئے کہ جبتک نماز صبح وقت چاشت کو نہ پہونچی خواب سے
سر نہ اُٹھایا اور بیان شب تعریس کا یہ ہی کہ آنحضرت جب خیبر سے لوٹے تمام رات چلے پچھلی رات مین بسبب غلبہ
خواب کے ایک جنگل مین فروکش ہوے بلال کو تاکید جگا دینے کے واسطے نماز فجر کی فرماکر خواب راحت مین گئے
بلال اُتنی رات نماز پڑھتے رہے جب صبح بہت قریب ہوئی بلال نے کسی چیز کا تکیہ کیا اور صبح کی طرف متوجہ ہوکے
بیٹھ گئے ناگاہ نیند آگئی یہ بھی اور جملہ صحابہ اور آنحضرت ایسے سوگئے کہ جب دھوپ ان پر پڑی تو جاگے اول
آنحضرت اور صحابہ فوت نماز پر بہت روئے اور فرمایا ای بلال یہ کیا ہوا کہا جس مشاہدہ مین کہ آپ مستغرق ہوے
آپ کے طفیل مین بھی اُسی مین بیخود ہوگیا اس جگہ اقوال و اختلاف علما کے سوجانے کی وجہ مین بہت مذکور ہین
لیکن مانحن فیہ سے خارج مجکو اُتنا ہی کہنا ضرور ہی جو اشعار مولانا رح مین ہی نہ تحقیق و تفتیش خارج از بحث کی
چنانچہ مولانا فرماتے ہین کہ اُس شب تعریس مین سامنے اُس عروس یعنے صوت خوب کے جو مقصود مشاہدہ سے ہی آپکی
جان پاک نے دولت دست بوس کی پائی تھی اس سبب سے بیخویش ہوگئے تھے شعر بعد مین عذر اس بات کا ہی کہ اُس مشاہدہ
کو عروس کیون کہا فرماتے ہین کہ عشق اور جان دونون پوشیدہ اور چھپی چیز ہین اور عروس بھی چھپتی ہی اور عشق ہی سے
اپنی ہی جان مین یہ امر پیدا ہوتا ہی اگر مین نے عروس کہا ہی تو تو گرفت مت کر مین تو اس خیال سے کہ مبادا یار کو ملال ہو خاموش
ہو جاتا ہون مگر کیا کرون خود وہی مجکو مہلت دم بھر کی نہین دیتا اور کہتا ہی خبردار ہو کہے جا کچھ عیب نہین ہی اور
حکم غیب کا بجبہہ تقاضا ہی بہ توجہ کہتا ہون سوا اس کے اور کوئی بات نہین وہی کہلاتا ہی تو کہتا ہون اور کہتا ہی کہ یہ
عروس کہنا مخلوق کی نسبت کہ یہ لفظ لگاؤ مخلوق سے رکھتا ہی عیب ہی کہ وہ اشد جاہل ہین ہم ان کو جہول کہہ چکے ہین
جیساکہ آیت انا عرضنا الامانۃ مین ظلومًا جہولًا کہا ہی اور ہماری نسبت کیا کہ ہم خداوند قبول ہین اور تیری اس بات کو ماننے
مین عیب تو اُس کا کہنا ہوتا ہی جس کو سوا عیب کے کچھ نہین سوجھتا اور جس جان نے جیب پاک سے جو جملہ عیوب سے مبرا
ہی [illegible] اللہ ہو جیب کپ دیکھیگی دیکھو کفر کے برابر کوئی عیب و برائی نہین مگر خالق کی طرف نسبت کرنے سے حکمت ہی کہ

اُسنے کسی حکمت سے اس کو پیدا کیا ہی کسواسطے کہ وہ حکیم ہی وفعل الحکیم لایخلوعن الحکمۃ اور جو ہماری طرف نسبت کفر کی کیجائے
کہ فلان نے کفر کیا تو آفت ہی اگر کسی مین ایک عیب ہوا اور سیکڑون صفتین ہون تو وہ عیب ایسا ہی جیسے نبات مین چوب
کہ نبات اُس کو چھپائے ہوے ہی نبات کی شیرینی کے سبب سے لکڑی کا کوئی خیال نہین کرتا آور ولایت مین لکڑیون پر نبات
جمانے ہین اسی سے شاخ نبات ہی آور ترازو مین بھی چوب ونبات دونون کو یکسان چڑھاتے ہین اور سمجھتے ہین اس لیے کہ دونون
جسم وجان کیطرح خوش ہین الخلاف شرح بحرالعلوم مین بجاے ارحنا کہ ارحنا اور در شب کی جگہ از شب ستیر کے ٹھکانے
ستیز کہ قافیہ اس کا گیر ہی اور شرح مین بگیر اور پاک جیب کو پاک عیب اور ما خداوند کو یا خداوند اور جسم وجان کو چشم وجان لکھا ہی
قولہ بس بزرگان این نگفتند از گزاف ✤ جسم پاکان ہمچو جان افتاد صاف ✤ گفت شان وفعل شان ونفس شان ✤
جملہ جان مطلق آمد بے نشان ✤ جان دشمن دارشان جسمیست صرف ✤ چون زیاد از ترد او اسمیست صرف ✤ آن
بخاک اندر شد وکل خاک شد ✤ این نمک اندر شد وکل پاک شد ✤ آن نمک کز وی محمد املحست ✤ زان حدیث با نمک
او افصحست ✤ این نمک باقیست از میراث او ✤ با تواند آن وارثان او بجو ✤ پیش تو شستہ ترا خود پیش کو ✤ پیش ہستت
جان پیش اندیش کو ✤ گر تو خود را پیش وپس کردی گمان ✤ بستۂ جسمے ومحرومی زجان ✤ زیر وبالا پیش وپس وصف تنست ✤
بیجہت آن ذات جان روشن ست ✤ برکشا از نور پاک شہ نظر ✤ تا نہ پنداری تو چون کوتہ نظر ✤ کہ ہمینی در غم وشادی وبس ✤
ای عدم کو مر عدم را پیش وپس ✤ از وجود واز عدم گر بگذری ✤ از حیات جاودانی برخوری ✤ روز باران است میرو تا بہ شب ✤
نے ازین باران ازان باران رب ✤ ہست باران ہا جز این باران چنان ✤ کہ نمی بیند ورا جز چشم جان ✤ چشم جان را
پاک کن نیکو نگر ✤ تا ازان باران عیان بینی خضر ✤ المعنی شستہ مخفف نشستہ خضر بفتح اول وکسر ثانی بمعنی شاخ سبز
وکشت وترہ ترہتا تائید صد، فرماتے ہین کہ بزرگون نے جو کہا ہی کہ جسم پاکون کا مثل جان کے پاک صاف ہوتا ہی یہ لغو
وبیہودہ نہین واقعی ایسا ہی ہی لابد قول اُن کا اور فعل اُن کا اور نفس اُن کا مطلق ہر ایک جان ہی جس کا نشان نہین آور
جو ایسا ہی کہ جس کے نزدیک یاد خدا کی ایک نام ہی نام ہی مطلق عمل اُسپر نہین اُس کی جان مثل دشمن کے ہی صرف جسم ہی جسم
کثیف ونجس یہ جسوقت خاک وگل مین گیا کل خاک ہوگیا اور جس کا جسم وجان ایک ہوگیا ہی لطیف وشریعت یہ
نمک مین پڑکے بالکل پاک ہوگیا جملہ زوائد وفضول سے صاف جیسے آنحضرت یہان سے مع جسم آسمانون پر گئے
اور جب قرب الٰہی مین پہونچے روح مجرد ہوگئے آور یہ نمک وہ ہی جس سے آنحضرت املح ہوے ای نور خدا تعالیٰ جیسا
کہ فرمایا انا املح یعنے مین ملیح تر ہون اسی سبب سے حدیث نمکین اُن کی افصح ہی بموجب انا افصح العرب والعجم مین
عرب عجم سب مین زیادہ تر فصیح ہون آور وہی نمک ابھی اُن کی میراث سے باقی ہی اور وارث اُس کے تیرے ساتھ
تو اُن کو ڈھونڈھ اور بہرہ یاب ہو تیرے سامنے بیٹھے ہین دور نہین لیکن یہ بھی تو ہی تیرا پیش ہی کہان اور تیری جو ہستی
ہی اُس مین جان پیش اندیش کہان ہی جان تو اس خانۂ تن مین ایک شمع کی طرح روشن ہی جس کا پیش وپس نہین

اور جب تک تو اپنے لیے پیش و پس کا گمان کرے گا تب تک گرفتار جسم کا ہی جان سے محروم بالکل آگاہ نہین اس لیے کہ زیر و بالا او پیش و پس غرض شش جہت یہ وصف تن کے ہین نہ جان کے بس جو ذات کہ بیجہت ہی وہی جان روشن ہی جیسا کہ اپنے نور کی صفت مین لا شرقیۃ و لا غربیۃ فرمایا ہی کہ نور اُس کا نہ شرقی ہی نہ غربی اب نور پاک پادشاہ حقیقی سے اپنی آنکھ روشن کرتا تو کوتہ نظر کے مثل جو جسم و تن کو دیکھتا ہی گمان نکرے کہ مین بھی صرف غم و شادی ہون اور بس کچھ نہین کہ یہ مقتضاے تن سے ہی جو عدم ہی کہ نہ پہلے تھا نہ بعد کو رہے اور جو چند وجود کا ظہور ہی یہ پہلے بھی تھا اور بعد کو بھی ہوگا بس یہی ہستی حق کی ہی اسی کو دیکھ اب تو اگر وجود و عدم دونون سے گذر جاے تو حیات جاودان سے متمتع ہوے اور برخورداری پائے آج روز باران کا ہی یعنے رحمت خدا کا تو شب تک چلا چل اور شب سے مراد شب عدم اور یہ باران اس باران سے نہین ہی جس کو دنیا سے تعلق ہی یہ باران باران رب کا ہی سواے اس باران کے اور باران بھی ہین اس بات کو بھی جان لے مگر بجز چشم جان کے اس کو کوئی نہین دیکھتا تو اپنی چشم جان کو خوب پاک صاف کر اور دیکھ کہ اُس باران سے جہان کیسا سبز و تر ہو رہا ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے چون زیادہ با داو رگل خاک کی جگہ گل بکاف عجمی او بے جہت کے ٹھکانے جیتہا کی شکل کچھ لکھا ہی اور نے بیند ورا کو ورا لکھا ہے

سوال حضرت عائشہ صدیقہ رض کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آج باران برسا اور آپ گورستان کو گئے پھر کپڑے کیون نہ بھیگے

قولہ مصطفیٰ روزے بگورستان برفت ✤ با جنازہ یارے از یاران برفت ✤ خاک را در گور او آگندہ کرد ✤ زیر خاک آن دانہ اش را زندہ کرد ✤ این درختانند ہمچو خاکیان ✤ دستہا برکندہ انداز خاکدان ✤ سوے خلقان صد اشارت میکنند ✤ وانکہ گوش ستش عبارت میکنند ✤ تیز گوشان رازہاے بشنوند ✤ غافلان آواز ایشان بشنوند ✤ بازبان سبز و با دست دراز ✤ از ضمیر خاک میگویند راز ✤ ہمچو بطان سر فرو بردہ بآب ✤ گشتہ طاؤسان و بودہ چون غراب ✤ در زمستان شان اگر محبوس کرد ✤ آن غرابان را خدا طاؤس کرد ✤ در زمستان شان اگرچہ داد مرگ ✤ زندہ شان کرد از بہار و داد برگ ✤ منکران گویند خود ہست این قدیم ✤ این چرا بندیم بر رب کریم ✤ جملہ پندارند کین خود دائم ست ✤ وز قدیم این جملہ عالم قائم ست ✤ کورے ایشان درون دوستان ✤ حق برویانید باغ و بوستان ✤ ہر گلے کاندر درون بویا بود ✤ آن گل از اسرار کل گویا بود ✤ بوے ایشان رغم انف منکران ✤ گرد عالم میرود پردہ دران ✤ منکران ہمچو جعل زان بوے گل ✤ یا چو نازک مغز چون بانگ دہل ✤ **المعنی** عبارت بکسر عیان و تعبیر کرنا تعبیر داز و اندیشہ جو کچھ دل میں گذرے انف بالفتح ہینی رغم خاک آلودہ ہونا اور مکروہ رکھنا اور خوار دیکھنا جعل بضم گوبر کا کیڑا جس کو بھونرا کہتے ہین مصطفیٰ ایکدن گورستان کو گئے ہمراہ جنازہ ایک یار کے یارون سے خاک کو اُسکی گور مین آگندہ کرکے اُس دانہ کو جو وہی مردہ ہی زندہ مکر دیا لقد زندہ ہونا اُس کا نشو و نما عالم برزخ مین

اب مقولات مولانا رحکے ہین کہ یہ درخت بھی جو پیش نظر ہین مثل انسان خاکی بنیان کے ہین کہ خاکدان زمین سے ہاتھ التجا کے پھیلائے اُٹھائے نکلتے ہین اور ہاتھ اُن کی شاخین سیکڑون اشارے انسان کی طرف کرتے ہین کہ ایسے ہی ہاتھ پھیلائے رہنا چاہیے اور جنکے گوش اس طرف لگے ہین اُن سے بزبان حال بیان کرتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین جو تیز گوش ہین رازان کے خوب سنتے ہین اور جو غافل ہین وہ بھی جانتے ہین کہ ہوا سے آواز نکلتی ہی اور یہ زبان سبز سے جو پتے ہین اور دست دراز سے کہ شاخین ہین بھید زمین کا کہتے ہین کہ ایسی قوت واستعداد زمین مین بھری ہی جیسے بطین پانی مین سر جھکا جھکا کے اپنے خوراک کی شے نکالتی ہین یہ بھی جھک جھک کے راز زمین سے نکالتے ہین اور ایک وقت مین کہ وہ خزان ہی غراب ہوجاتے ہین بدصورت بدنما پھر سبز و تر ہوکے طاؤس بنجاتے ہین جیسے کہ بہار مین اور جو زمستان اُن کو محبوس کرتا ہی کہ مثل قیدی کے خوشحالی کو بدحالی سے بدل دیتا ہی پھر خدا تعالیٰ ان غرابون کو طاؤس کردیتا ہی پھر تائید فرماتے ہین کہ زمستان اگر ان کو مرگ مین ڈالتا ہی خدا تعالے اُن کو مع برگ و بار زندہ کردیتا ہی منکر کہتے ہین کہ یہ کارخانہ خود بخود جاری ہی کوئی خالق اِس کا نہین اور قدیم ہی از خود ایسے ہی چلا آیا ہی اور ایسے ہی چلا جاے گا ہم یہ جھوٹ خدا کریم پر کہ پروردگار عالم کا ہی کیسے باندھین کہ یہ ہوا از خود اور ہم خدا سے بتائین نہین سب کا خالق اور رب وہی ہی سب منکر یہی جانتے ہین کہ یہ عالم دائم ہی اور قدیم سے قائم ہی نہ حادث بس ان کی کوری نے ہمارا ن دوستون مین حق جمایا کہ وہ حق باغ و بوستان کی طرح شگفتہ اور کھلا ہوا ہی یعنے خوب متحقق ہوا کہ سب کا پروردگار و موجد وہی ہی جو گل کہ اُس کا اندرون بویا ہوتا ہی اور خوشبو وہ کل اسرار گل کے بیان کرتا ہی اور جتاتا ہی کہ کیسی اُس کی قدرت ہی کیسا رنگ و بو اس کو عطا فرمایا ہی اور بو انکی ان منکرون سے ناک رگڑ وا رہی ہی اور ناچیزان کو بناتی ہی اور سارے جہان مین انکا پردہ پھاڑتی پھرتی ہی اور بدنام کرتی ہی اور یہ منکر اس بو سے مثل جعل کے ہین جو گوبر کی بو سے خوش ہی گل کی بو سے بیزار یا جیسے نازک دماغ کہ نقارہ کی آواز سے گھبراتے ہین مطلب یہ کہ اُس کی قدرت کی بو بھی پھیلی ہوئی ہی اور شہرت بھی نقارہ کی چوب الخلاف شرح بحرالعلوم مین رغم کو ایسا لکھا ہی کہ رغم و زعم دونون پڑھے جاتے ہین اور انف کو الف اور یا چو نازک کو ما

قولہ خویش را مشغول میسازند و غرق * چشم میدوزند زان لمعان برق * چشم میدوزند و آنجا چشم نے * چشم آن باشد کہ بنید ما منے * چون زگورستان پیمبر بازگشت * سوے صدیقہ شد و ہمراز گشت * چشم صدیقہ چو بر رویش فتاد * پیش آمد دست بروے می نہاد * بر عمامہ روے او و موے او * بر گریبان و بر و بازوے او * گفت پیغمبر چہ میجوئی شتاب * گفت باران آمد امروز از سحاب * جامہایت می بجویم در طلب * تر نمی بینم زباران اے عجب * گفت چہ بر سر فگندی از ازار * گفت کردم آن ردایت را خمار * گفت بہر آن نمود اے پاک جیب * چشم پاکت را خدا باران غیب * نیست آن باران ازین ابر سما * ہست ابر دیگر و دیگر سما *

اینچنین باران زابر دیگرست * رحمت حق در نزولش مضمرست * بشنو از قول سنائی در رموز * معنی تا واقف آئی برکنوز * گر تو بکشائی ز باطن دیدۂ * زود یابی سرمۂ بگزیدۂ * المعنی مامن جاے امن آزار بکسر دستار و شلوار وتنبان ولنگی خمار بکسر اول دامنی یک عرض ہندی اوڑھنی کنوز جمع کنز بمعنی گنج یعنے یہی منکر آپ کو اسی کی تفتیش وتلاش مین مشغول رکھتے ہین اور ڈوبے ہوے ہین اور لمعان برق پر جو ظاہرا احکام و آثار انکے حدوث کے چمک رہے ہین آنکھین سپے ہوے ہین مگر کیا ہوتا ہی جو آنکھین سی دی ہین وہ آنکھین ہی نہین ہین آنکھین تو وہ ہین جو اپنے مامن کو دیکھین اور باوصف آنکھون کے کنوین مین گرے تو اندھے سے بتر ہی اب پھر استیناف ہی سوال حضرت عائشہ کی طرف کہ جب پیغمبر گورستان سے لوٹے اور عائشہ صدیقہ کے ہمراز ہوے صدیقہ نے جو اُن کی صورت دیکھی سامنے آئین اور ہر جگہ اُن کے جسم پر ہاتھ رکھنے لگین عمامہ اور منھ اور بال اور گریبان اور سینہ اور بازو سب کو ٹٹول کے دیکھا آنحضرت نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتی ہو تو شتاب جواب دیا کہ آج بادل سے باران نازل ہوا ہین تمھارے کپڑے ٹٹولتی ہون اور ان کو بینھ سے تعجب ہی کہ تر نہین پاتی ہون کہا تنے اُس مینھ کے وقت سر پر لنگ وغیرہ سے کیا ڈالا تھا کہا آپ کی چادر سے اوڑھنی بنائی تھی کہا اُسی کے سبب سے ای پاک جیب تمھاری چشم پاک کو خدا نے باران غیب دکھایا تھا آی صدیقہ وہ باران اس آسمان کے ابر سے نہین ہی وہ اور ہی ابر ہی اور اور ہی آسمان ہی ایسا مینھ دوسرے ابر سے ہوتا ہی جسکے نزول مین رحمت حق کی پوشیدہ ہوتی ہی اب فرماتے ہین کہ قول سنائی کے رموز مین ایک معنی سُن تا کنوز معرفت سے تجکو وقفیت ہو بس اگر تو باطن کی آنکھون کو کھولے تو جلدی تجکو ایک سرمہ گزیدہ پسندیدہ ملجاے الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے روے اوکے در روے اوکہ وزن کو بگاڑتا ہی غلط ہی

تفسیر قول سنائی - آسمانہاست در ولایت جان * کار فرماے آسمان جہان * در رہ روح پست و بالاہاست * کوہہای بلند و دریاہاست

قولہ پیر دانا اندرین رمزے بگفت * در حقیقت زین صدف دُرے بسفت * غیب را ابری و آبی دیگرست * آسمان و آفتابے دیگرست * ناید آن الا کہ بر خاصان پدید * باقیان فی لبس من خلق جدید * ہست باران از پے پروردگی * نیست باران از پے پژمردگی * نفع باران بہاری بو العجب * باغ را باران پائیزی چو تب * آن بہاری ناز پروردش کند * وین خزانے ناخوش و زردش کند * ہمچنین سرما و باد و آفتاب * بر تفاوت دان سر رشتہ بیاب * ہمچنین در غیب انواع ست این * در زیان و سود در ربح و غبین * این دم ابدال باشد زان بہار * در دل و جان روید از وے سبزہ زار * فعل باران بہاری با درخت * آید از انفاس شان در نیکبخت * گر درخت خشک باشد در مکان * عیب آن از باد جان افزا مدان *

یاد کار خویش کر دو بر وزید ✤ آنکه جانے داشت بر جانش گزید ✤ آنکہ جامد بود خود واقف نشد ✤ وائے آنجانیکہ او عارف نشد ✤ قول پیغمبر شنو اے جان من ✤ دور کن از خویشتن انکار وظن ✤ المعنی پائیز بروزن تاثیر خزان ہمادزمین سخت و غیر حیوانات عنبین ضعف رائے فرماتے ہین پیر دانائے کہ وہ حکیم سنائی ہین اسی معاملہ مین جو ابر و باران غیب کا مین ذکر کر رہا ہون ایک رمز کہی ہی اور بحقیقت اس صدف سے موتی پر وئے ہین چنانچہ وہ اشعار انکے سرخی مین مرقوم ہین اب مولانا کہتے ہین کہ یہ آب و ابر ظاہری اور ہی اور غیب کا ابر و آب ور اور راس کا آسمان و آفتاب بھی اور ہی وہ ظاہر نہین ہوتے ہین مگر خاصون پر وہی اُن کو دیکھتے ہین اور جو سوا خاصون کے باقی رہے وہ مصداق اس آیت کے ہین بل ہم فی لبس من خلق جدید یعنے بلکہ وہ پوشیدگی مین ہین مخلوق جدید سے اور مخلوق جدید سے عوام مراد ہین جنکے پیچھے تجدد امثال لگا ہوا ہی کہ ہر وقت مرتے جیتے ہین چنانچہ اس کا اوپر بھی مذکور ہو چکا آیندہ تمہید دوسری ہی کہ باران ظاہری واسطے پرورش ہر شے کے ہی نہ واسطے پژمردگی وافسردگی کے باران بہاری کا عجیب نفع ہی کہ شگفتگی و تازگی سے باغ کو بھر دیتا ہی اور باران پائیزی یعنے خزانی باغ کے حق مین ایسا ہی جیسے تب باران بہاری تو باغ کو نازپرورده کر دیتا ہی اور خزانی ناخوش و زرد ایسے ہی سرما و باد و آفتاب مین تفاوت و فرق ہی کوئی خزان کا رنگ لاتا ہی کوئی بہار کا اس بات کی اصلیت کو غور کر ایسے ہی غیب مین ابر و آفتاب اور باد ہین اُن کے بھی انواع ہین کسی سے نقصان ہوتا ہی کسی سے فائدہ کسی سے رنج کسی سے ضعف رائے اب بعد تمہید کے فرماتے ہین کہ جیسے بہار سے باغ خرم و تازہ ہو جاتا ہی ایسا ہی ابدال کا دم ہی کہ اس سے دل و جان مین سبزہ زار جمتا ہی اور شگفتہ شاداب ہو جاتا ہی اور جو کام کہ باران بہاری درخت کے ساتھ کرتا ہی وہی کام ان کے انفاس نیکبخت کے ساتھ کرتے ہین اگر کوئی درخت خشک مکان مین ہو تو جان لے کہ یہ اُس باد جانفزا سے غائب رہا اُس کے سامنے نہ پڑا وہ آئی اور اپنا کام کر کے چلی گئی اور جسمین جان تھی اُسکو اُس نے پسند کر لیا اور چھانٹ لیا اور جو جامد ہی خود اُس سے واقف ہی نہوا بس افسوس ہی اُس جان پر جو اسکی عارف نہوئی سنگ و جماد رہی تے ابتو اسی کے موافق قول پیغمبر کا سُن اور انکار و گمان کو اپنے دل سے دور کر الخلاف شرح بحر العلوم مین بجائے نیست باران کے ہست باران دوسرے مصرعہ مین بھی لکھا ہی اور پائیزی کو پائزے اور عنبین کو عنین اور بادرخت کو یادرخت یادکار کو گار بکاف فارسی اور گزید کو گزند غلط لکھا ہی

معنی اس حدیث مین اغْتَنِمُوا بَرْدَ الرَّبِيعِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ بِأَبْدَانِكُمْ كَمَا يَعْمَلُ بِأَشْجَارِكُمْ وَاجْتَنِبُوا بَرْدَ الْخَرِيفِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ بِأَبْدَانِكُمْ كَمَا يَعْمَلُ بِأَشْجَارِكُمْ یعنے ربیع کی سردی کو غنیمت جانو کہ بیشک وہ تمھارے جسمون مین ایسا عمل کرتی ہی جیسے تمھارے درختون مین اور بچو سردی خریف سے کہ وہ تمھارے جسمون مین ایسا عمل کرتی ہی جیسا عمل کرتی ہی تمھارے درختون مین

قولہ گفت پیغمبر ز سرمائے بہار ✤ تن مپوشانید یاران زینہار ✤ زانکہ با جان شما آن میکند ✤ کان بہاران با درختان میکند ✤

پس غنیمت باشد آن سرمای او ٭ در جہان بر عارفان وقت جو ٭ در بہاران جامہ از تن بر کنید ٭ تن برہنہ جانب گلشن روید ٭ لیک بگریزید از باد خزان ٭ کان کند کان کرد بر باغ و رزان ٭ راویان این را بظاہر بردہ اند ٭ ہم بر آنصورت قناعت کردہ اند ٭ بیخبر بودند از سر آن گروہ ٭ کوہ را دیدہ ندیدہ کان کوہ ٭ آن خزان نزد خدا نفس وہواست ٭ عقل و جان ہمچون بہارست و بقاست ٭ گر ترا عقلی ست جزوی در نہان ٭ کامل العقلی بجو اندر جہان ٭ جزو تو از کل او کلی شود ٭ عقل کل بر نفس چون غلی شود ٭ پس بتاویل این بود کانفاس پاک ٭ چون بہارست وحیات ورگ تاک ٭ از حدیث اولیا نرم و درشت ٭ تن مپوشان زانکہ دینت راست پشت ٭ گرم گوید سرد گوید خوش بگیر ٭ تا ز گرم و سرد بجہی وز سعیر ٭ گرم و سردش نوبہار زندگیست ٭ مایہ صدق و یقین و بندگیست ٭ زانکہ زان بستان جانہا زندہ است ٭ زین جواہر بحر دل آگندہ است ٭ بر دل عاقل ہزاران غم بود ٭ گر ز باغ دل خلالے کم شود ٭ المعنی لقا بکسر دیدار غل بالضم طوق و بند و بکسر کینہ و خیانت سعیر بفتح نام دوزخ یعنے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ای یارو بہار کی سردی سے اپنے بدن کو ہرگز مت چھپاؤ اسواسطے کہ یہ سردی تمھاری جان کے ساتھ وہ کام کرتی ہے جو بہار درختوں کے ساتھ کرتی ہے کہ تازہ و سرسبز ہو جاتے ہین پس وہ سرما بہار کا جہان مین عارفون پر غنیمت ہوتا ہے اور وہ اسوقت کو ڈھونڈھتے رہتے ہین بہار مین کپڑے بدن کے اتار ڈالو اور ننگے بدن گلشن کو جاؤ لیکن باد خزان سے بچو کہ وہ وہ کام کرتی ہے تمھارے ساتھ جو اُس نے باغ اور انگور کے درختون سے کیا ہے یعنے زرد کرکے برگ و بار سے عاری کر دیا یہانتک تفسیر حدیث شریف کی تھی آیندہ مقولات مولانا کے فرماتے ہین راوی اس حدیث کو ظاہر پر لے گئے ہین اور اُس سے ظاہر معنی پر قناعت کی ہے وہ لوگ اسکے بھید سے بیخبر تھے انھون نے پہاڑ تو دیکھا لیکن پہاڑ کی کھان نہین دیکھین کہ کیسی زر و جواہر سے مالامال ہین اور بھید یہ کہ خزان خدا تعالی کے نزدیک نفس اور اُس کی خواہشین ہین اور عقل و جان مثل بہار و دیدار کے ہین مگر جبکہ نفس اور اُس کی خواہشون سے خالی و پاک ہین اگر تیرے باطن مین جزوی عقل بھی ہے تو جہان مین کسی کامل العقل کو ڈھونڈھ تا تیرا جزو بھی اس کے کل سے ایک کل ہو جاے اور وہ عقل کل تیرے نفس پر بند و طوق ہو جاے کہ ہلنے نہ دے اور نفس کو عاجز کر دے پس اس کی تاویل یون ہوگی کہ نفوس پاک جو انبیا و اولیا ہین مثل بہار وحیات و برگ تاک کے ہین جنسے ساری شگفتگی و تازگی اور زندگی اور سایہ دری و آسائش ہے اولیا کی بات سے خواہ نرم ہو خواہ سخت اپنے تن کو مت چھپا بچا کہ تیرے دین کی پشت پناہ ہین اگر گرم کہے یا سرد کہے خوش خوش اُس کو قبول کر لے تو دوزخ اور اُس کے گرم و سرد سے صاف بچ جائے سردیہ کہ دوزخی جب دوزخ مین آگ سے گھبرا کے سردی کا خواستگار ہوگا تو برف مین معذب ہوگا جس کی ایذا آگ سے بھی بڑھکے ہوگی اُسکی گرمی سردی اور سختی نرمی تیری زندگی کی نوبہار ہے اور مایہ صدق و یقین و بندگی کا اس سبب سے کہ وہ بستان جو اُن کے ارشاد و ہدایت کا ہے اُس سے جانین زندہ ہوتی ہین بدولت رشد و ہدایت کے اور دل اُن کا ایک بحر زخار ہے اسی جواہرات سے بھرا ہوا جب تو اُن سے ہماری نفع اٹھا دیکھ تو اگر عاقل کے باغ دل سے ایک خلال کم ہو جاے تو اُس کو ہزارون غم ہوتے ہین

تیرا تو وقت ہر دم کی ہین ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین راست پشت کو کشت غلط لکھا ہی

پوچھنا حضرت صدیقہ رض کا آنحضرت سے کہ آج کے مینھ مین کیا بھید تھا

قولہ پس سوالش کرد صدیقہ ز صدق ✤ باخشوع و باادب از جوش عشق ✤ کاے خلاصہ ہستی و زبدہ وجود ✤ حکمت باران امروزی چہ بود ✤ این زباران ہاے رحمت بود یا ✤ بہر تہدیدست و عدل کبریا ✤ این ازان لطف و بہاریات بود ✤ یا ز پاییزی پر آفات بود ✤ گفت این از بہر تسکین غم ست ✤ کز مصیبت بر نژاد آدم ست ✤ گر بر آن آتش بماندی آدمی ✤ بس خرابی اوفتادی در زمی ✤ اینجہان ویران شدے اندر زمان ✤ حرص ہا بیرون شدے از مردمان ✤ اُستن اینعالم ایجان غفلت ست ✤ ہوشیاری این جہان را آفت ست ✤ ہوشیاری زانجہانست و چو آن ✤ غالب آید پست گردد اینجہان ✤ ہوشیاری آفتاب و حرص یخ ✤ ہوشیاری آب و این عالم وسخ ✤ زانجہان اندک ترشح میرسد ✤ تا نلغزد زینجہان حرص و حسد ✤ در ترشح بیشتر گردد ز غیب ✤ نے ہنر ماند درین عالم نہ عیب ✤ این ندارد حد سوے آغاز رو ✤ سوے قصہ مرد چنگی باز رو ✤ المعنی خشوع بفتحتین عجز و زاری زبدہ بالضم ہندی مکھن نژاد نسل اُستن بالضم و ضم تا وسخ بفتحتین چرک و ریم ہندی میل فرماتے ہین حضرت صدیقہ نے آنحضرتؐ سے پوچھا بصدق و خشوع و بجوش عشق و ادب و خضوع کہ ای خلاصہ ہستی کے اور ای زبدہ عالم وجود کے آج کے باران مین کیا حکمت تھی آیا یہ باران باران رحمتون الٰہی سے تھا یا واسطے تہدید اور ظہور عدل کبریا کے یہ اُنھین لطف و بہاریات سے تھا یا خزان اور اُس کے آفات سے کہا یہ باران ان دونون قسمون سے نہ تھا صرف واسطے تسکین غم کے اور غم وہ جو مصیبت سے نسل آدم پر ہی کہ اگر آدمی اسی آتش مصیبت مین رہتا تو بڑی خرابی زمین مین واقع ہوتی یہ جہان دم بھر مین ویران ہو جاتا اور لوگون سے حرص مطلق جاتی رہتی تارک الدنیا ہو جاتے حضرت فرماتے ہین ای صدیقہ جان من اس عالم کا ستون غفلت ہی جس پر یہ قائم ہی اور ہوشیاری اس کے حق مین آفت ہی ہوشیاری اُس جہان سے ہی اور جب وہ ہوشیاری اسپر غالب آئے تو ضرور یہ پست ہو جائے ہوشیاری ایسی ہی جیسے آفتاب اور حرص ایسی جیسے یخ کہ پانی ہو کے بہ جاتی ہی اور ہوشیاری ایسی ہی جیسے آب اور یہ عالم میل و چرک کہ پانی کے سامنے نہین رہنے پاتا اسلیے اُس جہان سے تھوڑا تھوڑا ترشح ہوتا ہی تا حرص و حسد کا پانون ڈگمگا کے گر نہ جائے اور جو غیب سے بہت سا ترشح ہو تو نہ عالم مین ہنر رہے نہ عیب دونون یکسان ہو جائین اور دنیا کا کام نہ چلے کچھ فرق اچھے برے مین نہ رہے آگے پھر گریز ہی کہ ان باتون کی تو حد نہین ان کو چھوڑ اور آغاز کی طرف چل اور قصہ پیر چنگی کا جو شروع کیا تھا اُس کی طرف رجوع کر الخلاف شرح بحر العلوم مین اُستن بصورت اُستین کے لکھا ہی اور بجاے تا نلغزد زین جہان کے تا نخزد در جہان غلط ہی

باقی قصہ مطرب چنگی کا اور بیان اسکے تخلص کا

قولہ مطربے کز وے جہان بد پر طرب ✤ رستہ زاوازش خیالاتے عجب ✤ از نوایش مرغ دل پران شدے ✤

وز صدایش ہوش جان حیران شدے ✽ چون برآمد روزگار و پیر شد ✽ باز جانش از عجز پشّہ گیر شد ✽ باز چہ گر ہپیل باشد بیگمان ✽ پشہ اش سازد ضعیف و ناتوان ✽ پشت او خم گشت ہمچون پشت خم ✽ ابروان بر چشم ہمچون پاردم ✽ گشت آواز لطیف و جانفزاش ✽ ناخوش و مکروہ وزشت و دلخراش ✽ آن نوا کہ حسرت زہرہ بدہ ✽ ہمچو آواز خر پیرے شدہ ✽ خود کدامین خوش کہ او ناخوش نشد ✽ یا کدامی سقف کان مفرش نشد ✽ غیر آواز عزیزان در صدور ✽ کہ بود از عکس دم شان نفخ صور ✽ اندرونے کین درونہا مست از وست ✽ نیستی کین ہستہا مان ہست از وست ✽ کہربائے فکر و ہر آواز او ✽ لذت الہام و وحی و ساز او ✽ چونکہ مطرب پیر تر گشت و ضعیف ✽ شد ز بے کسبی رہین یک رغیف ✽ گفت عمر و مہلتم دادی بسے ✽ لطفہا کردی خدایا با خسے ✽ معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال ✽ باز نگرفتی ز من روزے نوال ✽ نیست کسب امروز مہمان توام ✽ چنگ بہر تو زنم کان توام ✽ المعنی پاردم دمچی مفرش بستر و جامہ ورخت خواب اور وہ چیز جسمین کپڑے خواب کے اور ویسے رہین رغیف گردہ نان قدرے پہن نوال بفتح عطا و بخشش یعنے وہ مطرب کہ جس سے جہان پر طرب تھا اور جس کی آواز سے خیالات عجیب پیدا ہوتے تھے اُس کی نوا سے مرغ دل اُڑنے لگتا تھا اور اُسکی صدا سے ہوش جان کے حیران ہوتے تھے وہ مطرب موصوف بدین صفات جب تھوڑا زمانہ گذر گیا تو بوڑھا ہو گیا اور ایسا عاجز ہوا کہ باز جان کا اُس کے پشہ گیر ہو گیا بڑے بڑے شکار مارنا سب بھول گیا بعد کو مقولہ مولانا رح کا ہی پشہ کیا ایسی ویسی چیز ہی یہ تو باز کیا ہی ہپیل کو بھی ضعیف و ناتوان کر دیتا ہی پھر اُسی مطرب کا بیان ہی کہ پشت اُسکی مثل خم کے خم ہو گئی اور بھوین جو آنکھون پر تھین مثل دمچی کے ہو گئین جو موقع نجاست پر رہتی ہی کہ مراد نیچے اور ہیچ میرزنے سے ہی وہ آواز لطیف و جانفزا اُس کی ناخوش و مکروہ اور دلخراش ہو گئی اور وہ نوا کہ جسپر زہرہ کو حسرت ہوتی تھی ایسی ہو گئی جیسی بوڑھے گدھے کی آواز پھر مقولات مولانا رح کے ہین کہ اس عالم مین بتاؤ کس کو تغیر نہین ہوتا کونسی چیز خوش ہی کہ وہ ناخوش نہین ہوتی کونسی سقف مزین ہی کہ وہ گر کے بستر کی طرح زمین پر نہین بچھ جاتی اب فرماتے ہین اگر اُس کی آواز پیر خر کی سی ہو گئی تو کیا عجب سب کا یہی حال ہی سوائے آواز اُن کے جو عزیز خدا کے ہین اُن کے سینون سے وہ آواز نکلتی ہی جسکے دم کا عکس نفخ صور پر پڑا ہی جس کی بدولت مردون کو زندہ کرے گا اور اُن کے وہ باطن ہین کہ یہ باطن ہمارے اُنھین سے مست ہین اور وہ ایسے نیست ہین کہ ہستیان ہماری اُنھین سے ہست ہین اور اُسی اندرون کی آواز کہربا فکر زمانہ کی ہی یعنے تمام زمانہ کی فکرین مثل کاہ کے جا چپٹتی ہین اور اُسی آواز مین لذت الہام و وحی اور اُن کے ساز کی ہی پھر استیناف ہی طرف ذکر چنگی کے جب وہ مطرب بہت ہی بوڑھا ہو گیا اور ضعیف اور بے کسبی سے ایک ٹکیہ کے عوض رہین ہوتا تھا اور گروی اُسوقت مین اُس مطرب نے کہا کہ اے بار خدایا تونے مجکو عمر دی اور بڑی مہلت بخشی اور بڑے بڑے لطف مجھ سے ناچیز خس پر فرمائے ہین اور مین ستر برس معصیت مین رہا اور تونے اپنی بخشش و عطا سے ایک دن مجکو محروم نہ رکھا اب آج کسب کے واسطے نہین تیرے واسطے چنگ بجاتا ہون

اور تیرا مہمان اور تیری کان بنتا ہون جو کچھ تو اسمین ڈال دے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے پیشہ گیر کے
پیشتر ان نوا الخ اس شعر مین پہلے مصرعہ مین رشک زہرہ آمدہ دوسرے مین خریرے سا لکھا ہی اور بجاے عمر و مہلتم کے
عمر تو مہلتم غلط لکھا ہی **قولہ** چنگ را برداشت شد اللہ جو ٭ سوے گورستان یثرب آہ گو ٭ گفت خواہم از حق ابریشم
بہا ٭ کو بہ نیکوئی پذیرد قلبہا ٭ چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد ٭ چنگ بالین کرد و بر گورے فتاد ٭ خواب
بردش مرغ جان از حبس رست ٭ چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست ٭ گشت آزاد از تن و رنج جہان ٭ در جہان سادہ و
صحراے جان ٭ جان او آنجا سرایان ماجرا ٭ کاندر اینجا گر بماندی مرا ٭ خوش بدے جانم درین باغ و بہار ٭ ہست
این صحراے غیبی لالہ زار ٭ بے پر و بے پا سفر میکردمی ٭ بے لب و دندان شکر میخوردمی ٭ **المعنی** یثرب بکسر را نام
مدینہ منورہ فرماتے ہین کہ اُس چنگی نے ارادہ مرقومہ صدر مصمم کرکے چنگ اٹھالیا اور طالب اللہ کا ہوکے مدینہ منورہ
کے گورستان کی طرف آہین مارتا چلدیا اور کہا کہ اب اپنے ریشم کی قیمت جو مراد چنگ نوازی سے ہی حق تعالے
سے لونگا کہ وہ خوب دلون کو قبول کرتا ہی یعنے اُن کی سُنتا ہی پھر گورستان مین خوب چنگ بجایا اور خوب رویا اور چنگ
سرہانے رکھ کے ایک قبر پر پڑ گیا اسی حال مین اُس کو نیند آگئی مرغ جان کا قید تن سے چھوٹ گیا جیسا کہ خواب مین
ہوتا ہی اور چنگ و چنگی دونون کو چھوڑ کے الگ ہوگیا رنج تن اور رنج جہان دونون سے آزاد ہوکے جہان سادہ
جس مین کوئی نقش رنج و غم نہین اور صحراے جان مین پہونچا اب جان اُس کی وہان یہ ماجرا گانے لگی کیا اچھا ہوتا
کہ مجکو یہین چھوڑ دیتے کہ جان میری اسی باغ و بہار مین خوش رہتی یہ صحراے غیبی تو ایک لالہ زار ہی بے پر اور
بے پاؤن کے مین اسمین پھرتا اور بے لب و دندان کے شکر کھاتا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین سر نہاد کی جگہ
نہادہ صحراے غیبی کے بجاے غیب غلط لکھا ہی **قولہ** ذکرو فکری فارغ از رنج دماغ ٭ کردمی با ساکنان چرخ لاغ ٭
چشم بستہ عالمی میدیدمی ٭ ورد و ریحان بیکفی میچیدمی ٭ مرغ آبی غرق دریاے عسل ٭ عین ایوبی شراب مغتسل ٭
کہ بدان ایوب از پا تا بفرق ٭ پاک شد از رنجہا چون نور شرق ٭ گر بود این چرخ دہ چندی کہ ہست ٭ نیست
نزد آنجہان جز تنگ و پست ٭ مثنوی در حجم گر بودے چو چرخ ٭ در نگنجیدی درو زین نیم برخ ٭ کان زمین و آسمان
بس فراخ ٭ کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ ٭ وین جہانے کاندرین خوابم نمود ٭ از گشایش پر و بالم را کشود ٭ آنجہانی
راہش ار پیدا بدے ٭ کم کسے یک لحظہ در اینجا بدے ٭ مول مولی میزد آنجا جان او ٭ در فضلے رحمت و احسان
او ٭ **المعنی** لاغ ہزل و خوش طبعی مغتسل بالضم شستہ حجم بالفتح سطبری و جسامت برخ بالفتح پارہ و حصہ مول
بالضم امر ست بمعنی باش و توبہ و ناز و غمزہ پھر اسی چنگی کا قول ہی ذکرو فکر اور رنج دماغ سے فارغ ساکنان چرخ
کے ساتھ بازی و لاغ کرتا آنکھین میچے ہوتا اور جہان کو دیکھتا بے کف و دست کے گلاب و ریحان بینتا مرغ آبی مراد
روح سے جو نطفہ سے بظاہر پیدا ہی اور اُس کو ماء وافق فرمایا ہی وہ دریاے عسل مین ڈوبی ہوئی

دوسرے مصرعہ مین اقتباس ہی آیت کریمہ سے ارکض برجلک ہذا مغتسل بارد و شراب یعنے پانون اپنا زمین مار بس ایک چشمہ پیدا ہوا حکم دیا کہ اس چشمہ مین غسل کر اور اس کا پانی پی یہی عین ایوبی ہی نقل ہی کہ حضرت ایوب کے بدن مین پھوڑیان ہوکے کیڑے پڑگئے تھے اور ایک مدت اس مرض مین رنجور رہے پھر اُسی چشمہ کے پانی سے صحت پائی جیسا آیت مذکورہ مین ہی آور ایسی صحت پائی کہ اُس مرض سے سر سے پانون تک ایسے صاف و روشن ہوگئے جیسے نور شرق کا لے آفتاب ایسے ہی اُس کی روح بھی روشن اور صاف ہوگئی تو وہ جہان یعنے عالم ارواح ایسا وسیع و فسیح ہی کہ یہ آسمان جسکے برابر ہم کسی کی وسعت فسحت نہین جانتے ایسے ایسے دہ چند ہون تب بھی تو مقابل اُس جہان کے پست و تنگ ہین آب مقولہ مولانا رح کا ہی اور آیندہ بھی چنانچہ فرمایا کہ اگر مثنوی میری حجم مین مثل چرخ کے ہوتی تب بھی اسمین اُس کا آدھا حصہ نہین سماتا پھر قول چنگی کا کہ اُس زمین و آسمان نے جو نہایت فراخ ہین تنگی سے میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ ایسی اُس مین سمائی نہین آور اس جہان نے کہ جسمین خواب دیکھتا ہون کشائش سے میرے پر و بال کھول دیے ایسی کشائش بخشی بس وہ جہان ایسا ہی کہ اگر راہ اُس کی ظاہر ہوتی تو بہت کم آدمی ایسے ہوتے جو ایک لحظہ بھی یہان ٹھہرتے سب وہین کو چلے جاتے پھر استیناف ہی کہ اُس چنگی کی جان مول مول یعنے باش باش پکارتی تھی کہ یہین فضاے رحمت و احسان آلہی مین رہا کر یا تو بہ توبہ کرتی تھی کہ اس فضا محمودہ کو چھوڑکے اُس تنگناے مذمومہ مین ہرگز مت جاے الخلاف شرح بحر العلوم مین چرخ دہ چندے کو دہ خرے سا لکھا ہی

خواب مین کہنا ہاتف کا عمر رضہ سے کہ اتنے درم بیت مال سے لے اور اُس چنگی کو جو کہ گورستان مین سوتا ہی دے

قولہ امرے آمد کہ ہان طامع مشو ✤ چون نہایت خار بیرون شد برو ✤ آنزمان حق بر عمرؓ خوابے گماشت ✤ تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت ✤ در عجب افتاد کین معہود نیست ✤ این زغیب افتاد بے مقصود نیست ✤ سر نہاد و خواب بردش خواب دید ✤ کامدش از حق ندا جانش شنید ✤ آن ندا کہ اصل ہر بانگ و نواست ✤ خود ندا آنست وین باقی صداست ✤ ترک و کرد و زنگ و تاجیک و عرب ✤ فہم کردہ آن ندا بے گوش و لب ✤ خود چہ جاے ترک و تاجیک ست و زنگ ✤ فہم کردہ این ندا را چوب و سنگ ✤ ہر دمے از وے ہمی آید الست ✤ جوہر و اعراض میگردند ست ✤ گر نمے آید بلے زیشان ہمے ✤ آمدن شان از عدم باشد بلے ✤ انچہ من گفتم ز فہم سنگ و چوب ✤ در بیانش قصہ ہشدار خوب ✤ المعنی ترک بالضم ایک قوم ہی فرزندان نوح علیہ السلام سے کرد بالضم مردم صحرانشین تاجیک عرب زادہ کہ عجم مین بڑا ہوا ہو آور یہ بھی قاعدہ ہی کہ جب یا ایسی لفظون مین لگتے ہین تو فرد واحد سے مراد ہوتی ہی جیسے ترکی عربی احد بہان بلکے کل مقصود ہوتا ہی یعنے اُس چنگی کو یہ حکم آتا تھا کہ خبردار ابھی مت بین تیرے پانون کا کانٹا جا نکلگیا آور یہیم حضرت نے خواب کو عمرؓ پر تعین کیا اور ایسا کہ یہ اُس سے آپ کو روک و بچا نہین سکتے تھے حیران تھے کہ یہ خلاف

معمول کیون ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیب سے جو مجھپر نوٹ پڑی ہے کوئی مقصود اہین ہے تبس سر رکھا نیند آ گئی اور نیند مین
دیکھا کہ اُن کو حق تعالےٰ کی جانب سے ندا آئی جو اُن کی جان نے سنی اور وہ ندا کہ اصل ہے بانگ و ندا کی ہے بیشک ندا وہی
ہے بس اور باقی سب صدا ہین ای صرف آواز یہ مقولہ مولانا رح کا ہے اور اشعار آیندہ بھی اُس ندا کو ترک و کرد و تاجیک و
زنگ و عرب نے کہ باہم متغائر اللسان ہین ایک دوسرے کی نہین سمجھتے بے گوش و لب کے سمجھا ہے آور یہ ترک و زنگ و غیرہم
کیا ہین خود اس کو تو چوب و سنگ جو ظاہر لیاقت سمجھنے کی نہین رکھتے سمجھتے ہین ہر وقت اُسکی طرف سے ان کو آواز الست
کی آتی ہے کہ جس سے سارے جوہر و عرض مست و خوش ہین جوہر مراد جواہر مجردہ سے کہ وہ دس فرشتے ہین کہ حکماکے نزدیک
کارپرداز اس عالم ظاہر کے ہین اور باقی مخلوق اعراض کہ ان سے قائم ہوئی آور جو آواز الست کی انکو ہر دم پہونچتی ہے اور انسے بلی
کسی وقت ظاہر نہین ہوتا کچھ حاجت نہین انکا عدم سے یہان آنا ہی بلی ہے کہ اپنے پروردگار کے مطیع فرمان ہین جہان چلاہا ہان
بھیجدیا آور وہ جو ہمنے کہا ہے کہ چوب و سنگ سمجھتے ہین اس کے بیان مین ایک قصہ تجھسے کہون خوب ہوش سے سُن لے

نالہ کرنا ستون حنانہ کا آپ کے فراق مین اور سننا رسول مقبول کا وہ نالہ صریحاً اور مکالمہ کرنا اُس کے ساتھ

قولہ اُستن حنانہ از ہجر رسول ٭ نالہ میزد ہمچو ارباب عقول ٭ در میان مجلس وعظ آنچنان ٭ کز وے آگہ گشت
ہم پیر و جوان ٭ در تحیر ماند اصحاب رسول ٭ کز چہ مینالد ستون با عرض و طول ٭ گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون ٭ گفت
جانم از فراقت گشتہ خون ٭ از فراق تو مرا چون سوخت جان ٭ چون ننالم بے تو ای جان جہان ٭ مسندت من
بودم از من تاختی ٭ بر سر منبر تو مسند ساختی ٭ پس رسولش گفت کای نیکو درخت ٭ ای شدہ با سر تو ہمراز بخت ٭
گر ہمیخواہی ترا نخلے کنند ٭ شرقی و غربی ز تو میوہ چنند ٭ یا دران عالم حقت سروی کنند ٭ تا تر و تازہ بمانی تا ابد ٭ گفت
آنخواہم کہ دائم شد بقاش ٭ بشنو اے غافل کم از چوبے مباش ٭ آن ستون را دفن کرد اندر زمین ٭ تا چو مردم
حشر گردد یوم دین ٭ تا بدانی ہر کرا یزدان بخواند ٭ از ہمہ کار جہان بیکار ماند ٭ ہر کرا باشد ز یزدان کار و بار ٭ یافت
بار آنجا و بیرون شد ز کار ٭ وانکہ او را نبود از اسرار داد ٭ کے کند تصدیق او نالہ جماد ٭ گوید آرے نے ز دل بہر وفاق ٭
تا نگویندش کہ ہست اہل نفاق ٭ گر نیندی واقفان امر کن ٭ در جہان رد گشتہ بودے این سخن ٭ المعنی اُستن
بالضم و ضم تا ستون حنانہ بالفتح و تشدید نون نوحہ کنندہ و نام ستون مسند بالفتح تکیہ گاہ اور بڑا تکیہ اور جس پر تکیہ
لگائین حشر بالفتح برانگیختن مجازاً قیامت فرماتے ہین کہ ستون حنانہ ہجر رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے نالے کرتا
تھا جیسے ذوالعقول کسی کے فراق مین کرتے ہین اور اسی نوحہ اور نالہ کرنے سے اُس کا نام حنانہ ہوا اور وجہ نالہ کی
یہ کہ مسجد شریف مین ایک ستون چوبی تھا اُس سے تکیہ کر کے آپ وعظ کیا کرتے تھے بعض صحابہ نے کہا نیوہ ہوتا کہ
ہے ہمکو روے مبارک نظر نہین آتا اسواسطے منبر بنایا گیا جب آپ منبر پر تشریف لے گئے تو یہ حنانہ آپ کی مفارقت

سے نوحہ گر ہوا ایسا کہ جو مجلس وعظ مین پیر وجوان تھے سب خبردار ہوے اصحاب حیران ہوے کہ یہ ستون عرض
طول والا یعنے جماد کس سبب سے روتا ہے آنحضرت ؐ نے اُس سے پوچھا کہ اے ستون کیون روتا ہے اور کیا چاہتا ہے
کہا میری جان آپ کے فراق سے خون ہو گئی جب آپ کے فراق سے میری جان سوختہ ہو گئی تو بے تمھارے اے
جان جہان کیسے نہ روؤن مین تمھارا تکیہ گاہ تھا تم مجھ سے الگ ہو گئے اور منبر کو تکیہ گاہ بنایا پس آپ نے اُس سے کہا کہ اے
درخت نیک تیرے بھید سے تیرا بخت ہمراز ہوا یعنے جیسا کہ اب تو ہونے والا ہے ایسا ہی تیرا نصیب تجکو ہونا چاہتا تھا
اگر تو چاہے تو قضا وقدر ابھی تجکو نخل باور بنا دین کہ شرق وغرب کے لوگ تجھسے میوہ چنین یا اُس عالم مین حقتعالی
تجکو سرو کردے تو تر وتازہ ابد تک رہے جیسے سرو دنیا خزان سے آزاد ہے کہا مین وہ چاہتا ہون جسکو ہمیشہ بقا ہے دوسرا
مصرعہ مقولہ مولانا کا ہے کہ اے غافل ہوش مین ہو اور اس لکڑی کی خواہش کو سُن اس سے تو کم مت ہو اس عالم فنا سے
گذرا اور عالم بقا کی جستجو کر پھر اُس ستون کو دفن کر دیا زمین مین تا قیامت کے دن مثل مردم کے برانگیختہ ہو اب اس سے
تو یہ بات جان لے کہ جس کو خدا تعالےٰ اپنی طرف بلاتا ہے وہ سب کام سے جہان کے بیکار ہو جاتا ہے بقول سعدی رح
شعر ازانگہ کہ یارم کس خویش خواند ٭ دگر با کسم آشنائی نماند ٭ اور جس کا خدا سے کاروبار ہوتا ہے وہ اُس کی بارگاہ مین تو
باریاب ہو جاتا ہے مگر جملہ کامون سے نکال دیا جاتا ہے اور جس کو کہ دین خدا کے رازواسرار کی دولت نہین دیتے وہ نالہ
جماد کی تصدیق کب کرتا ہے جو اُسکے دیگر مدارج پر توجہ کرے البتہ جب سنتے ہین تو اورون کی موافقت سے یہ بھی زبانی
آرے کہنے لگتے ہین نہ دل سے تا لوگ یہ نہ کہین کہ اہل نفاق سے ہے نہ ارباب وفاق سے ہے تو یہ کہ اگر واقف اسرار
کن کے جہان مین نہوتے تو جہان مین یہ بات اُلٹی اور روگردان ہو جاتی اُن واقفون کے سبب سے جو جانتے ہین کہ
ایک کن سے اُسنے کیسی مخلوق رنگارنگ پیدا کردی حنانہ کا نالہ کیا عجب ہے راست درست ہے کہ ان کی موافقت سے
منافقون کو بھی راہ گزیر وگریز نہین ملی **قولہ** صد ہزاران زاہل تقلید ونشان ٭ افگندشان نیم وہمی در گمان ٭ کہ بظن
تقلید واستدلال شان ٭ قائمست وجملہ پروبال شان ٭ شبہہ انگیزد آن شیطان دون ٭ در فتند اینجملہ کوران
سرنگون ٭ پاے استدلالیان چوبین بود ٭ پاے چوبین سخت بے تمکین بود ٭ غیر آن قطب زمانہ دیدہ ور ٭ کز ثباتش
کوہ گردد خیرہ سر ٭ پاے نابینا عصا باشد عصا ٭ تا نیفتد سرنگون او بر حصا ٭ آن سواری کو سپہ را شد ظفر ٭ اہل دین را
گشت سلطان بصر ٭ با عصا کوران اگر رہ دیدہ اند ٭ در پناہ خلق روشن دیدہ اند ٭ گر نہ بینایان شدندی وشہان ٭
جملہ کوران مردہ ماندی درجہان ٭ نے زکوران کشت آید نے درود ٭ نے عمارت نے تجارت ہا وسود ٭ گر نکردی رحمت
وافضال شان ٭ در شکستی چوب استدلال شان ٭ این عصا چہ بود قیاسات دلیل ٭ آن عصا کہ داد بینائے جلیل ٭
چون عصا شد آلت جنگ ونفیر ٭ آن عصا را خورد بشکن اے ضریر ٭ او عصاتان داد تا پیش آیدید ٭ آن عصا از خشم
ہم بروے نہ زدید ٭ حلقہ کوران بچہ کار اندرید ٭ دیدہ بان را درمیانہ آورید ٭ دامن او گیر کو دادت عصا ٭

درنگر کادم چہا دید از عصا * چون عصا شد مار واستین باختر * معجزہ موسی واحمد را نگر * از عصا مارے واز استین چنین *
پنج نوبت میزنند از بہر دین * المعنی تقلید پیروی کسی کی بے دریافت حقیقت استدلال دلیل لاناہ عصا بفتح سنگریزہا پنج نوبت
وہ نوبت پنجگانہ جو بادشاہون کے دروازہ پر بجتی ہی یعنے یہ جو ہمنے کہا کہ یہ سخن روگردان ہوجاتا اس سبب سے کہا ہی کہ
لاکھون اہل تقلید غیر تحقیق اور اہل نشان بیدریافت کسی کے قدم پر قدم رکھنے والے ایسے ہین کہ ذراسا وہم اُن کوگمان مین
ڈال دیتا ہی کسواسطے کہ اُن کے گمان مین تقلید اور استدلال قائم ہورہا ہی اور جا ہوا ہی اور یہی اُنکے پر وبال ہین جس سے
لنبی لنبی اُڑانین اُڑتے ہین تب شیطان دون خواہ یہی شیطان دون خواہ ان مقلدون کا پیشوا ایک شبہہ
اُٹھا دیتا ہی اور یہ اندھے سرنگون اُسمین گرپڑتے ہین یہ نہین جانتے کہ استدلالیون کے پانون چوبین ہوتے ہین اور
پائے چوبین نہایت بے تمکین ہوتا ہی جمتا نہین ذرا مین ڈگمگا جاتا ہی سوائے اس قطب زمانہ کے جیساکہ مشہور ہی قطب
از جا نہ جنبد اور دیدہ ور ہی تمثیل ان کی بے دیدہ اُس کا ثبات ایسا ہی جسکے ثبات سے کوہ بھی حیران ہی ظاہر کہ بے حرکتی
کوہ کی صورت حیرانی کی ہی سب دیکھتے ہین کہ اندھون کا پانون عصا ہوتا ہی کہ یہ بھی ایک چوب ہی تا کہین اوندھے منھ
کنکر پتھرون مین نہ گر پڑین اور وہ سوار جو سپاہ دین کے واسطے ظفر ہی یعنے ہراول جس پر فتح شکست منحصر ہوتی ہی
وہ سلطان بصر ہی اے بادشاہ بصارت جس سے سب نے بصارت پائی تب نتیجہ دونون شعرون کا یہ ہی کہ اندھون
نے تو عصا کی مدد سے راہ پائی ہی ٹٹول ٹٹول کے کہ ٹھیک پھر بھی نہین یہان مخلوق کی پناہ مین وہ لوگ ہین جو بینا
اور روشن دیدہ ہین اگر بینا لوگ اور شاہ جو سلطان بصر ہین نہوتے تو تمام اندھے جہان مین مردہ ہوتے کس لیے کہ اندھے
کشت ودرود سے عاجز ہین اور عمارت و تجارت اور سود سے بھی مجبور اگر وہ رحمت و افضال جو خدا تعالیٰ کو ان بینا
لوگون پر ہی نہوتی جس کے طفیل یہ بچے ہوے ہین تو چوب ان کے استدلال کی ٹوٹ جاتی یہ عصا کیا ہی قیاسات و دلائل
ہین اور وہ عصا کیا ہی وہ جس کی ہندی دین ہی بینا جلیل سے کہ خدا تعالیٰ ہی کہ دوسرے مصرع مین معنی چہ کے
ہی جب عصا آلہ جنگ وفریاد کا ہوا کہ اکثر دلیل و بحث مین نوبت شور وفریاد و جنگ و جدل کی پہونچتی ہی ایسے عصا کو
توڑکے چور چور کردے اے اندھے یہ عصا کس کام کا ہی اُس نے عصا تمکو دیا اسواسطے کہ تم پیش آؤ یعنے جماعت اہل اسلام
مین داخل ہو اسلیے کہ عصا کے معنی جماعت اہل اسلام کے بھی ہین تمنے وہ عصا ایک دوسرے کے غصہ سے اُسی
کے مار دیا اندھون کے حلقہ مین کیون گھُسے ہو یہ کس کام کا ہی کسی دیدہ بان کو بیچ مین لو تب تم ٹھوکرون اور
ڈگنے سے بچو جس نے تمکو عصا دیا ہی یعنے قیاس و دلیل اُس کا دامن پکڑو اور یہ عصا تو ایسا ہی جیسا آدم کا عصا
جس کے معنی گناہ و نافرمانی کے ہین اقتباس ہی آیہ کریمہ عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی سے کہ اس عصیان نے اُن کو بہشت سے نکلوایا
اور کس کس آفت مین ڈالا آخر شرکت اسمی تو دونون مین ہی جو عصا مار ہوا اور آستین باختر یعنے مشرق ہوگئی
تشریح اسکی یہ کہ حضرت موسی کا عصا ہنگام مقابلہ جادوگران فرعون کے ایسا اژدہا ہوگیا کہ جادو کے سارے

اژدہون کو نگلگیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آستین مشرق بنگئی کہ ہنگام معجزہ شق القمر کے دونون ٹکڑے
چاندکے آپ کے آستینون سے نکلگئے تھے بس توان معجزون کو موسی اور احمد کے دیکھ تو کسی دلائل کو مت دیکھ انسے
زیادہ دلائل نبوت کے اور کیا ہونگے کہ اللہ تعالے جھوٹے کے ہاتھ پر ہنگام دعوی نبوت اظہار معجزہ کا نہین
کرتا لاجرم ایسے عصا اور ایسی آستین سے اِنھون نے دین کے واسطے پنج نوبت بجائی ہے اور دین کی پادشاہی
دنیا مین جاری کی ہے استین مخفف آستین جیسے استر مخفف آستر الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے کہ بطن
کربطن اور کشت سلطان کی جگہ کیست اور آیدی کی جگہ جو صیغہ جمع امر حاضر کا ہے آمدید اور کو وادت کو وارد باختر
کو باخبر ٹھیک نہین لکھا ہے **قولہ** گر نہ نامعقول بودے این مزہ ✤ کے بدے حاجت بچندین معجزہ ✤ ہرچہ
معقول ست عقلت میخرد ✤ بے بیان معجزہ بیجزرومد ✤ این طریق مکر نامعقول بین ✤ در دل ہر مقبلے مقبول
بین ✤ آنچنان کز بیم آدم دیو ودد ✤ درجزائر در رمیدند از حسد ✤ ہم زبیم معجزات انبیا ✤ سرکشیدہ منکران
زیر گیا ✤ تا بناموس مسلمانی زیند ✤ در تسلس تاندانی کہ کیند ✤ ہمچو قلاب ان بران نقد تباہ ✤ میکنند از کید نام
بادشاہ ✤ ظاہرا الفاظ شان توحید وشرع ✤ باطن آن ہمچون دونان تخم صرع ✤ فلسفی راز ہرہ نے تا دم زند ✤ دم
زند دین حقش برہم زند ✤ دست وپاے اوجماد وجان او ✤ ہرچہ گوید اند ودر فرمان او ✤ با زبان گرچہ کہ
تہمت مے نہند ✤ دست وپاہاشان گواہی میدہند ✤ **المعنی** جزر گھٹنا پانی کا مد بڑھنا مکر بالفتح حیلہ تسلس
سالوسی ومکاری قلاب دغاباز ناسرہ کار صرع بالفتح مرگی یعنے اگر یہ مزہ جو استدلالیون کو پڑا ہے نامعقول نہوتا
توحاجت اتنے معجزون کی کیون پڑتی اور اتنے انبیا ورسل کیون آتے اسواسطے کہ جو چیز معقول ہے اُس کی فوراً
عقل خریدار ہو جاتی ہے بے بیان معجزہ اور بے جزر ومد یعنے اتار چڑھاؤ کے بس یہ طریق مکر وحیلہ کا ہے اس کو
نامعقول سمجھ اور ہر مقبل مقبول کے دل کو دیکھ اُسمین کیا ہے آن منکرون کا ایسا حال ہے جیسے آدم کے خوف سے
دیو ودد حسد سے جزائر مین بھاگ گئے ایسے ہی یہ بھی خوف معجزات انبیا سے بھاگتے ہین اور گھاس کے نیچے دبے
سرنکالے پڑے ہین اور وہ گھاس کے نیچے دبنا انکار دلی ہے اور سر نکالنا بظاہر اقرار اسلام تا بطفیل ابرو مسلمانی
کے زندگانی کرین اور بسبب سالوس ومکاری کے کوئی نجانے کہ کون ہین آیا مسلمان حقیقی یا منکر گویا دغاباز روپے
کھوٹے کام والون کی طرح نقد تباہ وخراب پر سکہ بادشاہ کا لگاتے ہین کہ بظاہر کلمہ خوبی کا بھرتے ہین باطن مین
انکار کا نقد تباہ بھرا ہے چنانچہ خود فرمایا کہ ظاہر تو منھ سے الفاظ توحید وشرع کے نکلتے ہین اور باطن مثل نانپیزون
کے بیج مرگی کا ہے کہ جہان ڈالدین اُس کو زمین ہی پر گرائے اور بدحال کردے فلسفی کا یہ دل وجگر کہان کہ
مقابل دین حق کے اپنے باطل سے دم مارسکے اگر دم مارے تو دین حق ہی اُس کو لوٹ پوٹ کردے جیسا
کہ فرمایا اذا جاء الحق زھق الباطل جب حق آتا ہے باطل بھاگ جاتا ہے ہاتھ پانون اُس کے جماد اور جان اُس کی

جو کچھ کہے وہ دونوں اُسکے حکم مین ہین رہی زبان اُسکی وہ ہی کہان زبان کی تہمت اُسپر ہی اور ہاتھ پانوں اسپر گواہی دیتے ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین تسلسی کو تسلش اور دونان کو درنان غلط لکھا ہی

باتین کرنا سنگریزون کا ابوجہل کے ہاتھ مین اور گواہی دینا رسالت حضرت پر صلی اللہ علیہ وسلم

قولہ سنگہا اندر کف بوجہل بود ✤ گفت ای احمد بگو این چیست زود ✤ گر رسولے چیست در مشتم نہان ✤ چون خبر داری زراز آسمان ✤ گفت چون خواہی بگویم کان چہاست ✤ یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست ✤ گفت بوجہل این دوم نادر ترست ✤ گفت حق آرے ازان قادر ترست ✤ گفت شش پارہ حجر در دست تست ✤ بشنو از ہریک تو تسبیحے درست ✤ از میان مشت او ہر پارہ سنگ ✤ در شہادت گفتن آمد بیدرنگ ✤ لا الہ گفت و الا اللہ گفت ✤ گوہر احمد رسول اللہ سفت ✤ چون شنید از سنگہا بوجہل این ✤ زد ز خشم آن سنگہا را بر زمین ✤ گفت نبود مثل تو ساحر دگر ✤ ساحران را سر توئی و تاج و سر ✤ چون بدید آن معجزہ بوجہل تفت ✤ گشت در خشم و بسوے خانہ رفت ✤ رہ گرفت و رفت از پیش رسول ✤ او فتاد اندر چہ آن زشت و سفول ✤ معجزہ او دید و شد بدبخت و رفت ✤ سوے کفر و زندقہ سرتیز و زفت ✤ خاک بر فرقش کہ بد کور و لعین ✤ چشم او ابلیس آمد خاک بین ✤ باز گرد حال مطرب گوش دار ✤ زانکہ عاجز گشت مطرب ز انتظار ✤ المعنی تفت بالفتح سوختہ و خشمناک سفول بضمتین پستی و بفتح پست و فرو روندہ زفت بالفتح سخت و درشت فرماتے ہین چند پتھریان ابوجہل مٹھی مین لیے آیا اور کہا ای احمد جلدی بتاؤ میری مٹھی مین کیا ہی اگر تم پیغمبر ہو اور بھید آسمان کے جانتے ہو تو بتاؤ میری مٹھی مین کیا چھپا ہی آپنے فرمایا آیا اتنا ہی چاہتا ہی کہ مین اُس کو بتا دون کہ کیا ہی یا یہ بھی کہ وہ مجکو بتلائے کہ مین پیغمبر حق ہون اور سچا ابوجہل نے کہا کہ یہ اُس سے اور بڑھکے اور نادر تر ہی آپنے کہا بیشک اور خدا تعالیٰ اس سے بھی زیادہ قدرت رکھتا ہی پھر حضرت نے فرمایا چھ ٹکڑے پتھر کے تیرے ہاتھ مین ہین اور سے اب کان لگا کے ہر ایک کی تسبیح سُن بس اُس کی مٹھی سے ہر پتھر یا تسبیح کرنے اور گواہی دینے لگی لا الہ الا اللہ کہتی تھی اور گوہر احمد رسول اللہ کے پروتی تھی جب ابوجہل نے تسبیح و شہادت پتھرون سے سُنی غصہ ہوکے زمین پر پھینک دیا اور کہا تجھسا جادوگر دوسرا نہوگا تو سب جادوگرون کا سر و سردار ہی بلکہ سرتاج اور اس معجزہ کو دیکھ کے گرم و خشمناک ہوکر اپنے گھر کی راہ لی اور رسول مقبول کے سامنے سے چلا گیا اور چاہ ضلالت مین وہ ناچیز و پست فطرت گرا معجزہ اُس نے دیکھا اور بدبخت ہوکے گیا کفار و زندیقون مین ملا اسواسطے کہ طالب معجزہ کا ہوا اور معجزہ دیکھے اور ایمان نہ لائے اُس جیسا کافر اشد کون ہی خاک اُسکے سر پر کہ اندھا اور لعین تھا اُسکی آنکھ ابلیس خاک بین تھا ابلیس خاک بین جو آسمان سے نکالا گیا اور خاک بین بنا اسکی بھی وہی کیفیت تھی آگے پھر گریز ہی کہ اس بیان سے لوٹ اور مطرب چنگی کا حال کہہ کہ وہ عاجز گشتہ انتظار مین ہی

اختتام قصہ مطرب کا اور پیغام پہونچانا امیر المومنین عمرؓ کا جو کچھ ہاتف نے انکو آواز دی تھی

قولہ بانگ آمد مر عمر را کای عمر ✤ بندۂ ما را ز حاجت باز خر ✤ بندۂ داریم خاص و محترم ✤ سوے گورستان تو رنجہ کن قدم ✤

ای عمر بر جہ ز بیت المال عام * ہفتصد دینار در کف نہ تمام * پیش او بر کامی تو ما را اختیار * اینقدر بستان کنون معذور دار *
اینقدر را ز بہر ابریشم بہا * خرج کن چون خرج شد اینجا بیا * بس عمر زان ہیبت آواز جست * تا میان را بہر آن خدمت بہست *
سوے گورستان عمر بنہاد رو * در بغل ہمیان دوان در جستجو * گرد گورستان دوان شد او بسے * غیر آن پیر او ندید آنجا کسے *
گفت این نبود دگر بارہ دوید * ماندہ گشت و غیر آن پیر او ندید * گفت حق فرمود ما را بندہ ایست * صافی و شائستہ و فرخندہ
ایست * پیر چنگی کے بود خاص خدا * حبذا ای سر پنہان حبذا * بار دیگر گرد گورستان بگشت * ہمچو آن شیر شکاری گرد دشت * چون
یقین گشتش کہ غیر از پیر نیست * گفت در ظلمت دل روشن بسیست * آمد و با صد ادب آنجا نشست * بر عمر عطسہ فتاد و پیر
جست * مر عمر را دید و ماند اندر شگفت * عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت * گفت در باطن خدایا از تو داد * محتسب بر پیرک
چنگی فتاد * چون نظر اندر رخ آن پیر کرد * دید او را شرمسار و روے زرد * پس عمر گفتش مترس از من مرم * کت بشارتہا
ز حق آوردہ ام * چند یزدان مدحت خوے تو کرد * تا عمر را عاشق روے تو کرد * پیش من بنشین و مہجوری مساز *
تا بگوشت گویم از اقبال راز * حق سلامت میدہد مے پرسدت * چونے از رنج و غمان بیحدت * نک قراضہ چند ابریشم
بہا * خرج کن این را و باز اینجا بیا * المعنی بیت المال جسمین مال غنیمت و متوفی کا رہتا ہی اور وہ مال جسمین سب مسلمانون
کا حق ہو پیرک مین کاف تصغیر تحقیر کا ہی قراضہ بضم ریزۂ زر و سیم عطسہ ہندی چھینک یعنے جب ہی عمر کو غفلت خواب
کی ہوئی فوراً غیب سے آواز آئی کہ ای عمر جا اور ایک بندہ کو ہماری حاجت سے چھوڑا ہمارا ایک بندۂ خاص و محترم ہی
تو گورستان مین اُس کے پاس جا ای عمر اُٹھ اور بیت المال عام سے سات سو دینار لیکے اُسکے پاس جا اور اُس سے کہ کہ
ہمنے تجکو مقبول کیا اتنا تو لے اور اب ہمکو معاف رکھ یہ تیرے ابریشم کی قیمت ہی اُسین خرچ کر جب خرچ ہو جاے پھر آ
تب عمر اس آواز کی ہیبت سے اُچھل پڑے اور اس خدمت کی بجا آوری پر مستعد ہوے ہمیان بغل مین داب کے
گورستان کی طرف متوجہ ہوے اور اُسکی جستجو مین دوان اور روان ہوے پس گرد گورستان کے بہت دوڑے سوا
اُس بوڑھے چنگی کے کسی کو نہ دیکھا دل مین کہا یہ وہ نہین ہوگا پھر دوڑے ایسے کہ تھک گئے مگر وہی بوڑھا نظر پڑا سواے
اُسکے کسی کو نہ دیکھا اور کہا کہ حق تعالے نے تو فرمایا ہی ہمارا خاص ایک بندہ ہی صافی و شائستہ و فرخندہ یہ پیر چنگی کیسے
خدا کا خاص ہو سکتا ہی تو کیا ہی خوب ہی ای راز پنہان کیا ہی خوب پھر دوسری بار گرد گورستان کے ایسے پھرے جیسے شیر
شکاری کی تلاش مین گرد جنگل کے پھرتا ہی جب یقین ہو گیا کہ سواے بوڑھے کے کوئی نہین ہی تو خیال کیا کہ بس یہی ہی کسواسطے
کہ اکثر اندھیرے مین بھی دل روشن ہوتے ہین لہذا با صد ادب آ کر وہان بیٹھے بیٹھتے ہی چھینکون کا ہجوم اُنپر ہوا بوڑھا فوراً
اُٹھ کھڑا ہوا اور عمر کو دیکھ کے حیران رہگیا ارادہ چلدینے کا کیا اور کانپنے لگا دل مین کہا ای بار خدایا میری فریاد کہ مجھ پیر حقیر
چنگی پر یہ محتسب کہان سے آپڑا عمر نے جو اُس کا منھ دیکھا تو اُسکو شرمندہ اور رو زرد پایا کہا مجھسے مت ڈر نہ مجھسے بھاگ
مین تیرے واسطے خدا تعالیٰ سے بشارتین لایا ہون تیری خو کی ایسی مدحت خوئی یزدان نے کی کہ عمر تیری صورت کا عاشق ہو گیا

میرے سامنے بیٹھ اور مجھسے جدا مت ہو تو تیرے کان مین تیرے اقبال کا بھید کہون کہ کیسا اقبال تونے پایا ہی اللہ تعالی
تجکو سلام کہتا ہی اور تیرا حال پوچھتا ہی کہ رنج وغمون مین جو بسلہ تجھپر ہین تیرا کیا حال ہی یہ لے یہ چند قراضے ابریشم بہا ہین
اِن کو خرچ کر اور پھر یہان آ چند قراضے اُن اشرفیون کو کہنا ایسا ہی جیسے کسی سے کہتے ہین نان خشک یہین کھا لو **الخلاف**
شرح بحر العلوم مین گفت این بنود بنود کو بصورت ہو وکے لکھا ہی اور پیرا وکی جگہ پیرہ اور باصد کو باصدا اور پیرجست کے
بجاے بیشہ کے لکھا ہی **قولہ** پیر لرزان گشت چون این راشنید * دست میخائید و برخود مے تپید * بانگ میزد کاے
خداے بے نظیر * بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر * چون بسے بگریست و زحد رفت درد * چنگ را زد بر زمین و خورد کرد *
گفت ای بودہ حجابم از آلہ * ای مرا تو راہزن از شاہراہ * ای بخوردہ خون من ہفتاد سال * ای ز تو رویم سیہ پیش از کمال *
ای خداے باعطا و باوفا * رحم کن بر عمر رفتہ بر جفا * داد حق عمرے کہ ہر روزے ازان * کس نداند قیمت آن در جہان *
خرج کردم عمر خود را دمبدم * در دمیدم جملہ را در زیر و بم * آہ کز یاد رہ و پردہ عراق * رفت از یادم دم تلخ فراق *
وائے کز تری زیرافگند خورد * خشک شد کشت دل من دل بمرد * وائے کز آواز این ہشت وچہار * کاروان بگذشت
و بیگہ شد نہار * ایخدا فریاد زین فریاد خواہ * داد خواہم نے ز کس زین داد خواہ * داد خود را چون ندادم در جہان * عمر شد
ہفتاد سال از من جہان * داد خود از کس نیابم جز مگر * زانکہ ہست از من بمن نزدیکتر * کین منے از وی رسد دم دم مرا *
پس ورا بینم چو این شد گم مرا * ہمچو آن کو با تو باشد زر شمر * سوے او داری نسوے خود نظر * ہمچنین در گریہ و در نالہ او *
بشمردی جرم چندین سالہ او * **المعنی** رہ کرت وقاعدہ ونغمہ وآہنگ عراق نام پردۂ موسیقی ہشت وچہار دوازدہ مقام
موسیقی زیرافگند خورد نام شعبۂ موسیقی اسکے مقابل مین زیرافگن بزرگ بھی ہی فرماتے ہین کہ بوڑھے نے جو یہ بات حضرت عمر
سے سُنی کانپنے لگا ہاتھ کاٹتا تھا اور تڑپتا تھا اور چلا چلا کے کہتا تھا کہ اے خداے بے نظیر مین بوڑھا بیچارہ تجھسے شرما کے
پانی پانی ہوا جاتا ہون اور جب بہت ہی گریہ اور درد اس کا حد سے گذرا چنگ کو زمین پر مار کے چور چور کر دیا کہ توہی
میرے اور میرے معبود کے بیچ مین حجاب وپردہ تھا اور توہی نے شاہراہ سے میری راہ ماری تونے ستر برس خون
میرا پیا تیرے ہی سبب سے روسیاہی میری کمال سے گذر گئی اے خدا باعطا وباوفا میری عمر جو جفا پر گذری ہی کہ آپ اپنے
اوپر جفا کرتا رہا ہون رحم کر تونے مجکو وہ عمر دی تھی کہ جسکے ہر ایک دن کی قیمت جہان بھر مین کوئی نہین جانتا ایسی
بے بہا تھی مین نے ایسی عمر بے بہا کو دمبدم یعنے ایک ایک دم زیر و بم مین خرچ کیا اور سب اسی مین پھونک دی آہ
کہ یاد راہ جو بمعنی نغمے کے ہی اور پردہ عشاق سے کہ یہ بھی ایک مقام موسیقی ہی اپنے تلخ وقت فراق کو جو ہنگام مفارقت دنیا
کے ہوگا بھول گیا اور واے تری زیرافگن خورد سے کہ یہ بھی ایک شعبہ موسیقی کا ہی میرے دل کا کھیت سوکھ گیا اور
دل بھی مرگیا پھر واے آواز اس ہشت وچہار سے کہ بارہ ہوے اور بارہ سے مراد بارہ مقام موسیقی کہ قافلہ گذر گیا
یعنے عمر اسی مین تمام ہوئی اور دن شام ہوا یعنے قریب بشام مرگ جو ظلمت عدم کی ہی ایخدا میری فریاد ہی اس فریاد خواہ سے

جو اسوقت تجھ سے فریاد کر رہا ہی مین کسی سے فریاد نہین چاہتا اسی فریادی کا فریادی ہون اسی نے مجھپر ظلم کیا ہی جو عبارت اپنے ہی نفس سے ہی مین نے جو اپنی داد آپ جہان مین نہ دی اور اپنی کیفیت نہ سمجھی ہمیشہ اپنے اوپر بیداد ہی کرتا رہا اس سبب سے عمر میری مجھسے ستر برس بھاگتی رہی داد اپنی کسی سے نہین پاؤن گا مگر اُسی سے جو میرے ساتھ مجھسے بھی نزدیکتر ہی جیسے سعدی رح کا قول ہی ع دوست نزدیکتر از من بمنست ؛ لیکن جب وہ ایسا نزدیک ہی تو منی مجھ مین کہان سے ہوئی اور جو ہی تو دمبدم اُسی سے ملتی پہونچتی ہی جب یہ کم ہو جاے تو مین اُسکو دیکھون شعر ما بعد مثال ہی کہ جیسے کوئی تیرے ساتھ زر شمار کرے تو تو اُسی کو تکتا ہی اپنے آپ کو نہین دیکھتا اسقدر محو ہو جاتا ہی علے ہذا مین بھی منی سے نکلجاؤن تو تجھی کو دیکھون غرض ایسے ہی وہ پیر چنگی اپنے گریہ اور نالہ مین جرم چندین سالہ گن رہا تھا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے عمر رفتہ کے فتنہ اور بجاے ہشت چہار کے بست و چہار بھی لکھا ہی اور بجاے داد خود را چون ندادم کے داد کس چون من

پھیر دینا عمر رض کا پیر کو مقام گریہ ہستی سے مقام استغراق نیستی کو

قولہ پس عمر گفتش کہ این زاری تو ؛ ہست از آزار ہشیاری تو ؛ راہ فانی گشتہ راہ دیگر ست ؛ زانکہ ہشیاری گناہ دیگر ست ؛ ہست ہشیاری زیاد ما مضا ؛ ماضی و مستقبلت پردہ خدا ؛ آتشے درزن بہر دو تابکے ؛ پر گرہ باشی ازین ہر دو چونے ؛ تا گرہ باقی بود ہمراز نیست ؛ ہمنشین آن لب و آواز نیست ؛ چون بطوف خود بطوفے مرتدی ؛ چون بخانہ آمدے ہم باخودی ؛ اے بخبرہات از خبر دہ بیخبر ؛ توبہ تو از گناہ تو بتر ؛ ای تو از حال گذشتہ توبہ جو ؛ کے کنی توبہ ازین توبہ بگو ؛ گاہ بانگ زیر را قبلہ کنی ؛ گاہ گریہ زار را قبلہ زنی ؛ چونکہ فاروق آئنہ اسرار شد ؛ جان پیر از اندرون بیدار شد ؛ بعد ازان اوراازان حالت برند ؛ زاعتذارش سوی استغراق خواند ؛ ہمچو جان بے گریہ و بیخندہ شد ؛ جانش رفت و جان دیگر زندہ شد ؛ حیرتے آمد درونش آنزمان ؛ کہ برون شد از زمین و آسمان ؛ المعنی ماضے جو کچھ گذر گیا قبلہ بالضم بوسہ حیرت بالفتح ایک حال پر رہجانا اور یہ دو قسم ہی محمودہ مذمومہ محمودہ معرفت مذمومہ ضلالت مولانا رح فرماتے ہین کہ عمر نے اُس سے کہا کہ یہ زاری تیری ہشیاری کے آزار سے ہی کہ تو ابھی فنا نہین ہوا فانی شدہ کی دوسری راہ ہی اور اُسکے نزدیک ہوشیاری دوسرا گناہ ہی یعنے ایک گناہ تو وہ جسکی زاری کر رہا ہی دوسرا اس ہشیاری کا گناہ اسلیے کہ جب ہوشیاری باقی ہی تو فانی کب ہوا اس ہشیاری کی زاری تو یاد ماضے یعنے زمانہ گذشتہ سے ہی اور حال یہ کہ تیرے واسطے ماضی و مستقبل دونون پردہ ہین خدا تعالے سے جیسا کہ کہا ہی شعر سو جھے نہ ترے عشق مین دن رات پیارے ؛ اپنی تو سحر ہی یہی اور شام یہی ہی ؛ تو ماضی و مستقبل دونون مین آگ لگا کے فنا کر دے کبتک نَے کی طرح انسے پر گرہ رہے گا دیکھ نَے مین جبتک گرہین ہوتی ہین ہمراز اور ہمنشین لب و آواز کی نہین ہوتی جبتک تو اپنے طوف کا طائف ہی اے خودی کا گرفتار اہل طریق کے نزدیک مرتد ہی اور جو خانہ کعبہ مین داخل ہو تب بھی خودی سے جدا نہین جیسا کہ

کہا ہی ع کفرست درین مذہب خود بینی و خود رائی ✤ آی مخاطب جو تجکو خبر دینے والے ہین وہ اصل خبر دینے ولے
سے بیخبر ہین اور تو جو گناہ سے توبہ کرتا ہی توبہ تیری گناہ سے بدتر ہی فانی کے درجہ سے یہ غیر ہی فانی کا گناہ کیا اور
توبہ کیسی آی مخاطب یہ جو تو اپنے حال گذشتہ سے توبہ کا طالب ہی بتا تو اس توبہ سے توبہ کب کریگا اور کب مقام فانی
کو پہونچیگا یہ کیسی بات ہی کہ کبھی بانگ زیر کو اپنا قبلہ بناتا ہی یعنے اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہی کہ اس سے مستی و وجد پاتا ہی
اور کبھی گریہ زاری کو بوسہ دیتا ہی فانی کو یہ ہوس کہان اب فرماتے ہین کہ جب فاروق نے اس مقام و اسرار کی صورت
اپنے آئینۂ دل سے اُس کو دکھائی تو بوڑھے کی جان اندرون سے بیدار ہوگئی پھر اُسکو اُس حالت یعنے مقام اعتذار سے
نکال کے مقام استغراق کو پہونچایا بس وہ مثل جان کے بے گریہ او بیخندہ ہوگیا اور یہ جان اُس کی اُس سے جدا
ہوگئی جسمین خودی اور گریہ و خندہ کا تعلق تھا اور دوسری جان زندہ ہوئی اب وہ حیرت محمودہ جو معرفت ہی اُس کے
دل مین سمائی کہ زمین و آسمان مین جسکی گنجایش نہ تھی ان سے بھی باہر نکلگئی الخلاف شرح بحر العلوم مین آہی تو از حال کی
جگہ حال کے ساتھ از نہین لکھا اور بیدار شد کی جگہ بیزار قولہ جستجو ما وراے جستجو ✤ من نمیدانم تو میدانی بگو ✤ حال
وقالے از وراے حال و قال ✤ غرق گشتہ در جمال ذوالجلال ✤ غرقۂ نے کہ خلاصی باشدش ✤ یا بجز دریا کسے بشناسدش ✤
عقل جز از کل پذیرا نیستی ✤ گر تقاضا بر تقاضا نیستی ✤ چون تقاضا بر تقاضا میرسد ✤ موج آن دریا بدینجا میرسد ✤
چونکہ قصہ حال پیر اینجا رسید ✤ پیر و جانش روے در دریا کشید ✤ پیر دامن را زگفت و گو فشاند ✤ نیم گفتہ در دہان
او بماند ✤ از پے این عیش و عشرت ساختن ✤ صد ہزاران جان بباید باختن ✤ در شکار بیشۂ جانباز باش ✤
ہمچو خورشید جہان جانباز باش ✤ جانفشان افتاد خورشید بلند ✤ ہر دمے تن را پر میکنند ✤ جانفشان ای آفتاب
معنوی ✤ مر جہان کہنہ را بنما نوی ✤ در وجود آدمی جان و روان ✤ میرسد از غیب چون آب روان ✤ ہر زمان
از غیب نو نو میرسد ✤ وز جہان تن برون شو میرسد ✤ المعنی ماورا جو کچھ کسی چیز کے پیچھے ہو اور نیز بمعنی ماسوا
دامن فشاندن ترک کرنا نوی تازگی یعنی اب طلب و جستجو اُس پیر کی ما وراے طلب کے ہوگئی ای بیرون از حد ایسی
کہ مین نہین جانتا جو بیان کرون اگر تو جانتا ہی تو بتا حال قال بھی اُس کا ایسے ہی حال و قال کی حد سے باہر نکل گیا
اور جمال ذوالجلال مین ڈوب گیا اور ایسا ڈوبا بھی نہین کہ خلاص ہو جلے یا سوا دریا کے اور کوئی اسکو پہچان سکے
ایسا وصل ہوگیا یہ ایک عقل کا جز تھا عقل کل سے جو اُس کی ذات ہی کیسے قابل وصل کے ہوتا اگر اسی کا تقاضا
بر تقاضا اور کشش در کشش شوق اور اُسی کا تقاضا بر تقاضا اور جذب در جذب یہان پہونچتا ہی جو موج
اُس کی کھینچ لے جاتی ہی ورنہ یہ جز اس کل سے کیسے مل سکتا ہی جیسا کہ کہا ہی شعر چاہتے ہین جس کو بلاتے ہین وہ ✤
شربت دیدار پلاتے ہین وہ ✤ جبکہ قصہ حال پیر چنگی کا اس حد کو پہونچا پیر اور اُس کی جان دونون اس دریا مین
ڈوب گئے اور پیر نے گفتگو ترک کی بلکہ کہی ہوئی بات آدھی منھ ہی مین رہگئی اب مقولہ مولانا رح کا ہی ایسی عیش و

عشرت کس کو نصیب ہوتی ہین اگران کے لیے لاکھون جانین کھوئے تو شایان ہی ای مخاطب تیری بھنگاسی جان کہلاتی ہی مگر ہی بڑی بلند پرواز تو بھی اسکے شکار مین باز بلند پرواز ہین اور مانند خورشید جہان کے جانباز رہ دیکھ تو یہ خورشید جو جانبازی کرتا ہی اور دن رات اُسکی تلاش مین رہتا ہی اس سبب سے ہر دم یہ خالی ہوتا ہی اور ہر دم اسکو نور سے بھر دیتے ہین یہ بھی موافق اُسی مسئلۂ تجدد امثال کے ہی جو اوپر گذرا کہ آدمی ہر وقت مرتا ہی اور ہر وقت جیتا ہی اب کہتے ہین کہ اے آفتاب معنوی تو بھی جانفشانی کر اور جہان کہنہ کو اپنی تازگی دکھا آیندہ دونون شعرون مین اُسی تجدد امثال کی تائید و تفسیر ہی کہ جان وروان وجود آدمی مین غیب سے مثل آب روان کے چلی آتی ہی اور ہر دم غیب سے نو بنو پہونچتی ہی اور جہان تن سے صدا برون شو کی آتی ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین بجز دریا کو بحیرا اور بجاے عیش و عشرت کے عبرت کہ عبرت و عیش کا ساتھ نہین ہی اور بجاے میشود ہر دم تہی کے نے میشود ٹھیک نہین لکھا ہی

تفسیر اس دعا کی کہ دو فرشتے ہر روز سر بازار ندا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کُلَّ مُنْفِقٍ خَلَفًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کُلَّ مُمْسِکٍ تَلَفًا اور اسکا بیان کہ منفق مجاہد راہ حق کا ہی نہ مسرف راہ ہوا کا معنی حدیث کے بارخدایا ہر منفق سخی کو خلف دے اور ہر ممسک بخیل کو تلف دے خلف کے معنی اجر پس آیندہ جو اجر عقبیٰ کا ہی اور تلف کے معنی ہلاک وضایع ہونا

قولہ گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند ✦ دو فرشتہ خوش منادی میکنند ✦ کای خدایا منفقان را سیر دار ✦ ہر درم شان را عوض دہ صد ہزار ✦ ایخدایا ممسکان را در جہان ✦ تو مدہ الا زیان اندر زیان ✦ ایخدایا منفقان را دہ خلف ✦ ایخدایا ممسکان را دہ تلف ✦ منفق و ممسک محل بین بہ بود ✦ چون محل باشد موثر میشود ✦ اے بسا امساک از انفاق بہ ✦ مال حق را جز بامر حق مدہ ✦ تا عوض یابی تو گنج بیکران ✦ تا نباشی از عدا و کافران ✦ اشتران قربان ہمیکردند تا ✦ چیرہ گردد تیغ شان بر مصطفا ✦ امر حق را باز جو از واصلی ✦ امر حق را در نیابد ہر دلی ✦ چون غلامی باغی کو عدل کرد ✦ مال شہ بر باغیان او بذل کرد ✦ طرفہ ترکا نزاہی پنداشت عدل ✦ کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل ✦ عدل این باغی و دادش پیش شاہ ✦ چہ فزاید دوری و روے سیاہ ✦ در نبی انذار اہل غفلت ست ✦ کا نفاقہا شان حسرت ست ✦ المعنی ممسک بالضم بخیل منفق خدا کی راہ مین خرچ کرنے والا عدا دبکسر شمار ایثار و بذل ہر دو بمعنی بخشش نبی بالضم در فارسی قرآن و مصحف و کلام آلہی مولانا رح کہتے ہین کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہمیشہ لوگون کی نصیحت کیواسطے دو فرشتے اچھے منادی کرتے رہتے ہین کہ آے خدا اپنی راہ کے خرچ کرنے والون کو سیر اور بھراپورا رکھ ہر درم کے عوض مین اُن کو لاکھ درم دے اور اے خدا ممسکون کو جہان مین سوا زیان بر زیان کے کچھ مت دے ایخدا منفقون کو خلف دے یعنی اجر

بخشے گا اور ممسکون کو تلف دے جو ہلاک وضائع ہوتا ہی یہ شعر گویا ترجمہ حدیث کا ہی جو سرخی مین مرقوم ہی ممسک
ہو خواہ منفق دونون موقع دیکھنے سمجھنے والے اچھے ہین اسواسطے کہ جب موقع پر خرچ کیا جاے یا امساک کیا جاے
تو وہی موثر ہوتا ہی اکثر ایسا موقع ہوتا ہی کہ وہان امساک اچھا انفاق برا ہوتا ہی یعنے مال حق کو سواے حکم حق
کے خرچ نکرے اور کسی کو نہ دے کہ ایسے مال کا عوض بیحد تجکو ملیگا اور کافرون مین معدود نہوگا جیسے کافر منتین
مانتے تھے اور اونٹ قربان کرتے تھے کہ ہماری تلوار مصطفے پر غالب ہو جاے تو امر حق کو کسی واصل بخدا
سے پوچھ اس لیے کہ ہر دل امر حق کو نہین پا سکتا ہی جیسے ایک غلام باغی کہ اسنے عدل کیا مال بادشاہ کا باغیون
کو بخشدیا اور طرفہ تر یہ کہ اسکو عدل جانا اور کہتا تھا کہ مین نے سخاوت سے یہ ایثار و بذل کیا ہی آپ خیال کرو کہ عدل
اس باغی کا اور داد و دہش اس کی بادشاہ کے سامنے کیسی دوری وسیاہی بڑھائیگی کہ اسکا مال بغاوت سے خرچ
کیا اور باغیون کو دیا اور اُس کا عدل و ایثار نام رکھا قرآن مجید مین اہل غفلت کا انداز و ادا دیکھ کہ ان کے انفاق کیسی
حسرت کی چیز ہین کما قال اللہ عزوجل اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ
حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ بیشک وہ لوگ کہ کافر ہین اپنے مال کو اس بات مین خرچ کرتے ہین کہ باز رکھین لوگون کو راہ خدا
سے کہ ایمان ہی سو قریب ہی کہ وہ اسکو خرچ کرین پس یہ خرچ انکے حق مین حسرت ہو جاے گا اور پھر بھی مغلوب ومنہوب
ہونگے الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے امر حق مدہ کے بدہ اور مال شہ کی جگہ شان غلط لکھا ہی

قربانی کرنا سرداران عرب کا بامید قبول کے

قولہ سروران مکہ در حرب رسول ❊ بود شان قربان بامید قبول ❊ بہر این مومن ہمیگوید زبیم ❊ در نماز اھد الصراط المستقیم ❊
نان درم دادن سخی را لائق ست ❊ جان سپردن خود سخاے عاشق ست ❊ نان دہی از بہر حق نانت دہند ❊
جان دہی از بہر حق جانت دہند ❊ گر بریزد برگہاے این چنار ❊ برگ بے برگیش بخشد کردگار ❊ گر نماند از جود
در دست تو مال ❊ کے کند فضل آلہت پائمال ❊ ہر کہ کارد گردد انبارش تہی ❊ لیکش اندر مزرعہ باشد بہی ❊ وانکہ
در انبار ماند و صرفہ کرد ❊ اسپش و موش و حوادثہاش خورد ❊ این جہان نفیست در اثبات جو ❊ صورت صفر ست
در معنات جو ❊ جان شور و تلخ پیش تیغ بر ❊ جان چون دریاے شیرین را بخر ❊ ورنہ بیتانی شدن زین آستان ❊
گوش کن بارے زمن این داستان ❊ المعنی کارد مضارع کاشتن کا ہی مزرعہ کشت بہی خوبی وبہتری صرفہ بخل و
تنگی اسپش بالضم وضم باے فارسی وہ کیڑا جو غلہ و گندم کو کھاتا ہی صفر خالی بیتانی ای بیتوانی فرماتے ہین کہ مکہ کے
سردار جو آنحضرت سے لڑتے تھے تو بامید قبول قربانی کرتے تھے کہ آنحضرت پر فتح پائین اسی خوف سے مومن
نماز مین خدا تعالے سے مانگتا ہی اور کہتا ہی کہ تو ہمکو سیدھی راہ چلا ہم نہین جانتے کونسی راہ سیدھی ہی نان و درم دنیا
سخی کے لائق ہی اور جان دینا اُسکی راہ مین سخاوت عاشق کی ہی پس اگر تو اُس کے واسطے نان دیگا نان پایگا اور

جو جان دے گا جان پائیگا زمان برگ ریز مین برگ ریزی سے چنار کیسا خالی ہاتھ رہجاتا ہو کردگار اسکو اُس بے برگی مین بابرگ کردیتا ہو ایسے ہی اگر جود سے تیرے ہاتھ مین مال نہ رہے گا فضل خدا کا تجکو کب پائمال و خوار کریگا مالدار دو قسم مین انمین سے جو کوئی کہ بوتا ہو اور انبار اپنا خالی کرتا ہو وہ اپنے کھیت مین خوبی و بہتری پاتا ہو یعنے دنیا مین بھی اور آخرت مین کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ فرمایا ہو اور جس نے انبار مین چھوڑا اور بخل کیا اُس کو گھن اور چوہون اور زمانہ کے حادثون نے کھایا کسی نہ کسی طرح ضائع اور برباد ہوا یہ جہان نفی در اثبات ہو اور اثبات اُسکی ذات جو ظاہر و مشہود ہو اور جہان ہمین نیست و نابود اگرچہ اہل ظاہر جہان کو ظاہر سمجھتے ہین اور اُس کو پوشیدہ بس تو سب کی نفی کر کے اثبات کو ڈھونڈھ اور تیرے ہی معنی مین صورت اُس صفر کی ہو جو عدد سے خالی اور قید تعدد سے مبرا ہو اُسی کا طالب ہو اس جان شور و تلخ کو اُس کی تیغ کے نذر کرا ور وہ جان جو مثل دریاے شیرین کے ہو خرید کر اس جان کو تلخ و شور اس سبب سے کہا کہ اس کے ساتھ ہزارون رنج و ملال دنیا کے لگے ہین اور وہ رنج و ملال سے جدا اب اگر تجھسے یہ نہین ہو سکتا ہو کہ اس آستانہ کا ہو رہے تو لے آ بھلا میری ایک داستان تو سن لے المخالف شرح بحر العلوم مین بجاے نان درم کے آن درم لکھا ہو کہ نہ مشار الیہ کا ٹھکانا نہ معنی کا اور نان درم پر دوسرا شعر گواہ عادل موجود ایسے ہی بجاے معنات معنیات اور نیتبانی کے ٹھکانے نیتوانی کہ وزن نہین ہوتا

قصہ اُس خلیفہ کا جو اپنے عہد مین سخا و کرم سے حاتم پر فائق تھا

قولہ یک خلیفہ بود در ایام پیش * کردہ حاتم را گداے جود خویش * رایت اکرام وجود افراشتہ * فقر و حاجت از جہان برداشتہ * بحر و کان از بخشش صاف آمدہ * داد او از قاف تا قاف آمدہ * در جہان خاک ابر و آب بود * مظہر بخشائش وہاب بود * قبلۂ حاجت در و دروازہ اش * رفتہ در عالم بجود آوازہ اش * از عطایش بحر و کان در زلزلہ * سوے بودش قافلہ بر قافلہ * ہم عجم ہم روم ہم ترک و عرب * ماندہ از جود و سخایش در عجب * آب حیوان بود و دریاے کرم * زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم * اندر ایام چنین سلطان داد * بشنو اکنون داستانے باکشاد * المعنی یعنے اگلے زمانہ مین ایک خلیفہ تھا جسکے جود کا حاتم بھی گدا تھا ایسا جھنڈا داد و دہش کا اُٹھایا تھا کہ فقر و حاجت کو جہان سے مٹایا تھا بحر و کان دونون اُسکی بخشش سے صاف نہ کچھ اُسمین رہا تھا نہ کچھا اسمین اور قاف سے قاف تک بخشش اُسکی پھیلی تھی اس جہان خاک مین گویا وہ ابر و آب تھا اور آب وابر کسا مظہر بخششون وہاب کا تھا جنکی کچھ حد و نہایت نہین اُسکا دروازہ قبلۂ حاجت تھا جہان سے حاجت روائیان ہوتی ہین اور سارے جہان مین شہرت اُس کے جود کی پھیلی ہوئی تھی اُسکی عطا سے بحر و کان لرزتے تھے کہ جانئے کیا ہمسے طلب کرے جو ہم نہ دے سکین یا ہمین کو نہ بخشدے اور قافلے کے قافلے اُسکے جود کے پاس چلے آتے تھے کان و بحر کا زلزلہ یہ کہ پہاڑون مین اکثر زلزلہ رہتا ہو اور کان بھی پہاڑ مین ہوتی ہو اور دریا کا زلزلہ جنبش آب سے ظاہر عجم اور روم اور ترک اور عرب سب اُس کے

جود و سخا سے حیران تھے کہ ایسا نہ دیکھا نہ سُنا گویا دریا اُس کے کرم کا آبحیات تھا جس سے عرب بھی اور عجم بھی سب زندہ ہوگئے ایسے بادشاہ داد و دہش والے کے زمانہ کی اب ایک داستان باکشاد مجھسے سُن کہ تیرا دل بھی کشادہ اور فراخ ہوجاے الخلاف بحر العلوم مین بجاے حاجت کے حاجات موزون نہین ہی

قصہ ایک اعرابی محتاج کا اور بیان اسکی عورت کا نسبت قلت معاش کے

قولہ یک شب اعرابی زنے مرشوے را + گفت واز حد برد گفت وگوے را + کین ہمہ فقر وجفا می کشیم + جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم + نان مان بے نانخورش ما در ورشک + کوزہ مان بے آب ومان از دیدہ اشک + جامۂ ما روز تاب آفتاب + شب نہالین ولحاف از ماہتاب + قرص مہ را قرص نان پنداشتہ + دست سوے آسمان برداشتہ + ننگ درویشان ز درویشی ما + روز وشب از رزق اندیشی ما + خویش وبیگانہ شدہ از مان رمان + بر مثال سامری از مردمان + گر بخواہم از کسے یکمشت نسک + مر مرا گوید خمش کن مرگ وجسک + مر عرب را فخر وعز ست وعطا + در عرب ما ہمچو اندر خط خطا + چہ غزا ما بے غذا خود کشتہ ایم + ما بہ تیغ فقر بے سر گشتہ ایم + شب بخسپم روز باشد ہیچ نہ + در درون جز سوز پیچا پیچ نہ + چہ خطا ما بے خطا در آتشیم + چہ نوا ما در دو غم را مفرشیم + چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم + مرگس را در ہوا رگ میزنیم + گر کسے مہمان رسد گر من منم + گر بخسپید دلقش از تن برکنم + زین نمط زین ماجرا و گفتگو + بُرد ا. حد عبارت بیش شو + کز عنا و فقر ما گشتیم خوار + سوختیم از اضطراب واضطرار + تا بکے ما اینچنین خواری کشیم + غرقہ اندر بحر ژرف آتشیم + تاکہ از روزی در آید میہمان + شرمساری ہا بریم از وے بجان + لیک چون مہمان در آید بے ثبوت + وانکہ کفش میہمان سازیم قوت + المعنی نسک بالفتح عدس جسک بالفتح رنج وبلا مفرش بستر اور بستروان

ایک رات ایک اعرابی کی عورت نے شوہر سے کہا اور حد سے باہر گفتگو لے گئی کہ اسقدر محتاجی اور جفائین ہم اُٹھاتے ہین دیکھو سب لوگ خوش ہین ایک ہمین ناخوش ہین روٹی ہماری روکھی بے سالن کے اور ہم در درشک مین کوزہ ہمارا آب سے خالی اور ہماری آنکھون سے آنسو جاری کپڑے ہمارے دن مین تاب آفتاب یعنے دھوپ رات کا اوڑھنا بچھونا صرف چاندنی ہمنے چاند کے قرص ہی کو قرص نان جانا اور آسمان کی طرف ہاتھ ہی پھیلائے رہے محتاجون کو بھی ہماری محتاجی سے ننگ ہی کہ انسا کوئی بدروزی نہین رات دن ان کو رزق ہی کا سبق ہی اپنے بیگانے سب ہمسے بھاگتے ہین جیسے سامری سے لوگ بھاگتے تھے اور سامری سامرہ کا رہنے والا تھا اس نے ایک بچھڑا سونے کا ڈھالا اور حضرت جبریل کے قدم کی خاک اُسکے مُنھ مین ڈالدی تھی کہ گاے کی سی آواز کرتا تھا جب حضرت موسی حضرت ہارون کو خلیفہ کرکے کوہ طور چلے گئے اسنے بنی اسرائیل سے پرستش شروع کرادی حضرت ہارون کا کسی نے کہنا نمانا جب حضرت موسی آکے بڑے غضبناک ہوئے اور اس کو بددعا کی کہ تو جنگل مین مارا مارا پھریگا جو کوئی تجکو مساس کریگا تو بھی اور وہ بھی دونون تپ مین گرفتار ہوجاؤگے اس سبب سے یہ جنگل مین رہتا تھا

اور جو کوئی پاس جاتا تھا اُس سے لا مساس کہتا تھا یعنے مجکو مت چھونا بس وہ عورت کہتی ہے کہ یہی حال ہمارا ہے کہ نہ کوئی ہمارے پاس آتا ہے نہ ہمکو آنے دیتا ہے اگر ہم کسی سے مٹھی بھر مسور مانگتے ہین تو ہمسے کہتا ہے کہ چپ اے مرگ رنج و بلا سارے عرب کو فخر ہے اور عزت و عطا ہے سب مین ہم ایسے ہین جیسے خطا مین خط کہ جہان غلطی و خطا ہوتی ہے اُس پر خط کر کے رد کر دیتے ہین ایسے ہی ہم بھی خط کشیدہ ہین مردود اور چھینکے ہوے کسکی غزا کون کفار سے لڑے ہم بے غذا کے خود مر دار ہو رہے ہین ہمارا تو تیغ فقر نے خود ہی سر اُڑا دیا ہے رات کو صبر کر کے سو رہتے ہین کہ دن مین کچھ ملجاے گا جب دن ہوا تو کچھ بھی نہین وہی سوز درونی ہیچ ہیچ آ موجود ہوا ہماری خطا کیا ہے بخطا ہم کیون آتش فاقہ مین جلتے ہین اور توشہ کسکا ہم خود درد و غم کے توشہ دان ہین یعنے پٹارہ وغیرہ ہم کسی کے ساتھ عطا کیا کرین ہمتو خود گدائی مین منڈھے ہوے ہین ہمتو اُڑتی مکھی کی رگ چیرتے ہین کہ شاید خون نکلے تو اُسی کو چوس لین سو اُڑتی کی رگ چیرنا اور رگ سے خون نکلنا دونون غیر ممکن خدا کرے کوئی مہمان آجاے جب تو مین سوتے مین اُسکی گدڑی نہ اُتار لون اس طرح اور اس ماجرا کی گفتگو حد عبارت سے زیادہ شوہر کے سامنے اُس نے کی اور گدڑی اسلیے اُتار لون کہ ہمتو رنج و محتاجی سے خوار ہوگئے اور اضطراب و اضطرار مین جلگئے کبتک یہ خواری اُٹھائین اور کبتک اس بحر عمیق آتش محتاجی مین ڈوبے رہین اگر اتفاقاً کوئی مہمان آجاے تو کیسی شرمساری اُس سے ہماری جان کو ہوئے لیکن یہ ضرور ہے کہ بے ثبوت اُسی کی جوتیان بیچ کے ہم اُس کا قوت کرین کچھ خیال نکرین کہ غیر ہے یا اپنا ہے الخلاف شرح بحر العلوم مین روز تاب کی جگہ روز قیامت لکھا ہے جو موزون نہین ایسے ہی رزق اندیشی کے بجاے روزی غزاست کے ٹھکانے دست

مغرور ہونا مریدون محتاج کا اور تشبیہہ ساتھ مدعیون مکار کے اور اُنکو شیخ واصل جاننا اور نقد کو نقل نجاننا اور نہ معلوم کرنا

قولہ بہر این گفتند دانایان بفن ٭ میہمان محسنان باید شدن ٭ تو مرید و میہمان آنکسی ٭ کوستاند حاصلت را از خسی ٭ نیست چیرہ چون ترا چیرہ کند ٭ نور ندہد مر ترا تیرہ کند ٭ چون ورا نوری نبد اندر قران ٭ نور کے یابند ازوے دیگران ٭ ہمچو اعمش گر کند داروے چشم ٭ چہ کشد در دیدہا الا کہ پشم ٭ حال ما اینست در فقر و فنا ٭ ہیچ مہمان را مکن مغرور ما ٭ قحط دہ سال ار ندیدی در صور ٭ چشمہا بگشا و اندر ما نگر ٭ ظاہر ما چون درون مدعی ٭ در دلش ظلمت زبان شعشعی ٭ از خدا نے بوے او را نی اثر ٭ دعویش افزون ز شیث و بو البشر ٭ دیو ننمودہ ورا ہم نقش خویش ٭ او ہمی گوید ز ابدالیم بیش ٭ حرف درویشان بدزدیدہ بسے ٭ تا گمان آید کہ ہست او خود کسے ٭ حرف درویشان بدزدد مرد دون ٭ تا بخواند بر سلیمے این فسون ٭ خوردہ گیرد در سخن بر بایزید ٭ ننگ دارد از درون او یزید ٭ ہرکہ وا اندر وراچون بایزید ٭ روز محشر حشر گردد بایزید ٭ بینوا از نان و خوان آسمان ٭ پیش او ننداخت حق یک استخوان ٭ او ندا کردہ کہ خوان بنہادہ ام ٭ نایب حقم خلیفہ زادہ ام ٭ الصلا سادہ دلان ہیچ ہیچ ٭ تا خورید از خوان جودم ہیچ ہیچ ٭ سالہا بر وعدۂ فردا کسان ٭

کرد آن در گشتہ فردا نارسان + دیرہا باید کہ سر آدمی + آشکارا گردد از بیشی و کمی + زیر دیوار بدن گنجیست یا + خانۂ مارست
و تازہ اژدہا + چونکہ پیدا گشت کان چیزے نبود + عمر طالب رفتہ آگاہی چہ سود + حاصل المعنی چیرہ بیاے معروف غالب و
شجاع اعمش وہ شخص جسکی آنکھون سے پانی بہتا رہے یشم نام سنگ قیمتی مائل بسبزی شعشعہ بالفتح وشین دوم نیز مفتوح
روشنی آفتاب شیث نام پیغمبر پسر آدم علیہ السلام بایزید نام اولیا یزید نام پسر معاویہ جس نے حضرت امام حسینؓ کو
قتل کرایا صلا آواز طعام و انعام فرماتے ہین کہ جو لوگ دانا و واقف اس فن کے ہین اُنھون نے اسی سبب سے
کہ وہ عورت اعرابی کی جوتیان مہمانون کی تاکتی تھی کہا ہی کہ مہمان محسنون کا ہونا چاہیے آور تیرا یہ حال کہ تو مرید
و مہمان ایسے شخص کا کہ وہ تیرا حاصل تجھسے اپنے خسیس پنے کی عادت سے لیلے وہ خس خود غالب و چیرہ نہین ہی
پھر تجکو کیسے غالب بنائے اُس سے تجکو ہرگز نور حاصل نہین ہوگا وہ اور بھی تیرہ و تاریک کردے گا جب قرآن سے خود
اُسی کے واسطے نور نہین ہی تو اور لوگ اُس سے نور کب پائین گے بمصداق وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ
جس کے واسطے اللہ نے نور نہین ٹھہرایا ہی اُسکو نور نہین ہی وہ ایسا ہی جیسے اعمش ڈھلکے کی بیماری والا کہ اگر اپنی آنکھ
کا علاج کرے گا تو سوائے یشم کے اور آنکھ مین کیا لگاے گا اسواسطے کہ زیادہ اس سے تو وہ جانتا ہی نہین نہ کچھ اسکو نصیب
ہوا پس ہمارا تو فقر و فنا سے یہ حال ہی جو ہمنے جتا دیا ای مخاطب تو کسی کو ہمارا مہمان مت بنا اور ہمکو معذور مت کر ہم تو
اس معاملہ مین ایسے محتاج ہین کہ اگر دہ سالہ قحط کی کسی نے صورت نہ دیکھی ہو تو آنکھین کھولے اور ہمکو دیکھ لے
ظاہر ہمارا ایسا ہی جیسے درون مدعی کا تیرہ و تاریک اور دل مین اُس کے ظلمت اور زبان ایسی جیسے روشنی آفتاب
کی پر فروغ غذا سے اُسمین نہ بو نہ اثر اور دعوی شیث و ابو البشر سے بڑھکر کہ اُن سے زیادہ ہین یہ شعر و آیندہ سب
صفات مدعی مین ہین ایسے شیطان جنسے شیطان بھاگے کبھی اُن کو اپنے آپ کو نہ دکھائے اور یہ کہین کہ ہم ابدال
سے زیادہ ہین شیطان ہمارے پاس کیسے آئے فقیرون کی باتین ادھر اُدھر سے اُڑالین تو لوگ گمان کرین
کہ یہ بھی کوئی ہین یہ کمینے اسی واسطے تو فقیرون کی باتین چُراتے ہین کہ لوگون پر ان باتون کا افسون پھونکین
اور سادہ دل ہمارے مطیع ہوجائین ایسے خود بین کہ گفت و کلام مین بایزید کی عیب گیری کرین اور باطن کا یہ
حال کہ جس سے یزید کو ننگ و عار ہو آور ہی یہ کہ جو کوئی اُن کو بایزید جانے اُسکا حشر محشر کے دن یزید کے ساتھ ہو
نان و خوان آسمان سے محض بے برگ و نواحق تعالےٰ نے ایک ہڈی بھی انکے سامنے نہ ڈالی اور اپنے درکا کتا بھی
نہ سمجھا آور قول اُس مدعی کا یہ کہ مین نے خوان لگایا ہی اور مین نائب خدا کا ہون اور خلیفہ زادہ ہون اور
بلاتے ہین کہ ای سادہ دلو ہیچ ہیچ آؤ اور ہمارے خوان جود سے سیر ہوکے کھاؤ حال آنکہ وہ ہیچ ہی ہیچ ہی واقع مین
کچھ بھی نہین ہر کسی سے وعدہ فردا کا کرتے ہین اور برسون اپنے دروازہ کے گرد پھراتے ہین اور وہ فردا کو نہین
پہونچتا ای مخاطب مدتین چاہیین تب کہین آدمی کا بھید بیشی و کمی سے کھلتا ہی آور برسون نہین معلوم ہوتا

کہ اس بدن کی دیوار تلے کوئی خزانہ دبا ہوا ہی یا خانہ کسی پُرانے سانپ کا ہی یا کسی تازہ اژدہے کا اور جسوقت مین
یہ بات ظاہر ہوئی کہ خزانہ نہین دبا ہی بلکہ مار و اژدہا ہی اور طالب کی عمر گذر گئی تو اُسوقت مین اس علم وآگاہی
سے کیا فائدہ اور کیا نتیجہ الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے از خسے او خسے اور فقر و فنا کی جگہ عناد یو نمودہ کو
دلو نمودہ اور از فسون کو او فسون تنگ دار کو تنگ

اس بیان مین کہ بہت کم ہوتا ہی کہ کوئی مرید مدعی مزور مین اعتقاد کرے سچ کے ساتھ اور اُس مقام پر پہونچے کہ اُسکے پیرنے خواب مین ندیکھا ہو اور آب و آتش اُسکو گزند نہ پہونچائین او شیخ کو پہونچائین

قولہ لیک نادر طالب آید کز فروغ ✤ در حق او نافع آید آن دروغ ✤ او بصدق نیک خود جاے رسد ✤ گرچہ جان پنداشت
آن آمد جسد ✤ چون تحری در دل شب قبلہ را ✤ قبلہ نے وان نماز او را روا ✤ مدعی را قحط جان اندر سرست ✤ لیک
مارا قحط نان برظاہرست ✤ مر ورا رومینماید حالہا ✤ کہ ندید آن ہیچ شیخش سالہا ✤ ماچرا چون مدعی پنہان کنیم ✤ بہر ناموس
مزور جان کنیم ✤ المعنی تحری قصد قبلہ کی طرف کرنا مزور مکار یعنے ایسا بہت کم ہوتا ہی کہ کوئی طالب صادق ہو
اور اس مدعی کا دروغ و زور اُسکو نافع ہوا ور فروغ بخشے اگر نافع ہوتا ہی تو وہ اپنے صدق نیک کی برکت سے ٹھکانے
جا لگتا ہی نہ اس مدعی کی سعی سے گو اُس نے اُسکو جان جانا تھا اور یہ جسد نکلا جیسے کوئی اندھیری رات مین بسبب عدم
شناخت قبلہ کے بقصد قبلہ کسی طرف کو نیت کرے اور قبلہ اُدھر نہین بھی ہو لیکن نماز اُسکی جائز ہوگی مدعی کے سر مین
تو قحط جان کا ہی کہ خالی از جان ہی لیکن ہمکو قحط روٹی کا ہی اُسنے روٹیان کھا کے جان کھوئی ہی ہمنے روٹیان کھو کے
جان پائی اُس طالب صادق کو وہ حال نظر آتے ہین کہ کسی شیخ نے برسون ندیکھے ہون ہم کیون مدعی کی طرح
آپ کو چھپائین اور واسطے آبرو مکر کے جان کنی کرین کہ ریا کا نتیجہ ویل ہی جیسا کہ فرمایا ہی یُرَاءُونَ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ
یعنے ویل ہی اُن لوگون کو جو ریا کار ہین اور باز رکھتے ہین حاجت کی چیزون سے حاجتمندون کو

صبر فرمانا اُس اعرابی کا اپنی عورت کو

قولہ شوے گفتش چند جوئی دخل و کشت ✤ خود چہ ماند از عمر افزون تر گذشت ✤ عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد ✤
زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگذرد ✤ خواہ صاف و خواہ سیل تیرہ رو ✤ چون نئے باید دمے ازوے مگو ✤ اندرین عالم
ہزاران جانور ✤ میزند خوش عیش بے زیر و زبر ✤ شکر میگوید خدا را فاختہ ✤ بر درخت و برگ شب ناساختہ ✤ حمد میگوید
خدا را عندلیب ✤ کاعتماد رزق بر تست ای مجیب ✤ باز دست شاہ را کردہ نوید ✤ از ہمہ مردار ببریدہ امید ✤
ہمچنین از پشہ گیری تا بہ پیل ✤ شد عیال اللہ حق نعم المعیل ✤ نخوت و دعوی و کبر و ترہات ✤ دور کن از دل کہ
تا یابی نجات ✤ اینہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست ✤ از غبار گرد باد بود ماست ✤ این غمان بیخ کن چون داس ماست
اینچنین کن آنچنان وسواس ماست ✤ وانکہ ہر رنجی ز مردن پارہ ایست ✤ جزو مرگ از خود بران گر چارہ ایست

چون زجزو مرگ نتوانی گریخت ♦ وانکه گلشن بر سرت خواهند ریخت ♦ جزو مرگ ار گشت شیرین مرترا ♦ وانکه شیرین میکند کل راخدا ♦ المعنی معیل عیال دار ترہات بضم و تشدید راسنہائے باطل لہو آمیز گرد باد ہندی بگولا غمان بفتح غمناک فرماتے ہین کہ شوہر نے اپنی عورت سے کہا کہ کہانتک آمدنی وغلہ وغیرہ کی طلب وتلاش کریگی بہت گئی تھوڑی رہگئی اتنی سی عمر کے لیے کیون ایسی ہوس کرتی ہو عقلمند کمی بیشی کو نہین دیکھتا ہو یہ دونون مثل ایلے کے گذر جاتے ہین اگر صاف ہو جب او تیرہ ہو جب دونون کو وار وہو دم بھر نہین ٹھہرتے پھر اس بیشی کمی کا ذکر ہی کیا اس جہان مین ہزارون جانور ہین کیسی خوش عیشی سے زندگی کرتے ہین کہ ذرا لوٹ پوٹ انکے دل مین نہین ہوتی دیکھہ تو فاختہ کیسی درخت پر بیٹھ کے شکر خدا کا کرتی ہو کچھ بھی سامان شب کا اسکے پاس ہوتا ہو بلبل اسی کی حمد مین مشغوف ہو اور کہتی ہو ای مجیب اعتماد رزق کا تجھی پر ہو باز نے پادشاہ کے ہاتھ سے پانی کی ہو نوید خداتعالےٰ سے پالی ہو تمامی مردار سے امید قطع کرکے اسی پر قانع ہو ایسے ہی مچھر سے لے کے ہاتھی تک یعنے ادنے سے اعلےٰ تک سب عیال خدا کے ہین اور کیسے اچھے عیال دار کے عیال ہین جو بے نظیر و بے ہمتا ہو تو اپنے دل سے نخوت اور یہ بیہودہ باتین دور کرکہ اسی مین نجات ہو یہ جو اس قسم کے غم ہمارے سینون مین بھرے ہین خوب جان لے کہ یہ بگولا جو ہماری بود بے بود کا ہو اسکے غبار سے ہین یہ غم کی کہ ہماری جڑ کھودنے والی ہو ایسی ہو جیسے ہنسیہ کہ بیخ کنی ہماری کرتی ہو اور ایسا کر اور ویسا کر یہ سب ہمارے وسواس ہین انسے کچھ نہین ہوتا اور خوب سمجھ لے کہ مرنے کا ایسا بڑا رنج ایک پیش ہو جسکے یہ جملہ رنج ایک پارہ ہین اگر تجکو کوئی تدبیر آتی ہو تو اس جزو و پارہ مرگ کو آپ سے دور کر اگر مرگ کے اس جزو سے آپکو نہین بچا بھگا سکیگی تو جان لے کہ سب کا سب تیرے سر پر اوندھا دینگے اور اس جزویات سے بچنے مین کل کا بچاؤ ہو کیونکہ مصداق موتوا قبل ان تموتوا کے ہوجائیگی اور جب یہ جزو مرگ کے تجھ پر شیرین ہوجائین گے تو جان لے کل بھی اسکا خدا کے فضل سے شیرین ہوجائے گا الخلاف شرح بحر العلوم مین چند جو ی کو خوب اور بیش کو پیش ننگر دکو بنگر دیا بی کو پابی گلشن کو گلشن ار گشت کو از گشت کل کو گل بکاف عجمی غلط لکھا ہو قولہ دردہا از مرگ می آمد رسول ♦ از رسولش رو نگردان ای فضول ♦ ہر کہ شیرین زیست آخر تلخ مرد ♦ ہر کہ او تن را پرستد جان نبرد ♦ گو سفندان راز صحرا می کشند ♦ آنکہ فربہ تر مر اور امیکشند ♦ شب گذشت و صبح آمد ای قمر ♦ چند گیری این فسانہ راز سر ♦ تو جوان بودی و قانع تر بدی ♦ زر طلب گشتی خود اول زر بدی ♦ زر بدی پر میوہ چون کاسد شدی ♦ وقت میوہ پختنت فاسد شدی ♦ میوہ ات باید کہ شیرین تر شود ♦ چون رسن تابان نہ واپس تر رود ♦ جفت مائی جفت باید ہم صفت ♦ تا برآید کارہا با مصلحت ♦ جفت باید بر مثال ہمدگر ♦ در دو جفت کفش و موزہ در نگر ♦ گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا ♦ ہر دو جفتش کار ناید مر ترا ♦ جفت گر یک خرد و آن دیگر بزرگ ♦ جفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ ♦ راست ناید بر شتر جفت جوال ♦ آن یکے خالی و آن یک مال مال ♦ من روم سوے قناعت دل قوی ♦ تو چرا سوے شناعت میروی ♦ مرد قانع از سر اخلاص سوز ♦ زین نسق میگفت با زن تا بروز ♦ المعنی جوال بضم ہندی

گون شناعت بفتح زشتی و بدی جتنے درد نازل ہوتے ہین سب مرگ کے رسول ہین سب کو قبول کر انسے منہ مت پھیرے
کہ یہ فضول ہی بس فضول مت بن جو آس دنیا مین شیرین اور بعیش و عشرت جیا آخر تلخ مرا اور جس نے تن کی پرستش کی
اچھے اچھے لقمے کھلائے جیسے کہ یہ مانگتا رہتا ہی اُس نے جان کھوئی جان لینے ساتھ نہ لے گیا دیکھ بکریون کو جنگل سے
نکالتے ہین جسکو موٹا پاتے ہین اُسی کو ذبح کرتے ہین آئی میرے گھر کی قمر رات گذر گئی صبح ہوئی جو مراد جوانی و پیری سے
ہی تو کب تک اس قصہ کو نئے سر سے شروع کرتی رہیگی جسوقت تو جوان تھی تو بڑی قانع تھی اب تو زر طلب ہو گئی حالانکہ
پہلے خود زر تھی جسکی ہندی ہی سونا سی تو ایک پر میوہ درخت انگور کی تھی کیسی کھونٹی ہو گئی اور جب وقت میوہ پکنے کا
آیا تو فاسد ہو گئی جیسے میوے مین فساد پیدا ہو جاتے ہین چاہیے تو یہ تھا کہ اسوقت مین میوہ تیرا نہایت شیرین ہوتا کہ
عین پختگی کا وقت ہی سورسی کی طرح پیچھے کیون سرکنے لگا جیسے رسّی بٹتے جاتے ہین او پیچھے کو سرکاتے جاتے ہین
تو تو میری جفت ہی اور جفت کو ہم صفت ہونا چاہیے جب سارے کام مصلحت کے ساتھ ہوتے ہین جفت کو مثل
ایک دوسرے کے ہونا چاہیے دیکھ تو کفش و موزہ جو دونون ایک سے نہین ہوتے تو اُنکی درد و تکلیف کو تو ہی خیال کر
کیسی ہوتی ہی اگر دونون جوتیون سے ایک تیرے پاؤن مین تنگ آئیگی دونون بیکار ہو جائینگی جفت مین سے ایک
خُرد ہو ایک بزرگ ہو تو کیسے بنے یہ جز ا اسکی محذوف ہی کسواسطے کہ شیر بیشہ کا جفت گرگ نہین ہوسکتا آور سُن اونٹ کی
گون اونٹ پر ٹھیک کبھی نہین ہوگی اگر ایک خالی ہوگی اور ایک بھری اللہ اللہ مولانا رحمہ کیسی نظیرین لکھتے ہین الحاصل
وہ اعرابی کہتا ہی کہ تو میری متضاد کیون بنتی ہی کہ مین قناعت کی طرف جاتا ہون تو بدی و زشتی کی طرف جاتی ہی
اور ایسے ہی وہ قانع اخلاص و سوز کے ساتھ رات بھر عورت کو صبح تک کہتا رہا الخلاف شرح مذکورین بجاے
ای قمر کے ای تمر اور توجوان کی جگہ نوجوان اور تمر کو لکھا نام اُس عورت کا اور مین نے قلمی مین تمر پایا اُس کو اختیار کیا

نصیحت زن کی شوہر کو کہ اپنے چلن اور ٹھکانے سے بڑھکے بات مت کہہ کہ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ
یہ باتین تیری اگرچہ سچ ہین لیکن یہ مقام تیرا نہین ہی اور بات اپنے مقام سے بڑھکے کہنا نقصان
کی بات ہی کہ وہ نقصان کَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ ہی معنی دونون آیتون کے کیون کہتے ہو وہ بات
جو نہین کرتے یہ بہت بڑا گناہ خدا کے نزدیک ہی کہنا اور نکرنا

قولہ زن بروز د بانگ کای ناموس خویش ٭ من فسون تو نخواہم خورد بیش ٭ ترہات از دعوی و دعوت مگو ٭ رو سخن
از کبر و از نخوت مگو ٭ چند حرف طمطراق کار و بار ٭ حال کار خود ببین و شرم دار ٭ نخوت و دعوی و کبر و ترہات ٭
دور کن از دل کہ تا یابی نجات ٭ کبر زشت و از گدایان زشت تر ٭ روز سرد و برف و انگہ جامہ تر ٭ چند دعوے
و دم باد و بروت ٭ ای ترا خانہ چو بیت عنکبوت ٭ از قناعت کے تو جان افروختی ٭ از قناعتہا تو نام آموختی ٭
گفت پیغمبر قناعت چیست گنج ٭ گنج را تو وا نمیدانی ز رنج ٭ این قناعت چیست جز گنج روان ٭ تو مزن لاف ای غم و رنج روان ٭

تو نخوانم جفت و کمتر زن بغل ٭ جفت انصافم نیم جفت دغل ٭ چون قدم با شاہ بابک میزنی ٭ در ہوا چون پشہ را رگ میزنی ٭ باسگان بر استخوان در چالشی ٭ چون نے از اشکم تہی در نالشی ٭ سوی من منگر بخواری سست سست ٭ تا نگویم آنچہ در رگہاے تست ٭ عقل خود را از من افزون دیدۂ ٭ مر من کم عقل را چون دیدۂ ٭ ہمچو گرگ زشت اندر ما مجہ ٭ ای ز ننگ عقل تو بے عقل بہ ٭ المعنی دعوت بالفتح کسی کو کھانے کے واسطے بلانا و بالکسر نسب مین دعوی کرنا طمطراق بضم ہر دو طا کر و فر و شان و تجمل با آ دبروت ہندی اس کی مونچھون کو تاؤ دینا بابک نام پادشاہ کہ نانا اردشیر کا تھا چالش حملہ تجہ نہی ہی جیدن سے شوہر کی گفتگو سن کے عورت نے اسکو للکارا کہ ای ناموس کیش یعنے لوگون سے چشمداشت آبرو کی رکھنا یہی تیرا دین ہی اب مین زیادہ تیرے داؤ مین نہین آؤن گی یہ باطل و لغو باتین اپنے ہر دعوی اور دعوی نسب کی مت کر جا یہ غرور و نخوت چھوڑ ایسے کر و فر اور شان و تجمل اپنے فعل و عمل کے کہا تک جتائے گا ذرا اپنے حال کو دیکھیگے تو شرمایہ غرور و دعوی اور لغو و لہو چھوڑ اور دل کو اس سے الگ کر تو نجات پائے کبر ویسی ہی بری چیز ہی نہ کہ فقیر اور کبر کہ از حد برا ہی جیسے جاڑا اور برف ہی اور کپڑے بھیگے ہوے یہ تیرا دعوے اور مونچھون کو تاؤ دینا کہا تک گھر تو تیرا ایسا ہی جیسے مکڑی کا گھر جسکو اوہن البیوت لبیت العنکبوت کہا ہی یعنے سست ترین گھرون کا گھر مکڑی کا ہی تو نے قناعت سے اپنی جان کو کب سے افروختہ کیا تو نے تو قناعت کا نام سیکھ لیا ہی حضرت پیغمبر نے کہا ہی کہ قناعت ایک گنج ہی سو اہل گنج ہمیشہ خوش و خرم رہتے ہین تجکو مین سوا رنج کے دیکھتی ہی نہین پھر گنج تیرا کہان ہی جب قناعت سوا گنج روان کے نہین ہی تو تو قناعت کی شیخی مت مار تو کیسا قناعت والا ہی جو غم و رنج جان کا ہی تو مجکو اپنا جفت مت کہہ اور بہت بغلین مت بجا مین جفت انصاف کی ہون جفت کھوٹے دغاباز کی نہین ہون تو کیسے شاہ بابک کا ہمقدم اور برابر ی بنتا ہی جب ہوا مین پشہ کی رگ کھولتا ہی کہ مراد کمال ناداری سے ہی تو تو کتون پہ ہڈی کے واسطے حملہ کرتا ہی اور نے کے مثل خالی پیٹ سے فریاد و نالہ میری طرف خواری کے ساتھ سست سست نگاہ سے مت دیکھے ایسا نہو کہ تیری رگ رگ مین جو بھرا ہی اسکو کھول دون تو نے اپنی عقل کو مجسے بڑھکے سمجھا ہی پھر تو نے مجھسی کم عقل کو کیون دیکھ رکھا ہی اب تو مجپر گرگ بد کیطرح مت جھپٹ اور مت دبا یہ عقل جو تجکو ہی ایسی بری ننگ کی چیز ہی کہ اس سے بیعقل اچھا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے ما مجہ ماجح کی شکل کچھ لکھا ہی قولہ چونکہ عقل تو عقیلہ مردم ست ٭ آن نہ عقل ست آن کہ مار و کژدم ست ٭ خصم ظلم و مکر تو اللہ یاد ٭ دست مکر تو ز ما کوتاہ باد ٭ ہم تو مارے ہم فسونگر ای عجب ٭ مارگیر و مارے ای ننگ عرب ٭ زاغ اگر زشتی خود بشناختی ٭ ہمچو برف از رنج و غم بگداختی ٭ مرد افسونگر بخواند چون عدو ٭ او فسون بر مار مار افسون برو ٭ گر نبودی دام او افسون مار ٭ کے فسون مار را گشتی شکار ٭ مرد افسونگر ز حرص کسب و کار ٭ در نیابد آن زمان افسون مار ٭ مار گوید ای فسونگر ہین و ہین ٭ آن خود دیدی فسون ما ببین ٭ تو بنام حق فریبی مر مرا ٭ تا کنی رسواے شور و شر مرا ٭

نام ختم بست بے آن راے تو ✤ نام حق را دام کردی واے تو ✤ نام حق بستاند از تو داد من ✤ من بنام حق سپردم جان
وتن ✤ یا بزخم من رگ جانت برد ✤ یا ترا چون من بزندانی برد ✤ زن ازینگونه خشن گفتارہا ✤ خواند بر شوی خود آنطومارہا ✤
المعنی عقیلہ سردار قوم و برگزیدہ و رسن و پاے بند خصم بالفتح دشمن و مالک و صاحب خشن ہر چیز سخت و درشت
عورت کہتی ہی کہ جب عقل تیری عقیلہ یعنے رسی و دھکنا لوگون کی ہی کہ کسی کو چلنے نہین دیتی تو وہ عقل نہین ہی مار و کژدم
ہی جنکو دیکھکے لوگ رُک جاتے ہین تیرے ظلم و مکر کا مالک و دشمن اللہ ہوا اور تیرے مکر کا ہاتھ مجھسے کوتاہ ہو تو سانپ بھی
ہی اور بیگی بھی اور مارگیر بھی اور مار بھی پس اے ننگ عرب تجھسا اور کون ہی تو اپنے آپ کو نہین جانتا جیسے کوا اپنی برائی
نہین پہچانتا اگر پہچانتا تو مثل برف کے رنج و غم سے گل جاتا تیرا وہ حال ہی جیسے افسونگر دشمن کے مانند مار پر افسون پھونکتا ہی
اور مار اُسپر افسون پھونکتا ہی مار کا افسون وہی پھنکار اُسکی کہ مثل آواز افسونگر کے ہی جو چھو کرنے کے وقت نکلتی ہی
مگر مار کا افسون اس افسونگر کا دام ہی اگر دام نہوتا تو یہ افسونگر افسون مار کا شکار کیون ہوتا اور کیون اس مین پھنستا
ہان افسونگر اپنے کسب و پیشہ کی حرص سے اُسوقت افسون مار کو دریافت نہین کرتا نہ سمجھتا ہی مار کہتا ہی اے فسون گر
خبردار ہو خبردار تو نے اپنے طور و طرز دیکھے اب میرے افسون کو دیکھ ایسے ہی تو نے نام حق سے مجکو دھوکا دیا اور
مجھسے شور و شر کرا کے رسوا کرتا ہی مجکو تو نام حق نے مقید رکھا ہی نہ تیری راے نے اور تیرے حال پر افسوس کہ
تو نے نام حق کو دام تزویر بنایا ہی اب نام حق ہی میری داد تجھسے لے مین نے اپنا جان و تن اسی کے حوالہ کر دیا
بس یا موافق میرے زخم کے تیری رگ جان کو قطع کرے یعنے میرے ہی سے رنج مین تجکو مارے یا میرے ہی مثل
کسی زندان مین تجکو لیجاے جیسے مین تیرے زندان مین ہون القصہ عورت نے اسی قسم کی سخت باتین اور طومار
شوہر کے سامنے پڑھے الخلاف شرح بحر العلوم مین درمیان زن و زن کے واو عاطفہ نہین ہی اور خشن کی جگہ خمس لکھا ہی

نصیحت مرد کی عورت کو کہ فقیرون کو خوار مت جان اور معاملہ حق مین انکی نسبت گمان کمال کا کر اور طعنہ مت کر فقر فقیرون مین اپنی مفلسی کے خیال سے

قولہ مرد چون این طعنہا از زن شنفت ✤ مستمع شد بعد ازین با زن چہ گفت ✤ گفت اے زن تو زنی یا بالحزن ✤
فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن ✤ مال و زر سر را بود ہمچون کلاہ ✤ کل بود کان کر کہ ساز د پناہ ✤ آنکہ زلف جعد رعنا باشدش ✤
چون کلاہش رفت خوشتر آیدش ✤ مرد حق باشد نماند بصر ✤ بس برہنہ بہ کہ پوشیدہ نظر ✤ وقت عرضہ کردن آن
بردہ فروش ✤ برکند از بردہ جامہ عیب پوش ✤ ور بود عیبے برہنش کے کند ✤ بل بجامہ خدعہ با وے کند ✤ گوید
این شرمندہ است از نیک و بد ✤ از برہنہ کردن او از تو رمد ✤ خواجہ در عیب ست غرقہ تا بگوش ✤ خواجہ را مال ست
و مالش عیب پوش ✤ کز طمع عیبے نبیند طامعے ✤ گشت دلہا را طمعہا جامعے ✤ ور گدا گوید سخن چون زرکان ✤
ره نیابد کالہ او در دکان ✤ المعنی بالحزن بضم بسیار حزن کل بالفتح ہندی گنجا عرضہ بالفتح ایک بار ظاہر کرنا کسی

چیز کا کسی پر خدعہ بالضم و بالفتح و فتحتین مکر و فریب کا آلہ متاع گرانا یہ کہ کالابھی کہتے ہین فرماتے ہین مرد نے جب
یہ طعنے عورت سے سنے اب تو یہ سن کہ بعد اس سننے کے اُسنے عورت سے کیا کہا یہ کہا کہ ای عورت تو عورت ہی یا
بالحزن ہی ای صاحب رنج بسیار تو نہین جانتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کے حق مین الفقر فخری فرمایا
ہی پھر مجھ پر طعنے کیون کرتی ہی یعنے فقر میرا فخر ہی مال و زر ایسا ہی جیسے سر کی ٹوپی لیکن جو گنجا ہی اپنا عیب چھپانے کو ٹوپی
کی آڑ بہت ڈھونڈھتا ہی ہر وقت سر کو چھپائے ہی رہتا ہی اور جسکی زلف و جعد رعنا و زیبا ہی جب ٹوپی اتر جاتی ہی
تو اور اچھا ہو جاتا ہی تو نہین جانتی کہ مرد حق کے پاک صاف مثل بینائی کے ہین اور جو مرد حق نہین ہین پوشیدہ
نظر ہین یعنے اندھے اب بتا کہ یہ برہنہ اچھی یا وہ پوشیدہ نظر اچھی دیکھ تو بردہ فروش جب بردہ کو خریدار کے
سامنے کرتا ہی تو اُس کے کپڑے کہ ایک عیب پوش چیز ہین اُتار لیتا ہی جبکہ اُسمین کچھ عیب نہین ہوتا اور جو اُس
بردہ مین کچھ عیب ہوتا ہی تو اُسکو ننگا کب کرتا ہی بلکہ کپڑے اتارنے مین ہر طرح مکر و فریب ملاتا ہی اور کہتا ہی کہ نیک
و بد ہر قسم کے آدمی حاضر ہین یہ اُنسے شرماتا ہی اور اگر ننگا کیا جائے تو احتمال ہی کہ شرم کے مارے تیرے پاس
سے بھاگ جائے اب مقولہ مولانا رح کا ہی کہتے ہین کہ عجب تماشا ہی کہ بردہ کا عیب دیکھتے ہین اور خواجہ کا عیب
کوئی نہین دیکھتا جو کان تک عیب مین ڈوبا ہوا ہی اور اُس کی وجہ یہ ہی کہ خواجہ کے پاس مال ہی وہ مال گنجے
کی سی ٹوپی اُس کا عیب چھپائے ہوے ہی اور نیز اُس سے تو ہر کسی کو طمع ہی چاہے کسی کو دے نہین بس وہ طمع
کسی طامع کو اُسکے عیب نہین دیکھنے دیتی سب کے دلون کی جامع ہو گئی ہی کوئی اُس سے جدا نہین ہو سکتا اور
اگر کوئی فقیر ایسی بات کہے کہ زر کیا بلکہ زر کی کان ہو باوصف اس کے بھی اُس کی متاع کو اپنی دکان یعنے گوش
و دل مین ہرگز دخل نہین دینگے اختلاف شرح بحر العلوم مین دوسرے شعر مین نگفت بجائے گفت اور ابوالحزن
بجائے بالحزن کسواسطے کہ وہ عورت ہی اب نہین ہو سکتی اور برہنہ اش بجائے برہنش اور خواجہ در عیب بجائے
عیب اور رو نیابد رہ نیابد کی جگہ غلط لکھا ہی قولہ کار درویشی ورای فہم تست ✤ سوی درویشان تو منگر سست
سست ✤ زانکہ درویشی ورای کارہاست ✤ دمبدم از حق مر ایشان را عطاست ✤ بلکہ درویشان ورای ملک و مال ✤
روزی دارند و رزق از ذو الجلال ✤ حق تعالی عادل ست و عادلان ✤ کے کنند استمگری با بیدلان ✤ آن یکی را نعمت
و کالا دہند ✤ وین دگر را بر سر آتش نہند ✤ آتشش سوزد کہ دارد این گمان ✤ بر خدای خالق ہر دو جہان ✤ فقر
فخری نی گزافست و مجاز ✤ صد ہزاران عز پنہانست و ناز ✤ از غضب بر من لقبہا راندۂ ✤ مار خو و مار گیرم خواندۂ ✤
گر بگیرم مار و دندانش کنم ✤ تا ش از سر کوفتن ایمن کنم ✤ زانکہ آن دندان عدو جان اوست ✤ من عدو را میکنم زین علم
دوست ✤ از طمع ہرگز نخوانم من فسون ✤ این طمع را کردہ ام من سرنگون ✤ حاش للہ کین طمع از خلق نیست ✤
از قناعت در دل من عالمیست ✤ از سر امرود بن بینی چنان ✤ زان فرود آ تا نماند این گمان ✤ چونکہ برگردی و سرگشتہ شوی ✤

خانہ را گردندہ بینی آن توئی ٭ المعنی مجاز ضد حقیقت حاش للہ کلمہ تنزیہ کا ہی یعنی پاکی ہی واسطے خدا کے امرود بن درخت امرود یعنے تو نہین سمجھتی فقیری کا معاملہ تیری سمجھ سے اُدھر ہی تو فقیرون کو سُست نگاہ سے مت دیکھ اس سبب سے کہ فقیری جملہ معاملات سے بری ہی اور دمبدم خدا تعالی کی عطائین اُن پر ہین بلکہ درویش سوا ملک و دنیا کے روزی و رزق ذوالجلال سے پاتے ہین خوب جان لے حق تعالے عادل ہی اور عادلون کا کام بیدلون پر ستم کرنے کا نہین ہی کہ ایک کو تو مال و متاع بخوبی دین اور اُس دوسرے کو آگ مین فقر و فاقہ کی رکھین خدا ایسے بدگمان کو جو خالق دوجہان پر بدگمانی کرے ناپید کرے آگ مین جلائے کہ ایسا گمان خلاف عدل بڑی خطا ہی اور آنحضرت نے جو الفقر فخری فرمایا ہی یہ کچھ بیہودہ اور بے اصل نہین ہی لاکھون عز و ناز اس مین چھپے ہین تو نے اپنے غضب سے کیسے کیسے لقب مجھپر جاری کیے اور کیسے نام مجکو رکھے کبھی مارگیر کہا کبھی مارگیر بتایا مین جو سانپ پکڑتا ہون اور دانت اُس کے توڑتا ہون یہ وجہ ہی کہ وہ سر کچلنے سے بیخوف ہو جاے پھر کون اُس کو مارے گا اور سر کچلے گا اس سبب سے کہ اُسکے دانت ہی اُسکی جان کے دشمن ہین بس مین دشمن کو اس علم سے دوست کر دیتا ہون مین کسی لالچ سے یہ فسون نہین پڑھتا ہون مین نے تو طمع کو سرنگون کر دیا ایسا ذلیل کیا ہی حاش للہ مین طمع سے ایسا پاک ہون کہ بعد خدا تعالے کے یہ پاکیزگی مجکو ہی مین خلق سے اصلا طمع نہین رکھتا میرے دل مین قناعت کا ایک جہان وسیع و فسیح ہی تو امرود کے درخت پر چڑھی ہوئی ہی اس سبب سے تجکو ایسا نظر آتا ہی جیسے ہندی مثل ہی پیڑ چڑھے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی اس درخت سے اتر تو یہ خیال و گمان سب رفع ہو جائین یہ آیسا ہی جیسے تو گھوم جاے اور تیرا سر پھرنے لگے تو تجکو گھر گھومتا معلوم ہوگا اور بتحقیق وہ گھر نہین گھومتا تو ہی گھومتی ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین منکر کو مینکر لکھا ہی یہ یا کہان سے آ گئی نگر یستن مین الف بھی تو نہین ہی اور راندہٗ اور خواندہٗ کی جگہ راندی خواندی مگر یہ تو ہو سکتا ہی بصیغ مضارع اور پہلے ہستی

اس بیان مین کہ جنبش ہر کسی کی اسکی اصل سے ہی یعنے جیسا وہ ہی ہر کوئی اپنے چشمہ سے دیکھتا ہی تا بہ کبود آفتاب کو کبود دکھلائے اور سرخ سرخ اور جب تا بی رنگ سے جدا ہو جائین سپید رہجائین

قولہ دید احمد را ابوجہل و بگفت ٭ زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت ٭ گفت احمد مر ورا کاہی راستی ٭ راست گفتی گرچہ کار افزاستی ٭ دید صدیقش بگفت ای آفتاب ٭ نے ز شرقی نے زغربی خوش بتاب ٭ گفت احمد راست گفتی اے عزیز ٭ اے رہیدہ تو ز دنیاے بچیز ٭ حاضران گفتند کاے صدر الورا ٭ راست گو گفتی دو ضد گو را چرا ٭ گفت من آئینہ ام مصقول دست ٭ ترک و ہندو در من آن بیند کہ ہست ٭ ہر کرا آئینہ باشد پیش رو ٭ زشت و خوب خویش را بیند درو ٭ ای زن از طماع می بینی مرا ٭ زین تحری زنانہ بر ترا ٭ آن طمع را ماند و رحمت بود ٭ کو طمع آنجا کہ آن نعمت بود ٭ امتحان کن فقر را روزے دو تو ٭ تا بفقر اندر غنا بینی دو تو ٭ صبر کن با فقر و بگذار این ملال ٭ زانکہ در

فقوت عز ذوالجلال ✤ سرکہ مفروش و ہزاران جان ببین ✤ از قناعت غرق بحر انگبین ✤ صد ہزاران جان تلخی کش نگر ✤ ہمچو گل آغشتہ اندر گلشکر ✤ المعنی کارافزاستی ای کارافزاہستی صدر الورا بالانشین مخلوق مصقول صیقل کردہ شدہ طماع بضم و میم مشدد طمع کرنے والی تحری سزاوار و بہتر ڈھونڈھنا گلشکر گلقند اور ایک قسم شیرینی یہ تمثیل اعرابی نے اس بات پر ایراد کی ہی کہ ہر کوئی دوسرے کو اپنی ذات پر قیاس کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل نے دیکھکر کہا کہ تو عجب ایک نقش بدصورت ہی جو بنی ہاشم مین پیدا ہوا ہی آپ نے اُس سے کہا کہ ای ابو جہل تو سچا ہی اور تو نے سچ کہا مگر تو کارافزا یعنے فضول ہی کہ اپنے حال کو دیکھتا ہی اور مجکو بتاتا ہی جسکو دیکھ رہا ہی وہ خود تو ہی ہی اور صدیق نے جو اُنکو دیکھا کہا ای آفتاب تو نہ شرق سے ہی نہ غرب سے جیسا کہ یہ آفتاب ہی بلکہ نور خدا کا ہی جس کی صفت مین لَا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ آیا ہی خدا تجکو روشن رکھے آپ نے اُن سے بھی کہا کہ ای عزیز تو نے سچ کہا خدا کرے تو اس دنیاے ناچیز سے چھوٹا ہوا رہے حاضرین نے عرض کی کہ ای بالانشین مخلوق کے تنے دونون گویندون کو جنکے قول باہم ضد و خلاف تھے راست گو کیسے کہا فرمایا مین ایک آئینہ مصقول ہون ترک و ہند دونون جیسے گورے اور کالے ہین ویسے ہی آپ کو مجھ مین دیکھتے ہین معمول ہی جس کے سامنے آئینہ ہوگا بُری بھلی جیسی ہی اپنی ہی صورت اُس مین دیکھے گا اب وہ اعرابی کہتا ہی کہ ای عورت تو مجکو طامع لوگون سے بتاتی ہی اس تحری زنانہ سے بڑھکر قدم رکھا اور اس سے الگ ہوا اور تحری زنانہ یہ کہ عورتین ہر بات مین اپنے واسطے بہتر ڈھونڈھتی ہین مجکو جو طمع ہی اُسکا مائدہ رحمت ہی جسپر اقسام الوان کی نعمت چنی ہوئی اور جہان وہ نعمت موجود ہی وہان طمع کہان اور طمع کا کیا کام تو بھی دو ایک دن فقر کا امتحان تو کر تو فقر مین تجکو دوہری غنا معلوم ہو کہ دنیا کی غنا اکہری ہی اور یہ دوہری والمضاعف تو فقر پر صبر کر اور یہ ملال چھوڑ دے اسواسطے کہ فقر مین حضرت ذوالجلال نے بڑی عزتین رکھی ہین ترش روئی مت کر دیکھ تو ہزارون جانین قناعت سے کیسے شیرین شہد مین ڈوبی ہوئی ہین کہ کچھ رنج و پروا اُنکو نہین میٹھی میٹھی زندگی اُنھین کو حاصل ہی لاکھون جانین تلخی کش ہین اُنکو دیکھ کر گل کیطرح جو تلخ مزہ ہو گل شکر مین لت پت ہین یعنے سراپا شیرین ہو رہی ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین کاے کوکے اور افزاستی کو افزاستی اور نہ چیز بہ چیز صد کو کی جگہ ضد اور را اور طمع را مائدہ رحمت کی جگہ مائدہ رحمت ایسے ہی قلمی مین مگر مین نے تو اپنی کتاب مین مائد کو مائدہ برعایت لفظ نعمت کے بنالیا ٹھیک نہین ہی قولہ ای دریغا مر ترا گنجا بدے ✤ تا ز جانم شرح دل پیدا شدے ✤ این سخن شیرست در پستان جان ✤ بے کشندہ خوش نمیگردد روان ✤ مستمع چون تشنہ و جویندہ شد ✤ واعظ ار مردہ بود گویندہ شد ✤ مستمع را چون از و آید ملال ✤ صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال ✤ چونکہ نامحرم در آید از درم ✤ در پس پردہ بود اہل حرم ✤ ور درآید محرمی ✤ دور از گزند ✤ برگشایند آن ستیران روی بند ✤ ہر کرا خوب و کشش و زیبا کنند ✤ از برای دیدۂ بینا کنند ✤ کے بود آواز لحن و زیر و بم ✤

از برای گوش بیحس اصم ٭ مشک را حق بیهده خوشدم نکرد ٭ بہر شم کرد و پی اخشم نکرد ٭ نای را حق بیہودہ خوشدم نکرد ٭ بہر انس آمد پی اہرم نکرد ٭
حق زمین و آسمان ہا ساخت ست ٭ در میان بس نار و نور افراخت ست ٭ این زمین را از برای خاکیان ٭ آسمان را
مسکن افلاکیان ٭ مرد سفلے دشمن بالا بود ٭ مشتری ہر مکان پیدا بود ٭ ای ستیزه هیچ تو بر خاستی ٭ خویشتن را بہر
گور آراستی ٭ گر جہان را پر در مکنون کنم ٭ روزے تو چون نباشد چون کنم ٭ گر بیابان پر شود زر و نقود ٭ بی رضای
حق جوے نتوان ربود ٭ ترک جنگ و سرزنش ای زن بگو ٭ ور نمیگوئی بترک من بگو ٭ مر مرا چه جای جنگ نیک
و بد ٭ کین دلم از صلحہا ہم میرمد ٭ بر سر این ریشہا نیشم مزن ٭ زخمہا بر جان بیخویشم مزن ٭ گر خمش کردی و گر نه
آن کنم ٭ کین ہمین دم ترک خان مان کنم ٭ پا تہی گشتن به است از کفش تنگ ٭ رنج غربت به که اندر خانه جنگ ٭
المعنی گنجا مین الف فاعل کا ہی جیسے دانا بینا مین یا مصدر کا جیسے پہنا مین ستیزان پوشندگان روے بند
نقاب کش بمعنے خوش اصم بہرا اخشم بالفتح جسکو بو بد بو نه معلوم ہو اہرم بالفتح دیو و شیطان اعرابی عورت سے
کہتا ہی کہ ہاے افسوس اگر تجھ مین سمائی ہوتی تب میری جان سے جو کچھ میرے دل مین بھرا ہی اُس کی شرح پیدا
ہوتی کیا کرون تیرا ظرف نہین اب یہ حال ہی کہ یہ سخن شیر کی طرح میرے جان کی پستان مین جمع ہی جب تک کوئی
کھینچنے والا نہو کیسے روان ہو دستور ہی کہ جب سننے والا مشتاق و طالب ہوتا ہی واعظ اگر مردہ ہو تب بھی گویندہ
ہو جاتا ہی اور جب مستمع کو واعظ سے ناخوشی و ملال ہو یعنے وعظ اُسکا خوش نہ آے اگر سو زبانین اُس کی گفتگو کی
ہین تب بھی وہ گونگا اور بیزبان ہی ظاہر ہی جب نامحرم گھر مین آتا ہی تو سب اہل حرم جو گھر کی عورتین ہین اُس سے
پردہ مین ہو جاتی ہین اور جو کوئی محرم بے گزند آتا ہی تو وہ چھپنے والیان سب روے بند و نقاب کھول دیتی ہین
سب جانتے ہین کہ جسکو قضا و قدر نے خوب و خوش اور زیبا کیا ہی تو واسطے دیدۂ بینا کے کیا ہی کہ اُس کی خوبی دیکھے
نہ اندھے کے واسطے بھلا چنگ کی آواز اور اُسکی زیر و بم بہرے بیحس کے کانون کے واسطے کب ہی خدا تعالےٰ
نے مشک کو بیفائدہ خوشدم نہین کیا بلکہ قوت شم کے واسطے کہ اُسکی بو سونگھے نہ اخشم کے واسطے کہ بو بدبو کی
دریافت سے بے بہرہ ہی ایسے ہی نائے کو بیفائدہ خوش دم نہین کیا ہی یہ انسان کی تفریح کے لیے ہی نہ دیو و
شیطان کی خاطر اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کو بنایا ہی اور ان دونون مین بہت سے نار و نور افراختہ کیے ہین
پس زمین کو مناسب خاکیون کے جانا ہی کہ انکا مسکن ہی اور آسمان کو افلاکیون کا مقام ٹھہرایا ہی لہذا جو
شخص سفلی ہین وہ دشمن بالا والون کے ہین ایسے ہی ہر کوئی خریدار ہر مکان کا ظاہر ہوتا ہی نہ کہ تو ای ستیزہ ہیچ
کہ ہر وقت لڑائی مین غلطان پیچان ہی اٹھی اور گور کے واسطے اپنا سنگار کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ اگر سارا
جہان مین در مکنون سے بھر دون اور تیری روزی اُنسے نہو تو مین کیا کرون اگر بیابان زر و نقود سے بھر جائین
بے رضا خدا تعالےٰ کے جو بھر تو کوئی لیجاے پس ای عورت یہ جنگ و ملامت چھوڑ اور جو اس کو نہین چھوڑتی

تو مجکو چھوڑ مجکو کسی نیک و بد کی جنگ کا موقع نہین رہا اسواسطے کہ دل میرا خود صلحون سے بھاگتا ہی مجکو نہ کسی کی جنگ سے غرض نہ کسی کی صلح سے میرے دل مین تو خود زخم بھرے ہین تو اور اُنپر ڈنک مارتی ہی اور مین اپنے آپ مین نہین ہون تو زخم مجھپر لگاتی ہی اب اگر خاموش ہوئی بہتر ورنہ مین اسی وقت سب گھر بار ترک کرتا ہون اسلیے کہ ننگے پاؤن پھرنا اچھا جوتی تنگ اچھی نہین اور مسافرت کا رنج اچھا گھر کی لڑائی اچھی نہین بخلاف شرح بحر العلوم مین ستیران کو ستیزان اور بجاے نا ے را کے نلے حق را ستیرہ ہیچ ستیزہ ہیچ اور سرزنش کی جگہ رہزنی کہ یہ تو ہو بھی سکتا ہی جہان بیخویشم کو جانب خویشم لکھا ہی

مراعات زن کی شوہر کے ساتھ اور اپنے کہے سے استغفار کرنا

قولہ زن چو دید او را کہ تند و توسن ست ✽ گشت گریان گریہ خود دام زن ست ✽ گفت از تو کے چنین پنداشتم ✽ از تو من امید دیگر داشتم ✽ زن در آمد از طریق نیستی ✽ گفت من خاک شما م نے ستے ✽ جسم و جانم ہرچہ ہستم آن تست ✽ حکم فرماجملگی فرمان تست ✽ گر ز درویشی دلم از صبر جست ✽ بہر خویشم نیست از بہر تو است ✽ تو مرا در دردہا بودی دوا ✽ من نمیخواہم کہ باشی بینوا ✽ جان تو کز بہر خویشم نیست این ✽ از برای تست این بانگ حنین ✽ خویش من واللہ بہر خویش تو ✽ ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو ✽ کاش جانت کش روان من فدی ✽ از ضمیر جان من واقف بدی ✽ چون تو با من اینچنین بودی بظن ✽ ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن ✽ خاک را بر سیم و زر کردیم چون ✽ تو چنینی با من ای جان را سکون ✽ تو کہ در جان و دلم جا میکنی ✽ زینقدر از من تبرا میکنی ✽ تو تبرا کن کہ ہستت دستگاہ ✽ ای تبرا را تراجان عذر خواہ ✽ یاد می کن آن زمانی را کہ من ✽ چون صنم بودم تو بودی چون شمن ✽ بندہ بر وفق تو دل افروختست ✽ ہرچہ گوئی پخت گوئم سوختست المعنی توسن بالفتح سرکش تبرا بیزاری دستگاہ سامان و مقدور ستی بکسر زن نیک و خاتون حنین بمعنی بسیار ی گریہ و نالہ یعنے جب عورت نے دیکھا کہ یہ تند و توسن ہوگیا ای سرکش تو رونے لگی کہ رونا خود عورتون کا جال ہی کہا مین تجکو ایسا نہین جانتی تھی مین تو تجھسے اور ہی امید رکھتی تھی پھر بطریق نیستی ای از راہ عجز کہنے لگی کہ مین تمھاری خاک ہون مین ستی یعنی خاتون کب ہون میرا جسم و جان اور جو کچھ مین ہون تمھاری ملک ہی تم حکم کرو سارے حکم تمھارے واسطے ہین مین کیا ہون اگر محتاجی سے میرا دل صبر چھوڑ بھاگا تو یہ میرے اپنے واسطے نہین تمھارے واسطے ہی کہ تمھاری تکلیف نہین دیکھ سکتی تو میرے دردون کی دوا رہا ہی مین بھی نہین چاہتی کہ تو فاقہ مین رہے قسم تیری جان کی یا میری جان تجھپر فدا یہ تیرے ہی لیے ہی جو جان میری تیرے واسطے ایسی چلاتی روتی ہی نہ اپنے واسطے میری ذات خدا کی قسم تیری ذات کے واسطے ہی ہر دم یہی چاہتی ہی کہ تیری خدمت و طاعت مین مر مٹون افسوس تیری جان جسپر میری جان فدا ہی میری جان کی بھید سے واقف ہوتی تب میرا حال تجھپر کھلتا مین نہین جانتی تھی کہ تجکو ایسا گمان میری طرف سے ہی لے مین جان سے بھی بیزار ہوئی تن سے بھی میرے کس کام کے ہین مین نے سیم و زر دونون پر خاک ڈالی جب تیرا میرے ساتھ یہ حال ہی کیونکہ میری جان کا صبر و سکون تو تو ہی مین سیم و زر

کو کیا کرونگی تو تو میرے جان و دل مین جگہ رکھتا ہی پھر ایسا تیرا مجھسے کیسے کرتا ہی تجھکو قدرت اور سامان تیرا کا ہی تو تیرا کر لیکن میری جان اُسکی عذر خواہی کے سوا اور کچھ نہین کرینگی گیا وہ زمانہ بھول گیا کہ جس زمانہ مین مین صنم تھی اور تو شمن تھا آخر وہی تو ہم تم ہین پھر تیرا کیسی آب مین نے تیری موافقت پر دل کو افروختہ کیا ہی اگر تو کسی چیز کو کہے گا کہ پک گئی مین اُس سے بڑھکے کہونگی کہ جل گئی گو خام ہی کیون نہو الخلاف شرح بحر العلوم مین ستی کو مخفف سیدتی کا لکھا ہی مگر لغت والے نے یہ تخفیف نہین لکھی صرف وہی معنی جو مین نے اوپر لکھے لیکن بعید نہین کہ مخفف ہو اسواسطے کہ عرب مقطوع دو صوتی لفظ بہت بولتے ہین جیسے آئی شئی کو ایش کہتے ہین کز خویشم کے درمیان مین بہر کا لفظ نہین لکھا ای تبرای ترا کے بجاے تبراے تو جانزا اور بحت کو بخت لکھا ہی قولہ من سپاناخ توام ہر چہ پزی * کر بترشی گر بشیرین مے سزی * کفر گفتم نک بایمان آمدم * پیش حکمت از سر جان آمدم * خوے شاہانہ ترا نشناختم * پیش تو گستاخ خر در تاختم * چون زعفو تو چراغی ساختم * توبہ کردم اعتراض انداختم * مے نہم پیش تو شمشیر و کفن * میکشم پیش تو گردن را بزن * از فراق تلخ می گوئی سخن * ہر چہ خواہی کن ولیکن این مکن * در تو از من عذر خواہی ہست سر * با تو بے من او شفیع مستمر * عذر خواہم در درونت خلق تست * ز اعتماد او دل من جرم جست * رحم کن پنہان زخود اے خشمگین * ایکہ خلقت بہ ز صد من انگبین * زین نسق میگفت با لطف و کشاد * در میان گریہ بر رو وفتاد * گریہ چون از حد گذشت و ہاے ہاے * زانکہ بے گریہ بد او خود دلرباے * شد ازان باران یکی برقی پدید * ز او شرارے بر دل مرد وحید * زانکہ بندہ روی خوبش بود مرد * چون بود چون بندگی آغاز کرد * آنکہ از کبرش دلت لرزان بود * چون شوی چون پیش تو گریان بود * المعنی سپاناخ و اسپاناخ پالک کا ساگ حنین گریہ بسیار وحید یکتا ہر چہ اے ہر چہ مرا پھر وہی عورت کہتی ہی کہ مین تیری سفاناخ ہون جیسی چاہے ویسی مجھکو پکا چاہے میٹھے کے ساتھ چاہے کھٹے کے ساتھ تجھکو سب زیبا ہی شاید سفاناخ کو میٹھا بھی اُس ملک مین پکاتے ہون اب تک مین نے جو کفر بکا اب ایمان لائی اور تیرے حکم کے سامنے سر جان سے حاضر ہون تیری عادت شاہانہ کو اب مین نے جانا بڑی گستاخی کی جو اپنا گدھا تیرے سامنے دوڑایا آب تیرے عفو سے ایک چراغ روشن کیا توبہ کی اور اعتراض چھوڑا تیرے آگے تیغ و کفن رکھے دیتی ہون اور گردن بھی جھکاتی ہون میری گردن مار دے مین راضی ہون تو کیسی کڑوی کڑوی باتین فراق کی کرتا ہی اور جو کچھ تیرا جی چاہے وہ کر مگر یہی مت کر تیرے پاس میری طرف سے ایک بڑا عذر خواہ ہی کہ وہ بے میرے میرا ہمیشہ شفیع و سفارشی ہی اور عذر خواہ میرا تیرا خلق درونی ہی اُسی کے بھروسے مین میرا دل [illegible] و متلاشی جرم کا ہوا تو بھی اپنا پوشیدہ رحم مجھپر کر اور خشمگین مت ہو تیرا خلق تو سیرون شہد سے زیادہ شیرین ہی [illegible] ایسے ہی بڑے لطف اور کشود دل سے یعنے دل کھول کھول کے کہتی تھی اور اوندھی پڑی روتی تھی جب گریہ اور ہاے ہاے حد سے گذرا تو مرد کا بھی اُسکے بہت رونے سے دل بے اختیار ہو گیا فرماتے ہین بھلا جو قرار

اسکا کیسے قائم رہتا کہ سوا ایسے رونے کے کہ خود دل کو نرم کرتا ہی وہ دلربا بھی تھی لاجرم اُسی باران سے ایک برق چمکی
کہ وہ برق محبت ہی اور اُسنے مرد وحید کے دل مین آگ لگادی اس سبب سے کہ یہ مرد بندہ اُسکی صورت خوب کا تھا
اور اب جو اُسنے بندگی شروع کی تو خیال کرو اسکا کیا حال ہوگا یہی سمجھ لے کہ جسکے کہے سے تیرا دل کانپتا ہو جب وہ تیرے
آگے روئے تو تیری کیا کیفیت ہوجائیگی الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے ہر چہ کے ہر چشم اور بجاے خرد رتا ختم
خود درباختم اور گردن را کو گردان جرم کو جزم اور بجاے مانند مانند سب غلط ہین قولہ آنکہ از نازش دل وجان خون
بود ❊ چونکہ آید در نیاز او چون بود ❊ آنکہ در جور و جفایش دام ماست ❊ عذر ما چہ بود چو او در عذر ماست ❊ آنکہ جز
خونریزیش کارے نبود ❊ چون نہد گردن زہے سودا و سود ❊ آنکہ جز گردن کشی ناید ازو ❊ سر نہد پیش تو چون باشد بگو ❊
چون پے یسکن الیہاش آفریدہ کے تواند آدم از حوا بریدہ ❊ زین للناس حق آراستست ❊ زانچہ حق آراست کے
تانند جست ❊ آنکہ عالم مست گفتش آمدی ❊ کلمینی یا حمیرا میزدی ❊ آب غالب شد بر آتش از نہیب ❊ ز آتش او
جوشد چو باشد در حجیب ❊ چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را ❊ نیست گردان آب را گردش ہوا ❊ ظاہرا بر زن چو آب ار غالبی ❊
باطناً مغلوب و زن را طالبی ❊ اینچنین خاصیتے در آدمی ست ❊ مہر حیوان را کمست آن از کمی ست ❊ المعنی نہیب
بکسر اہالہ نہاب بمعنی غارت حجیب امالہ حجاب پردہ حائل مانع و باز دارندہ یہ سب بھی مقولات مولانا رح کے ہین
فرماتے ہین کہ وہ شخص جس کے ناز سے دل وجان خون ہو جب وہ نیاز کرے تو کیسا حال ہوا اور جس شخص کی
جور و جفا ایسی خوش آیند ہو کہ خود بخود ہم اُسکے دام مین پھنسین جب وہی عذر کو مستعد ہو تو پھر عذر ہمارا کیا چیز ہی
وہ ظالم جسکا سوا خونریزی دوسرا کام نہ تھا اگر وہ گردن سامنے جھکا دے تو عجب سودا یا سود ہی اور وہ گردن کش
کہ جس سے سوا گردن کشی اور کچھ نہو سکے اور تیرے آگے سر رکھدے تو بتا کیا کیفیت ہوا اور جب عورت معشوقہ جسکو اللہ
تعالےٰ نے تسکین مرد کے واسطے پیدا کیا چنانچہ فرمایا ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منہا زوجہا لیسکن
الیہا وہ اللہ ایسا ہی جسنے پیدا کیا تمکو ذات واحد آدم علیہ السلام سے اور پیدا کیا آدم سے اُنکی زوجہ حوا کو تا وہ اُن سے
آرام پائین پھر ایسی معشوقہ سے کیسے جدا ہووے آدم حوا سے کب جدا ہوے اور لو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی زین
للناس حب الشہوات من النساء زینت دی گئی ہی خدا کی طرف سے انسان کو محبت مشتہیات کی عورتون سے
پھر اُس چیز سے جسکو حق نے زینت دی ہی اور آراستہ کیا ہی کیسے چھوٹ سکتا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
جنکے کلام سے عالم مست ہوجاتا تھا کلمینی یا حمیرا کہکے کلام کر مجھسے اے عائشہ کلام کر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے اور
اُنکی باتون کے مشتاق ہوتے تھے اب اُنسے بڑھکے کون ہی پانی آگ پر ظاہر غالب ہی کہ آگ کو لوٹ دیتا ہی یعنی
بجھا دیتا ہی اور وہی پانی آگ سے کھولتا ہی جو حجاب مین ہوتا ہی بس آب مرد ہی آگ زن اور حجاب خیمہ اُسکی
محبت مثلاً کسی دیگ مین پانی رکھا جاے جو یہ دیگ دونون مین حائل ہوگی اُسوقت مین آگ پانی پر غالب

ہوجائیگی اور اُس پانی کو ہوا بنا کے اُڑائیگی اور نیست کرے گی پھر گو بظاہر مثل آب کے عورت پر تو غالب ہی جو مثل آتش کے ہی لیکن باطن مین آب در دیگ کی طرح مغلوب وطالب ہی زن کا ہی اور یہ اس قسم کی خاصیتین خاص آدمی مین ہین اور حیوان مین محبت کم ہی سو وہ اُسکی کمی سے ہی کہ انسان سے کمتر ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین آب را کی جگہ ابر را ار غالبی کے بجاے از غالبی غلط ہی

اس حدیث کے بیان مین جو فرمائی ہی اِنَّهُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُهُنَّ الْجَاهِلُ بیشک عورتین غالب ہو جاتی ہین عاقل پر اور غالب ہوجاتی ہین جاہل پر

قولہ گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان ٭ غالب آید سخت بر صاحبدلان ٭ باز بر زن جاہلان چیرہ شوند ٭ زانکہ ایشان تند و بس خیرہ رواند ٭ کم بود شان رقت و لطف و وداد ٭ زانکہ حیوانیست غالب بر نہاد ٭ مہر و رقت وصف انسانی بود ٭ خشم و شہوت وصف حیوانی بود ٭ پرتو حق ست آن معشوق نیست ٭ خالق ست آن گوئیا مخلوق نیست ٭ المعنی یعنے رسول مقبول نے فرمایا ہی کہ عورت عقلمندون پر غالب ہوجاتی ہی خصوص صاحبدلون پر تو از حد کیونکہ وہ خوش خلق ہوتے ہین البتہ جاہل اُس پر غالب ہوجاتے ہین اس سبب سے کہ یہ از بس تند اور شوخ صورت ہوتے ہین انکی بد خوئی سے ڈرتی ہین آن مین نرم دلی و مہربانی و دوستی کم ہوتی ہی اسواسطے کہ انکی نہاد و سرشت پر حیوانیت غالب ہی ظاہر کہ محبت و نرم دلی وصف انسانی ہی اور خشم و شہوت وصف حیوانی اب تو اس بات کو سمجھے رہ کہ وہ جو معشوق تیری ہی پرتو حق کی ہی خالق ہی وہ گویا مخلوق نہین ہی کہ تیرے دلمین یہ محبت اُسنے پیدا کی

تسلیم کرنا مرد کا آپ کو حکم زن مین اور اُسکے اعتراض کو اشارہ حق کا جاننا

قولہ مرد زان گفتن پشیمان شد چنان ٭ کز عوانی ساعت مردن عوان ٭ گفت خصم جان جان چون آمدم ٭ بر سر جان من لکدہا چون زدم ٭ چون قضا آید نماند فہم و راے ٭ کس نمیداند قضا را جز خداے ٭ چون قضا آید فرو پوشد بصر ٭ تا نداند عقل ما پا را ز سر ٭ زان امام المتقین داد این خبر ٭ کہ اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِیَ الْبَصَرُ ٭ چون قضا بگذشت خود را میخورد ٭ پردہ بدریدہ گریبان میدرد ٭ مرد گفت اے زن پشیمان میشوم ٭ گر بدم کافر مسلمان میشوم ٭ من گنہگار توام رحمے بکن ٭ بر مکن یکبارگیم از بیخ و بن ٭ کافر پیر ار پشیمان میشود ٭ چونکہ عذر آرد مسلمان ٭ من گنہگار توام رحمے بکن ٭ عذر من بپذیر و بشنو این سخن ٭ حضرت پر رحمتست و پر کرم ٭ عاشق او ہم وجود و ہم عدم ٭ کفر و ایمان عاشق آن کبریا ٭ مس و نقرہ بندۂ آن کیمیا ٭ المعنی امام المتقین لقب حضرت علی مرتضیٰ رض مرد اُس کہنے سے ایسا پشیمان ہوا جیسے عوانی سے وقت مرنے کے عوان کہا دشمن اپنی جان جان کا مین کیسے ہوگیا اور مین نے اپنے جان کے سر پر لاتین کیسے ماریں سوا اسکے اور کچھ نہین کہ جب حکم الٰہی آتا ہی فکر و سمجھ نہین رہتی نہ کوئی اُس حکم کو سوا خدا کے جانتا ہی جیسے جب حکم الٰہی آتا ہی آنکھین مُند جاتی ہین تا عقل ہماری نہ سر کو جانے نہ پاؤن کو یعنے نہ اُسکی ابتدا کو سمجھے نہ انتہا کو

اسی واسطے امام المتقین حضرت علی شیر خدا نے خبر دی ہو کر جب حکم آلہی آتا ہو بینائی اندھی ہوجاتی ہو اور جب یہ حکم آلہی ہو گذرتا ہو
تو اپنی جان کو کھاتا ہو اور فضیحت ہو کے گریبان پھاڑتا ہو لہذا یہ اعرابی بھی پشیمان ہوا اور کہا ای عورت مین پشیمان
ہوتا ہون اگرچہ بدکا فر ہون مسلمان ہوتا ہون مین تیرا گنہگار رہون تو مجھپر ذرا رحم کر میری جڑ بنیاد یکبارگی مت کھود
تیری بیرحمی سے بے نام و نشان ہوجاونگا بوڑھا کافر اگر پشیمان ہوا اور عذر کرے تو مسلمان ہوجاتا ہو پھر مسلمان
کا عذر قابل قبول ہی ہوتا ہو مین گنہگار رہون تو مجھپر رحم کر عذر میرا مان لے اور ایک بات میری سن اللہ کی درگاہ
بڑی پر رحمت ہو اور پر کرم جسکے عاشق اہل وجود بھی ہین اور اہل عدم بھی یعنے جو موجود ہین وہ بھی اور جو معدوم ہین وہ
بھی سب اُسکو مانتے جانتے ہین کفر و ایمان دونون اسی کے طالب و عاشق ہین وہی دونون کا مطلوب و معشوق
ہی اور مس و نقرہ دونون بندے اُس کیمیا کے چاہے جسکو مس رکھے چاہے جس کو کندن بنا دے

اس بیان مین کہ موسی اور فرعون دونون مسخر ایک مشیت کے ہین جیسے زہر اور فادزہر اور نور و ظلمت اور مناجات فرعون خلوت مین تو عزت و آبرو اُسکی رہے

قولہ موسی و فرعون معنی را رہی ٭ ظاہر آن رہ دارد واین بیرہی ٭ روز موسی پیش حق نالان شدہ ٭ نیم شب
فرعون ہم گریان شدہ ٭ کین چہ غلست ایخدا بر گردنم ٭ ورنہ غل باشد کہ گوید من منم ٭ زانکہ موسی را منور کردۂ
ماہ جانم را سیہ رو کردۂ ٭ بہتر از ماہے نبود استارہ ام ٭ چون خسوف آمد چہ باشد چارہ ام ٭ نوبتم گر رب و سلطان میزنند
مہ گرفتہ خلق پیکان میزنند ٭ میزنند آن طاس و غوغا میکنند ٭ ماہ را زان زخمہ رسوا میکنند ٭ منکہ فرعونم ز شہوت
وای من ٭ زخم طاس ان ربی الاعلاے من ٭ خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات ٭ میشکافد شاخ را در بیشہ ات ٭ باز شاخے
را موصل میکند ٭ شاخ دیگر را معطل میکند ٭ شاخ را بر تیشہ دستی ہست نے ٭ ہیچ شاخ از دست تیشہ ستنے
حق آن قدرت کہ در تیشہ تراست ٭ از کرم کن این کجیہا را تو راست ٭ باز با خود گفت فرعون ای عجب ٭ من نہ در یاربنا
ام جملہ شب ٭ در نہان خاکی و موزون میشوم ٭ چون بموسی میرسم چون میشوم ٭ رنگ زر قلب دہ تو میشود ٭ پیش
آتش چون سیہ رو میشود ٭ ماکہ قلب و قالبم در حکم اوست ٭ لحظہ مغزم میکند یک لحظہ پوست ٭ لحظۂ ما ہم کند یکدم
سیاہ ٭ خود چہ باشد غیر این کار الٰہ ٭ سبز گردم چونکہ گوید کشت باش ٭ زرد گردم چونکہ گوید زشت باش ٭ پیش
چوگان ہاے حکم کن فکان ٭ میدویم اندر مکان و لامکان ٭ چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ٭ موسی با موسی در جنگ شد ٭
چون بہ بیرنگی رسی کان داشتی ٭ موسی و فرعون دارند آشتی ٭ المعنی رہی بالفتح غلام غل بفتح طوق آہنی و بند
پیکان بالکسر و کاف فارسی پیالہ گھڑی کا آشتی صلح یعنے موسی اور فرعون دونون معنے کے غلام ہین بظاہر اتنا ہی
فرق تو ہی کہ موسے راہ رکھتے ہین اور فرعون بیراہی بس ہادی و مضل کا تفاوت ہو دن مین حضرت موسی خدا
تعالے کی حضور مین زاری و مناجات کرتے تھے آدھی رات کو فرعون بھی اُس کے سامنے گریان اور نالان ہوتا تھا

اور کہتا تھا کہ ای خدا کیسا طوق میری گردن مین تونے ڈال دیا ہی اور میری گردن پھانسی ہی اگر یہ طوق نہو تو بھلا
کون ایسا ہی کہ کہے مین ہی مین ہون تونے موسی کو منور کیا ہی اور میرے ماہ جان کو سیہ رو کر دیا ہی کیا بہتر ماہ سے
میرا ستارہ جو مراد جان سے ہی نہ تھا اب جو اُسپر خسوف آگیا تو مین کیا تدبیر کرون میری نوبت کہ رب و سلطان
سے بجاتے ہین یعنے مجکو رب و سلطان مشہور کیا ہی حالانکہ میرا ماہ گہن مین ہی اور یہ گھڑیال بجا رہے ہین گھڑیال
بجا بجا کے شور کرتے ہین اور میرے ماہ کو اس ضرب سے رسوا کرتے ہین کہ وہ تاریک و سیاہ ہی میرا حال تو یہ کہ
خواہش نفس سے فرعون بن رہا ہون کہ قابل واے واے کرنے کے ہون اب یہ زخم جو گھڑیال کی آواز
کیطرح ربی الاعلے کا ہی مزید بران ہی جس سے فضیحت و رسوا ہون پھر کہتا ہی کہ موسے اور ہم دونون خواجہ
تاشان ای غلام تیرے ہی ہین اور ایک ہی بیشہ کے دو درخت مگر فرق یہ ہی کہ تیشہ تیرا ایک درخت کی شاخ
چیر دیتا ہی اور دوسرے کی شاخ کو نہین چیرتا اور پھر اُس شاخ کو اور شاخ سے پیوند کر دیتا ہی تا عمدہ میوہ بکثرت
حاصل ہو اور دوسرے کو معطل ویسے ہی چھوڑتا ہی کہ وہ بے بار و خراب رہتا ہی جس کو ہندی محاورہ مین ٹھنٹھ
کہتے ہین بس پہلی شاخ موسی ہین دوسری مین ہون شعر آئندہ مین خود ہی استفہام کرتا ہی خود ہی جواب دیتا ہی
کہ کسی شاخ کو بھی تیشہ پر قدرت و قوت ہی کہتا ہی نہین اور کوئی شاخ تیشہ کے ہاتھ سے چھوٹی ہی کہتا ہی نہین بس
تو اُس قدرت کے حق و طفیل سے کہ وہ تیرا تیشہ ہی اپنے کرم سے میری کجیون کو سیدھا کر دے جیسے تیشہ لکڑی کی
ٹیڑھین نکال دیتا ہی پھر فرعون نے متعجب ہو کے اپنے دل مین کہا کہ بڑا تعجب ہی مین بھی رات بھر یا ربنا کہتا ہون
اور مناجات کرتا ہون اور پوشیدہ خاکساری کرتا ہون اور بخوبی موزون ہون کوئی کجی نہین پھر موسی کے سامنے
رنج سے خون کیون ہو جاتا ہون یعنے ہمہ تن خشم و غضب اب مقولے مولانا رحمہ کے ہین کہ زر قلب پر کیسے بہت سے
رنگ تو ہتو چڑھ جاتے ہین مگر وہ جب آگ کے سامنے جاتا ہی آخر سیہ رو ہو جاتا ہی یہی حال فرعون و موسی کا ہی ایسے ہی
ہم ہین کہ ہمارا قلب و قالب ای جان و تن دونون اُسی کے حکم مین ہین دم بھر مین ہمکو مغز بنا دیتا ہی دم بھر مین
پوست کسی وقت ہمکو ماہ بنا دیتا ہی اور کسی وقت سیاہ کر دیتا ہی سوا اسکے اور کام خدا کا کیا ہی جب کہدیتا ہی کہ کشت
ہو جا تو ہم سبز ہو جاتے ہین اور جو کہتا ہی زشت ہو جا تو ہم زرد ہو جاتے ہین جو مراد بہار و خزان سے ہی الغرض
وہ جو چوگان حکم کن فکان کے ہین اُنکے سامنے ہم مثل گیند کے ہین وہی ہمکو مکان و لامکان مین دوڑاتے
پھرتے ہین جیسا جسکو حکم ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جب بیرنگی اسیر رنگ کی ہوئی اور ہر رنگ سے اُسنے جلوہ کیا تو
ایک موسی دوسرے موسی سے لڑنے لگا کہ یہ اثر رنگ کا ہی گو دراصل دونون ایک ہین اُسی بیرنگی کے
رنگ کے اسی رنگ نے دونون مین جدا جدا تعین پیدا کر دیا اور جب تو بیرنگی کو پہونچے اور یہ مقام تجکو نصیب
ہو جیسا کہ عالم ابداع مین تھا تو موسے اور فرعون مین بخوبی ملت و صلح ہی کوئی لڑائی نہین اسلیے کہا جل

مین دونون ایک ہین اس مقام مین نہ کفر ہی نہ اسلام اور ظاہر کہ عالم ارواح مین کفر و اسلام کہان تھا بعد کو
اسیر چوگان حکم کے ہوے اُسنے چاہے کفر کی طرف پھینکا چاہے اسلام کی طرف **انخلاف** شرح بحر العلوم مین
بجاے موصل میکند میکنی اور علے ہذا دوسرا مصرعہ اور شاخ بر تیشہ کے درمیان مین نہین لکھا را اور ما کہ قلب کونی
کہ قلب اور زر دکر دم کو زرد کردیم جو موزون نہین ٹھیک نہین لکھا ہی قولہ گر ترا آید برین نکتہ سوال ٭ رنگ
کے خالی بود از قیل و قال ٭ ای عجب کین رنگ از بیرنگ خاست ٭ رنگ با بیرنگ چون در جنگ خاست ٭ اصل
روغن ز آب افزون میشود ٭ عاقبت با آب ضد چون میشود ٭ چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند ٭ آب با روغن چرا ضد گشتہ اند ٭
چون گل از خارست و خار از گل چرا ٭ ہردو در جنگند و اندر ماجرا ٭ یا نہ جنگست این برای حکمت ست ٭ ہمچو جنگ خر فروشان
صنعت ست ٭ یا نہ اینست و نہ آن حیرانیست ٭ گنج باید جست این ویرانیست ٭ انچہ تو گنجش توہم میکنی ٭ زان توہم
گنج را گم میکنی ٭ چون عمارت دان تو وہم و رائہا ٭ گنج نبود در عمارت جایہا ٭ در عمارت ہستی و جنگی بود ٭ نیست را
از ہستہا ننگی بود ٭ نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد ٭ نیست خود آن ہست را وا داد کرد ٭ تو مگو کہ من گریزانم ز نیست ٭
بلکہ او از تو گریزانست بایست ٭ ظاہرا میخواندت او سوے خود ٭ وز درون میراندت با چوب رد ٭ نعلہاے بازگونہ
اے سلیم ٭ نفرت فرعون میدان از کلیم ٭ قومی اندر آتش سوزان چو درد ٭ قومی اندر گلستان با رنج و درد ٭
المعنی عمارت بکسر آبادی و آواذ ویدنیا نعل بازگونہ اُلٹا معاملہ نفرت بکسر رمیدگی و ردگلاب مولانا رح فرماتے ہین کہ
یہ جو ہمنے کہا کہ بیرنگی مین جنگ نہین ہی اس نکتہ پر اگر تو سوال کرے کہ کوئی رنگ خالی قیل وقال سے نہین ہوتا
اور تعجب یہ ہی کہ یہ رنگ بھی بیرنگ ہی سے پیدا ہوا پھر رنگ با وصف اسکے کہ بیرنگ سے ہی کیون جنگ کو مستعد
ہوا اور اپنی اصلیت سے الگ ہوا اُسکے جواب مین کہتے ہین کہ روغن کی اصل آب سے ہی اسطور پر کہ اول السی وغیرہ
جو چیزین روغن کشی کی ہین اُنکو پانی مین خوب تر کرکے بھیگا رکھتے ہین اگر تر کرکے بھیگا نہ رکھین تو روغن نہایت ہی
کم نکلے بس پانی روغن کو بڑھاتا ہی آخر پھر یہی روغن پانی کی ضد ہو جاتا ہی کہ پانی سے چرچراتا ہی اور جلتا نہین جبکہ
جبکہ روغن کو پانی سے سرشتہ کیا ہی اور اصل مین اسکے پانی تھا تو کیا سبب جو آب یا روغن باہم ضد ہو جاتے ہین
ایسے ہی گل خار سے ہی اور خار گل سے حالانکہ دونون ایک دوسرے کی ضد اور ایک دوسرے سے جنگ مین ہین کیون
ہی یا یہ جنگ نہین ہی کوئی حکمت ہی جیسے جنگ خر فروشون کی صنعت و بناوٹ ہوتی ہی یہ بھی بظاہر لڑتے ہین باطن
مین ایک ہوتے ہین یا نہ حکمت ہی نہ صنعت ہی مقام حیرانی کا ہی تو اب اس مین خزانہ ڈھونڈھنا چاہیے کیونکہ
حیرت محمودہ ہی معرفت ہی جو خزانہ ہی اور یہی حیرت ویرانہ اُس خزانہ کا اسی مین ملیگا مگر جس خزانہ کا تو توہم کرتا ہی اے
مال دنیا یہ تو وہ خزانہ نہین ہی اسی کے توہم سے تو تو اُسکو کھوئے ہوے ہی تو اپنے وہم و فکرون کو ایسا جان جیسے آبادی
پھر یہ تو معلوم ہی کہ آبادی خزانون کی جگہ نہین ہی بس اس آبادی مین جو وہم و رائے ہین ہستی ہی خودبینی اور جنگ ہی

یعنے قیل وقال وخصومت باہمی اور جو ان مراتب سے گذر کے نیست ہوگئے ہین انکو انسے ننگ وعار ہی نہ یہ کہ ہست نیستی کی فریاد کرے اور نیستی اُسکو ناگوار ہو بلکہ نیست اُس ہست کو خود بخوشی چھوڑ دیتا ہی اور روا دا دیعنے حوالہ کر دیتا ہی مطلق پروا نہین کرتا تو یہ مت کہہ کہ مین نیست سے بھاگتا ہون اور لذائذ جسمانی سے متلذذ ہوتا ہون بلکہ وہ خود تجھسے بھاگتی ہی تو ذرا ٹھہر توکسواسطے کہ وہ لذت روحانی ہی اور تو اسیر لذت جسمانی کا پھر تجھسے کیسے نہ بھاگے وہ ظاہر تجھکو بلاتی ہی اور تیری رغبت اُدھر ہوتی ہی اور درحقیقت ڈنڈہ رد کالیے تیرے پیچھے ہی کہ تجکو ہکاتی رہتی ہی اے سلیم تو سلیم الطبع ہی سمجھتا نہین یہان فعل واثر گونہ ہی یعنے اُلٹا معاملہ ہی جیسے فرعون کو نفرت کلیم سے تھی ایک قوم تو ایسے ہین کہ ہرچند آتش سوزان مین ہین مگر مثل گلاب کے خندان اور شگفتہ ہین جیسے وہ اپنی آگ مین خندان ہی اور آگ اُسکی رنگ اُسکا اور ایک قوم وہ ہین کہ گو گلستان مین ہین مگر بارنج و درد ہین پہلے تو نیستی والے ہین کہ ہر حال مین خوش دوسرے ہستی والے کہ کیسا ہی عیش وآرام ہو مگر رنج وفکر سے خالی نہین الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے گنج بادیست کے گنج بادِ گنج

سبب حرمان اشقیا کہ خسِرَ الدُّنیَا وَالآخِرَۃ یعنی زیانکار رہو ادنیا وآخرت کا

قولہ چون حکیمک اعتقادی کردہ است ✤ کاسمان بیضہ زمین چون زردہ است ✤ گفت سائل چون بماند این خاکدان ✤ در میان این محیط آسمان ✤ ہمچو قندیلے معلق در ہوا ✤ نے باسفل میرود نے بر علا ✤ آن حکیمش گفت کز جذب سما ✤ از جہاتِ شش بماند اندر ہوا ✤ چون زمقناطیس قبہ ریختہ ✤ در میان ماند آہنے آویختہ ✤ آن دگر گفت آسمان باصفا ✤ کے کشد در خود زمین تیرہ را ✤ بلکہ دفعش میکند از شش جہات ✤ زان بماند اندر میان عاصفات ✤ پس زدفع خاطر اہل کمال ✤ جان فرعونان بماند اندر ضلال ✤ پس زدفع اینجہان وآنجہان ✤ ماندہ اند این بیرہان بے این وآن ✤ سرکشی از بندگان ذوالجلال ✤ دانکہ دارند از وجود تو ملال ✤ کہربا دارند چون پیدا کنند ✤ کاہ ہستی مرترا شیدا کنند ✤ کہربائے خویش چون پنہان کنند ✤ زود تسلیم ترا طغیان کنند ✤ آنچنان کہ مرتبہ حیوانیست ✤ کو اسیر وسغبہ انسانیست ✤ مرتبہ انسان بدست اولیا ✤ سغبہ چون حیوان شناسش ای کیا ✤ المعنی حکیمک مین کاف تصغیر و تعظیم وتحقیر دونون کا ہوسکتا ہی مقناطیس بالکسر سنگ کہ لوہے کو کھینچتا ہی ریختہ ڈھالا ہوا عاصفات ہوا ہاے تند طغیان ازحد گذشتن سغبہ بالفتح فریفتہ وچیزے چرب کیا خداوند وپاکیزہ وپہلوان فرماتے ہین کہ جب حکمانے یہ اعتقاد کیا ہی کہ آسمان مثل انڈے کے ہی اور زمین ایسی جیسے زردی تو ایک سائل نے پوچھا کہ اس خاکدان یعنے دنیا کا درمیان محیط آسمان کے کیا حال ہی کہا یہ قندیل کیطرح معلق ہی کہ نہ نیچے جاتی ہی نہ اوپر چڑھتی ہی اُس حکیم نے کہا کہ شرق غرب جنوب شمال تحت فوق چھوؤن طرف سے آسمان کی کشش ہی اس سبب سے یہ بیچ مین رہگئی ہی جیسے مقناطیس سے ایک چھوٹا سا قبہ ڈھال کے اسمین کوئی چیز آہن کی چھوڑ دیجاے کہ ہر طرف کی کشش سے بیچ مین

معلق رہجائیگی دوسرے حکیم نے کہا کہ آسمان بڑی صاف شفاف شی ہی وہ ایسی زمین سی تیرہ مکدر شی کو اپنی طرف
کیون کھینچیگا کہ غیر مناسب ہی بلکہ چھوٹون طرف سے وہ اُسکو ٹالتا اور دفع کرتا ہی اس سبب سے یہ تند ہواؤن کے درمیان
مین رُکی ہوئی ہی بس ایسے ہی یہ سمجھ لو کہ جو لوگ فرعون طینت ہین اُنکو بھی اہل کمال ہر طرف سے دفع کرتے ہین اسوجہ
سے انکی جان گمراہی مین رہگئی ہا اور اس جہان کے لوگ اور اُس جہان کے جو دونون انکو دفع کرتے ہین اسواسطے بدون
ہدایت اسکی اور راسکی بیراہ ہوگئے ہین افسوس تو خدا کے خاص بندون سے جو انبیا او راولیا ہین سرکشی کرتا ہی اور یہ نہین جانتا
کہ وہ تو خود تجھسے ملال رکھتے ہین پھر تیری سرکشی کیا ہی ورنہ انکے پاس ایسا مہرہ کہربا ہی کہ اگر چاہین تو تیری ہستی کے
تنکہ کو شیدا کرلین تو خود بخود انکی طرف کھینچے آور جو اس کہربا کو اپنے چھپالین تو فوراً تیری تسلیم و رضا کو کفر و طغیان بنادین
ایسا جیسا کہ وہ مرتبہ حیوانی کا کہ وہ گرفتار و فریفتہ انسانی کا ہی یعنے درحقیقت ہی تو وہ مرتبہ حیوانی مگر اُسکے ایسے گرفتار
و فریفتہ ہین کہ اُسکو مرتبۂ انسانی جانتے ہین سو یہ دور ہی یہ تو اولیا کے ہاتھ اور قبضہ مین ہی وہ انسانی مرتبہ کو پہونچے
ہین اور یہ جو سعنبہ ہی اسکو ای دانا مثل حیوانی کے جان یہ مرتبہ انسانی نہین ہی **قولہ** بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخوان قل یا عباد * عقل تو ہمچون شتربان تو شتر * میکشاند ہر طرف در حکم مر * عقل عقلند اولیا و عقلہا *
بر مثال اشتران تا انتہا * اندر ایشان بنگر آخر ز اعتبار * یک قلاوز است جان صد ہزار * چہ قلاوز و چہ اشتربان بیاب *
دیدۂ کان دیدہ بیند آفتاب * نک جہان در شب بماند میخ دوز * منتظر موقوف خورشید ست و روز * اینت دریاے
نہان در زیر کاہ * پا برین کہ ہین منہ با اشتباہ * اینت خورشید نہان در ذرۂ * شیر نر در پوستین برۂ * اشتباہی و گمانے
در درون * رحمت حق ست بہر رہنمون * ہر پیمبر فرد آمد در جہان * فرد بود و صد جہانش در نہان * عالم کبرے
بقدرت سخرہ کرد * کرد خود را در کہین نقشے نورد * ابلہانش فرد دیدند و ضعیف * کے ضعیف ست آنکہ با شہ شد حریف * ابلہان
گفتند مردے بیش نیست * واے آنکو عاقبت اندیش نیست * عاقبت دیدن بود از کاہلی * دور بودن ہر نفس از جاہلی *
المعنی رشاد بفتح راہ راست پر آنا قلاوز بفتح اول و ضم واو راہبر و ہراول لشکر اور سوار محافظ لشکر اینت یعنی زہی عالم
کبرے جہان عالم صغرے انسان سخرہ بالفتح بیگار و مسخر حضرت احمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم خدا تعالے رشاد اور راہ راست
بتانے کے معاملہ مین جملہ عالم کو اپنا بندہ کہا ہی چنانچہ قُلْ یَا عِبَادِیَ کہا ای محمد ای بندو میرے کلام الٰہی سے ثابت ہی عقل
تیری مثل شتربان کے ہی اور تو شتر ہی اور تیری نکیل اُسکے ہاتھ مین وہ ہر چیز تلخ کی طرف تجکو کھینچتی ہی آور اولیا کا
یہ حال کہ وہ عقل کی عقل ہین اور جملہ عقلین لاانتہا مثل اونٹ کے جنکی زمام انکے ہاتھ مین ہی انہین ذرا عبرت کی
نظر سے دیکھ کہ ایک محافظ ہی اور لاکھون جانین اب کہتے ہین قلاوز کیا اور شتربان کیا تو ایسی آنکھ پیدا کر کہ جو آنکھ
آفتاب کو دیکھے دیکھو رات مین جہان کیسا میخ دوز رہتا ہی ای بند و مسدود اور منتظر و موقوف برآمد روز و خورشید ظاہر
کہ رات مین کام جہان کے بند ہو جاتے ہین میخ دوز کہنے سے اشارہ بشدت بند ہونے کا ہی اور نیز بحالت ستارگان

کہ بمنزلہ سخون کے ہین بس خورشید مراد شخص کامل سے ہے کہ کاروبار معنی کا اُسپر موقوف ہے اور وہ کامل عجیب خورشید ہے کہ درحقیقت ہے تو آفتاب اور ذرہ مین چھپا ہوا اور ہے شیر نر لیکن پوستین برہ کا پہنے ہوے یعنے بظاہر حقیر وضعیف او رباطن نہایت عزیز وقوی اور عجب دریا زیرکاہ ہے جیسے کاریزین کہ نیچے پانی ہوتا ہے اوپر گھاس سے پٹا ہوا اور بند تو اس کاہ پر خبردار شبہہ کے ساتھ پانون مت رکھ کہ اُسکے نیچے دریا چھپا ہوا ہے یہ دونون شعر متن مین لوٹ پوٹ ہوگئے ہین ٹھیک یون ہی ہین جس ترتیب سے مین نے معنی لکھے اور جو بظاہر انکو حقیر دیکھ کے لوگون کے دل مین اشتباہ وگمان پیدا ہوتے ہین کہ کامل ہے یا غیر کامل یہ اشتباہ خدا کی رحمت ہے لوگون پر کہ اگر یقین انکو کامل ورہنمون جان لین اور پھر بھی انحراف کرین تو ضرور عتاب آلہی مین پڑین ہر پیغمبر تنہا جہان مین تشریف لائے گو تنہا تھے بظاہر مگر پوشیدہ سیکڑون جہان کے ساتھ تھے اس عالم کبری کو اپنی قدرت سے مسخر کیا اور آپ کو ادنے سے ادنی نقش مین لپیٹا یعنے عجز وانکسار اختیار کیا احمقون نے اُن کو تنہا اور ضعیف دیکھا یہ نجانا کہ جو شخص بادشاہ کا دوست ہے وہ ضعیف کیسے ہے احمقون نے اُنکو کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور تنہا اور واے اُنپر اس بات مین کہ عاقبت اندیشی نہ کی کہ وہ ایک کیسے ہین جنکا مالک سارے جہان کا مددگار ہے بس یہ کوتہ اندیش ناقص عاقبت اندیش کیسے ہوتے کہ عاقبت اندیشی کاملون کا کام ہے اور ہر دم جاہلون سے دور رہنا الخبین کا طریقہ ہے

حقیر دیکھنا دشمنون کا صالح اور صالح کے ناقہ کو جب خدا چاہتا ہے کہ کسی لشکر کو ہلاک کرے تو انکی نظر مین دشمنون کو حقیر دکھلاتا ہے وَاِذْ یُرِیْکُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا یعنے ایسا وقت ہے کہ دکھلائے اللہ تعالی کافرونکو جسوقت مقابل ہو تم تمھاری آنکھون مین قلیل اور قلیل تمکو انکی آنکھون مین تا جاری کرے اللہ اُس کام کو جو لوح مین کیا گیا ہے

قولہ بشنوا اکنون قصۂ صالح روان ✦ بگذر از صورت طلب معنی آن ✦ زانکہ صورت بین نہ بیند عاقبت ✦ عاقبت بینی بیابی عافیت ✦ ناقہ صالح بصورت بُد شتر ✦ پے بریدندش زجہل آنقوم مر ✦ از برائے آبچو خصمش شدند ✦ آب کورونان کورا ایشان بند ✦ ناقہ اللہ آب خورد از جوے میغ ✦ آب حق را داشتند از حق دریغ ✦ ناقہ صالح چو جسم صالحان ✦ شد کمینے درہلاک طالحان ✦ تا بران است حکم مرگ و درد ✦ ناقۃ اللہ وسُقیٰہا چہ کرد ✦ شحنۂ قہر خدا ز ایشان بجست ✦ خونبہاے اشترے شہرے درست ✦ روح صالح بر مثال اشتری ست ✦ نفس گرہ مرما چون پے بریست ✦ روح ہمچون صالح وتن ناقہ است ✦ روح اندر وصل وتن در فاقہ است ✦ روح صالح قابل آفات نیست ✦ زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست ✦ روح صالح قابل آزار نیست ✦ نور یزدان سغبۂ کفار نیست ✦ روح از ان پیوست با جسمے نہان ✦ تاش آزارند بینند امتحان ✦ بیخبر کاندر این آزار او جست ✦

آب این خم متصل با آبجوست ✤ زان تعلق کرد با جسمش اٰلہ ✤ تا کہ گردد جملہ عالم را پناہ ✤ کس نیابد بر دل ایشان ظفر ✤ بر صدف آید ضرر نے بر گہر ✤ ناقہ جسم ولی را بندہ باش ✤ تا شوی با روح صالح خواجہ تاش ✤ گفت صالح چونکہ کردید این حسد ✤ بعد سہ روز از خدا نقمت رسد ✤ بعد سہ روز دگر از جانستان ✤ آفتے آید کہ دارد سہ نشان ✤ رنگ روے جملہ تان گردد دگر ✤ رنگ رنگ مختلف اندر نظر ✤ روز اول روے تان چون زعفران ✤ در دوم رو سرخ ہمچون ارغوان ✤ المعنی طالع مرد بدکردار پی بریدن کونچے مارنا نقمت بلا ارغوان بالفتح گل سرخ رنگ فرماتے ہین اب مجھسے قصہ صالح پیغمبر اور انکی قوم ثمود کا سُن اور جلد ہی صورت کو چھوڑ کے اُسکے معنی کی طرف کہ کوئی صورت معنی سے خالی نہین ہی رجوع کر اور معنی کو ڈھونڈھ اس سبب سے کہ صورت بین عاقبت و انجام کو نہین دیکھتا اور جو عاقبت کو دیکھتا ہی وہی عافیت پاتا ہی حضرت صالح کا ناقہ صورت مین شتر تھا انکی قوم نے جو تلخ خو تھی اُسکے کونچین ماردین آور مختصر قصہ اسکا یہ کہ انکی قوم طالب معجزہ کی ہوئی انکی دعا سے ایک پتھر پھٹ کے اُسمین سے ایک ناقہ نکلا اور اُسی وقت بچہ جنا جیساکہ اُن لوگون نے چاہا تھا اور وہ پانی بہت پیتا تھا یہ اپنے مویشی کے پیاسے رہنے کے لحاظ سے اُسکو پانی سے روکتے تھے صالح نے کہا ناقۃ اللہ کو پانی سے مت باز رکھو ایک دن اپنے مویشی کو پلاؤ ایک دن اُسکو پینے دو یہ بات اُنپر بھاری پڑگئی اور ایک شقی نے اُسکے کونچین ماردین صالح نے سُنکر کہا جب تک اُسکا بچہ تم مین ہی جب تک خیر ہی اور بچہ بھاگ کے پہاڑ مین غائب ہوگیا پھر صالح نے کہا تین دن بعد ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ بعد مین اُسکا بیان ہی آور وجہ کونچین مارنے کی یہ تھی کہ پانی کے پیچھے اُسکے دشمن ہوگئے حق تو یہ ہی کہ خدا تعالےٰ کے آب کو اور نان کو رستے کہ خدا کے آب و نان کا حق نہ پہچانا اور اُسکے ناقہ کے پانی دینے کے روادار نہوے اُسکے ناقہ نے پانی چشمہ کی نہر سے پیا اور انکو آب حق کا حق کو دیتے ہوے دریغ آیا بس وہ ناقہ صالح کا مثل جسم صالح لوگون کے ان بدکردارون کے ہلاک کے واسطے ایک کمین بنگیا جسکی سبب سے ہلاک ہوے آب دیکھو کہ اُس امت پر موافق حکم مرگ و درد کے اس ناقہ اللہ نے کیا کیا جسکی نسبت فرمایا تھا ناقۃ اللہ وسقیھا یعنے یہ ناقہ اللہ کا ہی اسکا پانی بند مت کرو جب نافرمانی کی شحنہ قہر خدا کا اُچھل پڑا اور کہا ایک اونٹ کا خون بہا ایک شہر مین ہی یعنے اسکے عوض مین ایک شہر غارت کرونگا آب مقولے مولانا رہکے ہین روح صالح ایسی ہی جیسے اشتر اور نفس گمراہ جیسے پے بُر کونچین مارنے والا کہ چلنے نہین دیتا پھر کہتے ہین کہ روح مثل صالح کے ہی اور تن اُسکا ناقہ بس روح تو وصل مین ہی اور تن ناقہ یعنے رنج مین روح صالح قابل آفات کے نہین ہی زخم ناقہ پر ہی اُسکی ذات پر نہین ہی روح صالح قابل آزار کے نہین ہی اور روح خدا کا نور ہی یہ کفار پر فریفتہ نہین بلکہ اُنسے بیزار روح کفار کی اس سبب سے تن کے ساتھ پوشیدہ اور پیوستہ ہوئی ہی کہ یہ اُسکو ستائین اور وہ ان کا امتحان دیکھے اور ستانا وہی کفر کہ روح کو از بس ناگوار ہی آور یہ کفار اس سے بیخبر کہ روح کا آزار خدا تعالےٰ کا آزار ہی

کسواسطے کہ اس خم کا پانی نہر سے ملا ہوا ہی اور اولیا کی روح کا تعلق جسم کے ساتھ اسواسطے کیا ہی کہ وہ عالم پناہ ہوے
اور عالم کو بلیات سے بچاۓ رہے اُنکے دل پر کوئی ظفریاب اور غالب نہین ہوتا اسواسطے کہ جب کوئی ضرر آتا ہی
تو صدف پر آتا ہی گہر پر نہین آتا تو جہانتک ہوسکے جسم ولی کے ناقہ کا بندہ بن تو روح صالح کا خواجہ تاش ہوجاۓ
آیندہ پھر بیان قصۂ صالح کا ہی یعنے صالح نے کہا کہ جب تمنے یہ حسد کرکے ناقہ کو پی کر دیا تو جان لوکہ تین دن بعد تیر
خدا کی بلا نازل ہوگی یعنے تین روز بعد جو دن جانستان آئیگا تو آتش آئیگی اُسکے تین نشان ہونگے تمھارے سبکے
رنگ بدلجائینگے اور رنگ رنگ مختلف کا تمکو نظر آئیگا پہلے دن تو مُنھ تمھارے زرد مثل زعفران کے ہوجائینگے اور دوسرے
روز سرخ مثل ارغوان کے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین نہ بیند عاقبت کو بہ بیندا ورنان کور کو بتو رروح ازان کی جگہ
حق اور بجاے آتشے آنفتے کہ آتش کا آنا ثابت ہی اسی کتاب سے اور ارغوان کی جگہ بھی زعفران کہ نہ رنگ ٹھیک
نہ قافیہ **قولہ** در سوم گردد ہمہ روہا سیاہ ٭ بعد ازان اندر رسد قہر آلہ ٭ گر نشان خواہید از من این وعید ٭ کرۂ ناقہ
بسوے کُہ دوید ٭ گر توانیدش گرفتن چارہ ہست ٭ ورنہ خود مرغ امید از دام جست ٭ چون شنیدند این از وجلہ
بتنگ ٭ درپے اشتر دویدندے چو سگ ٭ کس نتانست اندران کرہ رسید ٭ رفت در کُہسارہا شد ناپدید ٭ ہچو
روح پاک کو از ننگ تن ٭ میگریزد جانب رب المنن ٭ گفت دیدید این قضا مبرم شدست ٭ صورت امید را
گردن زدست ٭ کرۂ ناقہ چہ باشد خاطرش ٭ کہ بجا آرید ز احسان وبرش ٭ گر بجا آید دلش رستید زان ٭ ورنہ
نومید یدسا عدرا گزان ٭ چون شنیدند این وعید منکدر ٭ چشم بنہادند آنرا منتظر ٭ روز اول روی خود دیدند زرد ٭
میزدند از نا امیدی آہ سرد ٭ سرخ شد روے ہمہ روز دوم ٭ نوبت امید و توبہ گشت گم ٭ شد سیہ روز سوم روے ہمہ ٭
حکم صالح راست شد بے ملحمہ ٭ در نبی آورد جبریل امین ٭ شرح این زانو زدن را جاثمین ٭ زانو آندم زن کہ تعلیمت
کنند ٭ وز چنین زانو زدن بیمت کنند ٭ منتظر گشتند زخم قہر را ٭ قہر آمد نیست کرد آن شہر را ٭ صالح از خلوت بسوے
شہر رفت ٭ شہر دید اندر میان دود و نفت ٭ **المعنی** وعید وعدۂ عذاب مبرم محکم واستوار بر مخفف بر مشدد بمعنی
نیکی واحسان منکدر بالضم تیرہ ملحمہ بالضم جنگ عظیم ماخوذ از لحم ہیم بالفتح سرگشتگی نفت بالفتح سوختہ وغضبناک یعنی تیسرے
دن سبکے مُنھ سیاہ ہوجائینگے پھر قہر خدا آئیگا اور اگر یہ کہو کہ ہم اس بات کو کیسے سچ جانین کوئی نشان پتہ بھی اسکا ہی تو وہ
یہ ہی کہ بچہ اس ناقہ کا پہاڑ مین بھاگ گیا ہی اگر اُسکو پکڑ لاؤگے تب تو بن پڑیگی ورنہ جان لوکہ مرغ امید کا تمھارے دام
سے نکلگیا جب صالح سے یہ بات سُنی سب مثل کُتّے کے کرہ کی طرف دوڑے مگر کوئی اُسکو نہ پاسکا وہ بھاگ کے
پہاڑون مین گھُس گیا اور غائب ہوگیا اُس تک کوئی نہ پہونچ سکا جیسے جان پاک ننگ تن سے رب المنان کیطرف
بھاگتی ہی صالح نے کہا دیکھا تمنے اب یہ حکم مبرم ہوگیا جو ٹلنے والا نہین اور کوئی صورت امیدکی اسمین نہ رہی امید
کی گردن امیدی کٹگئی پھر مقولہ صالح کا ہی کہ بچہ ناقہ کا کیا ہی خاطر اُسکی ہی کہ اُسکو احسان ونیکی سے راضی کرو اگر راضی

کروگے عذاب سے خلاصی پاؤگے ورنہ تم نومید ہو اپنے ہاتھ کاٹو افسوس کرو جب یہ وعید مکدر کرنے والا اُنھون نے سُنا ناچار ہوکے اُس وعید کے منتظر ہوے غرض وہی ہوا کہ پہلے دن مُنھ اُنکے زرد ہوگئے یہ اُنکو دیکھکے ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے دوسرے دن سب کے مُنھ سُرخ ہوگئے اب نوبت امید و توبہ کی گم ہوگئی باقی نہ رہی تیسرے دن سب کے مُنھ کالے ہوگئے حکم صالح کا بے جنگ وجدال ٹھیک ہوگیا یہ دوزانو ہوکے دعاوزاری مین مصروف ہوے جس دوزانو ہونے کو قرآن مجید مین جبریل نے جاثمین کے ساتھ شرح کیا ہی یعنے اوندھے گرنیوالے وہو ہذا فَاَصْبَحُوْ فِیْ دَارِہِمْ جٰاثِمِیْنَ یعنے صبحکو اپنے گھرون مین ہلاک ہوگئے اب مقولہ مولانا رہ کا ہی یعنے دوزانوا ورمودب ہونا تو اُسوقت چاہیے جسوقت تعلیم کرین ایسے دوزانو ہونے مین تو تجکو سرگشتہ ہی کرینگے بہرحال منتظر قہر کے ہوے آخر ایسا قہر آیا جو نیست کرنے والا شہر کا تھا صالح خلوت سے شہر کی طرف گئے شہر کو دیکھا کہ دودآتش مین بھرا ہوا ہی الخلاف شرح بحرالعلوم مین بجاے گفت دیدید دیدند اور منکدر کو منکذ رہیمت کو ہمت لکھا ہی **قولہ** نالہ از اجزاے ایشان مے شنید ✤ نوحہ پیدا نوحہ گویان ناپدید ✤ گریہ چون از حد گذشت وہاے ہاے ✤ گریہ ہاے جان گزاے دلرباے ✤ ز استخوان ہاشان شنید او نالہا ✤ اشک خون از جان شان چون ژالہا ✤ صالح این بشنید وگریہ سازکرد ✤ نوحہ بر نوحہ گران آغاز کرد ✤ گفت اے قومے بباطل زیستہ ✤ وز شما من پیش حق بگریستہ ✤ حق بگفتہ صبر کن بر جورشان ✤ پندشان دہ بس نماند از دورشان ✤ من بگفتہ پند شد بند از جفا ✤ شیر پند از مہر جوشد وز صفا ✤ بسکہ گردید از جفا بر جای من ✤ شیر پند افسردہ در رگہاے من ✤ حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم ✤ بر سر آن زخمہا مرہم نہم ✤ صاف کردہ حق دلم را چون سما ✤ روفتہ از خاطرم جور شما ✤ در نصیحت من شدہ بار دگر ✤ گفتہ امثال و سخنہا چون شکر ✤ شیر تازہ از شکر انگیختہ ✤ شیر و شہدے با سخن آمیختہ ✤ در شما چون زہر گشتہ آن سخن ✤ زانکہ زہرستان بُدید از بیخ و بن ✤ چون شوم غمگین کہ غم شد سرنگون ✤ غم شما بودید اے قوم حرون ✤ ہیچکس بر مرگ غم نوحہ کند ✤ در ہلاک دشمنان بوبرکند ✤ المعنی حرون بفتح سرکش اور صالح نے دیکھا جو کچھ اجزا اُنکے استخوان وغیرہ سے رہگئے تھے اُنسے نوحہ تو ظاہر تھا اور نوحہ گر ناپید تھے گریہ حد سے گذرا اور ہاے ہاے اور کیسا گریہ جس سے جان سننے والون کی ایذا پائے اور دل ازخود رفتہ ہوجائے اُنکی ہڈیون سے نالے سُنے اور اشک خون اُنکی جانون سے مثل اولون کے تھے صالح یہ سُنکے رونے لگے اور اُن نوحہ گرون پر نوحہ شروع کیا اور کہا ایقوم تم وہ ہو کہ باطل مین اپنی عمر تیر کی تمھاری ایذا سے مین خدا کے سامنے رویا خدا نے کہا کہ اُنکے ظلم پر صبر کرا ور نصیحت کہ اُنکا وقت اب ہوچکا ہی مین نے کہا کہ پند تو اُنکے ظلم سے بند ہوگئی پند تو ایک شیر ہی جو مہر و صفا سے جوش کرتا ہی آزبسکہ جور و جفا اُنھون نے میرے موقعون پر کیے این شیر نصیحت کا میری رگون مین ٹھٹھر کے جمگیا حق نے مجھسے کہا کہ مین تجھپر لطف کرونگا تیرے زخمون پر مرہم رکھونگا بس اللہ تعالے نے میرے دلکو آسمان کی طرح صاف کردیا اور میری خاطر سے تمھارے ظلم کو جھاڑ ڈالا پھر مین نے تمکو دوبارہ نصیحت کی اور بہا باتین

اور مثالین شیوین ہیجو شکرستانین تازہ شیر شیرینی سے پیدا کیا اور شیر و شہد باتون مین ملایا وہ باتین میری تم مین زہر ہوگئین اسواسطے کہ سر پانون سے تم خود زہرستان تھے بس بقول مشہور ع درکان نمک ہرچہ درافتاد نمک شد ❊ اب مین پیر غمگین کیون ہوون اسلیے کہ غم سرنگون ہوا یعنے ای قوم حرون تم ہی خود غم تھے اسکو تو بتاو جسنے مرگ غم پر نوحہ کیا ہو یا دشمنون کے مرنے سے اپنے بال کھسوٹے ہون انتہی الخلاف شرح بحر العلوم مین نالہ کو نالہ اور جانگزا کو جانفزا اور بجاے درہلاک دشمنان ریش سر چون شد لکھا ہی قولہ رو بخود کرد و بگفت ای نوحہ گر ❊ نوحہات را می نیرزند این نفر ❊ کژ مخوان ای راست خوانندہ ببین ❊ کیف آسی خلف قوم کافرین ❊ باز اندر چشم دل او گریہ یافت ❊ رحمتی بے علتے بروے بتافت ❊ قطرہ مے بارید و حیران گشتہ بود ❊ قطرہ بے علت از دریاے جود ❊ عقل او میگفت کین گریہ ز چیست ❊ بر چنان افسوسیان شاید گریست ❊ بر چہ میگرئی بگو بر فعل شان ❊ بر سپاہ کینہ بر بد فعل شان ❊ بر دل تاریک پر زنگار شان ❊ بر زبان زہر ہیچون مار شان ❊ بر دم و دندان سگسارانہ شان ❊ بر دہان و چشم کژدم خانہ شان ❊ بر ستیز و تسخر و افسوس شان ❊ شکر کن چون کرد حق محبوس شان ❊ دست شان کژ پاے شان کژ چشم کژ ❊ مہر شان کژ صلح شان کژ خشم کژ ❊ از پے تقلید و از رایات نقل ❊ پا نہادہ بر سر این پیر عقل ❊ پیر خر نے جملہ گشتہ پیر خر ❊ از زبان و چشم و گوش و ہمدگر ❊ المعنی نفر بفتحتین گروہ مردم از یک تا دہ و نیز یک کس افسوس طنز و ظرافت و تسخر تسخیر بالفتح تسخر یعنے بعد اسکے صالح نے اپنی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ ای نوحہ گر نوحہ تیرا ان لوگون کے مناسب حال و لائق نہین ہی تو ٹیڑھی بات مت کہ دیکھ تو کیف آسی پیچھے قوم کافرین کے کیسا لگا ہوا ہی یعنے کیسے غم کھاون قوم کافرون پر پھر انھون نے اپنی چشم دل مین گریہ پایا سو یہ گریہ رحمت بے علت کا تھا ای خاص الخاص رحمت خدا بے علت و بے سبب آنسو کا مینھ برساتے تھے اور حیران تھے اور یہ آنسو بے علت تھے صرف دریاے جود الہی سے عقل انکی کہتی تھی کہ یہ گریہ تیرا کس سبب سے ہی کیا ایسے افسوسیون پر رونا لائق ہی آیا یہ رونے کے قابل ہین بتا تو کس بات پر روتا ہی آیا انکے فعل پر اور انکی سپاہ کینہ پر یا انکی نقل بد پر یعنے الٹی چال پر یا ان کے دل تاریک پر زنگار پر یا زبان ہیچو مار پر یا انکے دم و دندان جو سگ کے سے تھے اوپر یا انکے دہان و چشم پر جو کژدم خانہ تھے کہ منھ سے بات نکالتے تھے جب یا آنکھ سے دیکھتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بچھو ڈنک مار رہے ہین یا انکی لڑائی اور تسخر و طنز پر شکر جنین کرتا کہ خدا تعالے نے انکو قید کر دیا تجکو انسے محفوظ کر دیا جنکے ہاتھ ٹیڑھے پانون ٹیڑھے آنکھین ٹیڑھی محبت ٹیڑھی صلح ٹیڑھی غصہ ٹیڑھا مراد اس سے افعال اعمال سوجھ بوجھ عادت و طینت ہی سب ٹیڑھے تقلید اور نقلین کرکے پیر عقل کے سر پہ پانون رکھا اور اسکو پامال کیا کوئی پیر کا خریدار نہین جو مراد انھی بغلات سے ہی اور سب بوڑھے گدھے اپنی زبان و چشم و گوش سے کہ نہ منھ سے اچھی بات کہتے تھے اور نہ آنکھ سے برے بھلے کو دیکھتے تھے نہ کان سے نصیحت سنتے تھے اور سب ایک سے انتہی الخلاف شرح بحر العلوم مین بد نقل کی جگہ بھی

بدمغل لکھا ہو کہ مخل قافیہ کا ہو برسر پیر عقل کی جگہ برمحلی اگرچہ ہو سکتا ہو مگر بسر رعایت پاکے مناسب ہو

معنی اس آیت مین مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا یَبْغِیَانِ یعنے اللہ تعالی نے دو دریا پیدا کیے ایک تلخ ایک شیرین اور حال یہ کہ دونون ملے ہوے ہین اور اُن دونون مین پردہ ہو کہ ایک دوسرے پر غالب نہین ہو سکتا

قولہ از بہشت آورد یزدان بندگان ٭ تا نماید شان سقر پروردگان ٭ اہل نار و خلد را بین ہم دوگان ٭ درمیان شان برزخ لا یبغیان ٭ اہل نار و اہل نور آمیختہ ٭ درمیان شان کوہ قاف انگیختہ ٭ اہل نار و نور باہم درمیان ٭ درمیان شان بحر ژرف بیکران ٭ ہمچو در کان خاک و زر کرد اختلاط ٭ در میان شان صد بیابان و رباط ٭ ہمچنان کہ عقد در در وے شبہ ٭ مختلط چون میہمان یکشبہ ٭ صالح و طالح بصورت مشتبہ ٭ دیدہ بکشا بو کہ گردی منتبہ ٭ بحر را نیمیش شیرین چون شکر ٭ طعم شیرین رنگ روشن چون قمر ٭ نیم دیگر تلخ ہمچون زہر مار ٭ طعم تلخ و رنگ مظلم قیر وار ٭ ہر دو برہم میزنند از تحت و اوج ٭ بر مثال آب دریا موج موج ٭ صورت برہم زدن از چشم تنگ ٭ اختلاط جانہا در صلح و جنگ ٭ موجہاے صلح برہم میزنند ٭ کینہا از سینہا بر میکنند ٭ موجہاے جنگ بر شکل دگر ٭ مہرہا را میکند زیر و زبر ٭ مہر تلخان را بشیرین میکشد ٭ زانکہ اصل مہرہا باشد رشد ٭ قہر شیرین را بتلخی میبرد ٭ تلخ با شیرین کجا اندر خورد ٭ المعنی سقر بفتحتین نام دوزخ اختلاط آمیزش رباط بالفتح مسافر خانہ عقد بالکسر سلک منتبہ بالضم آگاہ قیر بالکسر ایک روغن بدبو سیاہ رنگ ہوتا ہو رشد سیدھا چلنا فرماتے ہین کہ خدا تعالی بہشت سے بندون کو دنیا مین لایا بدین اعتبار کہ آدم علیہ السلام بہشت سے آئے جو ابو البشر ہین تو انکو اُن لوگون کو دکھائے جو سقر پرورده ہین اب تو اہل نار و اہل خلد دونون کو دیکھ کیسا انمین برزخ لا یبغیان ہو یعنے پردہ جس سے ایک دوسرے پر غالب نہین ہو سکتے کیسے اہل نار و اہل نور دونون باہم ملے ہوے ہین اور انکے درمیان مین ایک کوہ قاف اٹھا کے الگ الگ کر دیا ہو پھر فرماتے ہین کہ اہل نار و اہل نور دونون آپس مین گڈمڈ ہین اور دونون مین ایک دریا عمیق حائل ہو جسکے کوئی اس پار ہو کوئی اُس پار جو مراد اہل دنیا و اہل دین سے ہو جیسے کان مین خاک و زر ملے ہوے ہوتے ہین اور انکی صفت مین سیکڑون بیابان اور سیکڑون مکان فاصل ہین اور جیسے لڑی مین دُر و شبہ ای پوتھ پروئی ہوئی اور سب مہمان رات کی رات کے ثبات و قرار سے جدا صالح اور طالح یعنے نیکوکار و بدکار دونون ایک صورت کے ہین تو آنکھین کھول شاید اس بھید سے آگاہ ہو جاے کہ کون صالح ہو کون طالح ایک دریا ہو کہ نصف اُسکا شیرین مثل شکر کے ہو اور میٹھا اور چاند کی طرح رنگ بھی روشن اور نصف اُسکا تلخ مثل زہر سانپ کے اور کڑوا مزہ اور رنگ سیاہ جیسے قیر سیاہ رنگ اور بدبو ہوتا ہو دونون تحت و اوج سے لوٹ پوٹ ہوتے ہین جیسے آب دریا کا موج موج ہوتا ہو مگر گڈمڈ اور آمیختہ ہو جانے کی صورت چشم سے تنگ ہو

چشم مین نہین آتی اور انکی جان کا اختلاط صلح وجنگ مین ہو موجبین صلح کی ایک دوسرے پر مارتے ہین کینون کو سینون سے نکال ڈالتے ہین موجبین ان کی جنگ کی دوسری شکل پر ہین کہ محبتون کو لوٹ پوٹ کردیتی ہین محبت انکی تلخ لوگون کو شیرین کی طرف کھینچتی ہی اور شیرین کردیتی ہی اسواسطے کہ محبتون کی اصل رشد ہی ای راستی راہ وہدایت اور قہر انکا شیرین کو تلخ کردیتا ہی اسلیے کہ تلخ وشیرین کا میل نہین ہلسکتا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے بندگان کے بردگان دوسری مین دوگان کو ھمدگان لکھا ہی قولہ تلخ شیرین زین نظر ناید پدید ✤ از دریچہ عاقبت تا نند دید ✤ چشم آخر بین تواند دید راست ✤ چشم اول بین غرور ست وخطاست ✤ ای بسا شیرین کہ چون شکر بود ✤ لیک زہر اندر شکر مضمر بود ✤ آنکہ زیرک تر بود بشناسدش ✤ چونکہ دید از دورش اندر کشمکش ✤ آندگر بشناسدش چون بوکند ✤ وان دگر چون برلب ودندان زند ✤ وان دگر در پیش روے پے برد ✤ وان دگر چون دست بنهد کرورد ✤ پس لبش روش کند پیش ازگلو ✤ گرچہ نعرہ میزند شیطان کلو ✤ واندگر در دگو پیدا کند ✤ واندگر را دربدن رسوا کند ✤ واندگر را در حدث سوزش دہد ✤ دمبدم زخم جگر دوزش دہد ✤ وان دگر را بعد ایام وشہور ✤ وان دگر را بعد مرگ اندر قبور ✤ ور دہندش مہلت اندر قعر گور ✤ لابد آن پیدا شود یوم النشور ✤ ہر نبات وشکری را در جہان ✤ مہلتے پیداست در دور زمان ✤ سالہا باید کہ تا از آفتاب ✤ لعل یابد رنگ رخشانی وتاب ✤ بیج سال وہفت باید تا درخت ✤ یابد از میوہ رسانی فرنجت ✤ باز ترہ در دو ماہ اندر رسد ✤ باز تا سالے گل احمر رسد ✤ بہر این فرمود حق عزوجل ✤ سورۃ الانعام در ذکر اجل ✤ این شنیدی مو بمویت گوش باد ✤ آب حیوانست خوردی نوش باد ✤ آب حیوان خوان مخوان این را سخن ✤ جان تو بین درتن حرف کہن ✤ نکتہ دیگر تو بشنو ای رفیق ✤ ہمچو جان او سخت پیدا ودقیق ✤ المعنی مضمر بالضم پوشیدہ حدث بفتحتین ونضو مین خلل پڑنا یوم النشور روز قیامت ترہ سندی ساگ گل احمر گلاب بتاکید صدر فرماتے ہین کہ یہ تلخ وشیرین اس نظر ظاہر سے نہین ظاہر ہوتا اسکو دریچہ عاقبت سے دیکھ سکتے ہین کہ انجام کسکا کیا ہی کون غلط ہی کون ناری اسکو تو چشم آخر بین ہی ٹھیک دیکھ سکتی ہی چشم اول بین غرور و خطا ہی یعنے ای مخاطب بہت عمل بظاہر ایسے شیرین ہوتے ہین جیسے شکر لیکن اُس شکر مین زہر چھپا ہوتا ہی اور زہر کیا ہی ریا وسمعہ اور فریب ومکر اور غرور اور قیمت اپنی دوسرے پر اور ہیچ فی عذاب خدا سے یا دخول کار نفس کہ نفس کی خاطر کرتا ہی اور خدا کی مرضیون سے سمجھتا ہی اور علی ہذا لیکن اس زہر معنوی کی پہچان بہت دشوار البتہ جو زیرک تر ہین وہ تو دور ہی سے اسکی کشمکش دیکھ کے پہچان لیتے ہین کہ زہر معنوی ہی اور وہ کشمکش صفات مذکورہ سے کسی قسم کی ہو بعض ایسے ہین کہ اُسکو سونگھ کے پہچانتے ہین کہ اسمین بو زہر کی ہی بعض ایسے کہ جب انکے لب ودندان تک پہونچ جاے یعنے چکھے بعض ایسے کہ سامنے آتے ہی سراغ پا جاتے ہین بعض ہاتھ سے چھو کر رد کردیتے ہین ان اشعار مین مراتب حس کے بیان فرماے کہ سمع بصر شم ذائقہ لمس ہی اور نیز مدارج پہچاننے والون کے

بحسب ظاہر عادت کے پس یہ زہر کسی کے لب تک پہونچا اُسنے فوراً وہین سے اُسکو رد کیا گلے تک نہین جانے دیا
اگرچہ شیطان چلاتا رہا کہ کھاؤ یہ شکر ہی یہ وہی بات ہی کہ شیطان اپنے عمل کو اسکے عمل مین ایسا ملا دیتا ہی کہ یہ
نہین جانتا اور کیے جاتا ہی شیطان سمجھنے نہین دیتا کرائے جاتا ہی اور جسکے گلو تک پہونچا اُسکا گلو گیر ہوا اور جسکے گلو
سے اُتر کے بدن مین سرایت کی اُسکو رسوا کیا کسی کو حدث یعنے طہارت وضو غسل وغیرہ مین سوزش ڈالتا ہی
اور زخم جگر دوزلگاتا ہی کہ گھڑون پانی خلاف حد شرع صرف وخراب کرین تاہم آپ کو طاہر نجانین اور اس بات سے
غافل کردے شعر بزہد و ورع کوش وصدق وصفا * ولیکن میفزاے بر مصطفا * اور کسی کو بعد ایام وشہور کے تمیز
ہوتی ہی اور کسی کو مرنے کے بعد قبر مین جب جانچ پرتال ہوتی ہی اور کسی کو گور مین بھی مہلت دیتے ہین اُسپر قیامت
کے دن ظاہر ہوگا اور ضرور دیکھے گا کہ یہ عمل میرا زہر در شکر تھا اسلیے کہ ہر نبات وشکر یعنے میٹھی چیزون کے واسطے
جو جہان مین ہوتی ہین ایک مہلت زمانہ کے دور کی لگی ہوئی ہی دیکھو لعل کیسی میٹھی عزیز شی ہی اُسکو بھی برسون درکار
ہوتے ہین تب آفتاب سے رنگ وتاب درخشانی پیدا کرتا ہی درخت میوہ دار بھی پانچ سات برسمین بارور ہوتا ہی
اور نصیب کی خوبی جو میوہ ہی حاصل کرتا ہی ساگ وغیرہ جو گئی گذری چیزین ہین یہ بھی دو مہینے مین تیار ہوتی ہین اور گلسرخ
سال بھر مین آسی واسطے خداعزوجل نے سورۂ انعام مین ذکر اجل کا فرمایا وہو اہذا ہو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً
واجل مسمے عندہ وہ اللہ ایسا ہی جسنے پیدا کیا تمکو مٹی سے جیسے کہ پیدایش حضرت ابوالبشر کی مٹی سے ہوئی ہی پھر جاری
کیا ایک وقت معین اور ہر شی کے وقت کا نام رکھا ہوا ہی اُسکے نزدیک پس یہ اوقات جو مذکور ہوے سب اُسکے معین
کیے ہوے اور نامزد کیے ہوے ہین آپ فرماتے ہین یہ باتین تو تونے سنین مگر خدا تعالے تیرے بال بال کو گوش
بنادے تا تو عمل کرے اور یہ آبحیوان ہی جو تونے پیا خدا تجکو نوشگوار کرے کہ تیرے رونگٹے رونگٹے مین رچ جاے
تواس سخن کو سخن مت کہہ آبحیوان کہہ کہ حرفون کے پُرانے تنون مین مین نے جان تازہ ڈالی ہے اے رفیق ایک نکتہ
اور مجھسے سُن جان کی طرح نہایت ظاہر بھی ہی اور دقیق بھی ہی جیسے جان ہی فائق بعضے نسخ مین الخلاف شرح بحرالعلوم مین
تا نند کو مانند وبجاے پیش روے پے کے ماہو ی روش کو روشن نہلتے پیداست کی جگہ برات لکھا ہی قولہ درمقامے ہست
این ہم زہر مار * از تصاریف غذاے خوشگوار * درمقامے زہر ودر جائے دوا * درمقامے کفر ودر جائے روا *
درمقامی خار ودر جائے چوگل * درمقامے سرکہ در جائے چو مل * درمقامے خوف در جائے رجا * درمقامی منع در جائے
عطا * درمقامے فقر ودر جائے غنا * درمقامے قہر ودر جائے رضا * درمقامے جور در جائے وفا * درمقامے
بخل در جائے سخا * درمقامے عیب در جائے ہنر * درمقامے سنگ ودر جائے گہر * درمقامے درد در جائے صفا *
درمقامے خاک وجائے کیمیا * درمقامے حنظل وجائے شکر * درمقامے خشکی وجائے مطر * درمقامی ظلم وجائے
محض عدل * درمقامے جہل وجائے عین عقل * گرچہ اینجا او گزند جان بود * چون بدانجا رسد درمان بود *

آب در غورہ ترش باشد ولیک ❊ چون بانگورے رسد شیرین و نیک ❊ باز در خم میشود تلخ و حرام ❊ در مقام سرکگے
نعم الادام ❊ اینچنین باشد تفاوت در امور ❊ مرد کامل این شناسد در ظہور ❊ المعنی تصاریف بدل جانے اور
گذر جانے والی چیزین مطر بفتحتین باران غورہ بوا و مجہول انگور خام ترش ادام بکسر ہندی سالن آن اشعار مین مقامات
متضاد کا بیان ہی کہ کامل کو انواع اقسام کے مقامات پیش آتے ہین کسی مقام پر تو زہر مار زہر ہی اور کہین اُسکے تصریفات سے
وہی زہر خوشگوار ہی کہین زہر زہر ہی اور کسی مقام پر دوا کسی جگہ کفر کفر ہی اور کسی جگہ روا کہین خار خار کہین وہ خار گل کسی
مقام پر سرکہ ہی کسی جگہ شراب ہی کوئی مقام خوف کا ہی کوئی رجا کا کوئی مقام منع کا ہی کوئی عطا کا کوئی جگہ فقر کی ہی
کوئی غنا کی کوئی جگہ قہر کی کوئی خوشنودی کی کہین مقام جور کا ہی کہین وفا کا کہین بخل کا کہین سخا کا کسی مقام پر عیب
عیب ہی کسی مقام پر ہنر اور کسی مقام پر سنگ ہی کسی مقام پر گہر کسی جگہ درد کسی جگہ صفا کسی جگہ خاک اور کسی جگہ کیمیا کبھی
حنظل ہی کبھی شکر کبھی خشکی کبھی مطر کسی ٹھکانے ظلم کہین محض عدل کہین جہل کہین عین عقل اگرچہ ایک مقام پر ایک
شی گزندہ جان کی ہوتی ہی وہی دوسرے مقام پر علاج و درمان ہو جاتی ہی جیسے کچے انگور کا رس کھٹا ہوتا ہی لیکن جب
انگور کے مقام پر پہونچتا ہی شیرین اور خوب ہو جاتا ہی پس وہی رس پھر جب خم مین جاتا ہی تلخ و حرام ہو جاتا ہی
اور جب سرکہ کے مقام پر پہونچتا ہی تو اچھا خاصہ سالن ہی ایسے تفاوت امور کے اپنے اپنے مقامات پر بہت
ہوتے ہین مرد کامل ہر ایک کے ظہور کے وقت ہر ایک کو پہچانے اور سمجھے یہ وہی بات ہی شعر اگر درویش بر حالی
بماندی ❊ سر دست از دو عالم بر فشاندے ❊

درمعنی آنکہ جو کچھ ولی کامل کرے مرید کو نہین چاہیے کرنا کہ گستاخی ہی کہ حلوا طبیب کو نقصان
نہین کرتا مریض کو نقصان کرتا ہی اور جاڑا اور برف پکے انگور کو ضرر نہین پہونچاتا کچے کو
پہونچاتا ہی کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنے تا کہ بخشے اللہ تجکو تیرے گناہ
جو سابق ہوے اور لاحق یعنی اگلے پچھلے سب

قولہ گر ولے زہرے خورد نوشے بود ❊ ور خورد طالب تبہ ہوشے بود ❊ رب ہب لے از سلیمان آمدست ❊ کہ مدہ
غیر مرا زین ملک دست ❊ تو مکن بر غیر من این لطف و جود ❊ این حسد را ماند اما آن نبود ❊ نکتۂ لاینبغی میخوان
بجان ❊ سر من بعدے ز بخل آن مدان ❊ بلکہ اندر ملک دید او صد خطر ❊ مو بمو ملک جہان بد بیم سر ❊ بیم
سر با بیم سر با بیم دین ❊ امتحانے نیست مارا مثل این ❊ پس سلیمان ہمتے باید کہ او ❊ بگذرد با صد ہزاران رنگ
و بو ❊ با چنان قوت کہ او را بود ہم ❊ موج آن ملکش فروے بست دم ❊ خوان تو الکیک علے اگر بیتہ ❊ چون بماند
از ملک و تخت خود تہی ❊ چون بر و بنشست زین اندوہ گرد ❊ بر ہمہ شاہان عالم رحم کرد ❊ شد شفیع و گفت این
ملک و لوا ❊ باکمالی دہ کہ دادی مر مرا ❊ ہر کرا بدہی و بخشی از کرم ❊ او سلیمانست و آنکس ہم منم ❊ نبود او بعدی حلی باشد معی ❊

خود مدعی چہ بود منم بیدعی ✿ شرح این فرض ست گفتن لیک من ✿ باز میگردم بقصہ مرد وزن ✿ المعنی دست معنی
ظفر و نصرت مدعی دعوی کنندہ فرماتے ہین کہ اگر ولی زہر کھاے تو اُسکے لیے شہد و آبحیات ہوجاے اور اگر طالب
و مرید کھائے تو اُسکے ہوش بگڑ جائین یعنے اسکو اُسکی برابری نہین کرنا چاہیے حضرت سلیمان نے رَبِّ ھَبْ لِیْ
کہا کہ میرے سوا اورکو اس ملک پر فتح و ظفر مت دے چنانچہ قرآن مجید مین یہ قول اُنکی طرف سے ہی رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا
لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ ای رب میرے ایسا ملک مجکو دے کہ سوا میرے کوئی اُسکے لائق نہو تو یہ لطف وجود مجھپر کر میرے
غیر پر مت کر فرماتے ہین اگرچہ یہ بات مشابہ بحسد ہی لیکن حسد نہین تھا تو نکتہ لاینبغی کو ہوش سے پڑھ اور پھر بعید
من بعدی کو بخل سے مت جان بلکہ یہ اس سبب سے کہا کہ ملک مین اُنھون نے سیکڑون خطرے دیکھے کہ اس
ملک جہان کے بال بال مین بیم سر ہی اور بیم سر مین تینون داخل ہین سر اور بھید آلہی اور دین مستقیم دیکھیے ان
سب کی محافظت رکھتا ہی یا نہین ہمکو امتحان ان باتون کا نہین ہی بس ایسے ویسے طالب کا کام نہین ہی کوئی
سلیمان ہمت ہو کہ وہ لاکھون رنگ و بو کے ساتھ اس ملک کو بسر کرے اور سنبھالے رہے یہ ایسا سہل کام
نہین دیکھو تو حضرت سلیمان باوصف ایسی قوت کے کہ اُنکو حاصل تھی خود اُنکا اُس ملک نے کیسا دم بند کیا
جو معلوم ہی کہ اب تو آیت اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا کو پڑھ اور کیسے اپنے ملک و تخت سے خالی رہے تھے معنی
آیت کے ڈالا ہمنے اُسکے تخت پر ایک ٹکڑا دھڑ کا تشریح اسکی یہ کہ جب لشکر والے حضرت سلیمان کے
جہاد مین کمی کرنے لگے آپ نے دل مین خیال کیا کہ میری ستر عورتین ہین ایک رات مین سب کے پاس جاؤن
سب حاملہ ہون اور زمان معہود پر سب کے لڑکے ہون تو ستر ہون جہاد مین خوب مدد ہوجاے اور زبان سے
انشاء اللہ نہ کہا گو دل سے تو تصدیق تھی اسی کے نتیجہ مین یہ ہوا کہ سوا ایک کے کوئی حاملہ نہوئی اور وہ بھی نصف دھڑ
کا بچہ جنی اُسکو اُنکے تخت پر لیجا کے ڈال دیا اور تاکید انشاء اللہ زبانی کہنے کی ہوئی پھر اُنھون نے توبہ کی
اور ملک و تخت جو اُنسے خالی ہوا اُسکی یہ صورت ہوئی کہ اُنکی عورتون مین ایک عورت خفیہ بت پرست تھی
اللہ تعالی کی آزمائش اُنپر آئی صخر جنی نے اُنکی صورت بنکے انگوٹھی اُنکی جسکے تابع سب جن و پری اور وحش و
طیر تھے اُنکی عورت سے لیکے پہن لی سب اُسکے تابع ہوگئے آخر آصف بن برخیا نے جب قرآن یعنے زبور اُس
جن کے آگے پڑھی ایسا گھبرا کے بھاگا کہ راہ مین انگوٹھی نکل کے دریا مین گری اتفاقاً ایک مچھلی نے نگل لی اور
حضرت سلیمان کا یہ حال ہوا کہ یہ اپنی ذلت و خواری کا سامنا دیکھ کے بھاگے اور ایک شہر مین بیٹھا رہے گھر
تخت مزدوری پر رہے ایک مچھلی وہ انکو دیتا تھا بعد چندے ایک مچھلی جو انکو دی اُسکے پیٹ مین وہ انگوٹھی
نکل آئی پھر بدستور اپنے حال پر ہوگئے بس اسی اندوہ کا غبار اُنپر بیٹھا تھا جو اُنھون نے اپنی کیفیت دیکھ کے
اور بادشاہون پر رحم کیا کہ شاید ایسا ملک پائین اور میری طرح آزمائش مین پڑین اسواسطے لا ینبغی لاحد

من بعدی کہا اور سب پادشاہون کے سفارشی ہوکر کہا کہ میرا ایسا ملک وہ چھنڈا اگر کسی کو دے تو میرا ایسا کمال بھی اسکو
دے جو تونے مجکو دیا ہی کہ متحمل آزمائش کا بھی ہوسکے آور تواپنے کرم سے ایسا ملک باکمال جسکو دے اور بخشے تو وہ
شخص سلیمان ہی اور وہ مین ہی ہون تو وہ زمرہ بعدی سے نہوگا بلکہ مَعِیُ سے اور خود مَعِیُ کیا چیز ہی جسمین مغائرت ہی نہین
خاص مین ہی ہون اوراس قول کا میرے کوئی مدعی نہین ہوسکتا جیسے شارحین نے اعتراض و توجیہین لکھی ہین میری
دانست مین اعتراض و توجیہ کی کیا بات ہی اسمین تو مبالغہ کمال اتحاد و الحاق اپنی صفات کا اُس شخص مین فرماتے ہین
کہ جسمین میری صفات ہین وہ مین ہی ہون بدون قید مَعِیُ کے اور جو میری صفات پر نہین اُسکے لیے قید بعدی
کی ہی نہ کہ مطلقاً کسی کو نہ ملے آپ مولانا رح فرماتے ہین کہ اس بات کی شرح کہنا فرض ہی لیکن مین قصہ اعرابی کیطرف
پھر لوٹتا ہون اوراُن دونون عورت و مرد کا بیان کرتا ہون

خلاصہ ماجرای اعرابی اوراُس کے جفت کا

قولہ ماجرائے مرد و زن را مخلصی * بازمی جوید درون مخلصی * ماجرائے مرد و زن اُفتاد نقل * این مثال نفس خود
میدان و عقل * این زن و مردی کہ نفس ست و خرد * نیک پابست ست بہر نیک و بد * وین دو پابستہ درین
خاکی سرا * روز و شب در جنگ و اندر ماجرا * زن ہمیخواہد حویج خانقاہ * یعنے آب رو و نان و خوان و جاہ *
نفس ہمچون زن پے چارہ گری * گاہ خاکی گاہ جوید سروری * عقل خود زین فکرہا آگاہ نیست * در دماغش
جز غم اللہ نیست * گرچہ سر قصہ این دانہ است و دام * صورت قصہ شنو اکنون تمام * گر بیان معنوی کافی شدی *
خلق و عالم عاطل و باطل شدی * گر محبت فکرت معنیستے * صورت صوم و نمازت نیستی * ہدیہا ے دوستان
بایکدگر * نیست اندر دوستی الا صور * تا گواہی دادہ باشد ہدیہا * بر محبتہاے مضمر در خفا * زانکہ احسانہاے
ظاہر شاہد اند * بر محبتہاے سراے ارجمند * شاہدت گہ راست باشد گہ دروغ * مست گاہی از مے و گاہی ز دوغ *
دوغ خوردہ مستی پیدا کند * ہاے ہوے و سرگرانیہا کند * آن مرائی در صلوٰة و در صیام * مینماید جد و جہدے
بس تمام * تا گمان آید کہ او مست ولاست * چون حقیقت بنگری غرق ریاست * المعنی مخلصی خلاصی و جاے
خلاص اور یہ لفظ بالفتح ظرف و بالضم مصدر میمی ہی آور بالضم اور کسر لام اسم فاعل خلاص کنندہ و بالفتح لام اخلاص کردہ شدہ
را قائم مقام اضافت ارجمند بجیم موقوف مرد لائق ولا بکسر دوستی و محبت و نزدیکی ماجرا سرگذشت حویج بروزن لبیر
تصغیر حاجت اور یہ تصغیر تحقیر کی ہی یعنے ایک مخلص کا دل پھر طالب وجویان اس بات کا ہی کہ مرد و زن کے
مخلص کو بیان کرون کہ کون موقع اُنسے رہائی کا ہی یہ جو ہم کہتے ہین کہ ماجرا مرد و زن کا یہ تو ایک نقل ہی کہ کسی اسم
کو کسی مسمے پر لیگئے اصل مثال تو اپنے نفس و خرد کو سمجھ کہ مرد و زن ان دونون سے مراد ہی بس یہ دونون مرد و زن
کہ نفس و خرد ہین اچھے مقید کیے ہین کہ انھین دونون سے بنیاد نیک و بد کی ہی اور دونون اس سراے خاکی خواہ دنیا

خواہ وجود انسان مین پابستہ ہین اور رات دن ایک جنگ اور ایک سرگذشت مین ہین عورت تو مرد سے حاجتین گھر کی چاہتی ہی یعنے آبرو اور روٹی اور خوان طعام اور مرتبہ آور وہ عورت ہمچو زن نفس ہی اور زن اسکو اس سبب سے کہا کہ قرآن شریف مین اسپر اطلاق تانیث کا ہی جیسے نفس امارہ اور لوامہ و مطمئنہ و ملہمہ بتا ہلے تانیث یہ تو اپنی تدبیرون مین رہتا ہی کبھی خاکی بنتا ہی کبھی سرداری ڈھونڈھتا ہی لیکن عقل ان فکرون سے خبردار نہین ہی اُسکے دماغ مین سوا اللہ کے اور کسی بات کا غم نہین وہ صرف اللہ ہی کو جانتی ہی اگرچہ بجید اس قصہ کا دانہ اور دام ہی یعنے اصل مطلب یہی کہ سب اس دانہ و دام مین پھنسے ہین لیکن اب پوری پوری صورت قصہ کی سنو کہ معنی کے باتون کا اگر پورا پورا بیان کیا جاتا تو ساری مخلوق اور تمام عالم اُنکو سُنکے بیکار و باطل ہوجاتا اور سلسلہ دنیا کا بگڑ جاتا شعر مابعد مین استفہام اقراری ہی کہ اگر محب فکر معنی کا ہی تو کیا تو صورت اپنے صوم و صلوۃ کی نہین ہی ضرور ہی آور یہ صوم و صلوۃ ایسے ہین جیسے دوست ایک دوسرے کو تحفے بھیجتے ہین یہ معنی کے تحفے ہین اور تحفون کی ضرور کوئی صورت ہوتی ہی صورت سے خالی نہین ہوتا تا یہ تحفے محبتون دلی پر جو پوشیدہ ہین گواہی دین اس سبب سے کہ ظاہر کے احسان ای ارجمند پوشیدہ محبتون پر شاہد ہین اب اس مین ایک بات یہ بیشک ہی کہ شاہد تیرا کبھی سچا ہوتا ہی کبھی جھوٹا کبھی شراب سے مست ہوتا ہی کبھی مٹھے سے یعنے کبھی وہ با اخلاص ہی کبھی بے اخلاص جیسے مٹھا پی لیا اور مست بن گئے ہاے ہوا اور مستیان ظاہر کرنے لگے چنانچہ ریاکار صوم و صلوۃ مین بڑی جد وجہد پوری پوری کرتے ہین تا لوگ گمان کرین کہ مست محبت کے ہین اور جو بحقیقت غور کرو تو ریا مین ڈوبے ہوے ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین گر محبت فکرت و معنیستے یہ مصرعہ یون لکھا ہی مین نے اسکو یون ٹھیک سمجھا ہی گر محب فکرت معنیستے اسواسطے کہ شرح مین غلطیان کتابت کی اکثر دیکھنے مین آئین میرا اعتقاد اُسپر نہین رہا ہاے ہوے کو ہا ہووے لکھا ہی غرق کو عرق قولہ حاصل افعال برونے رہبرست ٭ تا نشان باشد برانچہ مضمرست ٭ راہبر گہ حق بود گاہی غلط ٭ گہ گزیدہ باشد و گاہے سقط ٭ شاہد صادق اثر دار دبسے ٭ لیکہ آنرا کے شناسد ہرکسے ٭ یا رب آن تمیز دہ مارا بخواست ٭ تا شناسیم این نشان کژ زراست ٭ حس را تمیز دانی چون شود ٭ زانکہ حس بینظر بنور اللہ بود ٭ ور اثر نبود سبب ہم مظہرست ٭ ہمچو خویشی کز محبت مخبرست ٭ نبود آنکہ نور حقش شد امام ٭ مر اثر را یا سببہا را غلام ٭ چونکہ نور اللہ درآمد در مشام ٭ مر اثر را ہیچکس نبود غلام ٭ تا محبت در درون شعلہ زند ٭ زفت گردد وز اثر فارغ کند ٭ حاجتش نبود پی اعلام مہر ٭ چون محبت نور خود زد بر سپہر ٭ ہست تفصیلات تا گردد تمام ٭ این سخن لیکن مجو تو والسلام ٭ گرچہ شد معنی درین صورت پدید ٭ صورت از معنی قریبست و بعید ٭ در دلالت ہمچو آبند و درخت ٭ چون بماہیت روی دور ند سخت ٭ دانمین کز خاک و آب و آفتاب ٭ چون درختے گشت عالی در شباب ٭ ور بماہیت بگردانی نظر ٭ دور دورند اینہمہ

از یکدگر * ترک ماہیات و خاصیات گو * شرح کن احوال آن دو رزق جو * المعنی سقط دراصل بمعنی غلط و خطا کے ہی مجازاً بد مشام بفتح دماغ زفت محکم و استوار ماہیت کسی چیز کی حقیقت بتا یُد سابق فرماتے ہین کہ افعال برونی و ظاہری سے جو حاصل ہوتا ہی وہی رہبر نشان مافی الضمیر کا ہوتا ہی کہ اسکے دل مین یہ ہی اور یہ راہبر کبھی حق ہوتا ہی کبھی غلط کبھی پسندیدہ کبھی بد البتہ شاہد صادق کے اثر بہت ہوتے ہین لیکن اُنکو ہر کوئی پہچان تو نہین سکتا شعر آیندہ مین دعا ہی کہتے ہین کہ ای پروردگار ہمارے ہم تجھسے مانگتے ہین تو وہ تمیز ہمکو عطا کر جس سے ہم اس نشان کژ کو راست سے پہچان لین تو جانتا ہی کہ حس کو تمیز بذات خود کیسے ہو اس سبب سے کہ حس خود نور اللہ کو تکتی ہی مجکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ الحس ینظر بنور اللہ یا کوئی حدیث ہی یا کوئی قول ہی اور جو اثر نہین ہوتے تو سبب مظہر ہوتے ہین جو افعال ہین خواہ ریائی خواہ غیر ریائی جیسے خویشی و بیگانگی کہ محبت سے خبر دیتی ہی مگر ہان جسکا امام و پیشوا نور حق کا ہی وہ اثر اور سبب کا غلام و مطیع نہین ہوتا اس نور اللہ کے ہوتے کہ جسکے دماغ مین بھر جاے ظاہر کہ وہ اثر کا کیون غلام ہوگا کہ محبت دل مین اثر کرے اور شعلہ زن ہو اور استوار ہو کے اثر سے فارغ کر دے اسکو حاجت کسی کے اعلام محبت کی کیون ہوگی جب اسکی محبت کا خود نور آسمان پر پہونچ گیا فرماتے ہین کہ اسمین بہت تفصیلین ہین اگر وہ بیان کی جائین تب سخن تمام ہو لیکن تو ان کو ڈھونڈھ مین تو سلام کرتا ہون اگرچہ جو کہا گیا کہ اسی صورت مین معنی ظاہر ہین لیکن تاہم صورت معنی سے قریب بھی ہی اور بعید بھی اور دونون ایسے ہین جیسے دلالت آب و درخت کی کہ درخت آب ہی سے جتنا بڑھتا ہی آب اسمین ایسا آمیختہ ہوتا ہی لیکن جو ماہیت کو آب و درخت کی دیکھو تو دونون نہایت دور ہین دانہ کو دیکھ کہ آب و خاک و آفتاب سے کیسا درخت عالی جوانی کے وقت مین ہوتا ہی اور جب انکی ماہیت کی طرف نظر کیجے تو تینون ایک دوسرے سے دور دور ہین اب تو بیان ان ماہیات و خاصیات کا ترک کر اور اُن دونون رزق جو کی جو اعرابی ہی اور اُسکی عورت شرح کر الخلاف شرح مین ور اثر کو دراثر اور مراثر کو سین سے اور بجاے عالی درشتاب کے عالم ورشتاب

راضی ہونا اعرابی کا عورت کی التماس پر اور مبالغہ کرنا کہ مجکو اس تسلیم مین کوئی حیلہ اور امتحان نہین ہی

قولہ مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف * حکم داری تیغ برکش از غلاف * ہرچہ گوئی مر ترا فرمانبرم * در بد و نیک آید او در انگرم * در وجود تو شوم من منعدم * چون محبم حب یُعمی و یُصم * گفت زن آہنگ برم میکنی * یا بحیلت کشف سرم میکنی * گفت واللہ عالم السر الخفی * کافرید از خاک آدم را صفی * در سہ گز قالب کہ دادش وانمود * ہرچہ در الواح و در ارواح بود * یاد دادش لوح محفوظ وجود * تا بدانست آنچہ در الواح بود *

تا ابد ہرچہ کہ از پس بود وپیش ✤ درس کرد از علّم الاسماے خویش ✤ تا ملک بیخود شد از تدریس او ✤ قدس دیگر یافت از تقدیس او ✤ آن کشادشان کز آدم رو نمود ✤ در کشاد آسمانہاشان نبود ✤ در فضائی عرصہ آن پاک جان ✤ تنگ آمد عرصہ ہفت آسمان ✤ گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ✤ من نگنجم ہیچ در بالا وپست ✤ در زمین وآسمان و عرش نیز ✤ من نگنجم این یقین دان ای عزیز ✤ در دل مومن بگنجم ای عجب ✤ گر مرا جوئی دران دلہا طلب ✤ گفت فَادْخُلْ فِي عِبَادِي تَلْتَقِيْ ✤ جَنَّةً مِنْ رُؤْيَتِيْ يَا مُتَّقِيْ ✤ عرش با آن نور با پہناے خویش ✤ چون بدید اورا برفت از جاے خویش ✤ المعنی تر بالکسر وتشدید را نکوئی واحسان صفی برگزیدہ الواح جمع تختہ چوبی یاسی وعاجی فرماتے ہین اعرابی نے عورت سے کہا اب سارا جھگڑا اور خلاف مین نے چھوڑا حکم تیرے واسطے ہی ابھی تیغ میان سے کھینچ اور مجکو مار ڈال تو جو کچھ کہے مین تیرا فرمانبردار ہون چاہے نیک کر چاہے بد مین کسی کی طرف دیکھونگا بھی نہین آب مین تیرے وجود مین آپ کو معدوم کر دونگا اسواسطے کہ جب تو میری محب ہی اور الحب یعمی ویصم کہا ہی یعنے محبت اندھا بہرا کر دیتی ہی تو پھر تیرے نیک وبد کو مین کیسے ٹوکونگا اور دیکھونگا عورت نے کہا کہ ان باتون سے ارادہ احسان ونیکی کا ہی یا تو اس حیلے سے میرے دل کا بھید لیتا ہی مرد نے کہا قسم ہی اللہ کی جو جاننے والا اسرار پوشیدہ اور خفی کا ہی اور جسنے خاک سے آدم کو چیدہ اور برگزیدہ پیدا کیا آیندہ اشعار بیچ صفات خدا تعالے کے مین ہین اور وہ اللہ جس نے تین گز کا قالب آدم کو دیا اور اس اتنے سے قالب مین جو کچھ الواح مین کہ آسمان ہین تھا یا جو کچھ ارواح مین تھا سب ظاہر کر دیا اور سارے عالم وجود کی لوح محفوظ اُس کو یاد کرا دی جو کچھ الواح مین تھا سب اُس نے جان لیا اور جو کچھ کہ ابد تک ہی کہ منجملہ اسکے جو پہلے وجود آدم سے ہو چکا تھا وہ اور جو بعد کو ہونے والا تھا سب کے اسم ونام پڑھا دیے چنانچہ قرآن مین ہی وعلّم آدم الاسماء کلہا سکھائے اُس نے آدم کو جملہ چیزون کے نام تو ہنگام عرض ملائک کے جو آدم نے نام اشیا کے ملائک سے پوچھے جملہ ان کے سبق سے حیران رہگئے اور ان کی تدریس سے بیخود ہوے اور انکی تقدیس سے دوسرا قدس انکو حاصل ہوا جیساکہ فرمایا ہی ثم عرضہم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ہولاء ان کنتم صادقین پھر پیش کیا خدا نے اُن چیزون کو فرشتون پر کہ تم ان چیزون کے اگر اپنی بات مین سچے ہو تو مجکو نام بتاؤ اور بات وہی جو فرشتون نے کہا تھا کہ تو ایسے کو خلیفہ کرنا چاہتا ہی جو زمین مین فساد اُٹھائینگے اور خونریزی کرینگے پس جو کشاد کہ آدم سے فرشتون کو حاصل ہوئی انکے آسمانون مین نہ تھی اور آدم کی جان پاک کے میدان کو ایسی فضا بخشی اور کشاد عطا کی جسپر میدان ہفت آسمان کا تنگ ہوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہی کہ مین فراز زمین وآسمان مین نہین سماتا ہون اور زمین آسمان ہی فقط نہین بلکہ عرش بھی پس ای عزیز اس بات کو تو یقین جان لے لیکن تعجب

مجکو یہ ہی کہ مومن کے ذراسے دل مین سما جاتا ہون اگر مجکو ڈھونڈھے تو ان دلون مین ڈھونڈھا آور فرمایا کہ تو میرے
خاص بندون مین داخل ہو ضرور دیکھے گا ایک جنت میری دیدار سے ای متقی جیساکہ فرمایا فادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی شعر مولانا رح مین اقتباس اسی آیت سے ہی اور جو آیت مین فادخلی وادخلی صیغ مؤنث کے ہین وہ
برعایت نفس مطمئنہ کے ہین اور شعر مین ادخل صیغۂ مذکر برعایت محل عرش نے باوصف اپنے نور و چوڑائی
کے جو اُسکو دیکھا تو اپنے آپ سے باہر ہو گئے الخلاف شرح بحر العلوم مین عالم السر و اخفی بزیادت واو لکھا ہی
اور شان نبود کو ہنود قولہ خود بزرگی عرش باشد بس پدید ✤ لیک صورت کیست چون معنی رسید ✤ ہر ملک
میگفت مارا پیش ازین ✤ الفتے میبود بر روے زمین ✤ تخم خدمت در زمین میکاشتیم ✤ زین تعلق ما عجب
میداشتیم ✤ کین تعلق چیست با این خاک مان ✤ چون سرشت ما بدست از آسمان ✤ الف ما انوار با ظلمات
چیست ✤ چون تواند نور با ظلمات زیست ✤ آدما این الف از بوے تو بود ✤ زانکہ جسمت را زمین بد تا ر و پود ✤
جسم خاکت را ازینجا بافتند ✤ نور پاکت را درینجا تافتند ✤ اینکہ جان ما ز نورت یافتست ✤ پیش پیش از خاک
آن بر تافتست ✤ در زمین بودیم و غافل از زمین ✤ غافل از گنجے کہ در وے بد دفین ✤ چون سفر فرمود مارا زان
مقام ✤ تلخ شد مارا ازان تحویل کام ✤ تاکہ حجتہا ہمیگفتیم ما ✤ کہ بجاے ما کہ آید ای خدا ✤ نور این تسبیح و این تہلیل
ما ✤ میفروشی بہر قال و قیل را ✤ حلم حق گسترد بہر ما بساط ✤ کہ بگوئید از طریق انبساط ✤ ہرچہ آید بر زبان تان بیحذر ✤
ہمچو طفلان یگانہ با پدر ✤ ما ہمیدانیم خود راز شما ✤ لیک میجوئیم آواز شما ✤ المعنی الف بالکسر خوگری و دوستی
تحویل پھرنا پھرانا تسبیح سبحان اللہ کہنا تہلیل لا الہ الا اللہ کہنا بتائید صدر فرماتے ہین کہ بزرگی عرش کی خود
ظاہر ہی جسکی صفت مین مجید آیا ہی لیکن معنی کے ہوتے صورت کو کون پوچھتا ہی آیندہ کیفیت ملائک کی مذکور
ہی کہ ہر فرشتہ کہتا تھا کہ قبل اس سے ہمکو زمین سے نہایت الفت تھی ہم خدا تعالی کی بندگی کا تخم زمین
مین بوتے تھے اور جو ہمارے دل کو ایک تعلق زمین سے تھا یعنے زمین پر دل لگتا تھا اس سے حیران و متعجب
تھے کہ ہماری سرشت تو آسمان سے ہوئی پھر ہماری دل لگی خاک سے کیون ہی ہمارے انوار کو الفت ظلمات
سے کیون ہی اور نوری ظلمت مین جو تیرہ خاک ہی کیسے زیست کر سکتا ہی اب ای آدم معلوم ہوا کہ یہ الفت تیری
بو سے تھی اس سبب سے کہ تیرے جسم کا تانا بانا زمین سے تھا تیرے جسم خاکی کو یہین سے بنا اور تیرے نور
کو بھی یہین چمکایا فاعل دونون فعل کے قضا و قدر آور جو یہ ہماری جانون نے تیرے نور سے نور پایا ہی بہت
ہی بہت سب خاک سے چمکا ہی ہم زمین مین تھے اور زمین سے غافل نہین جانتے تھے کہ ایسا بڑا خزانہ
زمین مین دبا ہی جب ہمکو اُس مقام یعنے زمین سے سفر کا حکم ہوا موافق اس آیت کے انی جاعل فی
الارض خلیفہ یعنی یہ کہ ای فرشتو تم زمین کو چھوڑ دو ہم اسمین اپنا ایک خلیفہ کرینگے تو ہمکو اس جگہ بدلجانے سے

بڑی تلخکامی ہوئی یہانتک کہ ہم بڑی محنتین کرتے رہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہی قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا
ویسفک الدماء فرشتون نے کہا کیا کرے گا تو زمین مین خلیفہ ایسے کو جو اُسمین فساد اُٹھائے اور خونریزی کرے
اور کہتے تھے کہ ای خداوند کریم کون ہماری جگہ آئیگا ہماری تسبیح و تہلیل کے نور کو جیسا کہ کہا ونحن نسبح بحمدک و
نقدس لک یعنے ہم تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہین قال وقیل کے ساتھ پہنچتا ہی اللہ تعالےٰ کے علم نے کہ ہمارے دل سے
واقف تھا ہماری عرض معروض کا بساط فراخ بچھادیا تھا بمقتضاے انبساط کہ جو تمھارا دل چاہے اور جو تمھاری زبان
پر گذرے کہو ہم تمھاری بات سنینگے جیسے ہلے ہوے بچے باپ سے کہتے ہین اگرچہ ہم تمھارا بھید خوب جانے ہوے
ہین لیکن تمھاری آواز ڈھونڈھتے ہین یعنے زبان سے کہلانا **قولہ** زانکہ این دمہا بسے نالائق ست ✤ رحمت من
بر غضب ہم سابق ست ✤ از پے اظہار این سبق ای ملک ✤ در تو نہم داعیہ اشکال شک ✤ تا بگوئی و نگیرم بر تو من ✤
منکر حلمم نیارد دم زدن ✤ صد پدر صد ما در اندر حلم ما ✤ ہر نفس زائد در افتد در فنا ✤ حلم ایشان کف بحر حلم ماست ✤
کف رود آید ولے دریا بجاست ✤ خود چگویم پیش آن در این صدف ✤ نیست الا کف کف کف ✤ حق این
کف حق آن دریاے صاف ✤ کامتحانے نیست این گفت و نہ لاف ✤ از سر مہر و وفا ہست و خضوع ✤ حق آنکس
کہ بدو دارم رجوع ✤ گر بہ پیشت امتحانست این ہوس ✤ امتحان را امتحان کن یک نفس ✤ سرمپوشان تا پدید
آید سرم ✤ امر کن تا ہرچہ بروی قادرم ✤ دل مپوشان تا پدید آید دلم ✤ تا قبول آرد ہر انچہ قابلم ✤ چون کنم در دست من
چہ چارہ است ✤ درنگر تا جان من چہ کارہ است ✤ المعنی دم نفس و فریب ولاف سبق بالفتح آگے چلنا اور دوسرون
سے بڑھ جانا داعیہ خواہش و ارادہ کف بفتح و تشدید فا ہندی جھاگ جیسے کف دریا و کف صابون خدا تعالےٰ
نے فرمایا اس سبب سے تمکو رخصت کہنے کی دیجاتی ہی کہ تمھارے دم نہایت نالائق ہین یعنے فساد اور سفک
دم اور دعوی تسبیح ولاف تقدیس جو قابل عتاب و غضب کے ہین لیکن رحمت ہمارے غضب پر سابق ہی
غضب قدم رکھنے نہین پاتا کہ یہ اُس سے آگے قدم بڑھا کے رکھ دیتی ہی اسے فرشتہ تو نے جو اظہار اس سبق کا
کیا ہی اور اورون سے آگے بڑھ کے چلا ہی مین تجھ مین اشکال شک کی خواہش رکھتا ہون یعنے ٹھہراتا ہون کہ
معذور تھا شک کی اشکال پیدا ہوئین اس سبب سے کہ اُٹھا تو تو کہے اور مین تجھپر گرفت نکرون اور جو منکر میرے
حلم کے ہین دم نہ مار سکین ہمارا وہ حلم ہی کہ سیکڑون باپ اور سیکڑون مان ہر دم اسمین پیدا ہوتی ہین اور فنا
ہوتی ہین کہ جنسے زیادہ دنیا مین کوئی شفیق و حلیم نہین سو انکی یہ کیفیت ہمارے جو حلم کا دریا ہی انکا حلم اس دریا
کی جھاگ ہین جو دریا مین آتی جاتی رہتی ہین مگر دریا قائم رہتا ہی آب مولانا رح فرماتے ہین مین اُسکے حلم کے سامنے
کہا کسی کے حلم کا نام لون کہان در کہان صدف بس جو کہونگا تو یہی کہون گا جھاگ کی جھاگ کی جھاگ کا
جھاگ سوا اسکے کچھ نہین یہانتک ذکر حضرت آدم اور ملائکہ کا تھا اب پھر وہ اعرابی اپنی عورت کے سامنے

قسم کھا کے کہتا ہی کہ قسم ہی اس کف یعنے حلم حلیمون اور اُس دریاے صاف کی جو علم خدا تعالے کا ہی کہ میری یہ بات نہ امتحان تیرا ہی نہ میری شیخی بمقتضاے مہر و وفا اور عجز و زاری کے ہی قسم ہی اُسکی کہ جسکی طرف مین رجوع ہو رہا ہون اگر تیرے نزدیک یہ بات ہی کہ مین تیرا امتحان کرتا ہون اپنی ہوس سے تو تو دم بھر میرے امتحان کا امتحان کرے اپنا بھید مجھسے مت چھپائے تو میرا بھید تجھپر کھلجائے مجھسے اُس بات کو کہ جسپر مین قادر ہون دیکھ تو کرتا ہون کہ نہین تو اپنا دل مجھسے مت چورائے تو میرا دل بھی کھلے اور جس چیز کے قابل ہی قبول کرے مین کیا کرون میرے اختیار مین کوئی بات نہین ہی نہ مجکو کچھ بن آتا ہی تو میری جان کو تو دیکھ یہ کس کام کی ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی **الخلاف** اندر علم ما کو علم ما اور ولی دریا کی جگہ دل دریا شرح بحر العلوم مین غلط لکھا ہی

مقرر کرنا عورت کا طریق تلاش روزی اور مان لینا شوہر کا

قولہ گفت زن تک آفتابی تافتست ✤ عالمے زو روشنائی یافتست ✤ نائب رحمٰن خلیفہ کردگار ✤ شہر بغداد است ازوے نوبہار ✤ گر بپیوندی بدان شہ شہ شوی ✤ سوے ہر ادبار تا کے میروی ✤ دوستی مقبلان چون کیمیاست ✤ چون نظر شان کیمیاے خود کجاست ✤ چشم احمد برابو بکرے زدہ ✤ او زیک تصدیق صدیق شدہ ✤ گفت من شہ را پذیرا چون شوم ✤ بے بہانہ سوے او من چون روم ✤ نسبتے باید مرا یا حیلتے ✤ ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے ✤ ہمچو مجنونیکہ بشنید از یکے ✤ کہ مرض آمد بہ لیلے اندکے ✤ گفت آہ بے بہانہ چون روم ✤ ور بمانم از عیادت چون شوم ✤ لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا ✤ کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلٰی سَابِقًا ✤ قُلْ تَعَالَوْا گفت حق ما را بدان ✤ تا بود شرم اشکنی ما را نشان ✤ شپران را گر نظر آلت بدے ✤ روز شان جولان و خوشحالت بدے ✤ گفت چون شاہ کرم میدان رود ✤ عین ہر بے آلتی آلت شود ✤ زانکہ آلت دعویست و ہستیست ✤ کار در بے آلتی و پستیست ✤ گفت کے بے آلتی سودا کنم ✤ تا نہ من بے آلتی پیدا کنم ✤ پس گواہی بایدم بر مفلسی ✤ شہ رحمے کند در مطلبی ✤ تو گواہی غیر گفت و گو و رنگ ✤ وانما تا رحم آرد شاہ شنگ ✤ کین گواہی کہ ز گفت و رنگ بد ✤ نزد آن قاضی القضاۃ الجرح شد ✤ پس گواہی زاندرون می بایدم ✤ نی گواہی از برون می بایدم ✤ صدق مے باید گواہ حال او ✤ تا بتابد نور او بے قال او ✤ المعنی پذیرا مقبول کے معنی مین بھی ہی آوہ بمعنی آہ عیادت بکسر بیمار پرسی قاضی القضاۃ قاضی قاضیان جرح بالضم ریش و زخم فرماتے ہین کہ عورت نے مرد سے کہا ے آفتاب نکلا اور جہان جو تیرہ و تاریک ہو رہا تھا روشن ہو گیا شہر بغداد مین ایک خلیفہ نائب خدا کا ہی جس سے بغداد گلزار و باغ بہار ہو رہا ہی اُس بادشاہ سے مل کہ تو بھی بادشاہ ہو جاے اس ادبار و بدبختی کے پیچھے کبتک پھریگا مقبلون کی دوستی مثل کیمیا کے ہی کہ ایکدم مین تانبے کو اعلیٰ بنا تی ہی اور انکی نظر جیسی کیمیا کہان ہی کہ جسپر پڑجاے کندن ہو جاے دیکھو ذرا آنکھ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی ابوبکر پر پڑی ایک ہی تصدیق مین تمام عالم مین صدیق ہو گئے اعرابی نے کہا کہ مین پادشاہ کے یہان مقبول
کیسے ہونگا بدون کسی حیلہ بہانہ کے اُسکے پاس کیسے جاؤن کسی حیلہ سے مجکو نسبت ہونا چاہیے بھلا کوئی پیشہ بھی
بے آلہ کے ٹھیک ہوا ہی جیسے مجنون کہ ایک شخص سے اسنے سنا کہ لیلی کچھ بیمار ہو گئی ہی کہا آہ بے بہانے کیسے جاؤن
اور جو عیادت سے رہجاؤن تو کیسا ناکارہ بنون کیا اچھا ہوتا کہ مین کوئی طبیب حاذق ہوتا کہ اس حیلے سے لیلی
کی طرف پر شوق ہو کے جاتا اسد تعالی نے بھی حضرت کو حکم کیا کہ تم انکو بلاؤ تا تمھارے بُلانے سے انکے ناخوانده
جانے کی شرم ٹوٹ جاے اور انکو ایک نشان ملجاے شپرہ کے پاس مثل اور پرندون کے آلہ نظر کا نہین لہذا
دن کو کونون مین گھستا پھرتا ہی اگر ہوتا تو یہ بھی اور پرندون کے مانند اڑتا پھرتا اور خوش حالت ہوتا عورت نے کہا
کہ جب پادشاہ میدان کرم مین جاتا ہی یعنے سخاوت کرنے پر آتا ہی تو کسی حیلہ آلہ کی حاجت نہین ہوتی بے آلتی
عین آلت ہو جاتی ہی تو فکر بے آلتی کی کیون کرتا ہی اس سبب سے آلت سے دعوی اور ہستی معلوم ہوتی ہی
کہ ہم بھی کچھ ہین اور معاملہ اچھا بے آلتی و پستی سے نکلتا ہی مرد نے کہا کہ ایسی بے آلتی کے خبط کا مین کب خریدار
ہوؤن اور اسکو اچھا جانون جبتک کہ اپنی بے آلتی اچھی طرح نہ پیدا کر لون پس اپنی مفلسی پر کوئی گواہ ضرور چاہیے
تو بادشاہ میری مفلسی پر رحم کرے آپ تو ہی بتا کہ سواے رنگ برنگ باتون کے اور کوئی گواہ بھی ہی کہ بادشاہ
شوخ وظریف جسکی گواہی سنکے رحم کرے نہ کہ ایسا گواہ جو گفت ورنگ یعنے مکر و فریب سے تھا قاضی القضاۃ کے
نزدیک جو بادشاہ ہی الجرح ہو گیا ای خاص جرح زخمی وریش جو مراد بگڑے ہوے گواہ سے ہی پس مجکو تو گواہ
اندرون سے چاہیے ہی نہ گواہ برون سے یعنے صدق درکار ہی کہ حال اندرون کا گواہ ہو تو نور اُسکا بدون اُسکی
گفتگو کے چمکے اختلاف شرح بحر العلوم مین شاد درکرم کو شاد کرم لکھا ہی اور گو گواہی کو تو گواہی شاہ سنگ مین لفظ
شاہ مکرر اور الجرح کو الجرج اور بتابد کو بتابید

تحفہ لیجانا اعرابی کا سبو آب باران کا بادیہ سے بغداد کو خلیفہ کے پاس اس گمان سے کہ وہان پانی کا قحط ہی

قولہ گفت زن صدق آن بود کز بود خویش ✤ پاک برخیزے تو با مجهود خویش ✤ آب باران ست مارا در سبو ✤
ملکت وسرمایہ واسباب تو ✤ این سبوے آب را بردار ورو ✤ ہدیہ سازو پیش شاہنشاہ شو ✤ گو کہ مارا غیر ازین
اسباب نیست ✤ در مفازه ہیچ بہ زین آب نیست ✤ گر خزانش پر زر در فاخرست ✤ اینچنین آبش نباشد نادرست ✤
چیست آن کوزه تن محصور ما ✤ اندران آب حواس شور ما ✤ ایخدا وند این خم و کوزه مرا ✤ در پذیر از فضل اللہ
اشتری ✤ کوزهٔ با پنج لولہ پنج حس ✤ پاک دار این آب را از ہر نجس ✤ تا شود زین کوزه منفذ سوے بحر ✤ تا بگیرد
کوزهٔ من خوے بحر ✤ تا چو ہدیہ پیش سلطانش بری ✤ پاک بیند باشدش شہ مشتری ✤ بے نہایت گردد آبش بعد از ان ✤

پر شود از کوزۂ تا صد جہان ٭ لولہا بر بند و پر دارش زخم ٭ گفت غضوا عن ہوا ابصارکم ٭ ریش او پر باد کین ہدیہ کراست ٭
لائق چو نان شہے اینست راست ٭ وان نمیدانست کانجا بر گذر ٭ ہست جاری دجلۂ ہمچون شکر ٭ در میان شہر
چون دریا روان ٭ پر ز کشتیہا و شست ماہیان ٭ رو ببر سلطان و کار و بار بین ٭ حسن تجری تحتہا الانہار بین ٭
ہمچنین حسہا و ادراکات ما ٭ قطرۂ باشد دران بحر صفا ٭ بازجو و باز بین و باز یاب ٭ ازکہ از مکن عندہٗ ام الکتاب ٭
المعنی مجہود استطاعت و قدرت کردہ شدہ و کوشش کردہ شدہ مفازہ بفتح و زاے معجمہ بیابان جس سے
سل گذر جائے تولہ بواو مجہول ہندی ٹونٹی ام الکتاب سورۂ الحمد و قرآن مجید و لوح محفوظ و عقل اول کہ مرتبۂ وحدت
کا ہی عورت نے کہا کہ صدق تو یہ ہی کہ اپنی بود سے یعنے جو کچھ تیرے پاس موجود ہی اُسمین سے کوئی پاک چیز اپنی
استطاعت والے کے پاس لیجا چنانچہ ایک گھڑا پانی مینہ کا گھڑے مین ہی اور تیری ملک اور تیرے سرمایہ اور تیرے
اسباب سے اُس گھڑے پانی کو اُٹھالے اور تحفہ کرکے شہنشاہ کے پاس لیجا اور کہہ کہ ہمارے پاس سوا اسکے کوئی
اسباب نہین ہی نہ ہمارے جنگل مین اس سے بہتر پانی اگرچہ خزانہ اُسکا در فاخرے بھرا ہی لیکن ایسا پانی اُسکے یہان
بھی نہوگا یہ ایسا نادر ہی گویا در خوش آب کی آب سے زیادہ آیندہ مقولات مولانا رح فرماتے ہین کوزہ کیا ہی یہ
تن محصور ہمارا ہی اور اسمین آب شور حواس کا بھرا ہی تس ای خدا وند اس میرے خم اور کوزہ کو اپنے فضل سے
قبول کر اور اسکا خریدار ہو جیسا کہ تو نے فرمایا ہی ان اللہ اشترے من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ
بیشک اللہ خریدتا ہی مومنون سے اُنکی جان اور اُنکے مال کو اس عوض مین کہ اُنکے لیے جنت ہی یہ ایک
کوزہ ہی کہ جسمین پانچ ٹونٹیان پنج حس کی ہین اس کے پانی کو ہر نجس سے پاک رکھ تو اسکی راہ وجریان
دریا کی طرف ہوا اور اُس دریا سے اسکی خوبی دریا کی سی ہو جائے اور جب تحفہ اعرابی کی طرح تو اُسکو سامنے
سلطان کے لیجائے تو اُسکی پاکی و طہارت دیکھ کے بادشاہ بھی خریدار ہووے اور جو بادشاہ خریدار ہو جائیگا تو پھر
اسمین بے نہایت پانی ہو جائیگا حتے کہ اُس ایک کوزہ سے سو جہان تک بھر جائینگے تو اُسکی ٹونٹیان بند کردے
اور خم سے بھرا رکھ جو عشق ہی جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہی قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک
ازکی لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون کہہ اے محمد مومنون کو کہ بند کرین آنکھین نامحرم سے اور محفوظ رکھین اپنی فرجون کو
محل حرام سے یہ بڑی پاک بات ہی اُنکے واسطے بیشک اللہ خبردار ہی اُس سے جو کچھ وہ کرتے ہین آیندہ پھر ذکر
اعرابی کی طرف رجوع فرمایا یعنے پانی لیکے چلنے کا قصد تو کیا لیکن ریش پر باد تھی اس بات سے کہ ایسا تحفہ
کسکے پاس ہی بیشک لایق ایسے ہی بادشاہ ہون کے ہی جیسا کہ بادشاہ بغداد کا ہی اور یہ نہین جانتا تھا کہ وہان
[illegible] جاری ہی جو مثل شکر کے شیرین ہی اور شہر مین نہرین اُسکی دریا کی طرح جاری ہین جنمین کشتیان
[illegible] مچھلیون کی جڑی ہوئی ہین ایسی عمیق و عریض ہین آب چل بادشاہ کے پاس وہان [illegible]

کہ جنت تجری من تحتہا الانہار کا کھل رہا ہی یعنے جنت ہو رہا ہی پھر مقولہ مولانا رح کا ہی کہ ایسے ہی ہمارے حس اور
ادراکات ایک قطرہ ہین اُس بحر صفا مین جیسے اعرابی کا گھڑا تھا اور دجلہ آب تو پھر ڈھونڈھ اور پھر دیکھ اور
پھر حاصل کر اور کس سے جسکے پاس ام الکتاب ہی کہ وہ خدا تعالے ہی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا علماے
دین الخلاف شرح بحر العلوم مین پاک بر چیزے کو پاک بر چیزی لکھا ہی اور تا صد جہان کو تا صد لوہا کو تو جہا
بر بندکو بر بندند

نمد مین سینا عورت کا سبو کو اور اُسپر مہر لگانا

قولہ مرد گفت ای زن سبو را سر بہ بند * بین کہ این ہدیہ است مارا سودمند * در نمد در دوز تو این کوزہ را *
تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را * کاینچنین اندر ہمہ آفاق نیست * جز رحیق و مایۂ اذواق نیست * زانکہ ایشان زا
بہاے تلخ و شور * دائما پر علتند و نیم کور * مرغ کاب شور باشد مسکنش * او چہ داند جاے آب روشنش *
ایکہ اندر چشمۂ شورست جات * تو چہ دانی شط و جیحون و فرات * ایکہ تو نارستہ زین فانی رباط * تو چہ دانی
صحو و سکر و انبساط * ور بدانی نقلت از آب وجدست * پیش تو این نامہا چون ابجدست * ابجد و ہوز چہ فاش
است و پدید * بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید * بس سبو برداشت آن مرد عرب * در سفر شد میکشیدش روز و شب *
بر سبو لرزان بد از آفات دہر * میکشیدش از بیابان تا بشہر * المعنی رحیق شراب خالص اذواق جمع ذوق شط
کنار دریا و جو و رود جیحون و فرات ہر دو نام دریا صحو بالفتح ہوشیاری از مستی اور پاک ہونا آب پدر جد پدید مرد نے
کہا ای عورت اس گھڑے کا سر بند کر دے دیکھ یہ تحفہ ہمارے واسطے نہایت سودمند ہی اسکو نمد مین سی دے تو
پادشاہ اس تحفہ سے روزہ کھولے روزہ کھولنا اس سبب سے کہا کہ گویا ایسے نفیس پانی سے ابتک اُسکا روزہ
تھا کبھی نہین پیا اس سبب سے کہ ایسا پانی تمام جہان مین نہین ہی یہ پانی رحیق ہی ای نہایت صاف اور مایۂ
اذواق یعنے مزے اس سے پیدا ہوتے ہین اور بنتے ہین آور یہ اسوجہ سے اسنے کہا کہ ہمیشہ تلخ و شور پانی پی پی کے
پر علت اور اندھی دھندی ہو رہی تھی آیندہ مقولات مولانا رح جس مرغ کا کہ آب شور مین مسکن ہوتا ہی
وہ قدر آب روشن کی جگہہ کی کیا جانے ای مخاطب تیری جب چشمۂ شور مین جگہہ ہی تو شط و جیحون و فرات کو کہ چشمے
بہشتی ہین کیا جانے تو تو اس فانی مسافرخانہ سے ابھی خلاص نہین ہوا تو ہوشیاری اور مستی اور انبساط عشق
کو کیا سمجھے آور اگر کچھ جانتا ہی تو وہی نقل باپ دادے کی جیسی اُنسے سنتا آیا ہی اس صحو و سکر و انبساط کے نام سنے
سنائے تجھکو یاد ہین جیسے لڑکون کو ابجد اسکو تو خیال کر ابجد ہوز لڑکون پر کیسی فاش و ظاہر ہی لیکن معنی اسکے اُنسے
نہایت دور ہین یہی تیرا حال ہی آیندہ پھر ذکر اعرابی کا ہی کہ اُس اعرابی نے بعد درست ہو جانے کے گھڑے کو
اٹھا لیا اور سفر کیا رات دن اُسکو لادے رہتا تھا اور آفات زمانہ سے ڈرتا رہتا تھا کہ ایسا نہو یہ گھڑا پھوٹ جا

اور جنگل جنگل سے شہر شہر کو لیے جاتا تھا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے آبزن کے آے اور بجاے ازواق اوراق قولہ زان مصلی باز کردہ از نیاز * رب سلم ورد کردہ در نماز * کہ نگہدار آب ما را ازخسان * یارب این در را بدان دریا رسان * گرچہ شویم آگہست و پر فن ست * لیک گوہر را ہزاران دشمن ست * خود چہ باشد گوہر آب کوثر ست * قطرۂ زان آب اصل گوہر است * از دعاے زن وزاری او * وزغم مرد وگرانباری او * سالم از دزدان واز آسیب سنگ * بردتا دار الخلافت بیدرنگ * دید درگاہے پر از انعامہا * اہل حاجت گسترید دامہا * دمبدم ہر سوی صاحب حاجتے * یافتہ زان در عطا وخلعتے * بہر گبر ومومن وزیبا وزشت * ہمچو خورشید مطر بل چون بہشت * دید قومے در نظر آراستہ * قوم دیگر منتظر برخواستہ * خاص وعامہ از سلیمان تا بمور * زندہ گشتہ چون جہان از نفخ صور * اہل صورت زان جواہر یافتہ * اہل معنے بحر نا دریافتہ * آنکہ بے ہمت چہ باہمت شدہ * آنکہ باہمت چہ بانعمت شدہ * بانگ می آید کہ ای طالب بیا * جود محتاج گدایان چون گدا * جود محتاج ست خواہد طالبی * ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے * المعنی مصلا جاے نماز مطر بارندہ الغرض مرد تو اُدھر گھڑا لیکے گیا عورت نے یہان مصلا بچھاکے بڑی زاری کے ساتھ رب سلم کا ورد نماز مین یعنے بخشوع وخضوع شروع کیا کہتی تھی ای میرے پروردگار ہمارے پانی کو چورون وغیرہ سے بچائیو اور اُس دریا تک پہونچائیو اگرچہ شوہر میرا بڑا واقفکار و پرہنر ہی لیکن اُسکے پاس گوہر ہی اور گوہر کے ہزارون دشمن پھر کہتی تھی گوہر کیا چیز ہی وہ تو آب کوثر ہی اُس پانی کا تو ایک قطرہ اصل ونژاد گوہر کی ہی بس عورت کی دعا وزاری اور مرد کی محنت وگرانباری کے تصدق سے چورون سے اور سنگ سے صحیح وسالم اُس گھڑے کو بے تامل دار الخلافت تک لے گیا وہان پہونچ کے ایک بارگاہ پر از انعام دیکھی کہ حاجتمند اپنے اپنے دام حاجت کے لگائے ہوے تھے اور ہر حاجتمند کو ہر طرف عطا وخلعت مل رہا تھا کافر ومومن اور اچھے برے سب کے حق مین وہ بارگاہ آفتاب تھی جس سے زر وجواہر پیدا ہوتے ہین اور ابر باران جیسکی صفت کلشئی حے من الماء ہی بلکہ بہشت تھی کہ جسمین بہشتی کو سب کچھ حاصل ہوگا ایک قوم کو انعام اکرام سے آراستہ پیراستہ دیکھا ایک قوم منتظر خواستہ یعنی مال وعطا کی پائی تمامی خاص وعام سلیمان سے مور تک اُسکی عطا سے ایسے زندہ ہوے تھے جیسے نفخ صور سے جہان جی اُٹھیگا جو اہل صورت تھے اُنھون نے اُس سے جواہر پائے اور اہل معنی نے ایک بحر نا دریافت پایا القصہ فیض صورت اور فیض معنی دونون وہان جاری پائے جو شخص بے ہمت تھا ہی گدا اور سائل ہمت والا یعنے بلند ارادہ اور بلند انداز ہوا اور جو باہمت تھا وہ شاکر وصابر کیا بانعمت ہوا کہ جسکی حد نہین اُس بارگاہ مین جود پکار رہا تھا کہ ای طالبو آؤ تمھاری طرح جود محتاج گدا کا ہی اور مثل محتاج کے کہ سوہ طالب جود کا جود طالب اُسکا ہی جیسے توبہ تائب کو ڈھونڈھتی ہی کہ کوئی پختہ کار ملے

اسکا بیان کہ جیسے گدا عاشق کرم کا ہی کرم عاشق گدا کا ہی اگر گدا کا صبر بڑھجاتے ہے کرم گدا

سے کے دروازہ پر آئے اور کرم کا صبر ٹوٹ جائے تو گدا کرم کے دروازہ پر آئے لیکن صبر کمال گدا کا ہے اور نقصان کرم کا

قولہ جود میجوید گدایان و ضعاف ✦ ہمچو خوبان کائنہ جویند صاف ✦ روے خوبان ز آئنہ زیبا شود ✦ روی احسان
از گدا پیدا شود ✦ چون گدا آئینہ جود ست ہان ✦ دم بود بر روے آئینہ زیان ✦ پس ازین فرمود حق در والضحیٰ ✦
بانگ کم زن ای محمد بر گدا ✦ پس گدایان آئینہ جود حقند ✦ وانکہ با حقند جود مطلقند ✦ آن یکی جودش گدا آرد پدید ✦
واندگر بخشند گدایان را مزید ✦ وانکہ جز این دو بود خود مردہ ایست ✦ او برین در نیست نقش پردہ ایست ✦
المعنی ضعاف بکسر جمع ضعیف کم بمعنی نفی مطلق کے ہے فرماتے ہین جود فقیرون اور ضعیفون کو ڈھونڈھتا
ہے جیسے معشوق اچھا صاف آئینہ ڈھونڈھتے ہین صورت خوبون کی آئینہ سے زیبا ہوتی ہے اور صورت احسان
کی فقیر سے پیدا ہوتی ہے یعنے خدا کے احسان کی کسواسطے جیسے گدا تیرے احسان کا عاشق ہے تو خدا کا گدا ہے
اُسکا احسان تجھپر عاشق ہے پس جبکہ گدا آئینہ جود الٰہی کا ہے تو خبردار اُسپر دم پھونک کے یعنے سختی کر کے اُس آئینہ
کو تاریک مت کر کہ نقصان کی بات ہے پھر صورت جود کی مفقود ہو جائیگی اُسی سبب سے خدا تعالےٰ نے سورۂ
والضحیٰ مین فرمایا ہے فاما السائل فلا تنہر سائل کو محروم مت پھیر اُسی کا نحوی مصرعۂ ثانی اس شعر کا ہے پس علی العموم
فقیر آئینہ جود حق کے ہین اور جو فقیر با حق ہین وہ تو جود مطلق ہین یعنے بلا اس قید کے کہ آئینہ جود حق کے ہین
وہ خود جود ہی جود ہین مگر ان جود والون مین کوئی ایسا ہے جسکا تھوڑا جود ہے کہ اُسکو گدا ظاہر کر رہا ہے اور کسی کا
مزید ہے کہ وہ فقیرون کو بہت بخشتا ہے اور جو شخص ان دونون کے سوا ہے ایک مردہ ہے اور وہ اس دروازہ پر ایسا ہے
جیسے دروازون کے پردون پر نقش تصویر کے ہوتے ہین بیجان اور بیحس اور دروازہ سے باہر

فرق اس بات کا کہ ایک تو فقیر بھی خدا کا ہے اور تشنہ اور مشتاق بھی خدا کا اور ایک فقیر خدا کا ہے اور تشنہ غیر کا

قولہ لیک درویشی کہ او تشنہ خداست ✦ ہست دائم از خدایش کار راست ✦ لیک درویشی کہ تشنہ غیر شد ✦
او حقیر و ابلہ و بیخیر شد ✦ نقش درویشی ست او نی اہل جان ✦ نقش سگ را تو بینداز استخوان ✦ فقر لقمہ دارد او
نے فقر حق ✦ پیش نقش مردہ کم نہ طبق ✦ ماہی خاکی بود درویش نان ✦ شکل ماہی لیک از دریا ان نقش
ماہی کے بود درویش آب ✦ آن نہ آبی نیکرد د خراب ✦ مرغ خانست او نہ سیمرغ ہوا ✦ لوت نوشد او ننوشد
از خدا ✦ عاشق حق ست او بہر نوال ✦ نیست جانش عاشق حسن و جمال ✦ گر توہم میکند او عشق ذات ✦ ذات
نبود وہم اسما و صفات ✦ وہم مخلوق ست و مولود آمدست ✦ حق نزائیدست او لم یولدست ✦ عاشق تصویر
و وہم خویشتن ✦ کے بود از عاشقان ذو المنن ✦ عاشق آن وہم اگر صادق بود ✦ آن مجازش تا حقیقت میرود

شرح میخواہد بیان این سخن ✦ لیک میترسم ز افہام کہن ✦ فہمہاے کہنۂ کوتہ نظر ✦ صد خیال بد در آرد در فکر ✦
بر سماع راست ہر کس چیر نیست ✦ طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست ✦ خاصہ مرغے مردۂ پوسیدۂ ✦ پر خیال اعمی نا دیدۂ ✦
نقش ماہی را چہ دریا و چہ خاک ✦ رنگ ہندو را چہ صابون و چہ زاک ✦ نقش گر غمگین نگاری بر ورق ✦ او ندارد
از غم و شادی سبق ✦ صورتش غمگین و او فارغ ازان ✦ صورتش خندان و او زان بے نشان ✦ وین غم و شادی
کہ اندر دل خفیست ✦ پیش آن شادی و غم جز نقش نیست ✦ صورت خندان نقش از بہر تست ✦ تا ازان صورت
شود معنی درست ✦ صورت غمگین نقش از بہر ماست ✦ تا کہ ما را یاد آید راہ راست ✦ نقشہای کاندرین حمامہاست ✦
از برون جامہ کین چون جامہاست ✦ تا برون جامہاست بینی و بس ✦ جامہ بیرون کن در آ ای ہم نفس ✦ زانکہ با جامہ
در آنسو راہ نیست ✦ جامہ از تن تن ز جان آگاہ نیست ✦ باز میگردم سوے قصۂ عرب ✦ از بیان سر راز بوالعجب ✦
المعنی توت بواو مجہول اقسام طعامہاے لذیذ فکر بکسر اول و فتح ثانی جمع فکر بالکسر و بالفتح کے زاک ہندی پھٹکری
مولانا رح فرماتے ہین درویش دو قسم ہین جیسے کہ سرخی مین لکھے گئے لیکن جو فقیر کہ تشنہ اور مشتاق خدا کے ہین
ہمیشہ انکا خدا تعالے سے ہر کام راست و درست ہے اور جو فقیر تشنہ اور مشتاق غیر خدا کے ہین وہ محض محتاج اور
احمق اور بیخبر ہین وہ ایک تصویر درویش کی ہے بیجان اور نقش سگ ہے تو بھی انکی حیثیت کے مناسب اسکو بھی
ڈالدے وہ فقیر لقمہ کا ہے فقیر خدا کا نہین ہے اور ایک مردہ پھر مردہ کے آگے طباق کیون رکھتا ہے جو فقیر روٹی کا ہے
وہ خاکی مچھلی ہے کہ صورت مچھلی کی رکھتا ہے اور دریا سے جو عشق ہے بھاگتا ہے مچھلی کی تصویر پانی کی محتاج کب ہوتی ہے
اسلیے کہ وہ بے پانی کے خراب نہین ہوتی وہ گم بلبہ مرغا ہے اسکی کیا پرواز کیا اڑان سیمرغ نہین ہے جو ہوا پر اڑتا ہے وہ
لوگون کی انواع اقسام نعمتین لذیذ کھاتا ہے خدا کی محبت کی نعمت سے محروم ہے کوئی عشق مجازی کا ظاہر عاشق بنکے
عاشق حسن و جمال خدا تعالے کا بنتا ہے اور بحقیقت بجان اسکی عاشق نہین ہے وہ عاشق نوال کا ہے تر نوالے کھانے کو
ملتے ہین اور نذر و عطیات علاوہ اسکے اگر وہ اس عشق مجازی کو عشق ذات کا توہم کرے تو وہ عشق ذات نہین
ہے وہم اسما و صفات کا ہے اسواسطے کہ وہم صفات عشق سے پیدا ہوتا ہے اور یہ یعنے وہم مخلوق و مولود ہے اور اللہ تعالے
کی ذات لم یولد کہ کسی سے وہ زائیدہ نہین ہے پھر عاشق زائیدہ کا کیسے عاشق ذات کا ہو سکتا ہے جو شخص اپنی وہم
کی تصویر کا عاشق ہے بس وہ عاشق خداے ذوالمنن کا کب ہے البتہ اگر وہم کے عشق مین صادق اور پورا ہوا اور
جان سے عاشق ہو تو وہ اسکو حقیقت تک لیجاتا ہے آپ فرماتے ہین کہ اس بات کا بیان بڑی شرح چاہتا ہے مگر پرانی
فہم والون سے ڈرتا ہون نہین کر سکتا جب لوگ کوتہ نظر اور پرانی فہم والے ہین سیکڑون خیال بد اپنی فکر مین
لائینگے خوب جانلو کہ سماع و وجد راست پر ہر کوئی غالب و قابو یافتہ نہین ہے جیسے ہر مرغ حقیر ناچیز کی خوراک
انجیر نہین ہے خاصہ مرغ بھی ایسا کہ مردہ گلا سڑا پر خیال اندھا بیدیدہ ظاہر ہے کہ مچھلی کی تصویر کو دریا و خاک

اور ہندو سیاہ رنگ کے رنگ کو صابون و پھنکری سب برابر ہین وہ سفید ہی نہین ہو سکتا اگر کسی کی تصویر ورق پر ایسی لکھی کہ جس سے حالت غمگینی کی مترشح ہو تو کیا اُسنے غم وشادی کا سبق ہی نہین پڑھا تصویر کی صورت غمگین ہی مگر وہ اُس غم سے فارغ ہی اور کسی تصویر سے شگفتگی ٹپکتی ہی مگر وہ اُس شگفتگی سے بے نشان ہی بس یہ غم و شادی ظاہری جو دل مین بھی ہوئی ہی اُس غم وشادی حقیقی کے مقابل سوائے نقش کے نہین ہی لہذا ای عاشق مجاز کے وہ صورت خندان نقش کی تیرے واسطے ہی کہ تو اُس صورت سے اپنے معنی کو درست کرے اور صورت غمگین نقش کی جو عشق حقیقی ہی ہمارے واسطے ہی تا ہمکو اپنی راہ راست یاد ہو جاے حمام مراد ذات انسان سے نقش حمام اسرار باطنی آز برون برون ظاہر آز اسمین مجاوزت کا ہی یعنے ظاہر سے اُدھر جامہ وجود ظاہری لیکن یہن کاف بیان جامہ کا کہ جام حمام ہی جسکے معنی شیشہ حمام ہوے معنی یہ کہ تیری ذات ایک حمام ہی اسمین نقش و نگار اسرار کے لکھے ہین اور اس وجود ظاہری کے اسپر شیشے لگا دیے ہین تو باہر شیشون سے جو کچھ ہی بینندہ بس اُسی کو دیکھے اندر کے نقش و نگار نہ دیکھنے پائے آب ای ہمنفس اگر ہوس نقش و نگار اندرونی کی ہی تو اس بیرونی جامہ کو اُتار ڈال کہ قابل اندر جانے کے ہو جاے دیکھ تو حمام مین کوئی بھی بغیر کپڑے اُتارے جاتا ہی ایسے ہی جامہ کے ساتھ اُدھر بھی راہ نہین ملتی ہی کسواسطے کہ وہ ایسی راہ ہی جہان جامہ تن سے اور تن جان سے واقف نہین ہوتا سب نسیًا منسیًا ہو جاتے ہین شعر بعد گریز ہی کہ یہ راز تو بوالعجب ہی اسکا بھید بیان سے باہر اسکو چھوڑ کے قصہ عرب کی طرف پھر لوٹتا ہون الخلاف شرح مین بجاے از دریا رمان کے رواتن نقش کے قبل لفظ جز نہین لکھا جامہ اور چون کے درمیان مین لفظ لیکن رکھیا اور اخیر کا شعر یعنے زانکہ با جامہ الخ یہ نہین قائم کیا ہی معنی دیگر اشعار مین اسکے الفاظ پائے جاتے ہین

پیش آنا نقیبون دربانون کا خلیفہ کے واسطے عزت اعرابی کی اور قبول کرنا تحفہ اسکا

قولہ آن عرابی از بیابان بعید ٭ بر در دار الخلافت چون رسید ٭ پس نقیبان پیش اعرابی شدند ٭ بس گلاب لطف بر رویش زدند ٭ حاجت او فہم شان شد بیمقال ٭ کار ایشان بد عطا پیش از سوال ٭ پس بدو گفتند یا وجہ العرب ٭ از کجائی چونے از راہ و تعب ٭ گفت وجہم گر بود بے وجہ ٭ بے وجوہم چون پس پشتم نہید ٭ ایکہ در روتان نشان مہتریست ٭ فرتان خوشتر ز زر جعفریست ٭ ایکہ یک دیدارتان دیدارہا ٭ ای نثار دیدتان دینارہا ٭ ای ہمہ ینظر بنور اللہ شدہ ٭ از بر حق بہر بخشش آمدہ ٭ تا زنید آن کیمیاہاے نظر ٭ بر سر مسہاے اشخاص بشر ٭ من غریبم از بیابان آمدم ٭ بر امید لطف سلطان آمدم ٭ بوے لطف او بیابان ہا گرفت ٭ ذرہاے ریگ ہم جانہا گرفت ٭ تا بدینجا بہر دینار آمدم ٭ چون رسیدم مست دیدار آمدم ٭ بہر نان شخصے سوے نانوا دوید ٭ داد جان چون حسن نانوا را بدید ٭ بہر فرجہ شد یکے تا گلستان ٭ فرجہ او شد جمال باغبان ٭ ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید ٭

آبحیوان از رخ یوسف چشید ✤ رفت موسی کاتشے آرد بدست ✤ آتشے دید او کہ از آتش برست ✤ المعنی نقیب مہتر و داننده قوم وجہ العرب ای روے عرب جسکی ہندی مکھیا ہی جعفر نام کیمیاگر زر جعفری منسوب بدو جس سے مراد خالص وسرہ ناکوا ونا نابا ورچی فرجہ بالضم کشادگی یعنے وہ اعرابی جب بیابان بعید طی کرکے دار الخلافت کے دروازہ پر پہونچا نقیب وہان کے اسکے سامنے آئے اور بہت ساگلاب لطف کا اسکے منھ پر چھڑکا حاجت اسکی بدون اظہار ومقال کے اُنھون نے سمجھ لی اسلیے کہ اُنکو یہ خدمت تھی کہ سوال سے قبل سائل کو دیدین پھر اس سے کہاکہ ای وجہ العرب یعنے مکھیا عرب کے کہان سے آیا ہی اور رنج ومشقت راہ سے تیرا کیا حال ہی اسنے کہاکہ تمنے مجکو وجہ العرب توکہا مگرین وجہ العرب جبھی ہونگا جب تم مجکو وجہ بناؤ نہین تو مین محض بیوجوہ ہون اگر مجکو ناکارہ سمجھ کے پس پشت پھینکدو جیساکہ قرآن مجید مین ہی فنبذوہ وراء ظہورہم پھینکا اُنھون نے اُس کو پیچھے پشت کے ای لوگو تم وہ ہو کہ تمھاری صورتون سے نشان مہتری کے عیان ہین اور تمھاری زیبائی سے ایسا خوش ہوگا کہ ایسا زرجعفری سے بھی نہوگا ای لوگو ایک دیدار مین تمھارے سیکڑون دیدار ہین گویا ایک کو تمنے کیا دیکھا سیکڑون سردارون کو دیکھا ایسی خوبیان بیشمار تم مین جمع ہین اور تمھاری دید پر خود دینار نثار ہین ای لوگو تم سب اسکے نور سے نظر کرتے ہو اور خداتعالے کے پاس سے خاص واسطے بخشش کے آئے ہو تو اپنی نظر کی کیمیا مس اشخاص بشر پر لگاؤ اور اُنکو کندن بناؤ مین ایک غریب مسافر ہون بیابان طی کرکے لطف پادشاہی کی امید پر یہان آیا ہون اور کیسا لطف جسکی بو نے جنگلون کو گھیر لیا ہی اور ذرون مین ریت کی جانین پڑگئی ہین کہ ہرایک شیٔ چمک رہی ہی جب مین یہان آیا بامید دینار کے تم سب کو دیکھ کے تمھارے دیدار سے مست ہوگیا ایسا خوش ہوا آگے مثالین عجیب غریب ہین کہتا ہی یہ ایسا ہوا جیسے کوئی روٹی لینے نانوا کے پاس گیا اور نانوا کا حسن دیکھ کے روٹی وغیرہ سب بھول گیا اور جان اُسکی نظر کی یا بنظر کشود وشگفتگی خاطر کے گلستان کو گیا گلستان تو بھول گیا جمال باغبان اُسکے لیے کشود و فرجہ ہوگیا یا اُس اعرابی قافلہ مدین کا حال ہوا کہ کنوین سے پانی نکالتا تھا آخر پانی کسکا رخ یوسف کو دیکھکر آبحیوان پا لیا یا موسی کی سی کیفیت ہوئی کہ آگ ڈھونڈھنے نکلے تو آگ کہین سے حاصل کرین اور ایسی آگ پر پہونچ گئے جس سے آنچ دوزخ کی اُنپر حرام ہوگئی اور وہ آگ نور خدا سے تھی جسکے دیکھنے سے دوزخ کی آگ اُسپر حرام ہوجاتی ہی اور آگ ڈھونڈھنا حضرت موسی کا اور پہونچنا تجلی الہی کو اُس آگ سے دشت طوی مین مشہور ومعروف الخلاف شرح مین بجاے زنید زنید ا وبر مابدینجا تا بدینجا غلط معلوم ہوتا ہی قولہ جست عیسی تا رہد از دشمنان ✤ بود آن جستن بچارم آسمان ✤ دام آدم دانہ گندم شدہ ✤ تا وجودش خوشہ مردم شدہ ✤ باز آید سوے دام از بہر خور ✤ ساعد شہ یابد و اقبال و فر ✤ طفل شد مکتب پے کسب ہنر رفت از امید وصال لطف پدر ✤ پس ز مکتب آن یکے صدرے شدہ ✤ ماہیانہ جادہ و بدرے شدہ ✤

آمدہ عباس حرب از بہر کین * بہر قمع احمدؐ واستیز دین * گشت دین را تا قیامت پشت و رو * او خلافت او و فرزندان او * آمدہ عمرؓ بقصد مصطفا * تیغ بر کف بستہ صد پیشا قفا * گشتہ اندر شرع میر المومنین * پیشوا و مقتدائے اہل دین * آن علف کش سوے ویرانہ شدہ * بیخبر بر گنج ناگہ پا زدہ * تشنہ آمد سوے جوے آبجو * دید اندر جوے خود شمس و قمر * من برین در طالب چیزے آمدم * صدر گشتم تا بدہلیز آمدم * آب آوردم بتحفہ بہر نان * بوے نانم برد تا صدر جہان * نان برون راند آدمی را از بہشت * نان مرا اندر بہشتی در سرشت * رستم از آب و زنان ہمچون ملک * بیغرض گردم درین دَور فلک * بیغرض نبود بگردش در جہان * غیر جسم و غیر جان عاشقان * عاشقان کل نہ این عشاق جزو * ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو * چونکہ جزوے عاشق جزوے شود * زود معشوقش بکل خود رود * ریش گاو و بندۂ غیر آمد او * غرقہ شد کف در حشیشے ور زد او * المعنی قمع بالفتح توڑنا اور خوار کرنا عمر بضم و تخفیف میم وبضرورت شعر تشدید میم بھی جائز ہی نام خلیفۂ دوم ریش گاو احمق حشیش بفتح گیاہ خشک یہ اشعار بھی شامل اشعار سابق کلام اعرابی سے ہین کہتا ہی کہ دیکھو حضرت عیسی دشمنون سے بچکے ایک حجرہ مین چھپے وہ چھپنا انکا چوتھے آسمان کا چھپنا ہوگیا کہ خدا تعالے نے انکو اُٹھالیا اور چوتھے آسمان پر پہونچایا مختصر ذکر انکا یہ ہی کہ جب یہود انکے قتل پر مستعد ہوے تو یہ ایک حجرہ مین کہ وہان دو چار اور آدمی بھی تھے گئے اور اللہ سے پناہ چاہی اُسنے ان کو اٹھالیا اور انکی شبیہ اور پر ڈالدی اُسکو اُنھون نے سولی دیدی دانۂ گندم کا دام آدم کا بنا یہ اس دام مین پھنسے اور انکے وجود سے خوشی مردم کی ہوئی باز اپنی خورش دیکھکے دام مین آتا ہی پھر وہ پہونچ بادشاہ کا پاتا ہی اور اقبال و دبدبہ بچہ مکتب کو جاتا ہی کسب ہنر کے واسطے اس امید پر کہ باپ ہمکو چڑیان لے دیگا اور مہربانی کریگا پھر وہ اس مکتب کی بدولت صدر نشین ہوجاتا ہی اور ماہانہ اُستاد کا دیکے علم و فضل سے چودھوین شب کا چاند بنجاتا ہی حضرت عباس چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ انکا نام حرب بھی تھا عداوت کی روسے جنگ بدر مین واسطے شکست دینے اور خوار کرنے آنحضرت کے آئے اور مخالف و دشمن دین کے تھے اور وہی عباس ایمان لاکے دین کے پشت و رو بنگئے اسی قوت و خوبی قیامت تک اور خلافت انکی اولاد کی سیکڑون برس رہی اور ایمان لانے کی یہ صورت ہوئی کہ جب آنحضرت سے شکست پاکے یہ اور قریش اسیر ہوے حضرت نے سب سے فدیہ طلب کیا عباس نے اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ دیکر کہا کہ میرے پاس کچھ نہین ہی آپ نے کہا کہ تمنے ایک بدرہ چلتے وقت جو ام الفضل کو دیا ہی وہ زر کہان ہی پس انھون نے جانا کہ اس بات سے تو سوا خدا کے کوئی خبر نتھا انکو کیسے خبر ہوئی ضرور یہ معجزہ ہی لا بد مسلمان ہوے حضرت عمر کہ قریش سے سیکڑون عہد و پیمان قتل آنحضرت کا کرکے تیغ بکف آئے بعد حال یہ کہ وہی امیر المومنین اور پیشوا و مقتداے دین ہوے وہ گھسیارا کہ جنگل کو گھاس لینے گیا اسکو کیا خبر تھی کہ جہان گنج ہی و بیخبر پاؤن اسکا گنج پر پڑا اور گنج پایا ایک پیاسا نہر کنارے پانی پینے گیا اُسنے اپنی

نہرین شمس و قمر پائے قمر اصطلاح کیمیاگرون مین نقرہ کو کہتے ہین اور زر کی نسبت شمس سے ہی پس مبالغۃً
فرمایا ہی کہ نقرہ و زر کیا معنی جو اصل نقرہ و زر کے ہین وہی ملگئے اور پانی مین عکس انکا ہوتا بھی ہی یہانتک
اُس اعرابی کا بیان اس بات کا ہی کہ مین کیا خیال کرتا تھا اور کیا میرے دیکھنے مین آیا اب کہتا ہی کہ مین تو اس امید
پر آیا تھا کہ کوئی چیز حاصل کرونگا سو یہان آکے مین سائل سے صدر و بالانشین ہوگیا مین روٹی کے واسطے
تحفہ مین پانی لایا تھا سو روٹی کی بو مجکو صدر جہان تک لیگئی عجب حال ہی کہ روٹی نے آدمی کو بہشت سے
نکالا اور میری روٹی کا خمیر خاص بہشت مین ہوا جو مکان خلیفہ سے ارادہ ہی اب مین مثل فرشتون کے آب و نان
سے چھوٹ گیا یعنے آب و نان کا غم نہ رہا اس سے بری ہوگیا بے غم و بیفکر ہوکے اس دور فلک مین پھرونگا اور
بیغرض رہونگا آیندہ مقولات مولانا رحکے ہین یعنے جہان مین ہر شئے کو گردش ہی مگر بیغرض نہین اگر بیغرض ہی
تو سوا جسم و جان عاشقون کے نہین وہ بھی جو عاشق کل کے ہین ای عاشق حقیقی نہ عاشق جزو کے ای مجازی
اسواسطے کہ جو جزو کا مشتاق ہوا وہ کل سے محروم رہا ظاہر ہی کہ کل ذات خدا تعالیٰ کی ہی اور ہر شئے جزو اُسکی خواہ
عاشق ہو خواہ معشوق اور رجوع جزو کا کل کی طرف ضرور پھر جبکہ عاشق جزو کا جزو ہی اور معشوق اُسکا اپنے کل
کو چلا گیا یہ ریش گاؤ اور بندہ غیر کا ٹھہرگیا اور مثل اُس ڈوبتے کے جو گھاس پکڑتا ہی جسکی ہندی ہی ڈوبتا سوار
پکڑتا ہی کہ سوار پکڑنے سے بچ نہین سکتا پس عاشق کل کا ہونا چاہیے جو باقی اور بے فنا ہی اگر یہ جزو فنا ہوکے
اُس کل مین ملا تب بھی نور علےٰ نور ہی اور ویسے بھی ہو المقصود الخلاف شرح بحر العلوم مین دانہ گندم کے
بجاے گندم گون کہ محل قافیہ اور بے معنی ہی اور میر المومنین کی جگہ امیر المومنین اور خشنے کی جگہ ضعفے غلط ہی

مثل عرب اِذَا زَنَیْتَ فَازْنِ بِالْحُرَّۃِ وَاِذَا سَرَقْتَ فَاسْرِقْ فِی الدُّرَّۃِ یعنے جب زنا کرے
تو حرہ کے ساتھ کر اور اگر چوری کرے تو درّ کی کر

قولہ نیست حاکم تا کند تیمار او ❊ کار خواجہ خود کند یا کار او ❊ فازن بالحرہ پے این شد مثل ❊ فاسرق الدرہ بدین
شد منتقل ❊ بندہ سوے خواجہ شد او ماند زار ❊ بوے گل شد سوے گل وا ماند خار ❊ ہمچو آن ابلہ کہ تاب آفتاب ❊
دید بر دیوار و حیران شد شتاب ❊ عاشق دیوار شد کین باضیاست ❊ بیخبر کان عکس خورشید سماست ❊ چون
باصل خویش پیوست آن ضیا ❊ دید دیوار سیہ ماندہ بجا ❊ او بماندہ دور از مطلوب خویش ❊ سعے ضائع رنج باطل
پاے ریش ❊ ہمچو صیادے کہ گیرد سایہ ❊ سایہ کے گردد ورا سرمایہ ❊ سایہ مرغے گرفتہ مرد سخت ❊ مرغ حیران گشتہ
بر شاخ درخت ❊ کین مدمغ بر کہ میخندد عجب ❊ اینت باطل اینت پوشیدہ سبب ❊ ور تو گوئی جزو پیوستہ
گلست ❊ خار میخور خار مقرون گلست ❊ جز و یکرہ نیست پیوستہ بکل ❊ ورنہ خود باطل بدے بعث رسل ❊
چون رسولان از پے پیوستنند ❊ پس چہ پیوندند شان چون یکتنند ❊ این سخن پایان ندارد اے غلام ❊

زانکہ جرے سخت وارد این کلام ❊ المعنی منتقل ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والا مدمغ دماغ والا جر بالفتح وتشدید کشادہ کرنا ربط پہلے شعر کا سابق سے یہ ہی کہ جب عاشق جزو کا بندہ اسکا ہو چکا اور اُسکے گل مین ملجانے سے ڈوبتے کیطرح پکڑنے لگا تو اب اسکا حاکم کون ہی کون اسکی غمخواری کرے اب یہ اپنا کام آپ کرے یا اسکا فعل جو عشق جزو کا ہی سو وہ جزو کہان فاذن بالحرۃ اسی واسطے تو مثل ہوا ہو ایسے ہی فاسرق الدرۃ یعنی زنا کرحرہ سے اور چوری کر موتی کی قول عرب کا ہی مطلب یہ کہ ہمت پست نکرے بڑھی رکھے ایسی ویسی چیز پر نہ گر پڑے بندہ تو اپنے خواجہ کی طرف گیا یہ زار وخوار رہگیا بوے گل کی گل کے ساتھ گئی خار رہگیا جیسے وہ احمق کہ اُسنے چمک آفتاب کی دیوار پر دیکھی اور فوراً حیران ہوگیا اور عاشق اُسکا بنگیا کہ یہ دیوار ہی پر ضیا ہی اس سے بیخبر کہ یہ روشنی آفتاب آسمان کے عکس کی ہی جب وہ روشنی اپنی اصل سے جا ملی تو وہی دیوار سیاہ اپنے ٹھکانے رہی ہوئی دیکھی پس اپنے مطلوب سے دوڑ پڑا اسعی برباد گئی رنج بیہودہ اٹھایا پانون گھائل ہوے اب قدم آگے نہین بڑھ سکتا اور مثل اُس صیاد کے کہ کسی پرند کا سایہ زمین پر پکڑ کے بیٹھ رہا کہ مین نے مرغ پکڑ لیا بھلا اس سایہ سے اُسکو کیا سرمایہ حاصل ہوگا یہ تو مرغ کے سایہ کو خوب زور سے پکڑے ہوے ہی اور مرغ شاخ درخت پر حیران ہی کہ یہ کیا کرتا ہی یہ بد دماغ کسپر ہنستا ہی عجب باطل شخص ہی اور عجب سبب اس کے ہنسنے کا ہی آپ فرماتے ہین اگر تو یہ کہے کہ جزو تو کل سے پیوستہ ہوتا ہی الگ کب ہوتا ہی تو ہم کہتے ہین تو گل کی طرح خار تو کھالے خار بھی تو گل سے پیوستہ ہوتا ہی گل جزو ایک طریق پر کل سے پیوستہ نہین ہین اگر ایسا ہو تو بعث پیغمبرون کا باطل ہوجائے یہ لوگ بھی تو واسطے ملانے جزو کو کل سے مبعوث ہوے ہین اور جب وہ خود ملے ہوے یکتن ہین تو اب یہ کسکو ملائین القصہ فرماتے ہین اس سخن کی تو اے لڑکے کچھ حد نہین ہی اسواسطے کہ اس کلام مین نہایت بسط وشرح ہی الخلاف بحر العلوم مین بجاے تمارا شیا را وراس شعر مین چون باصل الخ دوسرا مصرعہ دید بر دیوار وحیران شد شتاب جو اوپر گذر اچھر لکھدیا ہی پیوستہ کل کو گل بکاف فارسی غلط لکھا ہی

دیدینا عرب کا تحفہ آب اپنا ملازمان خلیفہ کو

قولہ شرح کن حال عرب ای با نظام ❊ روز بیگہ شد حکایت کن تمام ❊ با نقیبان حال خود گفت آن عرب ❊ چون بگفت او دید ہنگام طلب ❊ آن سبوے آب را در پیش داشت ❊ تخم خدمت را در آنحضرت بکاشت ❊ گفت این ہدیہ بر سلطان برید ❊ سائل شہ را ز حاجت وا خرید ❊ آب شیرین وسبوے تیز بود ❊ ز آب بارانے کہ جمع آمد بگو ❊ خندہ می آمد نقیبان را از ان ❊ لیک پذرفتند آنرا ہمچو جان ❊ زانکہ لطف شاہ خوب باخبر ❊ کردہ بود اندر ہمہ ارکان اثر ❊ خوے شاہان در رعیت جا کند ❊ چرخ اخضر خاک را خضرا کند ❊ شہ چو حوضی دان حشم چون لولہا ❊ آب دو لولہ رود از گولہا ❊ چونکہ آب جملہ از حوضیست پاک ❊ ہر یکے آب دہد خوش ذوقناک ❊

در وران حوض آب شورست و پلید ✤ هر یکے لوله همان آرد پدید ✤ زانکہ پیوست است هر لوله بحوض ✤ خوض کن در معنی این حرف خوض ✤ لطف شاهنشاه جان بی وطن ✤ چون اثر کرده است اندر کل تن ✤ لطف عقل خوش نهادی خوش نسب ست ✤ چون همه تن را در آرد در ادب ✤ عشق شنگ بیقرار و بیسکون ✤ چون در آرد کل تن را در جنون ✤ لطف آب بحر کو چون کوثرست ✤ سنگریزش جمله دُر و گوهرست ✤ هر هنر کاستا بدان معروف شد ✤ جان شاگردش بدان موصوف شد ✤ پیش استاد اصولے هم اصول ✤ خواند آن شاگرد چست با حصول ✤ پیش استاد فقیه آن فقه خوان ✤ فقه خواند بے اصول و بے بیان ✤ پیش اُستادی که او نحوی بود ✤ جان شاگردش ازو نحوے شود ✤ باز اُستادی که او محو رہ ست ✤ جان شاگردش ازو محو شہ ست ✤ زین همه انواع دانش روز مرگ ✤ دانش فقرست زاد راه و برگ ✤ المعنی گو هندی گڑھا حضر اسبز لوله بواو ٹونٹی کو ل بکاف عجمی تالاب کو جیک خوض بالفتح کسی فکر مین ڈوب جانا اُستا بالضم مخفف اُستاد زاد و برگ ہر دو معنی توشہ اوپر فرمایا ہو کہ اے غلام اس کلام مین بڑی شرح و بسط ہو لہذا اب تو شرح حال عرب کی نظام کے ساتھ کر یعنے موتی کی سی لڑی پرو دن نہین ہا شام ہوئی اُسکی حکایت تمام کر حال یہ ہو کہ اُس عرب نے نقیبون سے حال اپنا کہا جب کہ لیا تو اُنھون نے ہدیہ طلب کیا اور دیکھا تو یہ وہی سبو آب کا سامنے رکھے ہوے تھا اور تخم خدمت کا اُس بارگاہ مین بو رہا تھا کہ یہ ہدیہ خدمت لایا ہون اور کہا کہ یہ تحفہ پادشاہ کے پاس لیجاؤ اور مین سائل پادشاہ کا ہون مجکو حاجت سے چھڑاؤ اُس گھڑے مین پانی شیرین تیز بو مینھ کے پانی سے تھا جو کسی گڈھے مین جمع ہو گیا تھا یہ کیفیت دیکھ کے نقیبونکو ہنسی تو آتی تھی لیکن بجان و دل اُسکو قبول کر لیا اُس سبب سے کہ بادشاہ نہایت اچھا اور باخبر تھا اسکے لطف نے تمامی ارکان دولت مین اپنا اثر کر رکھا تھا آیندہ مقولات مولانا رح پادشاہون کی خو رعیت مین جگہ کرتی ہو دیکھ چرخ سبز زمین کو کیسا سبز کر دیتا ہو پادشاہ ایسا ہو جیسے حوض لشکر و حشم جیسے ٹونٹیان حوض کی پس ٹونٹی مین پانی حوض ہی سے آتا ہو آب جو پانی جملہ ٹونٹیون کا ایک ہی حوض پاک سے ہو تو ہر ایک ٹونٹی آب خوش اور پاکیزہ دیگی اور اگر اُس حوض مین آب شور و پلید ہو تو ہر ٹونٹی وہی ظاہر کریگی کسواسطے کہ ہر ٹونٹی حوض سے پیوستہ ہو تو اس بات مین خوب خوض و غور کر اب فرماتے ہین کہ لطف شاہنشاہ کا مسافر کی جان ہو جو کل تن مین اثر اپنا مثل جان کے کرتا ہو جیسے لطف عقل خوش نہاد کا نہایت خوش ہو کہ سارے تن کو ادب مین گھیر لیتی ہو اور عشق شوخ و شنگ بیقرار و بیسکون ہو کہ وہ تن کے کل کو اپنی خاصیت کے موافق جنون مین گھیر لیتا ہو اسواسطے کہ یہ دونون بھی پادشاہ ہین لطف آب اُس دریا کا کہ وہ مثل کوثر کے ہو اُسکے سنگریزے جملہ در و گوہر ہین ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ دریا مراد دریاے علم سے ہو بقرینہ ذکر علوم کے جو مابعد اسکے ہو جس ہنر مین جو اُستاد مشہور ہوا اُسی سے جان شاگرد کی موصوف ہوئی مثلاً جو اُستاد اصول کا ہو

اُسکا شاگرد اصول پڑھکے چست و باحصول ہوجاتا ہی اور جو اُستاد صرف فقہ کا ہی اُسکے آگے فقہ پڑھتا ہی
بے اصول و بے بیان کے بیان بھی ایک علم ہی اور جو اُستاد نحو کا ہی اُس سے شاگرد کی جان نحوی ہوجاتی ہی اب
رہا اُستاد وراہ طریقت یعنی خدا کا جو اُسمین محو ہی اُسکے شاگرد کی جان شاہ مین محو ہوجاتی ہی تعالے شانہ الحاصل
یہ سب انواع دانش کے ہین مگر مرنے کے دن دانش فقر ہی کی ساز و برگ و توشہ راہ کی ہی اور سب بیکار الخلاف
شرح بحر العلوم مین بجاے ور وران حوض کے در دران خوش نہادی مین یا نہین لکھی

ماجرا ایک نحوی کا کشتی مین کشتیبان کے ساتھ اور جواب دینا اُسکا

قولہ آن یکے نحوی بکشتی در نشست * رو بکشتیبان نمود آن خود پرست * گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا *
گفت نیم عمر تو شد بر فنا * دل شکستہ گشت کشتیبان زتاب * لیک آندم گشت خاموش از جواب * باد کشتی را
بگردابی فگند * گفت کشتیبان بدان نحوی بلند * ہیچ دانی آشنا کردن بگو * گفت نے از من تو سباحی مجو * گفت
کلّ عمرت ای نحوی فناست * زانکہ کشتی غرق این گردابہاست * محو می باید نہ نحو اینجا بدان * گر تو محوی بیخطر
در آب ران * آب دریا مردہ را بر سر نہد * ور بود زندہ ز دریا کے رہد * چون بمردی تو ز اوصاف بشر * بحر اسرارت
نہد بر فرق سر * ای کہ خلقان را تو خر میخواندۂ * این زمان چون خر برین یخ ماندۂ * گر تو علامہ زمانے در جہان * نک
فناے اینجہان بین این زمان * مرد نحوی را ازان در دوختیم * تا شما را نحو محو آموختیم * فقہ فقہ و نحو نحو و صرف
صرف * در کم آمد یابی ای یار شگرف * آن سبوے آب دانشہاے ماست * وان خلیفۂ دجلۂ علم خداست * ما
سبوہا پر بدجلہ میبریم * گر نہ خر دانیم ما خود را خریم * آن عرب باری بدان معذور بود * کو ز دجلہ غافل و بس دور بود *
گر ز دجلہ باخبر بودے چو ما * او نبردی آن سبو را جا بجا * بلکہ از دجلہ اگر واقف بدی * آن سبو را بر سر سنگی زدی *
آن سبوے تنگ پر ناموس و ننگ * شد جاب بحر زن اورا بسنگ * المعنی در نشست ای سوار شد سباحی
شناوری فقہ بکسر علم معرفت احکام شریعت و دانشمندی نحو نام علم وراہ و مانند و سوے و قصد و آہنگ و اسلوب
و برگردانیدن صرف نام علم و بالکسر ہر شئ خالص ایک نحوی کشتی مین سوار ہوا اور ملاح کی طرف وہ خود پرست
متوجہ ہوا خود پرست اسواسطے کہا کہ اپنی نحو کا اُسکو غرور گھمنڈ تھا اور ملاح سے پوچھا تو نے کچھ نحو سے پڑھا ہی
ملاح نے کہا نہین کہا آدھی عمر تیری فنا پر گئی یعنے برباد ہوئی ملاح اس بات کے رنج سے دل شکستہ تو ہوا لیکن
اُسوقت کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہا اتفاقاً ہوا نے کشتی کو گرداب مین ڈال دیا اُسوقت ملاح نے اُس نحوی
سے پکار کے کہا بتا تو کچھ پیرنا بھی جانتا ہی کہا نہین مجھسے سباحی کو کیا پوچھتا ہی مجھ مین سباحی کہان ملاح نے کہا
میری آدھی عمر تو نے فنا پر بتائی اب ای نحوی تیری کل عمر فنا پر ہی کسواسطے کہ یہ کشتی انھین گردابون مین ڈوبتی ہی
آگے مقولات مولانا رح کے ہین کہ بس اسی کو جان لے کہ یہان بھی محو چاہیے ہی نہ نحو عشق کو نحو درکار نہین ہی

ہان اگر تو محو ہی تو بیخوف و بیخطر اس دریا مین گھس دیکھ تو آب دریا کا کیسا مردہ کو سر پر رکھ لیتا ہی اور جو زندہ ہی وہ
دریا سے بچ نہین سکتا ایسے ہی اگر تو بھی اوصاف بشری سے مرجائیگا تو بحر اسرار کا تجکو فرق سر پر رکھ لیگا آے
نحوی تو مخلوق کو بہت گدھا کہتا رہا ہی جیسے کہ عادت اہل علم کی ہی اکثر جاہل کو گدھا کہتے ہین اسوقت مین کیسا خود
گدھے کی طرح یخ مین ٹھٹھر کے رہگیا ہی آیہ کا اشارہ وقت مرگ سے ہی کہ آدمی سرد ہو جاتا ہی ہم تو تجکو علامۂ زمان
جب جانین کہ اسی وقت مین فنا اس جہان کی دیکھے اور آپ کو فنا کرے اگر یہ نہین تو کچھ علامہ نہین ہی جو شخص
نحوی ہی اسپر دروازہ بند کر دیا ہی تو تمکو نحو محو کی ہمنے سکھائی ہی خوب جان لے فقہ کی فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی
صرف کہ عبارت تینون کی اصل اصول سے ہی ای یار شگرف کم آمدین پائیگا یعنے عجز و فروتنی مین نہ یہ کہ مخلوق کو خر
سمجھے اور اپنے علم پر فخر کرے یہ تو سمجھ وہ گھڑا جو اعرابی کا ہی ایسی تو ہماری دانشین ہین اور جیسے خلیفہ ایسا دجلہ
علم خدا کا ہی آب ہماری حماقت دیکھ کہ ہم گھڑا بھرے دجلہ کو لیے جاتے ہین اس حال پر اگر ہم آپ کو خر نجانین تو بیشک
خود خر ہین آور بھلا وہ عرب بھولے گیا تو وہ معذور تھا کہ دجلہ سے غافل اور بہت دور تھا آور اگر ہماری طرح دجلہ سے
خبر ہوتا تو وہ بھی گھڑا اپنا جا بجا لیے نہ پھرتا بلکہ اگر دجلہ سے واقف ہوتا تو اُس سبو کو کسی سنگ پر مار دیتا پس یہ گھڑا
ننگ و خرد تیرا جو ناموس و ننگ سے بھرا ہی یعنے ذرا سے علم سے توقع بڑی عزت و حرمت کی مخلوق سے رکھتا ہی
اور اسی واسطے حاصل کیا ہی یہی حجاب و پردہ بحر علم خدا کا ہی اسکو پتھر پر مار دے اور اُس بحر علم کا طالب ہو

قبول فرمانا خلیفہ کا اُس ہدیہ کو بکمال نیاز اور سبو کو زر سے بھر دینا

قولہ چون خلیفہ دید و احوالش شنید ✽ آن سبو را پر ز زر کرد و مزید ✽ داد بخششہا و خلعتہاے خاص ✽ آن عرب را
کرد از فاقہ خلاص ✽ پس نقیبے را بفرمود آن قباد ✽ آنچنان بخشش و آن بحر داد ✽ کہ بوے دہ این سبوی پر ز زر ✽
چونکہ واگردد سوے دجلش ببر ✽ از رہ خشکش فتادست این سفر ✽ از رہ دجلش بود نزدیکتر ✽ چون بکشتی در نشیند
ریگ راہ ✽ خود فراموشش شود این جایگاہ ✽ ہمچنان کردند و دادندش سبو ✽ پر ز زر و بردند تا دجلہ دو تو ✽ چون بکشتی
در نشست و دجلہ دید ✽ سجدہ میکرد از حیا و مخمید ✽ کاے عجب لطف این شہ وہاب را ✽ وین عجب تر کو ستد آن
آب را ✽ چون پذیرفت از من آن دریاے جود ✽ آنچنان جنس دغل را زود زود ✽ کل عالم را سبو دان ای پسر ✽
پر شدہ از علم و خوبی تا بسر ✽ قطرۂ از دجلۂ خوبی اوست ✽ کان نمیگنجد ز پری زیر پوست ✽ و رہیدی قطرہ از دجلہ جدا ✽
این سبو او را فنا کردی فنا ✽ گنج مخفی بد ز پری چاک کرد ✽ خاک را تابان تر از افلاک کرد ✽ گنج مخفی بد ز پری جوش کرد ✽
خاک را سلطان اطلس پوش کرد ✽ آنکہ دیدندش ہمیشہ بیخودند ✽ بیخودانہ بر سبو سنگے زدند ✽ ای ز غیرت بر سبو سنگے زدہ ✽
وان سبو ز اشکست کامل تر شدہ ✽ خم شکستہ آب ازان ناریختہ ✽ صد درستی زین شکست انگیختہ ✽ جزو جزو خم برقص ست
و بحال ✽ عقل جزوی را نمودہ این محال ✽ نے سبو پیدا درین حالت نہ آب ✽ خوش ببین واللہ اعلم بالصواب ✽

چون در معنی زنے بازت کنند * پر فکرت زان که شہبازت کنند * پر فکرت شد گل آلودہ گران * زانکہ گل خواری ترا
گل شد چو نان * نان گلست و گوشت کمتر خور ازین * تا نمانی ہمچو گل اندر زمین * خاک میخور دیم عمرے در عدد * خاک
مارا خورد آخر در جزا * چون گرسنہ میشوی سگ میشوی * تند و بد پیوند و بد رگ میشوی * چون بگشتی سیر مرداری شوی *
بیخبر چون نقش دیواری شوی * بس دمے مردار و دیگر دم سگے * چون کنی در راہ شیران خوش تگی * آلتِ اشکار خود جز
سگ مدان * کمترک انداز سگ را استخوان * زانکہ سگ چون سیر شد سرکش شود * کے سوے صید و شکارے خوش
دود * آن عرب را بینوائی میکشید * تا بدان درگاہ و آن دولت رسید * المعنی قباد بالضم بادشاہ عظیم وہاب بسیار
بخشندہ جب خلیفہ نے اُس عرب کو دیکھا اور اُسکا حال سُنا اُس گھڑے کو تو زر سے بھر دیا اور اُسپر بھی زیادہ کیا
اور بخششین کین اور خلعت خاص دیا اور فاقون سے چھڑا دیا پھر اُس بادشاہ عظیم جہان بخشش بحر داد نے ایک
نقیب کو حکم دیا کہ یہ سبو پر زر اُسکو دیدے اور جب لوٹ کے جاوے اُسکو دجلہ کیطرف لیجا خشکی کی راہ سے اُسکو ایسا
لمبا سفر پڑا ہی دجلہ کی راہ سے بہت نزدیک پڑیگا جب کشتی مین سوار ہوگا سب رنج راہ جو اس جگہ تک آنے مین پڑا ہی خود
بھول جائیگا پس ایسا ہی کیا وہ سبو پر زر اُسکو دیدیا اور دجلہ تک دو تو لیگئے یعنی چھپا کے جیسے کسی چیز کو دوتہ
مین چھپاتے ہین جب کشتی مین بیٹھا اور دجلہ دیکھا سجدے کرتا تھا اور حیاسے جھک جھک جاتا تھا کہ اہی عجب
کیسا لطف اس بادشاہ بخشندہ کا ہی اور بڑے تعجب کی یہ بات کہ میرے اُس سڑیل پانی کو اُسنے لیا کیسے اُس
دریاے جود نے میری کھوٹی جنس کو زود وزود یعنے لاؤ لاؤ کرکے خرید لیا اب مقولات مولانا رح کے ہین کہتے ہین
ای پسر تمام جہان کو ایسا جان جیسے سبو پر زر اعرابی کا کہ علم و خوبی سے بھرا ہوا ہی سر تک اور لبالب سو یہ ایک
قطرہ اُسکے دجلہ خوبی کا ہی اور باوصف ایک قطرہ ہونے کے ایسا بھرا ہوا ہی کہ اپنے پوست مین نہین سماتا
اور اگر یہ سبو قطرہ کو دجلہ سے جدا دیکھتا تو اُسکو فنا فنا کر دیتی یعنے سب اُسکو مانتے اور جانتے ہوے ہین کوئی غافل
نہین غفلت انکی موت و فنا ہی وہ ایک گنج مخفی تھا کہ اُسنے خاک کو تابان تر افلاک سے کر دیا جیسا کہ فرمایا ہی کُنتُ
کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ مین ایک خزانہ چھپا ہوا تھا سو مین نے اس بات کو پسند کیا کہ پہچانا
جاؤن پس مخلوق کو پیدا کیا پھر اسی کی تائید مین فرمایا کہ وہ ایک خزانہ پوشیدہ تھا بھرا ہوا اُسنے جوش کیا اور
اس خاک کو سلطان اطلس پوش کر دیا اور جنہون نے اُسکا جلوہ دیکھا ہی وہ ہمیشہ بیخود ہین مصداق ع کازانکہ خبر
شد خبرش باز نیامد کے اور اُنھون نے بیخودون کی طرح اس سبو پر سنگ مارا ہی جسکو کل عالم اوپر فرمایا ہی ای مخاطب
بلحاظ غیر ہونے کے اگر اس سبو پر تو نے پتھر مارا اور توڑا تو سبو ٹوٹا نہین بلکہ اس شکست سے کامل تر ہو گیا
ایسا ہوا کہ خم تو ٹوٹا مگر پانی اُس سے نہ بہا اسلیے کہ یہ شکست باطنی ہی نہ ظاہری بلکہ اس شکست سے سیکڑون
درستیان پیدا ہوئین اور وہ یہ کہ جزو جزو خم کا رقص و حال مین ہی جو اس عقل جزوی ظاہری کو محال و بعید

معلوم ہوتا ہی اور معتقد علیہ اسکے نہین اسوقت مین وہ حال ہوتا ہی کہ نہ سبو معلوم ہوتا ہی نہ آب ای نہ جسم نہ جان پس اب تو اس کیفیت کو مزے سے دیکھ کہ تیرے حال کو اللہ تعالے بہت اچھے طور پر جانتا ہی کسی کی عقل جانے یا نہ جانے کیا پرواہ ہی اگر تو دروازۂ معنی پر دستک دیگا قضا و قدر ضرور کھول دینگے تو اپنی فکر ظاہری کے پروبال نوچ ڈال تو تجکو شہباز بنا دین تیری فکر کے پر مٹی کے سنے لتھڑے بھاری ہورہے ہین اس سبب سے کہ تیری عادت گل خواری کی ہی گل تجکو نان ہورہی ہی نان گل ہی اور گوشت بھی گل ہی ان دونون کو نہایت کم کھا تو تو گل کیطرح زمین مین نہ بیٹھ جائے اسواسطے کہ گلخوار کیسے سست و مضمحل ہوتے ہین ہمنے ایک عمر غذا مین خاک کھائی ہی جسکو شعر صدر مین جتایا ہی آخر اسکے بدلہ مین خاک ہمکو کھالیگی اس گلخواری کی بدولت تیری یہ کیفیت ہی کہ جب بھوکا ہوتا ہی تو سگ ہوجاتا ہی تندا اور بدپیوندا اور بدرگ اور جب سیر ہوا تو مردار ہوگیا اور مثل نقش دیوار کے بیخبر اور بیحس بس جب تیرا یہ حال ہی کہ کسی وقت مردار کسی وقت سگ تو شیرون کی راہ مین تو خوش تک کب ہوسکتا ہی تو اپنا آلہ شکار کا سگ کو جان جو نفس ہی یہ تجکو عالم لاہوت تک پہونچائے گا مگر اسکو بھوکا رکھ ہڈی اسکے آگے کم ڈال موٹا ست ہونے دے اس سبب سے کہ کتا جو موٹا اور سیر ہوتا ہی تو سرکشی کرتا ہی اور اچھی طرح صید و شکار کی طرف نہین دوڑتا اس عرب کو تو خیال کر بینوائی یہانتک کھینچ کے لائی تو اس درگاہ مین پہونچا اور وہ دولت پائی جیساکہ معلوم ہوا الخلاف شرح بحر العلوم کے پہلے شعر مین بجاے شنید کے رسید غلط ہی **قولہ** درحکایت گفتہ ام احسان شاہ ✤ درحق آن بینواے بے پناہ ✤ ہرچہ گوید مرد عاشق بوے عشق ✤ از دہانش میجہد در کوی عشق ✤ گر بگوید فقہ فقر آمد ہمہ ✤ بوے فقر آید ازان خوش دمدمہ ✤ ور بگوید کفر دارد بوے دین ✤ آید از گفت شکش بوی یقین ✤ ور بگوید کژ نماید راستی ✤ ای کژی کہ راست را آراستی ✤ کف کژ کز بحر صافی خاستست ✤ اصل صاف آن فرع را آراستہ است ✤ آن کفش را صافی و مخلوق دان ✤ ہمچو دشنام لب معشوق دان ✤ گشت این دشنام نا مطلوب او ✤ خوش ز بہر عارض محبوب او ✤ از شکر گر شکل نانے میپزی ✤ طعم قند آید نہ نان چون میمزی ✤ گر بت زرین بیابد مومنی ✤ کے ہلد اوراپے سجدہ کنی ✤ بلکہ گیرد اندر آتش افگند ✤ صورت عاریتش را بشکند ✤ تا نماند بر ذہب نقش وثن ✤ زانکہ صورت مانعست وراہزن ✤ ذات زرش داد ربانیت ست ✤ نقش بت بر نقد زر عاریت ست ✤ بہر کیکی تو گلیمی را مسوز ✤ وز صداع ہر مگس مگذار روز ✤ بت پرستی گر بمانی در صور ✤ صورتش بگذار و معنی را نگر ✤ مرد حجے ہمرہ حاجی طلب ✤ خواہ ہندو خواہ ترک و یا عرب ✤ منگر اندر نقش و اندر رنگ او ✤ بنگر اندر عزم و در آہنگ او ✤ گر سیاہ است وہم آہنگ تواست ✤ تو سپیدش وان کہ ہمرنگ تواست ✤ اینحکایت گفتہ شد زیر و زبر ✤ ہمچو کار عاشقان بے پا و سر ✤ سر ندارد کز ازل بودست پیش ✤ پا ندارد با ابد بودست خویش ✤ بلکہ چون آبست ہر قطرہ ازان ✤ ہم سرست و پا وہم بے ہر دو آن ✤ المعنی دمدمہ بفتح ہر دو دال مکر و فریب

وچاپلوسی و تن بفتحتین بت کیک ہندی پستو صداع بضم درد سر فرماتے ہین کہ ہمنے اس حکایت مین بیان جسیان
پادشاہ کا کیا ہی جیسا کہ اُسنے اُس مفلس بے پناہ کے ساتھ کیا لیکن ہی یہ کہ مرد عاشق جو کچھ کہتا ہی اُسکے دہان سے
بوے عشق ہی عشق کی کوچہ مین کو اچھلتی ہی مثلاً اگر فقہ کو کہے کہ یہ بالکل فقر ہی حال آنکہ فقہ علم شریعت کا ہی اسکو فقر
سے کیا سروکار مگر فقہ سے بوے فقر کی برملا نکلے اور اگر کفر کی بات کہے تو وہ بوے دین سے بو دار ہو اور وہ کلام
اُسکا جو شک والا ہو اُس سے بو یقین کی آئے اگر کژ بات کہے تو راستی جتائے کہ اے عجب کژ ہی تو کہ تو نے راستی کو
آراستہ کیا کف سے مراد گفت ہی اور کف برعایت بحر پس جو جھاگ کج کہ بحر صاف سے اُٹھا ہی یعنے جو بات کج کہ عاشق
کے دل سے پیدا ہوئی ہی اُسکی اصل پاک صاف ہی اُسنے اس فرع کو بھی آراستہ کر دیا ہی تو ان جھاگون کو صاف
اور راست درست جان اور ایسا سمجھ جیسے معشوق کے لب سے گالی کہ گالی اگرنا مطلوب ہی اور اسکا کوئی طالب
نہین مگر عاشق کو جو طالب عارض محبوب کا ہی خوش آتی ہی اگر شکر سے بشکل نان کے کچھ پکائے تو جب کھائیگا
اُسمین مزہ قند کا آئیگا نہ روٹی کا کسواسطے کہ اصل اُسکی شکر ہی نہ گندم اور دشنام کی اصل لب معشوق اگر کوئی مومن
بت زرین پائے تو وہ اُسکو کسی سجدہ کرنے والے کے سجدہ کے واسطے ہرگز نہین چھوڑیگا بلکہ اُسکو لیکے آگ مین
ڈالیگا اور اُسکی صورت عاریتی کو جو بت کی پیدا ہو گئی ہی بگاڑیگا اسواسطے کہ اس سونے پر نقش بت کا نہ رہے
اسلیے کہ صورت آدمی کو معنی سے مانع اور راہزن ہی نہ یہ کہ زر کو پھینکدے کسواسطے کہ وہ زر اُسکو داد الٰہی ہی نقش
بت کا جو اُسپر ہی یعنے ذات زر پر وہ عاریت ہی تو جوئون کے سبب سے کنبل مت جلا اور مکھیون کی دقت وو درد سر
سے دن کا کھانا مت چھوڑ ان اشعار سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تو عاشق کی اس قسم کی باتون پر جو مذکور ہوئین مثل کفر اور
کج وغیرہ کے مت جا اُسکی اصل کو دیکھے رہ بت پرست مت بن اگر صورت مین پھنسا رہے گا بیشک بت پرست
ہی ٹھہریگا تو اُسکی صورت کو چھوڑ اور معنی کو دیکھ تو مرد حج کا ہی یعنے قصد حج کا رکھتا ہی کوئی حاجی جس نے حج کر لیا ہو
اپنے ساتھ کو ڈھونڈھ اور وہ چاہے ہند و ہو چاہے ترک چاہے عرب تو اُسکے رنگ و نقش کا مت خیال کر اُسکے
عزم و ارادہ کو دیکھ کہ تجھ سے پہلے حاجی ہو چکا ہی وہ اگر سیاہ ہی اور تیرا ہم آہنگ ہی تو تو اُسکو اپنی طرح سپید
جان کسواسطے کہ جس رنگ مین تو ہی اُسی رنگ مین وہ ہی آخر ایک ہی رنگ تو ہوا فرماتے ہین کہ یہ حکایت اول سے
آخر تک جو مراد زیر و زبر سے ہی مثل کام عاشقون کے کہ عشق ہی بے پا و سر کہی گئی اور بے پا و سر اس اعتبار سے کہ
سر اسکا تو یون نہین کہ یہ ازل سے پہلے ہی جسکی صفت لا ابتدا لہ ہی بے پا اس لحاظ سے کہ یہ ابد کی خویش و یگانہ
ہی جسکا وصف لا انتہا لہ اور عشق کا ہونا قبل ازل سے ثابت چنانچہ منجملہ اول اقوال مولانا جامی رحمہ کے یہ شعر ہی
شعر نواے دلبری باخویش میساخت ٭ قمار عاشقی باخویش میباخت ٭ اب فرماتے ہین بلکہ یہ حکایت مثل
دریا کے ہی ہر قطرہ جسکا یعنے نقطہ نقطہ ایک دریا ہی کہ اُسکا سر بھی ہی اور پانون بھی اور دونون نہین بھی اگر ہی

تو سر اسکا کنارہ اور پانون اُسکے روانی اور بظاہر نہ سرنہ پا نون انحلاف شرح بحر العلوم مین وثن کو و تن مروجی کور وزسر نہ ارد کو سر کدار د قولہ حاش للہ این حکایت نیست ہین ٭ نقد حال ما و تست این خوش ببین ٭ پیش ہر صوفی کہ او با فر بود ٭ ہرچہ آن ماضیست لا یذکر بود ٭ چون بود فکرش ہمہ مشغول حال ٭ نا ید اندر ذہن او فکر مآل ٭ ہم عرب ما ہم سبو ما ہم ملک ٭ جملہ مَا یُوفَکُ عَنْہُ مَنْ اُفِکْ ٭ عقل شو دان این فنون نفس و طبع ٭ این دو ظلمانی و منکر عقل شمع ٭ بشنو اکنون اصل انکار از چہ خاست ٭ زانکہ کل را گونہ گونہ جزوہاست ٭ جزو کل نے جزوہا نسبت بکل ٭ نے چو بوے گل کہ باشد جزو گل ٭ لطف سبزہ لطف جزو گل بود ٭ بانگ قمری جزوی از بلبل بود ٭ گر شوم مشغول اشکال و جواب ٭ تشنگان را کے توانم داد آب ٭ گر تو اشکالے بکلی و حرج ٭ صبر کن اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجْ ٭ احتما کن احتما ز اندیشہا ٭ زانکہ شیر انند در این بیشہا ٭ احتماہا برد واہا سرورست ٭ زانکہ خاریدن فزونی گرست ٭ احتما اصل دوا آمد یقین ٭ احتما کن قوت جانت ببین ٭ قابل این گفتہا شو گوشدار ٭ تاکہ از زر سازمت من گوشوار ٭ گوشوار و چہ کہ کان زر شوی ٭ تا بماہ و تا ثریا بر شوی ٭ اولا بشنو کہ خلق مختلف ٭ مختلف جانند از یا تا الف ٭ در حروف مختلف شور و شکیست ٭ گرچہ از یک رو ز سر تا پا یکیست ٭ از یکے رو ضد و دیگر متحد ٭ از یکے رو ہزل و از یک روے جد ٭

المعنی حاش للہ پاکی ہو واسطے اللہ کے اشکال بالکسر دشواری و بالفتح صورتہا و رسنہا حرج تنگی و سختی احتما بالکسر پرہیز کرنا بیمار کا اور حمایت کرنا متحد ایک ہونا جد بالکسر بمعنے کوشش و ضد ہزل اوپر جو لکھا ہو این حکایت سو حاش للہ یہ حکایت نہین خبردار یہ نقد ہمارے تیرے حال کا ہو اسکو اچھی طرح دیکھ اور غور کر جو شخص کہ صوفی ہو اور بافر ہو وہ ماضی پر نظر نہین کرتا ماضی کو لا یذکر جانتا ہو اور جو ہمہ تن فکر اُسکے حال مین مشغول ہوتی ہو اس سبب سے اُسکے ذہن مین فکر مآل وانجام بھی نہین گذرتی اور جو یہ کہتے ہین کہ عرب بھی ہم ہین سبو بھی ہم ملک بھی ہم یہ سب وہ ہو کہ بہتان کیا جاتا ہو اسپر قسم بہتان سے یہ جملہ فنون نفس و طبع کے ہین تو عقل بن اور ان کو پہچان یہ دونون اندھیری ہین اور منکر عقل کے جو مثل شمع کے ہو عقل شمع میری دانست مین مثل لب لعل کے ہو آب مجھ سے سن کہ اصل انکار کی باہم نفس و طبع اور عقل کے کیسے پیدا ہوئی ایسے پیدا ہوئی کہ وہ ذات جو کل ہو اُسکے قسم قسم کے جزو ہین اور یہ جزو جزو کل کے تو ہین لیکن ایسے جزو نہین کہ کل سے ان کا لگاو ہو جیسے بو گل کی کہ جزو گل کی ہوتی ہو یہ ایسے جزو نہین ہین ایسا جاننا چاہیے جیسے سبزہ کا لطف جزو ہو لطف گل کا اور بانگ قمری کی جزو بانگ بلبل کی کہ بذات خود جدا جدا ہین آپ فرماتے ہین کہ اگر مین مشغول ان دشواریون اور جواب کا جو ان مین ہین ہون تو پیاسون کو پانی کیسے پہونچاؤن پیاسون سے مراد مشتاقان مثنوی ہین اور اگر تو ابھی اشکال و حرج کلی کے ساتھ ہو کہ کل بیان کیا جاے تو صبر کر اس واسطے کہ صبر کنجی کشود کی ہے اشکال و حرج ایسا ہے جیسے زید عدل تو بیمار اندیشون کا ہو ان سے پرہیز کر اور پھر کہتا ہون پرہیز کر اس واسطے کہ یہ جنگل شیرون کے ہین خود جانتا ہو

پرہیز سب دواؤن کا سردار ہی بہت کر یدمت کر اسواسطے کہ بہت کان کریدنے سے بہرا پن ہی بڑھتا ہی جملہ
دواؤن کی اصل پرہیز ہی اسپر سب کا یقین ہی تو پرہیز کر پھر اپنی جان کی قوت دیکھ کیسی بڑھتی سب ہے تو میری ان
باتون کو مان وقبول کر اور سن تو مین ایک گوشوارہ زر کا تیرے واسطے بناؤن اور گوشوارہ کیا جیسے ہی کان زر
کی ہوجائے اور ماہ وثریا پر پہونچ جائے آگے بیان اُسی گوشوارے کا ہی فرماتے ہین کہ اول تو اس بات کو سن کہ
یہ خلق مختلف سب مختلف الحال ہین مثل حروف الف بے کے یا سے الف تک کہ الف مراد واحد احد سے ہی اور جو
یا سے الف تک کہا نہ بالعکس تو یہ ایسا ہی جیسے نیچے سے اوپر کو جانا بنظر ترتیب حروف الف بے کہ الف سے
یا تک ہین اس سبب سے کہ غرض بیان مخلوق سے ہی اور ساری مخلوق پستی مین ہی اور سب سے بالا حضرت
واجب تعالے یا بضرورت قافیہ کے ایسا فرمایا ہی بنظر تأمل کہ دونون طرح واحد ہی آپ جو حروف
کہ مختلف ہین اُن مین شور وشک ہی مثلاً ب ت ث اگرچہ یکرو ہین اور یک رو ئی کے سبب سے سراپا
ایک ہین مگر نقطے جو مثل نقطون شک کے لگے ہوے ہین کہ منشا ے اختلاف مذاہب ہین یہی باعث فتنہ اور شور
باہم کرکے ہین اور یہ جو یکرو ہین کوئی ان مین ایک دوسرے کی ضد ہین کوئی متحد ہین مثلث مثلاً سنی شیعہ کہ دونون
مسلمان ہین اور کوئی اہل ہزل اور کوئی اہل جد جیسے اشقیا اور اتقیا کہ یہ بھی اسلام کے رو سے یکرو ہین الخلاف
شرح بحر العلوم مین بجاے حال ما دست کے حال اوما ہم ملک کو ماتم ملک اور رفتن کو وزن خاست کو خواست چو
بوکل چہ بو الصبر کو کا لصبر احما کو اجتما حالند کی جگہ جا لند اور جد کو حد قولہ پس قیامت روز عرض اکبر ست ٭ عرض او
خواہد کہ بازیب وفرست ٭ ہر کہ چون ہندوے بدسو دائیست ٭ روز عرضش نوبت رسوائیست ٭ چون ندارد
روے ہمچون آفتاب ٭ او نخواہد جز شبے ہمچون نقاب ٭ برگ یک گل چون ندارد خار او ٭ شد بہاران دشمن اسرار
او ٭ وانکہ سرتا پا گلست وسوسن ست ٭ پس بہار او را دو چشم روشن ست ٭ خار بیمعنی خزان خواہد خزان ٭ تا زند پہلو
خود با گلستان ٭ تا بپوشد حسن آن ورنگ این ٭ تا نہ بینی فنگ وآن ورنگ این ٭ پس خزان او را بہار
است وحیات ٭ یک نماید سنگ یا قوتی زکات ٭ باغبان ہم داند آنرا در خزان ٭ لیک دید یک بہ از دیدجہان ٭
خود جہان این یک ست وباقیان ٭ جملہ اتباع وطفیل اند اے فلان ٭ او جہان کامل ست ومفرد ست ٭
نسخۂ کل وجود او را بدست ٭ پس ہمی گویند ہر نقش ونگار ٭ مژدہ مژدہ نک ہمی آمد بہار ٭ تا بود تابان شگوفہ
چون زرہ ٭ تا کنند آن میوہا پیدا گرہ ٭ چون شگوفہ ریخت میوہ سر کند ٭ چونکہ تن بشکست جان سر بر کند ٭
میوہ معنی او شگوفہ صورتش ٭ آن شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش ٭ چون شگوفہ ریخت میوہ شد پدید ٭ چونکہ آن
کم شد شد این اندر مزید ٭ تا کہ نان نشکست قوت کے دہد ٭ ناشکستہ خوشہا کے مے دہد ٭ تا ہلیلہ
نشکند با ادویہ ٭ کے شود خود صحت افزا ادویہ ٭ المعنی غرض بانفخ ظاہر کرنا کسی چیز کا کسی پر بہا ...ان مین

الف نون زائدہ ہی پھر فرماتے ہین کہ یہان دنیا مین تو یہ حال و اختلاف ہی جو اشعار صدر مین مذکور ہوا مگر قیامت کا دن
عرض اکبر کا ہی گو خدا تعالے پر اب بھی کچھ چھپا نہین لیکن اُس دن عرض اکبر ہوگا کہ سب کو اپنے اپنے عمل اُسپر
ظاہر کرنا ہون گے پس عرض وہی چاہیگا جو با زیب و با فر ہوگا اور جو کوئی مثل ہندو نہایت سیہ کار و سیہ رو ہی
عرض کے دن اُسکی بڑی رسوائی کی ہی اب نہین چھپ سکتا پھر فرماتے ہین جسکی ایسی صورت روشن نہین ہی جیسے
آفتاب وہ یہی چاہتا ہی کہ رات ہی رہے جو مثل نقاب کے ہی کہ میرا عیب ڈھکا ہی اُسکو وہ دن سخت ناگوار ہوگا اسلیے
کہ جب وہ بالکل خار ہی ایک گل کا سامان بھی نہین رکھتا تو وہ بہار اُسکے اسرار کی دشمن ہوگی جیسا کہ قیامت کے
روز کافر و بد اعمال دنیا کو یاد کرین گے اور چاہین گے اور جو سر سے پانون تک گل ہی اور سوسن ہی یعنی آزاد اُسکی
اُس بہار سے دونون آنکھین روشن ہین اُسکو کچھ غم نہین ہان خار جو بے معنی ہی خزان ہی چاہتا ہی تا گلستان
کے ساتھ ہم نشست ہو اور اُسکے پہلو مین رہے اور چونکہ خزان مراد دنیا سے ہی جو حسن گل اور ننگ خار کو چھپائے
ہوئے ہی کہ نہ تجھپر اُسکی خوبی ظاہر ہی نہ اُسکی ننگ دونون کو نہین جان سکتا اسلیے کہ یہان دونون برابر و یکسان ہین
پس خار کے لیے خزان ہی بہار و حیات ہی کہ وہ سنگ و یاقوت کات کو ایک دکھا رہی ہی کات نام ایک شہر کا ہی خراسان
سے معلوم ہوتا ہی کہ یاقوت وہان کا اچھا ہوتا ہی البتہ اُسکو باغبان خزان مین بھی جانتا ہی کہ یہ خار ہی یعنے کامل
اُسکے نیک و بد سے خوب واقف ہی کہ یہ حسن و خوبی سے بالکل عاری ہی اور اُس کامل ایک شخص کا دیکھنا اچھا ہی
سارے جہان کے دیکھنے سے جو حشر کے دن دیکھین گے پھر فرماتے ہین کہ اے فلان اس کامل کو یک کس مت جان
یہ خود ایک جہان ہی سوا اُسکے جو باقی ہین سب اسی کے تابع اور طفیل ہین جیسے قطب الاقطاب کے ہوتے ہین
اور وہی جسکو یک کس کہا ہی ایک جہان کامل ہی اور ہی مفرد کل وجود کا نسخہ اُسکے ہاتھ مین ہی سب کو دیکھتا جانتا ہی
پس اُس نسخہ مین جو نقش و نگار ہین یعنے نیک و صالح یا ہم فردہ پر فردہ پہونچاتے ہین کہ دیکھو اب بہار آتی ہے
اور اب شگوفہ زر ہونے کی طرح چمکتے ہین اور اُن شگوفون مین جو میوون کی گرہ ہین ظاہر ہوتی ہین معمول ہی جب شگوفہ
یعنے میوہ کا پھول جھڑ جاتا ہی میوہ ظاہر ہوتا ہی ایسے ہی جب تن شکستہ ہوتا ہی اور چھوٹتا ہی جان ظہور کرتی ہی لاجرم
شگوفہ صورت ہی اور میوہ معنی ہی گویا شگوفہ مژدہ ہی میوہ اُسکی نعمت اور جب شگوفہ جھڑ گیا میوہ ظاہر ہوا
پس وہ کم ہوا اسکی زیادتی ہوئی تیری دانست مین بہار موت ہی شگوفہ عمل صالح میوہ نتیجہ اُسکا شگوفہ کا جھڑنا
عمل سے چھوٹ جانا کہ بعد موت کوئی عمل نہین اب نتیجہ ہی نتیجہ ہی اب دونون شعر بعد کے نظیر ہین یعنے جبتک
روٹی توڑ کے کھاتے نہین قوت نہین دیتی اور بیدون توڑنے خوشہ کے شراب نہین بنتی اور جب تک ہلیلہ
اور دوا اون کے ساتھ ٹوٹ کے نہین ملتا وہ دوا صحت افزا نہین ہوتی غرض ان دونون نظیرون سے شکست
ہی جیسے اوپر کہا ہی چون کہ تن بشکست الخ اختلاف شرح مین بہار اور اسکے بجاے بہار او غلط ہی اور بجاے

اور یہ کے رہ جو معنی شش کے ہیں لکھا ہی اور ہو سکتا ہی

بیان صفت پیر کہ کون ہی اور پیروی اُس کی کس طور پر چاہیے

قولہ اے ضیاء الحق حسام الدین بگیر ٭ یک دو کاغذ بر فزا در وصف پیر ٭ گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار ٭ لیک بی تو کار ٭ گرچہ جسم نازکت را زور نیست ٭ لیک بے خورشید ما را نور نیست ٭ گرچہ مصباح و زجاجہ گشتۂ ٭ لیک سرخیل دل و سررشتۂ ٭ چون سر رشتہ بدست و کام تست ٭ در ہاے عقد دل ز انعام تست ٭ بر نویس احوال پیر راہ دان ٭ پیر را بگزین و عین راہ دان ٭ پیر تابستان و خلقان تیرماہ ٭ خلق مانند شبند و پیر ماہ ٭ کردہ ام بخت جوان را نام پیر ٭ کو ز حق پیر ست نے ز ایام پیر ٭ او چنان پیر ست کش آغاز نیست ٭ با چنان در یتیم انباز نیست ٭ خود قوی تر می بود خمر کہن ٭ خاصہ آن خمری کہ باشد من لدن ٭ پیر را کہ بگزین کہ بے پیر این سفر ٭ ہست بس پر آفت و خوف و خطر ٭ آن رہے کہ بارہا تو رفتۂ ٭ بے قلاوز اندران آشفتۂ ٭ پس رہے را کہ نرفتستی تو ہیچ ٭ ہین مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ ٭ ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد ٭ او ز غولان گمرہ و در چاہ شد ٭ المعنی مصباح بالکسر چراغ زجاجہ بضم قندیل آبگینہ ذرہ بالضم و تشدید یا مروارید بزرگ عقد بالکسر ہندی لڑی تیرماہ ساون من لدن از نزد خدا غول بالضم دیو و جن جو بیابان مین رہتے ہین اور لوگون کو بہکاتے ہین مولانا رح فرماتے ہین اور ضیاء الحق حسام الدین کی طرف مخاطب ہین کہ ایک دو کاغذ اور وصف پیر مین آپ کچھ بڑھا اور زیادہ کر اگرچہ جسم تیرا نہایت نازک و نزار ہی متحمل ایسی تکلیف کا نہین لیکن کیا کیجیے کہ کام جہان کا بے تیرے نہین نکلتا پھر کہتے ہین اگرچہ تیرے جسم نازک مین زور نہین ہی مگر خورشید بغیر ہماری آنکھین بھی تو روشن نہین اگرچہ تو مصباح و زجاجہ ہو گیا ہی لیکن سرگروہ اور سر رشتہ دل کا ہی تلمیح ہی آیہ کریمہ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ سے مثال اللہ کے نور کی ایسی جیسے چراغدان اُسپر چراغ اور چراغ بھی شیشہ کی قندیل مین یہ نہایت مبالغہ اُسکی صفت مین ہی کہ تو خدا کا نور ہو گیا ہی اور خدا کے نور کا قندیل اور جو سر رشتہ دل کا تیرے اختیار و تیرے منہ مین ہی لہذا یہ مروارید بزرگ جو میرے دل کی نظم مین ہین تیرے ہی عطا و انعام سے ہین تو کچھ احوال پیر راہ دان کا لکھ چنانچہ اُنھین کی طرف سے لکھتے ہین کہ پیر کو مخلوق مین سے چھانٹ لے اور اُسکو راہ دان کیا معنی عین راہ سمجھ پیر ایسا ہی جیسے موسم گرمی کا اور مخلوق جیسے ساون کا مہینہ جسقدر گرمی زیادہ ہو گی اُسی قدر ساون مین برسے گا اور مخلوق کو نفع پہونچے گا مخلوق ایسی ہی جیسے رات تیرہ و تاریک اور پیر جیسے ماہ کہ اُسکے نور ہدایت سے راہ کے نشیب و فراز نظر آتے ہین پیر ایک بخت جوان ہی مخلوق کے لینے کہ فوائد بخت جوان سے ظاہر ہین اُسکا نام پیر رکھا ہی لیکن اس سبب سے پیر اُسکا نام نہین رکھا ہی کہ وہ زمانہ کا پیر کیا ہوا ہی اور عمر بلکہ خدا کی طرف سے پیر ہی پیر عمر کی تو ابتدا ہی کہ فلان سنہ کی پیدائش ہی یہ ایسا پیر ہی کہ اسکا کوئی آغاز نہین پیر عمر کی عمری مین شریک بھی ہوتے ہین یہ در یتیم ہی

اُسکا کوئی شریک نہین دیکھو شراب پُرانی کیسی قوی ہوتی ہے یہ بھی پُرانی شراب ہے اور خاص وہ شراب جو من لدن یعنے عطاے الٰہی سے ہے پھر اسکی قوت کو خیال کرو تو پیر کو حافظ اور اختیار کر کہ بے پیر کے یہ سفر راہ خدا کا پر آفت اور پرخوف وخطر ہے خیال تو کر وہ راہ کہ جسمین بار ہا تو گیا ہے بے رہبر کے اُسمین کیسا پریشان ہوتا ہے پھر وہ راہ کہ جس مین کبھی نہین چلا ہے خبردار تنہا مت جا اور رہبر کو مت چھوڑ جو شخص بے مرشد کے اس راہ مین چلا وہ ضرور غول وشیطان سے گمراہ ہوا اور کنوین مین گرا قولہ گر نباشد سایہ پیر اے فضول ۞ پس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول ۞ غولت از رہ افگند اندر گزند ۞ از تو داہی تر درین رہ بس بدند ۞ از نبی بشنو ضلال رہروان ۞ کہ چسان کرد آن ابلیس بدروان ۞ صدہزاران سالہ راہ از راہ دور ۞ بردشان وکردشان ادبار وعور ۞ استخوانہا شان ببین و موے شان ۞ عبرتے گیر و مران خر سوے شان ۞ گردن خر گیر و سوے راہ کش ۞ سوے رہبانان ورہدانان خوش ۞ ہین مہل خر را ودست ازوے مدار ۞ زانکہ عشق اوست سوے سبزہ زار ۞ یکزمانے گر بغفلت واہلیش ۞ او رود فرسنگہا سوے حشیش ۞ دشمن راہ ست خر مست علف ۞ اے بسا خربندہ را کردہ تلف ۞ گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست ۞ عکس آن کن خود بود آن راہ راست ۞ شاوِرُوْہُنَّ پس انگہ خالفوا ۞ اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِہِنَّ تالِفُوا ۞ با ہوا و آرزو کم باش دوست ۞ چون یُضِلُّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہ اوست ۞ این ہوا را نشکند اندر جہان ۞ ہیچ چیزے ہمچو سایہ ہمرہان ۞ المعنی عور بوا ومحروف برہنہ حشیش گیاہ خربند مالک خر یعنے اے فضول اگر تیرے سر پر سایہ پیر کا نہوگا تو بانگ غول کی تجکو سرگشتہ اور گمراہ کرے گی اور یہ غول تجکو راہ سے پھیر کے نقصان مین ڈالیگا تجھ جیسے داہی بلکہ زیادہ اُس راہ مین بہت ہوے ہین قرآن سے گمراہی ان رہروون کی سُن کہ انکے ساتھ ابلیس بدروان نے کیسا کیا لاکھون برس کی راہ جو راہ راست سے دور تھی اُسپر انکو ڈالا اور بدبختی سے برہنہ کیا اُنکی ہڈیان وکھو اور بال دیکھ اور عبرت پکڑ اور اپنے خر کو اُس طرف مت ہانک قید موے شان کی اس سبب سے ہے کہ یہ مدتون رہتے ہین تو اپنے گدھے کی گردن پکڑ اور راہ پر کھینچ لا اور رہرا ہیان اور زاہدان ہین اچھے اُنکی طرف لیجا خبردار تو اپنے خر کو خود راے مت چھوڑ اور ہاتھ اُس سے الگ مت کر اسواسطے کہ یہ سبزہ زار کا عاشق ہے یعنے اچھی خورش کا اسکو روکے رہ ایک دم بھی اگر غفلت سے اس کو چھوڑ دے گا تو گھاس کی خاطر کوسون چلا جاویگا مطلب یہ کہ خر اونفس ہے اگر خوش خوراک بنائیگا تو پھر قابو مین نہین آنے گا جو خر مست علف کا ہے وہ راہ کا دشمن ہے ہر جگہ منھ مارے گا اسی سبب سے بہت خربند تلف ہوے ہین اور اسکے منھ مارنے کی آفت مین پڑے ہین اگر تو راہ سے ناواقف ہے تو ہے ہم تجکو بتاتے ہین کہ جو کچھ خر تیرا چاہے اُسکے خلاف کر بس یہی سیدھی راہ ہے یہ نفس تیرا مونث ہے اور مونثات کے معاملے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شَاوِرُوْہُنَّ ثُمَّ خَالِفُوْہُنَّ اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِہِنَّ تالِفُوا یعنے عورتون سے مشورہ تم کرو مگر اُسکے خلاف کرو اور بیشک جو خلاف نہین کرتے گا مارا پڑے گا اسلیے کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین بس خلاف انکا ٹھیک پڑیگا

یہی حال نفس کا ہے تو حرص و آرزو کا دوست مت بن اور وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دھیان کر کہ یہ اللہ کی راہ سے بہکانے والے ہین مت پیروی کر حرص کی کہ بہکائے تجکو اللہ کی راہ سے لیکن اسکے توڑنے والے جہان مین سوائے سایہ ہمراہیون کے یعنی جو اس راہ پہ چلنے والے ہین اور کوئی چیز نہین ہے

وصیت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی رضہ کو قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلٰی خَالِقِهِمْ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَی اللّٰهِ بِاَنْوَاعِ الْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقْهُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالزُّلْفٰی عِنْدَ النَّاسِ فِی الدُّنْيَا وَعِنْدَ اللّٰهِ فِی الْاٰخِرَةِ جسوقت کہ تقرب ڈھونڈھین لوگ اپنے خالق کے سامنے قسم قسم نیکیون سے تو تقرب ڈھونڈھ اے علی اللہ کی طرف قسم قسم کی عقل اور انواع انواع دل سے پس تو سبقت کرے گا لوگون پر درجات و تقرب مین لوگون کے نزدیک دنیا مین اور اللہ کے نزدیک آخرت مین

قوله گفت پیغمبر علی را کاے علی ❊ شیر حقی پہلوانے پر دلی ❊ لیک بر شیرے مکن ہم اعتمید ❊ اندر آ در سایۂ نخل امید ❊ ہر کسے کز طاعتے پیش آورند ❊ بہر قرب حضرت بیچون وچند ❊ تو تقرب جو بعقل سر خویش ❊ نے چو ایشان بر کمال بر خویش ❊ یا علی از جملۂ طاعات راہ ❊ برگزین تو سایۂ خاص الٰہ ❊ ہر کسے در طاعتے بگریختند ❊ خویشتن را مخلصی انگیختند ❊ تو برو در سایۂ عاقل گریز ❊ تا رہی زان دشمنے پنہان ستیز ❊ از ہمہ طاعات اینت لائق ست ❊ سبق یابی بر ہر آنکو سابق ست ❊ چون گرفتی پیر ہن تسلیم شو ❊ ہمچو موسے زیر حکم خضر رو ❊ اندر آ در سایۂ آن عاقلے ❊ کش نتاند برد از رہ ناقلے ❊ پس تقرب جو بدو سوے الٰہ ❊ سر مپیچ از طاعت او ہیچگاہ ❊ زانکہ او ہر خار را گلشن کند ❊ دیدہاے کور را روشن کند ❊ ظل او اندر زمین چون کوہ قاف ❊ روح او سیمرغ بس عالی طواف ❊ دستگیر و بندۂ خاص الٰہ ❊ طالبان را میبرد تا پیشگاہ ❊ گر بگویم تا قیامت نعت او ❊ ہیچ او را غایت و مقطع مجو ❊ آفتاب روح رانے آن فلک ❊ کہ ز نورش زندہ اند انس و ملک ❊ در بشر روپوش گشت ست آفتاب ❊ فہم کن واللہ اعلم بالصواب ❊ المعنی پردل بہادر اعتمید امالہ اعتماد بر نکوی سبق بالفتح پیش رفتن ناقل ایک جگہ سے دوسری جگہ سے جانے والا پیشگاہ صدر مجلس و صحن خانہ ایک دفعہ حضرت نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی تم شیر حق کے ہو اور پہلوان و پردل ہو لیکن اپنی شیری پر بھروسا مت کرو اور کسی نخل امید کے سایہ مین داخل ہو جس سے امید بر آئے جو لوگ کہ طاعت پیش لاتے ہین تو اسی واسطے کہ قرب خدا تعالےٰ کا حاصل ہو جو بیچون و چند ہے تم اسکا قرب اپنی عقل و دل سے ڈھونڈھو نہ اورون کی طرح نیکی و کمال سے اے علی جملہ طاعات سے جو اس راہ مین کرو ان سب سے سایہ کسی خاص بندہ خدا کا اختیار کرو ہر کسی نے ایک طاعت اختیار کی اور اپنے واسطے ایک مخلص پیدا کیا تم جاؤ اور کسی عاقل کے سایہ مین پناہ پکڑو تب اس چھپے دشمن نفس سے رہائی پاؤ گے جملہ

طاغوتوں سے تمھارے لائق یہی ہی اور جو لوگ سابق ہین اُن پر اسی سے سابق ہو جاؤ گے جب تم نے پیر ہین تعلیم کا پہنا تو جاؤ موسیٰ کی طرح خضر کے حکم مین چلو ظاہر ہی خضر صرف نبے تھے اور موسی رسول اولوالعزم لیکن بموجب حکم رب کے موسیٰ کو خضر کے حکم مین چلنا پڑا واسطے حصول ہدایت کے تم اُس عاقل کے سایہ مین داخل ہو کہ اسکو تمھارے سر سے کوئی دوسری جگہ نہ لیجا سکے بس ایسے سے قرب خدا کا ڈھونڈھو اور اُسکی طاعت سے کسی وقت مت پھیرو اس سبب سے کہ وہ ہر خار کو گل کیا گلشن بناتا ہی اور اندھون کو انکھیارہ کرتا ہی اُسکا سایہ زمین مین ایسا ہی جیسے کوہ قاف بے جنبش اور روح اُسکی ایک سیمرغ عالی طواف ہی وہ اللہ کا خاص بندہ ہی اور لوگون کا دستگیر کر طالبون کو صدر مجلس تک پہونچاتا ہی جو قرب الٰہی ہی اگر مین اُسکی نعت قیامت تک کرون تو اُسکی نہایت و مقطع کو تب بھی مت ڈھونڈھو وہ آفتاب روح کا فلک ہی اور وہ فلک نہین جس کے نور سے انس و ملک زندہ ہین یہ اور ہی فلک ہی وہ ایک آفتاب ہی بشر مین چھپا ہوا بس اسی کو سمجھ لو اور اللہ ہی اچھی طرح جاننے والا ہی اختلاف شرح مین جو بدو کو جو یہ ولکھا ہی قولہ صبر کن بر کار خضر اے بے نفاق ٭ تا نگوید خضر رو ہذا فراق ٭ گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن ٭ گرچہ طفلی را کشد تو مو مکن ٭ دست او را حق چو دست خویش خواند ٭ تا ید اللہ فوق ایدیہم براند ٭ دست حق میراندش زندہ کند ٭ زندہ چہ بود جان پایندہ کند ٭ یار باید راہ را تنہا مرو ٭ وز سر خود اندرین صحرا مرو ٭ ہر کہ تنہا نادرین رہ را برید ٭ ہم بعون ہمت پیران رسید ٭ دست پیر از غائبان کوتاہ نیست ٭ دست او جز قبضۂ اللہ نیست ٭ غائبان را چون چنین خلعت دہند ٭ حاضران از غائبان لاشک بہند ٭ غائبان را چون نوالہ مید ہند ٭ پیش مہمان تا چہ نعمتہا نہند ٭ گو کسی کو پیش شہ بندد کمر ٭ با کسے کہ ہست بیرون سوے در ٭ فرق بسیارست ناید در حساب ٭ آن ز اہل کشف واین ز اہل حجاب ٭ جہد کن تا رہی با بے درون ٭ ورنہ مانی حلقہ وار از در برون ٭ چون گزیدی پیر نازک دل مباش ٭ سست وریزیدہ چو آب و گل مباش ٭ ور بہر زخمے تو پر کینہ شوی ٭ پس کجا بے صیقل آئینہ شوی ٭ المعنی مو کندن بال کھسوٹنا جیساکہ ماتمی لوگ کھسوٹتے ہین لو لکہ کشف بالفتح کھولنا اور پردہ کسی چیز سے اٹھا دینا فرماتے ہین اے بے نفاق خضر کے کام پر جو کچھ وہ کرے صبر کر تو ایسا نہو حضرت موسیٰ کی طرح دق ہو کے کہدے جاؤ اب ہمارے تمھارے جدائی ہی جیسے موسی سے کہدیا تھا ہذا فراق بینی و بینک اگر وہ کشتی توڑے دم مت مار اور اگر کسی طفل کو مار ڈالے بال مت کھسوٹ جیسے خضر نے کشتی توڑی اور لڑکے کو مارا اُسکے ہاتھ کو خدا تعالے نے اپنا ہاتھ کہا ہی جب تو ید اللہ فوق ایدیہم جاری کیا ہی یعنے اللہ کا ہاتھ اولیا کے ہاتھ پر ہی وہ ہاتھ حق کا پھیرتا ہی اور زندہ کرتا ہی بلکہ زندہ کیا جان پایندہ بخشتا ہی خبردار اس راہ مین بدون یار کے تنہا مت چل اور اپنی خودسری سے اس صحرا مین ہرگز مت چل جسنے تنہا بطور شاذ و نادر کے اس راہ کو قطع کیا وہ بھی پیرون ہی کی ہمت کی مدد سے پہونچا اگر یہ کہا جاسے کہ وہ تنہا چلا پھر پیرون کی مدد

کیسی تو کہتے ہین کہ پیر کا ہاتھ غائبون سے بھی کوتاہ نہین ہی اور اُسکا ہاتھ سوا قبضہ اللہ کے نہین ہی پس یہ لوگ جب غائبون کو ایسا خلعت دیتے ہین حاضر تو بیشک غائبون سے اچھے ہین خیال کرنا چاہیے کہ جب غائبون کو نوالہ دیتے ہین تو مہمان کے سامنے کیسی نعمتین نہ رکھین گے کہان ہی وہ شخص جو سامنے بادشاہ کے کمربستہ کھڑا ہی مقابل اُس شخص کے جو باہر دروازہ کے کھڑا ہی اور اہل حجاب جو غائبون کی عون و مدد سے تعجب کرین تو کیون نکرین اسواسطے کہ اہل کشف اور اہل حجاب مین بہت بڑا فرق ہی جو حساب و شمار مین نہین آتا اب تو ایسی جہد و کوشش کر کہ اُنکے درون مجلس مین راہ و دخل پائے نہین تو حلقہ کے مثل باہر دروازہ کے رہجائے گا اور یہ بھی تجھسے کہے دیتا ہون کہ جب تو پیر اختیار کرے تو نازک دل مت ہو کہ ذرا مین بگڑ گئے اور سست اور گرا پڑا اُنکی طرح جو محض آرام طلب اور بالکل آب و گل ہین مت بن مستعد ملامت ہو خیال تو کر اگر ذرا ذرا زخم مین تو پرکینہ ہوگا تو بے صیقل کے آئینہ کب بنے گا آخر آئینہ کو بھی تو کھرچتے چھیلتے ہین جب جلا پاتا ہی بخلاف شرح مین بجاے باکسے تا کسے دروازہ برون کی جگہ از اندرون اور رو رہبر کو در بہر غلط لکھا ہی

حکایت قزوینی کی کہ اسنے جسم پر صورت شیر کی بنوائی اور زخم سوزن سے گھبرایا

قولہ این حکایت بشنو از صاحب بیان ∴ در طریق عادت و قزوینیان ∴ بر تن و دست و کتفها بید رنگ ∴ میزنند از صورت شیر و پلنگ ∴ بر چنان صورت بیاپے بے گزند ∴ از سر سوزن کبودیها زنند ∴ سوے دلاکی بشد قزوینئی ∴ کہ کبودم زن بستان شیرینئی ∴ گفت چہ صورت زنم ای پہلوان ∴ گفت برزن صورت شیر ژیان ∴ طالعم شیر ست نقش شیر زن ∴ جہد کن رنگ کبودی سیر زن ∴ گفت بر چہ موضع صورت زنم ∴ گفت بر شانہ گہم زن آن رقم ∴ تا شود پشتم قوی در رزم و بزم ∴ با چنین شیر ژیان در عزم جزم ∴ چونکہ او سوزن فرو کردن گرفت ∴ درد آن در شانہ گہ مسکن گرفت ∴ پہلوان در نالہ آمد کاے سنی ∴ مر مرا کشتی چہ صورت میزنی ∴ گفت آخر شیر فرمودی مرا ∴ گفت از چہ عضو کردی ابتدا ∴ گفت از دمگاہ آغاز یدہ ام ∴ گفت دم بگزار اے دو دیدہ ام ∴ از دم و دمگاہ شیرم در گرفت ∴ دمگہ او دمگہم محکم گرفت ∴ شیر بیدم باش گو ای شیر ساز ∴ کہ دلم سستی گرفت از زخم گاز ∴ جانب دیگر گرفت آن شخص زخم ∴ بیحابا بیمواساے ورحم ∴ بانگ زد او کین چہ اندامست ازو ∴ گفت این گوشست ای مرد نکو ∴ گفت تا گوشش نباشد ای ہمام ∴ گوش را بگزار و کوتہ کن کلام ∴ جانب دیگر خلش آغاز کرد ∴ باز قزوینی فغانے ساز کرد ∴ کین سوم جانب چہ اندامست نیز ∴ گفت اینست اشکم شیر العزیز ∴ گفت گو اشکم نباشد شیر را ∴ خود چہ اشکم باید این ادبیر را ∴ المعنی حسنی بفتح روشن و تابان و رفیع گاز مقراض محابا و مواسا ہر دو بمعنی رعایت و دوستی ہمام سردار اد بیر امالہ ادبار یہ بختی فرماتے ہین یہ حکایت سن کہ اہل بیان نے اسکو قزوینیون کی عادت و طریق کے بیان مین لکھا ہی کہ وہ جسم اور ہاتھ اور شانون پر جہان چاہتے ہین صورت

شیر و پلنگ کے بید رنگ بنواتے ہین اور ایسی صورت پر پیاپے بیرنج سوئی سے نیلا گودواتے ہین بس ایک
قزوینی ایک دلاک کے پاس گیا کہ مجھ سے شیرینی لے اور نیلا گودوے دلاک نے جو مراد نیلا گودنے والے
سے ہی پوچھا کیا صورت بناؤن ای پہلوان بتا کہا شیر ژیان کی صورت بنا میرا طالع بھی شیر ہی ای برج اسد تو بھی
شیر بنا اسی مین جہد کر اور خوب گہرا نیلا بھر دے پھر دلاک نے پوچھا کس مقام پر صورت بناؤن کہا میرے شانہ گاہ
پر یہ نقش بنا دے تو پشت میری رزم و بزم مین قوی رہے ایسے شیر ژیان سے اور ہر عزم و جزم مین یعنے ہر ارادہ
قطعی مین جب کہ وہ دلاک سوئی چبونے لگا اور درد نے اُسکے شانہ گاہ مین ٹھکانا پکڑا یہ چلانے لگا کہ ای مرد رفیع
مین تو مرا جاتا ہون تو کیا صورت بناتا ہی کہا آخر تو نے شیر کو کہا تھا وہی بناتا ہون کہا کون اعضا شیر سے شروع کیا ہی
کہا اُسکی دمگاہ سے شروع کیا ہی کہا ای میرے دو دیدے دم کو چھوڑ دے اُسکی دم و دمگاہ سے تو میرا دم ایسا
گھٹ گیا کہ مرا جاتا ہون اور اُسکی دمگاہ نے خود میری دمگاہ سختی مین ڈالی ہی ای شیر بنانے والے دم مت بنا گو
شیر بیدم ہو تو ہو کہ میرا دل زخم کا زخم جو مراد سوزن سے ہی سست ہونے لگا جو مراد غشی سے ہی اب دلاک دوسری
طرف زخم لگانے لگا بید طرک اور بے رعایت اور بے رحم پھر وہ چلا اُٹھا کہ یہ شیر کا کونسا جسم ہی کہا ای بھلے آدمی
یہ کان ہین کہا خبردار کان اس شیر کے ای ہمام نہون کہے دیتا ہون تو کانون کو چھوڑ دے اور باتین اپنی کم کر پھر
اُس نے اور طرف چبھونا شروع کیا تب بھی قزوینی چلانے لگا کہ یہ تیسری جانب شیر کا کونسا بدن ہی کہا ای عزیز یہ
شیر کا شکم ہی کہا شکم بھی مت بنا گو شکم ہو یا نہو ایسے مدبر کو شکم ہی کیا چاہیے ایراد مصدر بجاے مشتق واسطے مزید
مبالغہ کے ہی اختلاف شرح مین سے گزند کی جگہ بنگزند اور بجاے کبودی سپر کے شیر قولہ درد افزون گشت کم زن
زخمہا ∴ خود چہ اشکم شیر را بہر خدا ∴ خیرہ شد دلاک بس حیران بماند ∴ تا بدیر انگشت در دندان بماند ∴ بر زمین
زد سوزن از خشم اوستاد ∴ گفت در عالم کسے را این فتاد ∴ شیر بے گوش و دم و اشکم کہ دید ∴ این چنین شیرے خدا خود
نا فرید ∴ چون نداری طاقت سوزن زدن ∴ از چنین شیر ژیان بس دم مزن ∴ ای برادر صبر کن بر درد نیش ∴
تا رہی از نیش نفس گبر خویش ∴ کان گروہے کہ رہیدند از وجود ∴ چرخ و مہر و ماہشان آرد سجود ∴ ہر کہ مرد اندر تن او
نفس گبر ∴ مر ورا فرمان برد خورشید و ابر ∴ چون دلش آموخت شمع افروختن ∴ آفتاب او را نیارد سوختن ∴ گفت
حق در آفتاب منتجم ∴ کہ تزاور عن کہفہم ∴ خفتگانے کز خدا بد کارشان ∴ میل کردی آفتاب از غارشان ∴
خار جملہ لطف چون گل میشود ∴ پیش جزوے کو ہمے کل میشود ∴ چیست تعظیم خدا افراشتن ∴ خویشتن را خاک
و خارے داشتن ∴ چیست توحید خدا آموختن ∴ خویشتن را پیش واحد سوختن ∴ گر ہمی خواہی کہ بفروزی چو روز
ہستی ہمچون شب خود را بسوز ∴ ہستیت در ہست آن ہستی نواز ∴ ہمچو مس در کیمیا اندر گداز ∴ در من و ما سخت
کردستے تو دست ∴ ہست این جملہ خرابی از دو ہست ∴ المعنی خیرہ شد سرگشتہ و حیران و متعجب گبر بالفتح

دکاف فارسی آتش پرست منجم بالضم روشن وتابان قزوینی کہتا ہی درد بہت ہونے لگا زخم کم رنگ خدا کیوا سطے شیر کے لیے شکم ہی کیا ہو یا ہو دلاک متعجب ہوا اور حیران اور بہت دیر تک اُنگلی دانت مین دبائے رہا پھر اُس استاد نے غصہ کے مارے سوئی زمین پر ٹپک دی اور کہا عالم مین کسی کو ایسا اتفاق پڑا جس نے شیر بے گوش ودم وبے شکم کا دیکھا ہو ایسا شیر تو خدا نے پیدا ہی نہین کیا جب تو طاقت ایک سوئی لگانے کی نہین رکھتا تو شیر ژیان سے بات مت کر اب مقولات مولانا رح کے ہین کہ ای بھائی نیش کے درد پر صبر کر تب اپنے نفس کافر کے نیش سے چھوٹ جائیگا کسواسطیکہ جو گروہ کہ اپنے وجود وخودی سے چھوٹ گئے ہین چرخ اور مہر و ماہ سب اُنکو سجدہ کرتے ہین اور جس کے تن مین یہ نفس کافر مر گیا اُس کے فرمانبردار خورشید وابر دونون ہو گئے جن کا فیض بے پایان ظاہر وعیان ہی جب دل اُسکا شمع روشن کرنا سیکھ گیا اور شمع روشن کر لی تو پھر آفتاب اپنی حرارت سخت نہین پہونچا سکتا جیسا کہ حق تعالے نے آفتاب منجم اور روشن مین فرمایا جو قرآن مجید مین ہی اصحاب کہف کے ذکر مین وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزٰوَرُ عَنْ کَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ یعنے دیکھیگا تو آفتاب کو جسوقت نکلتا ہی تو کترا تا ہی سیدہی طرف اُن کے غار سے اور جب غروب ہوتا ہی تو الگ ہو جاتا ہی جانب چپ تا حرارت اسکی اُنکے غار تک نہ پہونچے تو وہ سونے والے جنکا معاملہ خدا سے تھا کہ وہ اصحاب کہف ہین آفتاب بھی وہان جھک کے بچ کے نکلتا ہی پس جب خدا تعالے کا کرم ہوتا ہی تو خار جملہ لطف مثل گل کے ہو جاتا ہی اور سامنے جزو کے گوہر کل ہو جاتا ہی جیسے آفتاب کہ وہ جزو ایک کل کا ہی اسکے سامنے اصحاب کہف گوہر کل ہو گئے ہین آپ فرماتے ہین تعظیم کیا ہی خدا افراشتن یعنے خدا کا بلند کرنا اور اعلی واکبر ہر شی سے اُسی کو جاننا اور آپ کو اُس کے سامنے خس وخار سمجھنا اور توحید کیا ہی خدا اسیکنا یعنے ایک جاننا ایک کہنا ایک سمجھنا غرض خدا ہی خدا کرنا اور اُس واحد کے سامنے اپنی ہستی جلا کے خاک کر دینا دوئی کا نام نہ رکھنا جیسے کسی کو کہتے ہین کہ سوا اس بات کے کچھ نہین سیکھا ہی اگر چاہتا ہی کہ مثل روز روشن کے روشن ہوون تو یہ ہستی تیری جو مانند شب کے تیرہ وتاریک ہی اسکو جلا دے تو اپنی ہستی کو اُس ہست ہستی نواز مین ایسی گلا دے جیسے کیمیا مین مس گل کے سونا ہو جاتا ہی تو نے من وما مین اپنا ہاتھ خوب جما یا ہی لہذا جو کچھ خرابی ہی انہین دو سے ہی تکرار ہست کی واسطے مزید تاکید کے ہی اختلاف شرح بحر العلوم مین یہ مصرع یون لکھا ہی شیر بے دم وسر و اشکم الخ اول تو دم کا لفظ مشدد ہوتا ہی تا موزون ہو دوسرے دلاک کے بنانے سے سر بنانا اشعار سے نہین معلوم ہوتا بلکہ گوش پس صحیح یون ہی ہوگا شیر بے گوش ودم واشکم الخ اور ذکر تزاذ ذرکنذ کہ یہ بھی ناموزون ہی اور تعظیم و توحید ہر دو باضافت جنکا مضاف الیہ ندارد ہی

جانا گرگ وروباہ کا ہمراہ شیر کے شکار کو

قولہ شیر وگرگ وروبہی بہر شکار ✤ رفتہ بودند در طلب در کوہسار ✤ کان سہ باہم اندران صحرا بسے تر زرفنا ✤ صید ہا گیرند بسیار

دستگرفت ❊ تا بہ پشت ہمد گر از صید ہا ❊ سخت بر بندند بازو قیدہا ❊ گرچہ زایشان شیر نر را ننگ بود ❊ لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود ❊ اینچنین شہ را ز لشکر زحمتست ❊ لیک ہمرہ شد جماعت رحمتست ❊ ہمچنین مہ را ز اختر ننگہاست ❊ او میان اختران بہر سخاست ❊ امر شاورہم پیمبر را رسید ❊ گرچہ رائے نیست رایش را ندید ❊ در ترازو جو رفیق زر شدست ❊ نے ازانکہ جو چو زر جوہر شدست ❊ روح با قالب کنون ہمرہ شدست ❊ مدتی سگ حارس درگہ شدست ❊ چونکہ رفتند این جماعت سوے کوہ ❊ در رکاب شیر با فر و شکوہ ❊ گاو کوہی و بز و خرگوش زفت ❊ یافتند و کار ایشان پیش رفت ❊ ہر کہ باشد در پے شیر حراب ❊ کم نیاید روز و شب او را کباب ❊ چون ز کہ در بیشہ آوردندشان ❊ کشتہ و مجروح اندر خون کشان ❊ گرگ و روبہ را طمع بود اندر آن ❊ کہ بود قسمت بعدل خسروان ❊ المعنی قید بالفتح نفع ندید بفتح مثل و ہمتا حارس نگہبان زفت بالفتح سطبر حراب بالکسر جمع حرب جس سے مراد جنگلی ہو شیر اور بھیڑیا اور لومڑی تینون شکار کی تلاش مین پہاڑون کی طرف گئے اس امید سے کہ تینون کر مارکے بڑے بڑے جنگلون مین بہت سے اچھے شکار پکڑین جتنے کہ ایک دوسرے کی مدد سے کس کس کے گٹھے شکار اور فائدون سے باندھین اگرچہ شیر کو ان سے ننگ تھی لیکن اپنی بزرگی روا رکھی اور انکی ہمراہی کی آپ مقولات مولانا رح کے ہین کہ جیسی ان سے شیر کو ننگ تھی ایسی ہی بادشاہ کو لشکر سے زحمت ہوتی ہو مگر جماعت جب ہمراہ ہوئی تو رحمت سے منع بھی نہین کرتا چاند کو تارون مین ہوتا ننگ ہو کہ مثل پادشاہ و جماعت کے یہ بھی اسکے ہمسر نہین مگر وہ ان مین سخا کے واسطے شامل ہوتا ہو اور یہی سخا کہ اپنے نور سے اورون کو چھپا دیتا ہو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم مشورے کا پہونچا چنانچہ قرآن مجید مین ہو وشاورہم فی الامر یعنے مشیر کرو صحابہ کو معاملات مین اگرچہ کسی کی رائے ہمتا ان کی رائے کی نہ تھی جو ترازو مین جو رفیق زر کا ہوتا ہو یہ وجہ نہین ہو کہ جو زر کی طرح جوہر ہو گیا ہو یا روح جو اب قالب کی ہمراہی مین ہو یا تھا کہ ایک مدت چوکیدار درگاہ کا بنا ہو میری دانست مین سگ سے وہ سگ مراد ہو جو قالب حضرت آدم کا تھا جس قالب نہ روح ہو سکتا ہو نہ کتا مثل قالب آدم علیہ السلام کے پھر استینافا فرماتے ہین کہ جب یہ گروہ پہاڑ کی طرف شیر با فر و شکوہ کی رکاب مین گئے نیل گاے اور بز کوہی اور خرگوش بہت سے موٹے موٹے پائے اور خوب کام انکا بن پڑا پھر مقولہ مولانا رح کا ہو جو کوئی شیر جنگلی کے پیچھے ہوتا ہو اسکو کسی وقت کباب کی کمی نہین ہوتی رات دن افراط رہتی ہو جب اس شکار کشتہ خستہ کو خون مین لتھڑے ہوئے کو جنگل مین لائے تو بھیڑیا لومڑی کو یہ لالچ ہوا کہ اسکا حصہ موافق عدل بادشاہون کے ہوائ برابر الخلاف شرح بحر العلوم مین بار و قیدہا بقا کو باز و قیدہا بزا و قاف لکھا ہو خرگوش زفت کو زفت لکھا ہو قولہ عکس طمع ہر دو شان بر شیر زد ❊ شیر دانست آن طمعہا را سند ❊ ہر کہ باشد شیر اسرار و امیر ❊ او بداند ہر چہ اندیشد ضمیر ❊ ہین نگہدار اے دل اندیشہ خو ❊ دل ز فکر تہا سے بد در پیش او ❊ داند و خر را ہمیراند خموش ❊ در رخت خندہ دہد اے دی او ش ❊

شیر چون دانست آن وسواس شان ٭ وا نگفت و داشت آندم پاس شان ٭ لیک با خود گفت بنمایم سزا ٭ مر شما را ای خسیسان گدا ٭ مر شما را بس نیامد رای من ٭ ظن تان اینست در اعطای من ٭ ای وجود رای تان از رای من ٭ از عطاہای جہان آرای من ٭ نقش با نقاش چه اسگالد دگر ٭ چون سگالش اوش بخشید و خبر ٭ این چنین ظن خسیسانه بمن ٭ مر شما را بود ننگانه بمن ٭ ظانین بالله ظن السوء را ٭ گر نبرم سر بود عین عطا ٭ وا رہانم چرخ را از ننگ تان ٭ تا بماند در جہان این داستان ٭ شیر با این فکر میزد خنده فاش ٭ از تبسمہای شیر ایمن مباش ٭ مال دنیا شد تبسمہای حق ٭ کرد ما را مست و مغرور و دق ٭ فقر و رنجوری بہشت است ای سند ٭ کان تبسم دام خود را بر کند ٭ اسگالیدن بفتحتین تکیه گاه و نسبت بچیزی بچیزے اور بلندی کسی چیز کی دق گداسے و تبشد ید قاف کوٹنا آٹا کرنا یعنی جب گرگ و روباہ کو یہ لالچ پیدا ہوا اور برابر حصہ کا تو اسکا عکس شیر پر بھی پڑا اور اُسنے نسبت اُنکی اُنکی طرف سمجھی چھپر مقولات مولانا رحمہ کے ہین کہ جو شخص شیر اور بادشاہ اسرار کا ہی جو کچھ کسی کا دل سوچے وہ جان لیتا ہی شیر دار ای دل اندیشہ خواب کو اُسکے سامنے اندیشہ بد سے بچائے رہ وہ جانتا ہی لیکن اپنے خر کو چپ چاپ ہانکے جاتا ہے زبان سے کچھ نہین کہتا اور تیرے سامنے اپنی روپوشی کے لیے ہنستا ہی پھر استیناف ہی کہ جب شیر نے اِن کا وسواس جان لیا کچھ نہین کہا اور اسوقت انکا پاس و لحاظ رکھا لیکن اپنے دل مین کہا کہ تمکو اسکی سزا دکھاؤنگا کہ تم ناچیز و گدا ہو میری رائے تمکو کافی نہوئی جو گمان تمھارا میری عطاؤن مین اس قسم کا ہی تم کیا ہو تمھاری رائے کا وجود میری ہی رائے سے ہی اور میری ہی عطاؤن جہان آرا سے بھلا نقش نقاش کے ساتھ کیا سوچے اور کیا اندیشہ کرے جبکہ جو کچھ سوچ و سگالش نقش کی ہی وہ نقاش کی بخشی ہوئی ہی تم اور ایسے ظن ناچیزون کے سے میرے ساتھ یہ تو تمھارے واسطے میرے ساتھ بڑے ننگ کی بات تھی بس اگر ظانین باللہ ظن السوء کا جو تم ہو سر نہ کاٹون تو نہایت ہی خطا ہی یعنے گمان کرنے والے اللہ کے ساتھ گمان بد تم وہ ناپسند ہو کہ تم سے آسمان کو ننگ ہی اس واسطے کہ وہ آباے علوی کہلاتا ہی اور تم موالید ثلاثہ سے اب مین تم کو تمام کر کے تمھارے ننگ سے اس کو چھڑا دونگا تو جہان مین یہ بھی ایک داستان رہجاے شیر اس فکر سے برملا ٹھٹھے مارتا تھا مولانا رحمہ فرماتے ہین کہ شیرون کے ہنسنے سے بخبث مت رہو انکا ہنسنا ضرور تجکو رلائے گا یہ دنیا کا مال بھی خدا تعالی کا تبسم ہی جس نے ہم کو مست و مغرور و فقیر اپنا بنا رکھا ہی البتہ فقر و رنجوری بہشت ہی اس کے ساتھ وہ تبسم دام اپنا اُکھیڑ لیتا ہی اور یہ اُس کے عجیب ساوسے نکل کے بہشت مین پڑ جاتا ہی الخاف شرح مین دانست کی جگہ داشت لکھا ہی

کہنا شیر کا گرگ کو بطور امتحان کہ اس شکار کا حصہ کر

قولہ گفت شیر ای گرگ این را بخش کن ٭ معدلت را نو کن ای گرگ کہن ٭ نائب من باش در قسمت گری ٭

تا پدید آید کہ تو چہ گوہری : گفت ای شہ گاو وحشی بخش تست : آن بزرگ و تو بزرگ و زفت وچست : بز مرا کہ بز میانست ووسط : روبہا خرگوش بستان بے غلط : شیر گفت ای گرگ چون گفتی بگو : چون کہ من باشم تو گوئی ما و تو : گرگ خود چہ سگ بود کو خویش دید : پیش من چون شیر بے مثل و ندید : گفت پیش آکس خرے چون تو ندید : پیش آمد پنجہ زد اورا درید : چون ندیدش مغز تدبیرے رشید : در سیاست پوستش از سر کشید : گفت چون دید منت از خود نبرد : این چنین جان را بباید زار مرد : چون نہ گشتی فانی اندر پیش من : فرض آمد مر ترا گردن زدن : گرچہ غالب دارم اندر بذل فضل : گاہ گاہے ہم کنم از عدل فضل : کل شیء ہالک الا وجہہ : چون نہ در وجہ او ہستی مجو : ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا : کل شیء ہالک نبود جزا : زان کہ در الاست او از لا گذشت : ہر کہ در الاست او فانی نگشت : ہر کہ بر در او من و مامی زند : رد بابست و بر لامی تند : المعنی وسط چیزے کہ متوسط باشد ای میانہ سیاست سزا شیر نے کہا ای گرگ اس شکار کو تو ہی تقسیم کر کہ تو گرگ کہن ہی تو ہی معدلت کو تازہ کر اسکی تقسیم مین تو میرا نائب بن تو تیرے جوہر ظاہر ہون کہ کیسا جوہر والا ہی گرگ نے کہا ای بادشاہ گاو وحشی تو تیرا حصہ ہی جو بڑی اور موٹی ہی اسلیے کہ تو بزرگ ہی اور یہ شکار بھی بزرگ و موٹا اور جو بز کوہی ہین کہ وہ میانہ اور متوسط ہین میرے مناسب اور رای روباہ تو خرگوش سیلے اس مین کچھ غلطی نہین ہی ٹھیک تقسیم ہی شیر نے کہا ای گرگ بتا یہ تو نے کیسے کہا کہ یہ میرا یہ تیرا میرے ہوتے تو ما و تو کیسے کہہ سکتا ہی گرگ کیا چیز ہی ایک سگ ہی جس نے اپنے آپ کو دیکھا اور پھر مجھ سے شیر بے مثل و بے ہمتا کے سامنے تب گرگ سے کہا سامنے آ تجھ سا گدھا کسی نے نہ دیکھا ہوگا جب سامنے آیا ایک پنجہ مارا اسکو پھاڑ ڈالا اسلیے شیر نے اسمین مغز نہ دیکھا نہ تدبیر رشید تو سیاست مین پوست اسکا کھینچا اور کہا کہ جب میری دید نے تجکو بیخود نہ کیا اور تو آپکو نہ بھولا تو ایسی جان کو زار و خوار مرنا چاہیے اور جب تو میرے سامنے فانی نہوا تو مجکو فرض ہوا تیرا گردن مارنا اگرچہ بخشش مین میرا فضل غالب ہی لیکن کبھی کبھی عدل سے فضل کرتا ہون یعنے عدل بھی کرتا ہون کہ عدل بھی فضل ہی خوب جان سے کہ ہر شی فانی اور ہلاک ہونے والی ہے مگر اسکی ذات اور جو تو اسکی ذات مین نہین ہی تو اپنی ہست مت ڈھونڈھ تو بھی اورون کے مثل فانی اور ہالک ہی اور جو ہماری ذات مین فنا ہوا اسکا بدلا کل شی ہالک نہین ہی الا سے مراد اثبات ہی لا سے مراد نفی پس جو شخص ہماری ذات مین لا ہوچکا وہ نفی سے گذر گیا اب وہ مقام الا پر ہی یعنے اثبات پر اور جو اثبات پر ہی وہ فانی نہین ہوتا اور جو کوئی ہمارے دروازے پر من و ما کرتا ہی وہ رد بہ آب ہی اگر دسبنے والا اور عجب کہ اپنی نفی پر فخر کرتا ہی رد بہ آب برعایت لفظ ما کے کہ پانی کے معنی مین بھی ہی کیسا با آب ہی اختلاف شرح مین جزمرا کو بز مرا و بذل کو بذر لکھا

قصہ اُس یار کا کہ ایک یار کے دروازہ پر گیا

قولہ آن یکے آمد در یارے بزد ؛ گفت یارش کیستی ای معتمد ؛ گفت من گفتش برو ہنگام نیست ؛ بر چنین خوانی مقام خام نیست ؛ خام را جز آتش ہجر و فراق ؛ کہ پزد کہ وارہاند از نفاق ؛ چون توئی تو ہنوز از تو نرفت ؛ سوختن باید ترا در نار تفت ؛ رفت آن مسکین و سالے در سفر ؛ در فراق دوست سوزید از شرر ؛ پختہ گشت آن سوختہ پس بازگشت ؛ باز گرد خانۂ انبا گرشت ؛ حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب ؛ تا نہ بجہد بے ادب حرفے زلب ؛ بانگ زد یارش کہ بر در کیست آن ؛ گفت بر در ہم توئی ای دلستان ؛ گفت اکنون چون منے ای من درآ ؛ نیست گنجائش دو من در یک سرا ؛ چون یکے باشد ہمہ نبود دوئی ؛ ہم منے برخیزد آنجا ہم توئی ؛ نیست سوزن را سر رشتہ دوتا ؛ چونکہ یکتائی درین سوزن درآ ؛ رشتہ را باشد بسوزن ارتباط ؛ نیست در خور با جمل سم الخیاط ؛ کے شود باریک ہستی جمل ؛ جز بمقراض ریاضات و عمل ؛

المعنے ایک شخص آیا اور اُس نے ایک یار کے دروازے پر دستک دی یار نے اُس سے کہا ای معتمد تو کون ہی کہا مین کہا جا وقت ملاقات کا نہین ایسے خوان پر مقام خام کا نہین خام کو سوائے آگ ہجر و فراق کے کون پکائے اور کون نفاق سے چھڑائے جب توئی تیری تجھ سے نہین گئی تو تجکو آتش گرم مین جلنا چاہیے پس وہ مسکین گیا اور سال بھر آتش فراق دوست سے سفر مین جلتا رہا جب پختہ ہوگیا جل کے تب لوٹا اور پھر اپنے شریک کے گھر گیا اور اُس کے دروازے پر حلقہ سیکڑون ادب اور خوف سے کیا تا کوئی حرف بے ادب لب سے نہ نکل جاوے یار نے اُسکے پکار کے کہا کہ دروازہ پر کون ہی جواب دیا کہ ای دلستان توہی ہی کہا اب جو تو من ہی تو ای من بے تامل چلا آ اسواسطے کہ دو من لائق گنجایش ایک سے کے نہین ہین اور جب یکی ہوجاتی ہی بالکل تو دوئی نہین رہتی منی و توئی دونون اُٹھ جاتی ہین دیکھ تو سوزن کے ڈورے کا سر دوہرا نہین ہوتا اکہرا ہی سوزن مین گھستا ہی بس تو یکتا ہی تو اس سوزن مین گھس رشتہ کو سوزن سے ربط ہونا چاہیے اور اونٹ کے لائق سوئی کا ناکہ نہین ہوتا اور وہ اونٹ نفس ہی اور اسکی ہستی باریک ہونے کا علاج یہ ہی کہ مقراض ریاضت سے اسکو باریک کرے تب سوئی کے ناکے مین نکالنے کے لائق ہوجائے شعر صدر مین جو اشارہ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ کا ہی یہی بات ہی کہ نفس تیرا جبتک اونٹ کی طرح موٹا اور رقابل سوئی کے ناکے کے نکلنے کے نہین ہی دخول جنت ممکن نہین قولہ دست حق باید مرآ نرا ای فلان ؛ کان بود بر ہر محالے کن فکان ؛ ہر محال از دست او ممکن شود ؛ ہر حرون از بیم او ساکن شود ؛ لکہ د ابرص چہ باشد مردہ نیز ؛ زندہ گردد از فسون آن عزیز ؛ وان عدم کز مردہ مردہ تر بود ؛ در کف ایجاد او مضطر بود ؛ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَأْنٍ بخوان ؛ مر ورا بیکار و بی یاری مدان ؛ کمترین کارش بہر روز آن بود ؛ کو سہ لشکر را روانہ می کند ؛ لشکرے زاصلاب سوئے امہات ؛ بہر آن تا در رحم روید نبات ؛ لشکرے ز ارحام سوئے خاکدان ؛ تا ز نر و مادہ پر گردد جہان ؛ لشکرے

از خاکدان سوے اجل ؛ تا بہ بیند ہر کسے حسن عمل ؛ باز بیشک پیش از انہا می رسد ؛ انچہ از حق سوے جانہا می رسد ؛
وانچہ از جانہا بدلہا میرسد ؛ وانچہ از دلہا بگلہا میرسد ؛ اینت لشکرہاے حق بیحد و مر ؛ از پے این گفت ذکریٰ للبشر ؛
این سخن پایان ندارد ہین بتاز ؛ سوی آن دو یار پاک و پاکباز ؛ المعنی حرون نعتح سرکش لکہ بضم و تشدید کاف داغ
ابرص برص والا فرماتے ہین ریاضات نفس کے واسطے مدد و توفیق خدا تعالےٰ کی بھی درکار ہی کس لیے کہ یہ
ایک امر محال ہی اور ہر محال کے حق مین مدد اُسکی کن فکان یعنے مجرد حکم کے دیر ہی نہین ہوتی جہان کہا ہوجا
فوراً ہوگیا اُسکی مدد سے ہر محال کا ہوجانا ممکن ہی ہر سرکش اُسکے خوف سے مطیع و ساکن ہوجاتا ہی لکہ اور ابرص
جو قسم جذام سے ہین اور مرض مزمن کیا چیز ہین مردہ بھی تو اس عزیز و غالب کے حکم سے زندہ ہوجائے اور وہ
عدم کہ مردہ سے بھی مردہ تر ہوے وہ جبوقت اُسکو پیدا کرے تو اپنی پیدایش مین مضطر و بیچین ہوجاے اور فوراً
ظہور کرے تو قرآن مجید سے کل یوم ہو فی شان کو پڑھ یعنے ہر روز وہ ایک حال مین ہی بس اُسکو بیکار و بیکا
مت جان اونے اکام اُسکا ہر روز یہ ہی کہ وہ تین لشکر کو روانہ کرتا ہی ایک لشکر تو آباکے پشتون سے کہ وہ نطفے
ہین امہات کی طرف بھیجتا ہی تا وہ رحم مادر مین جمنے کو جائین اور پھر ایک لشکر انھین رحمون سے اس خاکدان دنیا
کی طرف روانہ کرتا ہی تا نر و مادہ سے جہان بھر جاے پھر ایک لشکر اس خاکدان سے اجل کی جانب ہانکتا ہی
تو ہر کوئی اپنے اعمال کا حسن دیکھے اور کچھ شک نہین کہ پہلے انسے وہ اعمال جو انھون نے کیے اور خدا تعالیٰ
سے انکی جانون کو پہونچے ہین اور جانون سے دلون کو اور دلون سے جسمون کو سب بے کم و کاست ان کو
پہونچتے ہین یعنے اول قصد ہر کام کا خدا تعالیٰ سے جانون مین پیدا ہوتا ہی اور جان سے دل مین آتا ہی اور دل سے
جسم مین اور جسم اُسکو جاری کرتا ہی یہ عجب لشکر حق کے بیحد و شمار ہین اسی واسطے فرمایا ہی ذکریٰ للبشر
اور پوری آیت یہ ہی وما یعلم جنود ربک الا ہو وما ہی الا ذکریٰ للبشر یعنے تیرے رب کے لشکر کو کوئی نہین
جانتا مگر وہی اور یہ آیت تو صرف آدمی کی نصیحت کے لیے ہی آیندہ گریز اس سخن کی کچھ حد نہین ہی اب تو چل
اور اُن دونون یار پاک پاکباز کا بیان کر الحلاف شرح مین بجاے زندہ کے لرزہ اور بجاے ذکری کے ذکر

بلانا اُس یار کا یار کو بعد تربیت پانے کے

قولہ گفت یارش کاندر آای حجلہ من ؛ نے مخالف چون گل و خار چمن ؛ رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنون ؛ گر دو تا بینی
حروف کاف و نون ؛ کاف و نون ہمچون کمند اندر جذوب ؛ تا کشاند مر عدم را در خطوب ؛ پس دو تا باید کمند
اندر صور ؛ گرچہ یکتا باشد اندر اثر ؛ گردو پا گر چار پارہ را برو ؛ ہمچو مقراض دو پا یک پا شود ؛ آن
دو انبازان گاذر را ببین ؛ ہست در ظاہر خلاف آن و این ؛ آن یکے کرپاس در آب زند ؛ وان دگر
انبار خشکش میکند ؛ باز او آن خشک را تر میکند ؛ گوئیا ز استیزہ ضد بر میتند ؛ یک اند و ضد استیزہ نماید ؛

یک دل ویک کار باشند ای فتا * سہری دہر ولی را مسلکے ست * لیک ناحق میبرد جملہ یکے ست * المعنی خطوب جمع خطب بمعنی کار بزرگ کرپاس بالکسر بنیہ مجازاً جامہ یعنے جب وہ یار تربیت پاگیا تو اُسکے یار نے اس سے کہا اندر آ اب تو جملہ من ہوگیا مجھ مین تجھ مین فرق نہین رہا نہ ایسے مخالف جیسے چمن مین خار وگل آب رشتہ یکتا ہوگیا اور غلط کم کیا مثل حروف کن سے کہ اگرچہ بظاہر کاف ونون دو حرف ہین مگر اثر مین ایک ہین کمند مین کاف ونون بھی ہین اور مدبھی ہی بمعنی کشش پس کاف ونون مثل کمند کے اپنی کششون مین ہین تا عدم کو بڑے بڑے کامون کیطرف کھینچین پس جملہ صورتون مین دوہری کمند چاہیے اگرچہ وہ دونون اثر مین یکتا ہین اگر دو پائون والے ہین یا چار پائون والے دونون راہ قطع کرتے ہین جیسے مقراض دو پاوالی ایک پا ہوجاتی ہی جیساکہ کترنے کے وقت اُسکا ایک ہی پائون چلتا ہی پھر دوسری مثال ہی مثلاً وہ دھوبی جو دو شریک ہین انکو بچشم غور دیکھ کہ بظاہر ایک دوسرے مین خلاف ہی ایک تو کپڑا نہر مین ڈالتا بھگوتا ہی دوسرا شریک اُسکو خشک کرتا ہی پھر وہ اس خشک کو تر کرتا ہی گویا خصومت سے ضد کو پورتا ہی لیکن یہ دونون ضد باہمدگر اور استیزہ نما ہوتے ہین مگر ایک دل اور ایک کار تو ای فتا اچھی طرح اسکو غور کرکے دیکھ ایسی ہی ہر ابنیاء واولیا کی اپنی اپنی ایک راہ ہی لیکن وہ راہ اُن کو حق تک لیجاتی ہی بس جملہ ایک ہی الخلاف شرح مین کمند اندر کی رے رہگئی اور کمند اندر کو کمند را ور انبازکو انبار اور بازاو کو بازدان غلط لکھا ہے

منھ بگاڑنا سخن سے بسبب ملالت سننے والونکے

قولہ چونکہ جمع مستمع راخواب برد * سنگہاے آسیا را آب برد * رفتن این آب فوق آسیاست * رفتنش در آسیا بہر شما ست * چون شمارا حاجت طاحون نماند * آب را در جوے اصلی بازراند * ناطقہ سوے دہان تعلیم راست * ورنہ خود آن آب را جوے جدا ست * میرود بے بانگ وبے تکرارہا * تحتہا الانہار تا گلزارہا * ای خدا جان را تو بنما آن مقام * کاندرو بحرف می روید کلام * تا کہ سازد جان پاک از سر قدم * سوی عرصہ حق زہمناے عدم * عرصہ بس باکشاد وبا فضا * وین خیال وہست زو یابد نوا * تنگ تر آمد خیالات از عدم * زان سبب باشد خیال اسباب غم * باز ہستی تنگتر بود از خیال * زان شدہ در وے قمر ہمچون ہلال * باز ہستی جہان حس ورنگ * تنگتر آمد کہ زندان ہست تنگ * علت تنگیست ترکیب وعدد * جانب ترکیب حسہا می کشد * زان سوحس عالم توحید دان * گر یکے خواہی بدانجانب بران * امر کن یک فعل بود ونون وکاف * در سخن افتاد معنے بود صاف * این سخن پایان ندارد باز گرد * تا چہ شد احوال گرگ اندر نبرد * المعنی طاحون آسیا فرماتے ہین جب جماعت سننے والون کی سوگئی اور کوئی میرے سخن کا سننے والا نہ رہا تو میرے دہن کی چکی جو آب نطق سے چل رہی تھی اُس کے پتھر بھی پانی بہالے گیا اور یہ چکی بھی بگڑگئی مجھ سمجھ پانی کا جو مراد ناطقہ ہی مافوق آسیا سے فلک سے ہی اور جو اس آسیاے دہن مین جاری تھا

یہ تمھارے نفع کے واسطے ہی آب جو تم کو حاجت اس چکی کی نہ رہے تو اس آب کو اُسکی اصلی نہر کی طرف جس کو فوق آسیا
کہا ہے پھیر دیا یہ ناطقہ آب جو سے خدا کا ہے اور جریان اسکا دہن مین واسطے تعلیم کے ہے جب یہ بات نہین رہتی تو خود خاموش
بے آواز اور بے تکرار اُن گلزارون کو جو تحتہا الانہار ہین چلا جاتا ہے یعنے جنات جنکی صفت ہی جنّات تجری مین
تحتہا الانہار آپ دعا کرتے ہین کہ ای بار خدایا تو میری جان کو ایسا مقام دکھا جس مین بے حرف و لفظ کے کلام پیدا ہوتا
ہے ای کلام نفسی تا جان پاک میرے سر سے قدم بنائے اور پہنائے عدم سے عرصۂ حق کی طرف دوڑے کہ وہ ایک میدان
نہایت کشادہ اور بافضا ہے جس سے یہ عالم خیال و نیست توشہ اور سامان پاتا ہے یہ خیالات جو اس عالم خیال
مین نظر آتے ہین اور عدم سے آئے ہین مگر نہایت ہی تنگ آئے ہین اس سبب سے ان کو ہر
خیال اسباب غم کا ہوتا ہے یعنے جو کچھ یہان ہے وہ خیال ہے وہی سبب غم کا ہو جاتا ہے جیسے جامی رحمہ اللہ نے نفحات مین
شعر بلے ہر جا نشاطے با ملا نیست ＊ بگیتی در زخوابے یا خیالیست ＊ پھر ہستی جو ہوئی وہ خیال سے بھی تنگ تر
ہوئی اسی سبب سے رو سے قمر ہلال ہو گیا کہ قمر اور ہلال مین کیا وسعت ہے فقط دس بارہ روز پھر ہستی جہان حس و رنگ
کی نہایت ہی تنگ ہوئی ایسی کہ زندان بھی ایسا تنگ و ثقیل نہین غرض اسکو کچھ ثبات و قیام ہی نہین اور علت
تنگی کی ترکیب و عدد ہے اور اسی ترکیب کی طرف حس سب کی کھینچتی ہین اور اس عالم حس کے بیچ طرف عالم توحید ہے
اسکو جان اور اس تعدد سے گزر کر ایک کو چاہتا ہے تو اس طرف اپنی حس کو دوڑا امر کن ایک فعل تھا کہ جو ارادہ
الٰہی مین گذرا ہو گیا وہی فعل کاف و نون سے سخن مین پڑا اور سخن بنا اسلیے کہ معنی تو صاف تھے لیکن اس فعل کا
اطلاق بھی کسی سے ضرور چاہیے تھا تو بس اسی ارادہ کی تاویل اس کاف و نون سے ہے آگے گریز ہے کہ یہ سخن
انتہا نہین رکھتا تو لوٹے اور گرگ کا حال بیان کر کہ شیر کی لڑائی مین اسکا کیا حال ہوا اختلاف شرح مین

ہلال کو بلال لکھا ہے اور عدد کو عدو

ادب کرنا شیر کا گرگ کو بسبب اُسکی بے ادبی کے

قولہ گرگ را برکند سر آن سرفراز ＊ تا نماند دو سرے و امتیاز ＊ فاستقمنا منہم ست ای گرگ پیر ＊ چون نبودی مردہ در
پیش امیر ＊ بعد ازان رو شیر بار و باہ کرد ＊ گفت این را بخش کن از بہر خورد ＊ سجدہ کرد و گفت کین گاو سمین ＊ چاشت
خوردت باشد ای شاہ گزین ＊ آن بز از بہر میانہ روز را ＊ یخنئے باشد شہ فیروز را ＊ وان دگر خرگوش
بہر شام ہم ＊ شب چرہ ای شاہ با لطف و کرم ＊ گفت ای روبہ تو عدل افروختی ＊ این چنین قسمت زکہ آموختی ＊
از کجا آموختی این ای بزرگ ＊ گفت ای شاہ جہان از جان گرگ ＊ گفت چون در عشق ما گشتی گرو ＊ ہر سہ را
برگیر و بستان و برو ＊ روبہا چون جملگی ما را شدی ＊ چونت آزاریم چون تو ما شدی ＊ ما ترا و جملہ
اشکاران ترا ＊ پا نہ برگردون ہفتم نہ برآ ＊ چون گرفتی عبرت از گرگ دنی ＊ پس تو روبہ نیستی شیر منی ＊

عاقل آن باشد کہ عبرت گیرد از ٭ مرگ یاران و بلاے محترز ٭ روبہ آندم بر زبان شکر راند ٭ کہ مرا شیر از پس آن گرگ خواند ٭ گر مرا اول بفرمودی کہ تو ٭ بخش کن این را کہ جان بردی ازو ٭ المعنی تسمین فربہ تخمین جو دوسرے وقت کو اٹھا رکھین محترز بچنے والا ٭ یعنی جب بھیڑیے کا شیر نے سر توڑ ڈالا تا دوسرے اور میرے تیرے کا امتیاز نرسے تو دوسرے شعر مین خطاب اپنے نفس سے ہی کہ ای گرگ پیر خداوند تعالی نے فانتقمنا منہم فاغرقناہم نے الیم قرآن مجید مین فرمایا ہے یعنے بدلا لیا ہم نے قوم فرعون سے اور ڈبویا انکو دریا مین اگر تو اپنے حاکم کے سامنے مردہ نہ بنے گا تو دیکھ مین نے تجکو ان کے انتقام سے خبردار کر دیا پھر شیر نے روباہ کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ تو اس شکار کو کھانے کے واسطے تقسیم کر اسنے سجدہ کر کے کہا کہ ای شاہ بزرگ یہ جو فربہ اور موٹی گاے ہی یہ تو تیری نہاری ہو اور جو بز ہی وہ تیرے میانہ روز کی یخنی ہی اور جو خرگوش ہی وہ شام کی ٹکھی شیر نے کہا ای روباہ تو نے ٹھیک ٹھیک عدل کیا مگر ای بزرگ یہ تو بتا کہ یہ عدل تو نے کس سے سیکھا کہا بھیڑیے کی جان سے شیر نے کہا کہ اب تو ہمارے عشق مین گرو ہوئی جان تینون کو اٹھاے اور تو ہی لیلے ای روباہ جب تو بالکل ہمارے واسطے ہوگئی اور آپ کو سہو محو کر دیا تو تجکو کیسے ستاؤن کہ تو اور مین ایک ہو گئے ہم بھی تیرے واسطے ہین اور جملہ شکار بھی تیرے واسطے اب تو ہفتم فلک پر پاؤن رکھا اور چڑھ جا جب تو نے گرگ ناچیز کے حال سے عبرت حاصل کی تو تو روباہ نہین میری شیر ہی عاقل وہی ہی کہ اپنے یارون کے مرنے سے عبرت حاصل کرے اور بلا سے بچا رہے روباہ نے اوقت اول شکر اس بات کا کیا کہ بہت اچھا ہوا کہ شیر نے بعد بھیڑیے کے مجکو بلایا اور تقسیم کرائی اگر پہلے بلاتا اور تقسیم کراتا تو اس سے کون جان بچا پاتا

الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے مردہ مردوہ برکو مرد گرکو دیگر لکھا ہی

مقصود حکایت در فضیلت آخر زمانیان

قولہ پس سپاس او را کہ ما را در جہان ٭ کرد پیدا از پس پیشینیان ٭ تا شنیدیم از سیاستہاے حق ٭ بر قرون ماضیہ اندر سبق ٭ تا کہ ما از حال آن گرگان پیش ٭ ہمچو روبہ پاس خود داریم بیش ٭ امت مرحومہ زین رو خواندمان ٭ آن رسول حق و صادق در بیان ٭ استخوان و پشم گرگان عیان ٭ بنگرید و پند گیرید ای مہان ٭ عاقل از سر بنہد این ہستی و باد ٭ چون شنید انجام فرعونان و عاد ٭ ورنہ بنہد دیگران از حال او ٭ عبرتے گیرند از اضلال او ٭ المعنی از سر نہادن کسی چیز کا چھوڑ دینا باد غرور اضلال گمراہی یعنے جب روباہ نے گرگ کے حال سے عبرت حاصل کی جو اسکے سامنے ہوئی لہذا مولانا رہ فرماتے ہین کہ شکر خدا کا جس نے ہم کو جہان مین بعد اگلے لوگون کے پیدا کیا تو ہمنے سُنین جو کچھ سیاستین حق کی ان پر ہوئی تھین اگلی صدیون مین اور سابق مین کہ ان اگلے بھیڑیون کا حال سُنکے مثل روباہ کے اچھی طرح آپ کو بچاتے رہین ہمکو جو امت مرحومہ رسول برحق صادق در بیان یعنے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی تو یہی وجہ ہی کہ اب جو ہڈیان اور پشم ان بھیڑیون کی عیان ہین تم ای

بزرگو اُنکو دیکھو اور نصیحت پکڑو اور حدیث یہ ہی امتی ہذہ مرحومۃ لیس لہا عذاب فی الآخرۃ عذابہا فی الدنیا الفتن و الزلازل و القتل امت میری مرحوم ہی اُنکو عذاب آخرت مین نہین ہی اور عذاب اُن کا دنیا مین فتنے ہین اور زلزلے اور قتل نفی عذاب آخرت کی یہ کہ اکثر قبل دخول دوزخ سے مشفوع ہین اور بعض جو دوزخ مین داخل ہون سگے ان کو تھوڑا قیام ہوگا اور جو ہمیشہ رہین گے وہ غشی مین رہین سگے ان کو عذاب معلوم نہوگا جو عاقل ہین وہ اپنی ہستی و غرور کو بالکل ترک کرتے ہین جب اُنھون نے فرعونون اور عاد کا حال سنا اور انجام کو سمجھا اور جو ترک نہین کرے گا تو اس قابل ہو جائیگا کہ اور لوگ اُسکی گمراہی کا نتیجہ دیکھ دیکھ کے عبرت پذیر ہون ؛

تہدید کرنا نوح علیہ السلام کا قوم کو کہ مجھ سے مت لڑو مین روپوش ہون خدا کا پس تحقیقت خدا سے لڑتے ہو نہ مجھ سے

قولہ گفت نوح اندر نصیحت قوم را ؛ در پذیرید از خدا آخر عطا ؛ بنگرید ای سرکشان من من نیم ؛ من بجان مردم بجانان میزیم ؛ من زجان مرحوم بجانان زندہ ام ؛ نیست مرگم تا ابد پایندہ ام ؛ چون بمردم از حواسات بشر ؛ حق مرا شد سمع و ادراک و بصر ؛ چونکہ من من نیستم این دم زہوست ؛ پیش این دم ہرکہ دم زد کافر اوست ؛ ہست اندر نقش این روباہ شیر ؛ سوے این روبہ نباید شد دلیر ؛ گر ز روے صورتش می نگروی ؛ غرش شیران از وی نشنوی ؛ گر نبودی نوح را از حق یدی ؛ پس جہانے را چسان برہم زدی ؛ صد ہزاران شیر بود اندر تنے ؛ ہر دو عالم را ہمی دیدار زنے ؛ او برون رفتہ بُد از ما و منے ؛ او چو آتش بود و عالم خرمنے ؛ چونکہ خرمن پاس عشر او نداشت ؛ او چنان شعلہ بران خرمن گماشت ؛ المعنی ہو بالضم اسم ذات خداے تعالے یدی اما لہ یدا ارزن بالفتح چینہ باجرہ عُشر بالضم دہم حصہ ایردہ یک حضرت نوح نے اپنی قوم سے نصیحت مین کہا تمھارے بیچ مین مین نبی عطیات خدا سے ہون اس عطا کو اُسکی مانو اور اے سرکشو غور کرو مین مین نہین ہون مین تو اپنی جان سے مرگیا اب جانان کی مدد سے جیتا ہون مین اپنی جان سے تو مرگیا جانان سے زندہ ہون اور اب مجکو موت نہین مین ہمیشہ ہون جب مین حواسات بشری سے مرگیا تو حق تعالے ہی میری آنکھ کان اور ادراک ہوگیا اور جب کہ مین مین نہین ہون اور یہ دم میرا ہو یعنے ذات خدا سے ہی بس اس دم کے سامنے جو کوئی دم مارے گا کافر ہوگا میرے اس نقش مین جو بمنزلہ روباہ کے ہی شیر ہی اس روباہ کے سامنے دلیر نہ جانا چاہیے اگر از روے صورت کے تو گرویدہ نہین ہوتا اور ایمان نہین لاتا تو کیا غرش شیر کی بھی نہین سنتا کہ وہ وحی ہی اگر نوح کو خدا تعالے سے ید نہ ہوتی تو ایک جہان کو ایسا اولٹ پولٹ کیسے کر دیتے نوح کے ایک تن ضعیف مین لاکھون شیر قوی تھے جب تو وہ دونون جہان کو مثل دانہ ارزن کے بے حقیقت سمجھتے تھے وہ ما و منی و خودی سے نکلے ہوئے تھے وہ مثل آگ کے تھے اور عالم ایک خرمن ہر گاہ خرمن نے

عمادالملک کے عشر کا نکیا تو اُنھون نے ایسی آگ اسپر تعینات کی کہ اُس خرمن ہی کو نہ چھوڑا التخالف شرح مین دلیر کو دیر لکھا ہی اور نذی کو بدے قولہ ہر کرا و در پیش این شیر ہمان ٭ بے ادب چون گرگ بکشاید دہان ٭ ہمچو گرگ آن شیر بر درانددش ٭ فانتقمنا منہمش بر خواندش ٭ زخم یابد ہمچو گرگ از دست شیر ٭ پیش شیر ابلہ بود کو شد دلیر ٭ پیش شاہ و شیر ہر کو شد دلیر ٭ غالبًا از جان خود گشتست سیر ٭ کاشکے آن زخم بر جسم آمدی ٭ تا بدی کایمان و دل سالم بدی ٭ قوتم بگسست چون اینجا رسید ٭ چون توانم کردن این سر را پدید ٭ لیک ہم رمزے بگویم با شما ٭ بو کہ ور یابید گردید آشنا ٭ ہم چو آن روباہ کم اشکم کنید ٭ پیش او روباہ بازی کم کنید ٭ جملہ ما و من بہ پیش او نہید ٭ ملک ملک اوست ملک او را دہید ٭ چون فقیر آیید اندر راہ راست ٭ شیر و صید شیر خود آن شماست ٭ زانکہ او پاکست و سبحان وصف اوست ٭ بے نیازست او ز نغز و مغز و پوست ٭ ہر شکار و ہر کرامات کہ ہست ٭ از برائے بندگان آن شہ ست ٭ گفت الیس اللہ بکاف عبدہ ٭ تا بگردد بندہ ہر سو حیلہ جو ٭ نیست شہ را طمع بہر خلق ساخت ٭ اینہمہ دولت خنک آنکو شناخت ٭ آنکہ دولت آفرید و دو سرا ٭ ملک و دولتہا چہ کار آید ورا ٭ پیش سبحان بس نگہدارید دل ٭ تا نگردید از گمان بد خجل ٭ کو ببیند فکر و سر و جستجو ٭ ہمچو اندر شیر خالص تار مو ٭ آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد ٭ نقشہائے غیب را آئینہ شد ٭ سر ما را بیگمان موقن شود ٭ زانکہ مومن آئینہ مومن شود ٭ مومن او و مومنے تو بیگمان ٭ درمیان ہر دو فرق بیکران ٭ چون زند او نقد ما را بر محک ٭ پس یقین را باز داند او ز شک ٭ چون شود جانش محک نقدہا ٭ پس ببیند نقد را و قلب را ٭ المعنی روباہ بازی مکاری موقن یقین کنندہ قلب با پیچ کھوٹا جو کوئی سامنے اس چھپے شیر کے بے ادب ہو کے گرگ کے مثل منھ کھولتا ہی شیر گرگ کی طرح اسکو پچھاڑ ڈالتا ہی اور فانتقمنا منہم اُس سے کہہ دیتا ہی کہ تیرے فعل کا یہ بدلا ہی وہ شخص گرگ کی طرح شیر کے ہاتھ سے زخم ہی پاویگا جو احمق کے مانند شیر کے سامنے دلیر جائیگا شیر اور شاہ ان دونون کے سامنے جو شخص دلیر گیا وہ اکثر اپنی جان سے سیر ہوا اور وہ زخم شیر کا ایسا نہیں جو جسم پر آوے اگر جسم پر آتا تو اچھا ہی ہوتا دل و ایمان تو سلامت رہتا اب اس موقع پر میری قوت نے مجکو جواب دیا پھر کیسے اس بھید کو ظاہر کر سکون لیکن ایک رمز ہی تمسے کہون شاید تم اسکو سمجھ جاؤ اور اس سے آشنا ہو جاؤ رمز یہ کہ اُس لومڑی کی طرح شکم کو کم کرو اور روبہ بازی و مکاری مطلق نہ کرو جتنے ما و من اور عجب و غرور ہین سب اُسکے سامنے رکھدو اسلیے کہ مالک ملک کا وہی ہی بس اُسکی ملک اُسی کو دیدو تم اپنا سمجھ کے ما و من مین مت پڑو جب تم فقیر ہو جیسے اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اور راہ راست پر تو شیر اور صید شیر سب تمھاری ملک ہی اس واسطے کہ وہ پاک ہی اور سبحان وصف اُسکا وہ نغز او رمغز اور پوست سب سے بے نیاز ہی جو شکار اور جو کرامات ہی اُس بادشاہ نے سب اپنے بندون کے واسطے پیدا کیا ہی دیکھو تو اُس نے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کہا ہی یعنے کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہین ہی جو بندہ ہر طرف حیلہ ڈھونڈھتا پھرے اُس بادشاہ کو کچھ طمع

کسی سے نہین ہو مخلوق تمہارے واسطے سب کچھ اور یہ دولت بنائی ہو کیسا خوش وہ شخص ہو جس نے اسکو پہچانا خیال تو کر جسنے
دولت پیدا کی اور یہ دونون جہان ملک و دولت اسکے کس کام کا ہو اور اس کے نزدیک کیا چیز وہ پاک سبحان ہو تم اپنے
دل کو اسکے سامنے تھام رکھو تاکوئی گمان بد نہ آنے پائے جس سے ندامت ہو کس واسطے کہ وہ تیری فکر اور بھید اور بھتو
کو جانتا ہو جیسے شیر نالص مین بال دیکھ لیتے ہین جسنے اپنے سینہ کو نقش ہوا و ہوس سے صاف و سادہ کیا اسکا سینہ
غیب کے نقشون کا اسرار غیب مین آئینہ بنا وہ ان بھیدون کا جو چھپے ہین بیشک یقین کنندہ ہو جاتا ہو اس لیے کہ اسکا
نام بھی مومن ہو اور یہ بھی اب مومن ہو گیا پس بموجب المؤمن مرآة المؤمن کے مومن آئینہ مومن کا ہو یہ بھی آئینہ اسکا
ہو گیا آپ فرماتے ہین کہ اسکا نام مومن تو ہو اور تو بھی مومن ہوا مگر دونون مین فرق بے حد ہو اس واسطے وہ ہر کسی کے
نقد ایمان کو کسوٹی امتحان پر لگا کے جانچتا پرکھتا ہو اور یقین و شک کو خوب جان لیتا ہو جیسے جس وقت کہ جان مومن کی
محک اس کے نقودکی ہوتی ہو تو وہ دیکھ لیتا ہو کہ یہ زر نقد ہو اکھرا اور وہ کھوٹا ہو بخلاف شرح بحرالعلوم اور نسخہ
قلمی دونون مین فاشقنا منہسم لکھا ہو جس سے شعر موزون نہین ہوتا اور روباہ کو روبہ اور سر مار اور موسشنے
اور موسئے اور نقد مارا مین سے منہم کو منہمش اور سر مارا کو سر ما اور موسشے اور موسشنے کو مومن یا و موسئے اور
نقد مارا کو نقد ہارا بنایا ہو ناظرین کو اختیار ہو اگرچہ معانی مربوط انھین الفاظ سے جو شرح اور قلمی مین لکھے ہین پیدا
کرین بہتر مجکو دونون کا اعتبار نہین کہ غلطیان دیکھتا چلا آتا ہون کیا عجب کہ یہ بھی مشل انھین اغلاط سابقہ
کے ہون

بٹھانا بادشاہون کا صوفیون کو تو چشم انکی حق سے روشن ہو

قولہ پادشاہان را چنین عادت بود ✤ این شنیدہ باشی از یاد ت بود ✤ دست چپ شان پہلوانان ایستند ✤ زان کہ
دل پہلوے چپ باشد بہ بند ✤ مشرف و اہل قلم بر دست راست ✤ زانکہ علم ثبت و خط آن دست راست ✤
حاجیان را پیش رو موضع دہند ✤ کاینہ جانند و ز آئینہ بہند ✤ حاجیان این صوفیانند ای پسر ✤ سادہ و آزادہ و
افگندہ سر ✤ سینہا صیقل زدہ از ذکر و فکر ✤ تا پذیرد آئینہ دل نقش بکر ✤ ہر کہ او از صلب فکرت خوب زاد ✤
آئینہ در پیش او باید نہاد ✤ عاشق آئینہ باشد روے خوب ✤ صیقل جان آمد و تقوی القلوب ✤ ہر کہ دارد روے
خوب بانظام ✤ طالب آئینہ باشد والسلام ✤ المعنی مشرف بالضم نویسندہ جو اور نویسندون کی خبرداری کو تعین ہو حاجب
دربان ثبت بالفتح قرار دینا لکھنا فرماتے ہین یہ تو نے سنا ہوگا اور تجکو یاد بھی ہوگا کہ پادشاہون کی عادت ہوتی ہو
کہ بائین ہاتھ کو ان کے پہلوان کھڑے ہوتے ہین اسواسطے کہ دل بھی بائین پہلو مین مقید ہو تا ان سے اسکو
تقویت ہو اور مشرف و محرر سیدھے ہاتھ کو بدین مناسبت کہ علم تحریر و خط اسی ہاتھ سے تعلق رکھتا ہو حاجیون کو سامنے
جگہ دیتے ہین کس لیے کہ آئینہ جان کے ہین اور آئینہ سے بہتر ہین اور وہ حاجب بھی صوفی لوگ

چونکہ اُوپر اور کیسے کہ سادہ اور آزاد اور سر فگندہ سینے ذکر و فکر الٰہی سے صیقل کیے ہوئے تو دل اُن کا جو آئینہ ہے نقش بکر ہو جو کسی کا چھوا ہاتھ لگایا ہوا نہیں ہے بڑے مقولات مولانا رح سے ظاہر ہے جو کوئی پشت فطرت سے خوبصورت پیدا ہوا ہے اُسکے سامنے آئینہ رکھنا چاہیے کس واسطے کہ اچھی صورت عاشق آئینہ کی ہوتی ہے اور اوروں کے جان کی صیقل اور تقوے قلوب کما قال اللہ تعالےٰ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ پھر فرماتے ہین جو کوئی خوبصورت ہوتا ہے اور بانتظام اور مناسب الاعضا وہ آئینے کا طالب ہوتا ہے اختلاف شرح مین بجاے

عاجان کے صوفیان اور حاجیان کو حاجیان فطرتا کی جگہ فکرت لکھا ہے

آنا ایک آشنا کا سفر سے واسطے ملاقات یوسف علیہ السلام کے

قولہ بشنو اکنون یک مثال معنوی ٭ تا نبود دیگر تو ل صورت مثنوی ٭ آمد از آفاق یار مہربان ٭ یوسف صدیق را شد میہمان ٭ کاشنا بودند وقت کودکے ٭ بر وسادہ آشنائے متکی ٭ یاد دادش جور اخوان و حسد ٭ گفت آن زنجیر بود و ما اسد ٭ عار نبود شیر را از سلسلہ ٭ از قضائے حق ندارم ما گلہ ٭ شیر را بر گردن ار زنجیر بود ٭ بر ہمہ زنجیر سازان میر بود ٭ گفت چون بود سے تو در زندان و چاہ ٭ گفت ہمچون در محاق و کاست ماہ ٭ در محاق ار ماہ نو گردد دوتا ٭ نے در آخر بدر گردد بر سما ٭ گرچہ دُردانہ بہاون کوفتند ٭ نور چشم و دل شد و غم گر زند ٭ گندمی را زیر خاک انداختند ٭ پس ز خاکش خوشہا بر ساختند ٭ بار دیگر کوفتندش ز آسیا ٭ قیمتش افزود و نان شد جانفزا ٭ باز نان را زیر دندان کوفتند ٭ گشت عقل و جان و فہم سود مند ٭ باز آن جان چونکہ محو عشق گشت ٭ یُعجبُ الزُّرَّاع آید بود کشت ٭ باز آن جان چون بحق او محو شد ٭ باز ماند از سکر و سوے صحو شد ٭ عاملے را از ان صلاح آمد ثمر ٭ قوم دیگر را فلاح منتظر ٭ این سخن پایان ندارد باز گرد ٭ تا کہ با یوسف چہ گفت آن نیک مرد ٭ اسے معنے وسادہ بکسر بالش و بالین متکی بالضم تکیہ زنندہ صحو بیداری مولانا فرماتے ہین اب مجھ سے ایک مثال معنوی سن تو تو پھر بات بھی صورت کی نہ سنے وہ یہ کہ حضرت یوسف صدیق کا ایک یار مہربان جہان مین پھر کے آیا اور ان کا مہمان ہوا انکی واسطے کہ لڑکائین کی آشنائی تھی اور آشنائی کے مسند کے متکی اور گرسنے انکو جور و حسد بھائیون کا یاد دلایا کہا وہ زنجیر تھی اور مین شیر تھا شیر کو زنجیر سے کب عار ہوتی ہے اور قضاے حق تھی پس مین قضا کی شکایت نہین کرتا شیر کی گردن پر گرچہ زنجیر تھی پھر بھی وہ سب زنجیر بازون کا سردار تھا پوچھا زندان و چاہ مین تو کیسے رہا کہا جیسے محاق و کاست مین چاند دیکھو تو محاق مین اگرچہ ماہ نو دوہرا ہو جاتا ہے بالآخر بدر آسمان کا نہین ہوتا موتی کو خیال کیونکہ ہاون مین کوٹتے پیستے ہین وہی نور چشم و دل کا ہوتا ہے اور دست نقصان کا اثر رہا ہے اُسکا کچھ نہین بگڑتا گیہون کو خاک مین ملا دیتے ہین کیسے خوشے خاک سے اُس مین پیدا ہوتے ہین پھر اُن خوشون کو جب کوٹا اور چکی سے اُسکی قیمت بڑھی کہ نان ہوا جانفزا ہو سکے پھر وہ روٹی دانتون تلے پچی جاتی ہے تو وہ عقل اور جان اور فہم

سود مند ہو جاتی ہی پھر وہ جان جب عشق مین محو ہو جاتی ہی مصداق یعجب الزراع یعنے خوش کرتی ہی زراع کو ہو تی ہی
اور وہی جان جب حق مین محو ہو جاتی ہی بس نشہ سے دور ہو کے بیداری کی طرف جاتی ہی پھر اُس سے ایک جہان کی
صلاح کا ثمر حاصل ہوتا ہی اور دوسری قوم کے جو آیندہ مین منتظر ظہور کے ہین اُن کی فسلاح میسر ہوتی ہی یعنی آیندہ
لوگ اُسی پر چلتے ہین شعر ما بعد گریز یعنے اس بات کی حد نہین ہی تو اس سے لوٹ اور یہ بتا کہ یوسف سے اُس خیکرد
سے نے کیا کہا بخلاف بجاے ارزنجیر آزاد و رنجاے زنجیر بازان زنجیر سازان لکھا ہی

طلب کرنا یوسف علیہ السلام کا ارمغان اُس شخص سے

قولہ بعد قصہ گفتنش گفت ای فلان ۞ ہین چہ آوردی مرا از ارمغان ۞ بر در یاران تہی دست آمدن ۞ ہست بے گندم
سوے طاحون شدن ۞ حق تعالے خلق را گوید بحشر ۞ ارمغان کو از براے روز نشر ۞ جئتمونا و فرادے بے نوا ۞
ہم بدانسان کہ خلقناکم کذا ۞ ہین چہ آوردید دست آویز را ۞ ارمغانے روز رستاخیز را ۞ یا امید بازگشتن تان نبود ۞
وعدۂ امروز باطل تان نمود ۞ منکرے مہمانیش را از خری ۞ پس ز مطبخ خاک و خاکستر خوری ۞ ورنۂ منکر چنین
دست تہی ۞ بر در آن دوست پا چون مے نہی ۞ اندکے صرفہ بکن از خواب و خور ۞ ارمغان بہر ملاقاتش ببر ۞
شو قلیل النوم مما یہجعون ۞ باش در اسحار از یستغفرون ۞ اندکے جنبش بکن ہمچون جنین ۞ تا بہ بخشندت حواس
نور بین ۞ وز جہانے چون رحم بیرون روی ۞ از زمین در عرصۂ واسع شوی ۞ آن کہ ارض اللہ واسع گفتہ اند ۞
عرصہ دان کا نبیا در رفتہ اند ۞ المعنی ارمغان بالفتح و بضم میم تحفہ جنین وہ بچہ جو زہدان مین ہو روز نشر روز
قیامت پھر اصل کی طرف رجوع فرمائی کہ حضرت یوسف نے بعد قصہ کہنے کے جو اوپر گذرا مہمان سے کہا کہ اے
فلان میرے واسطے اس سیر سے کیا تحفہ لایا خالی ہاتھ یاروں کے دروازے پر آنا ایسا ہی جیسے بے گندم
چکی کے پاس جانا کہ اُسکو دانہ ڈھونگنا بھی نصیب نہین ہوتا اللہ تعالے حشر کے دن مخلوق سے کہے گا کہ اس
روز نشر کے واسطے کچھ تحفہ لایا ہی وہ کہان ہی عرض کر دوسرا شعر مقتبس ہی آیہ کریمہ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ
كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ تحقیق آئے تم ہمارے پاس تنہا جیسے کہ پیدا کیا تھا
تم کو تنہا پہلی دفعہ بے مال و متاع دنیوی کے اور چھوڑا تم نے پس پشت وہ جو دیا ہم نے تم کو دنیا مین
عوض دنیا کا مال و متاع وہین چھوڑا اس دن کے لیے کیا تحفہ لائے کہ وہ اعمال صالح ہین معتبر وار ہو اُس
روز رستخیز کے واسطے کیا تحفہ لائے ہو اور کونسی دستاویز تمھارے پاس ہی یا تم کو امید اس بات کی نہ تھی
کہ تم ہمارے پاس لوٹ کے آوگے اور یہ آج کا وعدہ تم باطل سمجھتے تھے تو تو اپنے گدھے پن سے منکر
اُسکی مہمانی کا ہی بس اُس کے باورچی خانے سے کیا خاک و خاکستر کھاے گا اور جو منکر نہین ہی تو ایسے دوست
کے دروازہ پر خالی ہاتھ کیون قدم رکھتا ہی اپنے خواب و خور روزمرہ مین ذرا کمی و تنگی کر اور تحفہ اُسکی ملاقات

کما نیجا سوتا جو تیرا معمولی ہو اسمین تھوڑا گھٹا دے اور اسحار مین یعنی ہر صبح اس سے مغفرت چاہا کر کما قال اللہ عز وجل کانوا
قلیلاً من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ہم یستغفرون تھے وہ کہ تھوڑا رات مین سوتے تھے اور ہمیشہ صبح کو استغفار کرتے
تھے تو ذراسی جنبش کر مثل جنین کے جو ظلمات مشیمہ مین ہے کہ ظلمت در ظلمت ہے یعنے شکم اور مشیمہ مجرد جنبش حواس
نور بین قصناد قدر اسکو بخشتے ہین تجکو بھی سعی وکوشش ضرور ہے تو فیض نور سے بہرہ یاب ہو اور جو جہان ...
مثل رحم کے نکل جاے تو اس زمین مدفن سے عرصۂ وسیع مین پہونچ جاے اور وہ عرصہ وہ ہے جسکو ارض اللہ واسعۃ
کہا ہے اور وہ عرصہ جہان انبیا گئے ہین چنانچہ فرمایا ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا زمین اللہ کی نہایت وسیع ہے
پس ہجرت کرو تم اس مین **قولہ** دل نہ گردد تنگ زان عرصہ فراخ ٭ نخل تر آن جا نہ گردد خشک شاخ ٭ ...
راکنون ٭ کسند دماندہ می شوی وسرنگون ٭ چونکہ محمولی نہ حامل وقت خواب ٭ ماندگی رفت وشدی بی ...
چاشنی وانی تو حال خواب را ٭ پیش محمولی حال اولیا ٭ اولیا اصحاب کہفند ای عنود ٭ در قیام ودر تقلب در رقود
می کشد شان بے تکلف در فعال ٭ بیخبر ذات الیمین ذات الشمال ٭ چیست آن ذات الیمین فعل حسن ٭ چیست آن
ذات الشمال اشغال تن ٭ گر تو بینی شان بدشواری درون ٭ نیست شان خوفے ولاہم یحزنون ٭ میرود
این ہر دو ... پدید ٭ بے خبر زین ہر دو ایشان در فرید ٭ می رود این ہر دو کار از انبیا ٭ بے خبر زین
ہر دو ایشان چون صدا ٭ گر صدایت بشنواند خیر و شر ٭ ذات کہ باشد زہر دو بیخبر ٭ **المعنی** حامل بردارندہ محمول
برداشتہ شدہ تقلب گردش رقود بضمتین سونا اور وہ میدان فراخ جس سے کبھی دل تنگ ہی نہو نہ نخل تر وہان کا کبھی
خشک شاخ ہو تو بحالت بیداری اپنے حواس کا حامل ہے جس سے سست اور ماندہ اور سرنگون ہوتا ہے جیسے کہ
کیفیت غنودگی کی ہے یا باربرداری کی اور جب تو محمول ہوتا ہے نہ حامل وقت خواب کے تو نہ ماندگی رہتی ہے نہ کوئی
رنج وتاب تب ہی اپنے حال خواب کو مقابل محمولی حال اولیا کے سمجھ کہ یہ ایک چکھی ان کے حال کی ہے اور ایک
... ان کے محویت کی اور یہی محمولی انکو بے تکلف افعال کی طرف کھینچتی ہے مگر وہ بے خبر اس سے کہ یہ
افعال ذات الیمین ہین یا ذات الشمال ذات الیمین نکوکار جنکے سیدھے ہاتھ مین نامۂ اعمال دیا جاے گا اور ذات الشمال
بدکار جن کے بائین ہاتھ مین دیا جائیگا چنانچہ خود بھی تفسیر اسکی فرمائی کہ ذات الیمین کیا ہے فعل حسن ہین اور ذات الشمال اشغال
تن اگر تو انکو ایسی باتین جو ذات الشمال سے ہو بدشواری داخل دیکھے تو انکو اس سے کچھ خوف وحزن نہیں
کما قال اللہ تعالے ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون بیشک اولیا اللہ کے نہ خوف ہے ان پر نہ ان کو
کچھ غم ہے اور لوگون سے تو یہ دونون یعنے فعل حسن اور اشغال تن ظاہر صادر ہوتے ہین اور یہ ان کو خوب جانتے
سمجھتے ہین لیکن یہ دونون سے بیخبر ہین گو کیسی ہی زیادتی مین ہون اور انبیا سے بھی دونون صدور کرتے
ہین مگر وہ بھی مثل صدا کے دونون سے بیخبر ہین جیسے کوہ اگرچہ خیر وشر کی صدا تجکو سنوائے مگر ذات کوہ

کی دونون سے بیخبر ہوتی ہی نہ اُسکو خیر کی خبر نہ شر کی الخلاف شرح مین بجاے خشک شاخ کے شاخ چاشنی دانی تو کی جگہ صرف چاشنی دان ذات کہہ کی جگہ ذاتاو

کہنا مہمان کا یوسف علیہ السّلام کو کہ تیرے واسطے تحفہ مین آئینہ لایا ہون کہ جب اُسمین منھ دیکھو مجکو یاد کرو

قولہ گفت یوسف ہین بیاور ارمغان ✤ او زشرم این تقاضا در فغان ✤ گفت من چند ارمغان جستم ترا ✤ ارمغانے درنظر نامد مرا ✤ حبہ را جانب کان چون برم ✤ قطرۂ را سوے عمان چون برم ✤ زیرہ را من سوے کرمان آورم ✤ گر بہ پیش تو دل و جان آورم ✤ نیست تخمے کاندرین انبار نیست ✤ غیر حسن تو کہ او را یار نیست ✤ لائق آن دیدم کہ من آئینۂ ✤ پیش تو آرم چو نور سینۂ ✤ تا ببینی روے خوب خود ران ✤ ای تو چون خورشید شمع آسمان ✤ آئینہ آوردمت ای روشنی ✤ تا چو بینی روے خود یادم کنی ✤ آئینہ بیرون کشید او از بغل ✤ خوب را آئینہ باشد مشتغل ✤ آئنہ ہستی چہ باشد نیستی ✤ نیستی بگزین گرابلہ نیستی ✤ نیستی ونقص ہر جائے کہ خواست ✤ آئنہ خوبی جملہ ہستہا ست ✤ بہر آن کہ نیستی پالودگیست ✤ وانچہ این ہستی ہمہ آلودگیست ✤ چونکہ جامہ جیبت و درزیدہ بود ✤ مظہر فرہنگ درزی کے شود ✤ تا تراشیدہ ہمی یا بد جزوع ✤ تا درو گر اصل ساز د یا فروع ✤ خواجۂ اشکستہ بند آنجا رود ✤ کہ درآنجا پاے اشکستہ بود ✤ کے شود چون نیست رنجور و نزار ✤ آن جمال صنعت طب آشکار ✤ خواری و دونے مسہا ای کیا ✤ گر نباشد کے نماید کیمیا ✤ نقصہا آئینۂ وصف کمال ✤ وان حقارت آئینہ عز و جلال ✤ المعنی حبہ بفتح وتشدید باوزن یک سرخ ہندی رتی زیرہ معروف اور کرمانی قسم اول ہوتا ہی پالودگی پالودن سے صاف کرنا جزوع بضمتین تنہ ہاے درخت حضرت یوسف نے اپنے مہمان سے کہا خبردار ہو ہمارے سیے جو تحفہ لایا ہو وہ لاؤ اور اُسکا حال یہ کہ اس تقاضا کی شرم سے فغان کرتا تھا کہا مین نے تمھارے واسطے بہت تحفہ ڈھونڈھا کوئی تحفہ تمھارے لائق میری نظر مین نہین آیا خیال کیا رتی بھر زر کو کان کے پاس کیا لیجاؤن اور قطرہ کو عمان کے سامنے کیا لاؤن دل مین گذرتا تھا کہ دل وجان بہت عزیز چیز ہین انکو ارمغان بناؤن لیکن کہتا تھا یہ تو ایسا ہی جیسے زیرہ کرمان کو لے جانا کوئی تخم ایسا نہین جو انبار دنیا مین نہو اگر نہین ہی تو تمھارا سا حسن نہین ہی جس مین کوئی شریک نہین تب مین نے تمھارے لائق یہ بات دیکھی کہ ایک آئینہ تمھارے پاس مثل نور سینہ کے لیجاؤن تو تم اپنے روے خوب کو اُس مین دیکھو کہ تم مانند خورشید شمع آسمان کے ہو اور یہ بھی ہی کہ جب تم اس آئینہ کو اے روشنی عالم کی دیکھو گے تو مجکو بھی یاد کروگے یہ میرا یادگار رہوگا یہ کہکے آئینہ بغل سے نکالا اور سامنے رکھ کے کہا کہ خوبصورت سب آئینہ سے مشتغل ہوتے ہین آب مقولات مولانا رحمہ کے ہین فرماتے ہین کہ تمہری جو یہ ہستی ہی اُسکا آئینہ نیستی ہی اس ہستی کو

فنا کر تو اصل ہستی کی یہ نیستی آئینہ بنے اور صورت اُسکی اس آئینہ مین نظر آئے یس اگر تجکو خدا اسنے عقل دی ہی اور احمق نہین ہی تو نیستی اختیار کر رع درنیستی کوفت تا ہست شدہ؛ اور وجہ اسکی یہ کہ جس جگہ نیستی ہوگی پیدا ہوتی ہی وہی نیستی ونقص آئینہ خوبی جملہ ہست کے ہوجاتے ہین اسواسطے کہ نیستی ایک پالودگی ہی جس سے تمامی آلایش سے صاف ہوجاتا ہی اور جو یہ ہستی تیری ہی یہ بالکل آلودگی جس مین لوت پت ہو رہا ہی خیال تو کر جب کپڑا خوب چست اور ٹھیک سیا ہوا ہوتا ہی تو پھر درزی کو اس مین ہوشیاری جتلانے کی کب حاجت ہوتی ہی جب بڑھئی لکڑی تراشیدہ یعنے تنہ درخت سے جدا پاتا ہی تو اس مین وہ اپنی کاریگری کرکے اصل وفرع کسی شی کی بنا کے دکھاتا ہی جس خوابہ کا کوئی عضو ٹوٹ جاتا ہی تو وہ وہین جاتا ہی جہان اور شکستہ پا ہوتے ہین یہ کب ہوسکتا ہی کہ کوئی شخص رنجور و نزار نہوا ور اُسپر جمال فن طب کا ظاہر کیا جاے اے دانا اگر تا نبون مین ناچیزی وپے توقیری نہو تو کیمیا اُن کو کیون دکھائی جاے یہ نقص جو تیرے آئینہ مین ہین کہ تو اُن کو وصف کمال کا سمجھتا ہی خوب جان لے کہ اس سمجھنے مین تیری حقارت آئینۂ عزۂ جلال کی ہی کہ ناقص کو کامل اور کامل کو ناقص جان رہا ہی اختلاف شرح مین ہستا کو ہستیہا لکھا ہی قولہ

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقین ؛ زانکہ با سر کہ پدید ست انگبین ؛ ہر کہ نقص خویش را دید و شناخت ؛ اندر استکمال خود دو اسپہ تاخت ؛ زان نمی پرد بسوے ذوالجلال ؛ کو گمانے می برد خود را کمال ؛ علتے بدتر ز پندار کمال ؛ نیست اندر جان تو اے مغرور وضال ؛ از دل وازدیدہ ات بس خون رود ؛ تا ز تو این معجبے بیرون رود ؛ علت ابلیس انا خیر بدست ؛ وین مرض در نفس ہر مخلوق ہست ؛ گرچہ خود را بس شکستہ بیند او ؛ آب صافی دان و سرگین زیر جو ؛ چون بشورا بی ورا در امتحان ؛ آب سرگین رنگ گردد در زمان ؛ در تک جو ہست سرگین اے فتا ؛ گرچہ جو صافی نماید مرترا ؛ ہست پیر راہ دان پرفطن ؛ باغہاے نفس کل را جوے کن ؛ جوے خود را کے تواند پاک کرد ؛ نافع از علم خدا شد علم مرد ؛ کے تراشد تیغ دستہ خویش را ؛ رو بجراحے سپار این ریش را ؛ آب جو سرگین نماند پاک کرد ؛ جہل نفسش را نرو بد علم گرد ؛ بر سر ہر ریش جمع آمد مگس ؛ تا نہ بیند قبح ریش خویش کس ؛ وان مگس اندیشہا و آمال تو ؛ ریش تو آن ظلمت احوال تو ؛ در نہد مرہم بران ریش تو پیر ؛ آنزمان ساکن شود درد و نفیر ؛ تا نہ پنداری کہ صحت یافتہ است ؛ پرتو مرہم در آنجا تافتہ است ؛ ہین ز مرہم سر مکش اے پشت ریش ؛ وان ز پرتو دان مدان از اصل خویش ؛ این سخن پایان ندارد اے جوان ؛ بشنو اکنون قصہ ضمن آن ؛ اسلمعنے دو اسپہ اسپہ ڈاک مراد عجلت سے ضال گمراہ معجبے مغروری قبح بقاف وباے ریم ہندی پیپ بتا ئید سابق فرمایا کہ نقص سے کمال اور کمال سے نقص جانا جاتا ہی اسواطیکہ باہم ضد ہین اور ضد کا یقین ضد ہی پیدا کرتی ہی جیسے مقابل سرکہ کے شہد ظاہر ہی جسنے اپنے نقص کو دیکھا اور پہچانا وہ اُسکے استکمال مین دو اسپہ دوڑا یعنے نہایت شتابی کی اور جس نے آپ کو کمال گمان کیا وہ خدا ذوالجلال کی طرف نہین اُڑ سکتا جملہ علتون سے

ایسی علت بدتر کوئی نہین ہی جیسی کہ علت پندار کمال کی ای مغرور گمراہ تیری جان مین ہی یہ علت سو بڑی مشکل سے
جاوے گی اور بڑی مصیبت سے یہ مغروری تیری مٹے گی کہ دل و دیدہ سے بڑے خون بہانا پڑینگے شیطان کی علت
انا خیر تھا جیسا قرآن شریف مین ہی قال انا خیر منہ کہا ابلیس نے مین آدم سے بہتر ہون بس راندہ گیا یہی مرض ہر مخلوق
مین بکثرت ہی سب اس مرض مین مبتلا ہین بہت ایسے ہین کہ وہ آپ کو نہایت شکستہ اور خاکسار دیکھتے ہین لیکن
حال یہ ہی کہ جیسے اوپر صاف پانی نہر کا اور نیچے اسکے گوبر اگر امتحان کی راہ سے اس پانی کو کھلکھلاؤ تو وہ پانی اسیوقت
گوبر کا ہمرنگ ہوجائیگا بس ای فتا تیری نہر کی تہ مین گوبر ہی اگرچہ تجکو نہر صاف معلوم ہو مگر پیر راہدان پر فطن جو
کل باغون نفس کا نہر کن ہی وہی اسکو صاف کرے ورنہ نہر آپ کو کب پاک کر سکتی ہی خدا کے علم سے آدمی نے
نفع پایا ہی جیسے ابتداءً آدم علیہ السلام نے بس اسی کے علم سے امید صفائی کی رکھ تیغ اپنے دستہ کو آپ کیسے
تراش سکتی ہی جا یہ زخم کسی جراح کے سپرد کر آب جو سرگین کو پاک نہین کر سکتا اور جہل نفس کی گرد کو علم جھاڑ نہین
سکتا اور وہ ریش جسکو ہم کہتے ہین جراح کے سپرد کر اسپر مکھیان بہت گھری ہین جن کے سبب سے کوئی پیپ
اس ریش کی دیکھ نہین پاتا اب جانا مکھیان کیا ہین تیرے اندیشے اور تیری امیدین اور زخم کیا ہی ظلمت تیرے احوال کی
اور اگر اس زخم پر تیرے کوئی پیر مرہم رکھے اور اسوقت درد و نفیر سے تجکو تسکین بھی ہوجاوے تو ہرگز یہ گمان مت کر کہ صحت
ہوگئی ہی نہین یہ اسی مرہم کا پرتو اسپر چمکا ہی جو تسکین ہوئی ہی خبردار تیری پشت ریش ہی مرہم سے کنارہ کش مت ہو
اور اسکو جو تسکین ہوئی ہی اسی مرہم کے پرتو سے جان نہ اپنی اصل سے آیندہ گریز ہی دوسرے قصہ کی طرف کہ
ای جوان اس بیان کی تو پایان نہین اسکے ضمن مین اب دوسرا قصہ سن النخلاف شرح بحر العلوم مین راہدان
کو زاہدان شیخ کو شیخ سرکش کو سرمہ کش لکھا ہی

مرتد ہونا کاتب وحی کا اس سبب سے کہ پرتو وحی کا اسپر پڑا اور اس آیت کو قبل آنحضرت
سے پڑھا اور کہا کہ مین محل وحی ہون

قولہ پیش از عثمان یکے نساخ بود ٭ کو بہ نسخ وحی جدے مینمود ٭ چون نبی از وحی فرمودی سبق ٭ او ہمان را وانوشتی
بر ورق ٭ پرتو آن وحی بر وے تافتی ٭ او درون خویش حکمت یافتی ٭ عین آن حکمت بفرمودی رسول ٭ زینقدر
گمراہ شد آن بو الفضول ٭ کانچہ می گوید رسول مستنیر ٭ مر مرا ہست آن حقیقت در ضمیر ٭ پرتو اندیشہ اش زد بر رسول ٭
قہر حق آورد بر جانش نزول ٭ پرتو آن ناگہش بردل بتافت ٭ در درون خویشتن حرفے نیافت ٭ ہم ز نساخی
بر آمد ہم ز دین ٭ شد عدوے مصطفے از روے کین ٭ مصطفے فرمود کای گبر عنود ٭ چون سیہ گشتی اگر نور از
تو بود ٭ گر تو ینبوع الٰہی بودۂ ٭ این چنین آب سیہ بکشودۂ ٭ اندرون می سوختش ہم زین سبب ٭ توبہ
کردن مے نیارست ای عجب ٭ تاکہ ناموسش بہ پیش این و آن ٭ نشکند بربست از توبہ دہان ٭

آہ میکرد و نبود ش آہ سود ٭ چون درآمد تیغ سر را در ربود ٭ کرد حق ناموس را صد من حدید ٭ ای بسا بستہ بہ بند ناپدید ٭ کبر و کفر آنسان بہ بندد راہ را ٭ کو نیارد کرد ظاہر آہ را ٭ المعنی نساخ بتشدید سین زائل کرنے والا اور بدتر کو بہتر سے بدل دینے والا اور کتاب لکھنے والا جد بکسر و تشدید دال کوشش مستنیر نور یابندہ ینبوع بالفتح چشمہ آب سیہ آب عمیق و سیاہی دوات حدید بالفتح تیز و آہن یعنے حضرت عثمان جامع القرآن سے قبل ایک کاتب تھا کہ وہ وحی کے لکھنے مین بڑی کوشش رکھتا تھا اور اس کاتب کو بعض نے مسیلمہ کذاب بتایا ہے اور بعض نے عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح کو کہا ہے اور اسی قول کو صحیح لکھا ہے مگر مولانا رح نے ابھی کسی کا نام نہین لیا ہے اور یہ جو کہا ہے زمان عثمان سے قبل بدین مناسبت کہ پہلے قرآن شریف ہر شخص کے پاس جزو جزو تھا انکے وقت مین جمع ہوکے مجموع ہوا غرض جب حضرت وحی کا سبق فرماتے وہ اسکو ورق پر لکھ لیتا تھا جو کہ پرتو اس وحی کا اُسکے درون پر پڑتا تھا اور وہ اپنے درون مین اس پرتو سے حکمت پاتا تھا اور عین و ذات اُسی حکمت کو آنحضرت فرماتے تھے بس اتنی بات سے وہ کاتب بو الفضول گمراہ ہوگیا اور کہا جو کچھ نور وحی سے رسول مستنیر نور پاتے اور بہرہ یاب ہوتے ہین اُس کی حقیقت و اصلیت میرے دل مین ہوتی ہے متن لیدایک پرتو اس اندیشہ کا اُس کے رسول مقبول کے دل پر پڑا کہ اس کاتب کو یہ اندیشہ اور خیال ہے معاً قہر خدا کا اُس کے حال پر نازل ہوا کہ ناگاہ ایک پرتو قہر کا اُس کے دل پر ایسا پڑا کہ پھر اپنے دل مین اُس نے ایک حرف بھی نہ پایا سب سہو محو ہوگیا بس نساخی سے بھی گیا اور دین سے بھی اور بمقتضاے عداوت حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنون سے ٹھہرا چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ ای کبر اور عنود اب توکیسے سیاہ ہوگیا اور وہ نور دراصل اگر تیرا تھا تو کدھر گیا اگر تو چشمہ نور الٰہی کا تھا تو یہ آب تونے کیسا بہایا ہے جو مراد کفر اور ارتداد سے ہے اور اس سبب سے اُس کا جی اندرون جلتا تھا اور ای مخاطب تعجب یہ کہ توبہ نہین کرسکتا تھا عوام کے سامنے اسکی عزت وحرمت نہ بگڑنے پائے بس توبہ سے منھ بند ہوگیا تھا آہین کرتا تھا اور اُن سے کچھ فائدہ نہ تھا اور کیسے ہوتا وہ توتیغ قہر الٰہی کی تھی دفعتاً آئی اور سر اتار کے لے گئی خدا تعالے نے ناموس یعنے عصمت و عفت کو اسیر پر سیکڑون من بوجھ لوہے کا کردیا کہ ہل نسکا الحق بہت لوگ بستہ بند ناپدید کے ہوتے ہین یعنے غیب کی قید کے مقید اور وہ بند بسبب کبر وکفر کے ہوتی ہے اور یہ دونون ایسی اُس کی راہ بند کرتے ہین کہ وہ آہ کو اپنی اس خرابی پر ظاہر نہین کرسکتا آہ عبارت توبہ و ندامت سے ہے اختلاف شرح مین بجاے بروے بروتا سفتے اور نساخی کو گستاخی کبر و عنود بدون عطف حدید کو جدید نہ بند کی جگہ نیست کہ یہ نبست ہے لکھا ہے قولہ گفت اغلالاً فہم بہ مقمحون ٭ نیست آن اغلال مارا از برون ٭ خلفہم سداً فاغشیناہمو ٭ سے نہ بیند بندہ را پیش و پس او ٭ رنگ صحرا دارد آن سد یکہ غاست ٭ او نمی داند کہ آن سد قضاست ٭ شاہد تو سد روے شاہدست ٭ مرشد تو سد گفت مرشدست ٭ ای بسا کفار را سودای دین ٭

بند شان ناموس وکبر آن واین ٭ بند پنہان لیک از آہن تبر ٭ بند آہن را کند پارہ تبر ٭ بند آہن را توان کردن جدا ٭
بند غیبی را نداند کس دوا ٭ مرد را زنبور اگر نیشے زند ٭ طبع او آن لحظہ بر دفعے تند ٭ زخم نیش اما چو از ہستی
تست ٭ غم قوی گردد نگردد درد سست ٭ شرح این از سینہ بیرون می جہد ٭ لیک می ترسم کہ نومیدی دہد ٭
نے مشو نومید و خود را شاد کن ٭ پیش آن فریادرس فریاد کن ٭ کای محب عفو از ما عفو کن ٭ ای طبیب رنج
ناسور کہن ٭ عکس حکمت آن شقی را یاوہ کرد ٭ خود مبین تا بر نیارد از تو گرد ٭ ای برادر بر تو حکمت جاریہ ست ٭
آن ز ابدانست بر تو عاریہ ست ٭ گرچہ در خود خانہ نورے یافتست ٭ آن ز شمع پادشاہان تافتست ٭ شکر
کن غرہ مشو بینی مزن ٭ گوش دار و ہیچ خود بینی مکن ٭ صد ہزاران آہ کین عاریتی ٭ امتان را دور کرد از امتی ٭
من غلام آنکہ او در ہر رباط ٭ خویش را واصل نہ بیند بر سماط ٭ بس رباطے کہ بباید ترک کرد ٭ تا بمسکن دررسد
یک روز مرد ٭ گرچہ آہن سرخ شد او سرخ نیست ٭ پر تو عاریتے آتش زنیست ٭ المعنی بینی زدن انکار کرنا

رباط لنگر خانہ سماط دستر خوان پہلے دونون شعر مقتبس ہین آیۂ کریمہ سے جو یہ ہی انا جعلنا فی اعناقہم
اغلالا فہی الی الاذقان فہم مقمحون وجعلنا من بین ایدیہم سدا ومن خلفہم سدا فاغشینا ہم فہم لا یبصرون بیشک کیے ہمنے
گردن مین کافرون کے طوق سو وہ اُنکی ٹھوڑی تک ہین کہ سر اُنکا اوپر ہی کو رہتا ہی جھکتا نہین اور بنائی ہم نے
سامنے اُنکے ایک دیوار اور پیچھے اُنکے ایک دیوار جو پردہ کیے ہی اُن کے واسطے کہ اپنا پیش وپس اُنکو نہین
سوجھتا یعنے ہماری آیتون کے منکر ہین اور راہ ایمان کی اُنکو نہین سوجھتی اور یہ اغلال خارج سے نہین آور یہ
دیوار جو اُسکے آگے پیچھے پیدا ہوئی ہی مثل صحرا کے ہی کہ جسمین میدان ہوتا ہی کوئی آڑ نہین ہوتی اور وہ مطلق
نہین جانتا کہ یہ دیوار حکم خدا کی ہی اور غیبی نہ خارجی تیرا معشوق جو کبر و ناموس ہی یہی سد صورت معشوق حقیقی کا ہی اور
مانع اُسکی دید کا اور مرشد تیرا جو نفس وشیطان ہی یہی سد قول اصلی مرشد کا ہی کہ اُسکو سننے سمجھنے نہین دیتا
اے مخاطب اکثر ایسا ہوا کہ کفار کو سودا سے دین پیدا ہوا مگر یہی ناموس وکبر اور شرم لوگون کی اُن کی بند مانع
ہوگئی اور دین سے اُنکو باز رکھا یہ چھپی قید ہی لیکن قید ظاہر آہن سے بتر ہی اس لیے کہ قید آہن کو تو کلھاڑی
پارہ پارہ کرسکتی ہی بخلاف اسکے کہ یہ قید غیبی ہی اسکو کوئی جدا نہین کرسکتا نہ اسکی کچھ دوا پھر لطور مثال
فرماتے ہین کہ اگر کسی آدمی کو زنبور کاٹے تو طبیعت اُسکی جو منتظم جسم کی ہی فوراً اُسکی دفع پر مستعد ہوئے
اور دفع کرے لیکن یہ ڈنک جو تو نے اپنی ہستی کا کھایا ہی یہ دفع ہونے کا نہین ہی یہ تو ایسا ہی کہ جتنا تو غم کھاتا
جاوے اُتنا ہی غم قوی ہوتا جاوے اور درد سست نہووے آب فرماتے ہین کہ شرح اس نیش ہستی کی
میرے سینے سے باہر اُچھل رہی ہی لیکن اس بات سے ڈرتا ہون کہ بیان کرون اور نومیدی اُسکا نتیجہ
ہو فرماتے ہین نومید مت ہو اور خوش رہ اور سامنے اُس فریادرس کے فریاد کر کہ ای محب عفو کے جو کچھ ہماری

خطا ہوا اسکو ہم سے عفو کر اور اے طبیب رنج ناسور کہن کے تیری حکمت کے عکس یعنے پرتو نے اُس بدبخت کو کہ مراد
اُسی نساخ سے ہی بیہودہ اور گمراہ کیا پس ہر شخص کو چاہیے کہ خودبین نہ بنے تا تھر اُسکا اُسکو برباد نکرے اے برادر
خوب جان لے کہ حکمت اُسکی تجھپر جاری ہی اور وہ ابدان سے ہی کہ تیرے پاس عاریت ہی اگرچہ کسی نے خود ہی اپنے
گھر مین نور پالیا ہی وہ بھی اُسی پادشاہ کی شمع سے چمکا ہی یعنے اُسی کا عطیہ پادشاہان مین الف نون زائدہ ہی تو اُسکا
شکر کر مغرور مت ہو انکار نکر میری بات دل لگا کے سن اور خودبینی کی جڑ نکال کے پھینک دے لاکھون آمین کرتا
ہون مین اس بات پر کہ اس عاریتی نے جسکو اوپر بدن کہا ہی بیسیون امتون کو امت پن سے دور کردیا ہی مین تو
غلام اُسکا ہون جو بے طمع اور بے پروا ہی اور کسی لنگر خانے کے دسترخوان پر آپ کو پہونچا ہوا نہین پاتا پس یہ
دنیا کہ ایک رباط و مسافر خانہ ہی اسکو ترک کرنا چاہیے تو کسی دن مرد اپنے مسکن اور منزل مقصود پر پہونچے
آہن اگرچہ آگ سے سُرخ ہو جائے وہ سرخی اُسکی نہین ہی وہ پرتو عاریتی کسی آتش زن کا ہی اے چقماق کا
الخلاف شرح مین بجائے اغلال مارا انزر کے اتا ال لکھا ہی اور رخاست کو خواست بینی بزن کو بینی بکن
قولہ گر شود پر نور روزن یا سرا ✤ تو مدان روشن مگر خورشید را ✤ ور در و دیوار گوید روشنم ✤ پرتو
غیرے ندارد این منم ✤ پس بگوید آفتاب اے نا رشید ✤ چونکہ من غائب شوم آید پدید ✤ سبزہا گویند ما سبز
از خودیم ✤ شاد و خندانیم و بس زیبا خدیم ✤ فصل تابستان بگوید کاے امم ✤ خویش را بینید چون من بگذرم ✤
تن ہمی نازد بخوبی و جمال ✤ روح پنہان کردہ فر و پر و بال ✤ گویدش اے مزبلہ تو کیستی ✤ یک دو روز از پرتو من زیستی ✤
غنج و نازت می نگنجد در جہان ✤ باش تا کہ من شوم از تو جہان ✤ گرم دارانت ترا گوری کنند ✤ کہ کشانت در تک گور افگنند ✤
تا کہ چون در گور یارانت کنند ✤ طعمۂ موران و مارانت کنند ✤ گیر داز گندم تو بینی آن کسے ✤ کہ بہ پیشت تو ہمی مردے
بسے ✤ پرتو روح ست نطق و چشم و گوش ✤ پرتو آتش بود در آب جوش ✤ آنچنان کہ پرتو جان بر تن ست ✤ پرتو
ابدال بر جان من ست ✤ جان جان چون برکشد پا را ز جان ✤ جان چنان گردد کہ بے جان تن بدان ✤ سر از ان
رو می نہم من بر زمین ✤ تا گواہ من بود در یوم دین ✤ یوم دین کہ زُلْزِلَتْ زِلْزَالَهَا ✤ این زمین باشد گواہ حالہا ✤
کو تُحَدِّثُ جَهْرَةً اَخْبَارَہَا ✤ در سخن آید زمین اَوحی لہا ✤ فلسفی گوید ز معقولات دون ✤ عقل از دہلیز می ماند برون ✤
فلسفی منکر شود در فکر و ظن ✤ گو برو سر را بران دیوار زن ✤ فلسفے کو منکر حنانہ ایست ✤ از حواس انبیا بیگانہ
ایست ✤ نطق آب و نطق خاک و نطق گل ✤ ہست مخصوص حواس اہل دل ✤ المعنے خد بالفتح رخسار
مزبلہ بالفتح و بائے موحدہ و لام مفتوح جگہ نجاست اور گو بر ڈالنے کی جہان بکسر جہندہ گندیدہ بوے بد
بتائید صدر فرماتے ہین کہ اگر روزن یا گھر پر نور ہو جائے تو تو اُسکو پر نور مت جان مگر خورشید روشن کو جس
سے وہ پر نور ہوا ہی اور جو در و دیوار کہین کہ ہم روشن ہین کسی غیر کا پرتو ہم پر نہین ہی ہم آپ ہی

آپ ہین تو خورشید کہتا ہو کہ ای گمراہ جب مین چھپ جاؤنگا تب تجکو ظاہر ہو جاویگا کون روشن تھا اور کس کی روشنی
تم مین تھی ایسے ہی سبزے اگر کہین کہ ہم آپ ہی سبز ہین اور شاد و خندان و زیبا رخسار تو فصل گرمی کی جو بہار ہو کہتی ہو کہ
ای گروہ جب مین نہون تب آپ کو دیکھیو کہ کس سے سبز اور زیبا خند ہو رہے تھے تن انسان کا اپنے جمال و خوبی پر
کیسا اتراتا و فخر کرتا ہو اور پوشیدہ روح نے اسکو زیبائی اور پیر و بال دیے ہین جو ایسی ڈم ٹرا زمین اڑتا ہو تو روح
کہتی ہو کہ ای نجس محل نجاست تو کون ہو یہ چندر و زمیرے ہی پرتو سے تو نے زندگانی کی ہو اور غنج و ناز جہان
مین دکھائے ہین ایسے جو جہان مین نہین سماتے رہ کہ مین تجھ سے الگ ہو جاؤن پھر تو اپنا حال دیکھیو کیا ہوتا ہو
جو تیرے دوست گرماگرم ہین وہی تیرے واسطے گور رکھودینگے تاکہ تجکو کھینچ کے گور کے گڑھے مین ڈال دین
اس لیے کہ جب تیرے یار تجکو گور مین ڈال دین تو تو خوراک مور و مار کی بنے اور یہ حال تیرا ہو کہ جو اب تیرے سامنے
مارے محبت کے مرے جاتے ہین وہی تیری بدبو سے اپنی ناک بند کرین اور سخت متنفر ہون انسان مین جو نطق اور
چشم و گوش ہو جنسے گویا و بینا و شنوا ہو رہا ہو یہ سب روح کے پرتو سے ہو جیسے آگ کے پرتو سے پانی مین
جوش ہوتا ہو آپ فرماتے ہین جیسے پرتو جان کا تن پر ہو ایسے ہی پرتو ابدال کا میری جان پر ہو کہ نطق و سمع و بصر
اُسکی اُس سے ہو معاذ اللہ اگر وہ جان کی جان اپنا قدم جان سے ہٹائے تو جان ایسی بیکار رہجائے
جیسے تن بیجان بیکار ہوجاتا ہو تسرا اپنا زمین پر اس سبب سے رکھے رہتا ہون کہ زمین یوم دین مین میری گواہ
بنے اور یوم دین وہ ہو کہ زمین جس دن ہلائی جائے گی زمین ہلایا جانا کما قال اللہ تعالے اذا زلزلت الارض
زلزالہا اور ظاہر باتین کرے گی اپنی خبرون سے جو اسکو معلوم ہون گی اعمال مردم سے بحکم و وحی خدا تعالے
کے جیسا کہ قرآن مجید مین ہو یومئذ تحدث اخبارہا بان ربک اوحی لہا آج بیان کرے گی زمین جن سے وہ
خبردار ہو اس سبب سے کہ ایسا ہی حکم اللہ تعالے کا اُسکو ہو آیندہ اعتراض ہین فلاسفہ پر جنکو زمین کی تحدیث
مین استعجاب ہو لہذا فرمایا کہ فلسفی کے معقولات ہیچ پوچ کیا چیز ہین جنکی عقل بارگاہ الٰہی مین دروازے کی دہلیز پر
پاؤن نہین رکھ سکتی باہر ہی کھڑی رہتی ہو فلسفی اگر اپنی فکر و گمان مین منکر اس بات کے ہون تو اُن سے
کہدے جاؤ اپنا سر اُس دیوار پر مارو فلسفی تو منکر گریہ حنانہ کا بھی ہو جس کو اس وقت کے سب لوگون نے
سُنا اور رونا اسکا ثابت ہو وجہ یہ ہو کہ حواس انبیا سے بیگانہ اور غیر ہین اپنے سے حواس اُنکے بھی
جانتے ہین کسواسطے کہ نطق آب و خاک و گل کی سنتا یہ اہل دل کے حواس سے مخصوص ہو نہ اہل عقل کے الخلاف شرح
مین اپنے رسم خط کے خلاف گوری کو گورے اور کوکشانت کے بجائے کش اوحی لہا کی جگہ خارہا قولہ گوید او
کہ پرتو سودا سے خلق ٭ پس خیالات آورد در رائے خلق ٭ بلکہ عکس آن فساد و کفر او ٭ این خیال منکرے را
زد بر و ٭ فلسفی مر دیو را منکر بود ٭ در ہماندم سخرۂ دیوے شود ٭ گر ندیدی دیو را خود را ببین ٭ بے جنون نبود

کبود ی بر جبین ٭ ہر کرا در دل شک و پیچانیست ٭ فلسفی و منکر نہانیست ٭ مینماید اعتقاد او گاہ گاہ ٭ آن رگ فلسف کند رویش سیاہ ٭ الحذر ای مومنان گو در شماست ٭ در شما بس عالم بے منتہاست ٭ جملہ ہفتاد و دو ملت در تو ہست ٭ وہ کہ روزی آن بر آرد از تو دست ٭ ہر کہ او را برگ این ایمان بود ٭ ہمچو برگ از بیم او لرزان بود ٭ بر بلیس و دیو زان خندیدۂ ٭ کہ تو خود را نیک مردم دیدۂ ٭ چون کند جان باژگونہ پوستین ٭ چند واویلا بر آید ز اہل دین ٭ بر دکان ہر زرنما خندان شدہ ہست ٭ زانکہ سنگ امتحان پنہان شدہ است ٭ پردہ ای ستار از ما وا مگیر ٭ باش اندر امتحان مارا مجیر ٭ قلب پہلو میزند با زر بشب ٭ انتظار روز می دارد ذہب ٭ با زبان حال زر گوید کہ باش ٭ ای مزور تا بر آید روز فاش ٭ صد ہزاران سال ابلیس لعین ٭ بود ز ابدال و امیر مومنین ٭ پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت ٭ گشت رسوا ہمچو سرگین وقت چاشت ٭ پنجہ با مردان مزن ای بو الہوس ٭ بر تر از سلطان چہ میرانی فرس ٭ المعنی الحذر بچو فلسفت بالفتح فلسفی پن مجیر بضم دستگیر و پناہ دہندہ فلسفی کہتا ہی کہ سودا و خبط مخلوق کا ایسے خیالات جیسے حنانہ کا گریہ وغیرہ پیدا کر دیتا ہی ٭ اور اُنکی راے مین فتور ڈالتا ہی اور یہ ہی نہین بلکہ ہی یہ کہ خود اُسکے فساد و کفر نے اپنا عکس اُسپر ڈال ڈال کے اس خیال منکری مین اسکو ڈالا ہی فلسفی منکر شیطان بلکہ اقسام جن کا ہی اور شیطان جسوقت وہ انکار کرتا ہی اُسی وقت اسکو مسخرہ بناتا ہی کہ دیکھ مین موجود ہون اور خود اسپر سوار اور یہ منکر ہوتا ہی آی فلسفی اگر تو نے جو شیطان کو نہین دیکھا ہی تو اپنے آپ کو دیکھ کہین بھی سیاہی پیشانی کی بے جنون کے ہوتی ہی جو علامت سودا کی ہی اور سودا مایۂ جنون اور جنون والے آپ کو کہین مرغ سمجھنے لگتے ہین کہین گاؤ چنانچہ نقلین اُنکی کتب طبیہ مین مسطور ہین آیسے ہی تو نے بھی شیطان سے آپ کو انسان سمجھ لیا ہی اور جو شخص ایسا ہی کہ اُس کے دل مین ان باتون سے شک اور اینٹھن ہی وہ چھپا ہوا فلسفی اور منکر پنہانی ہی کبھی کبھی جو اعتقاد اپنا اظہار کرتا ہی تو کیا اعتبار فلسفی پن کی جو رگ اُسمین ہی وہ تو منھ اسکا کالا کر رہی ہی بچو ای ایمان والو ان لوگون سے کہ یہ لوگ تمھین مین ہین انکی بات مت سنو تمھارے بیچ مین بھی تو بے انتہا عالم ہین اُن کی بات پر کان لگاؤ جملہ ہفتاد د و ملت تجھ مین ہین اِس اعتبار سے کہ یہ ۷۲ بہتر فرقے اہل اسلام کے ہین اور تو بھی اہل اسلام مگر افسوس کی بات ہی کہ یہ فلسفی پن تجھ سے ظاہر ہو جس کو کہ خدا تعالے نے برگ اِس ایمان کا دیا ہی یعنے ایماندار کیا ہی وہ پتے کیطرح اُس کے خوف سے کانپتا رہتا ہی کہ ایسا نہو میرا ایمان سلب ہو جائے تو جو ابلیس و شیطان پر ہنستا ہی یہ وجہ ہی کہ آپ کو نیک دیکھتا ہی اور جب جان تیری اِس پوستین کو جو اُلٹا پہنے ہوے ہی لوٹے تو پھر دیکھ اہل دین تیرا حال دیکھ دیکھ کے کیسی واویلا کرتے ہین ٭ ہر دکان زر پر زرنما یعنے صراف زر فروش خرم و خندان ہی اور ہمچو زر تازہ روے اِس سبب سے کہ سنگ امتحان چھپا ہوا ہی اور ہر زر کا عیب در پردہ اِسی خیال سے فرماتے ہین کہ ای ستار تو پردہ ہمارا جس سے ہمارے عیب ڈھکے چھپے ہین مت اُٹھا اور وقت امتحان کے

ہمارا دستگیر و پناہ بن زر قلب رات کو زر جید کی برابری کرتا ہی دونون یکسان معلوم ہوتے ہین اور وہ ہر شب انتظار دن کا کرتا ہی کہ دن ہو تو میری اسکی کیفیت کھلے اور زبان حال سے کہتا ہی کہ ای مکار مزور ذرا ٹھہر ارہ دن نکل آنے دے تو تیرا حال فاش ہوجائے لاکھون برس ابلیس لعین ابدال رہا اور امیر مومنین کہ مومنین مراد فرشتون سے ہی انکا یہ معلم تھا آخر آدم کے ساتھ پنجہ کیا اور اس ناز پر جو رکھتا تھا اترایا لاجرم گوبر کی طرح دوپہر کے قریب کیسا رسوا و فضیحت ہوا گوبر اور چاشت سے یہ مناسبت کہ اسوقت بسبب حرارت آفتاب کے گوبر مین سے نہایت بدبو چھوٹتی ہی جیسے ابلیس سے چھوٹی تبس ای بو الہوس پنجہ مردون سے مت کر پادشاہ سے اپنے گھوڑے کو آگے کیون بڑھاتا ہی گستاخی و بے ادبی سے ڈرتا نہین الخلاف شرح مین شک و بیجانی کو شک بیجا نیست باز ترتیب کو بازم ترتیب لکھا ہی

دعا کرنا بلعم باعور کا کہ موسے علیہ السلام اور ان کی قوم کو جو اس شہر کو محاصرہ کیے ہین بیمراد لوٹا اور قبول ہونا دعا کا

قولہ بلعم باعور را خلقے جہان ✤ سغبہ شد مانند عیسے زمان ✤ سجدہ ناوردند کس را دون او ✤ صحت رنجور شد افسون او ✤ پنجہ زد با موسے از کبر و کمال ✤ آنچنان شد کہ شنیدستی تو حال ✤ صد ہزار ابلیس و بلعم در جہان ✤ ہمچنین بودست پیدا و نہان ✤ این دو را مشہور گردانید اکہ ✤ تا کہ باشد این دو بر باقی گواہ ✤ رہزنان را در بیابان چون کشند ✤ یک دو تن را سوے دہ زایشان کشند ✤ تا بہ بینند اہل دہ گیر ند پند ✤ رویت ایشان بود شان ہمچو بند ✤ این دو دزد آویخت بر دار بلند ✤ ورنہ اندر شہر بس دزدان بدند ✤ این دو را پرچم بسوے شہر برد ✤ کشتگان قہر را نتوان شمرد ✤ نازنینے تو ولی در حد خویش ✤ اللہ اللہ پا منہ از حد تو بیش ✤ گر زنے بر نازنین تر از خودت ✤ در تگ ہفتم زمین زیر آ زدت ✤ قصۂ عاد و ثمود از بہر چیست ✤ تا بدانی انبیا را نازکیست ✤ این نشان خسف و قذف و صاعقہ ✤ شد بیان عز نفس ناطقہ ✤ جملہ حیوان را پے انسان بکش ✤ جملہ انسان را بکش از بہر ہش ✤ اسلمعنے بلعم ابن باعور ایک شخص تھا مستجاب الدعوات کنعانیون سے خدا تعالے نے اسکو اسم اعظم عطا کیا تھا اسکی برکت سے اسکی دعا قبول ہوتی تھی جب حضرت موسے نے جباریون پر جہاد کیا ان کے کہنے سے اس نے دعا کی خلاف مرضی حضرت رب العزت کے بس راندہ گیا چنانچہ اسکی شان مین نازل ہی فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث پس مثل بلعم باعور کی مثل کتے کے ہی کہ اگر تو اسپر حملہ کرے جب بھون سے اور نہ حملہ کرے جب بھون سے غرض وہ کتا ہو گیا سغبہ بالفتح فریفتہ اور کوئی چکنی چیز خسف بالفتح زمین مین دھنسنا قذف بالفتح پتھر ڈالنا صاعقہ کڑک بادل کی جس کو رعد کہتے ہین بلعم بن باعور کی تمام مخلوق جہان کی فریفتہ تھی جیسے زمان حضرت عیسے مین عیسے کی جن کا معجزہ احیاء موتی اور ابراء مرضی تھا

سوا اُسکے کسی کو سجدہ نہین کرتے تھے جو مراد کمال اطاعت سے ہی اسلیے کہ اُسکے دم سے مریض صحت پاتے ہین اسی
اسم اعظم کی برکت سے اِس بلعم باعور نے حضرت موسےٰ سے پنجہ کیا آخر وہ حال ہوا جیسا تو نے سُنا ہی آپ کہتے ہین
کہ لاکھون بلعم اور ابلیس جہان مین ہوے ہین کوئی ظاہر ہوگئے کوئی چھپے رہے آبلیس و بلعم سے یہ مناسبت ہی
کہ انجام مین حضرت موسیٰ کی دعا سے یہ ابلیس کا تابع ہوکے کافر ہوگیا مجملہ اُن لاکھون کے اِن دو کو اللہ تعالےٰ نے
مشہور کر دیا تھا یہ دونون باقی پر گواہ ہون جیسے رہزنون کو جنگل مین مار ڈالتے ہین دو ایک کو بستی مین بھی کھینچ لاتے
ہین اور مارتے ہین تو بستی والون کو بھی پند و عبرت ہو اور ان کا حال دیکھنا ان کے لیے قید ہو جائے تا وہ
ایسے فعل مین جنبش نہ کرسکین اللہ تعالےٰ نے ان دونون چورون کو اونچی سولی پر لٹکایا ہی ورنہ شہر مین بہت
چور تھے ان دونون کو نیزہ اُسکے قہر کا شہر مین لیگیا جیسے دشمن کا سر کاٹ کے بر سر نیزہ شہر مین پھراتے ہین والّا
جو اُس کے قہر کے کشتہ ہین وہ تو بے گنتی ہین آپ فرماتے ہین اگر تو اُسکی بارگاہ عالی مین ناز والا ہی تو اپنی حد پر
رہ اور حد سے خبردار پاؤن مت نکالے اور آ ایسے سے اگر بڑا جو تجھ سے ناز والا زیادہ ہی جیسا کہ موسیٰ اور
بلعم کا حال تھا کہ موسےٰ رسول اولوالعزم اور بلعم صرف ایک شخص مستجاب الدعوات بطفیل اسم اعظم تو وہ تجکو زمین
کا ہفتم طبقہ جھکا لیگا عاد و ثمود کا قصہ جہان مین کیون مشہور ہی اسی واسطے کہ تو جانے انبیا کو حق تعالیٰ اُسکے
سامنے بہت بڑا ناز ہی نازک مین کاف تصغیر تعظیم کا ہی وہ جو خسف ہوا کہ قارون زمین مین دھنس گیا اور قذف
جس سے قوم لوط پر پتھر برسے اور صاعقہ جو قوم ثمود مین فرشتہ نے آواز سخت کی تھی یہ سب بیان انبیا ہی کے
نفس ناطقہ کی عزت کا ہی جیسے کچھ رب العزت کے سامنے اُسکی عزت تھی انسان ایسا اشرف المخلوقات ہی کہ جملہ
حیوان کو اُسکے واسطے مارنا روا ہی اور ہوش کے واسطے جملہ انسان کا قتل روا ہی کہ جو انبیا سے ظہور مین آیا
الخلاف بحر العلوم مین بجاے صحب صحبت از خودت کی جگہ بر خودت قولہ ہش چہ باشد عقل کل اے
ہوشمند ٭ عقل جزوے ہش بود اما نژند ٭ جملہ حیوانات وحشی زادمی ٭ باشد از حیوان انسی در کمی ٭ خون آنہا
خلق را باشد سبیل ٭ زانکہ وحشی اند از عقل جلیل ٭ خون ایشان خلق را باشد روا ٭ زانکہ انسان را نیند ایشان سزا ٭
عزت وحشی بدان ساقط شدست ٭ کان مر انسان را مخالف آمدست ٭ پس چہ عزت باشدت ای ناسرہ ٭ چون شدی
تو حمر مستنفرہ ٭ خر نشاید کشت از بہر صلاح ٭ چون بود وحشی بود خونش مباح ٭ گرچہ خر را دانش آخور نبود ٭ ہیچ معذورش
نمی دارد ودود ٭ پس چہ وحشی شد از آدم آدمی ٭ کے بود معذور ای یار سمی ٭ لاجرم کفار را خون شد مباح ٭ زانکہ
ایشان دور بودند از صلاح ٭ جفت و فرزندان شان جملہ سبیل ٭ زانکہ بے عقلند و مطرود و ذلیل ٭ باز عقلے
کو رمد از عقل عقل ٭ کرد از عقلے بحیوانات نقل ٭ المعنی نژند بفتح و کسر اول سرنگون و پست و خوار و سرگشتہ ناسرہ
کھوٹا آخور ہندی تھان اسپان و خران وغیرہ سمی بفتح ہمنام فرماتے ہین ای ہوشمند تو نے جانا ہوش

کیا چیز ہی عقل کل ہی ای نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اور عقل جزوی جو مشہور ہی یہ بھی ہوش ہی لیکن نژند و سرگشتہ جتنے
حیوانات ہین خواہ وحشی خواہ آدمی سب حیوان انسی سے کمتر و کم ہین سواے انسان کے سب کا خون مباح ہی
اسواسطے کہ یہ عقل جلیل سے وحشی ہین وحشیون کا خون کرنا مخلوق کو روا ہی اس سبب سے کہ یہ لائق و مقابل انسان
کے نہین ہین وحشیون کی عزت اسوجہ سے گرگئی ہی کہ یہ انسان کے مخالف ہین پس ای کھوسنٹے ناقص تیری عزت کیا
ہوکہ تو بھی حمر مستنفرہ سے ٹھہرے اقتباس ہی آیۂ کریمہ سے کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورہ گویا کہ وہ کافر گدھے
ہین اپنی حماقت مین اور عدم فہم حق مین کہ بھاگتے ہین شیر سے بس گدھے کفار اور شیر انبیا جنسے گدھے بہت
ڈرتے ہین خر خانگی کو بسبب صلاح کے کوئی نہین مارتا کہ اسکو میل و انس آدمی سے ہوجاتا ہی اکثر گھر کی اور آدمی کی
للکار وغیرہ کو سمجھتا جانتا ہی اور رجو وحشی ہوتا ہی اسکا خون مباح جانتے ہین اگرچہ سب جانتے ہین کہ گدھا اپنا تھان
نہین پہچانتا لیکن جسکے گھر جاتا ہی وہ مارکے بھگاتا ہی کوئی معذور نہین رکھتا ایسے ہی جب آدمی پن سے آدمی وحشی
ہوا تو ای یار ہمنام وہ کیسے معذور رہیگا لاجرم خون کفار کا کہ یہ بھی صلاح سے دور تھے اور محض وحشی تھے مباح ہوا
اور انکی عورتین اور بچے بھی مباح ہوے اسلیے کہ سب بے عقل اور مردود ذلیل ہین اور وہ عقل جو عقل کی عقل سے
بھاگے یعنے عقل کامل سے مطلب یہ کہ وہ عقل و مطیع انبیا کا تو ہی مگر انبیا کی عقل مین اپنی فکر کو ملاتا ہی اسکو اتنا ہی کہنا
چاہیے کہ اسنے انسانیت سے حیوانیت کو نقل کی ہی ای مشبہ بحیوان ہی نہ مباح الدم الخلاف بحر العلوم مین بجاے
ناسرہ نادرہ آخر کو آجر آدم کو آندم لکھا ہی غلط ہی

اعتماد کرنا ہاروت ماروت کا اپنی عصمت کو ہر فن مین

قولہ ہمچو ہاروت و چو ماروت شہیر ٭ از بطر خوردند زہر آلودہ تیر ٭ اعتمادے بودشان بر قدس خویش ٭ چیست بر شیر
اعتماد گاو میش ٭ گرچہ او باشیر صد چارہ کند ٭ شاخ شاخش شیر نرپارہ کند ٭ گر شود پر شاخ ہمچون خار پشت ٭ شیر خواہد
گاو را ناچار کشت ٭ باد صرصر کو درختان میکند ٭ با گیاہ پست احسان می کند ٭ بر ضعیفی گیاہ آن باد تند ٭ رحم کرد ای دل تو
از قوت مکند ٭ تیشہ را ز انبوہی شاخ درخت ٭ کے ہراس آید برد لخت لخت ٭ لیک بر برگے نکوبد خویش را ٭ جز کہ بر ریشہ نکوبد
نیش را ٭ شعلہ را ز انبوہی ہیزم چہ غم ٭ کے رمد قصاب از انبوہ غنم ٭ پیش معنی چیست صورت بس زبون ٭ چرخ را
معنیش می دارد نگون ٭ تو قیاس از چرخ دولابے بگیر ٭ گردشش از کیست از عقل منیر ٭ گردش این قالب
ہمچون سپر ٭ ہست از روح مستر ای پسر ٭ المعنی شہیر مشہور بطر بفتحتین نافرمانی و ناسپاسی خار پشت نام جانور
ہندی سیلی مستر بروزن معطر پوشیدہ تبائید صدر فرماتے ہین جیسے ہاروت ماروت نے جن کا قصہ مشہور ہی
اپنی نافرمانی و ناسپاسی سے تیر زہر آلودہ کھایا اور قصہ ان کا بغرہ اپنے قدس کے زمین پر آنا اور زہرہ نامے
عورت پر فریفتہ ہونا اور اسم اعظم اسکو سکھانا اور اسکا آسمان پر اڑ جانا اور بصورت ستارہ کے مسخ ہوجانا

اور انکا چاہ بابل مین قیامت تک اسیر ہونا غلط صحیح جو کچھ مشہور ہی وہ معلوم مولانا رح فرماتے ہین انکو اپنے قدس پر بہت بھروسا تھا دوسرا مصرعہ مولانا رح کی طرف سے ہی کہ کوئی انسے پوچھے کہ گاومیش کا اعتماد شیر پر یہ بھی کچھ چیز ہی اگرچہ گاومیش شیر کے ساتھ سیکڑون حیلے وچارے کرے لیکن شیر اُسکی شاخ شاخ کو جب چاہے پارہ پارہ کردے اگر گاو مثل خارپشت کے پرشاخ ہو شیر جب بھی اُسکو مار ہی ڈالے گا غرض یہ کہ خداوند تعالے کے آگے کسی کا زور وغرور پیش نہین جاتا البتہ عجز وفروتنی جیسے آندھی اگرچہ بڑے بڑے درختون سرکشیدہ کو اُکھیڑ ڈالتی ہی لیکن گیاہ پست سے احسان ہی کرتی ہی اور ہر گاہ باد تند نے گیاہ کی ضعیفی پر رحم کیا تو تو بھی ای دل چاہیے کہ اُسکو اپنی قوت سے نہ اُکھیڑے اور ضعیف پر رحم کرے تیشہ کو انبوہی شاخ درخت سے کیا ہراس اور کیا وسواس سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہی لیکن کسی برگ نرم کو اپنی چوٹ نہین پہونچاتا اور اپنا ڈنک سوا ریشہ درخت کے کسی پر نہین مارتا شعلہ کو انبوہی ہیزم سے کیا غم بھلا قصاب بھی گلۂ غنم سے بھاگتا ہی فرماتے ہین یہ نظیرین تو ہم نے بصورت ظاہر کے کہین لیکن بحقیقت معنی بہت قوی چیز ہی صورت اسکے مقابل نہایت عاجز وزبون دیکھ تو چرخ جیسے زبردست وقوی کو اُسکے معنی ہی نے نگون کر رکھا ہی اُسی کے بوجھ سے جھکا ہوا ہی تو اپنی عقل منیر سے اسی چرخ دولابی پر قیاس کر اور سوچ کہ اسکی گردش کس سے ہی اے مین بتاؤن یہ قالب ہمچو سپر چرخ کا جو تجکو ای پسر نظر آتا ہی گردش اسکی روح سے ہی جو اسمین چھپی ہوئی ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین ہمچو ہاروت کی جگہ چو لکھا ہی قولہ گردش این باد از معنی اوست ❊ ہمچو چرخ کو اسیر آبجوست ❊ جزر ومد ودخل وخرج این نفس ❊ از کہ باشد جز ز جان ای پرہوس ❊ گاہ جمیش میکند گہ حا ودال ❊ گاہ صلحش میکند گاہے جدال ❊ گہ یمینش مے برد گاہے یسار ❊ گہ گلستان میکند گاہیش خار ❊ ہمچنین این آب را یزدان پاک ❊ کرد بر فرعون خون سہمناک ❊ ہمچنین این باد را یزدان ما ❊ کردہ بد بر عاد ہمچون اژدہا ❊ باز ہم آن باد را بر مومنان ❊ کردہ بر صلح ومراعات وامان ❊ گفت المعنی ہو اللہ شیخ دین ❊ بحر معنیہاست رب العالمین ❊ جملہ اطباق زمین وآسمان ❊ ہمچو خاشاکے دران بحر روان ❊ حملہا ورقص خاشاک اندر آب ❊ ہم ز آب آمد بوقت اضطراب ❊ چونکہ ساکن خواہدش کردن ز مرا ❊ سوے ساحل افگند خاشاک را ❊ چون کشد از ساحلش در موج گاہ ❊ آن کند با او کہ آتش با گیاہ ❊ این حدیث آخر ندارد باز ران ❊ جانب ہاروت وماروت ایجوان ❊ المعنی یمین جانب راست یسار جانب چپ اطباق بالفتح جمع طبق مترادف یکسر اول جدال وستیز وخودنمائی مثل امثال سابق کے فرماتے ہین کہ یہ ہوا جو عالم مین چلتی ہی اسکی گردش بھی اُسی کے معنی سے ہی جیسے چرخ کہ وہ اسیر آبجو کا ہی جب پانی نہر سے پاتا ہی تب گھومتا ہی یہ سانس آدمی کی اسکا اُتار چڑھاؤ اور آمد وخرج بتا تو کس سبب سے ہی آخر روح سے ہے اور روح خود معنی آور کبھی معنی کو جسم بناتا ہی اے جسم کبھی حا ودال یعنے روح ودل کبھی صلح پر اُسکو لاتا ہی کبھی جنگ پر کبھی داہنی طرف لے جاتا ہی جو اعمال صالحہ سے

عبارت ہی کبھی بائین جانب کہ مراد اعمال بد سے ہی اور علے ہذا گلستان وخار یا گلستان وخار جوانی و پیری ایسے ہی
یہ پانی جو دنیا مین روان ہی اسی پانی کو یزدان پاک نے فرعون پر خون سہناک کردیا کہ ہر ظرف آب مین خون ہی
خون تھا چنانچہ فرمایا وارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم اور بھیجا ہم نے قوم فرعون پر طوفان
اور ٹیڑی اور جون اور مینڈک اور خون پھر اسی ہوا کو ہمارے خدا نے قوم عاد کے واسطے ایک اژدہا بنا دیا کہ سب کو
نگلگئی اور اسی ہوا کو مومنون پر صلح اور مراعات وامان کردیا کہ مومنون کو اُس باد قہر کی ہوا بھی نہ لگی اسی سبب سے شیخ دین
نے کہا ہی المعنی ہو اللہ کہ دریا جملہ معانی کا رب العالمین ہی جس دریا مین جملہ طبق زمین وآسمان کے اور ما فیہما
خس وخاشاک کی طرح ہین تو دیکھتا ہی کہ جنبشین اور رقص خاشاک کے جیسا کہ پانی مین وہ گھومتا ہے یہ سب اضطراب
اُس کا پانی سے ہے اور جب اسکو اس اضطراب سے ساکن کرنا چاہتا ہی تو کنارے پر ڈال دیتا ہی پھر کنارے سے اسکو
جب دریا مین کھینچ لیتا ہی جو موج گاہ ہی تو وہ کام اُسکے ساتھ کرتا ہی جو آگ گھاس کے ساتھ کرتی ہی ای نیست ونابود
آئندہ گریز ہی کہ ای جوان یہ حدیث ایسی ہی کہ اسکا آخر نہین اب تو ہاروت ماروت کے قصہ کی طرف پھر چل
الخلاف شرح بحر العلوم مین سہناک کو سمناک لکھا ہی

باقی قصہ ہاروت وماروت اور عذاب اُن کا دنیا مین بچاہ بابل

قولہ چون گناہ وفسق خلقان جہان ٭ می شدی روشن بایشان آن زمان ٭ دست خائیدن گرفتندی بخشم ٭ لیک
عیب خود نہ دیدندے بچشم ٭ خویش در آئینہ دید آن زشت مرد ٭ رو بگردانید ازان وخشم کرد ٭ خویش بین چون
از کسے جرمے بدید ٭ آتشے در وے ز دوزخ شد پدید ٭ حمیت دین خواند او آن کبر را ٭ ننگرد در خویش نفس کبر را ٭
حمیت دین را نشانے دیگرست ٭ کہ ازان آتش جہانے اخضرست ٭ گفت حق شان گر شما روشنگرید ٭ در
سیہکاران مغفل ننگرید ٭ شکر گوئید ای سپاہ وچاکران ٭ رستہ اید از شہوت واز چاک ران ٭ گر ازان معنی نہم من شمّۂ ٭
مر شما را بیش نپذیرد سما ٭ عصمتے کہ مر شما را در تنست ٭ آن ز عکس عصمت وحفظ منست ٭ آن ز من بینید نہ از خود
ہین وہین ٭ تا نہ چیر بد بر شما دیو لعین ٭ آنچنان کہ کاتب وحی رسول ٭ دید در خود حکمت ونور واصول ٭ خویش را
ہم لحن مرغان خدا ٭ میشمرد آن بد صفیر بحچو صدا ٭ لحن مرغان را اگر واصف شوی ٭ بر ضمیر مرغ کے واقف شوی ٭
گر بیاموزی صفیر بلبلے ٭ تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے ٭ ور بدانی باشد آن ہم از گمان ٭ باشد آن بر عکس آن اے
ناتوان ٭ المعنی حمیت بفتح تحتانی وبالکسر حفاظت ونگہبانی اخضر سبز چیر بدا ای غالب شود یعنے جب ہاروت ماروت پہ
گناہ وبدکاریان مخلوق کی اُس وقت مین ظاہر ہوتی تھین تو مارے غصے کے ہاتھ چاب تے تھے اور اپنے
عیب کی طرف نظر نہین کرتے تھے وہ مثل تھی کہ ایک بدصورت نے اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر منھہ
پھیر لیا اور اُس صورت پر بہت غصہ ہوا معمول ہی جو خویش بین ہی جہان اُسنے کسی کا کچھ جرم دیکھا

بس اُس مین ایک آگ دوزخ کی سی پیدا ہو جاتی ہی اور وہ ہوتی ہی بمقتضاے کبر لیکن اُسکو حمیت دین بتاتا ہی اور اپنے
نفس کافر کو نہین دیکھتا کہ بانی اُسکا یہ ہی بھلا اس نفسانیت کو حمیت دین سے کیا نسبت حمیت دین کے نشان ہی اور
ہین کہ اُس آگ سے ایک جہان سرسبز ہی حمیت کے معنی گرمی کے بھی ہین مبالغۃً آتش فرمایا اور لطف یہ کہ آگ سے
سرسبزی پیدا کی ہی جب یہ کیفیت انکی خدا تعالے نے دیکھی فرمایا اگرچہ تم اجلا کام کرنے والے ہو مگر سیہ کارون
مغفل کی طرف مت دیکھو اور شکر کرو ای سپاہ اور حجاب رو کہ تم شہوت اور حجاب ران سے جو فرج ہی بچے ہوے ہو
اگر مین تم پر یہ باتین رکھدون تو پھر آسمان تم کو اپنے بیچ مین کبھی ٹھکانا نہ دے یہ عصمت جو تمھارے تن مین ہی تمسے
نہین ہی میری عصمت و حفظ کا عکس ہی خبردار خبردار اس کو مجھی سے سمجھے رہو تا شیطان لعین تم پر نہ غالب ہونے
پاے جیسا کہ وہ کاتب وحی رسول کا تھا جس نے اپنے آپ مین حکمت و نور و اصول سمجھا کہ یہ مجھ سے ہی آپ کو
وہ بد صفیر ہم آواز مرغان خدا کا جانتا تھا مثل صدا کے جو لوٹتی ہی یعنے یہ جانتا تھا جو میرے دل مین پیدا ہوتا ہی وہی
حضرت کے منھ سے نکلتا ہی ماتا ہم نے کہ تو نے وصف آواز مرغون کا اپنی آواز مین پیدا بھی کر لیا تب کیا مرغ کے
بھید پر تو واقف نہین ہوگا کہ وہ کیا کہتا ہی اگر بلبل کی آواز سیکھ لی تو وہ آواز ہی تو ہی یہ تو نہ جانا کہ بلبل نے گل سے
کیا کہا اور بالفرض اگر گمان سے کچھ یہ بھی جانا تو اے ناتوان وہ برعکس اسکے ہوگا ٹھیک کبھی نہین ہوگا الخلاف
شرح مین بجاے سما کے شما اصول کو صول لکھا ہی

بیمار پرسی کو جانا ایک بہرے کا جو اُسکا ہمسایہ تھا اور رنجیدہ ہوتا بیمار کا

قولہ آن کرے را گفت افزون مایۂ ٭ کہ ترا رنجور شد ہمسایۂ ٭ گفت با خود کر کہ با گوش گران ٭ من چہ دریابم ز گفت
آن جوان ٭ خاصہ رنجور و ضعیف آواز شد ٭ لیک باید رفت آنجا نیست بد ٭ چون بہ بینم کان لبش جنبان شود ٭ من
قیاسے گیرم آن را از خرد ٭ چون بگویم چونی ای محنت کشم ٭ او بخواہد گفت نیکم یا خوشم ٭ من بگویم شکر
چہ خوردی ابا ٭ او بگوید شربتے یا ماشبا ٭ من بگویم صح نوشت کیست آن ٭ از طبیبان پیش تو گوید فلان ٭
من بگویم بس مبارک پاست او ٭ چونکہ او آمد شود کارت نکو ٭ پاے او را آزمودستیم ما ٭ ہر کجا شد می شود
حاجت روا ٭ این جوابات قیاسی راست کرد ٭ عکس آن واقع شد ای آزادہ مرد ٭ گو نیا رنجور را خاطر زکر ٭ اندکے
رنجیدہ بود ای پر ہنر ٭ کر در آمد پیش رنجور و نشست ٭ بر سر او خوش ہمی مالید دست ٭ گفت چونی گفت مردم گفت شکر ٭
شد ازان رنجور پر آزار و فکر ٭ این چہ شکرست او مگر با ما بد ست ٭ کر قیاسے کرد و آن کژ آمدست ٭
بعد ازان گفتش چہ خوردی گفت زہر ٭ گفت نوشت باد افزون گشت قہر ٭ بعد ازان گفت از طبیبان کیست او ٭
کہ ہمی آید بچارہ پیش تو ٭ گفت عزرائیل می آید برو ٭ گفت پایش بس مبارک شاد شو ٭ این زمان از نزد
او آیم برت ٭ گفتم او را تا کہ گردد غم خورت ٭ اے لمعنے شربت بالفتح ایک دفعہ کھانے یا پینے کی چیز

اور دو احشک ہو یا تر صحیح تندرست توش تن ایک بہرے سے ایک مالدار نے کہا کہ تیرا ہمسایہ بیمار ہو گیا ہی تو بہرے
نے کہا مین اگر جاؤن بھی تو اپنے بہرے پن سے کیا جانونگا کہ اُس جوان نے کیا کہا خاص اس حال مین کہ وہ بیمار ہی
آواز بھی اُسکی ضعیف ہو گی اور شد بھی ضعیف جو مراد بلندی و پستی آواز سے ہی مطلقاً بہر حال جانا تو چاہیے کچھ
بُرا بھی نہین ہی مین جب دیکھونگا کہ اُس کے ہونٹھ ہلتے ہین مین عقل سے قیاس لگا لونگا کہ یہ کہتا ہی مثلاً مین کہونگا
کہ تیرا کیا حال ہی ای میرے محنت کش تو ضرور وہ یہی کہے گا کہ اچھا ہون یا خوش ہون مین کہونگا شکر ہی اب
بتا تو نے کچھ کھایا وہ کہے گا شربت یا آش کسی قسم کا یعنے خواہ دوا بتائے خواہ غذا بتائے مین کہونگا طبیبون سے
تیرے تن کا صحیح کرنے والا تیرے یہان پیش کون ہی وہ کہے گا فلان شخص مین کہونگا وہ بڑا مبارک قدم ہی جب کہ
وہ آتا ہی تو تیرے حال کی خوب اصلاح ہو جائے گی مین نے اُسکے قدم کو خوب آزمایا ہی جہان وہ جاتا ہی حاجت
اُس سے روا ہوتی ہی اسنے تو یہان جواب گڑھ گڑھا کے ٹھیک کیے اور ای آزاد مرد وہان عکس اس کا واقع ہوا شاید
بیمار کی خاطر اس بہرے سے کچھ رنجیدہ تھی جب تو جواب اسکے سوال کے اُس نے اُلٹے دیے چنانچہ بہرا اُسکے
سامنے آکر بیٹھا اور اُسکے سر پر خوشی سے ہاتھ پھیر کے کہا کیا حال ہی بیمار نے کہا مرتا ہون بہرے نے کہا شکر ہی بیمار
اس بات سے بہت رنج اور تعجب مین ہوا اور دل مین کہا کہ یہ شکر کیسا بیشک اس کے دل مین میری طرف سے بدی
ہی اسکو جو کر قیاس کیا تھا کہ نہین کرتا ہی پھر بہرے نے پوچھا تو نے کیا کھایا کہا زہر بہرے نے کہا خدا تجکو رچتا پچتا
کرے یہ سُنکے بیمار کا اور بھی قہر بڑھا پھر بہرے نے کہا طبیبون سے کون ہی جو تیرے علاج کو تیرے پاس آتا ہی
کہا جا عزرائیل آتا ہی کہا اُسکا قدم بہت مبارک ہی تو خوش ہوا بھی اُس کے پاس سے مین تیرے پاس آیا ہون یعنی
اُس سے کہدیا ہی تا تیری غمخواری کرے الخلاف شرح مذکور رین آواز کے بعد واو عطف نہین ہی معلوم شد سمجھے ہین
بالضم یا شد بالفتح ایا کو ایا آشہا کو ماشہا صحیح نوشت کو صحیح نوشت قولہ کر بردن آمد بگفت او شادمان ٭ شکر کش
گفتم مراعات این زمان ٭ خود گمانش از کرے معکوس بود ٭ این زیان محض را پنداشت سود ٭ رو برہ میگفت
باخود از عما ٭ شکر کہ کردم عیادت جار را ٭ گفت رنجور این عدوے جان ماست ٭ ماند انستیم کو کان جفاست ٭
خاطر رنجور گویان صد سقط ٭ تا کہ پیغامش کند از ہر نمط ٭ چون کسے کو خوردہ باشد آش بد ٭ مے بشوراند دلش
تا قے کند ٭ کظم غیظ اینست آن را قے مکن ٭ تا بیابی در جزا شیرین سخن ٭ چون نبودش صبر
مے پیچید او ٭ کین سگ زن روسپے تا چیز گو ٭ ما بریزم بروے انچہ گفتہ بود ٭ کان زمان شیر ضمیرم
خفتہ بود ٭ چون عیادت بہر دل آرامیست ٭ این عیادت نیست دشمن کا بیست ٭ تا بہ بیند دشمن خود را بزار ٭
تا بگیر دخاطر زشتش قرار ٭ بس کسان زینسان عیادتہا کنند ٭ تا برضوان وصواب آن زنند ٭ خود حقیقت
معصیت باشد خفی ٭ بس گذر کا نرا تو پنداری صفی ٭ ہمچو آن کر کو ہمی پنداشت ست ٭

کہ نکوئی کردم آنخود بد بدست ✤ او نشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام ✤ حق ہمسایہ بجا آوردہ ام ✤ بہر خود او آتشی افروختست ✤
در دل رنجور خود را سوختست ✤ فاتقوا النار التی اوقدتموا ✤ انکم فی المعصیۃ ازددتموا ✤ گفت پیغمبر بیک صاحب ریا ✤
صل انک لم تصل یا فتا ✤ از برای چارۂ این خوفہا ✤ آمد اندر ہر نمازی اہدنا ✤ کین نمازم را میامیز ای خدا ✤ با نماز
ضالین اہل ریا ✤ از قیاسے کہ بکرد آن کر گزین ✤ صحبت دہ سالہ باطل شد بدین ✤ خاصہ ای خواجہ قیاس حس دون ✤
اندر آن وحی کہ شد از حد فزون ✤ خواجہ پندارد کہ طاعت میکند ✤ بے خبر کز معصیت جان مے کند ✤ رو قیاس خویشتن
را ترک کن ✤ کز قیاس تو شود ریشت کہن ✤ گوش حس تو بحرف ار در خورست ✤ دان کہ گوش عیب گیر تو کرست ✤
المعنی جار ہمسایہ سقط بفتحتین مجاز اُبرا کہنا روسپی زن فاحشہ عیادت بیمار پرسی فرماتے ہین بہرا تو بیمار کے گھر سے
خوش خوش نکلا شکر کرتا ہوا کہ اسوقت مین نے رعایتین مناسب حال کے خوب ادا کین اور خود اپنے بہرے پن کا
اُسکا گمان تھا کہ مین نے موافق اُسکے جواب کے جواب دیا ہے اور تھا وہ محض زیان جسکو فائدہ سمجھا راہ مین چلا جاتا تھا
اور اندھے پن سے کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہے مین نے اپنے پڑوسی کی بیمار پرسی کی اور بیمار کا یہ حال کہ وہ کہتا تھا کہ
یہ میری جان کا دشمن ہے مین نہین جانتا تھا کہ یہ کان جفا ہے خاطر بیمار کی سیکڑون گالیان دیتی تھی تا بُری
بُری باتین ہر طرح اُسکو کہلا بھیجے محمول ہے جو کوئی آتش بد کھاتا ہے ضرور دل اُسکا لوٹتا ہے تو قے کردے مولانا
فرماتے ہین کہ یہ آتش بد نہین ہے یہ غصے کا کھانا ہے اس کو قے سے مت نکال اسکی نسبت تو خدا تعالے
نے فرمایا ہے الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس کھانے والے غصہ کے اور معاف کرنے والے آدمیون
سے خطا کے بس اگر غصہ کو کھاے گا تو اس کے بدلے اپنے مالک سے سخن شیرین سُنے گا لیکن
اُس بیمار کو صبر نہ تھا اس سبب سے بل کھاتا تھا اور گالی دے کر کہتا تھا کہ اس سگ روسپی زن ناچیز گو نے
کیا سمجھا مین اُسپر اب اُن باتون کی بوچھار کرون گا جو اُس نے مجھکو کہین ہین اُسوقت مین تو میرے دل کا شیر سوتا
تھا عیادت تو واسطے دل آرامی کے مقرر ہوئی ہے اسکی عیادت کیا ہے دشمن کامی ہے یعنے میرے دشمنون کا میرے
حق مین جو مقصد ہے وہ اسکا ہے اور مقصد دشمنون کا یہی تو ہوتا ہے کہ کونسا وقت ہو تو ہم اپنے دشمن کو نزار دیکھین تو خاطر
بد اُسکی قرار پائے بہت لوگ اسی قسم کی عیادت کرتے ہین کہ دیکھین مرنے مین کیا دیر ہے اور بظاہر رضوان
اور ثواب پر اُس کو لگاتے ہین اور حقیقت مین ثواب کس کا وہ معصیت خفی ہوتی ہے بس اس خفی کو جسکو
تو صفی و برگزیدہ جانتا ہے جیسے وہ بہرا گمان کرتا تھا کہ مین نے نیکی کی ہے اور وہ بدی ٹھہری وہ خوش بیٹھا تھا
کہ مین نے خدمت کی اور پڑوسی کا حق ادا کیا حال آنکہ اپنے واسطے ایک آگ بھڑکائی ہے بیمار کے دل
مین اور آپ کو اُس مین جلایا ہے سو بچاؤ تم اُس آگ سے آپ کو جو تم نے بھڑکائی ہے بے شک تم نے
گناہ مین زیادتیان کی ہین مصرعہ پہلا مضمون ہے آیت کریمہ کا ہے جو فرمایا ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ

پس بچو تم اُس آگ سے جسکی چھیٹیان آدمی اور پتھر ہین حدیث مین ہو کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ریاکار سے کہا کہ ای جوان نماز کر بیشک تو نے نماز نہین کری اُس نے نماز کری پھر آپنے کہا صل فانک لم تصل غرض تین بار ایسے ہی ہوا بعد اُسکے آپ نے نماز کے قواعد اُسکو تعلیم فرمائے حاصل یہ کہ نماز دل لگا کے موافق قاعدہ شرعیہ ادا کرے اور یہی خوف نماز مین لگے ہوئے ہین جنکی چارہ جوئی ہر نماز مین اہدنا الصراط المستقیم سے کیجاتی ہو یعنے ہر قیام مین جناب باری سے ملتجی ہوتے ہین کہ ہم کو سیدھی راہ چلا اور اُس نماز کو ہماری عنالین اہل ریا سے مت ملا جیسا کہ فرمایا ہو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین نہ راہ اُن لوگون کی جو غضب کیے گئے ہین اور نہ راہ بہکے ہوؤن کی دیکھ تو وہ قیاس جو بہرے نے اپنے دل مین پسند و اختیار کیے تھے ذرا دیر مین صحبت دس برس کی کہ مدت دراز سے تھی باطل ہوگئی اور مایۂ رنج ہمسایہ کی ہوئی پھر ای خواجہ قیاس حس ناچیز کے اور خاص وحی اور حکم خدا مین کہ وہ آدمی کی حد سے زیادہ ہو کہ مثل اُسکے کوئی نہ کہہ سکا سب عاجز ہوئے باآنکہ فاتوا بسورۃ من مثلہ حکم عام تھا یعنے کوئی سورۃ مثل اسکے لاؤ عجب معاملہ ہو خواجہ تو اس بھروسے کہ مین طاعت کرتا ہون اور اس سے بیخبر کہ معصیت مین جان مار رہا ہو جا تو اپنے قیاس کو ترک کر کہ تیرے قیاس سے یہ معصیت تیری پُرانا گھاؤ ہو جائے گی اگر تیرے حق کی کان باتین ہی سننے کے لائق ہین تو خوب جان لے وہ کان تیرے جو عیب گیری کرین اور تیرے عیب تجکو بتائین وہ بہرے ہین الخلاف شرح مین کر بہرون کو گر رو بیسیے کو رو ئی خود کو خود لکھا ہو

اس بات کا بیان کہ پہلے جسنے نص صریح کے مقابل اپنا قیاس لگایا ابلیس تھا

قولہ اول آنکس کین قیاسکہا نمود ✤ پیش انوار خدا ابلیس بود ✤ گفت نار از خاک بیشک بہتر ست ✤ من ز نار و او ز خاک اکدر ست ✤ پس قیاس فرع بر اصلش کنم ✤ او ز ظلمت ما ز نور روشنم ✤ گفت حق نے بلکہ لا انساب شد ✤ زہد و تقوے فضل را محراب شد ✤ این نہ میراث جہان فانیست ✤ کہ بانسابش بیابی جانیست ✤ بلکہ این میراثہاے انبیاست ✤ وارث این جانہاے اتقیاست ✤ پور آن بوجہل شد مومن عیان ✤ پور آن نوح نبی از گمرہان ✤ زادۂ خاکی منور شد چو ماہ ✤ زادۂ آتش توئی ای روسیاہ ✤ این قیاسات تحری روز ابر ✤ یا بشب مر قبلہ را کردست حبر ✤ لیک با خورشید و کعبہ پیش رو ✤ این قیاس ✤ این تحری را مجو ✤ کعبہ نادیدہ مکن رو زو متاب ✤ از قیاس اللہ اعلم بالصواب ✤ چون صفیرے بشنوی از مرغ حق ✤ ظاہرش را یاد گیری چون سبق ✤ وانگہے از خود قیاساتے کنی ✤ مر خیال محض را ذاتے کنی ✤ اصطلاحاتیست مر ابدال را ✤ کہ نباشد زان خبر عقال را ✤ منطق الطیر بصوت آموختی ✤ صد قیاس و صد ہوس افروختی ✤ ہمچو آن رنجور دلہا از تو خست ✤ کو بہ پندار اصابت گشتہ مست ✤ کاتب آن وحی زان آواز مرغ ✤ بردہ ظنی کہ منم انباز مرغ ✤ مرغ پرے زد مرا او را کور کرد ✤ نک فرو برد ش بقعر مرگ و درد ✤ ہین بنطنے یا بظنے ہم شما ✤ در میفتید مقامات سما ✤

گرچہ ہاروتید و ماروت و فزون ✤ از ہمہ بربام نحن الصافون ✤ بر بدیہاے بدان رحمت کنید ✤ بر سمنے و خویش بینی کم تنید ✤ ہین مبادا غیرت آید از کمین ✤ سرنگون افتید از قعر زمین ✤ ہر دو گفتند اے خدا فرمان تراست ✤ بے امان تو امانے خود کجاست ✤ این ہمیگفتند و دل شان میطپید ✤ بد کجا آید ز ما نعم العبید ✤ خار خارد و فرشتہ ہم نہشت ✤ تاکہ تخم خویش بینی را نکشت ✤ پس ہمیگفتند کاے ارکانیان ✤ بیخبر از پاکیے روحانیان ✤ ما برین گردون تتقہا می تنیم ✤ بر زمین آییم و شادروان زنیم ✤ ہر دو شان گفتند ما را باک نیست ✤ کہ سرشت ما ز آب و خاک نیست ✤ عدل و رزیم و عبادت آوریم ✤ تا ز ہر شب سوے گردون بر پریم ✤ تا شویم اعجوبۂ دور زمان ✤ تا نہیم اندر زمین امن و امان ✤ آن قیاس حال گردون بر زمین ✤ راست ناید فرق دارد در کمین ✤ آسے لمعنے قیاسک مین کاف تصغیر و تحقیر کا ہی اکدر مکدر تر تحری بفتح صواب جستن و قصد کردن بسوے قبلہ عقال بضم و تشدید کاف جمع عاقل ارکان اربع عناصر تتق بضمتین سراپردہ شادروان بضم اول پردہ و شامیانہ اعجوبہ بالضم ہندی انوکھا فرماتے ہین اول وہ شخص جسنے اتوار خدا کے مقابل اپنا قیاس ناچیز لگایا ابلیس تھا اور کہا کہ آگ خاک سے بیشک بہتر ہی اور مین نار سے ہون اور وہ خاک مکدر سے ہی پس فرع کو اُسکی اصل پر قیاس کرتا ہون کہ وہ ظلمت سے ہی اور مین نور روشن ہون جیسا کہ قرآن شریف مین ہی انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین مین اُس سے بہتر ہون پیدا کیا تونے مجکو آگ سے اور پیدا کیا اُسکو مٹی سے حق تعالے نے فرمایا کہ یہ بات نہین ہی بلکہ ہم نے فرمایا ہی فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یعنے جب صور پھونکا جائیگا تو کچھ نسب اُنہین یعنے انسان مین نہین رہیگا اور نسب کی پرسش نہوگی تو اپنا نسب آگ سے کیا بتا رہا ہی ہان زہد و تقوے فضیلت کی محراب ہی اسمین سر جھکانے سے فضل حاصل ہوتا ہی اور ایک کو دوسرے پر زیادتی ہوتی ہی یہ میراث جہان فانی کی نہین ہی کہ اُسکو انساب سے تو پائے یہ جانی ہی اور منسوب بروح و جان بلکہ یہ میراث پیغمبر دین کی ہی اسکی وارث متقیون کی جان ہی ظاہر ہی کہ ابوجہل کا لڑکا مومن ہوا اور حضرت نوح نبی کا لڑکا گمراہون سے ہوا دیکھو تو زادہ خاک کا کہ عکرمہ بن ابوجہل ہی کیسا ماہ منیر سا منور ہوا ایک تو زادہ آتش ہی اور روسیاہ یہ قیاسات شرعی کہ قبلہ کدھر ہی اور جدھر بخوبی قیاس جمے اُدھر ہی کو نماز پڑھے ابر کے دن مین یا رات مین ہین کہ قبلہ سمجھ مین نہین آتا اسواسطے جبر یعنے درست کیے گئے ہین نہ کہ آفتاب بھی موجود اور قبلہ بھی پیش رو پھر اس قیاس کا اور قبلہ کی جستجو کرنا کیا ضرور کعبہ تو دیکھ رہا ہی اور زبردستی نادیدہ بنتا ہی پھر کیون اللہ کے قیاس سے جو طرح جاننے والا ہی منھ پھیرے لیتا ہی تیرا یہ حال ہی کہ اگر صفیر کسی مرغ حق کی سنتا ہی تو بنتا ہی اُس کو مشل سبق سکے یاد کر لیتا ہی پھر اپنی طرف سے قیاسات اُن مین لگاتا ہی کہ وہ محض خیال ہین تو اُن کو ایک ذات و وجود ٹھہرا لیتا ہی اور تجکو رتبہ ابدال کا بخشتا ہی اُنکی اصطلاحات جدا ہین جنسے جاہلون کو مطلق خبر نہین محض بے بہرہ

توــنے منطق الطیر یعنے گویائی پرندون کی صرف آوازسے سیکھ لی اُنکی سی بولی بولنے لگا اور سیکڑون قیاس اور سیکڑون ہوسین دل مین افروختہ کین مثل اُس بیمار کے کہ اکثر دل تجھ سے خستہ شکستہ ہوسے اور تو اپنے گمان کی رسائی وخوبی مین مست کہ میرا اچھا اور رسا گمان ہوا ایسے ہی کاتب اُس وحی کا اُس آواز مرغ سے گمان لیگیا کہ مین بھی شریک مرغ کا ہون آخر اُس مرغ نے ایک پر مار کے اُسکو اندھا کیا اور قعر مرگ و درد مین اُسکو ڈالا اب مخاطبہ ہی ہاروت ماروت سے کہ یہ سب نظائر تم نے سُنے خبردار کسی گمان یا کسی عکس پڑنے سے تم مقامات عالیہ آسمان سے پستی مین مت گرو تمنے ظن وعکس والون کا حال سُنا اگرچہ تم ہاروت و ماروت ہو اور بام نحن الصافون پر سب سے زیادہ تمکو چاہیے کہ بدون کی بدی پر جو بالغرض بشر ہین رحمت کرو اور بہت سی منی وخودی اپنے اوپر مت پورو پہلے شعر مین تلمیح ہی آیت کریمہ انا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون بیشک ہم گروہ ملائک کے صف کشیدہ ہین اور ہم تسبیح کرنے والے ہین پھر فرمایا خبردار ایسا نہو کہ غیرت ہماری گھات سے نکلے اور تم اوندھے قعر زمین مین گرو جیساکہ چاہ بابل مین اوندھے قید ہوے دونون نے کہا کہ ای خدا حکم تیرے ہی واسطے ہی اور بے تیرے امن کے اور امن ہی کہان ہی غرض یہ تو کہتے تھے مگر دل انکا تڑپتا تھا اور رکھتا تھا کہ ہم نیک بندون سے ہین ہمسے بدی کیسے ہوگی خار خار یعنے اندیشۂ مرغوب نے اُن کے ان دونون فرشتون کو نہ چھوڑا جبتک کہ اُنھون نے تخم خویشتن بینی کا نہ بو لیا بس یہی کہتے رہتے تھے کہ ای اربعہ عناصر والو تم ہم روحانیون کی پاکی سے بیخبر ہو ہم اس آسمان پر سرا پردے اور شامیانے تانے ہوسے ہین اب زمین پر آئینگے اور شادروان قائم کرینگے یعنے پادشاہ بنین گے پھر دونون نے کہا ہمکو کچھ خوف نہین ہی اسواسطے کہ ہم آب وخاک سے سرشتہ نہین ہین جو ہمسے بدی ہو تو ہم عدل وعبادت کرینگے دن بھر اور رات کو پھر آسمان کی طرف اُڑ جائین گے ہم تبھی اس زمین مین ایک اعجوبہ اور انوکھے دور زمانہ تک ہونگے اور زمین مین خوب امن وامان پھیلائین گے اب مقولہ مولانا کا ہی انھون نے آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کیا کہ شہوات وغیرہ سب سے مبرا تھے حال آنکہ وہ یہان کب ٹھیک آتا ہی اور بڑے فرق کمین مین رکھتا ہی اختلاف شرح مین بجاے بیاں بیاپی لکھا ہے

اس بیان مین کہ اپنے حال ومستی کو جاہلون سے چھپانا چاہیے

قولہ بشنو الفاظ حکیم پردۂ ❊ سرہم آنجا نہ کہ بادہ خوردۂ ❊ چونکہ از میخانہ مستی ضال شد ❊ تسخر بازیچۂ اطفال شد ❊ می فتد او سو بسو در ہر رہے ❊ در گل ومیخندوش ہر ابلہے ❊ او چنین وکودکان اندر پیش ❊ بے خبر از مستی و ذوق میش ❊ خلق اطفالند جز مست خدا ❊ نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا ❊ گفت دنیا لہو ولعبست وشما ❊ کودکید و راست فرماید خدا ❊ از لعب بیرون نرفتی کودکے ❊ بے زکات روح کے باشی زکی ❊ چون جماع طفل دان این شہوتے ❊ کہ ہمیرانند اینجا ای سنتے ❊ این جماع طفل چہ بود بازیے ❊ با جماع رستمی و بازیے ❊

جنگ خلقان ہمچو جنگ کودکان ؛ جملہ بے معنی و بے مغز و مہان ؛ جملہ با شمشیر چوبین جنگ شان ؛ جملہ در لا ینبغی
آہنگ شان ؛ جملہ شان گشتہ سوارہ بر نئی ؛ کین براق ماست یا دلدل پئی ؛ حاملند و سر زجہل افراشتہ ؛
راکب و محمول رہ پنداشتہ ؛ باش تا روزیکہ محمولان حق ؛ اسپ تازان بگذرند از نہ طبق ؛ تَعْرُجُ الرُّوحُ اِلَیہِ
وَ المَلَکُ ؛ مِنْ عُرُوجِ الرُّوحِ یَهْتَزُّ الفَلَکُ ؛ ہمچو طفلان جملتان دامن سوار ؛ گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار ؛ از
حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ رسید ؛ مرکب ظن بر فلکہا کے دوید ؛ اَغْلَبُ الظَّنِّیْن فِی تَرْجِیْحِ زا ؛ لَا تُمَارِ الشَّمْسَ فِی
تَوْضِیْحِہَا ؛ آفتاب حق چو گردد مستوی ؛ در قیامت بر رشید و بر غوی ؛ آنگہی بینند مرکبہاے خویش ؛
مرکب سازیدہ اید از پاے خویش ؛ المعنی تسخر بالفتح مطبع و رام بازیچہ ہندی کھلونا زکات پاکیزگی ؛ دلدل نام
اسپ علی مرتضی رض فرماتے ہین کہ اب تو الفاظ حکیم پردہ اسرار کے جو حکیم سنائی ہین چنانچہ کہا ہی کہ سر وہین رکھ
جہان شراب پی ہی پس اگر شراب معنوی مراد ہی تو غرض یہ کہ اپنے بھید کو اپنے حریفون ہی مین ظاہر کر اور اگر شراب
ظاہری تو بھی یہی بہتر ہی کہ جہان پی ہی وہین پڑ رہ تا خواری و رسوائی سے بچا رہے اور یہ جو فرمایا الفاظ
حکیم سنائی کے سن یہ وجہ ہی کہ دوسرے مصرعہ مین الفاظ شعر حکیم سنائی کے ہین اور شعر یہ ہے شعر
بر مدار از مقام ہستی پے ؛ سر ہما نجا بنہ کہ خوردی مے ؛ اور حکیم موصوف نے اس سبب سے کہا ہی کہ جب یہ مست
میخانہ مستی سے گمراہ ہوا اور مستی عشق کا اظہار کیا تو بیشک مطیع بازیچۂ اطفال کا ہوا اور لڑکون کا کھلونا بنا اب یہ ہر طرف
ہر راہ مین گرتا پھرتا ہی اور کیچڑ مین لت پت جسکو دیکھ کے ہر احمق بھی ہنستا ہے اُس کا تو یہ حال ہی اور لڑکے اسکے
پیچھے ہین اور یہ اپنی مستی و ذوق شراب کے سبب سے بیخبر ہی آپ فرماتے ہین کہ اطفال سے ہماری مراد
ساری مخلوق ہی سوا مستان خدا کے کسواسطے کہ کوئی انمین عاقل بالغ نہین ہی مگر وہی جو حرص و ہوا سے چھٹ گیا
خدا تعالے نے فرمایا ہی انما الحیوٰۃ الدنیا لعب ولہو نہین ہی حیات دنیا کی مگر لہو و لعب اور تم اسکے اطفال ہو مشغوف
بلہو و لعب اور کیسا راست درست فرمایا ہی پس اگر تو اس لہو و لعب سے نہین نکلا تو لڑکا ہی ہی اور بدون پاکیزگی
روح کے تو پاکیزہ کب ہوگا یہ جو دنیا کے کودک دنیا مین اپنی شہوت نفسانی جاری کر رہے ہین اکثر یہ ایسے
ہین جیسے جماع لڑکون کا کہ جماع مین ایک اُن کا کھیل ہی بھلا مقابل جماع کسی رستم یا کسی غازی کے کب
ہوسکتا ہی ایراد لفظ رستم کا بلحاظ اُسکی قوت کے ہی اور غازی بنظر اسکے کہ برسون عورت سے خبر نہین ہوتے
مخلوق کی جنگ دنیا کے واسطے ایسی ہی جیسے لڑکون کی لڑائی کہ کھیل پر لڑتے ہین اور دنیا بھی کھیل اسی سبب
سے بزرگون کے نزدیک جملہ بیمغز و بیمعنی ہوتی ہی اس مین حملے رستمانہ غازیانہ کہان جو اہل اللہ اسکے ترک و دفع مین
کرتے ہین ساری لڑائی انکی شمشیر چوبین سے ہی اور بالکل آہنگ و ارادہ انکا لا ینبغی پر جو لائق و شایان نہین
سب نے سوار ہین اور اُسکو بتاتے ہین کہ یہ ہمارا براق ہی یہ ہمارا دلدل ہی جیسے لڑکے نے کو اپنے ذہن مین

ایساہی جانتے ہین حامل ہین یعنے بارگنا ہون سے لدے ہوے جیساکہ فرمایا وہم یحملون اوزارہم علیٰ ظہورہم یعنے وہ اٹھانے والے ہین اپنے گناہ کے بوجھ اپنی پشتون پراور جہالت سے سر اٹھاتے ہین اور آپ کو راکب ومحمول راہ کا جانتے کہ ہم سوار ہین اوراوپر لدے ہوے تو ذرا ٹھہر اُس دن دیکھو جس دن کہ محمول حق کے گھوڑے دوڑاتے ہوے نہ طبق فلک کے اُس پار ہونگے معنی شعر عربی کے عروج کرینگی روحین اُسکی طرف مع فرشتون کے اوران روحون کے عروج سے فلک جنبش مین آئے گا ایسی کثرت انکی ہوگی واو والملک کی میری دانست مین معیت کی ہی شارح نے عطف تفسیری لکھا ہی اور وہی روحین جو اُسکی طرف فرشتون کے ساتھ عروج کرینگی سب معصوم بچون کی طرح دامن سوار جیسے نوزاد بچہ کو بنظر احتیاط اُن کے بچھونے سمیت ہاتھون پر اُٹھا لیتے ہین یا دامن پراو رہرایک گوشہ دامن کا پکڑے ہوے جیسے خادم گوشہ گھوڑے کے زین کا پکڑتے ہین حق تعالےٰ سے یہ خبر پہونچی ہی ان الظن لایغنی من الحق شیئا بیشک گمان نہین بے پروا کرتا ہی حق سے ذرا یعنے حق ویقین ہونا چاہیے نہ گمان کہ مرکب گمان کا آسمان پر کب پہونچتا ہی آدر اغلب دو گمانون کا اِس ترجیح مین برابری شمس یقین کی اپنی توضیح مین نہین کرسکتا جب آفتاب حق کا قیامت کے دن مستوی ہوگا اور راہ یافتہ اور گمراہ دونون پر برابر چمکیگا اُسوقت اپنے اپنے مرکب دیکھین گے کہ اپنے پاؤن ہی سے مرکب بنائے ہین الخلاف شرح مین آنجا کو بدینصورت آنجانہ بمعنی مہان کو بعطف جملتان کو جملہ تان جدا جدا سرزجہل کو خود جہل لکھا ہی قولہ وہم وفکر وحس وادراکات ما ٭ ہمچو نی دان مرکب کودک ہلا ٭ علمہاے اہل دل حمال شان ٭ علمہاے اہل تن احمال شان ٭ علم چون بردل زند یاری شود ٭ علم چون برتن زند باری شود ٭ گفت ایزد یحمل اسفارہ ٭ بار باشد علم کان نبود زہو ٭ علم کان نبود زہو بیواسطہ ٭ آن نپاید ہمچو رنگ ماشطہ ٭ لیک چون این بار را نیکو کشی ٭ بار برگیرند وبخشندت خوشی ٭ ہین مکش بہر ہوا این بار علم ٭ تا بہ بینی در درون انبار علم ٭ تا کہ بر رہوار علم آئی سوار ٭ بعد ازان افتد ترا از دوش بار ٭ از ہواہا کے رہی بیجام ہو ٭ اے زہو قانع شدہ با نام ہو ٭ از صفت وزنام چہ زاید خیال ٭ وان خیالش ہست دلال وصال ٭ دیدۂ دلال بے مدلول ہیچ ٭ تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ ٭ ہیچ نامے بے حقیقت دیدۂ ٭ یا زکاف ولام گل گل چیدۂ ٭ اسم خواندی رو مسمی را بجو ٭ مہ ببالا دان نہ اندر آبجو ٭ گرزنام وحرف خواہی بگذری ٭ پاک کن خود را زخود ہان یکسری ٭ ہمچو آہن ز آہنے بیرنگ شو ٭ در ریاضت آئینہ بیزنگ شو ٭ خویش را صافی کن از اوصاف خود ٭ تا ببینی ذات پاک وصاف خود ٭ بینی اندر دل علوم انبیا ٭ بے کتاب وبے معین واوستا ٭ گفت پیغمبر کہ ہست از امتم ٭ کہ بود ہم گوہر وہم ہمتم ٭ مر مرا زان نور بیند جان شان ٭ کہ من ایشان را ہمی بینم بدان ٭ بے صحیحین واحادیث وروات ٭ بلکہ اندر مشرب آب حیات ٭ سر امسینا لکردیا بدان ٭ راز

اصبحنا عرابیا بخوان ۞ سرا سپنا و اصبحنا ترا ۞ میرساند جانب راہ خدا ۞ ورمثالے خواہی از علم نہان ۞ قصہ گو از رومیان وچینیان ۞ المعنی ہلا بالفتح کلمہ تنبیہ کا ہی بمعنی خبردار باش احمال بالفتح بار ہا بکسر بالکل معید لضم ویلے معروف اعادہ کنندہ و بار بار گو یندہ فرماتے ہین یہ وہم و فکر و حس و ادراکات جو ہمارے ہین خبرداران سب کو ایسا جان جیسے لڑکون کا گھوڑا نے کا اور علم کی یہ کیفیت کہ جو علم اہل دل اور کاملین کا ہی وہ انکا حامل و بر دارندہ ہی یہ اس کے محمول ہین اور جو علم اہل تن کا ہی کہ تن پروری کیواسطے حاصل کرتے ہین وہ انکی پیٹھ کا بوجھ ہی قیامت کے دن ان پر لدیگا جیسے اور گناہ لدینگے اسواسطے کہ جو علم دل پر اثر کرتا ہی اور یہ اسکا عامل بنتا ہی وہ علم یار و مددگار ہوتا ہی اور جس علم کا اثر تن پر ہوتا ہی اور اسکو ذریعہ حصول دنیا کا بناتا ہی وہ روز قیامت مین ایک بار عظیم ہی جس سے چلنا دشوار ہوگا اللہ تعالے نے بھی ایسے علم والے کو گدھے سے تشبیہ دیکر محمل اسفار فرمایا ہی پس یہ علم جو اس سے نہین ہی محض بار ہی ہو اسم ذات خدا تعالے کا ہی اور جو علم اس سے ہی وہ نجات ہی ورنہ فرمایا مثل الذین حملوا التوراتہ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا مثل ان لوگون کی کہ لادے گئے ہین توریت اور نہ اٹھایا حق اسکے اٹھانے کا یعنی اسپر عمل نہ کیا مثل گدھے کی ہی کہ لادے ہوئے ہی کتابین جو علم کہ وہ بیواسطہ ذات الہی سے نہین ہی گویا القا علم لدن اسکا قیام اسی دنیا تک ہی زیادہ پائداری نہین جیسے رنگ ماشطہ کا جسکی زیبائی ایک دو روز رنگ ماشطہ گلگونہ وسمہ وغیرہ جو عورتون کے ہنگام بناؤ لگا دیتے ہین لیکن اس بار کو اچھی طرح اگر تو اٹھائیگا اور اسکا عامل بنیگا تو تیرا بار گناہ تجھ سے اتار لینگے اور تجکو خوشی و خوشحالی بخشین گے پس خبردار بار علم کا حرص و ہوا کے واسطے مت لادے تو اپنے ولیکن انبار علم کے دیکھے گا اور رہوار علم پر سوار ہوگا اسکا رہوار بنیگا اور تیرا بار تیرے کندھے سے خود اتر جائیگا مگر ہوا سے نجات پانا بے جام ہو کے دشوار ہی اور ای مخاطب یہ بھی نہین جیسے تو ہو سے صرف نام ہو پر قانع ہو رہا ہی اور فقط زبان سے ہو ہو کرتا ہی بھلا کسی کا نام لینے یا اسکی صفت جان لینے سے کیا پیدا ہوتا ہی خیال اس خیال ہی کو تو دیکھنے ہی مین دلال وصال کا جان دے یہی مطلوب سے ملا دیتا ہی تو نے کہین ایسا بھی دیکھا ہی کہ دلال ہو اور مدلول نہو اور جادہ نہو اور غول ہو پس ایسے ہی کوئی نام بے حقیقت کے بھی تو نے دیکھا ہی کہ نام ہو اور اسکا مسمی نہو یا گل کے نام مین جو کاف ولام ہی اس سے گل چنے ہون لاجرم جب تو کسی کا نام لے تو اسکے مسمی کی جستجو کر مسمی ضرور ہی اور جب چاند کا عکس آبجو مین دیکھے تو یہ مت جان لے کہ یہی چاند ہی بلکہ یہ جان کہ چاند اوپر ہی یعنے آسمان پر اب اگر تو چاہتا ہی کہ اسم وحرف سے گذر کے مسمے تک پہونچ جاؤن تو خبردار ہو بالکل اپنی خودی سے نکل جا اور اس ہستی سے نیست ہو جا اور مثل آہن کے رنگ آہن پن سے بیرنگ ہوا ور مسقلی ریاضت کی مٹھا اٹھا ایک آئینہ بیرنگ بن جا جیسے سکندر کے وقت مین آئینہ آہن کا بنتا تھا تو آپ کو اپنے اوصاف بشری سے صاف کر تو دیکھیگا کہ تیری ذات کیسی پاک وصاف ہی جو علوم کہ انبیا کو حاصل تھے ان کو تو اپنے دل مین بے کتاب

اور بے اعادہ بار بار سبق اور بے اُستاد کے موجود پائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میری امت
سے ایسے لوگ ہین کہ میرے ہم گوہر اور ہم ہمت ہین مجکو اُنکی جان اُس نور سے دیکھتی ہو جس نور سے مین اُن کو
دیکھتا ہون اور یہ دیکھنا ایسا نہین ہو کہ از روے صحیحین اور حدیثون اور روایتون کے ہو کہ وہ ان کو جانتے
ہین اور ان کے عامل تو گویا دیکھتے ہی ہین بلکہ مشرب کی روسے جو امکانیات ہو اور مشرب کے معنی مجازاً اتصاع
معنوی کے بھی ہین دیکھو تو اُس کرد کو جو ملک فارس سے تھا زبان عرب سے محض ناآشنا کیا اُسنے اسینا اور
اصبحنا اعرابیون کی طرح کہا ذرا اس راز وبھید کی طرف تو غور و لحاظ کر شارح نے لکھا ہو ابوالوفا نامے کرد فارس
کے صحرا نشینون سے تھا ایک پرچہ پر بسم اللہ لکھی ہوئی پائی خود ناخواندہ تھا کسی اور سے پڑھوا کے کیفیت معلوم کی اور
اونچی جگہ رکھ کے رات بھر مودب ہاتھ باندھے اسکے سامنے کھڑا رہا صبح کو جذب الٰہی سے باطن اسکا کھل گیا
اور بہت علم اُسپر منکشف ہوگئے اور مسجد مین جاکر منبر پر بفصاحت تمام کہا الحمد للہ الذی اسینا و اصبحنا شکر اُس
خدا کا جسنے شام کرائی ہمکو اور صبح کرائی ہم کو بس یہی بھید اسینا و اصبحنا کا جو جذب الٰہی تھا تجکو خدا کی راہ تک
پہونچا دیگا اور جو تجکو اس علم نہانی کے مثال کی حاجت ہو تو رومی اور چینیون کے قصہ کو بیان کرا لخلاف
شرح مین بجاے بہر ہو ابہر خدا لکھا ہو اور پاک وصاف مین واو عطف کا نہین لکھا اور اسینا کو اسینا شاید کل
صیغہ متکلم کا سمجھا ہو حال آنکہ اسی الگ ہو اور نا ضمیر منصوب منفصل جدا

قصہ رومیون اور چینیون کا صفت نقاشی وصورتگری مین

قولہ چینیان گفتند ما نقاش تر ☆ رومیان گفتند ما را کر و فر ☆ گفت سلطان امتحان خواہم درین ☆ کز شما خود کیست
در دعوے مبین ☆ چینیان گفتند ما خدمت کنیم ☆ رومیان گفتند در حکمت تنیم ☆ اہل چین و روم حاضر
آمدند ☆ رومیان در علم واقف تر بدند ☆ چینیان گفتند یک خانہ بما ☆ خاص بسپارید و یک آن شما ☆ بود
دو خانہ مقابل در بدر ☆ زان یکے چینی ستد رومی دگر ☆ چینیان صد رنگ از شہ خواستند ☆ پس خزانہ بار کرد آن
ارجمند ☆ ہر صباحی از خزینہ رنگہا ☆ چینیان را راتبہ بود و عطا ☆ رومیان گفتند نے نقش و نہ رنگ ☆ در خور آید
کار را جز دفع زنگ ☆ در فروبستند و صیقل میزدند ☆ ہمچو گردون سادہ و صافی شدند ☆ از دو صد رنگے بے بیرنگے
رہیست ☆ رنگ چون ابرست و بیرنگے مہیست ☆ ہرچہ اندر ابر ضو بینی و تاب ☆ آن ز اختر دان و ماہ و آفتاب ☆
چینیان چون از عمل فارغ شدند ☆ از پے شادی دہلہا میزدند ☆ شہ درآمد دید آنجا نقشہا ☆ میربود آن عقل را و
فہم را ☆ بعد ازان آمد بسوے رومیان ☆ پردہ را بر داشت رومی از میان ☆ عکس آن تصویر و آن کردارہا ☆ زد
برین صافی شدہ دیوارہا ☆ ہرچہ آنجا بود اینجا بہ نمود ☆ دیدہ را از دیدہ خانہ میربود ☆ رومیان آن صوفیانند
اے پسر ☆ نے ز تکرار کتاب بے ہنر ☆ لیک صیقل کردہ اند آن سینہا ☆ پاک از آز و حرص و بخل و کینہا ☆

المعنی ممبین بضم روشن آن با لمد ملک ضو بالفتح روشنی آفتاب چینیون نے کہا ہم بڑے نقاش ہین رومیون نے کہا یہ کروفر ہمارے واسطے ہی بادشاہ نے کہا ہم اسکا امتحان کرین گے دیکھین تم مین سے کس کا دعوی روشن و مبین ہی چینیون نے کہا ہم خدمت کرین گے رومیون نے کہا ہم بھی اپنی حکمت کرین گے بس اہل چین و روم دونون حاضر ہوے رومی اپنے علم مین زیادہ تر واقف تھے چینیون نے کہا ایک خانہ خاص ہمارے حوالہ کردو اور ایک تم اپنی ملکیت کرو بس دو مکان تھے مقابل در بدر اُن مین سے ایک چینیون نے لیلیا اور ایک رومیون نے چینیون نے سیکڑون رنگ بادشاہ سے مانگے بادشاہ نے خزانہ اُنپر کھول دیا کہ جو چاہو وہ لو لھذا ہر صبح چینیون کو خزانہ سے رنگ کا راتب تھا اور عطا تھی جو چاہتے تھے وہ لیتے تھے رومیون نے کہا اس کام کے واسطے نہ نقش چاہیے نہ رنگ یہان صیقل اور دفع زنگ ہی لائق و کارآمد ہی یہ تجویز کرکے دروازہ بند کرلیا اور صیقل کرنا شروع کی کہ مثل گردون کے سادہ و صاف ہوگئے سب در و دیوار اُس کے آب معقولات مولانا رح کے ہین کہ سیکڑون رنگ سے بیرنگی کی طرف راہ ہی جیسے چینیون کے رنگ رومیون کی بیرنگی کی طرف گئے ایسا ہی جیسے ابر اور جیسے ابر بس ابر مین جو کچھ روشنی اور فروغ ہوتی ہی سب تارون اور چاند و سورج کی ہوتی ہی پھر رجوع کیطرف ذکر رومیون اور چینیون کے کہ چینی اپنے کام سے جب فارغ ہوے تو خوشی کی ڈھول بجاتے تھے پادشاہ آیا اور وہان ایسے نقش دیکھے جو عقل و فکر و فہم کو لیے جاتے تھے بعد اسکے رومیون کی طرف گیا رومی نے پردہ درمیان سے اُٹھا دیا پھر وہ پردہ اُٹھانے کے چینیون نے جو نقش و نگار در و دیوار پر بنائے تھے سارے کرتب اُنکے رومیون کے در و دیوار صافی شدہ مین جھلکنے لگے تاکہ جو کچھ وہان تھا اُس سے یہان بہتر معلوم ہوتا تھا گویا آنکھ کو اُسکے گھر سے کھینچے لیتا تھا آنکھ اسکے دیکھنے مین بے اختیار رہوئی جاتی تھی پھر معقولات مولانا رح کے ہین فرماتے ہین کہ صوفیون کو تو ایسا جان جیسے رومی کہ اُنکے یہان نہ تکرار کتاب کی ہی نہ ہنر کی لیکن اپنے سینون کو صیقل کرکے خوب پاک صاف کیا ہی کہ حرص و آز و بخل و کینہ کا مطلق نام نشان نہین چھوڑا ہی قولہ آن صفائی آئینہ وصف دلست ✿ صورت بے منتہا را قابل ست ✿ صورت بیصورتی بیحد و عیب ✿ ز آئینہ دل تافت بر موسی ز جیب ✿ گرچہ آن صورت نگنجد در فلک ✿ نے بعرش و فرش و دریا و سمک ✿ زانکہ محدودست و معدودست آن ✿ آئینہ دل را نباشد حد بدان ✿ عقل اینجا ساکت آید یا مضل ✿ زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل ✿ عکس ہر نقشے نتابد تا ابد ✿ جز ز دل ہم با عدد ہم بیعدد ✿ تا ابد نو نو صور کاید برو ✿ مینماید بے حجابے اندرو ✿ اہل صیقل رستہ اند از بو و رنگ ✿ ہر دمے بینند خوبی بیدرنگ ✿ نقش و قشر علم را بگذاشتند ✿ رایت عین الیقین افراشتند ✿ رفت فکر و روشنائی یافتند ✿ بر و بحر آشنائی یافتند ✿ مرگ کزوے جملہ اندر وحشتند ✿ می کنند آن قوم بروے ریشخند ✿ کس نیابد بر دل ایشان ظفر ✿ چون صدف گشتند ایشان پر گہر ✿ گرچہ نحو و فقہ را بگذاشتند ✿

لیک محو و فقر را برداشتند ٭ تا نقوش ہشت جنت تافت ست ٭ لوح دل شان را پذیرا یافت ست ٭ برتراند از
عرش و کرسی و خلا ٭ ساکنان مقعد صدق خدا ٭ صد نشان دارند و محو مطلقند ٭ چہ نشان بل عین دیدار حقند ٭
المعنی سمک بفتحتین مچھلی اور وہ مچھلی جسکے سر پر زمین رکھی ہی مفلس بضم گمراہ عین الیقین وہ درجہ یقین کا جو آنکھ کے
دیکھنے سے حاصل ہو رشیخند تمسخر غلاو فتح جاے خالی یعنے وہ جو صوفیون نے صفا آئینہ کی کی ہی یہ صفاے آئینہ
وصف اُن کے دل کا ہی کہ مثل آئینہ کے صاف ہو رہا ہی اور اُس صورت کا جو بحد و لا انتہا ہی یعنی نور خدا تعالی اسکا
قبول کرنے والا ہی اسی آئینہ دل کی جیب سے ایک صورت جو بیصورت اور بے حد اور بے عیب ہی حضرت موسی
پر چمکی کہ وہ معجزہ ید بیضا ہوا اگر چہ وہ صورت نہ فلک مین سماتی ہی نہ عرش و فرش اور نہ دریا و سمک مین اس سبب سے
کہ یہ سب اشیاے مذکورہ محدود و معدود ہین اور آئینہ دل کی حد اس کے ساتھ حد نہین ہی آب عقل یہان
خاموش ہوتی ہی یا بہکتی ہی کہ یہ دل اُسکے ساتھ ہی یا خود وہ دل ہی ہی جو اسمین سماجاتا ہی عکس ہر ایک نقش
کا جو ابد تک ہونے والا ہی کسی چیز سے نہین چمکتا ہی سواے دل کے خواہ وہ با عدد ہو خواہ بیعدد ہو یعنی مخلوق
سے ہو یا خالق سے دو نون اس سے مرئی ہوتے ہین اور ابد تک نئی نئی صورتین جو بر روے کار آتی ہین
اور صورت پکڑتی ہین سب بیحجاب و برملا اسمین معلوم ہوتی ہین جو اہل صیقل ہین وہ رنگ و بو جو اسباب ظاہر سے
ہی خلاص یافتہ ہین اور ہر دم ایک معشوق کو بے تامل دیکھتے ہین بقول شاعر شعر دل کے آئینہ مین ہی تصویر یار ٭
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی ٭ ان لوگون نے نقش دفتر علم کے چھوڑے ہین اور جھنڈا عین الیقین کا بلند
کیا ہی یعنے اور تو اپنے علم ہی سے جانتے ہین جو جانتے ہین یہ تو آنکھو سے دیکھ رہے ہین سوچ و فکر سے یہ
گذرے ہوے ہین جو تیرگی پیدا کرتی ہی اور روشنائی ان کو حاصل ہی اور جنگل کے جنگل اور دریا کے
دریا آشنائی و محبت کے انھون نے پائے ہین یہ مرگ جس سے ساری دنیا وحشت مین ہی اُس سے ان کو
تمسخر و استہزا ہی کہ کیا اور ہم کو مارتا پھرتا ہی ہمکو مارے تو جانین مرگ کیا کوئی چیز انکے دل پر ظفر یاب نہین ہو سکتی
یہ ایسے صدف کیطرح اپنے مقصود سے پر گہر ہوے ہین اگر چہ نحو و فقہ کو جو علوم ظاہری سے ہین انھون نے
ترک کیا ہی لیکن محو و فقر کو جو علوم معنوی ہین بخوبی حاصل کیا ہی جبسے نقوش ہشت جنت کے چمکے ہین
انکی تختی دل کو انھون نے پذیرا پایا ہی اور رساتون کے رنگ اسمین نقش پذیر ہین گویا ہر وقت جنت مین ہین
جسکی آرزو مین لوگ عمر بھر رہتے ہین وہ لوگ عرش و کرسی اور اسی خلا سے جس مین ساری دنیا بستی ہی
سب سے برتر ہین اور مقعد صدق خدا کے ساکن ہین چنانچہ فرمایا ان المتقین فی جنات و نہر فی مقعد
صدق عند ملیک مقتدر بیشک متقی جنتون مین ہین اور نہرون مین ہین اور سچی نشست گاہ مین نزدیک بادشاہ
[illegible] کے ہنکے سیکڑون نشان ہین نور خود محو مطلق ہین اور نشان [illegible]

حق ہین جیسے بایزید نے کہا سبحانی ما اعظم شانی اور جنید نے لیس فی جبتی سوے اللہ الخلاف شرح مین بجاے عیب غیب اور نقش دفتر کو نقش وقشر لکھا ہی

پوچھنا رسول مقبول کا زید سے کہ آج تیری کیا کیفیت ہی اور کس حال مین تو سو کے اُٹھا اور جواب اُسکا اصبحت مومنا حقا

قولہ گفت پیغمبر صباحے زید را ٭ کیف اصبحت ای رفیق با صفا ٭ گفت عبدا مومنا باز وش گفت ٭ کو نشان از باغ ایمان گر شگفت ٭ گفت تشنہ بودہ ام من روزہا ٭ شب نخفتستم ز عشق و سوزہا ٭ تا ز روز و شب جدا گشتم چنان ٭ کہ ز اسپر بگذرد نوک سنان ٭ کہ از آنسو روز و شب ملت یکیست ٭ صد ہزاران سال و یک ساعت یکیست ٭ ہست ازل را و ابد را اتحاد ٭ عقل را رہ نیست سوے افتقاد ٭ گفت ازین رہ کو رہ آورد ے بیار ٭ در خور فہم و عقول این دیار ٭ گفت خلقان چون بہ بینند آسمان ٭ من بہ بینم عرش را با عرشیان ٭ ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ٭ ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن ٭ یک بیک وا میشناسم خلق را ٭ ہمچو گندم من ز جو در آسیا ٭ کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست ٭ پیش من پیدا چو مار و ماہیست ٭ این زمان پیدا شدہ بر این گروہ ٭ یوم تبیض و تسود وجوہ ٭ پیش ازین ہر چند جان پر عیب بود ٭ در رحم بود و ز خلقان غیب بود ٭ الشقی من شقی فی بطن ام ٭ من سمات اللہ یعرف حالہم ٭ تن چو مادر طفل جان را حاملہ ٭ مرگ درد زادن ست و زلزلہ ٭ جملہ جانہاے گذشتہ منتظر ٭ تا چگونہ زاید آن جان بطر ٭ المعنی افتقاد بالکسر گم کرنا و سے کھوے ہوے کو ڈھونڈھنا رہ آورد تحفہ جو عزیزون کے واسطے کہین سے لائین شمن بفتحتین بت پرست بطر بفتحتین وحشت و حیرانی و غفلت و نافرمانی و شادی مفرط حضرت رسول مقبول نے ایک صبح زید سے کہا کہ آج کی صبح اے رفیق با صفا تو نے کیسے کی کہا اُس حال مین کہ مین عبد مومن تھا پھر اُس سے کہا کہ اُسکا نشان بتا جو گل تیرے باغ سے کھلا ہی جو تو کہتا ہی اصبحت عبدا مومنا کہا مین مدتون پیاسا رہا ہون روزہ مین اور راتون کو سوز عشق مین نہین سویا ہون تو اس روز و شب سے ایسا نکل گیا ہون جیسے سپر سے نوک سنان کی نکل جاتی ہی روز و شب سے مراد زمانہ ہی یعنے زمانے سے الگ ہون کس واسطے کہ اس روز و شب کے اُس پار ایک ہی ملت ہی یعنے وحدت جہان لاکھون برس اور ایک ساعت ایک ہی غرض یہ کہ تعدد و تعین نہین ہی یکی ہی یکی ہی ازل اور ابد جو لا ابتدا اور لا انتہا ولہ سے موصوف ہین دونون متحد ہین عقل کو یہ دخل نہین ہی جو کسی بگے ہوے کو ڈھونڈھے یعنے جو کیفیتین کہ ازل مین تھین وہ بھی موجود ہین اور جو ابد تک ہون گی وہ بھی حاضر آپ نے فرمایا کہ اس راہ سے کیا رہ آورد و تحفہ لایا ہی وہ بھی عرض کر مگر موافق سمجھ اور عقول اس ملک دنیا کے جو سب جھین کہا مخلوق کے لوگ جیسے آسمان کو دیکھتے ہین مین ایسے ہی عرش کو عرشیون سمیت دیکھتا ہون آٹھون جنت سانتون

دوزخ میرے سامنے ایسی ظاہر ہین جیسے بت بت پرست کے آگے اور مخلوق سے ایک ایک کو مین تو پہچانتا
ہون جیسے گیہون اور جو آسیا مین پہچانے جاتے ہین کہ یہ جو ہی یہ گندم ہی اور بہشتی کون ہی اور بیگانہ کون ہی میرے
سامنے ایسے ظاہر ہین جیسے سانپ و مچھلی آگے مقولات مولانا رح فرماتے ہین کہ قیامت کے دن جو سیاہ رو ہون گے
وہ اور جو روسپید ہون گے وہ سب ظاہر ہون گے اس گروہ پر اسوقت ظاہر ہین جیسا کہ فرمایا یوم تبیض وجوہ
وتسود وجوہ یعنے قیامت کا وہ دن ہی کہ بعض روسپید ہون گے اور بعض روسیاہ اس سے قبل اگرچہ جان غیب
رحم مین تھی ای شقی وسعید دونون لیکن مخلوق سے چھپی تھی جیسا کہ ترجمہ شعر بعد کا ہی کہ شقی وہ شخص ہی جو مان کے
پیٹ سے شقی ہوا ہی جسکے حال کو اللہ تعالے پہچانتا ہی کہ اسی کے نقشون سے وہ شقی ہوا جیسا کہ حدیث مین آیا
ہی السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ اب جو رحم مادر سے دنیا مین آئی اسی نقش کے ساتھ
جو اُسنے لکھدیا ہی سعید یا شقی تو اب یہ تن مثل مادر کے حاملہ ہی طفل جان سے اور مرگ کی ایذا جیسے دردزہ اور
اُسکے زلزلے اور جتنی جانین گذشتہ مین ہو گذری ہین منتظر کہ دیکھین یہ جان بطر کیسی پیدا ہوتی ہی آیا نافرمان
وحیران یا شادان وفرحان جیسے لڑکا لڑکی کے دنیا مین نگران ہوتے ہین الخلاف شرح مین بجاے کہ
از السوز وز روز وشب کے از السو جملہ لکھا ہی مگر بہتر روز وشب ہی کہ روز وشب کا اوپر ذکر ہی قولہ زنگیان گویند خود از
ماست او ٭ رومیان گویند بس زیباست او ٭ چون برآید در جہان جان وجود ٭ پس نماند اختلاف بیض وسود ٭
گر بود زنگی برندش زنگیان ٭ روم را رومی برد ہم از میان ٭ تا نزاد او مشکلات عالمست ٭ آنکہ نازادہ شناسد آن
کمست ٭ او مگر ینظر بنور اللہ بود ٭ کاندرون پوست اورا رہ بود ٭ اصل آب نطفہ اسپید ست وخوش ٭ لیک عکس جان
رومی وحبش ٭ مید ہد رنگ احسن التقویم را ٭ تا باسفل میبرد آن نیم را ٭ یوم تبیض وتسود وجوہ ٭ ترک وہند و شہرہ گردد
زان گروہ ٭ خاص گردد کہ تو کاتب یا یکگروہ ٭ ہندوے یا ترک پیش ہر گروہ ٭ در رحم پیدا نگردد ہندو ترک ٭ چونکہ زاید بیندش
خُرد و بزرگ ٭ این سخن پایان ندارد باز ران ٭ تا نمانیم از قطار کاروان ٭ المعنی بیض بیاے معروف عورتین سپید رنگ
اور جو چیزین مؤنث سپید رنگ ہون جمع بیضا سود بواو معروف جمع اسود بمعنی رنگ سیاہ قطار بکسر قبیر برابر بیا بر یک طور
پر چلنے والے [illegible] لیتے اوپر جو کہا ہی کہ جانین گذشتہ اسکے پیدا ہونے کی منتظر ہین پس آن جانون سے جو زنگی ہین وہ
سکتے ہین کہ یہ جو پیدا ہوگا وہ ہمسے ہی ہوگا ای ہمارے گروہ سے رومی کہتے ہین نہین یہ تو بہت زیبا ہی ہمارے
میل کا ہی جب یہ جہان جان مین آیا وجود ظاہر کرے گا پھر کچھ اختلاف گورے کالے کا نہ رہیگا اگر زنگی ہی یعنی گنہگار
تو اسکو زنگی پہچان لین گے اور اگر رومی یعنی نیک تو اسکو ان مین سے رومی پہچانینگے جب تک عالم جان مین یعنی پیدا
ہو [illegible] مشکلات عالم کی ہین کہ زنگی ہی یا رومی اور کوئی نہین پہچانتا اور جو نازادہ کو پہچانتا ہی وہ بہت کم ہی [illegible]
پھر [illegible] مگر وہ شخص جو ینظر بنور اللہ ہی اللہ کے نور سے دیکھتا ہی [illegible]

ہوتا ہی وہ ہر ایک کے رونگٹے رونگٹے سے واقف ہوسکتا ہی آپ فرماتے ہین کہ در اصل آب منی کا سپید و ستھرا ہوتا ہی
لیکن اگر رومی ہی یا حبش اُسکی صورت کو جسکو لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم فرمایا ہی پیدا کیا ہمنے انسان کو اچھی صورت
مین عکس جان کا رنگ دیتا ہی اور اُس نیم کو جو روم و حبش کا نصف ہی دونون مین سے ایک کو اسفل السافلین مین
لیجاتا ہی جیسا کہ فرمایا ثم رددناہ اسفل سافلین پھر لوٹا دیا ہمنے اسکو جو حبش تھا ای منکر و مقہور طرف پست تر پستی والون
کے آپ جس دن کہ بعض روسیاہ اور بعض روسپید ہونگے اُس دن ترک اور ہندو سب پر مشہور و ظاہر ہو جاینگے
کہ یہ ہندو وہین یہ ترک یعنے بدکار و نکوکار اور اُس دن حال کھل جائیگا کہ تو کاہ ہی یا کوہ ای خفیف و سبک یا گران اور باوقار
ہندو ہی یا ترک ہر گروہ تجکو جان سے گا رحم مین ظاہر نہین ہوتا ہی ہندو و ترک جب پیدا ہوتا ہی تو ہر خرد و بزرگ
اُس کو جان لیتا ہی جیسی اُسکی کیفیت ہوتی ہی پس یہ عالم برزخ ایک رحم ہی حشر کے دن ہر ایک کا حال کھلے گا پھر
گریز ہی اس بات کی تو کچھ حد نہین پھر لوٹین تو قطار کاروان سے الگ نہ رہجا ئین انحلاف شرح بحر العلوم مین
بجاے بس نماند کے پس نماید اور رہ بود کی جگہ زہ بود لکھا ہی

باقی جواب زید بن حارثہ کا حضور مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قولہ جلہ را چون روز رستاخیز من ❊ فاش می بینم عیان از مرد و زن ❊ ہین بگویم یا فرو بندم نفس ❊ لب گزیدش
مصطفیٰ یعنے کہ بس ❊ یا رسول اللہ بگویم سر حشر ❊ در جہان پیدا کنم امروز نشر ❊ ہل مرا تا پردہا را بر درم ❊ تا چو خورشیدے
بتابد گوہرم ❊ تا کسوف آید ز من خورشید را ❊ تا نمایم نخل را و بید را ❊ وا نمایم روز رستاخیز را ❊ نقد را و نقد قلب آمیز را ❊
دستہا ببریدہ اصحاب شمال ❊ وا نمایم رنگ کفر و رنگ آل ❊ واکشایم ہفت سوراخ نفاق ❊ در ضیاے ماہ
بے خسف و محاق ❊ وا نمایم من پلاس اشقیا ❊ بشنوانم طبل و کوس انبیا ❊ دوزخ و جنات و برزخ در میان ❊ پیش
چشم کافران آرم عیان ❊ وا نمایم حوض کوثر را بجوش ❊ کاب بر روشان زند بانگش بگوش ❊ و آنکہ تشنہ گرد
کوثر مے دوند ❊ یک بیک را نام گویم کہ اند ❊ مے بساید دوش شان بر دوش من ❊ نعرہاشان میرسد در گوش
من ❊ اہل جنت پیش چشم ز اختیار ❊ در کشیدہ یکدگر را در کنار ❊ دست یکدیگر زیارت میکنند ❊ و ز لبان ہم بوسہ غارت
می کنند ❊ کر شد این گوشم ز بانگ آہ آہ ❊ از حنین و نالۂ و احسرتاہ ❊ این اشارتہاست گویم از نغول ❊ لیک می ترسم
ز آزار رسول ❊ ہمچنین می گفت سرمست و خراب ❊ داد پیغمبر گریبانش متاب ❊ گفت ہین در کش کہ اسپت گرم شد ❊
عکس حق لا یستحی زد شرم شد ❊ آئینہ تو جست بیرون از غلاف ❊ آئینہ و میزان کجا گوید خلاف ❊ آئینہ و میزان کجا
بندد نفس ❊ بہر آزار و حیاے ہیچکس ❊ آئینہ و میزان محکہاے سنی ❊ گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی ❊ کز براے
من بپوشان راستی ❊ بل فزون بنما و منما کاستی ❊ اوت گوید ریش و سبلت بر مخند ❊ آئینہ میزان و آنگہ ریو و بند ❊
المعنی پہلا شعر استیناف ہی جو او پر چھوڑا ہی کہ بہشتی و دوزخی مثل مار و ماہی کے میرے سامنے ظاہر ہین بتائید

اُسی کے کہتا ہی کہ مثل روز قیامت کے تمامی مرد وزن کی کیفیت عیان و برملا ظاہر دیکھ رہا ہون خبردار ہو کے کہے جاؤن یا
خاموش ہو جاؤن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہونٹھ دانت تلے دبایا جس سے اکیا تھا کہ بس کر زید نے کہا یا
رسول اللہ کچھ تو بھید حشر کا کہون اور جہان مین پریشانی ڈالون اور آج ہی نشر پیدا کر دون مجکو چھوڑوا ور اجازت دو تو
پردے بھیدت کے پھاڑون جس سے گوہر میری ذات کا مثل خورشید کے چمکے اور مجھ سے خورشید مین کسوف آجائے
جیسا کہ قیامت کو ہوگا ایسا بیان کرون اور نخل خرما اور بید کو ظاہر کر دون کہ فلان مثل خرما کے رطب سے پربار ہی اور
فلان مثل بید کے بے بار اور کیفیت روز قیامت کی کھول دون جسمین نقد جید اور نقد قلب آمیز ہر ایک کا ظاہر ہو جائیگا
اور دستہا بریدہ جسکی عربی ہی تبت یدا کے دعاے بد مین عرب استعمال کرتے ہین زید نشادم اصحاب شمال کے حق مین
کہکے کہتا ہی ان کے ہلاک کی کیفیت ظاہر کرون جسکو سُن کے یہ بائین ہاتھ والے یعنے گنہگار جنکے بائین ہاتھ مین نامۂ عمل
دیا جائیگا اپنی خرابی کو جانین اور رنگ کفر کو جو سیاہ ہی اور رنگ اسلام کو جو سُرخ ہی دکھاؤن کہ یہ حال کفر کا ہی اور یہ اسلام
کا اور وہ سات سوراخ جو نفاق کے ہین یعنے کبر و حسد و شہوت و بخل و غضب و حقد و حرص اور بقول بعض شرک باللہ
و سحر و قتل حرام و زنا و سود اور مال یتیم کا کھانا اور کفار کی لڑائی سے بھاگنا اُنکو کھول دون ہفت سوراخ مراد درکات
دوزخ سے ہی کہ سات ہین از بس تیرہ و تاریک اور بیز روشنی ماہ سے جو انکو کار ہین اور ایسے ماہ جنکو خسوف و محاق نہین
جیسے یہ ماہ خسوف مین کبھی آجاتا ہی اور ہر مہینہ محاق مین جو تحت شعاع آفتاب مین ڈوبا رہتا ہی پڑ جاتا ہی اشقیا کو پلاس
نصیب ہی وہ بھی دکھا دون ابنیا کے طبل و نقارہ کی آواز بھی سنوا دون کہ کیسا ڈنکا پادشاہی کا بجا رہے ہین اور
اشقیا کیسی ذلت و خواری مین ہین موزخ اور جنتین جن مین بالفعل برزخ ہو رہا ہی اور کافر اسی برزخ کے باعث کہ
منکر ابھی اُنکی آنکھون کے سامنے ظاہر کر دون حوض کوثر کے بھی منکر ہین منکر ہین اُسکو بھی جوش مارتا ہوا دکھا دون
ایسا کہ پانی اُن کے بر رو ہوا اور آواز جوش کی اُنکے کان مین پہونچے اور وہ لوگ جو پیاسے اُسکے گرد پھرتے ہین
اور دوڑ دوڑ کے آتے ہین ایک ایکا نام بتا دون کہ کون کون ہین اُن کے دوش میرے دوش سے لگے ہوے
ہین اور اُنکے نعرے میرے کان مین چلے آتے ہین اور جتنے اہل جنت ہین اور جو اُنکو اختیار ہین سب میرے آنکھ
کے سامنے ایک دوسرے سے بغلگیر ہین اور باہم ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہین اور لبون سے بوسے بھی ہاتھون کے لوٹتے
ہین اور وہ جو آواز آہ واہ اور گریہ دردناک اور نالہ واحسرتاہ کی ہو رہی ہی دوزخیون سے وہ بھی میرے کان مین ایسی
آرہی ہی جس سے کان میرے بہرے ہو گئے یہ اشارے دور کے ہین اور سب کامل کہ مین کہ رہا ہون لیکن خوف ناراضی
رسول مقبول سے کہ حکم اخفا کا فرماتے ہین مفصل اور بین نہین کہہ سکتا بس ایسے ہی وہ کہہ رہا تھا در حالیکہ مست و مدہوش
تھا جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے گریبان اُسکا اینٹھ دیا یعنے گلا اُسکا بند کر دیا اور منع فرمایا اور کہا خبردار ہو تیرا گھوڑا بہت
تیز و گرم ہو گیا اُسکو روک تجھپر عکس حق لایستحیی کا پڑا تیری شرم جاتی رہی یعنے جو لایستحیی کا حق ہی اُسکا پرتو اور لایستحیی کا حق

یہ ہی جیسا کہ فرمایا ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ بیشک اللہ نہین شرم کرتا بیان کرنے کسی مثل سے مثل مچھر وغیرہ کے بس تونے بھی اسی کا عکس پڑنے سے افشاے راز مین شرم نہ کی اور بے تکلف ظاہر کر دیا تیرا آئینہ جو دل ہی غلاف سے اگل پڑا اور ظاہر ہی کہ آئینہ اور میزان دونون غلاف نہین کہتے نہ آئینہ صورت کی نقص بتانے مین کسی سے شرماتا ہی نہ میزان کمی جتانے مین کوتاہی کرتی ہی آئینہ اور میزان کسی کے رنج و حیا کا خیال کر کے کب خاموش رہتے ہین آئینہ اور میزان دونون ایک روشن کسوٹی ہین اگر دو سو برس تو انکی خدمت و خوشامد کرے اس نظر سے کہ میرے واسطے تم اپنی راستی کو چھپا لو اور راست پن کو چھوڑ دو بلکہ بڑھتی دکھاؤ کمی مت دکھاؤ تو وہ یہی کہینگے کہ تو اپنی ڈاڑھی موچھ پر آپ مت ہنس یعنے خود مسخرہ مت بن بھلا آئینہ اور میزان اور پھر ان سے توقع مکر و فریب کی الخلاف شرح مین وزضیا کو ورضیا برزخ کو برزخ آرم آدم کنید کو کبید غلط لکھا ہی قولہ چون خدا ما را برای آن فراخت ٭ کہ بما بتوان حقیقت را شناخت ٭ این نباشد ما چہ ارزیم ای جوان ٭ کے شویم آئینہ روی نیکوان ٭ لیک درکش در بغل آئینہ را ٭ کز تجلی کرد سینا سینہ را ٭ گفت آخر ہیچ گنجد در بغل ٭ آفتاب حق و خورشید ازل ٭ ہم دغل را ہم بغل را بردرد ٭ نے چنون ماند بہ پیشش نے خرد ٭ گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی ٭ عالم از خورشید بینی تو تہی ٭ یک سر انگشت پردہ ماہ شد ٭ وین نشان ساتری شاہ شد ٭ تا بپوشاند جہان را نقطہ ٭ مہر گردد منخسف از سقطہ ٭ لب ببند و غور دریائے نگر ٭ بحر را حق کرد محکوم بشر ٭ ہمچو چشمہ زنجبیل و سلسبیل ٭ ہست در حکم بہشتی جلیل ٭ چار جوے جنت اندر حکم ماست ٭ این نہ زور ما ز فرمان خداست ٭ ہر کجا خواہیم داریمش روان ٭ ہمچو سحر اندر مراد ساحران ٭ ہمچو این دو چشمہ چشم روان ٭ ہست در حکم دل و فرمان جان ٭ گر بخواہد رفت سوے زہر مار ٭ ور بخواہد رفت سوے اعتبار ٭ گر بخواہد سوے محسوسات رفت ٭ ور بخواہد سوے محبوسات رفت ٭ گر بخواہد سوے کلیات راند ٭ ور بخواہد حبس جزئیات ماند ٭ ہمچنین بے رنج حس چون نائزہ ٭ بر مراد امر دل شد جائزہ ٭ ہر طرف کہ دل اشارت کردشان ٭ میرود و ہر پنج حس دامن کشان ٭ المعنی سینا نکسر نام کوہ طور اصبع انگشت سقطہ بالضم پارہ ابر و پارہ ہر چیز اور گرنا ٹوگنا نائزہ ہندی ٹونٹی جائزہ صلہ و انعام اور وہ نشان جو نقل کی ہوئی شی پر لگاتے ہین یعنے وہ آئینہ اور میزان یہ کہینگے کہ خدا تعالے نے ہم کو اسواسطے بلند کیا ہی اور عزت دی ہی کہ ہمسے حقیقت شی کی پہچان سکتے ہین کہ ٹھیک ہی یا نہین بس اسکی جواب یہ بات کہ ہم کمی بیشی کو ٹھیک نہ بتائین اور مکر و فریب کرین ہمسے نہین ہو سکتی ہی بھلا ہم کس لائق رہتے کہ آئینہ صورت حسینون کا بنیے جیسی اسنے عزت بخشی ہی اگرچہ یہ بات ہی جو مذکور ہوئی کہ آئینہ چھپا نہین سکتا لیکن حضرت نے فرمایا کہ تو آئینہ کو اپنے بغل مین دبا جسنے تیرے سینے کو تجلی نور الہی سے طور سینا بنا دیا ہی زید نے کہا بھلا آفتاب حق کا اور خورشید ازل کا کہین بغل مین سما سکتا ہی بلکہ اسکی گنجایش ہی یہ تو وہ ہی کہ دغل کو بھی پھاڑتے اور بغل کو بھی پھاڑتے نہ اسکے سامنے جنون ٹھہرے نہ خرد ٹھہرے فرمایا کیسے کہتا ہی کہ چھپ نہین سکتا بھلا تو اگر دیکھے

اُنگلی آنکھ پر رکھ کے دیکھے گا تو سارے جہان کو خورشید سے خالی پائے گا اور ایک اُنگلی کی آڑ مین وہ چھپ جائے گا اور ایک ہی سر انگشت ماہ کا پردہ ہی وہ بھی اسمین چھپ جاتا ہی بس یہی نشان اُس بادشاہ کے چھپاؤ کا ہو اپنے لب پر اُنگلی رکھ خاموش رہ وہ خود چھپا رہے گا نقطہ مراد آفتاب سے ہی بس فرمایا حضرت نے اُسوقت تک کہ یہ نقطہ جہان کو چھپا لے یعنے آفتاب سیاہ ہو کے زمین پر گر پڑے کہ مراد قیامت سے ہی تو اپنے لب بند کر اور اس بحر اسرار کی گہرائی کو دیکھتا رہ قیامت کے دن یہ سب حال منکشف ہو جائے گا وہ دن اسکے ظاہر ہونے کا ہی اللہ تعالے نے اس بحر راز کو محکوم بشر کا کیا ہی کہ اُسکو نظر آتا ہی جیسے چشمے زنجبیل اور سلسبیل کے بہشتی بزرگ وجلیل کے حکم مین ہین دیکھ تو چارون نہرین بہشت کی جو کوثر تسنیم سلسبیل زنجبیل ہین ہمارے حکم مین ہین اور یہ کچھ ہمارے زور سے نہین بلکہ خدا کے حکم سے ہم جہان چاہین اُنکو جاری رکھین جیسے جادو جادوگرون کی مراد کے موافق کرتا ہی جیسے یہ دو چشمے دونون آنکھون کے جاری ہین جو دل وجان کے حکم مین ہین اگر دل وجان چاہتے ہین تو یہ زہر مار کیطرف جاتے ہین یعنے لذات جسمانی اُنکو اچھا دکھاتی ہین اور اگر دل وجان چاہین تو اعتبار کی طرف جاتے ہین اور ہر شی سے عبرت جتاتے ہین اگر وہ اُنکو محسوس چیزون کی طرف بھیجتے ہین تو اُن حسی ظاہری کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اگر مجبوس کی جانب یعنے وہ چیزین جن مین اسرار مقید ہین تو اُن اسرار کی طرف جاتے ہین اور چاہے یہ دونون اُنکو کلیات کی طرف ہانک دین چاہے جزئیات کی قید مین چھوڑ دین ایسے ہی پانچون حس جو مثل نالزہ کے جسم مین انسان کے ہین انپر اسکا جائزہ لگا ہوا ہی جسکو کھول دیتا ہی اُس سے لطف وفائدہ حسب مراد دل کے پاتا ہی پانچون دل کے حکم مین ہین جس طرف دل ان کو اشارہ کرتا ہی مستعد ہو کر چڑھائے اُسی طرف جاتے ہین اختلاف شرح بحر العلوم مین کہ تجلی کی جگہ کر لکھا ہی قولہ دست وپا در امر دل شد مبتلا ٭ ہمچو اندر دست موسی آن عصا ٭ دل بخواہد پا در آید در برقص ٭ یا گریزد سوے افزونی ونقص ٭ دل بخواہد دست آید در حساب ٭ با اصابع تا نویسد او کتاب ٭ دست در دست نہانی ماندہ است ٭ او درون تن را برون بنشاندہ است ٭ گر بخواہد بر عدو مارے شود ٭ ور بخواہد بر ولے یارے شود ٭ گر بخواہد کفچۂ بو رخوردنی ٭ ور بخواہد ہمچو گرزہ منی ٭ دل چہ میگوید بدیشان اے عجب ٭ طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب ٭ دل مگر مہر سلیمان یافت ست ٭ کہ مہار پنج حس برتافت ست ٭ پنج حسے از برون میسور او ٭ پنج حسے از درون مامور او ٭ دہ حس ست وہفت اندام دگر ٭ انچہ اندر گفت ناید میشمر ٭ چون سلیمانی دلا برتری ٭ بر پری و دیوزان انگشتری ٭ گر درین ملکت بری باشی زریو ٭ کے ستاند خاتم از دست تو دیو ٭ بعد ازان عالم بگیرد اسم تو ٭ دو جہان محکوم تو چون جسم تو ٭ ور ز دستت دیو خاتم را ببرد ٭ پادشاہے فوت شد بختت بمرد ٭ بعد ازان یا حسرتا شد للعباد ٭ بر شما محتوم تا یوم التناد ٭ ور تو دیو خویشتن را منکری ٭ چون دو نے آنجا تو ریشین بنگری ٭ بلکہ خود را گر تو انکار آوری ٭ از ترازو آئینہ جان کے بری ٭ آئینہ یا بانی بخار وقتی کنی ٭

بعد ازین بر قصۂ لقمان تنم * اصبعی اصابع اصبع انگشت یعنی پنج حس ظاہر باصرہ سامعہ شامہ لقمہ لامسہ پنج حس باطن حس مشترک خیال وہم حافظہ مدرکہ ہفت اندام ظاہر سر سینہ پشت دست و پا فرج بطن ہفت اندام باطن دل جگر وماغ گردہ شش سپرز زہرہ ملکت بمعنی مملکت یعنے جیسے پنج حس فرمانبردار دل کے ہین ایسے ہی ہاتھ پاؤن بھی دل کے حکم مین مبتلا ہین جیسے موسی کا عصا موسی کے ہاتھ مین کہ جو شے وہ چاہتے تھے وہی بجا تا تھا جس وقت تیرا دل ناچنے کو چاہتا ہی تیرے پاؤن ناچنے لگتے ہین یا کسی کی بستی کی طرف بھاگنا دوڑنا چاہتا ہی تو بھاگتے دوڑتے ہین اگر دل تیرا حساب چاہتا ہی تو ہاتھ حساب کرنے لگتے ہین کسی قسم کا ہو یا انگلیان تا کوئی لکھت لکھین لیکن ایک ہاتھ پوشیدہ بھی ہی جسکے ہاتھ مین تیرا ہاتھ ہی کہ وہ آپ تو اندر بیٹھا ہی اور تیرے تن کو باہر بٹھا دیا ہی جس سے تیری خواہشین پوری کرا تا ہی جب وہ چاہتا ہی تو یہی ہاتھ تیرا دشمن پر مارگزندہ ہو جاتا ہی اور باعث ہلاکت اور اگر چاہتا ہی تو یہی ہاتھ کسی دل کا یار و مددگار ہو جاتا ہی اور اگر چاہتا ہی تو کسی خورش کا چمچہ بنجاتا ہی اور یہی ہاتھ گرزوہ منی ہو جاتا ہی آب کہتے ہین ای فلان عجب معاملہ ہی دل بیچارہ کیا کہتا ہی یہ تو وصل ان کا و دل کا کرنے والے نے عجیب وصل و پیوند کر دیا ہی اور عجیب ایک پوشیدہ سبب لگا دیا ہی جس سے یہ دل کے فرمانبردار ہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاید دل نے مہر سلیمانی پائی ہی جس سے نکیل اس پنج حس کی اسکے قبضہ مین آئی ہی جیسا چاہتا ہی ویسا ہی اسکو پھیرتا ہی اور حس سب دس ہین پانچ ظاہری پانچ باطنی یہ دسون اسپر سہل و آسان ہین اور محکوم و فرمانبردار غرض یہ دس حس اور ہفت اندام اور بہت ایسی جو بیان مین نہین آتین رگ پٹھے ہڈیان سب گون ان سب کا تو مثل سلیمان دلاور کے سردار ہی جیسے وہ دیو پری کے اس انگشتری کے سبب سے سردار تھے کہ ان حس و اندام مین بھی بعض و بعض پری ہین یعنے اچھے برے بس اگر اس سلطنت مین مکر دیو سے بچا رہا تو تیری انگوٹھی دیو کب لے سکتا ہی اور تیرا نام سارے جہان کو لیگا اور یہ جہان کیا دونون جہان تیرے جسم کی طرح تیرے محکوم و مطیع ہو جاوین گے اور جو کسی دیو نے انگوٹھی تیرے ہاتھ سے لے لی تو تیری بادشاہی بھی فوت ہوئی اور نصیب بھی تیرا مر گیا تب اسکے یا حسرۃ علی العباد یعنی ہای حسرت بندون پر اسکی مہر قیامت تک تجھپر لگجائے گی غرض قیامت تک حسرت مین رہے گا اگر تو اپنے دیو کا جو تجھ مین ہی منکر ہی تو جب قیامت گاہ مین جائے گا یا ہنگام سفر آخرت کے تو خوب ظاہر دیکھے گا تو اپنے مکر کا انکار کرے گا تو تیرے انکار سے کیا ہو گا ترازو اور آئینہ سے جو نامۂ اعمال ہی کیسے جان بچائے گا اور تساز و حشر کی معلوم آئینہ گریز کہ اس سخن کی کچھ حد نہین کیا کرون اب اسکو چھوڑ دون قصہ لقمان پر اپنی نظم کو پورا کرون المخالف اشرح مین یا اصابع کو یا اصابع پڑھا اور اذان کو دیو زن لکھا ہے

تہمت لگانا غلامون اور خواجہ تاشون کا لقمان کو کہ یہ سب میوہ خوب کھا گیا

بود لقمان پیش خواجہ خویشتن * در میان بندگانش خوار تن * می فرستاد او غلامان را بہ باغ *

تاکہ میوہ آیدش بہر فراغ ٭ بود لقمان در غلامان چون طفیل ٭ پر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل ٭ آن غلامان میوہاے جمع را ٭ خوش بخوردند از نہیب طمع را ٭ خواجہ را گفتند لقمان خورد آن ٭ خواجہ بر لقمان ترش گشت وگران ٭ چون تفحص کرد لقمان آن سبب ٭ در عتاب خواجہ اش بکشاد لب ٭ گفت لقمان سیدا پیش خدا ٭ بندۂ خائن نباشد مرتجے ٭ امتحان را کار فرما ای کیا ٭ شربتِ گرم آب دہ بہر بلا ٭ امتحان کن جملہ مازا ای کریم ٭ سیرمان در دہ تو از آب حمیم ٭ بعد ازان مارا بصحراے کلان ٭ تو سوار و ما پیادہ بر دوان ٭ انگہان بنگر تو بدکردار را ٭ صنعہاے کاشفِ اسرار را ٭ گشت ساقی خواجہ از آب حمیم ٭ مر غلامان را وخوردند آن زنیم ٭ بعد ازان میراندشان در دشتہا ٭ میدویدند آن نفر تحت وعلا ٭ قے در افتادند ایشان از عنا ٭ آب می آورد ز ایشان میوہ ہا ٭ چونکہ لقمان را در آمد قے ز ناف ٭ می بر آمد از درونش آب صاف ٭ حکمت لقمان چو تاند این نمود ٭ پس چہ باشد حکمت رب الوجود ٭ یوم ان تبلی السرائر کلہا ٭ بان منکم کامن لایشتہا ٭ چون سقوا ماء حمیما قطعت ٭ جملۃ الاسرار مما افضحت ٭ المعنی مرتجی بالضم امیدوار حمیم گرم افتضاح فضیحت ورسوا کرنا فرماتے ہین لقمان اپنے خواجہ کے سامنے اور بندون مین نہایت حقیر وناچیز تھا ایک دن خواجہ نے غلامون کو جانب باغ کے میوہ لانے کو بھیجا تا فراغ کے وقت کا شغل ہو یہ بیچارے اُن غلامون مین ایسے تھے جیسے کوئی طفیلی محض بے اختیار اور سیاہ رنگ مثل رات کے لیکن پُرمعانی تھے اُن غلامون نے جو کچھ میوہ جمع تھا خوب کھایا طمع کی لوٹ سے یعنے طمع اُن کی لوٹ مین پڑ گئی کہ یہ بھی لیلون وہ بھی لیلون اور خواجہ سے آکر کہدیا کہ لقمان سب میوہ کھا گیا خواجہ لقمان پر نہایت ترش اور گران ہوا جو مراد بھاری پڑ جانے سے ہی جب لقمان نے سبب اسکا ٹٹولا اور باعث عتاب کی جستجو کی تو خواجہ نے بیان کیا لقمان نے کہا ای سردار خدا کے سامنے بندہ خائن امیدوار نہین ہوتا بس ای خداوند تو امتحان کو عمل مین لا اور گرم پانی آزمائش کے واسطے دے یعنی ای کریم ہمارا سب کا امتحان کر اور گرم پانی پیٹ بھر کے ہمکو پلا بعد اسکے کسی بڑے جنگل مین تو سوار ہو کے ہمکو پیادہ دوڑا پھر دیکھ بدکردار کون ہی اور خدا تعالے کہ بھید ظاہر کردینے والا ہی اُسکی صنعتون کو غور کر الغرض خواجہ نے خود سب غلامون کو گرم پانی پلایا اور اُنھون نے ڈرکے مارے پیا پھر اُن کو جنگل مین لے گیا کبھی ادھر کبھی اُدھر دوڑاتا تھا اور وہ سب نشیب وفراز مین دوڑتے تھے پھر وہ سب قے مین پڑے اور قے کرنے لگے وہی گرم پانی انکے پیٹ سے میوے نکالتا تھا جب لقمان کی ناف سے قے آئی تو وہی پانی صاف نکلا جسمین میوے کا نام نہ تھا آپ مقولات مولانا رحمہ کے ہین کہ جب لقمان کی حکمت نے ایسے بھید وعیب ظاہر کردیے تو پروردگار عالم وجود کی حکمت کو غور کر وہ کیسی ہی اُس سے کوئی چھپ سکتا ہی معنی اشعار عربی کے یعنی قیامت کا وہ دن ہی کہ ظاہر کیجائینگی کل چھپی چیزین اور ہون گی تمسے پوشیدہ باتین جنکو ظاہر ہونا نہین چاہتے تھے اور جب گرم پانی دوزخ مین پلائے جاؤ گے تو قطع کیے جائینگے پردے چھپاؤ کے اس چیز سے

جو فضیحت و رسوا کرے گی اس شعر مین اقتباس ہی آیہ کریمہ سقوا ماءً حمیماً فقطع امعاءہم پلایا جائیگا پانی گرم پس کٹ پرین گی
آنتین انکی اور پہلے شعر مین یوم تبلی السرائر سے بخلاف شرح مین وزعتاب کو درعتاب لکھاہی قولہ نار ازان آمد عذاب کافران ٭
کہ حجر را نار باشد امتحان ٭ این دل چون سنگ را تا چند چند ٭ نرم گفتیم و نمی پذرفت پند ٭ ریش بد را دار وے
بد یافت رگ ٭ مر سر خر را سزد دندان سگ ٭ للخبیثات الخبیثون حکمت ست ٭ زشت را ہم زشت جفت بابت
ست ٭ پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر ٭ محو او باش و صفات او پذیر ٭ نور خواہی مستعد نور شو ٭ دور خواہی خویش
بین و دور شو ٭ ور رہی خواہی ازین سجن خرب ٭ سر مکش از دوست و اسجد و اقترب ٭ سرکشان را بین سراسر در عذاب ٭
سر بنہ واللہ اعلم بالصواب ٭ این سخن پایان ندارد خیز زید ٭ بر براق ناطقہ بر بند قید ٭ المعنی بابت لائق و
سزاواری و لائق و سزاوار خرب بالفتح اول و کسر ثانی ویران سجن بالکسر زندان قید بالفتح نفع فرماتے ہین کافرون
کے عذاب کو جو نار مخصوص ہوئی اسواسطے کہ تپھر کا امتحان آگ سے ہوتا ہی ہمنے بھی اپنے دل چون سنگ کو نرم
نرم جو نصیحت کی اور بہت ہی بہت لیکن اسنے مطلق نہ سُنی جو ریش بد ہوتا ہی اسکا علاج بھی بد ہونا چاہیے مجکو
خوب اسکی رگ معلوم ہوگئی ہی جیسے گدھے کے سر کو کتے ہی کو دانت لائق چنانچہ مشہور ہی گوشت خر دندان سگ
اور اللہ تعالے نے بھی خبیث عورتین خبیث مردون کے لیے خاص کی ہین اسلیے کہ زشت کے واسطے زشت ہی
جفت لائق ہی اب تو چاہیے جس جفت کو اختیار کر خواہ خبیث خواہ طبیب بس اُسی مین آپ کو مٹادے اور اُسی کی صفات
اختیار کرے نور بننا چاہتا ہی نور کی استعداد آپ مین پیدا کر اور جو اُس سے دور رہنا چاہتا ہی خویش مین ہو بس دور
رہے گا اور جو اُس ویرانہ اور زندان مین راہ خلاص کی ڈھونڈھتا ہی تو سرکشی مت کر سر سجدہ زمین پر رکھ اور قرب اسکا
حاصل کر خوب جان لے جو سرکش ہین وہ سراسر عذاب مین ہین تو سر رکھدے پھر آگے صواب غیر صواب کا اللہ خوب
جاننے والا ہی آیندہ گریز زید سے کہتے ہین اے زید اس بات کی تو پایان نہین ہی تو اٹھ اور ناطقہ کے براق پر کچھ
فائدہ اور نفع لا دا بخلاف شرح مین بجاے دوست دست و اسجد لکھا ہی اور فید کو قید

بقیہ حکایت زید با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و جواب آنحضرت

قولہ ناطقہ چون فاضح آمد عیب را ٭ میدراند پردہ ہاے غیب را ٭ غیب مطلوب حق آمد چند گاہ ٭ این دہل زن
را بران بر بند راہ ٭ تک مران در کش عنان مستور بہ ٭ ہر کس از پندار خود مسرور بہ ٭ حق ہمی داند کہ نومیدان او ٭ زین
عبارت ہم نگردانند رو ٭ ہم مشرف در عبادتہاے او ٭ مشتغل گشتہ بطاعتہاے او ٭ ہم بامیدے
مشرف میشوند ٭ چند روزے در رکابش میدوند ٭ خواہد آن رحمت بتابد بر ہمہ ٭ بر بد و نیک از عموم مرحمہ ٭ حق
ہمی خواہد کہ ہر میر و اسیر ٭ با رجا و خوف باشند و حذیر ٭ این رجا و خوف در پردہ بود ٭ تا پس این پردہ پرورده شود ٭
چون دریدی پردہ کو خوف و رجا ٭ غیب باشد کرو فرے برملا ٭ المعنی فاضح فضیحت کنندہ حذیر ترسناک

فرماتے ہین کہ ناطقہ آدمی کا آدمی کو نصیحت کرنے والا ہی اور غیب کے پردے پھاڑتا ہی یعنی ایک شخص کا عیب
تو خدا تعالے دبائے ہوے ہی یہ اسکو فاش کرتا ہی بہت جگہ اور موقع ایسے ہوتے ہین کہ خدا تعالے کو چھپاؤ اُس کا
مطلوب ہوتا ہی بس اِس ڈھونڈورےیے کی اُدھر سے راہ بند کر اُدھر نہ جانے پائے دیکھ اسلی باگ رکے رہ اسکا چھپا رہنا ہی بہتر ہی
اور ہر کوئی اپنے گمان و پندار ہی مین خوش اچھا اللہ تعالے خوب جانتا ہی جو اُس سے نومید ہو گئے وہ تیرے
ناطقہ کی عبارتین کب سُنین گے اور کب اُس سے منھ پھیرین گے اور جو لوگ اُس کی عبادتون سے شرف پا رہے
ہین اور اُسکی طاعت مین مشغول ہین وہ اپنی امید پر مشرف ہوتے ہین حال یہ کہ چندہی روز اُسکی رکاب مین دوڑتے ہین
اور خدمت بجالاتے ہین وہ یہ چاہتا ہے کہ رحمت میری سب پر چھکے خواہ نیک ہو خواہ بد اس واسطے کہ اُسکی مرحمت
عام ہی مطلب اِس پردہ سے یہ ہی کہ خدا تعالے چاہتا ہی کہ ہر میر و اسیر خوف و رجا مین رہکر ڈرتے بچتے رہین
اور یہ رجا و خوف پردہ مین رہے تا خوف و رجا والا اس پردے کے پیچھے خوب پختہ اور پروردہ ہو جاے
اور جب تو نے پردہ پھاڑ ڈالا تو پھر خوف و رجا کہان البتہ جبتک چھپا ہی تب تک ہی ورنہ غیب کا کر و فر برملا جاتا رہا

حکایت

قولہ بر لب جو بُرد ظنے یک فتا ٭ کہ سلیمان ست ماہی گیر ما ٭ گر وَیست این از چہ فردست و خفیست ٭ ورنہ سیماے
سلیمانیش چیست ٭ اندرین اندیشہ می بود او دودل ٭ تا سلیمان گشت شاہ مستقل ٭ دیو رفت از ملک و تخت او گریخت
تیغ بختش خون آن شیطان بریخت ٭ کرد در انگشت خود انگشتری ٭ رفت اندیشہ و گمانش یکسری ٭ وہم آنگاہ است
کو پوشیدہ است ٭ این گمان خود از پے نادیدہ است ٭ بد خیال غائب اندر سینہ زفت ٭ چونکہ حاضر شد خیال او
برفت ٭ گر سماے نور بے بارید نیست ٭ ہم زمین تار بے بالید نیست ٭ گرچہ بس ہست اظہار کردن ہم کمال ٭ میرہانند
جانہا را از خیال ٭ لیک یک در صد بود ایمان بغیب ٭ نیک دان و بگذر از تزویر و ریب ٭ یومنون بالغیب میباید مرا
زان ببستم روزن فانی سرا ٭ چون شکافم آسمان را در حضور ٭ چون بگویم ہل ترے فیہا فطور ٭ تا درین ظلمت تحری
میکنند ٭ ہر کسے رو جانبے می آورند ٭ مدتے معکوس باشد کارہا ٭ شحنہ را دزد آورد بر دارہا ٭ تاکہ بس سلطان
عالی ہمتی ٭ بندہ بندہ خود آید مدتے ٭ بندگی در غیب آید خوب کش ٭ حفظ غیب آید در استعباد خوش ٭ کو کہ مدح
شاہ گوید پیش او ٭ تا کہ در غیبت بود او شرم رو ٭ المعنی ٭ نا بمعنی آب ٭ زفت بالفتح سخت و سطبر و بر تحری تسلی اور
سزاوار و لائق اور ڈھونڈھنا اور قبلہ کا کسی طرف قصد کرنا کش بالفتح بمعنے خوش یعنے کنارہ نہر کے ایک جوان
کو یہ گمان ہوا کہ یہ ماہی گیر جو ہماری مچھلیان پکڑ رہا ہی سلیمان ہی لیکن اگر وہ سلیمان ہی تو ایسا تنہا و پوشیدہ کیون ہی اور
جو سلیمان نہین تو سیماے سلیمانی یعنی علامتین سلیمانی اس مین کیون ہین وہ جوان اسی سوچ مین دودل رہتا تھا
کہ حضرت سلیمان پھر شاہ مستقل ہو گئے دیو سخت و سطبر جو ان کے تخت پر بیٹھ کے ملک پر متصرف

ہوگیا تھا تخت و ملک چھوڑ کے بھاگا اور ان کے نصیب کی تیغ نے خون اُس شیطان کا بہایا اور وہ انگشتری جو اُس دیو نے پائی تھی پھر انکو ملگئی جسکو انگشت مین پہننے سے سب گمان اور اندیشے جاتے رہے اور کیسے نہ جاتے رہین ہر شی کا معمول ہر کہ جبتک وہ پوشیدہ ہوتی ہر اسوقت تک اُس مین وہم ہوتا ہر اسواسطے کہ وہ نادیدہ ہر سامنے نہین ایسے ہی اُس جوان کا سینہ بھی خیال غائب سے زفت و مالامال تھا جب وہ غائب حاضر ہوگیا وہ خیال بھی جاتا رہا آب مقولات مولانا رہ کے ہین فرمایا اگرچہ آسمان نور کا بے بار نہین ہر نور اُس سے برستا ہی رہتا ہر لیکن یہ زمین تاریک بھی بے باید نہین ہر اسکی تاریکی بھی بڑھتی رہتی ہر غرض یہ دنیا نور و ظلمت دونون کی جگہ ہر ای کفر و اسلام اب آنحضرت زید سے پھر فرماتے ہین اگرچہ اظہار کرنا بھی کمال ہر کہ جانین خیالات سے چھوٹ جاتی ہین اور ظاہر دیکھ کے مطمئن ہوجاتی ہین لیکن غیب پر ایمان جو لاتے ہین اُن کا ایک حصہ ایمان سو حصہ شمار ہوتا ہر اس ایمان کو اتنی فضیلت ہر تو اس بات کو خوب جان لے اور اصلا شک و فریب مت سمجھے تجکو تو یُومنون بالغیب ہونا چاہیے یعنی چھپی چیزون پر ایمان لانا کہ خدا تعالے اور پیغمبر اور فرشتے اور کتابین آسمانی اور قیامت وغیرہم ہین اسی سبب سے مین نے روزن اس سراے فانی دنیا کا بند کردیا تجکو تیرے بیان سے روکا اب مین آسمان کو تیرے سامنے کیسے پھاڑدون اور کیسے کہون کیا تو شگاف آسمان کا دیکھتا ہر اس واسطے کہ اس اندھیری رات دنیا مین ہر کوئی اپنے اپنے قبلہ کا قصد کرتا ہر اور اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہر آور ایک مدت جو قیامت ہر ایسا ہی اُلٹا معاملہ چلا جائیگا اور شحنون کو چور سولیان دین گے مطلب یہ کہ کجرو آپ کو راست رو جانین گے اور دین راست کے محافظون کو ایذائین دین گے یہ ان تک کہ بڑے بڑے سلطان عالی ہمت جو اولیا و اکابر دین ہین بندے اپنے بندون کے بنین گے یعنے بحقیقت جو بندے انکے ہین اور انکی اطاعت و انقیاد اُن پر واجب و لازم وہ اکابر ان مطیعون کے مطیع و منقاد ہون گے بہر حال بندگی غیب ہی کی خوب و خوش ہوتی ہر اور حفظ غیب کا دوری مین اچھا ہوتا ہر ایسا گمان ہر کہ ایک شخص تو مدح بادشاہ کی اُس کے منہ پر کرتا ہر اور ایک شخص بادشاہ کی شان و شوکت سے شرما کے غیبت مین اُسکا مداح ہر تو وہ پہلا اُس دوسرے کے مقابل ہو اس سے اُس سے بڑا فرق ہر الخلاف شرح بحر العلوم مین زفت کو رفت با کہ درغیبت کو تا کہ شرم کو رو کو شرم اور غلط لکھا ہر

قولہ قلعہ داری از کنار مملکت ؛ دور از سلطان و سایہ سلطنت ؛ پاس داری قلعہ را از دشمنان ؛ قلعہ نفروشد بمال بیکران ؛ غائب از شہ درکنار ثغرہا ؛ ہمچو حاضر او نگہدارد وفا ؛ پیش شہ بہتر بود از دیگران ؛ کہ بخدمت حاضر آید جانفشان ؛ پس بغیبت نیم ذرہ حفظ کار ؛ بہ کہ اندر حاضری زان صد ہزار ؛ طاعت و ایمان کنون محمود شد ؛ بعد مرگ اندر عیان مردود شد ؛ چون کہ غیب و غائب و روپوش بہ ؛ پس دہان بربستہ لب خاموش بہ ؛ اے برادر دست وادار از سخن ؛ خود خدا پیدا کند علم لدن ؛ بس بود خورشید را رویش گواہ ؛ ای شئی اعظم الشاہد آلہ ؛

نے بگویم جو قرین شد درمیان ✤ ہم خدا و ہم ملک ہم عالمان ✤ یشہد اللہ و الملک و اہل العلوم ✤ انہ لا رب الا من یدوم ✤ چون گواہی داد حق کہ بد ملک ✤ تا شود اندر گواہی مشترک ✤ زانکہ شعشاع حضور آفتاب ✤ بر نتابد چشم و دلہاے خراب ✤ چون خفاشی کو تف خورشید را ✤ بر نتابد بگسلد امید را ✤ پس ملائک را چو ماہان بازوان ✤ جلوہ گر خورشید را بر آسمان ✤ کین ضیا ما ز آفتابے یافتیم ✤ چون خلیفہ بر ضعیفان تافتیم ✤ چون مہ نو یا سہ روزہ یا کہ بدر ✤ مرتبہ ہر یک بود در نور و قدر ✤ زاجنحہ نور ثلاث او رباع ✤ بر مراتب ہر ملک را زان شعاع ✤ ہمچو پرہاے عقول انسیان ✤ کہ بسے فرقست شان اندرمیان ✤ پس قرین ہر بشر در نیک و بد ✤ آن ملک باشد کہ مانندش بود ✤ چشم اعمش نور خور چون بر نتافت ✤ اختر او را شمع شد تا رہ بیافت ✤ المعنی ثغر بالفتح سرحد میان ملک کفر و اسلام شعشاع روشنی آفتاب اعمش بالفتح وہ شخص جسکی آنکھون سے پانی بہتا رہے بسبب مرض کے یعنی اُسکی سلطنت کا جو ایک کنارہ ہی کہ یہی دنیا ہی ایک قلعدار تو بھی ہی اور قلعہ بدن اسکا کہ پادشاہ سے دور ہی اور اُس کے سایہ سلطنت سے بھی دور اور پادشاہ کی طرف سے قلعہ جسکے سپرد ہوتا ہی تو اس واسطے کہ دشمنون سے قلعہ کو بچائے رہے نہ کہ مال بیگران کی حرص و طمع سے قلعہ کو بیچ ڈالے اور دشمنون کے کہ یہی حرص و ہوا ہین دخل و تصرف مین کر دے جو شخص کہ بادشاہ سے غائب ہی اور اُن سرحدون پر تعین جو کفر و اسلام کے درمیان ہین اور وہ مثل حاضر کے نگہداشت وفا کی کر رہا ہی وہ پادشاہ کے سامنے اورون سے بہتر ہوگا کہ وہ اُس کی خدمت مین جانفشان حاضر ہوگا بس غیبت مین اگر حفظ کام کا نیم ذرہ ہوگا اور حاضری مین اُس سے لاکھ حصہ بڑھ کے تو ہرگز یہ اُس نیم ذرہ کو نہین پہونچے گا نہ وہ طاعت و ایمان کہ اب تو سب کی نظرون مین محمود ٹھہری اور بعد مرنے کے اُسکی بدولت ظاہر مردود ہوئی آب فرماتے ہین کہ ہرگاہ غیب اور غائب اور روپوش بہتر ثابت ہوے تو دہن بستہ اور لب خاموش ہی اچھا ای بھائی تو سخن سے اپنا ہاتھ روک یہ سب علم لدن ہین جو تو نے دیکھے ان سب کو ایک دن آپ خدا تعالے ظاہر کر دے گا تو آج ظاہر مت کر بھلا آفتاب کے لیے کسی گواہ کی کیا حاجت ہی خود اُسکی صورت ہی گواہ کافی ہی پھر کونسی شی بہت بڑی گواہ ہی خدا سے جیسا کہ فرمایا قل ای شی اکبر شہادۃ قل اللہ شہید بینی و بینکم یعنی جب کفار نے آپ سے گواہ چاہا تو حکم ہوا پوچھو تمھارے نزدیک بڑا گواہ کون ہی سب چپ ہوے پھر حکم ہوا کہو اللہ گواہ ہی ہمارے تمھارے درمیان مین آور اب جو یہ بیان قرین بشہادت ہوا تو مین کہتا ہون کہ ایک خدا ہی نہین خدا بھی اور فرشتے بھی اور عالم بھی چنانچہ شعر عربی بعد کا اسی کا فحوے ہی کہ گواہی دیتا ہی اللہ اور فرشتے اور اہل علوم سب اس بات کی کہ بیشک شان یہ ہی کہ کوئی پروردگار نہین ہی مگر وہی کہ جو قائم و دائم ہی مطابق آیہ کریمہ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو و الملائکۃ و اولوا العلم قائماً بالقسط آب فرمایا کہ ہرگاہ خدا تعالے نے خود گواہی دی تو اُسکے ہوتے فرشتے کیا چیز ہین جو گواہی مین شریک کیے گئے اس سبب سے کہ چمک دمک آفتاب کی حضور آفتاب مین ہر چشم و

دل خراب نہین اُٹھا سکتا ہی اور مثل چمگادڑ کے کہ وہ متحمل گرمی آفتاب کا نہین ہوتا نا امید ہوکے کونون گوشون مین چھپتا پھرتا ہی بس فرشتون کو ایسا جان جیسے ماہ کہ آسمان پر جلوہ گر خورشید سے ہورہے ہین اور کہتے ہین کہ یہ روشنی ہمنے آفتاب حقیقی سے پائی ہی مثل خلیفہ کے ضعیفون پر ہم چمکے ہین یعنی جیسے ماہ خلیفہ آفتاب کا ہی ہم خلیفہ آفتاب حقیقی کے ہین اور جیسے ماہ مؤید اہل دنیا کا ہی نور بصر وغیرہ مین ہم بھی یار و مددگار ضعفاے دنیا کے ہین اور جو ماہ کے تین درجے ہین ہلال تین دن تک کہ ضعیف و نحیف ہوتا ہی اور پھر قمر کہلاتا ہی چودھوین تک اور چودھوین کو بدر کہ ہر درجہ کے موافق نور و قدر رکھتا ہی ایسے ہی ان فرشتون کے بازو ہین تین تین یا چار چار اور ہر ایک کو موافق مراتب کے اُس نور سے شعاع حاصل ہی جیسا کہ فرمایا جاعل الملائکۃ رسلاً اولے اجنحۃ مثنٰی وثلاث وربٰع کرنے والا فرشتون کا رسول کہ صاحب بازو دو دو اور تین تین اور چار چار کے ہین رسول بدین نظر کہ انسان کے محافظ ہین جیسے کرام کاتبین اور اعمال نویس اور کام انجام کرنے والے اور وحی لانے والے اور اور بہت امور اور جیسے بازو فرشتون کے ہین ایسے ہی پر عقول انسان کے ہین کہ درحقیقت عقل بھی ایک فرشتہ ہی ہرکسی کے ساتھ کہ اُسکو نیک راہ سمجھاتا ہی مگر عقول مین بہت فرق ہی کوئی کیسی کوئی کیسی پس ہر بشر کا مصاحب ہر نیک و بد مین وہ فرشتہ ہوتا ہی کہ اُسکا مثل و مانند ہو جیسے اوپر تفصیل کی ہی کہ کوئی ہلال ہی کوئی قمر ہی کوئی بدر ہی اور کوئی دو دو بازو والے کوئی تین تین کوئی چار چار اور یہ فرشتون کا قرین ہونا اسواسطے ہی کہ جب مخلوق کی آنکھ اعمش ہی متحمل نور آفتاب کی نہین تو یہ ستارے اُنکی شمع بنین تو وہ راہ پاوین آفتاب مراد نور خدا تعالےٰ سے الخلاف شرح مین از کنار کو کز کنار اور حاضر آید کو حاضر اندر دار کو آ و از شعشاع شعشاح ماہان کو ماہا لکھا ہی

کہنا حضرت کا زید کو کہ یہ راز اس سے زیادہ فاش مت کر

قولہ گفت پیغمبر کہ اصحاب نجوم ٭ رہروان را شمع و شیطان را رجوم ٭ ہرکسی را گر بدی آن چشم زور ٭ کہ گرفتی ز آفتاب چرخ نور ٭ کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل ٭ کہ بدی بر نور خورشید آن دلیل ٭ ہیچ ماہ و اختری حاجت نبود ٭ کہ بود بر آفتاب حق شہود ٭ ماہ می گوید بابر و خاک و فے ٭ من بشر بودم ولے یوحی الے ٭ چون شما تاریک بودم در نہاد ٭ وحی خورشیدی چنین نورم بداد ٭ ظلمتی دارم بہ نسبت با شموس ٭ نور دارم بہر ظلمت نفوس ٭ زان ضعیفم تا تو تابی آوری ٭ کہ نمرد آفتاب انوری ٭ ہمچو شہد و سرکہ درہم تافتیم ٭ تا سوے رنج جگر رہ یافتیم ٭ چون ز علت وارہیدی اے رہین ٭ سرکہ را بگذار و میخور انگبین ٭ تخت دل معمور شد پاک از ہوا ٭ بر وی الرحمٰن علے العرش استوے ٭ حکم بر دل بعد ازین بے واسطہ ٭ حق کند چون یافت دل این رابطہ ٭ نیست حکمت گفتن این اسرار را ٭ چون قیامت میرسد اظہار را ٭ این سخن پایان ندارد زید کو ٭ تا دہم پندش کہ رسوائی مجو ٭ المعنے رجوم وہ ستارے جن سے

شیاطین کو مارتے ہین شہود بقمتین سالکون کی اصطلاح مین دیکھنا خدا تعالےٰ کا ہی کہ مراتب کثرت اور موہومات
صوری سے گذر کے مقام توحید عیانی کو پہونچے اور جو کچھ دیکھے حق کو دیکھے تنے بالفتح سایہ جو دوپہر ڈھلنے کے بعد
ہوتا ہی اور جو دوپہر تک ہوتا ہی اسکو ظل کہتے ہین شموس بفتح سرکش و بدخو فرماتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میرے اصحاب ستارے ہین سالکان راہ خدا کے تو رہنما اور شیطانون کے حق مین رجوم ای
شہاب ثاقب جیسے فرشتے شیاطین کو مارتے ہین آنے نہین دیتے اگر ہر کسی کو ایسا نور چشم حاصل ہوتا کہ آفتاب
چرخ سے نور پذیر ہو جاتا تو ستارون کی کیا حاجت ہوتی جو نور خورشید پر دلیل بنتے اور اُن کے دیکھنے سے
جانا جاتا کہ ان مین نور آفتاب کا ہی جیسا کہ اب جانا جاتا ہی اسوقت مین کسی ماہ و اختر کی کچھ حاجت نہ تھی کہ آفتاب ذات حق
کا ظاہر ہوتا اور اُسپر ماہ و اختر کو شہود ہوتا جیسا کہ سعدی رحمہ نے فرمایا ہی شعر چو سلطان عزت علم بر کشد * جہان سر بجیب
عدم در کشد * اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو ماہ قرار دے کے فرماتے ہین کہ خود مین ابر و خاک و باد سے
جو مخلوق ہی علے قدر حیثیت کہ کوئی مثل ابر کے ہی اور کوئی برنگ خاک اور کوئی مچھ سایہ زوال چھپانے والے
ماہ کے کہ مین بھی بشر ہی تھا مثل تمھارے لیکن مجھ مین تم مین اتنا فرق ہی کہ میرے پاس وحی آتی ہی جیسا کہ قرآن مجید
مین ہی انا بشر مثلکم یوحی الے یعنے مین بشر ہون مثل تمھارے کہ میرے پاس وحی آتی ہی مجکو دعوے ربوبیت کا نہین
ہی مین بھی اپنی سرشت و ذات مین تمھاری طرح تیرہ و تاریک تھا جب مثل ماہ کے اپنی ہستی سے خورشید کے سامنے
قالب تہی کیا تو اُسکی وحی نے مجکو ایسا نورانی کر دیا اور ایک ظلمت رکھتا ہون کہ اُسکی نسبت شموس اور رسم کے ساتھ
ہی یعنے کفار جو مجکو مثل اپنے جانتے ہین اور نور بھی رکھتا ہون تا جانون اور روحون کو ظلمات سے پاک کر دون اور ظاہر
جو ایسا ضعیف و نحیف ہون اس سبب سے کہ تو تاب لا سکے اور متحمل اُس نور کا ہو اسواسطے کہ تو مرد آفتاب انور کا نہین
ہی اُسکے تحمل کی تاب نہین رکھتا مین مثل شہد و سرکہ کے درہم تافتہ ہون ای آمیختہ کہ شہد بھی ہی سرکہ بھی جب رنج جگر کی
طرف مجکو راہ دی ہو پس اے رہین رنج جگر کے جبتک اس علت مین مبتلا ہی سرکہ کا استعمال کر یعنی محنت و ریاضت
اور جب اس سے نجات پا جاے تو مزے سے شہد کھایا کر مومن کا دل عرش خدا کا ہی جب یہ دل حرص و ہوا سے پاک ہوا
قابل آبادی کے ہو گیا اور آبادی یہ کہ جو اس آیہ کریمہ کا مصداق ہی الرحمن علے العرش استوی یعنے رحمن عرش پر
قائم ہی پس یہ دل اُسکا مقام ہو جاتا ہی جب اس دل کو ایسا رابطہ حق تعالےٰ سے ہو جاتا ہی تو بے واسطہ حکم خدا تعالےٰ
کا خاص اس دل پر صادر ہوتا ہی اب آنحضرت فرماتے ہین کہ اس بھید کا کہنا حکمت نہین ہی خدا تعالےٰ نے اسکو
چھپایا ہی قریب قیامت اسکے ظاہر کرنے کو آتی ہی آپ ظاہر ہو جائے گا پس اس بات کی تو حد و غایت نہین زید
کہان ہی کہ اُسکو نصیحت کرون کہ تو رسوائی مت ڈھونڈھے اور اس راز کو ظاہر مت کرے الخلاف شرح بحر العلوم
مین چشم و نور لکھا ہی مین نے اس واو کو حک کر دیا اور ماہ میگوید مین سے اسکو ماہ من گوید لکھا ہی اور کچھو شہد این

شعر میں دونون جگہ یافتم لکھا ہو میں نے پہلے مصرع میں تافتم دوسرے میں یافتم

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

قولہ زید را اکنون نیابی کو گریخت ÷ جست از صف نعال و نعل ریخت ÷ تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت ÷ ہمچو اختر کہ بر و خورشید تافت ÷ نے از و نقشے بیابی نے نشان ÷ نے کہے یابی نہ راہ کہکشان ÷ شد حواس و نطق بے پایان ما ÷ محو نور دانش سلطان ما ÷ حسہا و عقلہا شان در درون ÷ موج در موج لدینا محضرون ÷ چون شب آمد باز وقت بار شد ÷ انجم پنہان شدہ بر کار شد ÷ خلق و عالم جملگی بیہش شوند ÷ پردہا بر روکشند و بغنوند ÷ صبح چون دم زد علم افراشت خور ÷ ہر تنے از خوابگہ بر داشت سر ÷ بیہشان را وادہد حق ہوشہا ÷ حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا ÷ پاے کوبان دست افشان در ثنا ÷ ناز نازان ربنا احییتنا ÷ آن جلود و آن عظام ریختہ ÷ فارسان گشتہ غبار انگیختہ ÷ جملہ آیند از عدم سوے وجود ÷ در قیامت ہم شکور و ہم عنود ÷ سر چہ می پیچی کہ لیس نادیدہ ÷ در عدم زاول نہ سر پیچیدہ ÷ در عدم افشردہ بودی پاے خویش ÷ کہ مرا کہ بر کند از جاے خویش ÷ می نہ بینی صنع ربانیت را ÷ چون کشید آن موے پیشانیت را ÷ تا کشیدت اندرین انواع حال ÷ کہ نبودت در گمان و در خیال ÷ آن عدم او را ہمارا بندہ است ÷ کار کن دیوا سلیمان زندہ است ÷ دیو میسازد جفان کالجواب ÷ زہرہ نے تا دفع گوید یا جواب ÷ خویش را بین چون ہمیلرزی زبیم ÷ مر عدم را نیز لرزان دان مقیم ÷ المعنی صف نعال آخرین مجلس جہان جوتیان اُتارین نعل ریختن دوڑنا اسپ کا اور رفتار سے رہجانا جلود جمع جلد فارسان سواران کنود بفتح ناسپاس ہمارہ بفتح اندازہ وحساب وہمیشہ مخفف ہموارہ یعنی اوپر جو کہا ہو کہ زید کہان ہو اسکو نصیحت کرون بھلا زید اب کہان ملتا ہو جب کہ وہ اپنی خودی سے بھاگ گیا اور صفات بشریہ سے نکلگیا کہ یہی صف نعال بھی ایسا شتاب زدہ اس سے بھاگا کہ نعل بھی گر گیا فرماتے ہین تو کس گنتی مین ہو جب زید ہی آپ کو بھول گیا جیسے اختر خورشید کی شعاع سے نیست و بے نمود ہوجاتا ہو بس ایسے ہی اب نہ اسکا نقش ہو نہ نشان نہ کہکشان کی طرح کہین اُسکی کاہ نہ راہ یعنے جیسے کہکشان کو راہ بتاتے ہین اور واقعی وہ راہ نہین اور لفظ کاہ سے مرکب کیا ہو اور در اصل اُسمین کاہ نہین صرف ایک نام ہی نام ہو بس یہی حال زید کا ہو کہ کوئی صفات بشری آسمین نہین رہی البتہ نام بشر کا سا زید کہنے کو رہگیا اب مقولات مولانا رہ گئے ہین کہ ایک زید کیا او رہم کیا بیحد و بے پایان نطق و حواس ہم جیسون کے اُس بادشاہ کے نور دانش مین محو ہوگئے اور مٹ گئے اور یہ محو ہونا ایسا نہین کہ بالکل معدوم سمجھا جاے بلکہ بیشمار حس او بیحساب عقول جن لوگون کے درون مین تھی اور محو ہوئین وہ سب موج در موج اُسکے پاس حاضر و موجود ہین جیسا کہ فرمایا و ان کل لما جمیع لدینا محضرون اور ساری مخلوق مین کوئی نہین جو اُسکے ہمارے پاس نہ پکڑے آدین بس یہ جو فرمایا ہو لدینا محضرون یعنے جملہ حواس و جملہ عقول ہمارے پاس حاضر رہتے ہین و در کیون جاؤ اسکی کیفیت تو ہر رات دن ظاہر ہوتی رہتی ہے

مثلاً رات جب ہوتی ہو اور انجم نہان شدہ دن کے برسرکار آتے ہین تو رات کے حمل کا وقت ہوتا ہو کہ جتنے کاروبار دن مین بیش ہوتے ہین سب موقوف ہو کے رات کے شکم مین مثل حمل کے پوشیدہ ہوجاتے ہین دوسرے دن پیدا ہوتے ہین اسی سبب سے شب کو حاملہ کہتے ہین لہذا شب مین تمامی خلق و عالم بیہوش ہوجاتے ہین اور چادرین منھ پرتان کے سورہتے ہین جب صبح ہوئی اور آفتاب نے اپنا جھنڈا اُٹھایا ہر تن اپنے خوابگاہ سے سر اٹھاتا ہو خداتعالے ان بیہوشون کو جو رات بھر پڑے رہے ہین ہوش عطا کرتا ہو اور حلقے کے حلقے حلقہ درگوشون کے اسی طرح لوگونکے اُسکی حمد وثنا مین ناچتے اور تالیان بجاتے ای بحالت وجد اور اپنے ناز پر جو رب العزت کے سامنے مقبول ہو ناز کرتے ہوے کہتے ہین ربنا احییتنا یعنے ای رب ہمارے تو نے ہم کو زندہ کیا ایسے ہی وہ جلدین اور ہڈیان بکھری ہوئی اور غبار انگیختہ جو مراد قبر سے ہو سب فارس بنکے جو معنی سوار کے ہو عدم سے قیامت کے دن طرف وجود کے آئین گی اور جیسے یہان روزمرہ ہر صبح کوئی شکور اُٹھتا ہو کوئی کنود یعنے ناسپاس ایسا ہی حال اُس دن ہوگا آپ مخاطب ہین طرف منکر بعث کے کہ تو اُس سے کیسے سرتابی کرتا ہو کہ مین نادیدہ ہون تو تو روزمرہ یہ کیفیت دیکھ رہا ہو نادیدہ کیسے ہو اور جب تو عدم مین تھا اور خداتعالے عدم سے تجکو یہان لایا تب تو نے سرتابی نہ کی تو تو عدم مین پانون گاڑے ہوئے تھا اور منتظر کہ کون مجکو اس جگہ سے اُکھیڑے پھر نہین دیکھتا کہ صنعت ربانی کیسی تیری چوٹیا پکڑ کے کھینچ لائی اور قسم قسم کے حال مین تجکو ڈالا جو تیرے گمان و خیال مین نہ تھے وہی عدم اُسکا ہمیشہ کا بندہ ہو جو چاہے وہ کام اُس سے لے تو ای دیو منکر بعث کے یعنے ای شیطان جا اپنا کام کر سلیمان جو مراد پادشاہ حقیقی خداتعالے سے ہو وہ حی و قائم ہو چاہے جسکو وجود سے عدم مین لیجاے چاہے جسکو عدم سے وجود مین لائے جیسا تو دیو ہو ایسے دیو بیشمار سلیمان کی طرح اُسکے فرمان بردار سے اور مطیع ہین کہ سلیمان کے لیے بڑے بڑے پیالے مثل حوض کے اور بڑی بڑی دیگین اور محرابین اور تصویرین بناتے تھے اور کیا طاقت کہ حکم کو ٹال سکین یا جواب دین جیساکہ فرمایا ہو یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات یعنے بناتے تھے دیو سلیمان کے واسطے جو کچھ وہ چاہتے تھے محرابون اور تصویرون اور پیالون سے جو مثل حوض کے تھے اور اونچی اونچی دیگین تو آپ کو تو خیال کر عدم کی دہشت سے کیسا کانپتا ہو ایسے ہی عدم ہمیشہ اُسکے خوف سے لرزتا ہو اختلاف شرح مین بجاے بیامد شب کے صبح ہے نہ بینی کو نہی نہ بینی لکھا ہو قولہ ور تو دست اندر مناصب میزنی ٭ ہم ز ترس ست آنکہ جانے میکنی ٭ ہرچہ جز عشق خداے احسن ست ٭ گر شکر خواریست آن جانکندن ست ٭ چیست جان کندن سوی مرگ آمدن ٭ دست در آب بے حیاتے نازدن ٭ خلق را دو دیدہ در خاک ممات ٭ صد گمان دارند در آب حیات ٭ جہد کن تا صد گمان گردد نود ٭ شب برو ور تو بخسپی شب رود ٭ در شب تاریک جو آن روز را ٭ پیش کن آن عقل ظلمت سوز را ٭ در شب بد رنگ بس نیکی بود ٭ آب حیوان جفت تاریکی بود ٭ سر ز خفتن کے توان برداشتن ٭

باچنین عد تخم غفلت کاشتن ٭ خواب مردہ لقمہ مردہ یار شد ٭ خواجہ خفت و دزد شب در کار شد ٭ تو نمیدانی کہ خصمانت کیند ٭ ناریان خصم وجود خاکیند ٭ نار خصم آب و فرزندان اوست ٭ ہمچنانکہ آب خصم جان اوست ٭ آب آتش را کشد زیرا کہ او ٭ خصم فرزندان آبست و عدو ٭ بعد ازان این نار نار شہوتست ٭ کاندرو اصل گناہ و زلت ست ٭ اے لمعنے یعنے تو تو عدم سے لرزتا کانپتا ہی اور مناصب و مراتب مین ہاتھ ڈالتا ہی یہ بھی تو ترس و خوف سے ہی اور ایسا کہ خود اپنی جانکنی آپ کرتا ہی اصل یہ ہی کہ جو چیز سوائے عشق خدا کے ہی جو سب مین بڑا احسان کرنے والا ہی اگر شکر خواری ہی تو وہ بھی جانکندن ہی جسکی تلخی کے مقابل کوئی تلخی نہین تبا تو جانکندن اسکے سوائے اور کیا ہی کہ موت کی طرف رجوع ہونا اور آبحیات مین ہاتھ نہ ڈالنا اگر منصب ہی تو کیا آخر اُسکے لیے موت ہی مگر عشق آبحیات ہی جسکو موت نہین ساری مخلوق کی دونون آنکھین موت کی خاک مین لگی ہین یعنے جو چیز دنیا کی ہی موت کی خاک ہی اسمین کچھ شبہہ ہی نہین اور آبحیات اُسمین سیکڑون گمان کہ وہ عشق ہی تو ایسی کوشش کر کہ بھلا سو درجے جو گمان تیرا ہی وہ نوے درجے تو ہو جاے کچھ تو گھٹے اور اسی شب مین جو جوانی اور عمدہ وقت ہی راہ خدا کو طی کر جا ایسا نہو تو سو جاے اور یہ رات غفلت مین گذر جاے تو اسی اندھیری رات مین اس دن کو ڈھونڈھ اور وہ عقل روشن جو ظلمت سوز ہی اُسکو اپنا پیشکار بنا دیکھ تو اسی شب سیاہ مین کتنی بہت خوبیان ہین آبحیوان ہی کو خیال کر کہ جفت تاریکی کا ہی مگر ہو کیسے اول تو تو خواب غفلت مین ایسا ڈوبا ہوا کہ سر نہین اُٹھا سکتا اور اُسکے ساتھ انواع اقسام غفلت کی تخمریزی کر رہا ہی ایک تو خواب مردار ہی حرام اور اُسکا مددگار ہوا لقمہ مردار یس وہ حال ہوا کہ گھر کا مالک تو غافل ہو کے سویا اور دزد شب نے اپنا کام کیا تو نہین جانتا کہ دشمن تیرے کون ہین سارے ناری یعنی جن و شیاطین دشمن خاکیون کے ہین جو انسان ہین آگ دشمن آب اور تمامی اُسکے فرزندون کی ہی جیسے آب دشمن آگ کی جان کا ہی آب سے مراد انسان کما قال اللہ تعالی خلق من ماء دافق پیدا کیا گیا انسان آب جہندہ سے آب و خاک دونون انسان کے ٹھہرانے مین یہ نکتہ ہی کہ اول قالب حضرت ابوالبشر کا خاک سے بنا ہی پھر سلسلہ توالد کا آب منی سے چلا آب آتش کو اسواسطے مارتا بجھاتا ہی کہ دشمن آب اور اُسکے فرزندون کی ہی اور بعد اسکے کہ آگ ویسی ہی دشمن خاکیون کی ہی ایک آگ شہوت کی ہی جس مین اصل گناہ و زلت کی ہی یعنے سارے گناہ و زلتین اس سے پیدا ہوتی ہین الخلاف شرح مین بخسپی کو بخشی قولہ نار بیرونی بآبی بفسرد ٭ نار شہوت تا بدوزخ میبرد ٭ نار شہوت می نیارامد بآب ٭ زانکہ دارد طبع دوزخ در عذاب ٭ نار شہوت را چہ چارہ نور دین ٭ نورکم اطفاء نار الکافرین ٭ چہ کشد این نار را نور خدا ٭ نور ابراہیم را ساز اوستا ٭ تا ز نار نفس چون نمرود تو ٭ وارہد این جسم ہمچون عود تو ٭ کے سیہ گردد بآتش روے خوب ٭ کو نہد گلگونہ از تقوی القلوب ٭ نار پاکان را ندارد خود زیان ٭ کے زخاشاکی شود دریا نہان ٭ ہر کہ تریاک خدائے را بخورد ٭ گر خورد زہرے مگویش کو بمرد ٭ خور کند رنجور را رنجور تر ٭ وانکہ ممورست از ممور تر ٭ گر طبیبت گوید اے رنجور زار ٭ از عسل پرہیز کن ہین ہوشدار ٭ گر جوابش گوید از جہل آن سقیم ٭

کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم ٭ گو یدت در دل حکیم نکتہ دان ٭ گر قیاسے کردۂ چون ابلہان ٭ در تو علت میفروزد ہمچو نار ٭ ہین مکن با نار ہیزم را تو یار ٭ زین دو آتش خانہ ات ویران شود ٭ قالب زندہ از و بیجان شود ٭ در من آن نارے ست مست آن ہمچو نور ٭ تا ز صحت در تن افزاید سرور ٭ نار صحت چون فروزد در وجود ٭ بیزیان تن بود صدگونہ سود ٭ شہوت ناری براندن کم نشد ٭ او بماندن کم شود بے ہیچ بد ٭ تا کہ ہیزم می نہی بر آتشے ٭ کے بمیرد آتش از ہیزم کشی ٭ چونکہ ہیزم باز گیری نار مرد ٭ زانکہ تقوے آبروے نار برد ٭ المعنے فرماتے ہین یہ نار خارجی ظاہری تو پانی سے بجھ جاتی ہی لیکن نار شہوت کی دوزخ کو لیجاتی ہی نار شہوت کی پانی سے نہین دبتی اس سبب سے کہ عذاب مین اسکی اور دوزخ کی ایک طبیعت و سرشت ہی آب ای نور دین نار شہوت کی کیا علاج اور کیا تدبیر بس یہی نور تمھارا جو نور دین ہی کہ بجھلنے والا نار کافرون کا ہی نار کافرون کی خواہ نار انکی پرستش کی خواہ شورش کفر کی کس واسطے کہ اس نار کو نور خدا کا بجھاتا ہی تو نور ابراہیم کو اس معاملہ مین اپنا استاد بنا جو جملہ نورون کو چھوڑ کے اسی کے نور کیطرف متوجہ ہوے تھے تو آگ اس نفس ہمچو نمرود سے یہ جسم تیرا جو مثل عود کے نرم و زود سوز ہی بچ جاے آتش سے ہر شی جلکے سیاہ ہوجاتی ہی مگر جو روے خوب ہی اور جسپر گلگونہ تقوے القلوب کا لگا ہی وہ سیاہ نہین ہوتا چنانچہ فرمایا و من یعظم شعائر اللہ فانہ من تقوے القلوب اور جو شخص کہ تعظیم کرے اللہ کی نشانیون کی کہ اسکی طرف متوجہ ہوئے پس بیشک وہ نشان پرہیزگاری قلوب کی ہی جو پاک پرہیزگار ہین نار انکا کچھ بگاڑ نہین کرتی کس واسطے کہ دریا کو لوٹے سے کب چھپتا ہی جسنے تریاک اکبر خالق اکبر کا کھایا ہی اگر وہ زہر کھالے تو اسکو یہ مت کہہ کہ یہ اب مرا جو شخص رنجور ہی اسکو خورش زیادہ رنجور کرتی ہی اور جو تندرست ہی وہ خورش سے اور زیادہ تندرست ہوتا ہی اگر طبیب تجھ سے کہے کہ ای رنجور ضعیف تو شہد سے پرہیز کر تو خبردار ہوشیار رہو شہد سے بچا ہی رہ اگر وہ بیمار جاہل طبیب کو جواب دے کہ مجکو منع کرتا ہی تو کیسے بید ھڑک بخوف کھاتا ہی تو وہ حکیم نکتہ دان تجکو یہی جواب دیگا تو تیرا کج قیاس ہی مثل احمقون کے تیرے بیچ مین تو علت مثل آگ کے بھڑک رہی ہی اب تو شہد کھا کے خبردار ہیزم کو یار نار کا مت بنالے کہ ان دونون آگون سے تیرا گھر ویران ہوجاے اور یہ قالب زندہ بیجان ہوجاے مجھ مین تو یہ ایک آگ مست ہمچو نور ہی اس واسطے کہ صحت سے تن مین سرور بڑھاتی ہی اور جب نار صحت کی وجود مین بھڑکتی ہی تو تن کو کوئی نقصان نہین پہونچتا بلکہ سیکڑون طرح کے فائدے پہونچتے ہین یہ شہوت ناری جاری کرنے سے کم نہین ہوتی بلکہ زیادہ مگر چھوڑ دینے سے کم ہوتی ہی یہی اسکی علاج ہی اور کچھ نہین بد بالضم علاج و چارہ جیسے لا بدمنہ خیال تو کر جب تو اسکو جاری کررہا ہی تو گویا لکڑیان آگ پر رکھ رہا ہی پھر کہین بھی آگ لکڑیان لگانے سے بجھی ہی جب لکڑیان اس سے الگ کرے گا بس فوراً بجھ جاے گی اس سبب سے کہ تقوے اسکی آبرو کو بگاڑتا ہی الخلاف شرح مین کو بہند کو گو بہند بخلاف قاضی لکھا ہی اور نار صحت کو نار صحت اور بمیرد کو نمیرد لکھا ہی

آتش لگنا شہر مین بیچ عہد عمر رضی اللہ عنہ کے

قولہ آتشی افتاد در عہد عمر ❊ ہمچو چوب خشک میخورد او حجر ❊ در فتاد اندر بنا و خانہا ❊ تا زد اندر پر مرغ ولانہا ❊ نیم شہر از شعلہا آتش گرفت ❊ آب میترسید ازان و می شگفت ❊ مشکہاے آب وسرکہ میزدند ❊ بر سر آتش کسان ہوشمند ❊ آتش از استیزہ افزودی لہب ❊ میرسید اورا مدد از صنع رب ❊ آتش از استیزہ افزون میشدے ❊ میرسید اورا مدد ابیحدے ❊ خلق آمد جانب عمر شتاب ❊ کاتش ما می نمیرد ہیچ ز آب ❊ گفت این آتش ز آیات خداست ❊ شعلۂ از آتش بخل شماست ❊ آب بگذارید و نان قسمت کنید ❊ بخل بگذارید گر آل منید ❊ خلق گفتندش کہ در بگشودہ ایم ❊ ما سخی و اہل فتوت بودہ ایم ❊ گفت نان بر رسم وعادت دادہ اید ❊ دست از بہر خدا نگشادہ اید ❊ بہر فخر و بہر توش و بہر ناز ❊ نہ ازبراے ترس و تقوے و نیاز ❊ مال تخم ست و بہر شورہ منہ ❊ تیغ را در دست ہر رہزن مدہ ❊ اہل دین را باز دان از اہل کین ❊ ہمنشین حق بجو با او نشین ❊ ہر کسے بر قوم خود ایثار کرد ❊ کاغہ پندارد کہ او خود کار کرد ❊ المعنی لانہ بُرون کا چھتا اور آشیانہ مرغان لہب بفتحتین شعلہ عمر مین تشدید میم بھی جائز ہی توش بواو مجہول قوت کاغہ شرح مین بمعنی احمق کے لکھا ہی یعنے حضرت عمر کے وقت مین ایسی ایک آگ لگی کہ پتھر کو چوب خشک کی طرح کھاتی تھی تمام مکانون اور بناؤن مین گھس گئی تھی کہ پرندون کے پرون اور آشیانون کو جلا دیا آدھے شہر مین اسکے شعلے پہونچ گئے پانی بھی اس سے ڈرتا تھا اور تعجب کرتا جو لوگ کہ ہوشمند تھے مشکین پانی اور سرکہ سر آتش پر چھڑکتے تھے مگر آگ اپنی خصومت سے شعلے ہی بڑھاتی تھی اور صنعت الٰہی سے اسکو مدد پہونچے جاتی تھی آگ خصومت سے کم نہین ہوتی تھی اور اسکو مدد کسی بیحد سے پہونچتی تھی ساری مخلوق حضرت عمر رض کے پاس دوڑتی گئی کہ آگ ہمارے پانی سے نہین بجھتی کہا یہ آگ آیات اللہ سے ہی اور ایک شعلہ تمھاری آتش بخل سے ہی پانی ڈالنا اسپر چھوڑ دو اور روٹی بانٹو اور بخل ترک کرو اگر میرے اہل سے ہو مخلوق نے کہا کہ ہم نے تو دروازہ کرم کھول دیا ہی اور ہم سب سخی اور اہل فتوت ہو گئے ہین کہا تم نے روٹی رسم وعادت کے موافق دی خدا کے واسطے ہاتھ نہین کھولا ہی اور اسمین اپنا فخر و قوت و ناز سمجھا ہی نہ خوف خدا نہ تقوے اور نیاز مال ایک تخم ہی اسکو کھاری زمین مین مت بکھیر جس سے نتیجہ نپاۓ اور راہزنون کے ہاتھ مین تیغ مت دے جو اہل دین ہین انکو اہل کین سے تمیز کرو اور ہمنشین حق کا ڈھونڈھو اسکا ہمنشین بن تم سے ہر کسی نے اپنی قوم پر بخشش کی اور احمق جانتا ہی کہ ہم نے اچھا کام کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہین

تھوک دینا ایک دشمن کا حضرت علی رض کے منھ پر اور ڈال دینا تلوار ہاتھ سے

قولہ از علی آموز اخلاص عمل ❊ شیر حق را دان منزہ از دغل ❊ در غزا بر پہلوانے دست یافت ❊ زود شمشیرے برآورد و شتافت ❊ او خدو انداخت بر روے علی ❊ افتخار ہر نبی و ہر ولی ❊ او خدو انداخت بر روے کہ ماہ ❊ سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ ❊ در زمان انداخت شمشیر آن علی ❊ کرد او اندر غزایش کاہلی ❊ گشت حیران

آن مبارز زین عمل ٭ از نمودن عفو و رحم بے محل ٭ گفت برمن تیغ تیز افراشتی ٭ از چہ افگندی مرا بگذاشتی ٭
انچہ دیدی بہتر از پیکار من ٭ تا شدی تو سست در اشکار من ٭ انچہ دیدی تا چنین خشمت نشست ٭ تا چنین برقے
نمودی باز جست ٭ انچہ دیدی کہ مرا زان عکس دید ٭ در دل و جان شعلہ آمد پدید ٭ انچہ دیدی بہتر از کون و مکان ٭
کہ بہ از جان بود و بخشیدیم جان ٭ در شجاعت شیر ربانیستی ٭ در مروت خود کہ داند کیستی ٭ در مروت ابر موسائی
بہ تیہ ٭ کامد از وے خوان و نان بے شبیہ ٭ المعنی خدو بضم اول و ثانی آب دہن ہندی تھوک تیہ وہ جنگل کہ
جسمین مسافر ہلاک ہووے اور اسی جنگل مین حضرت موسی چالیس برس سرگردان رہے مع بنی اسرائیل سے کے
مولانا فرماتے ہین کہ عمل بے اخلاص ٹھیک نہین ہوتا اور اخلاص کو علی رض سے سیکھ کہ وہ شیر خدا کے دغل سے
پاک ہین اُن کے عمل مین دغل نہین چنانچہ ایک غزا مین ایک پہلوان پر قابو پاکر جلدی تلوار کھینچ کے
اُسپر جھپٹے اُسنے اُن کے منھ پر تھوک دیا کہ یہ افتخار ہر نبی و ولی کے تھے اور اُس صورت پر انکی جسکو ماہ سجدہ گاہ
مین سجدہ کرے اسنے بے ادبی سے اُسپر تھوک ڈالدیا حضرت علی نے اُسی وقت تلوار اپنی ڈال دی اور اُسکی
غزا سے سستی کی تب وہ سپاہی اس بات سے حیران ہوا کہ یہ رحم و عفو بیمحل اُنھون نے کیون کیا اور آپ سے
کہا کہ تم نے مجھپر تیغ تیز اٹھائی اور پھر ڈال دی اور مجکو چھوڑ دیا یہ کیا بات ہی وہ کونسی بات ہی جو میری لڑائی سے تمنے بہتر
دیکھی اور میری لڑائی سے سست ہوگئے اور مجکو اپنا شکار نہ بنایا وہ کیا چیز تھی جسکے دیکھنے سے اس قدر غصہ تمھارا
دفعتہً ایسا دبگیا اور ایسی برق تیغ چمکا کے پھر الگ کود گئے وہ کونسی شے تم کو معلوم ہوئی کہ مجکو جسکا عکس پایا اور اُسکی
محبت جان و دل مین تمھارے شعلہ زن ہوئی وہ کیا چیز ہی جو بہتر اس کون و مکان مین جان سے وہ تم نے
مجکو بخشدی بخشیدیم مین بخشیدی صیغہ واحد حاضر ماضی کا ہی اور میم ضمیر مفعول کا شجاعت مین تو تم شیر ربانی مشہور ہی ہو مین
بھی جانتا ہون مگر مروت تمھاری نہین معلوم کہ مروت مین کیسے ہو مگر اب تو مروت مین بھی مین تم کو ایسا جانتا ہون جیسے
تیہ بنی اسرائیل مین ابر موسے کا جس سے بنی اسرائیل کو خوان و نان حاصل ہوا جس مین کچھ شبہہ نہین ابر
موسیٰ وہی ابر جو اُس تیہ مین رات دن بنی اسرائیل کے سر پر رہتا تھا بطور سائبان کے قولہ ابرہا گندم دہد کا نزا
بجہد ٭ پختہ و شیرین کند مردم چو شہد ٭ ابر موسے پر رحمت برکشاد ٭ پختہ و شیرین و بے زحمت بداد ٭ از برائے
پختہ خواران کرم ٭ رحمتش افراخت در عالم علم ٭ تا چہل سال آن وظیفہ وان عطا ٭ کم نشد یکروز زان اہل رجا ٭
تا ہم ایشان از خسیسے خاستند ٭ گندنا و ترہ و خس خواستند ٭ جملگی گفتند یا موسے ز ما ٭ البقل و قثا و عدس
سیر و پیاز ٭ زان گدا روے و حرص و آز شان ٭ منقطع شد من و سلوی ز آسمان ٭ امت احمد کہ ہستند از کرام ٭
ہست باقی تا قیامت آن طعام ٭ چون ابیت عند ربی فاش شد ٭ یطعم و یسقی کنایت ز آش شد ٭ ہیچ بے تاویل
این را در پذیر ٭ تا در آید در گلو چون شہد و شیر ٭ زانکہ تاویلست واداد عطا ٭ چونکہ بیند آن حقیقت را خطا ٭ این خطا

ویدن ز صنعت عقل اوست ؛ عقل کل مغز ست و عقل جز و پوست ؛ خویش را تاویل کن نہ اخبار را ؛ مغز را بد گوسے
نے گلزار را ؛ ای علی کہ جملہ عقل و دیدۂ ؛ شمۂ واگو از انچہ دیدۂ ؛ تیغ حلمت جان ما را چاک کرد ؛ آب علمت خاک ما را
پاک کرد ؛ باز گو دانم کہ این اسرار ہوست ؛ زانکہ بے شمشیر کشتن کار اوست ؛ صانع بے آلت و بے جارحہ ؛
واہب این ہدیہاے رابحۂ ؛ صد ہزاران میچشاند روح را ؛ کاے خبر نبود دل مجروح را ؛ صد ہزاران روح بخشد
ہوش را ؛ کہ خبر نبود دو چشم و گوش را ؛ باز گو ای باز عرش خوش شکار ؛ تا چہ دیدی این زمان از کردگار ؛ چشم تو
ادراک غیب آموختہ ؛ چشمہاے حاضران بردوختہ ؛ آن یکے ماہی ہمی بیند عیان ؛ وان یکی تاریک می بیند جہان ؛
وان یکے سہ ماہ می بیند بہم ؛ این سہ کس نشستہ یک موضع بہم ؛ چشم ہر سہ باز و گوش ہر سہ تیز ؛ در تو آمیزان از تو در
گریز ؛ سحر غیب ست این عجب لطف خفیست ؛ بر تو نقش گرگ و بر من یوسفیست ؛ عالم از ہجدہ ہزارست و فزون ؛
ہر نظر را نیست این ہجدہ زبون ؛ راز بکشا ای علے مرتضے ؛ ای پس سوء القضا حسن القضا ؛ المعنی خس زبون و ناچیز
قثا بکسر و تشدید ثا ککڑی سیر بیاے معروف لہسن اسی مبارز کی طرف سے فرماتے ہین کہ ابر تو گندم دیتا ہی مگر لوگ
انکو اپنی جہد و ترکیب سے شیرین و خوشگوار ہر طرح پر کر لیتے ہین ابر موسے نے ایسے پر رحمت کے کھوبے
کہ بے زحمت پختہ اور شیرین انکو ملتے تھے جیسا کہ من و سلوے مشہور ہی بس جو کہ پختہ خوار کرم کے تھے کہ خدا کے
کرم سے پکی پکائی جنکو ملتی تھی موسی کی رحمت نے انکے واسطے ایک جھنڈا عالم مین بلند کیا تھا کہ آجتک اس کی
شہرت ہی اور چالیس برس تک یہ وظیفہ عطا کا ایک دن بھی ان امیدوارون سے کم نہوا تب بھی وہ لوگ اپنی ناچیز
پن سے اس بات پر آمادہ ہوے کہ گندنا اور ساگ اور ایسی ویسی چیزین مانگنے لگے سب نے بمقتضاے حرص
کے کہا کہ ای موسی ہم کو ساگ اور ککڑی اور مسور اور لہسن پیاز چاہیے ہم اس من سلوے پر صبر نہین کر سکتے جیسا کہ
قرآن مجید مین ہی و اذ قلتم یا موسے لن نصبر علے طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا و
قثائہا و فومہا و عدسہا و بصلہا یعنے ای بنی اسرائیل جسوقت کہ تم نے موسے سے کہا کہ ہم ایک کھانے پر صبر نہین کر سکتے
کہ وہ من و سلوی ہی تم اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کرو تا نکالے ہمارے واسطے وہ چیز جو زمین سے اگتی ہی
کہ وہ قسم ساگ سے ہی اور ککڑی اور گندم یا لہسن اور مسور اور پیاز فوم گندم اور لہسن دونون کو کہتے ہین بس ان کی
گداروی اور حرص و آز سے من و سلوی جو آسمان سے آتا تھا منقطع ہو گیا لیکن امت احمد مین جو لوگ کرام سے ہین
ان پر وہ طعام یعنے من و سلوے تا قیام قیامت باقی ہی شعر بعد کا اسی کی دلیل ہی یعنے حضرت نے فرمایا ہی ابیت عند ربی
یطعمنی و یسقینی یعنے رات کرتا ہون مین اپنے رب کے پاس کہ وہ مجکو کھلا پلا دیتا ہی یہ اشارہ اسی سے پیدا ہوتا ہی
کہ کرام امت بھی اس طعام سے بہرہ پاتے ہین اور یہ حدیث اس بات پر فرمائی کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا
کہ مین اپنے روزہ مین وصل کرون جو روزہ سے روزہ ملا دینا ہی بلا افطار کے فرمایا نہین کہا آپ جو ملا دیتے ہین

اُسپر فرمایا کہ مثل میرے کون ہی میرا تو یہ حال ابیت عند ربی الی آخرہ اس شعر مین فرماتے ہین کہ اسمین لوگون کو تاویلین
ہین کوئی کہتا ہی ایسے کھانے پینے سے بھی روزہ نہین رہتا کوئی کہتا ہی رہتا ہی کوئی کھانے پینے سے قوت مراد لیتا
ہی غرض جو کچھ ہین تو کسی پر خیال مت کر بے تاویل مان لے پھر دیکھ وہ طعام کیسا شہد و شیر کیطرح تیرے گلے مین آتا ہی
اِس سبب سے کہ اُنکی تاویل خدا دادا ور عطاے الٓہی مین ہی پھر کیسے اُسکی حقیقت کو جو عطا ہی خطا دیکھتے ہین
اگر خطا دیکھتے ہین تو اُنکی عقل کا ضعف ہی اسلیے کہ عقل کل مغز ہی اور عقل جزو پوست حضرت کہ عقل کل ہین اور
یہ اہل تاویل عقل جزو ان سے اُنسے کیا مناسبت بس تاویلین بھی اُنکی خطا تو آپ کو تاویل کر یعنے ان تاویلون سے
آپ کو پھیر اخبار مین کیا تاویل کرتا ہی تو اپنے دماغ کی خبر لے جس مین بُرائی بھری ہی گلزار کو کیون بُرا کہتا ہی پھر مخاطبہ
اُس مبارز کا ہی کہ اے علی تم ہمہ تن عقل اور جملہ دیدہ ہو ایک شمہ تو اُس سے بیان کرو جو کچھ تمنے دیکھا ہی اور مجھ سے
ہاتھ کھینچا ہی تمھارے حلم کی تیغ نے میری جان کو چاک کیا اور تمھارے آب علم نے میری خاک کو پاک کر دیا تم تو مجکو بتاؤ
مین تو یہ جانتا ہون کہ یہ اسرار خاص ذات الٓہی کے ہین کس واسطے کہ بے شمشیر قتل کرنا اسی کا کام ہی کہ وہ صانع
بے آلت اور بے جارحہ ہی اے بیدست وپا اور ایسی خوشبوؤن کے تحفے بخشنے والا وہی ہی لاکھون ایسے تحفے
روح کو چکھاتا ہی حالانکہ دل عاشق مجروح کو اُس سے خبر نہین ہوتی ہر چند کہ روح و دل مین جیسا کچھ اتحاد ویکی
ہی سب کو معلوم اور لاکھون روحین ہوش کو بخشتا ہی درحالیکہ چشم و گوش اُس سے واقف نہین ہوتے تم بتاؤ
تو کہ تم ایک باز خوش شکار عرش کے ہو اسوقت تم نے خدا تعالے سے کیا دیکھا تمھاری آنکھون نے ادراک
غیب کا سیکھا ہی اور جو حاضرین ہین ان سب کی آنکھین اُن سے بند کر دی ہین چنانچہ حاضرین مین تین قسم کے
آدمی ہین ایک تو وہ ہین جو ایک ہی ماہ دیکھتے ہین یعنے خدا تعالی کی الوہیت و وحدانیت کے قائل ہین جو
ظاہر و برملا ہی کہ وہ اہل اسلام ہین اور موحد ایک وہ ہین جو جہان کو تاریک دیکھتے ہین کہ کسی کی روشنی اسمین نہین
خود بخود ہو گیا ہی اور ایسا ہی رہیگا جیسے دہریہ اور ایک وہ کہ تین ماہ اکٹھے دیکھتے ہین کہ وہ نصاری وغیرہ ہین کہ قائل
تثلیث یعنے تین خدا کے ہین ایک خدا ایک حضرت عیسے ایک روح القدس جیسا کہ قرآن شریف مین مذکور ہی
ان اللہ ثالث ثلاثۃ اور یہ تینون آدمی ایک ہی جگہ بیٹھتے ہین جو مجلس دیتا ہی آنکھین بھی تینون کی کھلی اور کان
بھی تیز ہین اور مجھ سے آمیزش بھی رکھتے ہین اور رجھاگتے بھی ہین کہتا ہی یہ عجب سحر غیب کا اور لطف پوشیدہ ہی
کہ مجکو تو یہ نقش گرگ معلوم ہوتا ہی مجکو نقش یوسفی نظر آتا ہی اور عجب یہ کہ اٹھارہ ہزار عالم ہی کسی کی نظر مین کوئی بد و
زبون نہین اور سب مختلف الخلقت اور یہ تین ایسے ہین کہ باہم گر ایک دوسرے کو خوار و زبون جانتے ہین
اب تم اسکا راز اے علی مرتضی کھولو اور اے تم ایسے ہو جیسے کسی حکم بد کے بعد حکم نیک صادر ہوتا ہی کہ نہایت مستحسن و
دلپذیر ہوتا ہی ایا یہ بھی ہی کہ اسکو بعد ارادہ قتل کے آپ نے چھوڑ بھی دیا ہی الخلاف داد او عطا کو شرح مین عداد

اور روان یکے سہ ماہ کو وان یکے تا زیک کہ مصرع نہین ہوتا گوش ہر شتہ تیز کو بہر چشم ہر سہ اور راز تو کو از من ٹھیک نہین
لکھا ہی قولہ یا تو واگو انچہ عقلت یافتہ ست * یا بگویم انچہ برمن تافتہ است * از تو برمن تافت چون داری نہان *
میفشانی نور چون مہ بر زمان * لیک اگر در گفت آید قرص ماہ * شبروان را زود تر آرد براہ * از غلط ایمن شوند و
از ذہول * بانگ مہ غالب شود بر بانگ غول * ماہ بے گفتن چو باشد رہنما * چون بگوید شد ضیا اندر ضیا *
چون تو بابی آن مدینہ علم را * چون شعاعے آفتاب حلم را * باز باش ای باب بر جویائے باب * تا رسند از تو قشور
اندر لباب * باز باش ای باب رحمت تا ابد * بارگاہ مالہ کفوا احد * ہر ہوا و ذرہ خود منظری ست * کی بداند کہ در ول
کا نجا دریست * تا نہ بکشاید درے راہ دیدبان * در درون ہرگز نہ جنبد این گمان * چون کشاید آن درے حیران
شود * مرغ امید و طمع پران شود * غافلے ناگہ بویران گنج یافت * سوی ہر ویرانہ زان پس میشتافت * تا ز درویشی نیابی
تو گہرے * کے گہر یابی ز درویش دگر * سالہا گر ظن دود با پائے خویش * نگذرد ز اشگاف بینہائے خویش * تا بہ بینی نایدت
از غیب بو * غیر بینی ہیچ مے بینی بگو * المعنی ذہول بضمتین غفلت و فراموشی قشور بضمتین پوستہا لباب بضم خالص
و مغز شئ دیدبان یاسبان تھہرا سی مبارز کا قول ہی حضرت علی سے یا تو تم بیان کرو جو کچھ تمھاری عقل کو دریافت ہوا ہی
یا مین کہون جو کچھ مجھ پر چمکا ہی تمھاری ہی چمک تو مجھ پر پڑی ہی پھر تم کیسے مجھ سے چھپاتے ہو تم تو مجھ پر ماہ کی طرح ہر دم
نور ریز رہے ہو لیکن اگر ماہ جو آپ کی ذات ہی گفتگو کرے تو رات کے چلنے والے بہت جلدی راہ پا جاوین غلطی سے
بھی نجنت ہو جاوین اور فراموشی سے بھی اسلیے کہ ماہ کی آواز آواز غول پر غالب ہی غول کتنا ہی چلائے اور
اپنی طرف بلائے ماہ تو بے گفت و کلام ہی کے رہنما ہوتا ہی اور جب وہ کلام کرے تو سوا ضیا و ضیا ہونے کے
اور کیا ہوگا جب تم اس مدینۂ علم کے جو آنحضرت ہین باب ہوا اور آفتاب حلم کے شعاع تو جو جویا و طالب اس باب
کے ہین انپر اس باب کا کھلا رہنا ہی اچھا کہ ہمیشہ کھلا رہے تو جو چھلکا بکل ہین لباب اور مغز معانی کو پہونچتے رہین
پھر کہتا ہی کہ ای باب رحمت تو ابدتک کھلا رہ کہ تو اسکی بارگاہ کا باب ہی جسکی صفت ہی مالہ کفوا احد یعنے کوئی اس کا
ہم نسب و ہمتا نہین ہی ہر ہوا اور ہر ایک ذرہ ایک منظر ہی جس سے اسکا نور دیکھ سکتا ہی لیکن کور دل کب جان سکتا
ہی کہ یہان کوئی دروازہ ہی ہان اگر دیدبان اس دروازہ کا اسکو کھول دے تو گمان اسکے اندر جا سکے اور جبتک
نہ کھولے تب تک ممکن نہین جو جا سکے غرض وہ دروازۂ گمان سے باہر ہی اور جب یہ دروازہ کھلتا ہی پھر گمان
حیران ہو جاتا ہی اور وہ حیرت جو معرفت ہی پیش آتی ہی اور مرغ اسکی امید و طمع کے اوڑکر اپنی راہ لیتے ہین پھر نہ
طمع رہی نہ امید رہی ایک غافل نے اتفاقا ایک ویرانہ مین کچھ خزانہ پالیا اب وہ اس امید پر ہر ویرانہ مین دوڑنے لگا
گوہر ویرانہ مین خزانہ نہین ہی مگر گمان دوڑائے اڑائے پھرتا تھا ایسے ہی جب ایک فقیر سے تو گوہر حاصل کرے گا تو
اور فقیرون سے کب حاصل کرے گا پھر اپنے گمان کو کیون بھٹکاتا ہی برسون اگر گمان اپنے پاؤن دوڑتا پھرے گا

یہ ہرگز نہین تھکیگا اور اپنی تنگاف بینیان نہین چھوڑے گا اور تو جبتک اسکی تنگاف بینیون کو دیکھیگا غیب کی بو ہرگز نہ پائے گا تو ہی بتا غیر بینی مین کچھ بھی تو دیکھتا ہی بالخلاف شرح مین ہر زمان کو ہر زبان شب روان کو تعبیر وان بابی کو یابی تا بہ بینی کو تا نہ بینی لکھا ہی

پوچھنا اُس کافر کا امیر المومنین علی رض سے کہ جب تم نے مجھپر ظفر پائی پھر شمشیر ہاتھ سے کیون ڈال دی

قولہ پس بگفت آن نو مسلمان ولی ٭ از سر مستی و لذت باولی ٭ کہ بفرما یا امیر المومنین ٭ تا بجنبد جان بتن ہمچون جنین ٭ ہفت اختر مر جنین را مدتے ٭ میکنند از جان بنوبت خدمتے ٭ چونکہ وقت آمد کہ جان گیرد جنین ٭ آفتابش آنزمان گردد معین ٭ چون جنین را نوبت تدبیر او ٭ از ستارہ سوے خورشید آید او ٭ این جنین در جنبش آید ز آفتاب ٭ کافتابش جان ہمی بخشد شتاب ٭ از دگر انجم بجز نقشے نیافت ٭ این جنین تا آفتابش بر نتافت ٭ از کدامے رہ تعلق یافت او ٭ در رحم با آفتاب خوبرو ٭ آن رہ پنہان کہ دور از حس ماست ٭ آفتاب چرخ را بس راہہاست ٭ آن رہے کہ زر بیابد قوت ازو ٭ وان رہے کہ سنگ شد یاقوت ازو ٭ آن رہے کہ سرخ سازد لعل را ٭ وان رہے کہ برق بخشد لعل را ٭ آن رہے کہ پختہ سازد میوہ را ٭ وان رہے کہ دل دہد کالیوہ را ٭ باز گوای باز پر افروختہ ٭ با شہ و با ساعدش آموختہ ٭ باز گوای باز عنقا گیر شاہ ٭ ای سپاہ اشکن بخود نے با سپاہ ٭ امت وحدے یکے و صد ہزار ٭ باز گوای بندہ باز ت را شکار ٭ در محل قہر این رحمت ز چیست ٭ اژدہا را دست دادن کار کیست ٭ المعنی جنین یعنی بچہ در شکم کالیوہ سرگشتہ و دیوانہ پھر کہا اُس نو مسلمان ولی نے از راہ مستی و لذت کے ولی سے جو علی مرتضیٰ ہین کہ ای امیر المومنین یہ تو فرماؤ تو میرے تن مین مثل جنین کے جان جنبش کرے یعنے مجھمین جان پڑجاے کہ سبعہ سیارے جنین کی باری باری سے خدمت کرتے ہین بجان و دل ایک مدت تک جب وہ وقت آتا ہی کہ جنین جان حاصل کرے اُسوقت آفتاب اُسکا مددگار ہوتا ہی یعنے جنین کو بعد سب ستارون کے نوبت تدبیر کی آفتاب سے پڑتی ہی تو یہ جنین آفتاب سے جنبش مین آتا ہی اور فوراً یہ اُسکو جان بخشتا ہی اور ستارون سے سوائے نقش کے کچھ نہین پاتا جب آفتاب اسپر چمکتا ہی تو جان پاتا ہی اور یہ قول حکمای فلاسفہ کا ہی مولانا رح ناقل قول اُس سیاہی کے ہین پھر کہتا ہی جنین رحم مین آفتاب فلک چہارم پر اب وہ کونسی راہ ہی کہ جس راہ سے آفتاب جیسے خوبرو کا تعلق رحم مین جنین سے ہوگیا ایسے ہی آفتاب فلک کی بہت راہین ہین کہ ہمارے حس سے بہت دور اور چھپی ہوئی ہین ایک تو یہ راہ جس سے زر قوت پاکے زر بنتا ہی اور ایک یہ راہ جس سے پتھر یاقوت ہوجاتا ہی ایک وہ راہ جس سے لعل سُرخ ہوجاتا ہی اور ایک وہ راہ جس سے لعل کو چمک دمک بخشتا ہی ایک وہ راہ جس سے میوے کو پکاتا ہی ایک وہ راہ جس سے دیوانہ کو ہوشیار کرتا ہی پس ای باز پر افروختہ ای پرصاف کیے ہوے بادشاہ اور اُسکے پہونچے کے سکھائے اور تعلیم کیے ہوے تم اسکو بیان کرو پھر

کہتا ہی بتاؤ تم ایک باز عنقا گیر ہو یعنی جو باتین عنقا ہین جنکو کوئی نہین جانتا وہ تمکو حاصل ہین اور تم بذات خود بے سپاہ کے سپاہ شکن ہو اور تم ساری امت مین ایک سے لاکھ تک واحد و یکتا ہو اور مین بندہ تمھارا شکار تم مجکو یہ بتاؤ کہ محل قہر مین تم نے مجھپر رحمت کیون کی کیا سبب بھلا یہ کس کا کام ہی کہ اژدہا کو فرصت اور قابو دے بازکو ای باز پرانہ سے باقی سب شعر متعلق شعر آخر کے ہین اور شعر آخر حاصل سب کا الخلاف شرح مین تا بجنبد کی جگہ نجنبد اور جنین کو چنین اور حس ماست کو حس مست کی صورت لعل کے بجائے نعل لکھا ہی

جواب دینا امیر المومنین کا سبب تلوار پھینکدینے اور باز رہنے کا قتل سے

قولہ گفت من تیغ از پے حق میزنم ✤ بندۂ حقم نہ مامور تنم ✤ شیر حقم نیستم شیر ہوا ✤ فعل من بر دین من باشد گوا ✤ من چو تیغم وان زنندہ آفتاب ✤ ما رمیت اذ رمیت در حراب ✤ رخت خود را من زرہ بر داشتم ✤ غیر حق را من عدم انگاشتم ✤ من چو تیغم پرگہرہاے وصال ✤ زندہ گردانم نکشتہ در قتال ✤ سایہ ام من کے جدایم ز آفتاب ✤ حاجبم من نیستم او را حجاب ✤ خون نپوشد گوہر تیغ مرا ✤ باد از جا کے برد میغ مرا ✤ کہ نیم کوہم زصبر و حلم و داد ✤ کوہ را کے در رباید تند باد ✤ آنکہ از بادے رود از جا خسیست ✤ زانکہ یاد نا موافق خود بسیست ✤ باد خشم و باد شہوت باد آز ✤ برد او را کو نبود اہل نیاز ✤ باد کبر و باد عجب و باد خلم ✤ برد او را کو نبود از اہل علم ✤ کوہم و ہستی من بنیاد اوست ✤ ور شوم چون کاہ بادم باد اوست ✤ جز بباد او نجنبد میل من ✤ نیست جز عشق احد سرخیل من ✤ خشم بر شاہان شہ و مارا غلام ✤ خشم را من بستہ ام زیر لگام ✤ تیغ حلمم گردن خشمم زدست ✤ خشم حق بر من چو رحمت آمدست ✤ غرق نورم گرچہ سقفم شد خراب ✤ روضہ گشتم گرچہ ہستم بو تراب ✤ چون در آمد علتی اندر غزا ✤ تیغ را دیدم نہان کردن سزا ✤ تا احب للہ آید نام من ✤ تا کہ ابغض للہ آید کام من ✤ تا کہ اعطی للہ آید جود من ✤ تا کہ امسک للہ آید بود من ✤ بخل من للہ عطا للہ و بس ✤ جملہ للہ ام نیم من آن کس ✤ المعنی خلم بالکسر یار و دوست حراب بکسر کارزار جناب امیر المومنین نے اُسکو یہ جواب دیا کہ مین تیغ زنی راہ خدا مین کرتا ہون اور بندہ خدا کا ہون نہ مطیع و مامور تن کا یعنے نفس کا مین شیر حق کا ہون نہ شیر حرص و ہوا کا میرے فعل میرے دین پر گواہ ہین مین تیغ زن نہین بلکہ مثل تیغ کے ہون اور جو اس تیغ کا لگانے والا ہی وہ آفتاب ہی ای مثل آفتاب کے ظاہر و باہر اور وہ آفتاب جس سنے ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی فرمایا ہی نہین پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا کہ یہ آیہ جنگ بدر مین نازل ہوئی تھی مین سنے اپنا اسباب راہ دنیا سے اُٹھا لیا اور غیر حق کو معدوم کیا معنے خود عدم ہی جان لیا مین مثل تیغ کے گوہر وصال سے بھرا ہون یعنے مجھمین جوہر وصال محبوب حقیقی کے ہین اور ظاہر جسکو وصال محبوب حقیقی کا حاصل ہوگا وہ زندہ نہوگا نکشتہ اور قتال مین سایہ ہون پھر آفتاب سے جدا کب ہون مین حاجب ہون نہ اُس کا حجاب حاجب اس وجہ سے کہا کہ حاجب حجاب کے پاس بیٹھا رہتا ہے

اور لوگون کو مالک سے ملاتا ہی خون میرے جوہر تیغ کو نہین چھپا سکتا میرے بادل کو ہوا نہین اُڑا سکتی یعنے مین
تیغ زنی نفسانیت کی نہین کرتا مین کاہ نہین ہون بلکہ صبر و حلم و داد کا کوہ ہون کوہ کو کیسی ہی آندھی ہوا اُڑا نہین سکتی یعنی
کتنے ہی حوادث ہون میرے استقلال کو نہین ڈگا سکتے اور جو کہ ذرہ ہوا مین تنکے کے مانند اُڑجاے وہ خس ہی اور ناچیز اِس
سبب سے کہ دنیا مین ہوائین ناموافق بہت ہین جن مین صبر و ثبات لوگون کا نہین رہتا اور وہ ہوائین ناموافق مثلاً
باد خشم اور باد شہوت اور باد حرص انھون نے ایسے شخص کو اپنے بس مین کیا ہی جو اہل نیاز نہین ہی اور جو خدا کے
سامنے عجز و زاری کرتا رہتا ہی اور آپ کو عاجز سمجھتا ہے اُسکا یہ کچھ نہین کر سکتین ایسے ہی باد کبر اور باد عجب
اور باد حلم کہ میرے یار و مددگار بہت ہین اُسکو اپنا مطیع بناتے ہین جو علم والا نہین ہی جاہل ہی کہ یہ سب اقتضاے جہل
سے پیدا ہوتے ہین حین ایک کوہ ہون اور میری ہستی کی بنیاد اُس سے ہی اور اگر مثل کاہ کے ہوجاؤن تب بھی میرے
لیے ہوا اسی کی ہوا ہی وہ چاہے جیسا لوٹ پوٹ مجکو کرے سوا اسکی ہوا کے میری رغبت کسی طرف جنبش ہی نہین کرتگی
بس عشق احد کا یہی میرا سرخیل ہی جب جھکون گا ادھر ہی جھکونگا جیسے ہر کوئی اپنے سرخیل کی طرف جھکتا ہی غصہ ایسی چیز
ہی کہ سب پادشاہون کا بادشاہ بنا ہی سب اسکے مطیع و فرمانبردار غلامون کی طرح اپنا اُن سے کام لیتا ہی مگر میرا غلام
ہی اور میرے زیر لگام چاہے روک لون چاہے چھوڑ دون جیسا محل و موقع سمجھون میرے علم کی تیغ نے میرے
غصہ کی گردن ماردی ہی اس سبب سے خشم خدا کا مجپر مثل رحمت کے ہی یعنے خدا کے خشم سے محفوظ ہوگیا ہون
اگرچہ بظاہر سقف میری خراب آب و گل ہی سے ہی لیکن ہون نور مین ڈوبا ہوا اور ایک روضہ روضات جنت سے
ہون اگرچہ نام میرا ابوتراب ہی یعنی باپ مٹی کا عرب جس شخص مین جس چیز کا کمال اتحاد و اختلاط پاتے ہین اُسکو اب
یا ابن یا اخ کے ساتھ منسوب کرتے ہین کس واسطے کہ ان کا سا اتحاد کسی مین نہین ہی اب جو مین نے دیکھا کہ میری
غزا مین ایک علت داخل ہوئی اسواسطے تلوار کا چھپا لینا ہی لائق فائق سمجھا تا احب للہ مین میرا نام داخل ہو اور
ابغض للہ میرا مقصد ہو اور اعطی للہ میرا جود ہو اور امسک للہ میری ہستی و بود یہ دونون شعر مقتبس اِس
حدیث شریف سے ہین من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و امسک للہ فقد استکمل ایمانہ جس کسی نے محبت
کی کسی سے واسطے اللہ کے اور بغض کیا کسی سے واسطے اللہ کے اور دیا کسی کو واسطے اللہ کے اور امساک
کیا واسطے اللہ کے بیشک کامل کیا اپنے ایمان کو بس بخل میرا اللہ اور عطا للہ ہی بلکہ مین خود ہمہ تن للہ ہون سوا خدا
کے کسی کی ملک نہین الخلاف بحر العلوم مین نگشتہ کو نگشتہ اور کے جدا ایم کو کد خدا ایم اور لیست کو نیست کو ہم کو گوہم
قولہ وانچہ للہ میکنم تقلید نیست ٭ نیست تخییل و گمان جز دید نیست ٭ ز اجتہاد و از تحری رستہ ام ٭ آستین بر دامن
حق بستہ ام ٭ گر ہمی پرم ہمی بینم مطار ٭ ور ہمے گردم ہمی بینم مدار ٭ ور کشم باری بدانم تا کجاست ٭ ماہم و خورشید
پیشم پیشواست ٭ بیش ازین با خلق گفتن روے نیست ٭ بحر را گنجاے اندر جوی نیست ٭

وا شریعت مرگواہی بندہ را ✤ نیست قدرے وقت دعوے قضا ✤ گر ہزاران بندہ باشند ت گواہ ✤ شرع نہ پذیرد گواہی شان بکاہ ✤ بندۂ شہوت بتر نزدیک حق ✤ از غلام و بندگان مسترق ✤ کین بیک لفظے شود آزاد و حر ✤ وین زید شیرین و میرد سخت مر ✤ بندۂ شہوت ندارد خود خلاص ✤ جز بفضل ایزد و انعام خاص ✤ بیست میگویم باندازہ عقول ✤ عیب نبود این بود کار رسول ✤ از غرض حرم تو قول حر شنو ✤ کہ شہود بندگان نرزد بجو ✤ در چہی انداخت او خود را کہ من ✤ در خور قعر شش نہی یا بم رسن ✤ چون گناہ اوست ای جان چون کنم ✤ کہ ورا از قعر چہ بیرون کنم ✤ بس کنم گر این سخن افزون شود ✤ خود جگر چہ بود چو خارا خون شود ✤ این جگر ہا خون نشد نہ از سختیست ✤ غفلت و مشغولی و بدبختیست ✤ خون شود وقتیکہ خونش سود نیست ✤ خون شود وقتیکہ خون مردود نیست ✤ چون گواہی بندگان مقبول نیست ✤ عدل او باشد کہ بندہ غول نیست ✤ گفت ارسلناک شاہد در نظر ✤ زان کہ شد از کون او حر ابن حر ✤ چونکہ حرم خشم کے بند د مرا ✤ نیست اینجا جز صفات حر مرا ✤ المعنی تخیل خیال کرنا اجتہاد بالکسر فقہا کی اصطلاح مین نکالنا مسائل کا قیاس سے موافق قرآن وحدیث و اجماع امت کے اور راہ صواب ڈھونڈھنا مطار بالفتح پر یدن وجا سے پریدن مدار و ورد گردش مسترق بالضم وفتح تا دزدیدہ شدہ مر بالضم تلخ شہود جمع شاہد بمعنی گواہ تنبدر بالضمتین ترس و بیم اور جو کچھ مین لید کرتا ہون کسی کی دیکھا دیکھی نہین ہے نہ یہ خیال وگمان ہے سوا سے دید کے اہمین کسی شی کی گنجایش نہین مین راہ صواب کی جستجو اور قبلہ کی توہم کہ کدھر کو ہے جیسا رات یا بادل کے دن شک پڑتا ہے سب سے خلاص ہوگیا ہون مین نے اپنی آستین دامن حق سے لگا دی ہے محتاج اجتہاد و تحری کا نہین ہون اگر اڑتا ہون تو اپنی جگہ کو تکے رہتا ہون اور جو گردش کرتا ہون تو اپنے مدار کو دیکھے رہتا ہون غرض ہر حال مین اپنے ٹھکانے سے غافل نہین ہوتا اور جو سفر کرتا ہون مین جانتا ہون اُسکو جہان تک وہ ہے کسی دلیل و رہبر کا محتاج نہین مین ماہ ہون اور آفتاب میرا پیشوا ہے کہ ماہ پیچھے آفتاب کے لگا چلا جاتا ہے آخر منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے بس سفر سے مراد سفر عالم معنی اور آفتاب نور خدا آپ فرماتے ہین زیادہ اس سے مخلوق کے سامنے کہنے کی کوئی صورت نہین ہے کسواسطے کہ دریا کی سمائی نہر مین کہان ہے کہان مخلوق کا ظرف کہان یہ دریاے بے پایان اس شعر مین دوسری تمہید ہے کہ شریعت مین غلام کے گواہی کی ہنگام دعوی محکمۂ قضا کے کچھ قدر نہین ہے اگر ہزارون غلام تیرے گواہ ہون شرع اُنکی گواہی برابر برگ کاہ کے بھی نہ سمجھے گا یہ ایسے لوگ بیقدر ہین پھر جو شخص کہ بندۂ شہوت یعنی خواہشون نفسانی کا ہے خداوند تعالے کے نزدیک اس غلام سے جو کسی کا مملوک ہے بدرجہا بتر ہے چاہے یہ غلام و بندے مسترق کیون نہون یعنے چور و سارق جو صد درجہ عیب غلام کا ہے کس واسطے کہ یہ غلام تو ایک ذراسی لفظ مین آزاد ہو جاتا ہے اور بندہ شہوت زندگی تو خوب لذت و شیرینی سے بسر کرتا ہے اور جب مرتا ہے تو خدا کے نزدیک کڑوا زہر ہوتا ہے اور اس کے واسطے رہائی و آزادی نہین سواے فضل و احسان ایزد منان کے اور یہ باتین مین جیسا اندازہ

عقول کا دیکھتا ہون ویسے ہی دبے دبے بطور مثال کے کہ رہا ہون کس واسطے کہ کہنے مین کوئی عیب نہین
رسول کا یہ کام ہے کہ بجنسہ پیغام پہونچاتا ہے اور خود غرض سے آزاد ہون تو ایسی بے غرض حق کی بات سُن
کہ گواہیان بندون کی جو بھر قیمت نہین رکھتین اور بندے وہی بندے شہوت کے اور جو تو اُنکی سنتا ہے میری نہین
سنتا یہ تو بتا اُس نے آپ کو کنوئین مین گرایا ہے کہ مین نے اور ایسا گہرا کنوان جسکی گہرائی کے موافق مجکو رسی نہین ملتی جب
گناہ اُسکا ہے تو ای جانمن کیا کرون اور کیسے اُسکو قعر چاہ سے نکالون بہتر یہ ہے کہ بس کرون اگر اسمین سخن بڑھ جائیگا
تو جگر کیا چیز ہے خارا بھی خون ہو جائیگا اور ان کے جگر جو خون نہین ہوئے یہ نہین ہے کہ سختی سے نہوے
ہون بلکہ غفلت اور مشغولی اور بدبختی ہے یہ جگر اُسوقت خون ہون گے کہ خون ہونا کچھ مفید نہوگا اور اُسوقت خون
ہون گے کہ خون مردود نہوگا جب گواہی بندون کی مقبول نہین ہے مردود شرع ہے ایسے ہی بندے شہوت کے
مردود شرع اگر اُنکے ساتھ اُسکا عدل ہو تو کیا عجب کیا یہ غول نہین ہین خود گمراہ اور اُوکو گمراہ کرنے والے اللہ تعالےٰ
نے قرآن مجید مین حضرت کی نسبت فرمایا ہے انا ارسلناک شاہداً ومبشراً ونذیراً بیشک ہم نے تجکو بھیجا درحالیکہ
تو اپنی امت پر گواہ ہے اور بشارت دہندہ مومنون کا اور ڈرانے والا بدکارون کا ہے اور یہ آیت ترس وبیم مین نازل
ہوئی ہے پس یہ وہ گواہ ہین کہ حق کیا معنی جنکے ہونے سے حرا بن حر ہوے ای پشتینی حر اُنکی گواہی کو غور کر پس مین
جب حر ہون تو خشم مجکو اپنا بندہ کیسے کر سکتا ہے اور وہان بھی یعنے خداتعالےٰ کے سامنے سوائے حق کے کوئی
صفات میری نہین ہے الخلاف مسیر دمین دال رہگئی ہے ای میر دسخت یا بم کو بایم خون شود کو خوشنود حرمرا کو
خود مرا قولہ اندر آ کازاد کردت لطف حق ٭ زانکہ رحمش داشت بر خشمش سبق ٭ اندر آ اکنون کہ رستی از خطر ٭
سنگ بودی کیمیا کردت گہر ٭ رستہٴ از کفر وخارستان او ٭ چون گلے بشگفتہ در بستان او ٭ تو منی ومن توام
ای محتشم ٭ تو علی بودی علی را چون کشم ٭ معصیت کردی بہ از ہر طاعتے ٭ آسمان پیمودۂ در ساعتے ٭ پس
خجستہ معصیتے کان مرد کرد ٭ کہ نہ خارے بر دمد او راق ورد ٭ نے عمر را قصد آزار رسول ٭ می کشیدش
تا بدرگاہ قبول ٭ نے بسحر ساحران فرعون شان ٭ میکشید وگشت دولت عون شان ٭ گر نبودے سحرشان و
آن جحود ٭ کے کشیدی شان بفرعون عنود ٭ کے بدیدندی عصا و معجزات ٭ معصیت طاعت شد آن قوم عصات ٭
ناامیدی را خدا کردن زدست ٭ چون گنہ مانند طاعت آمدست ٭ چون مبدل می کند او سیآت ٭ عین طاعت
میکند رغم وشاة ٭ زین شود مرجوم شیطان رجیم ٭ وز حسد او بطرقد گردد دو نیم ٭ او بکوشد تا گناہے آورد ٭
زان گنہ مارا بچاہے آورد ٭ چون بہ بیند کان گنہ شد طاعتے ٭ گرددا و را نامبارک ساعتے ٭ اندر آ من
در کشادم مرترا ٭ تف زدی وتحفہ دادم مرترا ٭ چون جفا گر را چنین ہا مید ہم ٭ پیش پائے چپ چسان سرمینہم ٭
پس وفا گر را چنان بخشم ہدان ٭ گنجہا وملکہائے جاودان ٭ جادوانہ بادشاہی بخشمش ٭ آنچہ اندر وہم ناید بدہمش ٭

من چنان مردم که بر خوبی خویش ٭ نوش لطف من بشد در قهر بیش ٭ المعنی عون بالفتح مدد جہود کوشش کرنا عصات بضم جمع عاصی سیات برائیان وشات جمع واشی دروغگو ۔ غماز وسخن چین آب مخاطبہ حضرت علی شیر خدا کا ہی اُس مبارز سے کہ آ اہم مین داخل ہو کہ تجکو بھی لطف حق نے آزاد کر دیا اس سبب سے کہ اُسکی رحمت اُس کے غصہ پر مقدم وسابق ہی پھر فرمایا اب آکہ تو جملہ خطرات سے چھوٹ گیا تو در اصل سنگ تھا اب تو اپنی ذات مین کیمیا ہو گیا ناقصون کو کامل کرنے والا تو کفر اور اُسکے خارستان سے جو بیابان در بیابان تھے نجات پا گیا اب تو ایک گل ہی اور وہ خارستان تیرے واسطے بوستان تو گل سبا اسمین کھلا ہو ہی ای محتشم جو تو ہی وہ مین ہون اور جو مین ہون وہ تو ہی یعنے ایک ہو گئے پھر جب تو علی تھا تو مین علی کو کیسے مارون تیرے گناہ ہر طاعت سے بہتر ہو گئے تو آسمان کو ایک ساعت مین طی کر گیا اور اعلے مقام پر پہونچا کیسے مبارک وہ معصیت ہین جو کوئی کرے اور اُسکے خار سے گلاب کے پھول نمود ہون دیکھو عمرؓ نے نہین قصد آزار رسول کا کیا تھا کہ قریش سے عہد پیمان کرکے بارادہ قتل گھر سے چلے تھے حالانکہ وہ ارادہ بد اُن کو درگاہ قبول تک کھینچے لیے جاتا تھا آخر قبول درگاہ الٰہی کے ہوے فرعون ساحرون کو طرف سحر کے نہین کھینچتا تھا اور اُنکے اس سحر مین دولت مددگار ہو گئی اور وہ سب اللہ اور اُسکے رسول پر جو موسے علیہ السلام تھے ایمان لائے جیساکہ تنزیل مجید مین ہی والقی السحرۃ ساجدین قالوا آمنا برب العالمین رب موسی وہارون اور گرے جادوگر سجدہ کرتے ہوے اور کہا ہم ایمان لائے رب العالمین پر یعنے رب موسی اور ہارون پر اگر اُنکا وہ سحر نہوتا اور کوشش نہوتی تو اُنکو کھینچ کے فرعون سرکش کے پاس کون لیجاتا اور وہ عصا اور معجزات کو کب دیکھتے اسی سحر کی بدولت وہ قوم گنہگار معصیت طاعت ہو گئی اور معصیت طاعت وہ شخص جسکی معصیت طاعت ہو جاے اللہ تعالی ایسا رحیم ہی کہ اُسنے ناامیدی کی گردن ماردی ہی دیکھو کیسے گناہ مانند طاعت کے ہو گئے جب وہ سیات کو تبدیل کر دیتا ہی تو زعم وغرور اور دروغ وسخن چینیون کو عین طاعت کر دیتا ہی اسی سبب سے شیطان مرجوم رجیم کا حسد سے کلیجہ پھٹتا ہی اور دو ٹکڑے ہو جاتا ہی کہ وہ تو کوشش کرتا ہی کہ ہمکو گناہ مین ڈالے اور اُس گناہ سے چاہ مین گرائے اور جب دیکھتا ہی کہ وہ گناہ طاعت ہو گیا تو اس سے زیادہ منحوس تر کوئی ساعت نہین پاتا پھر فرماتے ہین آ داخل ہو کہ مین نے تیرے واسطے دروازہ کھولدیا ہی تو نے مجھپر تھوکا مین اُسکے بدلے تحفہ عجیب دیتا ہون خیال تو کر جب جفاگرون کو ایسی چیزین دیتا ہون چنانچہ تو بھی جفاگر ہی تھا تو حب ومحبت والے کے پاؤن پر کیسا سر رکھتا ہون بس جو وفاگر ہی اُسکو کیسے گنج وملک جاودان بخشون اس بات کو جان لے وہ پادشاہی جو ہمیشہ ہی نہ یہ بادشاہی چند روزہ دنیا اُسکو بخشون اور وہ چیز کہ وہم مین نہ آئے وے دون مین وہ مرد ہون کہ خود اپنی خونی وقاتل پر شہد میرے لطف کا قہر مین طرھگیا ہی الخلاف شرح مین بجاے رستہ نقشہ اور کہ زخار کی جگہ نے زجہود کو جمود کہ کشیدی کو

میکشیدی و شتات کو وساب لکھا ہی

کہنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رکابدار حضرت امیر کے کان مین کہ امیر تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے

قولہ گفت پیغمبر بگوش چاکرم ٭ کو برد روزے زگردن این سرم ٭ کرد آگہ آن رسول از وحی دوست ٭ کہ
ہلاکم عاقبت بر دست اوست ٭ او ہمیگوید بکش پیشین مرا ٭ تا نیاید از من این منکر خطا ٭ من ہمیگویم چو مرگ من
زتست ٭ با قضا من چون توانم حیلہ جست ٭ او ہمی افتد بہ پیشم کاے کریم ٭ مر مرا کن از براے حق دو نیم ٭
تا نیاید بر من این انجام بد ٭ تا نسوزد جان من بر جان خود ٭ من ہمیگویم برو جف القلم ٭ زان قلم بس سرنگون گردد
علم ٭ ہیچ بغضے نیست در جانم زتو ٭ زانکہ این را من نمیدانم زتو ٭ آلت حقی تو فاعل دست حق ٭ چون زنم بر
آلت حق طعن ودق ٭ گفت او پس این سخن از بہر چیست ٭ گفت ہم از حق و آن سر خفیست ٭ گر کند بر فعل
او خود اعتراض ٭ ز اعتراض خود بروید اندر ریاض ٭ اعتراض او را رسد بر فعل خود ٭ زانکہ در قہرست و در لطف
است احد ٭ اندرین شہر حوادث میر اوست ٭ در ممالک مالک تدبیر اوست ٭ آلت او را اگر خود بشکند ٭ آن شکستہ
گشتہ را نیکو کند ٭ رمز ننسخ آیۃ او ننسہا ٭ نات خیر در عقب میدان مہا ٭ ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد ٭ او گیا برد
عوض آورد ورد ٭ المعنی دق بفتح اعتراض و مواخذہ کرنا اعتراض پیش آنا ہر کسی کے اور حائل ہوتا گیا گیاہ ورد
گل گلاب حضرت علی شیر خدا نے جو اوپر فرمایا ہی کہ میرا نوش لطف اُس شخص پر جو میرا خونی ہی قہر سے بڑھا ہوا ہی
اُسی پر یہ نقل ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے نوکر کے کان مین کہا کہ تو کسی دن علی کے سر کو اُنکی گردن
سے کاٹے گا اور یہ وحی آنحضرت پر دوست یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی اس سے اُسکو آگاہ
کیا کہ انجام علی کی موت تیرے ہاتھ پر ہی وہ نوکر مجھ سے کہتا ہی کہ تم پہلے ہی مجکو مار ڈالو تو ایسی بری خطا مجھ سے
نہو نے پائے مین کہتا ہون کہ جب موت میری تیرے ہاتھ پر ہی تو مین موت کے لیے حیلے اور بچاؤ کیسے
ڈھونڈھ سکتا ہون وہ میرے سامنے کہتا ہی کہ اے کریم خدا کے واسطے تم مجکو دو ٹکڑے کر ڈالو تو یہ انجام بد میرے
ذمہ نہ آنے پائے اور میری جان اپنی جان پر نہ جلے کہ کیون ایسی جان مجکو ملی اور مین کیون پیدا ہوا مین اُس سے کہتا ہون
یہ نہین جانتا جف القلم بما ہو کائن خشک ہوے قلم ساتھ اُس چیز کے کہ وہ ہونے والی ہی یعنے جملہ امور شدنی
لکھکر خشک ہو گئے اب اُسمین کچھ گھٹ بڑھ نہین سکتا لہذا اُس قلم سے بہت سے جھنڈے سرنگون ہو گئے
اور سلطنتین خراب ہو گئین مجکو تیری طرف سے کوئی بغض نہین ہی اس واسطے کہ اس بات کو مین تجھ سے نہین
جانتا ہون تو ایک ہتھیار خدا کا ہی اور فاعل اسکا خدا کا ہاتھ پھر خدا کے ہتھیار پر مین کیسے طعن و اعتراض
کرون پھر اسنے یعنے مبارز نے کہا کہ یہ بات کس واسطے ہی کہا خدا ہی سے ہی اور وہ ایک بھید پوشیدہ ہی

کس کا مقدور ہی جو اُسکے فعل پر اعتراض کرے اگر وہ اپنے فعل پر آپ اعتراض کرے یعنی کوئی چیز بیچ مین توڑ الدے
تو اُس اعتراض سے گل کس کا باغ کے باغ کھلا دے اعتراض ہیکو اپنے فعل پر سزا وار و لائق ہی اس سبب سے کہ قہر و لطف
دونون مین یکتا و یگانہ ہی اُس قہر جو ادث دنیا مین بادشاہ وہی تو ہی اور تمام ملکون مین مالک تدبیر کا وہی ہی اگر اپنے
کو اگر آپ توڑے تو اُس شکستہ کشتہ کو نہایت خوب و نیک کر دے چنانچہ تفسیر اسکی یہ ہی کہ ای سردار تو مرا اس آیت
کو جانے رہ جیساکہ فرمایا ما ننسخ من آیہ او ننسہا نات بخیر منہا نہین نسخ کیا ہم نے کسی آیت کو یا بھلایا اُسکو مگر لائے
ہم بہتر اُس سے الغرض نسخ و نسیان کے ساتھ نات بخیر لگا ہوا ہی بس یہی بات ہی جس شریعت کو کہ اُس نے منسوخ کیا
تو گویا گھاس دور کی اور گل گلاب اُس سے جمایا الخلاف شرح مین این را کی جگہ این او ر دق کو فرق او لطف ست
کو لطف با ضانت لکھا ہی قولہ شب کند منسوخ نور روزرا ٭ بین جمادی وان خرد افروز را ٭ باز شب منسوخ شد
از نور روز ٭ تا جمادی سوخت زان آتش فروز ٭ گرچہ ظلمت آمد آن نوم و سبات ٭ نے درون ظلمت است آب حیات ٭
نے دران ظلمت خردہا تازہ شد ٭ سکتۂ سرمایۂ آوازہ شد ٭ کہ زضدہا ضدہا آید پدید ٭ در سویدا روشنائی آفرید ٭
جنگ پیغمبر مدار صلح شد ٭ صلح این آخر زمان زان جنگ بد ٭ صد ہزاران سر برید آن دلستان ٭ تا امان یابد سر اہل
جہان ٭ باغبان زان میبرد شاخ مضر ٭ تا بیابد نخل قامتہا و بر ٭ میکند از باغ آن دانا حشیش ٭ تا نماید باغ
میوہ خرمیش ٭ میکند دندان بد را آن طبیب ٭ تا رہد از درد بیماری حبیب ٭ بس زیادتہا درون نقصانہاست ٭
مر شہیدان را حیات اندر فناست ٭ چون بریدہ گشت حلق رزق خوار ٭ یرزقون فرحین شد خوشگوار ٭ حلق
حیوان چون بریدہ شد بعدل ٭ حلق انسان رست و افزائید فضل ٭ حلق انسان چون ببرد ہین ببین ٭ تا چہ
زاید کن قیاس آن باین ٭ حلق ثالث زاید و تیمار او ٭ شربت حق باشد و انوار او ٭ حلق ببریدہ خورد شربت ولے ٭
حلق از لا رستہ مردہ در بلے ٭ بس کن ای دون ہمت کوتہ بیان ٭ تا کیت باشد حیات جان بنان ٭ زان نداری
میوۂ مانند بید ٭ کا برو بردی پے نان سپید ٭ گر ندارد صبر زین نان جان حس ٭ کیمیا را گیر و زر گردان تو مس ٭
جامہ شوئی کرد خواہی اے فلان ٭ رو مگردان از مقام گازران ٭ گرچہ نان بشکستہ مر روزہ ترا ٭ در شکستہ بند پیچ و
بر تر آ ٭ چون شکستہ بند آمد دست او ٭ پس رفو باشد یقین اشکست او ٭ گر تو آن را بشکنی گوید بیا ٭ تو درستش کن
نداری دست و پا ٭ پس شکستن حق او باشد کہ او ٭ مر شکستہ گشتہ را اندر فو ٭ آنکہ داند دوخت او داند درید ٭
ہر چہ او بفروخت نیکو تر خرید ٭ خانہ را کند و چو جنت ساخت او ٭ پست کرد و بر فلک افراخت او ٭ المعنی جمادے
بضم اول و فتح دال و الف بصورت یا افسردہ و یخ بستہ سبات بضم اول زمانہ و خواب و راحت فرماتے ہین کہ شب
دن کے نور کو منسوخ کرتی ہی اور خرد افروز جو جملہ حیوانات مین ذی العقول ہی یعنی انسان اسکو جمادی بنا دیتی اے
بحس و حرکت اور بیعقل و ہوش پھر رات نور دن سے منسوخ ہوئی تو وہ جمادی آتش افروز سے جو خورشید ہی

جلگیا اور پھر خرد افروز ہوگیا اگرچہ ظلمت یہ نوم و سبات سے ہی یعنے خواب و راحت کے لیے لیکن ظلمت مین تو نہین جانتا کیا آب حیات نہین ہی کیا اُس ظلمت مین عقول مردم تازہ نہین ہوجاتین اور یہ سکتہ جو ایک مدت مقرری تک رہتا ہی سرمایۂ شہرت نہین ہوجاتا حکما کے نزدیک ثابت ہی کہ اگر رات کو نہ سوئے تو دیوانہ ہوجائے رات کے خواب و آسائش سے عقل اُسکی تازہ و تو ہوجاتی ہی بس سکتہ مراد خواب سے ہی جسمین سکتہ والے کیطرح ایک زمان معین تک بحس و حرکت رہتا ہی پھر افاقہ ہوجاتا ہی مثل سکتہ کے کسواسطے کہ عدد سے ضد ظاہر ہوتی ہی خدا تعالے نے سیاہی مین روشنی پیدا کی ہی جیسے رات سے دن آب کہتے ہین جنگ و صلح باہم متضاد ہین حالانکہ جناب پیغمبر کی مدار صلح کی تھی کسواسطے کہ آخر ہمنے جو صلح کی تو اُنکے جنگ ہی کے سبب سے کی تر سون اُن دلستان یعنی حضرت نے سر کاٹے اور لڑائیان کین اسی واسطے کہ اہل جہان کے سر امن مین ہوجائین آیندہ کو فتنہ و فساد نہ رہے دیکھو باغبان ہری شاخین بھی درخت کی کاٹ ڈالتے ہین تا درخت بڑا اقامت والا اور پھل دار ہوے و آنا آدمی باغ سے گھاس اس واسطے اُکھیڑ ڈالتے ہین تو باغ میوہ خرمی کا اُسکو دکھائے کس واسطے کہ باغ کی صفائی سے طبیعت خرم و تازہ ہوتی ہی اور طبیب دُکھتے دانت کو نکلوا دیتا ہی تا دوست اُسکا درد بیماری سے نجات پاجائے بہت فضیلتین اور زیادتیان ایسی ہین کہ نقصانون سے حاصل ہوتی ہین غور کرو شہیدون کو کہ حیات دوام فنا سے پاتے ہین اس تھوڑے سے نقصان مین ایسے بڑے نفع کو پہونچتے ہین جب انکا حلق رزق خوار کاٹا جاتا ہی یرزقون فرحین سے خوشگوار ہوتے ہین جیسا کہ شہیدون کے باب مین فرمایا ہی یرزقون فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ یعنے رزق پاتے ہین درانحالیکہ خوش ہین اُس چیز سے جو اللہ نے انکو اپنے فضل سے دی ہی ظاہر ہی کہ حلق حیوان کا بمقتضاے عدل کاٹا گیا کہ انسان مین نطق ہی اسمین نہین ہی اسلیے حلق کاٹنا اُسکا مباح ہوا اور حلق انسان کا بچگیا بلکہ اور فضیلت انسان کو حیوان پر ہوئی آب جب حلق انسان کا کاٹا جاے تو خبردار ہوا اور غور کر کہ اس سے کیا کیا باتین نہ پیدا ہونگی آب فرماتے ہین دو حلق یعنے انسان و حیوان کے تو ہوگئے رہا تیسرا حلق عاشق کا اس سے بھی نتائج پیدا ہوتے ہین کہ وہ شربت حق ہی اور رسکے انوار یہ اُسکے غمخوار ہوتے ہین چنانچہ شعر بعد مین تفسیر ہی کہ حلق بریدہ تو شربت کھاتا ہی اور جو حلق از لا رستہ ہی یعنے نفی ہستی سے نکلا ہوا وہ بلی مین مردہ ہی ای اثبات مین مٹا ہوا آب اپنی طرف مخاطب ہو کے فرماتے ہین کہ ای پست ہمت کوتاہ بیان اپنی خبر نہین اور رونکا ذکر فکر بس کر تیری جان کی حیات روٹی سے کبتک ہو گی تو اس سبب سے مثل بید کے بے بر ہی کہ تونے اپنی آبرو روٹی سپید کے پیچھے کھوئی ہی اگر تیری جان جسمی جو روح نفسانی ہی جسکے تعلق حواس ظاہری و باطنی ہین روٹی سے صبر نکرے کسی کی خاک سے کیمیا حاصل کر اور اس مسِ وجود کو سونا بنا کہ قلب ماہیت کے لیے یہی خاک کیمیا ہی اگر تو اپنی جامہ شوئی کرنا چاہتا ہی کہ جامہ عبارت اسی جامہ وجود سے ہی تو دھوبیون کے گھاٹ سے روگردانی مت کر اور دھوبی کاملین اگرچہ تان سنے تیرے روزہ کو توڑ دیا

لیکن تو اسکو شکستہ بند مین لپیٹ اور غالب ہو جا شکستہ بند وہ لکڑیان جو ٹوٹی ہڈی پر لپیٹتے ہین اور جب شکستہ بند اُسکا
ہاتھ ہی تو پھر کیا غم اُسکی شکست ہی رفو ہوگی کیونکہ اُسکی صفت تو نات بخیر مہنا ہی اور تو نے اگر اس روزہ کو توڑا ہی تو وہ
تجکو بلاتا ہی کہ آ تو ایسے ہاتھ پاون نہین رکھتا جو اس شکست کے درست کن ہون بس شکست کرنا اسی کا حق ہی کہ وہ
شکستہ گشتہ کا رفو بھی جانتا ہی ظاہر ہی جو کوئی سی جانتا ہی وہ پھاڑ بھی جانتا ہی اور جو چیز اُسنے کسی کے ہاتھ بیچا اُسکی
خریداری بھی بہت اچھی طرح کی یعنے اگر کسی مصیبت و بلا مین ڈالا اُسکی غمخواری بھی اُس سے بہت بڑھ کے کی
اگر کسی کا گھر کھودا اُسکا گھر مثل جنت کے کر دیا اور جو کوئی اُسکے سامنے پست ہوا اور عاجز بنا اُسکو اسنے آسمان بلند پر
پہونچایا انخلافت شرح بحر العلوم مین حلق کو خلق اکثر لکھا ہی قولہ خانہ ویران کنند زیر و زبر ہا پس بیک ساعت کند
معمور تر ٭ گر ہر دیک سرے را از بدن ٭ صد ہزاران سر برآرد در زمن ٭ گر نہ فرمودی قصاص او بر جنات ٭ تا نگفتی
فی القصاص آمد حیات ٭ خود کرا زہرہ بدے تا او ز خود ٭ بر اسیر حکم حق تیغے زند ٭ زانکہ داند ہر کہ چشمش را کشود ٭ کان
کشندہ سخرۂ تقدیر بود ٭ ہر کرا آن حکم بر سر آمدے ٭ بر سر فرزند خود تیغے زدے ٭ تو بترس و طعنہ کم زن بر بدان ٭
پیش دام حکم عجز خود بدان ٭ پیش حکم حق بنہ گردن زجان ٭ تسخر و طعنہ مزن بر گمرہان ٭ المعنی جنات بضم گنہگار تسخر
بالفتح مسخرگی پھر تائید سابق فرماتے ہین کہ اگر کوئی گھر وہ لوٹ پوٹ و ویران کرتا ہی تو ساعت بھر مین اُس سے
زیادہ بہتر آباد کر دیتا ہی اور اگر ایک سر کو کسی کے بدن سے کاٹتا ہی تو دم بھر مین لاکھون سر ویسے ہی پیدا کر دیتا ہی
اگر قصاص کا حکم گنہگار پر جاری نکرتا ہر گز نہ کہتا فی القصاص حیاۃ یعنے قصاص مین حیات ہی اسواسطے کہ کشندہ
خون سے بری و پاک ہو جاتا ہی اور اگر اُسکا حکم قصاص کو نہوتا تو کس کی طاقت ہوتی کہ وہ اس شخص پر جو حکم حق مین
گرفتار و پھنسا ہوا ہی تلوار مار سکتا یعنے تقدیر کا بے بس کیا ہوا اسلیے کہ جسکی آنکھین اصل و حقیقت کی طرف کھلی ہین
خوب جانتا ہی کہ یہ کشندہ تقدیر کا بیکاری ہی اس مقبول پر جو مارا گیا کیا موقوف اگر یہ حکم اس کے سر پر آتا تو اپنے
بیٹے کے سر پر بھی تلوار مارتا تجکو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور بدون پر طعنہ نہ کرے اللہ کے حکم کے جال
مین سب پھنسے ہوے ہین اور نہایت عاجز لازم ہی کہ حکم خدا کے سامنے جان و دل سے گردن رکھ دے
اور گمراہون کے طعن و تمسخر سے بچ کسیکو کچھ مت کہہ

تعجب آدم علیہ السلام کا فعل ابلیس سے اور عذر کرنا اور توبہ کرنا

قولہ روزے آدم بر بلیسے کو شقیست ٭ از حقارت و ز زیافت بنگریست ٭ خویش بینی کرد و آمد خود گزین ٭ خندہ
زد بر کار ابلیس لعین ٭ بانگ بر زد غیرت حق کاے صفی ٭ تو نمیدانی ز اسرار خفی ٭ پوستین را باژگونہ گر کنم ٭
کوہ را از بیخ و از بن بر کنم ٭ پردۂ صد آدم آن دم بر درم ٭ صد بلیس نو مسلمان آورم ٭ گفت آدم توبہ کردم
زین نظر ٭ این چنین گستاخ نندیشم دگر ٭ یا رب این جرأت ز بندہ عفو کن ٭ توبہ کردم من نگیرم زین سخن ٭

یا غیاث المستغیثین اہدنا ﴿ لا افتخار بالعلوم والغنا ﴿ لا تزغ قلبا ہدیت بالکرم ﴿ واصرف السوء الذی خط القلم ﴿ بگذران از جان ما سوء القضا ﴿ وامبر ما را زاخوان الصفا ﴿ ای خدا ای فضل تو حاجت روا ﴿ با تو یاد ہیچکس نبود روا ﴿ تلخ تر ازوفت تو ہیچ نیست ﴿ بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست ﴿ رخت ما ہم رخت ما را راہزن ﴿ جسم ما مر جان ما را جامکن ﴿ دست ما چون پاے ما را میخورد ﴿ بے امان تو کسے جان کے برد ﴿ ور برد جان زین خطرہاے عظیم ﴿ بردہ باشد مایہ ادبار وبیم ﴿ زانکہ چون جان واصل جانان نبود ﴿ تا ابد باخویش کورست وکبود ﴿ المعنی زیافت ابکسر اول وفتح فا کھوٹاپن ضعفی برگزیدہ بازگونہ الطار رخت جامہ ولباس واسپ مبدل رخش یہ حکایت مطابق اسی قول کے ہی وہ چاہے جسکو جیسا کردے چنانچہ حضرت آدم نے ایک دن ابلیس کو کہ وہ شقی تو ہی ہی حقارت سے دیکھا اور اُسکے کھوٹے پن کی طرف خیال کیا اور انھون نے خویش بینی کی اور آپ کو گزیدہ جانا اور ابلیس لعین کے کام پر ہنسے اسمین غیرت حق نے اُنکو للکار کے کہا کہ ای صفی تو اس بھید خفی کو نہین جانتا مین اگر اس پوستین کو لوٹ ڈالون تو پہاڑون کو جو بڑے مستقل ومحکم ہین جڑ بنیاد سے اکھیڑون اور تمام آدم کے پردے پھاڑ ڈالون دیکھے کہ اسکے باطن مین کیا بھرا ہی اور سیکڑون ابلیس نو مسلمان پیدا کرون آدم نے کہا کہ الٰہی اس نظر سے جو مین نے اسکی طرف کی تھی توبہ کی اب ایسی گستاخی نہین سوچون گا ای پروردگار میرے یہ جرأت جو مجھ سے ہوئی ہو معاف کر مین نے توبہ کی تو مجکو اسمین ماخوذ مت کر ای فریاد دینے والے فریاد خواہون کے تو مجکو سیدھی راہ چلا مجکو کوئی فخر نہ علم کا ہی نہ غنا کا مت جھکا دل کو حق سے کسی طرف جو تو نے ابتدا میری کرم سے کی ہی اور اُس بُرائی کو ہم سے پھیر جو قلم نے ہم پر لکھدی ہی ہماری جان سے قضاے بد کو علیحدہ رکھ اور اخوان الصفا سے جو اعمال صالحہ ہین ہم کو جدا مت کر ای خدا ای فضل تیرا حاجت روا تیرے ہوتے کسی کی یاد روا نہین تیری جدائی کے برابر کوئی چیز تلخ تر نہین اور تیری پناہ تو پناہ ہی باقی سب ہیچ ہی ہیچ ہین ہمارا ہی رخت جو جامۂ بشری ہی ہمارے ہی گھوڑے کا راہ مار ہی اور ہمارا ہی جسم ہماری جان کو لوٹے لیتا ہی اور اُسکے کپڑے اُتارتا ہی ہمارا ہاتھ ہمارے پانون کو کھائے لیتا ہی بس بے امان تیری ہم کیسے جان بچا سکتے ہین مطلب یہ کہ قوت وقدرت تو ہماری سب امور لایعنی مین صرف ہو رہی ہی پھر پانون کو قوت کہان سے ملے جو تیری راہ مین گرم رفتار ہون اس دنیا مین بڑے بڑے خطرے ہین بالفرض اگر ان سے جان بچا بھی لیگیا اور ان مین نہ پڑا جب بھی تو مایہ ادبار وبیم کا لے گیا اس سبب سے کہ جب جان کو اسکی وصل جانان سے نہ تھا تو ابد تک وہ اپنے حق مین آپ ہی کور وکبود ہی کس واسطے کہ انسان کی خلقت محض واسطے معرفت کے ہی جب معرفت سے بہرہ نہین ہی تو کس کام کی اور کیا فائدہ قولہ چون تو ندہی راہ جان خود بردہ گیر جان کہ بے تو زندہ باشد مردہ گیر ﴿ گر تو طعنہ میزنی بر بندگان ﴿ مر ترا آن می رسد ای کامران ﴿ ور تو ماہ ومہر را گوئی جفا ﴿ ور تو قد سرو را گوئی دوتا ﴿ ور تو چرخ وعرش را گوئی حقیر ﴿ ور تو کان وبحر را گوئی فقیر

آن بہ نسبت باکمال تو رواست ÷ ملک واقبال وغناہا مر تراست ÷ کہ تو پاکی از خطر وز نیستی ÷ نیستان را موجد و مغنیستی ÷
آنکہ رو تا بند تا نہ سوختن ÷ آنکہ بدرید ست واند دوختن ÷ مے بسوزد ہر خزان مر باغ را ÷ باز رویاند گل صباغ را ÷ کاے
بسوزیدہ برون آتا زہ شو ÷ بار دیگر خوب وخوش آوازہ شو ÷ چشم نرگس کور شد بازش بساخت ÷ حلق نے بدرید باز ادرا
نواخت ÷ ما چو مصنوعیم صانع نیستیم ÷ جز زبون وجز کہ قانع نیستیم ÷ ماہمہ نفسے ونفسے میزنیم ÷ گر نخوانی ماہمہ آہرمنیم ÷ زان
ز آہرمن رہیدستیم ما ÷ کہ خریدی جان ما را از عما ÷ تو عصا کش ہر کرا کہ زندگیست ÷ بے عصا و بے عصا کش کور چیست ÷
غیر تو ہرچہ خوش ست وناخوش ست ÷ آدمی سوزست وعین آتش ست ÷ ہر کرا آتش پناہ ویشت شد ÷ ہم
مجوسی گشت وہم زردشت شد ÷ کلشئی ما خلا اللہ باطل ÷ ان فضل اللہ غیم ہاطل ÷ المعنی صباغ رنگریز آہرمن دیو
وشیطان زردشت وزرتشت نام ایک شخص کا کہ واضع مذہب آتش پرستی کا ہی بتائید سابق فرماتے ہین کہ اوپر
جو کہا کہ وہ جان بچا لیگیا لیکن ہر گاہ تو اُسکو اپنی طرف راہ ندے تو وہ بچا لیجا یا کرے جب معرفت تیری اُس مین
نہین اور بے تیرے ہی تو وہ زندہ نہین مردہ ہی اگر تو ہم بندون پر طعنہ برائی کا کرے تو لائق وبجا ہی تیری ذات
پاک ہی اور اگر تو مہر وماہ کو تاریک کہے جنکی ضیا اظہر من الشمس اور رہرو کو دو تا جسکی راستی ابین من الامس اور جو
تو چرخ وعرش کو جنکے مثل کوئی بلندی وقدر والا نہین حقیر بتالے اور کان وبحر کو جنکا فیض جانے کب سے
کب تک جاری ہی فقیر ٹھہرائے تو یہ سب نسبت تیرے کمال کے روا وبجا ہی تمامی ملک واقبال وساری
غنائین تیرے ہی واسطے ہین کوئی صفت پوری باکمال کسی کو حاصل نہین تو خطر ونیستی سب سے پاک ہی اور ہم
سب جو نیست ہین ہمارا موجد ہی اور ہمارا مغنی جو لوگ منھ چمکائین یعنے فروغ وکروفر جتائین تو اُنکو انھین کے تاب
وفروغ مین جلا سکتا ہی اور جو لوگ پھٹے ٹوٹے ہین اُنکو سی بُنا نتا ہی اور درست کرسکتا ہی دیکھو ہر خزان باغ کو جلا دیتی
ہی وہ پھر گل صباغ کو پیدا کرتا ہی صباغ رنگریز کو کہتے ہین مگر یہان مبالغۃً گل رنگین کو کہا کہ ایسا رنگت والا ہی جو اورون
کا رنگ بخش ہی اور گل سے کہتا ہی کہ ای جلے ہوے نکل اور تازہ ہو پھر سے خوب وخوش آوازہ ہو چشم نرگس
کی جو اسی آشوب خزان سے اندھی ہو جاتی ہی کیسی بنا دیتا ہی اور نے کے حلق کو پھاڑتا ہی اور کیسا اُسکو
نوازش کرکے صوت ونوا بخشتا ہی بس ہم سب مصنوع ہین ہمارا صانع وہی ہی ہم صانع نہین ہین ہم تو ایک عاجز
ناچیز قانع ہین جو ہم کو دیتا ہی ہم پاتے ہین ہم سب نفسی نفسی کرنے والے ہین ہر طرح اپنے نفس کے فریادی اگر
تو ہم کو اپنی طرف نہ بلائے تو ہم شیطان سے بدتر ہین آب جو ہم شیطان سے بچے ہوے ہین یہ بھی تیرا صدقہ
ہی کہ تو نے اندھے پن سے ہماری جان کو چھڑا لیا ہی سوجھ بوجھ اپنی بخشی ہی ہم کور ہین اور جسکو کہ ہم سے
زندگی حاصل ہی اُسکا تو عصا کش ہی ورنہ بے عصا اور بے عصا کش کے کور چیز ہی کیا ہی لا بدسواے تیرے
جو کچھ ہی چاہے مرغوب طبع ہی چاہے غیر مرغوب سب آدمی کے پھونک دینے والے اور عین آتش ہین بس

یہ ماسوا جسکو آتش کہا ہی جسکی پناہ و پشت ہوئی وہ مجوسی بھی ہوا اور زردشت بھی ہوا یعنے آتش پرست بھی اور واضع دین آتش پرستی کا بھی آپ بھی جلا اور ون کو بھی جلایا معنی شعر عربی کے جو شئی کہ سواے اللہ کے ہی سب بیہودہ ہی اور بیشک فضل اللہ تعالے کا ایک ابر بارندہ ہی جس سے ہر شئی جان تازہ پاتی ہی الخلاف شرح مین ورتو کو ورتو آوازہ کو آوارہ آہرمن کو اہرمن لکھا ہی

بقیۂ قصۂ امیر المومنین علی رضؓ اور آسانی کرنا اپنے خونی رکابدار سے

قولہ گفت دشمن را ہمی بینم بچشم ٭ روز و شب بروے ندارم ہیچ خشم ٭ زانکہ مرگم ہمچو جان شیرین شدست ٭ مرگ من در بعث چنگ اندر زدست ٭ مرگ بے مرگے بود مارا حلال ٭ برگ بے برگی بود مارا نوال ٭ برگ بے برگے ترا چون برگ شد ٭ جان باقی یافتی و مرگ شد ٭ ظاہرش مرگ و بباطن زندگی ٭ ظاہرش ابتر نہان پایندگی ٭ از رحم زادن جنین را رفتنست ٭ در جہان او را ز نو بشگفتنست ٭ آن کہ مردن پیش جانش تہلکہ است ٭ امر لاتلقوا بگیرد او بدست ٭ چون مرا سوے اجل عشق و ہواست ٭ نہی لاتلقوا بایدیکم مراست ٭ زانکہ نہی از دانہ شیرین بود ٭ تلخ را خود نہی حاجت کے شود ٭ دانہ کش تلخ باشد مغز و پوست ٭ تلخی و مکروہیش خود نہی اوست ٭ دانہ مردن مرا شیرین شدست ٭ بل ہم احیاؤ پے ما آمدست ٭ اقتلونی یا ثقاتی لائما ٭ ان فی قتلی حیاتا دائما ٭ ان فی موتے حیاتی لافتا ٭ کم افارق موطنی حتے متے ٭ فرقتے لولم تکن فے ذا السکون ٭ لم یقل انا الیہ راجعون ٭ راجع آن باشد کہ باز آید بشہر ٭ سوے وحدت آید از تفریق دہر ٭ این سخن پایان ندارد جاکرم ٭ چون شنیدی سر رسید گشت خم ٭ المعنی بعث بالفتح اٹھانا مردون کا قیامت کے دن نوال بالفتح عطا و بخشش تفریق جدا کرنا اور تفرقہ کرنا حضرت علی شیر خدا نے اُس مبارز سے کہا کہ مین اپنے دشمن کو رات دن دیکھتا ہون اپنی آنکھون سے اور ذرا اُسپر غصہ نہین کرتا اس سبب سے کہ سب کو جان شیرین ہی مجکو اپنا مرگ مثل جان کے شیرین ہوگیا ہی اور میرا مرگ بعث مین ہاتھ ڈالے ہوے ہی مگر مرنے کی ساتھ ہی زندہ ہو جاؤنگا نہ مثل اور مردون کے کہ جانے کب سے پڑے ہین اور کبتک پڑے رہین گے پس وہ مرگ جو بے مرگی ہی مجکو حلال و سزاوار ہی اور وہ برگ جو بے برگی ہی میرے واسطے عطا و بخشش ہے یہ برگ بے برگی کا ایسا برگ و سامان ہی کہ جب تیرا یہ برگ و سامان ہوا بس جان سے کہ تونے جان باقی پالی اور مرگ سے تو چھوٹ گیا اسکا ظاہر تو البتہ مرگ ہی لیکن حقیقت مین ہی زندگی اور بظاہر ابتر و خرابی مگر پوشیدہ پایندگی اور ہمیشگی کہ پھر فنا نہین جنین جو رحم سے پیدا ہوتا ہی چلچلاؤ ہی کے واسطے ہوتا ہی کہ دوسرے جہان مین از سر نو پھر کھلتا ہی پس جو شخص کہ مرنے کو تہلکہ اور آفت سمجھتا ہی وہ حکم لاتلقوا کو اختیار نہ کرے اور اپنے بچنے کی سند بتائے جیسا کہ فرمایا ہی لاتلقوا بایدیکم الے التہلکہ مت ڈالو ہاتھ اپنے ہلاکت مین اور مجکو اجل کا بڑا عشق و چاہ ہی اور زندگی دنیا کی

میرے نزدیک تہلکہ اور آفت بس لاتلقوا بایدیکم کی نہی میرے واسطے ہی خاص کہ مین اس زندگی ظاہر کیطرف نجاؤن اس سبب سے کہ ممانعت توڑنے جھاڑنے میوہ شیرین کی کرتے ہین نہ تلخ کی کس واسطے کہ تلخ کو حاجت نہی کی کیا ہے اسکی تو تلخی خود نہی ہی ظاہر ہی جس میوہ کا مغز و پوست تلخ ہوتا ہی اسکی تلخی و ناگواری خود اسکی نہی ہی ایسے میوے کو کون توڑتا ہی مجکو میوہ موت کا جو سب کو تلخ ہی شیرین ہوا ہی اور بل احیاءٌ میرے ہی واسطے آیا ہی کما جاء فی القرآن لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم تا آخر آیت مت جانو ان لوگونکو جو اللہ کی راہ مین مارے گئے مردہ ہین بلکہ زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس پس حضرت امیر کی طرف سے مولانا رح فرماتے ہین کہ فرمایا اقتلونی یا ثقاتی لائما ان فی قتلی حیاتی یعنی قتل کرو مجکو ای میرے ثقات در انحالیکہ ملامت کرنے والے ہو یعنے غصہ کے ساتھ اسواسطے کہ مجکو اپنے قتل مین حیات دائمی حاصل ہوگی بیشک مجکو اپنی موت عین حیات ہی نہ فنا کہانتک مین اپنے موطن سے جدا رہون اور کب تلک فرقت میری اگر نہوتی اس سکون سے یعنے دنیا کہ جسمین مجکو سکون ہی تو انا الیہ راجعون نکہتا ہم اسکی طرف رجوع ہونے والے ہین اور وجہ نکہنے کی یہ کہ راجع اسی کو کہتے ہین کہ جہان سے جائے وہین پھر لوٹ کے آئے تو بس انسان مقام وحدت سے اس تفرقہ و کثرت مین آیا ہی لہذا رجوع بھی وحدت کو ہوگا پھر کیسی خوشی کی بات ہی اور رجوع ہونے والے اپنے شہر کے کیسے خوش ہوتے ہین آپ فرمایا جناب امیر نے اس سخن کی تو حد نہین میرے چاکر نے جو میرے قاتل ہونے کا حال اپنی نسبت حضرت سید عالم سے سنا کہ وہ قاتل میرا ہی تو بار غم سے خم ہوگیا الخلاف شرح مین بیمرگی کو بیمزگی لافتا کو یا فتے ستے کو بصورت تھی وحدت کو وحات لکھا ہی

پانون پڑنا رکابدار کا حضرت امیر کے کہ مجکو مار ڈالو اور اس بلا سے چھڑا دو

قولہ باز آمد کای علی زودم بکش ٭ تا نہ بینم آن دم و وقت ترش ٭ من حلالت میکنم خونم بریز ٭ تا نہ بیند چشم من آن رستخیز ٭ گفتم ار ہر ذرہ خونی بود ٭ خنجر اندر کف بقصد تو شود ٭ یک سر مو از تو نتواند برید ٭ چون قلم بر تو چنین خطی کشید ٭ لیک بیغم شو شفیع تو منم ٭ خواجہ روحم نہ مملوک تنم ٭ پیش من این تن ندارد قیمتی ٭ بی تن خویشم فتی ابن الفتی ٭ خنجر و شمشیر شد ریحان من ٭ مرگ من شد بزم و نرگسدان من ٭ آنکہ او تن را بدینسان پی کند ٭ حرص میری خلافت کی کند ٭ زان بظاہر کوشد اندر جاہ و حکم ٭ تا امیران را نماید راہ و حکم ٭ تا بیارا ید بہر تن جامہ ٭ تا نویسد او بہر کس نامہ ٭ تا امیری را دہد جان دگر ٭ تا دہد نخل خلافت را ثمر ٭ میری او بینی اندرین جہان ٭ فکر ت پنہانیت گردد عیان ٭ ہین گمان بد مبر ای ذو لباب ٭ با خود آ و اللہ اعلم بالصواب ٭ المعنی آنفنے امانہ فنا کاٹنے گردن کو نچین مارنا یعنے وہ رکابدار جناب امیر کے پانون پر گر پڑا کہ ای علی رض جلدی مجکو مار ڈالو تو مین اس وقت ترش اور برے ناخوش کو نہ دیکھون مین نے اپنا خون تم پر مباح کیا جلدی بہاؤ تا مین اس قیامت کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھون آپ فرماتے ہین مین نے اس سے کہا کہ اگر ذرہ تیرے لیے خونی بجائے اور خنجر بکف

ہوکے تیرا قصد کرے ممکن نہین جو تیرا کوئی ایک سر مو کاٹ سکے جب قلم آلہی نے یہ بات تیری تقدیر مین لکھدی ہو کہ تو
میرا خونی ہوئے لیکن تو بے غم رہ مین خدا تعالے کے سامنے تیرا سفارشی ہونگا اس واسطے کہ مین مالک روح کا
ہون نہ غلام تن کا کہ تن کے واسطے تیرا دامنگیر ہون میرے سامنے اس تن کی کچھ قدر و قیمت نہین ہو مین تو اس
اپنے تن بغیر ہون یہ تن میرا فنا ابن فنا ہو یعنے ایکبار فنا ہوکے پیدا ہوا پھر پیدا ہوا خنجر و شمشیر کو مین گل سمجھتا
ہون مرگ میری نرگسدان کی بزم ہو یعنے ہر وقت میری آنکھون مین جلسہ رکھتی ہو اور میری آنکھین اسکو تکتی ہین
پس جو شخص کہ اس طرح اپنے تن کی کو بچین مارے وہ امیری و خلافت کی حرص کب کرے گا کہ امیر یا خلیفہ
کہلاؤن اگرچہ بظاہر کسی جاہ و حکم مین وہ پڑے تو اس نظر سے ہوگا کہ اور امیرون کو رہنمائی حکم کی کرے اور
طریقہ حکومت کا جتائے اور ہر تن پر جامہ حکومت کا آراستہ کرے اور ہر شخص کو نامے ہدایت کے لکھے تا امیری مین
اور ایک جان پڑ جائے اور نخل خلافت کو ثمر حاصل ہو تو اسکی امیری اس جہان مین دیکھ کے اپنی فکر پنہانی کو
ظاہر کرے آپ خبردار اے عاقل تو کوئی گمان بد انکی نسبت مت کر اور ہوش مین آ اور یہی کہ اللہ بڑا جاننے والا
ہو جو کچھ صواب ہو یہ اشعار مولانا رہ کے آنکہ او تن سے یہانتک انھین کے مقولات ہین ایما تنازع خلافت
مین جو بعض بعد آنحضرت حق شیخین کا کہتے ہین اور بعض حضرت امیر کا اور شیخین پر نسبت غصب و ظلم کی کرتے
ہین اور بیعت حضرت امیر کو جو شیخین کی کی محمول بمجبوری مگر مولانا رح کہتے ہین کہ انھون نے اپنے نفس کو
ایسا عاجز و مجبور کیا تھا جیسا کہ مذکور ہوا پھر انکو حرص امیری و خلافت کی کیسے ہوتی انکو اسکی پروا ہی
نہ تھی نہ مجبوری اور جو بعد کو کی اس سے منشا اورون کی ہدایت کی تھی کہ بعد میرے میری راہ پر چلین
اور میرے عمل پر عمل کرین عقلمند کو چاہیے کہ کوئی بدگمانی نہ کرے اور ہوش مین ہوکے بات کہے آگے

اللہ خوب جانتا ہے

اس بات کا بیان کہ حضرت جو طلبگار فتح مکہ کے ہوئے مقتضی اسکی حب ملک نہ تھی جب کہ یہ فرما چکے تھے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب یعنے دنیا مردار ہے اور اسکے طالب سگ ہین بلکہ یہ طلب بہ امر الٰہی تھی

قولہ جہد پیغمبر بفتح مکہ ہم ٭ کے بود در حب دنیا متہم ٭ آنکہ او از مخزن ہفت آسمان ٭ چشم و دل بربست روز امتحان ٭
از پے نظارۂ او حور و جان ٭ پر شدہ اطباق ہر ہفت آسمان ٭ قدسیان افتادہ بر خاک رہش ٭ صد چو یوسف
اوفتادہ در چہش ٭ خویشتن آراستہ از بہر او ٭ خود ورا پروائے غیر دوست کو ٭ آنچنان پر گشتہ از اجلال
حق ٭ اندرو ہم رہ نیابد آل حق ٭ لا یسع فینا نبی مرسل ٭ والملک والروح ایضاً فاعقلوا ٭ گفت ما زاغیم
وہمچون زاغ نے ٭ مست صباغیم مست باغ نے ٭ چونکہ مخزنہائے افلاک و عقول ٭ چون خسی آمد بر چشم رسول ٭

پس چه باشد مکه و شام و عراق ٭ که نماید او نبرد و اشتیاق ٭ آن گمان بر وے ضمیری بد کند ٭ کو قیاس از جہل و
حرص خود کند ٭ زا بگینه زرد چون سازی نقاب ٭ زرد بینی جمله نور آفتاب ٭ بشکن آن شیشه کبود و زرد را ٭ تا شناسی
گرد را و مرد را ٭ گرد فارس گرد سر افراشته ٭ گرد را تو مرد حق پنداشته ٭ المعنی آل فرزندان و اہل خانه و پیروان گرد
بکاف فارسی مضموم پہلوان و دلاور یعنے آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے جو فتح مکه مین جہد بلیغ فرمائی یه حب دنیا
سے کب متہم ہو سکتی ہے اس واسطے که جو شخص مخزن ہفت آسمان پر نظر نه ڈالے جیسے آنحضرت نے بروز
امتحان جو شب معراج ہے که ہر چیز مشتاق آپ کے پسند کی تھی چشم دل بند کرے اُسکے نزدیک فتح مکه کی کیا
چیز ہے اُن کے نظارہ کے واسطے حور و پریان اسقدر جمع تھین که ساتون آسمان کے طبق پُر تھے قدسی اُنکی
خاک راہ پر پڑے تھے اور یوسف جیسے سیکڑون اُنکے چاہ محبت مین اسیر تھے یه سب آپ کے واسطے
آپ کو آراسته پیراسته کیے ہوئے مگر انکو سوا دوست کے پروا کس کی آیسے بزرگی اجلال حق سے بھرے
تھے جس مین آل حق کو مطلق دخل نه تھا آل حق ساری مخلوق جیسا که اوپر بھی گذرا الخلق عیال الله مطابق اسی کے
فرمایا ہے لا یسعنی فیہا نبی مرسل ولا ملک مقرب یعنے نہین گنجایش رکھتا ہے مجھ مین نبی مرسل اور ملک اور روح
بھی بس اسی بات کو قیاس کر لو اور فرمایا ہم ما زاغ ہین یعنے مصداق ما زاغ البصر وما طغی کے نه زاغ دشتی
که مردار کا طالب ہے جو دنیا و ماسوا ہے اور ہم طالب صباغ کے ہین جسنے اس باغ دنیا کو رنگا ہے نه رنگ باغ
کے پس ہرگاہ که مخزن افلاک و عقول کے ایک تنکے کی طرح آپ کی آنکھ مین نه سمائے پھر مکه اور شام و عراق
کیا چیز ہین جنکے واسطے وہ لڑتے اور مشتاق ہوتے ایسا گمان اُنپر وہ کرتے ہین جنکے ضمیر بد ہین کس واسطے که
وہ اپنے ہی حرص و جہل پر قیاس کرتا ہے جیسے آبگینه زرد کو اگر تو آنکھ پر رکھ لے تمام نور آفتاب کا تجکو زرد ہی معلوم
ہوگا لہذا اس شیشه زرد و کبود رنگ کو توڑ دے یعنے رنگ برنگی چھوڑ دے تو تجکو گرد و مرد معلوم ہو که گرد
دنیا کا کون ہے اور مرد خدا کا کون گرد فارس کے کیسے سر افراشته ہوتے ہین مگر وہ پہلوان و دلاور دنیا کے ہین
تو نے انھین کو مرد حق جان لیا ہے الخلاف شرح مین مکه کو نکه اور ما زاغیم کو راغیم لکھا ہے قوله که دو ید ابلیس
وگفت این فرع طین ٭ چون فزاید بر من آتش جبین ٭ تا تو مے بینی عزیزان را بشر ٭ دانکه میراث ابلیس
است آن نظر ٭ گر نه فرزند بلیسی اے عنید ٭ پس بتو میراث آن سگ چون رسید ٭ من نیم سگ
شیر حقم حق پرست ٭ شیر حق آنست کز صورت برست ٭ شیر دنیا جوید اشکار سے و برگ ٭ شیر مولے
جوید آزادی و مرگ ٭ چونکه اندر مرگ بیند صد وجود ٭ ہمچو پروانه بسوزاند وجود ٭ شد ہوائے مرگ طوق
صادقان ٭ که جہودان را بد آمد امتحان ٭ در نبی فرمود کاے قوم یہود ٭ صادقان را مرگ باشد
نفع و سود ٭ ہمچنان که آرزوے سود ہست ٭ آرزوی مرگ بودن زان بہست ٭ اے جہودان بہر ناموس کسان ٭

بگذرانید این تمنا برزبان ٭ یک جهودی آنقدر بهره نداشت ٭ چون محمد این علم را برفراشت ٭ گفت اگر رانید این را برزبان ٭ یک جهودی خود نماند در جهان ٭ پس جهودان مال بردند و خراج ٭ که مکن ما را تو رسوا ای سراج ٭ جزیہ بدادند جهودان شاد ٭ همچنان والله اعلم بالرشاد ٭ این سخن را نیست پایانی پدید ٭ دست با من ده چو چشمت دوست دید ٭ اندر آ در گلستان از مزبله ٭ چونکه در ظلمت بدیدی مشعله ٭ بے توقف زود تر در نه قدم ٭ زین چهے بن سوے باغ ارم ٭ هم نبردش گفت از بهر خدا ٭ شرح کن این راو بنیه بر مفا ٭ المعنی غنیه بفتح ستیز نده و سرکش نبی الضم قران مزبلہ بفتح دبا ولام نیز مفتوح جگہ گوبرا ور نجاست ڈالنے کی یعنے کردفارس نے جو بمقتضاے غرور سرکشی کی ناگاه ابلیس نے اسکو دیکھکر کہا کہ یہ فرع خاکی مجھ آتش جبین پر بھی بڑھا جاتا ہے یہ سرکشی تو میرا حق ہے اسی سبب سے تو عزیز لوگون کو شرور برائی سے دیکھتا ہے جان رے کہ یہ نظر میری ابلیس کی میراث سے ہے جو مجکو ملی ہے پھر اگر تو ابلیس کا فرزند نہین تو اے سرکش بتا یہ میراث اُسکی تجکو کیسے پہونچی حضرت امیر فرماتے ہین مین سگ نہین ہون شیر حق ہون اور حق پرست صورت پرستی سے جدا اور جو صورت پرستی سے جدا ہے وہی شیر حق ہے دنیا کا شیر شکار اور کھانا پینا ڈھونڈھتا ہے خدا کا شیر دنیا سے آزادی اور اپنی ہستی کی نیستی چاہتا ہے اور وجہ یہ کہ مرگ و نیستی مین سیکڑون وجود دیکھتا ہے یہ ایک وجود کیا اسی سبب سے پروانہ کی طرح اپنے وجود کو جلاتا ہے اور یہ شوق مرگ کا صادقون کی گردن کا طوق اُسوقت سے ہوا ہے کہ جسوقت امتحان ہوا چنانچہ فرمایا قل یا ایها الذین هادوا ان زعمتم انکم اولیاء الله من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوه ابدا بما قدمت ایدیهم والله علیم بالظالمین کہہ تو اے لوگو جو یہودی ہوگئے اگر تمھارے گمان مین ہے کہ ہم اولیاء الله کے ہین سوا اور لوگون کے تو موت کی تمنا کرو اگر اپنی بات کے سچے ہو کسواسطے کہ اولیاء الله کی شان سے یہ بات ہے کہ تمنا موت کی کرتے ہین اور یہ ہرگز تمنا نہین کرینگے ہمیشہ اس سبب سے کہ اعمال بد جو دنیا مین کیے ہین اُنکو پہلے سے اسکے ہاتھ دار الجزا مین بھیج چکے ہین جانتے ہین کہ بعد موت اُن سے پالا پڑے گا پھر کیسے تمنا کرین اور الله ظالمون کو جانتا ہے پس یہ آیت بطور امتحان کے ہے اور صادقون کی تمنا مرگ کی ثابت ہے الله تعالے نے قرآن مجید مین فرمایا کہ صادقون کو اے قوم یہود مرگ سراسر نفع اور سود ہے جیسا کہ اوپر کی آیت سے واضح تم کو جیسی آرزو سود کی ہے اس آرزو سے آرزو مرگ کی بہت بہتر ہے اے جہود و تم مخلوق مین آپکو اولیاء الله سمجھتے ہو انھین کی عزم کرو اور یہ تمنا ذرا اپنی زبان سے تو نکالو سب سنتے رہے اور ایک جہودی کو ایسا بہرہ نہ تھا جو مقابل ہوتا جب آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے یہ علم اپنا بلند کیا کہ اگر تمنے موت کی تمنے زبان سے نکالی تو جان لینا کہ ایک یہودی جہان مین نہین رہے گا پس یہودی آپ کے سامنے ال وخراج لیگئے اور کہا کہ اے چراغ دین و دنیا کے زیادہ ہم کو ہوا فضیحت مت کرو سب نے جزیہ دینا قبول کیا اور خرم و شاد رہنے لگے اور رشد و ہدایت کو اُنکی الله خوب جانتا ہے کہ راستی پر تھے

باقی پر بعد ختم اس بات کے جناب امیر نے فرمایا کہ ای مبارز اس بات کی تو پایان نہین اب دیر مت کر اور ہاتھ بیعت کا میرے ہاتھ مین دے تامل ہی کیا ہی جب تیری آنکھین دوست بین ہو گئین آب تو اس نجاست کو جو شرک و کفر ہی چھوڑ اور گلستان وحدت مین داخل ہو تو تو اس تاریکی مین مشعل دیکھ چکا ذرا توقف مت کر جلدی قدم اپنا اس چاہ بے تھاہ سے جسمین پڑا ہی باغ ارم کی طرف بڑھا بس اُس مبارز نے جو انکا ہم نبرد تھا اور ان سے لڑتا تھا کہا خدا کے واسطے بیان اس بات کا کہ مجکو چھوڑ کیون دیا کرو اور مجکو ای جوانمرد اپنی خدمت مین قبول فرماؤ الخلاف شرح مین مشعلہ کو مشغلہ لکھا ہی

بیان کرنا امیر المومنین کا اپنے ہم نبرد سے سبب اُسکے قتل نہ کرنے کا اور مسلمان ہونا اس کا

قولہ گفت امیر المومنین با آن جوان ٭ کہ بہنگام نبرد ای پہلوان ٭ چون خدو انداختی بر روے من ٭ نفس جنبید و تبہ شد خوے من ٭ نیم بہر حق شد و نیمی ہوا ٭ شرکت اندر کار حق نبود روا ٭ تو نگاریدہ کف مولیستے ٭ آن حقی کردۂ من نیستی ٭ نقش حق را ہم بامر حق شکن ٭ بر زجاجہ دوست سنگ دوست زن ٭ گبر این بشنید و نورے شد پدید ٭ در دل او تا کہ زنارے برید ٭ گفت من تخم جفا میکاشتم ٭ من ترا نوعے دگر پنداشتم ٭ تو ترازوے احد جو بودۂ ٭ بل زبانہ ہر ترازو بودۂ ٭ تو تبار و اصل و خویشم بودۂ ٭ تو فروغ شمع کیشم بودۂ ٭ من غلام آن چراغ شمع خو ٭ کہ چراغت روشنی پذرفت زو ٭ من غلام موج آن دریاے نور ٭ کو چنین گوہر برآرد در ظہور ٭ عرضہ کن بر من شہادت را کہ من ٭ مر ترا دیدم سرافراز زمن ٭ قرب پنجہ کس ز خویش و قوم او ٭ عاشقانہ سوے دین کردند رو ٭ او بہ تیغ حلم چندین خلق را ٭ وا خرید از تیغ چندین حلق را ٭ تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر ٭ بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر ٭ المعنے مولوی ابا الحسن کے کرد و ہ تیغ خاک تصویر تو جا بجا صنم سفیشہ زبانہ کا نٹا ترازو کا جب وہ پھر مستدعی ہوا شرح کا بہاد کہ مجکو چھوڑ کیون دیا تو جناب امیر المومنین علی مرتضے نے اس جوان سے کہا کہ ای پہلوان لڑائی کے وقت جو تو نے میرے منہ پر تھوکا میرا نفس جنبش مین آیا اور میری خو مین جو واسطے خدا کے تھی تباہی و خرابی پڑ گئی کہ نصف تو خدمت کے واسطے رہگئی اور نصف ہوا ے نفسانی کی ہوگئی اور شرکت خدا کے کام مین روا نہیں ہی تو بنایا ہوا رب جلیل ہو مولی کا ہی اور وہ اسکی ملکیت میرا مالک تو نہین کہ مین نے اپنا کی ہو جو مین اپنے خواہش نفس کی پیروی کرتا نہین جو نقش حق کا بنایا ہوا ہی اسکو [illegible] بھی [illegible] جیسے [illegible] کہ [illegible] کے تیغ سے توڑنا بہتر ہی جب [illegible] اپنا [illegible] [illegible]

[illegible]

مسلمان بھائی ہین مین غلام اُس چراغ شمع خو کا ہون جس سے تمھارے چراغ نے روشنی پائی ہین غلام اُس
دریائے نور کی موج کا ہون جس نے ایسے گوہر عرصہ ظہور مین ظاہر کیے آب تم شہادت میرے سامنے پیش کرو
کس واسطے کہ مین نے تم کو زمانہ بھر مین سب سے زیادہ سرفراز پایا اور قریب پچاس آدمی کے اُسکے خویش و
قوم سے مع اُسکے عاشق و دیوانہ وار دین کی طرف رجوع ہوے آب مولانا رح فرماتے ہین دیکھو حضرت امیر نے
تیغ حلم سے اتنی مخلوق کے حلق کو تیغ سے چھڑایا اور بچایا بیشک تیغ حلم کی تیغ آہنی سے تیز تر ہوتی ہی بلکہ سیکڑون
لشکر سے ظفر انگیز تر الخلاف شرح بحر العلوم مین ہم بام کے بجاے تو اور را حد چو کو احد خو تبار کو تو تیاید رفت
زو کو او لکھا ہی

خاتمہ دفتر اول مثنوی از مولانا رح

قولہ ای دریغا لقمہ دو خوردہ شد ٭ جوشش فکرت ازان افسردہ شد ٭ گندمے خورشید آدم را کسوف ٭ چون
ذنب شعشاع بدرے را خسوف ٭ اینت لطف دل کہ از یکمشت گل ٭ ماہ او چون میشود پروین گسل ٭ نان
چو معنی بود خوردش سود بود ٭ چونکہ صورت گشت انگیزد جحود ٭ ہمچو خار سبز کاشتر میخورد ٭ زان خورش صد نفع و
لذت میبرد ٭ چونکہ آن سبزیش رفت و خشک گشت ٭ چون ہمان را میخورد اشتر ز دشت ٭ میدراند کام و لنجش
بیدریغ ٭ کا ٓنچنان وردے مربی گشت تیغ ٭ نان چو معنی بود بود آن خار سبز ٭ چونکہ صورت شد کنون خشک ست و گبز
تو بدان عادت کہ او را پیش ازین ٭ خوردہ بودے ای وجود نازنین ٭ بر ہمان بو میخوری این خشک را ٭ بعد
ازان کامیخت معنی با ترے ٭ گشت خاک آلود و خشک و گوشت بر ٭ زان گیاہ اکنون بپرہیز ای شتر ٭
سخت خاک آلودہ مے آید سخن ٭ آب تیرہ شد سر چہ بند کن ٭ تا خدایش باز صاف و خوش کند ٭ او کہ تیرہ کرد
ہم صافش کند ٭ صبر آرد آرزو را نے شتاب ٭ صبر کن واللہ اعلم بالصواب ٭ المعنی جحود جان بوجھ کے انکار
کرنا لبخ ٭ لیفہ لب کبز بجا ت تا رسی تو ری بد سطر فرماتے ہین ہاے افسوس دو ہی لقمے لذیذ دنیا کے کھانے
ہین ایسی کیفیت جوشش فکر کی بدل گئی کہ بالکل بجھ گئی اور افسردہ ہو گئی اور کیا عجب خیال تو کر ایک ہی گیہون
[illegible]
قرب مین آکر خسوف مین پڑجاتا ہی پھر دو لقمون کا کیا تعجب ہی عجب لطف دل کو کہ دل ایک مشت گل سے ہی
اُسنے جنتا ہو کہ اسکا ماہ جو معنی ہی کیسا پروین گسل ہی یعنے اسکی لڑی کو توڑ کے درہم برہم کر دیتا ہی وہ روٹی جو
ہم کھاتے تھے کہ جس سے معنی پیدا ہوتے تھے اُسکا کھانا سود تھا اب وہ روٹی صورت ہو گئی اب صرف قوت
صورت نہ معنی تو اب اُس سے جحود پیدا ہوتا ہے جو جان بوجھ کے انکار کرنا ہی جیسے اونٹ کہ نرم
نرم ہرے ہرے کانٹے کھاتا ہی اور اس خورش سے سیکڑون نفع اور لذتین اٹھاتا ہی [illegible]

سبزی و نرمی جاتی رہتی ہی اور خشک وسخت وسطبر ہوجاتے ہین پھر کیسے اُنکو اونٹ جنگل مین کھائے کہ اب وہ اُسکے تالو اور لب کو پھاڑے ڈالتے ہین اور کچھ افسوس نہین کرتے اور ایسا پھاڑتے ہین کہ ورق گل شکر پر وردہ اُس کو تیغ ہوجاتے ہین ایسی نرم ونازک چیز کا متحمل نہین ہوتا ایسے ہی وہ روٹی جو معنی تھی خار سبز تھی اور ہرگاہ وہ صورت ہوگئی تو اب خار خشک وسطبر ہی اور تو اُسی عادت پر ای وجود نازنین اب بھی اُسکو کھاتا ہی جیسے قبل اس سے کھائی تھی اور اُسی امید پر اس خشک کو کھاتا ہی بعد اس بات کے کہ معنی ثریا سے ثری کے ساتھ ملصق ہوے ایسی پستی کو پہونچے اور خاک آلود اور خشک اور گوشت پر جس سے گوشت کھٹے ہوگئے بس اے شتر ایسی گیاہ سے اب پرہیز کر اور رجاوہ کہ کوئی نفع نہین نہایت ہی خاک آلودہ گرا ہوا سخن تجھ سے ظاہر ہوتا ہی اب تیرے کنوئین کا پانی گدلا ہوگیا اسکو بند کردے جب خدا تعالے اُسکو صاف وخوش کردے پھر کھول دینا اسلیے کہ وہی تیرہ کرتا ہی اور وہی تیرہ کو صاف کرتا ہی صبر آرزو کو سامنے لاتا ہی نہ شتاب وجلدی بس صبر کر شتاب مت کر اور اللہ بڑا جاننے والا ہی ساتھ نیکی کے فقط

خاتمہ شرح مثنوی

ای خدائے واحد و فرد واحد ✣ لاشریک مالک ملک وصمد ✣ لایزال و بیزوال ولم یزل ✣ بے نظیر و بیمثال و بمثیل ✣ تو معین اور تو وکیل اور تو کفیل ✣ تو ہی ہادی تو ہی رہبر تو دلیل ✣ شکر تیرا جس زبان سے ہو ادا ✣ وہ عطا کر مجکو ای رب العلا ✣ تو نے بخشا مرغ جان کو آزقہ ✣ جو لکھی مین نے یہ شرح فائقہ ✣ تیری ہی توفیق تھی تیری مدد اب تمنا ہی کہ ہو یہ معتمد ✣ مثنوی کیسے کہون ہی بحر روم ✣ غوطے کھائین پھر نہ کیون فکر و فہوم ✣ ہی اُسی دریا کی اک اول یہ موج ✣ موج کو ترکی ہی جس سے اوج اوج ✣ پاسئے حضرت مولوی روم کی روح ✣ روح ریحان راح جنت سے فتوح ✣ جان و تن اُن کا ہو غرق بحر نور ✣ لب بلب ہو جام صہبائے طہور ✣ ای مجید اب اپنے حق مین کر دعا ✣ ہی قریب الختم دفتر عمر کا ✣ ہو اکی خاتمہ میرا بخیر ✣ خاص تیری یاد مین بے شرک غیر ✣ مرغ جان تن کے قفس سے جب اڑے ✣ تفرقہ یا ہمگران مین پڑے ✣ پلپل وہ چکوے یہی کہتا یہی ✣ مرغ حق گو کی طرح تو ہی تو ہی ✣ پنجتن شیخین وذی النورین کی ✣ صدقہ

سے ہو قبول اسیر بندگی ✣

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

رہروان بادیۂ معرفت آلہی اور سباحان قلزم ناپیدا کنار حقائق نامتناہی خوب واقف و آگاہ ہین کہ از ابتداے خلقت آدم تا ایندم مثنوی شریف حضرت مولوی روم قدس سرہ کا مثل و نظیر نہین ہوا اور نہ آیندہ تا قیام قیامت ہوگا معارف و حقائق اور رموز نکات فی اسرار مالانحل مین یہ کتاب برکت انتساب اپنی آپ ہی نظیر ہی جس کی شان مین یہ بیت گواہ ہی ؎ مثنوی مولوی معنوی ٭ ہست قرآن در زبان پہلوی ٭ یہ وہ متن متین عرفان اور حصن حصین ایقان ہی جسکی صدہا شرحین مطول و مفصل علماے دین مبین اور دشت نوردان منازل یقین سے یادگار ہین مگر کماہی حقیقت مطالب مثنوی شریف پر کماحقہ کوئی مطلع نہو سکا اور ہر ایک بزرگ والا مقام نے بقدر استعداد اپنی عقل و فہم کے توضیح مطالب مین بانحارشتی زور آزمائی کی پھر آخر مین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فرمایا۔ بطون ابیات مثنوی شریف ایسے سہل ممتنع ہین کہ جب فہم رسا غور کرتی ہی ایک نیا مطلب ہاتھ آتا ہی اور مبدء فیاض سے ہر ایک شارح علام اپنا اپنا حصہ جداگانہ پاتا ہی - یہی باعث ہی کہ کسی فرد بشر کو دریافت مطالب مثنوی شریف مین موجودگی اسقدر شروح متعددہ کے سیری نہین ہوتی اور ہر ایک نئی تحقیق اور جدید تصنیف کا خواہان و جویان رہتا ہی۔ فہم مطالب مثنوی شریف مین علی العموم یہ امر اور بھی سنگ راہ ہی کہ فی زمانناجو شرحین موجود ہین اور اکثر اُن مین سے معرض طبع مین آکر اشاعت پذیر بھی ہوئین ہین یہ سب بزبان فارسی ہین پس ظاہر ہی کہ ایسی شرحونکا فیض عام نہین ہو سکتا اسلیے کہ اصحاب کم استعداد کہ انھین کا طبقہ زیادہ تر ہی دریافت غوامض ابیات مثنوی شریف مین بذریعہ عبارت فارسی شرح عاجز رہجاتے ہین - اُسیطرح یہ کہ اکثر حضرات نے اپنی اپنی شرحون مین مقامات مشکلہ یعنی ابیات معنی بند مثنوی شریف کے حل مطالب مین نہین معلوم کس مصلحت سے طریقۂ بیان بعبارت پیچیدہ اختیار فرمایا ہی جس سے ادراک معانی دائرہ الاہم فالاہم مین داخل ہوگیا ہی۔ بعض شارحین باکمال نے اکثر ابیات مثنوی شریف کے جنکو کہ ہم لوگ مشکل جانتے ہین اور اُنکے دریافت مطالب مین دست پاچہ رہتے ہین بفحواے المرء یقیس علی نفسہ ملتف ابیات کو شاید سہل تصور فرماکے اُنکے حل مطالب کو بالکل قلم انداز کردیا ہی پس کوئی شرح ایسی نہین ہی جس مین کسی نہ کسی مقام پر محل اعتراض نہو یا دریافت حقائق مثنوی شریف مین علی العموم کافی طور پر نفع بخش ہو - اور حق بھی یہی ہی کہ جس زبان مین متن ہو اُسکی شرح اُس سے کمتر زبان مین جیسی عام فہم ہوتی ہی موافق متن کی زبان مین ہرگز ممکن نہین اب ارباب شوق و ذوق کو مژدہ ہو کہ آپ حضرات کی جملہ مشکلین رفع ہوگئین اور اعتراضات اُٹھ گئے اور شاہد مقصود سے سربازار ملاقات ہوگئی یعنے ملک العلما سند الفضلا وحید عصرہ فی المعقول والمنقول فرید دہرہ فی التصوف والاصول کعبۃ العلما الربانیین قبلۃ الکملا الرحمانیین سرامد مستغرقان بحار اسرار سبحانی پیشواے مستعدکان بادیۂ نوالبیانی

مرشد سالکان منازل عرفان جناب مولوی عبد المجید خان صاحب ساکن پیلی بھیت نے کمال جانفشانی و عرقریزی سے مثنوی شریف کی بزبان اردو عام فہم نہایت سلیس کمال تحقیق سے شرح فرمائی اور نام اسکا بوستان معرفت رکھا۔ فی الحقیقت اس مصنف علام و فہام نے وہ کار نمایان کیا ہو کہ قابل قدر صاحبان علم دوست ہو۔ اول تو یہ شرح بالاستیعاب ہو یعنی کوئی بیت مثنوی شریف کی حل مطالب سے باقی نہین رہی دوسرے طرز اس شرح کا نہایت عمدہ ہو یعنی پہلے ابیات مثنوی شریف کے لکھے ہین بعدہ جسقدر ابیات لکھے ہین اُن کے لغات کا بیان کیا پھر اُن کے مطالب کو نہایت صاف طور سے ظاہر کر دیا پھر اُن اشعار کا لفظی ترجمہ بتدریج لکھا پھر اختلاف نسخ اور اختلاف شارحین کو بیان کر کے راجح و مرجوح کو بیان فرما دیا پھر اپنا اجتہاد ظاہر کر دیا غرضکہ اس شرح مین اس طرح کا بیان صاف صاف ہو جس مین کسی طرح کا خدشہ باقی نہین رہتا اور بغور مطالعہ تسکین حاصل ہو جاتی ہے صدہا اشعار جنکی آج تک تحقیق پورے طور پر نہوئی تھی اور اسنکے معانی مین شبہہ باقی تھا اس شرح نادر کے دیکھنے سے اُن کے معانی اصلی آئینہ ہو گئے۔ یہ بھی واضح کہ موافق مثنوی شریف کے اس شرح کے بھی چھ دفتر ہین چنانچہ دو بار چھون دفتر معرض طبع مین آکر نذر ناظرین باتمکین ہو چکے ہین اور ہاتھون ہاتھ سب نسخہ فروخت ہو گئے اور شائقین کا شوق بدستور باقی ہے پس بحمد اللہ علی احسانہ کہ یہ دفتر اول کتاب مستطاب کثیر انتساب بوستان معرفت شرح مثنوی مولوی روم قدس سرہ کا مطبع نامی وگرامی مشہور نزدیک و دور منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب ایماے منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع ہذا بماہ اپریل ۱۹۱۷ء مطابق ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۵ہجری بار سوم حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر حمائل گلوے خاص و عام ہوا۔

اعلان

چونکہ مصنف ممدوح نے حق تصنیف و تالیف اس شرح کا بحق منشی نولکشور پریس عطا کر دیا ہے لہذا حق تصنیف اس شرح مثنوی زبان اُردو کا بحق مطبع ہذا محفوظ ہو۔

نام کتاب	قیمت
روم کا منظوم شعر بہ شعر اور حاشیہ پر اُردو مین حاصل مطلب ہر شعر کا مع فوائد تصوف کامل دو جلد مین بتفصیل ذیل۔	ہے/پ
جلد اول۔ ترجمۂ دفتر ۱ و ۲ و ۳۔	للعہ/پ
جلد دوم۔ ترجمۂ دفتر ۴ و ۵ و ۶۔	للعہ/پ
شان رحمت منظوم۔ عبرت انگیز و دلچسپ مضمون ہے۔	۶ پائی
رسالۂ شرافت۔ مؤلفہ منشی نادرحسین صاحب عزیز نگرامی۔	۵/پ
کنزالاسرار۔ ترجمۂ اُردو نظم مثنوی شاہ بو علی قلندر قدس سرہ ہموزن مثنوی ازمولوی سید غلام حیدر خان۔	۱/
چشمۂ فیض۔ نظم ترجمہ اُردو پندنامہ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ ازمولوی عبدالغفور خان بہادر۔	۱/۶/۹
مثنوی الکلام۔ معروف بہ جواہر بے نظیر مصنفہ حضرت محمد بے نظیر شاہ صاحب قادری۔	۷/پ
کشف الاسرار۔ اُردو ترجمہ می باید شنید مترجمہ راجہ راجیسور راؤ صاحب اصغر۔	۱/۶/۹
حدیقۃ الاخلاق۔ اُردو ترجمہ می باید شنید مترجمہ راجہ راجیسور راؤ صاحب اصغر۔	۱/پ
مذاق العارفین۔ ترجمہ احیاء علوم الدین عربی ہر چہار جلد کامل در دو جلد کاغذ سفید ولایتی	۵/پ
گلشن سروری۔ نظم مین تہذیب و اخلاق کا بیان مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔	۲/۶/۹

نام کتاب	قیمت
اکسیر ہدایت۔ ترجمۂ اُردو کیمیاے سعادت جامع شریعت وحقیقت مترجمۂ مولوی فخرالدین احمد۔	عہ/پ
نصیحت نامہ۔ اسم بامسمی مترجمۂ منشی دیبی پرشاد صاحب۔	۵/پ
ترجمۂ رشحات۔ مترجمۂ مولانا ابوالحسن فریدآبادی کاغذ سفید۔	عہ/پ
تہذیب احسانی۔ مؤلفہ حکیم احسان علی۔	
مجموعۂ توحید۔ از شاہ عبدالصمد عرف رن مست خان شامل چار رسالہ (۱) الف بے وجیم (۲) بھجن (۳) مثنوی اللہ نام جیو رے (۴) پریم نامہ شاہ ولی۔	۱/۳/۹
تحفۃ العاشقین۔ رموز تصوف از شاہ عبدالصمد قدس سرہ۔	۱/۶/۹
اسرار الحروف ہندی۔ از فتح علی شاہ قادری بطور تصوف۔	۳/
اُردو ترجمہ ریاض رضوان شرح گلستان فارسی یہ شرح مشہور ومعروف از تصنیفات مولانا ریاض علی مروج درس وتدریس طلبہ ہے کہ جسکا ترجمہ مولانا ابوالحسن صاحب فریدآبادی نے بعبارت فصیح اُردو فرمایا۔	۹/
پندنامہ وحید۔ مصنفہ منشی واحد علی وحید۔	۶ پائی
مجموعۂ تصوف۔ تصنیف حقائق آگاہ شیخ برہان صاحب۔	۲/
مخزن الانوار۔ ترجمۂ گنج الاسرار از مولوی یوسف علی شاہ۔	۸/

نام کتاب	قیمت
بودھ پرکاش۔ مصنفہ منشی شیودیال سنگھ۔	۵/
تنبیہات منظوم۔ عربی با ترجمہ اُردو نثر و نظم از شیخ احمد بن علی۔	۶/
گلدستہ جنان اُردو۔ شرح بسیط گلستان سعدی از سید رزاق بخش۔	۸/
مثنوی سرحق۔ رموز تصوف از سید شاہ عطا حسین۔	۵/
پندنامہ حبیبی۔ نصائح و اندرز از محمد حبیب علیخان۔	۹ پائی
مشارق الانوار۔ معروف بہ گلدستہ معجزات احمد مختار و رسول سید ابرار در زبان پنجابی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب۔	۸/
گلبن دانش۔ ترجمہ بزبان اُردو کتاب می باید دید از راجہ راجیسور راؤ۔	ا/ پ

کتب تصوف فارسی

نام کتاب	قیمت
دیوان خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی محررہ اعجاز رقم منشی شمس الدین صاحب واضح قلم کاغذ سفید گندہ۔	عہ/ پ
انیس الارواح۔ از حضرت شیخ معین الدین چشتی رح۔	ا/ ۳
کلمۃ الحق۔ از شاہ عبدالرحمن مع شرح نور مطلق از ملا نور اللہ در بیان وحدت وجود مع دلائل و دفع شکوک۔	۵/
مثنوی مولانا روم۔ قدس سرہ مقبول عام چار مصرعہ محشی ہر شش دفتر مع تکملہ	

نام کتاب	قیمت
دفتر ہفتم کاغذ سفید و صفائی۔	عہ [illegible]
شرح مثنوی روم۔ از ملا بحر العلوم رح مقبول عام سہ مجلد کامل۔	عہ [illegible]
شرح مثنوی روم۔ از شاہ عبداللطیف معروف بہ لطائف معنوی۔	۸/
التاویل المحکم۔ فی تمشابہ فصول الحکم مصنفہ مولوی محمد حسن امروہوی۔	[illegible]
شرح مثنوی روم۔ از ملا محمد رضا معروف بہ مکاشفات رضوی۔	۹/ [illegible]
جواہر غیبی۔ از حضرت مظفر علی شاہ اکبرآبادی بحث وحدت وجود و توحید صفات و تحقیق رسالت و مراتب علم و سلسلہ طریقت کاغذ گندہ مطبوعہ ۱۹۰۸ء	[illegible]
شرح مثنوی مولانا روم۔ کامل در دو جلد حامل المتن ہر شش دفتر از مولوی ولی محمد اکبرآبادی حامل المتن ہ	[illegible]
جواہر الاسرار شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول و دوم و سوم مصنفہ حضرت مولانا حسین بن حسن سبزواری۔	[illegible]
تذکرۃ اللہی۔ احوال شاہ مظفر علی قدس سرہ از مولانا ابوالحسن صاحب فرید آبادی۔	۵/ [illegible]

حسب ایمائے جناب منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع بابو موہن لال صاحب منیجر بکڈپو نے شائع کیا